اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان

ہمارے لئے انتہائی مسرت کا مقام ہے کہ ہم آپ کے سامنے:

اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان

پیش کررہے ہیں۔ بریلویوں کے نام نہاد صدرالافاضل مولنا نعیم الدین مرادآبادی صاحب نے تقویۃ الایمان پر اعتراضات پر مشتمل ایک کتاب ''اطیب البیان'' شائع کی جس میں اپنے پیر و مرشد مولنا احمد رضا خان بریلوی سے سیکھے ہوئے دجل و فریب، کتر و بیونت، کے تمام گروں کا استعمال کیا گیا۔ مولانا حافظ عزیز الدین مرادآبادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو نعیم الدین صاحب ہی کے ہم وطن تھے نے قصہ زمین برسر زمین کے مصداق اطیب البیان کا جواب لکھا جو ۸۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ تقویۃ الایمان کے دفاع میں اتنی مبسوط کتاب نہ اس سے پہلے لکھی گئی تھی اور نہ اب تک لکھی جا سکی ہے۔ مولانا عزیز الدین مرادآبادی صاحب کا تعلق اگرچہ مسلک اہلحدیث سے تھا مگر اکابر علمائے اہل السنۃ والجماعۃ احناف دیوبند سے انتہائی عقیدت و احترام رکھتے تھے۔ جیسا کہ آپ کتاب میں جگہ جگہ ملاحظہ فرمالیں گے۔

ہم ہمیشہ کی طرح اس بار بھی قاطع رضاخانیت و یزیدیت محترم مولنا ساجد خان صاحب نقشبندی مدظلہ العالی (نائب مدیر دو ماہی نور سنت و ناظم شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان) کے بے حد ممنون و مشکور ہیں جنہوں نے ہماری درخواست پر اس کتاب کی ایک عدد فوٹو کاپی سکین کیلئے فراہم کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مولنا ساجد صاحب نے جوانی اور کم عمری ہی میں اس فتنہ کا جس طرح تعاقب کیا اور جتنا مواد اس فتنے پر کام کرنے والوں کیلئے مہیا کیا وہ صدیوں تک اس راہ پر چلنے والوں کیلئے مشعل راہ اور مولنا کیلئے صدقہ جاریہ رہے گا۔ اللہ پاک ان کی عمر و عمل میں برکت فرمائے اور حاسدین کے شر و حسد سے بچائے۔ آمین۔

خام العلماء

سیف اللہ حنفی

إِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (القرآن الکریم)

اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان

بجواب

اطیب البیان



مؤلفہ

مولانا حافظ عزیز الدین مرادآبادی رحمہ اللہ، متوفی ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء

تمہید

حضرۃ مولانا ثناء اللہ فاضل امرتسری مرحوم و مغفور

مقدمہ

جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب السلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث

ناشر

المکتبۃ السلفیۃ

شیش محل روڈ، لاہور



سلسلۂ مطبوعات نمبر ۲۷

طابع: ———— عبدالرحمٰن گوہڑوی

مطبع: ———— اشرف پریس - لاہور

ناشر: ———— المکتبۃ السلفیۃ - لاہور

قیمت: ———— اٹھارہ روپے صرف ۱۸/-

○

⊙

إِنَّ لِلّٰهِ عِنْدَ كُلِّ بِدْعَةٍ كِيْدَ بِهَا الْإِسْلَامَ وَأَهْلَهُ وَلِيًّا يَذُبُّ عَنْهُ ؎

(قالہ ابن مسعودؓ وقد روی مرفوعاً)

⊙

"حضرت علامہ شہید کی خصوصیت کبریٰ!"

"حضرت شاہ ولی اللہ کا مقام ہر رنگ میں کس درجہ جامع و کامل ہے ، تاہم یہاں جو کچھ ہوا ، تجدید و تدوین علوم و معارف اور تعلیم و تربیت اصحاب استعداد تک محدود رہا۔ اس سے آگے نہ بڑھ سکا۔ فعلاً عمل و نفاذ اور ظہور و شیوع کا پورا کام تو کسی دوسرے مرد میدان کا منتظر تھا۔ اور معلوم ہے کہ توفیقِ الٰہی نے یہ معاملہ صرف حضرت علامہ و مجدد شہیدؒ کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ خود حضرت شاہ صاحب کا بھی اس میں حصہ نہ تھا:

میخواست سپہر زعالم بر آورد
آں باغباں کہ تربیت ایں نہال کرد"

"اگر خود شاہ صاحب بھی اُس وقت ہوتے تو اُنہی کے جھنڈے کے نیچے نظر آتے ...
... شاہ صاحب نے مزاجِ وقت کے عدم تحمل و استعداد سے مجبور ہو کر بحکم:

بر رمز نکتہ ادائے کنم کہ خلوتیاں
سرِ سبو بکشادند و در فرو بستند"

.... "دعوت و اصلاح اُمت کے جو بھید پُرانی دہلی کے کھنڈروں اور کوٹلہ کے حجروں میں دفن کر دئے تھے ، اب اُس سلطان و اسکندرِ عزم کے بدولت شاہجہان آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر اُن کا ہنگامہ مچ گیا۔ اور ہندوستان کے کناروں سے بھی گزر کر نہیں معلوم کہاں کہاں تک چرچے اور افسانے پھیل گئے جن باتوں کے کہنے کی بڑوں بڑوں کو بند حجروں کے اندر بھی تاب نہ تھی۔ وہ اب بر سرِ بازار کہی جا رہی اور ہو رہی تھیں۔ اور خونِ شہادت کے چھینٹے حرف و حکایات کو نقوش و سواد بنا کر صفحۂ عالم پر ثبت کر رہے تھے:

آخر تو اٹھیں گے کوئی آفت فغاں سے ہم
حجت تمام کرتے ہیں آج آسماں سے ہم"

پھر کیا اُس وقت ہندوستان علم و عمل سے خالی ہو گیا تھا؟ یا حق پر چلنے والے اور حق کا درد رکھنے والے معدوم ہو گئے تھے؟ کون ہے جو ایسا کہہ سکتا ہے؟ خود اسی خاندان عالی میں کیسے کیسے اکابر و اساتذۂ علم و عمل موجود تھے؟ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے درس و تدریس کی بادشاہت سمرقند و بخارا اور مصر و شام تک پھیلی ہوئی تھی، شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ رفیع الدینؒ علم و عمل کے آفتاب تھے، خاندان کے باہر اگر ان کے تربیت یافتوں کو دیکھا جائے تو کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں ان کا فیضانِ علم کام نہ کر رہا ہو۔"

...... "بایں ہمہ یہ کیا معاملہ ہے کہ وہ جو وقت کا ایک سب سے بڑا کام تھا اس کے لئے کسی کے قدم کو جنبش نہ ہوئی، سب دوسرے دوسرے کاموں میں رہ گئے۔ یا حجروں کا کام یا مدرسوں کا۔ لیکن میدان والا معاملہ کسی سے نہ ہو ..... نہ آیا؟ وہ گویا ایک خاص پہناوا تھا جو صرف ایک ہی جسم کے لئے تھا اور ایک ہی پر چست آیا۔ دُنیا اس کے لئے خلعتِ عظمت اور تشریفِ قبول کاندھے پر ڈالے منتظر کھڑی تھی۔ زمانہ اپنے سارے سامانوں کے ساتھ کب سے اُس کی راہ تک رہا تھا۔ اُمیدواروں پر اُمیدوار کے بعد دیگرے گذرتے رہے مگر اُس کا مستحق کوئی نہ نکلا:

بارِ غم او عرض بہر کس کہ نمودم
عاجز شد و ایں قرعہ بنامم زِ سر افتاد!"

(حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ)

(تذکرہ ۲۴۵ ۔ ۲۴۷ طبع اوّل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

اہم مشمولات کتاب اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصدیر

لللہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست ٭ آخر آمد ز پسِ پردۂ تقدیر پدید!

خانوادۂ ولی اللّٰہی کے گل سر سبد مولانا محمد اسماعیل شہید قدس اللّٰہ روحہ و نور ضریحہ کی پُر درد، پُر تاثیر، سراپا اخلاص، ایمان پرور، نکتہ آفریں اور مقبول خاص و عام تالیف کتاب "تقویۃ الایمان" جب تیرھویں صدی ہجری کے پانچویں عشرے میں (۱۲۴۰ تا ۱۲۵۰ھ) میں منصۂ شہود پر جلوہ گر اور اس وقت کے احوال و ظروف کے مطابق اشاعت پذیر ہوئی، تو بمصداق ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے ٭ پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اس کی وسعت تاثیر کا یہ عالم تھا کہ حسب ارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی مرحوم:-

"اس (تقویۃ الایمان) سے بہت ہی نفع ہوا چنانچہ مولوی اسماعیل صاحبؒ کی حیات ہی میں ڈھائی لاکھ آدمی درست ہو گئے تھے اور ان کے بعد جو کچھ نفع ہوا اس کا تو اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔" (امیر الروایات مطبوعہ در مجموعہ حکایات اولیاء ص ۹۲ طبع لاہور)

اور حقیقت یہ ہے کہ تقویۃ الایمان جو شخص بھی صاف ذہن سے پڑھے گا وہ محسوس کرے گا ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا ٭ میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

شہادت میں مثلاً شاہ عبد العزیزؒ کے ایک شاگرد کا بیان ملاحظہ ہو:-

"میں اب تک دنیا کی حالت دیکھتا رہا اور جو کچھ لوگ کہہ رہے تھے اور کر رہے تھے ان کی باتیں بالکل میرے جی کو نہ لگتی تھیں اور میں سمجھتا تھا کہ دنیا اس وقت گمراہی میں مبتلا ہے اور میرا جی ان باتوں کو ڈھونڈھتا تھا مگر کنویں میں بھانگ پڑی ہوئی تھی نہ کسی کو دین کی خبر تھی نہ کوئی بتلانے والا تھا مولوی اسماعیل کا احسان ہے کہ انہوں نے پانی اور بھانگ کو الگ کر دیا اور سیدھا راستہ بتلا دیا" (امیر الروایات بحوالہ بالا ص ۹۳)

یوں سمجھئے کہ تقویۃ الایمان کی انبیائی دعوتِ توحید نے کلکتہ سے پشاور اور شمالی ہند سے جنوبی ہند کے ایوانہائے بدعت میں تزلزل پیدا کر دیا تھا اور جب مشرکانہ رسوم و رواج کے صدیوں پرانے قلعوں میں شگاف پڑنے شروع ہو گئے تو منطقِ یونانی کی نظریاتی بحثوں میں گم

خانقاہی تصوف کے اجارہ دار اور تقلید جامد میں سرشار اصحاب جُبّہ و دستار ان موحدانہ اثرات و نتائج حسنہ سے تلملا اُٹھے اور ایک طوفانِ بدتمیزی برپا کر دیا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ حضرات تقویۃ الایمان کے بیان اور توحید خالص کو یا تو سمجھ نہ سکے یا پھر کسی اندرونِ نفس کی مخفی شرارت یا کسی سازش کا شکار ہو گئے۔ حالانکہ مولانا نے تقویۃ الایمان :-

"لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سید صاحب، مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب، مولوی فریدالدین صاحب مراد آبادی، مومن خان، عبداللہ خان علوی بھی تھے اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے ان وجوہ سے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی۔ اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو میں آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی پر عزم جہاد ہے اس لئے میں اس کام سے معذور ہو گیا اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اٹھائے گا نہیں۔ اس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے۔ گو اس سے شورش ہو گی۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے یہ میرا خیال ہے اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جاوے۔ ورنہ اسے چاک کر دیا جائے۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہئے مگر فلاں فلاں مقام پر ترمیم ہونی چاہئے اس پر مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب اور عبداللہ خاں علوی اور مومن خاں نے مخالفت کی۔ اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اس پر آپس میں گفتگو ہوئی اور گفتگو کے بعد بالاتفاق طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں اور اسی طرح شائع ہونی چاہئے چنانچہ اسی طرح اس کی اشاعت ہو گئی۔" (امیر الروایات ص ۹۲)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ تقویۃ الایمان کے مندرجات اس خاندان کے اہلِ علم و تحقیق کے متفق علیہ ہیں اور یہ ہے بھی امر واقعہ، شاہ ولی اللہؒ کی اہم تصانیف حجۃ اللہ البالغہ، الفوز الکبیر، البلاغ المبین اور تحفۃ الموحدین وغیرہ کتابوں پر جس کی نظر ہے اس پر مخفی نہیں۔

یہی نہیں بلکہ دہلی کا پڑھا لکھا مقتدر طبقہ بھی مولاناؒ کی تحریکِ اصلاح سے بہت متاثر اور ان کی اصلاحات کو بنظرِ استحسان دیکھتا اور دل سے پسند کرتا تھا۔ صدر الصدور مولوی عبدالقادر خان

رام پوریؒ (متوفی ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۹ء) اپنے احوال و واقعات پر مشتمل کتاب "وقائع عبدالقادر خانی" میں بسلسلہ واقعات ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۵ء لکھتے ہیں :-

"دہلی میں مولوی محمد اسماعیل خلف مولوی عبدالغنی خلف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جو حسنِ بیان، قوتِ استنباط اور تیزیٔ ذہن میں اس زمانہ میں اپنے دادا اور چچاؤں کی یادگار تھے مخلوق کو ان بدعات سے روکنے پر جو مستحبات بلکہ واجبات میں مخلوط ہو گئی ہیں بہت بلند رکھی تھی۔ جمعہ کے دن جامع مسجد میں اور دوسرے دنوں میں اس قسم کے مجمعوں میں بیان کرتے تھے عوام ان کے وعظ و پند سے بہت نفع اٹھاتے تھے اور جو لوگ بدعات پر عمل کرتے ہیں اور آباؤ اسلاف کو انبیاء و رسل کے مسنونات کا ناسخ سمجھتے ہیں اگرچہ اس کفر کے تلفظ سے باز رہتے ہیں لیکن بدعت شکن پر طعن کرتے ہیں کہ اس کی بات اسلاف کے خلاف ہے لہٰذا سوچنا چاہئے کہ جب کوئی بانیٔ شریعت کی مخالفت پر عمل کرے تو کیا اس بنا پر کہ بعض خرقہ پوشوں اور اصحاب دستار کی راہ و رسم کے خلاف ہے مؤاخذہ اور سرزنش کا مستحق سمجھا جائے گا؟ اور جن مشائخ و علماء نے سننِ انبیاء و اسلاف و سلحاء کے مقابلہ میں بدعات جاری کی ہیں ان سے قیامت میں باز پُرس کیوں نہ ہو گی؟ وہ زمانہ نبوت کے قرب و بُعد کی وجہ سے بدعت اسلام کی وجہ سے سنت نہیں ہو جاتی!"

(وقائع عبدالقادر خانی کا اُردو ترجمہ "علم و عمل" ص ۲۳۳ ج ۲۔ از جناب محمد ایوب صاحب قادری ایم اے)

مولانا شہیدؒ کا اندازہ صحیح نکلا۔ شورش ہوئی اور خوب ہوئی جس نے بعض دفعہ بحثوں اور مناقشوں کی صورت اختیار کر لی۔ چنانچہ ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء میں :-

"نواب محمد میر خاںؒ کی ترغیب سے مولوی مخصوص اللہؒ صاحب اور مولوی موسیٰؒ صاحب اور مولوی رشید الدینؒ صاحب نے جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ مولانا محمد اسماعیل صاحب و مولانا عبدالحی صاحب کے سامنے چند تحریری سوالات پیش کئے۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب

---

[1] مولوی عبدالقادر خانؒ نے اپنی یہ آپ بیتی ۱۲۳۱ھ میں مرتب کرنی شروع کی تھی معلوم ہوتا ہے مولاناؒ کی اس وقت شہادت ہو چکی تھی
[2] بن شاہ نظام الدین قادری نقشبندی (دیکھو وقائع عبدالقادر خانی کا ترجمہ علم و عمل ص ۲۹۲ ج ۱ طبع کراچی)
[3] بن شاہ رفیع الدین صاحب متوفی ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۷ء (تذکرہ علمائے ہند اردو ص ۴۹۰)
[4] بن شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی متوفی ۱۲۴۹ھ / ۱۸۳۴ء (تذکرہ علمائے ہند اُردو ص ۱۹۱)

نے تو ان کو فوراً ایک نظر سے دیکھ کر یہ کہدیا کہ یہ میاں جی کی دستورِ صبیان کے سوالات ہیں
پھر مولانا عبدالحی صاحب نے ملاحظہ کر کے فرمایا کہ ان کے جوابات میں دونگا۔ میں آج
وطن مالوف کا عزم رکھتا ہوں وہاں جا کر ان کے جوابات لکھ بھیجوں گا۔ مولوی مخصوص اللہ
صاحب نے فرمایا کہ آپ وطن پھر جائیں پہلے ان کے جوابات تحریر فرمائیں۔ مولوی عبدالحی
صاحب نے اسی جلسہ میں قلم دوات منگا کر جواب تحریر کر دیا اور فرمایا کہ اس پر کچھ اور
شبہ و شک ہو تو بیان کرو۔ فریق ثانی نے صاف کہا کہ بس یہی پوچھنا تھا۔ پس مناظرہ
ختم ہوا۔ وہ سوالات یہ ہیں جو مع جواب نقل کئے جاتے ہیں:۔

سوال اوّل۔ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ را در فضل و علم چہ اعتقاد دارید؟
سوال دوم۔ جناب ممدوح بوسہ قبر والد خود مے دادند در حقِ ایشاں چہ میگوئید؟
سوال سوم۔ اذان بعد دفن میت عند القبر جائز است یا نہ؟
سوال چہارم۔ مذہب شما حنفی است یا نہ؟
سوال پنجم۔ بدعت منقسم بسوئے حسنہ و سیئہ است یا نہ؟

جواب از طرف مولوی عبدالحی صاحبؒ

جواب سوال اوّل اینکہ علم و فضل مولانا ممدوح مغفور از طحاوی و کرخی زیادہ تر بل ہم جنب صاحبین در فقہ و در مہارت و تبحر حدیث و تفسیر از صاحبین بیش تر باعتقاد خود میدانیم۔ واللہ اعلم بالصواب۔ باز گفتند کہ مولانا موصوف در حق من چہ فرمودند؟ میدانید و یاد دارید یا نہ؟ مولوی مخصوص اللہ وغیرہ گفتند میدانم کہ مولانا در حقِ شما فرمودند کہ نصف علم من مولوی عبدالحی است و در دیگر نصفے ہمہ شاگردانِ من شریک اند۔ مولوی عبدالحی باز گفتند کہ ہمہ شاگردانِ مولانا قابلِ مناظرۂ من نیستند آرے مجادلے تواند کرد فقط

جواب سوال دوم اینکہ علمائے سابقین نوشتہ اند کہ بوسہ دادن قبر را عادت یہود و نصاریٰ است در تحریرات ملا علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ ملاحظہ نمایند۔ از بعض متابعین گفتند کہ مولانا ممدوح بوسہ قبر والد ماجد خود مے دادند۔ مولوی عبدالحی گفتند آں صاحبان را یاد است یا نہ کہ روزے مولانا برائے زیارت قبر والد خود در قبرستان رفتہ بودند و بوسہ دادند حافظ محفوظ بآواز بلند گفت کہ اے صاحبان حاضرین ببینید کہ شیخ وقت خود بوسہ قبر دادہ پس مولانا سخن حافظ شنیدہ فرمودند کہ بوسہ قبر بلا ریب عادت یہود و نصاریٰ است

و حالِ من ایں است کہ وقتیکہ نزد قبر والد مے آیم از بس متغیر حال و بدحواس مے شوم و حالتِ بدحواسی و اضطراری ایں امر صادر مے شود و فعل متغیر الحال و بدحواس در شرع معتبر و مقبول نیست۔ حاشا و کلا بوسہ قبر روا نیست۔!

جواب سوال سوم اینکہ اذان دادن بعد دفن میت معہود بالسنہ نیست پس مکروہ خواہد بود بنا بریں در ظاہر الروایۃ و دیگر کتب متداولہ معتبرہ حنفیہ اثرے پدید نیست مولوی مخصوص اللہ صاحب گفتند بر تلقین قیاس میکنم مولوی عبدالحی گفتند بنا فاسد علی الفاسد ست زیرا کہ حنفیہ وغیرہ حدیث تلقین را ضعیف گفتند و قابل احتجاج ندانستند۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جواب سوال چہارم اینکہ من بر مذہب حنفی مثل طحاوی و کرخی ام باسناد صحیح کاربند مے شوم نہ مثل حاطب اللیل پابندم۔

جواب سوال پنجم اینکہ بدعت شرعیہ منقسم نیست۔ کل بدعۃ ضلالۃ کما رواہ مسلم شما بحر الرائق وغیرہ ببینید و حضرت مجدد الف ثانی در دو سہ مکتوب[۲] خود ایں را تصریح کردہ و در فتح الباری بحث حدیث شر الامور محدثاتہا ملاحظہ بکنید آرے بدعت لغویہ منقسم است کما لا یخفی علی الماہر بالشریعۃ واللہ اعلم بالصواب۔[۱]

---

[۱] مجلہ اشاعۃ السنۃ النبویہ (لاہور) ص ۹۷۔ شمارہ ۳ جلد ۶ (بجریہ ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۴ء) یہ علمی و تحقیقی ماہنامہ حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی ادارت میں سالہا سال تک شائع ہوتا رہا۔ مجھے یہ شمارہ مولانا غلام رسول صاحب مہتمم (لاہور) کی عنایت سے ملا جس کے لئے میں ان کا بہت ہی ممنون ہوں۔

اس مناظرہ کا اجمالی تذکرہ اکمل البیان کے صفحہ ۸۰ پر بھی آیا ہے۔ جہاں جناب مؤلف نے لکھا ہے کہ اس مناظرہ کی روداد کتب خانہ سید حسن شاہ رامپور (ہند) میں قلمی موجود ہے۔ مولانا قاضی بشیر الدین قنوجیؒ نے ان الفاظ میں اس کا خلاصہ ذکر کیا ہے: خلاصہ بحث ایں است کہ اہلِ بدعت فتوی بعض مسائل متنازع فیہا مثل بوسۂ قبر وغیرہ بملاحظہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ پیش کردند ہماں وقت مولانا جواب باصواب دادند و فرمودند کہ ہر کہ برخلاف پرداز د و طریق مناظرہ را از دست ندہد و بالفرض اگر روایتے فقہی معارض قولِ ما پیش نماید ما دانیم کہ آں روایت روایت فقہائے طبقہ ابی حنیفہ و محمد و ابی یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ و مادون ایشاں تا طحاوی و کرخی و صاحب ہدایہ و امثالہم نباشد اصلاً قابل قبول نبود و روایت فقہائے طبقہ سابقہ تا آنکہ بہ محک کتاب و سنت در امتحان نیاید و موافق اصول و قواعد شرعیہ نباشد مقبول نگردد (باقی حاشیہ صفحہ ۱۴ کے نیچے)

[۲] خلاص ص ۴۳ حصہ سوم دفتر اوّل مکتوب ۱۸۶ (ج ۲)

تقویۃ الایمان پر اعتراضات مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی مرحوم کو بھی تھے مثلاً وہ جو بعد میں مسئلہ امکان و امتناع نظیر کے عنوان پاگیا جس کا جواب خود مولانا شہیدؒ ہی نے قلم برداشتہ لکھدیا تھا جو "یک روزی" کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔ غالباً اس کے بعد مولانا خیرآبادی موصوف نے "تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ" کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی جس کا جواب مولانا حیدر علیؒ (رامپوری) ٹونکی (متوفی ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء) نے تحریر فرمایا۔ (صواعق ص ۲۶)

اس مسئلہ میں مولانا شہیدؒ کی قوتِ دلیل کا شاید نتیجہ تھا کہ مولانا فضل حقؒ کے بعض شاگردوں نے بھی مولانا کی تائید کی۔ مثلاً مولانا سراج الدین لکھنویؒ جنہوں نے اُستاد کے رد اور مولانا کے حق میں ایک رسالہ لکھا (نزہۃ الخواطر ص ۷، ۱۹۰ ج ۷) بلکہ حضرت مفتی صدرالدین آزردہؒ وغیرہ نے بھی مولانا کی تائید میں تحریریں شائع کرائیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ شورش "یاردو قدح" بمصداق الناس اعداء لما جھلوا غلط مفروضوں پر مبنی اور زیادہ تر علمی یا معاصرانہ چشمک قسم کی رہا کی، تکفیر و تبدیع کے فتووں تک اس کی نوبت نہیں پہنچی تھی اور نہ ہی مولاناؒ پر "وہابیت" کا ٹھپہ لگایا گیا تھا۔ اور جوں جوں غلط فہمیوں کے بادل چھٹتے گئے وہ مخالفت بتدریج کم ہوتی ہوتی تقریباً ختم ہی ہوگئی تھی۔ مولانا رشید الدینؒ بھی آخر میں ماند پڑ گئے۔ مولانا فضل حقؒ نے تو غلطی کا اعتراف ہی فرما لیا تھا۔ بروایت مولانا مفتی عنایت احمد صاحبؒ (مصنف علم الصیغہ وغیرہ) کہ:۔

"مولوی فضل حق صاحب بہت نادم تھے اور روتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھ سے سخت غلطی ہوئی کہ میں نے مولوی اسماعیل صاحب کی مخالفت کی۔ وہ بے شک حق پر تھے اور میں غلطی پر تھا۔" (اکمل البیان ص ۸۱ بحوالہ امیر الروایات)

لیکن بندگانِ اغراض اور دلدادگانِ بدعات و اہواء جیسے جیسے تقویۃ الایمان کے تبلیغی اثرات پھیلتے دیکھتے ویسے ویسے ان کی جھنجھلاہٹ میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور تکفیر و تبدیع کی گولہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) و درین وقت زبان ہمہ اہل علم از مخالفین بجہت عجز در خلاف لال گردید لیکن بر گاہ از جہت بیہودہ سرائی جہال بمقتضائے بے حیائی و بخیال رفع خجالت و رسوائی نوبت شرو فساد میرسید حضرت مولانا فتوائے معروضہ بالقصد دفع این فتنہ مزید بدین دستخط گرانید کہ قیاس را معتقد ام و در قیاسات و اجتہادیات مقلد مذہب حنفی ام انتہی (الصواعق الالٰہیہ ص ۲۶ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ در مطبع احمدی)

باری تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ اگرچہ علمائے توحید اور اصحابِ علم و تحقیق نے بھی افہام و تفہیم و رفع شکوک و ادحاض باطل کے سامان مہیا کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔

جہاں تک تاریخ ہماری رہنمائی کرتی ہے تقویۃ الایمان کی مخالفت برائے مخالفت اور مولاناؒ کو سب و شتم کا سلسلہ تیرھویں صدی ہجری کی تیسری چوتھائی میں شروع ہوا ہے جبکہ مولانا شہید کی جاری کی ہوئی تحریک جہاد کھل کر انگریزی امپائر کا جانبازی سے مقابلہ کر رہی تھی۔ جس کا سہرا بدایوں کے ایک صاحب مولوی فضل رسول صاحب کے سر بندھتا ہے۔ مولوی فضل رسول صاحب بدایونی کون بزرگ تھے؟ ان کی سوانح عمری اکمل التاریخ طبع ۱۳۳۴ھ مرتبہ منشی محمد یعقوب حسین ضیاء القادری بدایونی حصہ دوم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ سرکار انگریزی کے ملازم اور بعض دیسی ریاستوں کے وظیفہ خوار تھے۔ (ملاحظہ ہو صفحات ۳۷۲، ۳۸۰، ۵۱۲ وغیرہ۔ نیز دیکھئے تذکرہ علمائے ہند اُردو ص ۸۱ ۳ طبع کراچی) اور آپ کے نتیجۂ قلم (جن کا ذکر آگے آرہا ہے) انگریزی سرکار کے پریس میں چھپتے رہے۔

مولوی فضل رسول صاحب کو حکومت ترکیہ (جو اس وقت عربی ممالک کی تحریک احیائے توحید و سُنّت کو بزعم خود کچل چکی تھی لیکن اس کے دبے ہوئے شراروں سے خائف تھی) کی سیاحت بھی کرائی گئی تھی (اکمل التاریخ ص ۶ حصہ دوم، تذکرہ علمائے ہند اُردو ص ۳۸۰) اس سیاحت کرانے میں مقصد غالباً یہ تھا کہ "وہابیت کا ٹھپہ" وہاں سے "درآمد" کرکے ہندستانی تحریک احیائے توحید و سنت کے مجاہدین پر چسپاں کیا جاسکے۔ ان مولوی بدایونی صاحب نے نہ صرف کہ تقویۃ الایمان میں عیوب پیدا کئے، اور مولانا شہیدؒ کو اسلام بدر کرنے کی مہم چلائی بلکہ شاہ عبد العزیزؒ، شاہ رفیع الدینؒ، شاہ اسحاقؒ حتیٰ کہ شاہ ولی اللہ محدثؒ کو بھی اپنے ردّ و قدح کا ہدف بنایا۔ اور اس "دل پسند" موضوع پر متعدد کتابیں لکھیں جن کے ناموں سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ان کے اندر کیا کچھ ہوگا۔ تصحیح المسائل در تردید مسائل نجدیہ اراذل۔ البوارق المحمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ ملقب بہ سوط الرحمان علی قرن الشیطان۔ سیف الجبار المسلول علی الاعداء للابرار۔ احقاق الحق و ابطال الباطل۔ معقولات عشرہ وغیرہ۔ پہلی کتاب مولانا شاہ محمد اسحاق صاحبؒ (متوفی ۱۲۶۲ھ / ۱۸۴۶ء) کے دو رسالوں (اربعین مسائل و مائۃ مسائل) کے رد میں (جو فتاویٰ کی شکل میں مطبوع ہیں) دوسری کا موضوع گو تقویۃ الایمان اور اس کے

مصنف کا رد اور حسب عادت زبان کی تیزی ہے۔ لیکن لپیٹ میں مذکورہ بالا سب بزرگوں کو لے لیا گیا ہے۔ اسی کتاب میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور ان کی نہایت تحقیقی اور علمی کتابوں (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء اور قرۃ العینین وغیرہ) کو اہل السنہ والجماعۃ کے مخالف بتایا ہے۔ (ملاحظہ ہو البوارق ۲۷-۳۲) دوسری کتابوں میں بھی کم وبیش تقویۃ الایمان وغیرہ پر انہی اعتراضات بر انداز تکفیر وتبدیع کی تکرار ہے۔

ایک خاص "تحقیق" جو ان صاحب کو معلّم اول نے پڑھائی تھی وہ تقریباً ان تمام کتابوں میں مشترک ہے بلکہ ہر کتاب کی تان ہی اس پر آکر ٹوٹتی ہے یعنی ترکوں اور انگریزوں کی "منحوس وہابیت" سے اس تحریک کا تعلق جوڑنا اور مجاہدین ہند پر وہابیت کا ٹھپہ لگانا تاکہ ہندوستان کے ناواقف مسلم عوام کے جذبات سے کھیل کر انگریز کے خلاف تحریکِ جہاد کو ناکام بنا دیا جائے —!

جہاں تک ان کتابوں کے اعتراضات والزامات کا تعلق ہے علمائے اہل حدیث نے ان میں سے تقریباً ہر کتاب کے جواب میں بلند پایہ کتابیں لکھیں لیهلك من هلك عن بينة و يحيى من حيّ عن بينة چنانچہ مولانا قاضی بشیر الدین قنوجیؒ (مصنف کشف المبہم شرح مسلم الثبوت وغیرہ) نے بوارق کے جواب میں الصواعق الالٰھیہ لطرد الشیاطین اللھابیۃ جیسی معرکے کی کتاب لکھی جو قابلِ دید ہے۔ تصحیح المسائل کا جواب بھی تفہیم المسائل کے نام سے مولانا قاضی محمد بشیر الدین صاحب موصوفؒ نے تحریر فرمایا۔ "مقولات عشرہ" کا جواب مولانا محمد تقی خاں صاحب دہلوی نے حضرت میاں صاحب شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلویؒ کے ایماء سے ۱۲۶۸ھ میں "الفشرہ" کے نام سے لکھا۔ مولانا سراج احمد سہسوانی (متوفی ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۲ء) نے سراج الایمان اور مولانا حیدر علی ٹونکیؒ نے بھی بدایونی صاحب کے رسائل کے رد میں متعدد رسالے تحریر فرمائے (مثلاً صیانۃ الاناس عن وسوسۃ الخناس وغیرہ) ان محقق علماء اہل سنت وحدیث نے بدایونی صاحب کے مغالطوں سے سب پردے ہٹا دیئے تھے۔ اگر یہ حضرت نیک نیت اور کسی علمی کم فہمی کا شکار ہوتے تو حقیقتِ حال کی وضاحت اور رفع شکوک و شبہات کے بعد خاموش ہو جاتے۔ جیسا کہ مخالفت کے پہلے معاصرانہ دور میں ہوا تھا مگر جن اربابِ اغراض وہوا کو خاموش ہونا ہی نہ تھا وہ کیسے چپ ہو جاتے۔ چنانچہ نت نئے واعظ و مفتی آتے رہے اور ان بدایونی صاحب کی لکھی ہوئی باتوں کو کم وبیش دہراتے رہے۔ ان کے لڑکے

مولوی عبدالقادر اور پوتے عبدالمقتدر صاحب کے بعد یہ "خدمت" بانس بریلی منتقل ہو آئی۔ جس کا علم مولوی احمد رضا خاں نے سنبھال لیا اور انہوں نے مرصع قسم کی گالیوں پر مشتمل دو درجن سے زائد مستقل تالیفات فرمائیں۔ انہوں نے اپنے حنفی بھائیوں کو بھی نہیں بخشا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ۔ چنانچہ قارئین کرام سے مخفی نہ ہوگا۔ لیکن "موضوع بحث" پر خاں صاحب نے بھی خاص اضافہ نہیں فرمایا۔ بس وہی بدایونی خاندان کے مصرع پر طرح باندھی اور اسی پر رنگ چڑھایا ہے۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس سارے قبیلے کے دماغوں پر مولانا شہیدؒ کا ہوا سوار اور ان کو "تقویۃ الایمان فوبیا" کا مرض لاحق رہا۔ شاید اس میں بالکل مبالغہ نہ ہو کہ رد وکد میں سینکڑوں کتابیں، رسالے اور اشتہار لکھے گئے ہونگے مگر وہی گھسے پٹے اعتراض، رٹے رٹائے الزام اور وہی ٹکسالی گالیں۔ مگر یہ حضرات تھے کہ شاید ان کو کوئی اور کام نہیں تھا کہ رہ رہ کر ان کو "تقویۃ الایمان" کا ہی ہول اٹھتا رہا۔

مراد آباد میں ایک مولوی مفتی نعیم الدین صاحب تھے۔ ان حضرت کو بھی کام سوجھا تو یہی کہ "تقویۃ الایمان" کا رد لکھا جائے۔ اور جس طرح مشرکینِ مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ "مذمّم" کہہ کر اپنی شرافت کا ثبوت دیتے تھے ایسے ہی مراد آباد کے مفتی صاحب تقویۃ الایمان کو "تفویت الایمان (ایمان کو ضائع کر دینے والی کتاب؟ معاذ اللہ) فرماتے تھے۔ لطف یہ کہ اپنے اس "کارنامے" کا نام انہوں نے ——— برعکس نہند نام زنگی کافور ——— "اطیب البیان" تجویز فرمایا۔ اور تھا اس "تالیفِ لطیف" میں بھی کم وبیش وہی کچھ جو بدایونی اور بانس بریلوی لٹریچر میں تھا۔ جب اس کا بھی مراد آباد کے ماحول میں چرچا ہوا۔ تو مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم ومغفور کے ایماء سے مولانا حافظ عزیز الدین صاحبؒ مراد آبادی نے "تقویۃ الایمان" کی تائید میں "اکمل البیان" لکھنی شروع کی جس کو ساتھ ساتھ اخبار اہلحدیث (مرحوم) امرتسر میں طبع کراتے گئے۔ لیکن افسوس کہ سلسلۂ طباعت جاری نہ رہ سکا تھا۔

لہ مولوی احمد رضا خاں صاحب (متوفی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) نے تقویۃ الایمان اور اس کے حامیوں کی مخالفت یعنی بدعات کی تبلیغ واشاعت کو گویا اوڑھنا بچھونا بنا لیا اور اطراف واکناف پاک وہند میں اس مشن کو خوب پھیلایا جس کی وجہ سے "بریلویت" نے مستقل فرقے کی شکل اختیار کر لی۔ اور رضا خانی حضرات خود کو "بریلوی" قرار دینے لگے۔ خوش قسمتی سے یہ خان صاحب بھی سرکاری دربار کی شخصیت رکھتے تھے۔ جن کے فتوے خاص موقعوں پر انگریزی حکومت کے کام آتے تھے۔ وللتفصیل مقام آخر۔

قیام پاکستان کے بعد جماعت اہلحدیث اور دوسرے اہلِ توحید تو وقت کے دوسرے ضروری اور اہم دینی فرائض کی ادائیگی میں مصروفِ جدو جہد ہو گئے۔ اور بدایونی بریلوی ذہن اپنے نوزائیدہ ملک کی مذہبی فضا میں اشتعال پیدا کرنے میں لگ گیا کہ فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست چنانچہ بانس بریلی کے خان صاحب کی شاہکار تالیفات کے ساتھ ہی اطیب البیان کے بھی ایڈیشن پر ایڈیشن شائع ہونے لگے۔

یہ صورتِ حال دیکھ کر قدرۃً "اکمل البیان" کی یاد تازہ ہوگئی۔ احقر راقم نے اس کے مسودہ کی ٹوہ لگانی شروع کر دی۔ ہر آن کوشش بیکار ہوتی جا رہی تھی۔ مراد آباد سے رابطہ پیدا کرنے کی کوئی صورت نہیں بن پاتی تھی۔ نہ ہی وہاں کوئی شناسائی تھی۔ لیکن اذا اراد اللّٰہ شیئاً ھیأ اسبابہ۔ اللہ تعالےٰ چاہے تو اسباب پیدا ہو جاتے ہیں، جوئندہ یابندہ غالباً ۱۹۵۵ء میں دہلی جانے کا اتفاق ہوا۔ ان دنوں اہلِ حدیث کانفرنس (ہند) اور اس کے آرگن اخبار "ترجمان" کے دفاتر مسجد اہلحدیث کشن گنج میں تھے۔ محترم مجاز صاحب "ترجمان" کے ایڈیٹر تھے۔ ان کی ملاقات کے لئے جانا ہوا۔ تو وہاں غیر متوقع طور پر ایک بزرگ سے ملاقات ہو گئی۔ باہمی تعارف اور علیک سلیک کے بعد پتہ چلا کہ آپ حافظ محمود حسن خاں صاحب ہیں، مراد آباد کے رہنے والے۔ اب راقم کا پہلا سوال ان سے اکمل البیان سے متعلق تھا۔ موصوف نے فرمایا کہ "اکمل" کا مسودہ کامل حافظ عزیز الدین صاحب کے لڑکے جناب جمیل الدین احمد صاحب کے پاس موجود ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر کتاب حاصل ہو سکے تو اس کو شائع کرنے کی کوشش کی جائے۔ موصوف یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ میں واپس لاہور آگیا۔ چند ماہ بعد حافظ صاحب ممدوح نے اکمل البیان کا مسودہ جو دو ضخیم جلدوں میں تھا راقم نے نام ارسال فرما دیا۔

اس کی طباعت ہماری طاقت سے تو بالا تھی۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی خطیب جامع اہلحدیث گوجرانوالہ کی خدمت میں اس کی ضرورتِ طباعت اور اشاعت کے بارہ میں عرض کیا گیا۔ حضرت ممدوح بھی اخبار میں مطبوعہ اجزاء کے چند حصّے ملاحظہ فرمائے ہوئے تھے حضرت نے مجھ سے اتفاق فرمایا کہ واقعی اسے طبع کیا جانا چاہئے۔

"اکمل البیان" کا یہ مسودہ ۲۰×۲۶/۸ سائز پر آٹھ سو بیس صفحات پر مشتمل تھا۔ ہر صفحہ میں ۲۹ سطریں، تحریر گنجان اور غالباً اس پر نظرِ ثانی نہیں ہو پائی تھی۔ اور عناوینِ مناسبہ سے تقریباً عاری۔ بنا بریں احقر راقم نے جس قدر کہ وقت اور فرصت نے مساعدت کی مسودہ پر نظر

ڈالنی شروع کر دی۔ راقم جیسے کم سواد کے لئے کام خاصہ مشکل تھا۔ لیکن توفیقِ الٰہی کی یاوری سے اس کی ترتیب و تبویب کر دی گئی۔ جو کتابیں مل سکیں ان کے حوالوں میں منقول عنہ کی طرف مراجعت کی گئی۔ کام کرتے وقت معلوم ہوا کہ مؤلف کی نظرِ ثانی نہ ہونے کی وجہ سے بعض جگہ مراجعت ضروری تھی۔ البتہ جو کتابیں مہیا نہیں ہو سکیں ان کے لئے مجبوری تھی۔ جہاں شدید ضرورت کسی وجہ سے محسوس کی گئی وہاں عبارت کو بھی درست کر دیا گیا۔ لیکن اس طرح کہ مؤلف مرحوم کا مقصد اور جذبۂ اخلاص قائم رہے۔ بعض اہم مقامات پر تعلیق و حاشیہ کی بھی ضرورت معلوم ہوئی۔ بہرکیف حق تعالےٰ کی توفیقِ خاص اور دو سال سے زائد عرصہ کی شبانہ روز محنت کے بعد احقر راقم شائقین و قارئینِ اہلِ توحید کی خدمت میں ہدیۂ توحیدِ خالص پیش کر کے مسرت محسوس کر رہا ہے اس لئے کہ جذبۂ صادقہ سے لکھوائی اور محنت و اخلاص سے تالیف شدہ ایک بہتر ذخیرہ جو کسمپرسی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ اس کے منصۂ شہود میں آنے کا ذریعہ اللہ تعالےٰ نے اس نالائق کو بنایا۔ آپ دیکھیں گے کہ یہ ضخیم کتاب صرف مناظرانہ قسم کی نہیں بلکہ مضامینِ توحید اور ردِّ شرک و بدعت کے لئے ایک طرح کی گویا دائرۃ المعارف ہے۔ اپنے انداز کی مدلل اور مباحث متعلقہ کی کافی حد تک مکمل ہے۔ اس سے قبل کی کتابوں کا بہت سا علمی مواد اس میں آگیا ہے۔ اندازِ بیان البتہ قدیم ہے مگر نہ ایسا کہ متلاشیانِ تحقیقِ حق کے لئے مشکل گھاٹی کی حیثیت رکھے۔

اس امر کا بیان مناسب ہوگا کہ مؤلف رح کے طرقِ تحقیق و بحث میں لہجہ کی تیزی بعض جگہ آگئی ہے۔ لیکن اس میں ان کو اس لئے معذور گردانا چاہئے۔ کہ مؤلف رد "تقویۃ الایمان" کے دشنام طرازانہ اندازِ تحریر کے جواب کے طور پر ہے۔ اور اس سے بہت کم ہے چنانچہ مراد آبادی مفتی صاحب کے ان شریفانہ الفاظ کی مجمل فہرست سے ظاہر ہو سکے گا جسے حافظ عزیز الدین صاحب نے شروع کتاب میں ذکر فرمایا ہے۔

ابتدا میں مؤلف مرحوم کا مختصر تعارف بھی دے دیا گیا ہے۔ جس کو تراجم علمائے حدیث ہند اور مولانا حکیم عبدالغفار صاحب مسعودی حال مراد آباد کی ایک تحریر سے مرتب کیا گیا ہے۔ جو موصوف نے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی کے مکتوب گرامی کے جواب میں لکھی تھی جس کے لئے ہم مولانا عبدالغفار صاحب موصوف کے ممنون ہیں۔

اس کتاب کو شائع کرتے ہوئے میں مخالفین مولانا شہیدؒ سے نہایت دردِ دل سے درخواست کروں گا کہ وہ اب سلسلۂ بحث کو بالکل ختم کردیں۔ دُنیائے اسلام اور خصوصاً پاکستان میں عیسائی علوم، افکار اور تہذیب و ثقافت کا جو ریلا آگیا ہے اور جس قسم کے نت نئے سیاسی، معاشی اور تمدنی مسائل پیش آرہے ہیں۔ ان کے لئے ہم سب مل کر مشترکہ جد وجہد کریں۔ "تقویۃ الایمان" کے مالہٗ و ماعلیہ پر اگر ابھی تک "غور و فکر" کی ضرورت ہے۔ تو اس کے لئے ہزاروں صفحات پر مشتمل مواد لکھا جاچکا ہے۔ جو سب کے لئے کافی ہے۔ خدا کے لئے نہ اپنا وقت ضائع فرمایئے نہ دوسروں کے لئے ایسے حالات پیدا کیجئے کہ وہ دفاع پر اپنی طاقت و مال صرف کریں — جذبات کے ہاتھوں سے مجبور ہو جائیں پھر آپ حضرات کے "مواعظ و مباحث" کے نتیجے میں جو تلخی پیدا ہو جاتی ہے اس سے مابین الفرقین خلیج وسیع ہی نہیں بلکہ تشدد پر بھی منتج ہوتی ہے۔ آیئے! ہم سب اپنی طاقت و مال اپنے مابین خرچ کرنے کی بجائے متفقہ و مشترکہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور عصرِ حاضر کے پیش آمدہ مسائل کے حل اور اپنے نوزائیدہ ملک کے استحکام پر صرف کریں۔ اور اپنی تمام تر توجہات اس طرف مرکوز کردیں۔

آخر میں مجھے حافظ محمود حسن خاں صاحب مراد آبادی مدظلہٗ (حال کراچی) میاں جمیل الدین احمد صاحب مراد آبادی خلف الصدق مولانا حافظ عزیز الدین مرحوم و مغفور کا تہِ دل سے شکر بجا لانا ہے۔ جنہوں نے ایک اجنبی اور گمنام ناکارہ خلائق پر اعتماد فرماتے ہوئے نہ صرف کہ "اکمل البیان" کا واحد قیمتی مسودہ خندہ پیشانی سے مرحمت فرمایا۔ بلکہ مؤلف مرحوم کے ذاتی کتب خانہ سے مزید چند کتابیں بھی عاریۃً عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں بزرگوں کو اس صدقہ جاریہ کا اجرِ جزیل عنایت فرمائے۔

سچی بات یہ ہے کہ اس ساری سعی و محنت کے نتیجہ خیز و مثمر برکات ہونے کا شرف مخدومنا حضرت مولانا ابو الخیر محمد اسماعیل المحترم ادام اللہ فیوضہ و متع المسلمین بطول بقائہٖ خطیب جامع اہلحدیث گوجرانوالہ و امیر مرکزی جمعیۃ

اہلِ حدیث مغربی پاکستان کو حاصل ہے۔ کہ حضرت نے نہ صرف احقر کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ہر طرح کا تعاون فرمایا، بلکہ اپنے وقت کی قربانی کرکے پُر مغز، مقدمہ بھی تحریر فرمایا۔ اور ناقابلِ انکار حقیقت تو یہ ہے کہ جہاں تک جماعت اہلِ حدیث، اس کی جماعتی تبلیغ، جماعتی زندگی اور اس کے احیائے مآثر کا تعلق ہے آپ کو اس سے والہانہ محبت اور دیوانگی کی حد تک عشق و شیفتگی ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اس معاملہ میں حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم و مغفور امرتسری کی واحد جانشین آپ کی ذات گرامی ہے۔ وہی جذبہ اور وہی ولولہ حضرت میں موجزن ہے۔ اس لئے یہ حق بھی انہی کا تھا کہ مولانا امرتسریؒ کے لگائے ہوئے اس پودے کو جو سوکھ رہا تھا۔ اس کی آبیاری فرما کر ہرا بھرا کردیں۔ جس کے سایہ سے سب اہلِ توحید متمتع ہوں۔ اور بہت بہت مبارکباد کے مستحق ہیں حضرت ممدوح کے گوجرانوالہ کے احباب جماعت جو حضرت ممدوح کی سمع و طاعت سے ساری حسناتِ جاریہ میں شریک ہونے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ واسأل اللہ تعالیٰ ان یجزی کل ھٰؤلاء الابرار جزاءً نبیلاً و اجراً جزیلاً۔

ایک معذرت کے ساتھ یہ سطور ختم کی جاتی ہیں:—

موجودہ دور کی طباعتی مشکلات کا جن کو تجربہ یا علم ہے وہ جان سکتے ہیں کہ کمر توڑ گرانی اور معاشی اُلجھنوں میں مبتلا زندگی کے اس دور میں کسی بڑی کتاب کو معیاری بنا کر شائع کرنا جوئے شیر لانے سے کسی طرح کم نہیں۔

المکتبۃ السلفیہ لاہور نامساعد حالات کے باوجود بتوفیقہ تعالیٰ معیاری کتابیں شائع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض ناگزیر وجوہ اور پیش آمدہ جبری حالات کے باعث اکمل البیان کی کتابت اور تصحیح کے سلسلہ میں اعلیٰ معیار قائم نہیں رہ سکا۔ اگرچہ کاپیاں اور پروف دونوں راقم آثم نے خود دیدہ ریزی سے پڑھے ہیں۔ مگر اغلاط پھر بھی باقی رہ گئے ہیں۔ اور بعض جگہ خصوصاً چند حاشیوں کی طباعت بھی حسبِ منشا نہیں آسکی۔ اس کے لئے میں ندامت کے ساتھ معذرت خواہ ہوں۔

اُمید ہے اصحابِ ذوق درگذر فرمائیں گے اور چشم پوشی سے کام لیتے ہوئے

مفید مشوروں سے نوازیں گے۔ تاکہ دوسری طبع میں اگر اس کا موقعہ مل سکا تو مشوروں کی روشنی میں کتاب کو بہتر بنایا جا سکے۔ واللہ الموفق ونعم المعین۔

دُعا ہے اللہ جل شانہٗ اس کتاب کو اپنے بندوں کے لئے زیادہ سے زیادہ نافع بنائے اور ہم سب کو اخلاص کی دولت اور توحیدِ خالص کی اشاعت و تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

شوال المکرم ۱۳۸۴ھ
فروری ۱۹۶۵ء

احقر:۔ محمد عطاء اللہ حنیف
بھوجیانی عفا اللہ عنہ ماجناہ
مدیر المکتبہ السلفیہ لاہور

مقدمہ

(از قلم فیض رقم حضرت مولانا ابوالخیر محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی امیر مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان)

قُدرت الٰہیہ کی نیرنگیوں پر تعجب ہوتا ہے۔ انسان کچھ سوچتا ہے۔ اس کی بصیرت مستقبل کے متعلق اپنی صوابدید سے فیصلے کرتی ہے۔ لیکن قُدرت کا بے نیاز ہاتھ انہیں بدل کر رکھ دیتا ہے۔

آج سے قریباً ڈیڑھ سو سال پہلے (متحدہ) ہندوستان سے ایک تحریک اٹھی جس کی قیادت حضرت سید احمد شہیدؒ (۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) اور مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ (۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) نے فرمائی۔ ان کے سامنے دو مقصد تھے۔ ہندوستان میں ایسے نظام کا قیام و نفاذ جس کی اساس قرآن و حدیث پر ہو۔ اور قرآن وسنت کے فہم میں جمود اور توحیدِ خالص کے راستہ میں حائل بدعات و رسوم کو ہٹا کر اس کی تعلیمات کو شائع کرنا۔ پہلا مسئلہ دین کے ساتھ سیاسی بھی تھا۔ اس لئے اس کے پورے ماحول پر سیاست محیط ہو گئی۔ انگریز، سکھ، افغان اور ہندوستان کے اہلِ بدعت سب ہی اس سے خائف تھے اور اس کے عواقب کے منتظر۔ یہ اربعہ عناصر باہم دگر بعض شدید اختلافات کے باوجود اس تحریک کو ناکام کرنے کے لئے متفق تھے۔ انگریز اور سکھ تو کھلے میدانِ جنگ میں نبرد آزما تھے۔ افغان غداریوں میں مشغول اور شرک پسند اور خوگرانِ بدعت ہندوستانی حضرات کفر کے فتووں کی بھرمار کرنے میں مصروف تھے۔

معرکہ بالاکوٹ (۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) کے سانحہ جان گداز کے بعد یہ تحریک مختلف صورتوں اور قیادتوں کے تحت ایک صدی سے زائد عرصہ تک چلتی رہی اور پاکستان بننے تک شمال مشرقی سرحد پر انگریز کو ہمیشہ پریشان رکھا۔ مگر افسوس کہ اندرونی پریشانیوں اور بیرونی سازشوں کی وجہ سے اس مقدس تحریک کا یہ پہلو عملی طور پر کافی کمزور رہا۔

دوسرے مقصد کے لئے مولانا محمد اسماعیل شہید قدس اللہ روحہ نے کتاب تقویۃ الایمان اور تذکیر الاخوان لکھیں اور شائع فرمائیں۔ تذکیر الاخوان گو دوسرے کے نام سے شائع ہوئی مگر تحریک کے

معنویت کو سمجھنے والے جانتے ہیں کہ تذکیر، تقویۃ الایمان کا ہی دوسرا حصہ ہے۔ دونوں کتابیں کلمۂ توحید کی وضاحت ہیں۔ پہلا حصہ لا اِلٰہ الا اللہ کی تشریح اور دوسرا محمد رسول اللہ کی توضیح۔ دونوں کتابوں کی بڑی کثرت سے اشاعت ہوئی۔ ان کی روشنی نے لاکھوں دلوں کو منور کیا۔ اور کروڑوں مُردہ روحوں کو ان سے اللہ تعالیٰ نے زندگی بخشی۔ تحریک کا یہ پہلو کافی کامیاب رہا۔ سمجھنا چاہئے کہ توحید و سنت کی اشاعت اور جمود کے خلاف ہزاروں زبانیں جو نغمہ سرا ہیں انہیں کی بدولت ہیں۔ تقویۃ الایمان کی زبان، اندازِ بیان پھر نصوص قرآن و حدیث کے مضامین کی دلنواز چاشنی نے فضا کو ایسا مسحور اور اذہان کو اتنا متاثر کیا کہ ہزارہا دلوں نے اس کی تعلیمات کو قبول کیا۔ چنانچہ لاکھوں کی تعداد میں یہ کتاب ہر سال شائع ہوتی اور گھروں میں پڑھی جاتی ہے۔

اس دُنیا کا مزاج ایسا ہے کہ بعض عناصر اچھی سے اچھی چیز کی مخالفت پر بھی آمادہ ہو جاتے ہیں۔ تقویۃ الایمان کی مخالفت میں بدایوں اور بریلی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اسی کیمپ کے ایک مراد آبادی بزرگ مولوی نعیم الدین نے (جن کا انتقال ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء میں ہوا) تقویۃ الایمان کی تردید میں پھر ایک کتاب لکھی۔ جس کو مخالف کیمپ نے بہت اُچھالا۔ شاید اس لئے کہ یہ تالیف لطیف سب و شتم کے مسالے سے چٹ پٹی اور مغالطوں سے بھرپور تھی۔ مولوی نعیم الدین نے اپنے زعم میں مدلل کرنے کا اپنا حق خوب استعمال فرمایا ہے۔ جس سے تقویۃ الایمان اور عقیدۂ توحید کی قرآنی اور نبوی تشریح میں شکوک اور شبہات خام علموں اور ناواقفوں کے لئے اُبھر سکتے تھے اندریں صورت حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم (متوفی ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) نے ضرورت محسوس فرمائی کہ اس کے اغلاط کو رفع اور مغالطات کا پردہ چاک کیا جانا چاہئے۔ چنانچہ مرحوم کی مردم شناس نگاہ نے مرادآباد ہی کے ایک صاحب علم بزرگ جناب مولانا عزیز الدین صاحب (مرحوم) کا جواب کے لئے انتخاب فرمایا۔ مولانا جواب لکھ کر اخبار "اہل حدیث" میں طبع کراتے رہے۔ جس کا سلسلہ کئی سال جاری رہا۔ بعدہٗ کافی عرصہ تک اخبار میں سلسلہ طباعت بند رہا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے مولانا عزیز الدینؒ نے جواب کی تکمیل کر دی تھی۔ مگر خدا جانے کیا موانع پیش آئے کہ کتاب طبع نہ ہو سکی۔ تاآنکہ پاکستان بن گیا۔ مولانا مرحوم امرتسر سے سرگودھا پہنچ گئے۔ اور پریشانیوں میں ۱۹۴۸ء میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ ممکن ہے ان کو پتہ نہ ہو کہ جو کام انہوں نے شروع کرایا تھا وہ کہاں تک پہنچا۔ قیام پاکستان کے بعد دونوں منطقوں کے اربابِ اقتدار

میں کشیدگیاں پیدا ہو گئیں۔ دونوں کے سیاسیات الگ ہو گئے۔ آنا جانا بند ہو گیا۔ انہی ۱۹۴۸ء کے ایام میں مؤلف مرحوم بھی انتقال فرما گئے۔ تغمدہ اللہ برحمتہ۔ یہ ہیں جو میں نے شروع میں کہا ہے قدرت الٰہیہ کی نیرنگیاں کہ دونوں بزرگ رخصت ہو گئے اور کتاب طبع نہ ہو سکی!

ما کل ما یتمنیہ المرء یدرکہ ❊ تجری الریاح بما لا تشتہی السفن

برادرم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کا ذوقِ تلاش و جستجو قابلِ داد ہے۔ معلوم نہیں کس طرح وہ مولانا عزیز الدین مرحوم کے اعزہ سے کتاب کا مسودہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے چند سال ہوئے مسودہ مجھے دکھایا۔ اور اس کی طباعت و اشاعت کی ضرورت و اہمیت کی وضاحت کی۔ مجھے ان کی تجویز پسند آئی۔ مگر ہوشربا گرانی کے اس دور میں ایسی ضخیم کتاب کی طباعت کے لئے ہزاروں روپے درکار ہوتے ہیں۔ بہرحال میں نے اپنے احباب سے ذکر کیا تو انہوں نے بہترین تعاون پیش فرمایا چنانچہ اس سلسلے میں عزیز محترم میاں مہر محمد افضل صاحب آڑھتی دگوجرانوالہ نے مصارف میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔ میاں محمد افضل صاحب کاروباری ہونے کے باوجود علم دوست توحید و سنت کے شیدائی اور ان کی تبلیغ و اشاعت سے شغف رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اخلاص کی دولت اور توحید و سنت کی محبت سے مزید بہرہ ور فرمائے۔ دوسرے معاون اس میں میاں عبدالعزیز صاحب انصاری (چاہ چہناں گوجرانوالہ) ہیں میاں عبدالعزیز بھی جماعتی اشاعت کے کاموں سے خاصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔

"اکمل البیان" سب مراحل طے کر کے بتوفیقہ تعالیٰ شائقین کے ہاتھوں پہنچ رہی ہے۔ مؤلف مرحوم نے محنت فرمائی۔ مولانا امرتسری مرحوم نے ان کو توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو کروٹ کروٹ اپنی رحمت سے نوازے۔ محبی مہر محمد افضل اور میاں عبدالعزیز نے اس کی طبع و اشاعت میں ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے مال و کاروبار میں مزید برکت اور اخلاص کے ساتھ خدمتِ دین کی توفیق مرحمت فرمائے۔ میں دونوں دوستوں کا شکرگزار ہوں۔

آخر میں مجھے برادرِ محترم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی مدیر المکتبۃ السلفیہ لاہور کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ جنہوں نے نہایت تگ و دو سے اپنے موضوع پر ایک بہترین کتاب مہیا کی۔ پھر باریک خط کے آٹھ سو صفحات پر دیدہ ریزی سے نظر غائر ڈالی، اس کی مکمل اور مناسب تصحیح و تصویب فرمائی، ضروری حوالجات کی طرف مراجعت پر وقت صرف کیا،

مواضع مبہم پر مختصر علمی و تحقیقی حواشی لکھے اور امکانی حد تک اس کو معنون و مرتب بھی کر دیا۔ کیونکہ ساری کتاب میں غالباً عنوان نہیں تھے۔ جس سے استفادہ میں دقت ہوتی۔ جو بحمد اللہ اب نہیں رہے گی۔ یہ سب عزیزی محترم رفیق موصوف کی توحید و سنت سے محبت اور مسلکِ اہلِ حدیث سے والہانہ شغف کا نتیجہ ہے کہ کتاب بہتر طباعت اور ممکن تصحیح کے ساتھ حاملینِ توحید کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ درحقیقت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کا بھی جماعت اہلِ حدیث بلکہ جملہ اہلِ توحید پر یک گونہ احسان ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

ناسپاسی ہوگی اگر مولوی حافظ عبدالرحمٰن گوہڑوی منتظم المکتبۃ السلفیہ کا شکریہ ادا نہ کیا جائے کہ طباعتی معاملات میں ان کی مساعی مولانا کے ہم رکاب رہیں۔ اور ان کی دلچسپی سے بعض مشکلات کے حل میں مدد ملی۔ ان کی ترقی درجات دینی و دنیاوی کے لئے میری دُعا ہے!

اللہ تعالیٰ قابل مؤلف رحمہ اللہ اور باقی تمام معاونین کو ان کے اعمالِ خیر کا بہتر بدلہ دے۔ اور ہم سب کو توحید و سنت کی اشاعت کے لئے مزید توفیق عنایت فرماتا رہے۔

والسلام

محمد اسماعیل کان اللہ لہٗ

خطیب جامع اہلِ حدیث گوجرانوالہ

شعبان ۱۳۸۴ھ

دسمبر ۱۹۶۴ء

مختصر

سوانح حیات

مؤلف کتاب ہذا مولانا حافظ عزیز الدین صاحب مرادآبادی رحمہ اللہ

(خود نوشت و بروایت مولانا حکیم محمد عبدالغفار صاحب مسعودی بستوی مدرس مدرسہ عزیزیہ محمدیہ زیر اہتمام انجمن اہلِ حدیث مرادآباد)

خود نوشت

مرادآباد میں جماعت اہلِ حدیث کا مرکز رہ چکا ہے۔ ڈپٹی امداد العلی صاحب مرحوم ڈپٹی کلکٹر مرادآباد کی سرپرستی میں بڑے بڑے مشاہیر علماء قیام پذیر رہے ہیں۔ اس دَور کے بعد جناب قاضی مولانا احتشام الدین صاحب مرحوم بڑے جیّد عالم صاحبِ تصانیف کثیرہ مثل اختیار الحق بجواب انتصار الحق تھے۔ اور مولانا حکیم ہدایت العلی صاحب ایک فاضل جیّد نامور طبیب حاذق چند سال ہوئے جو گذر چکے۔ یہ دونوں عالم حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ مرحوم دہلوی کے تلامیذ تھے۔ مؤخر الذکر اہلحدیث مرادآباد کے صدر بھی تھے۔ علاوہ بریں چند موحدین خالص بزرگ ہستیاں مرادآباد میں تھیں۔ جن کے فیوض و برکات تاحال نمایاں ہیں۔ مثلاً مولانا سید عبدالرشید صاحب مرحوم مہتمم مدرسہ شاہی مسجد اور عمدۃ الاذکیا مولانا حافظ محمد حسین صاحب مرحوم اور میرزا امام الموحدین سر آور محققین مولانا حفیظ اللہ صاحب مرحوم اور جناب حاجی محمد اکبر صاحب مرحوم اور مولانا عبدالعزیز صاحب جو انجمن اہلِ حدیث کے مہتمم و مدرس بھی تھے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد بھی تھے۔

یہ احقر ناچیز بندہ عزیز عفی عنہ چاروں حضرات بابرکات کی خدمات سے مستفید رہا اور یہ حضرات دلی توجہ کے ساتھ متوجہ رہے۔ چنانچہ سب سے پہلی کتاب تقویۃ الایمان آٹھ نو سال کے سن میں بغور و تامل پڑھ کر بحمد اللہ تعالیٰ گوہرِ مقصود ہاتھ آیا۔ اور اس فیضِ عمل کی نسبت تام اور لذت تا ایں دم حاصل ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک حمداً کثیراً۔

پھر حضرات علمائے دیوبند میں مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہم اللہ سے حسن عقیدت رہی۔ آپ نے مسائل اہل حدیث کے مسلک کی تائیدات فرمائیں۔ اور مولانا اشرف علی تھانوی سے بھی حسن عقیدت ہے۔ الا وہ چند مسائل تقلیدی جو نصوص صریحہ کے خلاف ہیں بندہ کو ان سے خلاف رہا۔ اور اسی بنا پر مجھ سے ناراض ہیں۔

مراد آباد میں انجمن اہل حدیث و مدرسہ محمدیہ کا ۱۳۲۹ھ میں بمشورہ مولانا حمید اللہ صاحب مرحوم سراوی کے قیام ہوا۔ چند اراکین وعہدہ داران تجویز ہوئے۔ اکثر تحریرات واشتہارات بمعرفت بندۂ ناچیز کے نام سے شائع ہوئیں۔ یہ بنا مخالفت حضرت مولانا تھانوی کو پیدا ہوئی۔ مگر آپ کو مقدس بزرگ مانتا ہوں۔

ہمارے محلہ کی مسجد جس کی سرپرستی ومتولیانہ خدمات ہمارے خاندانی نانا صاحب اور والد صاحب مرحومین کی سپردگی میں تھیں، ان کی حیات ہی میں بندۂ ناچیز کی سپردگی میں رہی۔ اور اب تک ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ جس کو عرصہ ۴۵ سال کا ہوتا ہے۔ ۲۹ھ سے تسلط اہل حدیث ہوا۔ جو انجمن ومدرسہ محمدیہ کا افتتاحی سال ہے۔ پھر اس کی توسیع بتمام وکمال ہوئی۔ مدرسہ کا اجراء ۳۷ھ تک رہا۔ مگر (پھر) مدرسہ تنزل میں آگیا۔۔۔ بحمد اللہ۔۔۔ چند مخلصین کی سعی سے کچھ کم ایک سال ہوتا ہے کہ ایک مدرس کا قیام ہے۔۔۔۔۔۔۔

انجمن میں بقدر ضرورت کافی مقدار میں کتب دینیہ بھی ہیں۔ جو وقف ہیں جس سے تمام ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ فی الحال انجمن کے صدر جناب منشی انعام رسول صاحب سلمہ مراد آبادی ہیں۔ انجمن سے مقامی ضروریات کے متعلق رسائل وتحریرات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ جو مجھ ناچیز کی سپردگی میں رہا ہے۔ اب تقریباً پانچ سال سے سلسلہ مضمون اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان مستقل طور پر حسب تجویز اراکین انجمن بارشاد جناب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری جاری ہے۔ اور حضرات خواص وعوام میں قبولیت کا درجہ رکھتا ہے۔

کاش! حضرات اہل حدیث جماعت اس کی طرف کتابی صورت میں اشاعت کے لئے ملتفت ہوں۔ تاکہ اس کا نفع عام حاصل ہو۔

(ملتقط از تراجم علمائے حدیث ہند (ص ۵۶۲ — ۵۶۵)

از مولانا ملک ابویحییٰ امام خان صاحب زید مجدہ العالی مطبوعہ ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۸ء

بروایت مولانا حکیم محمد عبد الغفار صاحب مسعودی[1]

حاجی حافظ مولانا مولوی عزیز الدین بن سراج الدین احمدؒ۔

ولادت ۱۲۹۵ھ۔ وفات ۸ رفروری ۱۹۴۸ء (۱۳۶۷ھ)

چاندی کے برتنوں کا کاروبار تھا۔ شاید اسی وجہ سے آپ کا گھر چاندوالے کے نام سے مشہور تھا۔ مدرسہ شاہی ومدرسہ امدادیہ مراد آباد میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اور وہیں حسب ضرورت علوم عربیہ کی تعلیم حاصل کی (تفصیلات نہیں معلوم ہوسکیں) آپ کے اساتذہ میں مولانا گل محمد خان پشاوری حنفی بہت مشہور عالم گذرے ہیں۔

عربی۔ فارسی اور اردو تینوں پر حافظ صاحب کو اچھا عبور تھا۔ مطالعہ کافی معلومات سے لبریز تھا۔ اپنے ماحول میں مسائل مختلفہ پر مناظرات فرماتے۔ اور تبلیغی رسائل واشتہارات شائع کرتے رہتے تھے۔ اس قسم کے بہت سے مسودات مرحوم کے کتب خانے میں اب تک موجود ہیں۔ ذوق علمی اور سلیم رکھتے تھے۔ اہل علم سے مکاتبات کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ چنانچہ ان کے نام لکھے ہوئے اصحاب علم کے عربی واردو مکتوبات کا خاصا ذخیرہ اب تک موجود ہے۔ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس دہلی کے زعماء علمی اور تبلیغی امور میں مرحوم سے مشورے لیتے رہتے تھے۔ مرحوم کو توحید وسنت سے بے پناہ شغف تھا۔

مراد آباد مسجد مغلاں میں ان کے ماموں وزیر الدین صاحب امام مسجد تھے۔ وہی متولی ومنتظم بھی تھے۔ حافظ عزیز الدین جب حلقہ بگوش دعوت توحید وسنت ہوگئے۔ اور مختلف فیہ مسائل میں۔ پوری بصیرت سے گفتگوئیں کرنے لگ گئے۔ اور حدیث پر علانیہ عمل بالحدیث شروع کردیا۔ تو مذکور ماموں صاحب نے مسجد کی تولیت سے دست برداری اور امامت سے علیحدگی اختیار کرلی۔ تو حافظ صاحب مرحوم نے امامت، تولیت اور انتظام کی ساری کی ساری ذمہ داریاں خود ہی سنبھال لیں۔

---

[1] مولانا عبد الغفار صاحب ضلع بستی یو۔ پی ہندوستان کے رہنے والے ہیں۔ مختلف مدارس اہلحدیث ہند میں تدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں اور اب کچھ مدت سے مسجد اہلحدیث سبزی منڈی مراد آباد کے امام وخطیب اور مدرسہ عزیزیہ محمدیہ رزاق العلوم کے صدر مدرس کے منصب جلیل پر فائز ہیں۔ (محمد عطاء اللہ حنیف)

مسجد مغلاں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، مغل بادشاہوں کی تعمیر کردہ ہے۔ اس کے ساتھ کافی جائداد وقف تھی لیکن مغلوں کی بربادی کے بعد انگریزوں نے جب سارے اوقاف فروخت کر دیئے تو اس میں یہ جائداد بھی فروخت کر دی گئی۔ اب مسجد کے کل اخراجات کی کفالت مراد آباد کی جماعت اہل حدیث ہی کر رہی ہے۔

حافظ صاحب مرحوم کے تعلقات اہل حدیث ہونے کے باوجود مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم و مغفور سے بہت زیادہ تھے۔ اور مولانا سے بذریعہ سوالات و استفسارات استفادہ کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ فتاوئے رشیدیہ میں بہت سے فتاویٰ مرحوم ہی کی کاوش کے رہین منت ہیں۔ بلکہ اس فتاویٰ کو مرحوم ہی نے خود مرتب کیا۔ اور مناسب مواقع میں تحقیقی حواشی کے ساتھ سنہ ۱۳۲۲ھ و ۱۳۲۴ھ و ۱۳۲۸ھ میں تین حصوں میں یہ فتاویٰ شائع کئے۔ بہ تفصیل ذیل:۔

۱۔ حصہ اوّل ۱۸۰ صفحات۔ ساڈھورہ پریس مراد آباد۔

۲۔ حصہ دوم۔ تقریباً دو سو صفحات (چھ سو مسائل پر مشتمل)

۳۔ تیسرا حصہ ۱۸۰ صفحات۔ (چار سو مسائل پر مشتمل) افضل المطابع پریس مراد آباد

حافظ صاحب نماز باجماعت ٹھیک اوّل وقت، سنّت کے مطابق نہایت خشوع و خضوع اور ارکان کو خوب ذوق و شوق سے ادا فرماتے تھے۔ آپ کا رکوع و سجود، قومہ و جلسات بالکل سنت کے موافق ہوتے تھے۔

۸ر فروری ۱۹۴۷ء (۱۳۶۶ھ) کو تہتّر سال کی عمر میں یہ مرد مجاہد اور عاشق توحید و سنّت رہگرائے عالم جاودانی ہوا۔ تغمدہ اللّٰہ بغفرانہ وادخلہ بحبوبۃ جنانہ

نرینہ اولاد میں اس وقت جناب محمد جمیل الدین بقید حیات اور ماشاء اللہ بہت صالح آدمی ہیں۔ اور وہی مسجد کے اب متولی بھی ہیں۔

تالیفات

جیسا کہ اوپر لکھا گیا آپ نے جماعت توحید و سنت اور تردید شرک و بدعات میں بہت کچھ لکھا ہے ہمیشہ کچھ نہ کچھ لکھتے اور شائع کرتے رہا کرتے تھے۔ چھوٹے موٹے رسالہ جات اور اشتہارات حسب ضرورت بکثرت طبع اور تقسیم کرتے تھے۔ جن کی تفصیلات بتانا نہیں ہو سکیں

اب بھی کافی حصہ غیر مطبوعہ ان کے کتب خانے میں موجود ہے۔ جو افسوس ہے دوسرے قیمتی اور نایاب و نادر ذخیرے کے ساتھ کس مپرسی کی حالت میں پڑا ضائع اور دیمک کی نذر ہو رہا ہے۔۔۔!

اکمل البیان و مطرق الحدید

البتہ اس سلسلہ میں آپ کی دو کتابیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ ایک تو یہی اکمل البیان ۔۔۔ جسے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں ۔۔۔ اور دوسری مطرق الحدید علی صاحب التحقیق الجدید۔ تاج الذکر میں ایک "دیوبندی حنفی" کی اس "تحقیق جدید" کا فاضلانہ اور محققانہ جائزہ لیا گیا ہے۔ کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں تقویۃ الایمان و ایضاح الحق وغیرہ معاذ اللہ محرف ہیں۔ اور دلائل سے مذکورہ اپچ کا ابطال فرمایا ہے۔ یہ رسالہ ۱۳۵۱ھ میں ۱۲۰ صفحات پر دہلی سے شائع ہو کر اب نایاب ہو چکا ہے۔ ضرورت ہے کہ اسے دوبارہ منظر عام پر لایا جائے۔ (ع،ح)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمہید

اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان

بجواب

اطیب البیان

(از قلم فیض رقم مولانا ابالفضل اولٰنا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب مرحوم امرتسری)

حدیث شریف میں آیا ہے۔ بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَّسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَہُ النَّاسُ مِنْ سُنَّتِیْ الحدیث۔ یعنی خدا کا دین اسلام شروع شروع مسافرانہ روش میں چلا ہے۔ ترقی کے بعد پھر مسافرانہ صورت میں ہو جائے گا۔ خوشخبری ہو ان مسافروں کو میری سنت میں لوگوں نے جو بگاڑ کیا ہو گا۔ اس کی وہ اصلاح کریں گے" اس حدیث شریف میں اسلام کی زندگی کے چار مراتب فرمائے ہیں (۱) پہلی حالت بے کسی کی تھی جو ہجرت سے قبل مکہ معظمہ گذری۔ (۲) دوسرے درجہ میں اسلام کی ترقی کی طرف اشارہ ہے (۳) تیسرے مرتبہ میں پھر اہل اسلام کی کس مپرسی کا ذکر ہے یعنی اہل اسلام خود اہل اسلام میں نسیاً منسیاً ہو کر توحید و سنت کی جگہ شرک و کفر لے لیں گے۔ اور سنت پر بدعات غالب آ جائیں گی۔ اہل اسلام بتانے والوں کو اسی طرح دیکھا جائے گا جس طرح پہلے طبقہ کے مسلمانوں کو دیکھا جاتا تھا۔ (۴) چوتھے درجے میں ان مصلحین کی طرف اشارہ ہے۔ جو اس تیسرے درجے میں پیدا ہو کر مفسدین کے فساد کی اصلاح کریں گے۔

اس حدیث کی واقعات سے تصدیق ہوتی ہے پہلے درجے کی صحت تو مکہ معظمہ کے ایام میں ہوئی دوسرے درجے کا معائنہ مدینہ شریف میں اور زمانہ خلافت اور اس کے بعد بھی کچھ مدت تک ہوتا رہا تیسرے درجے کا ظہور ہندوستان میں شاہی زمانہ میں کمال کو پہنچ گیا۔ ہر قسم کی پرستش شروع ہو گئی۔ ہر طرح بدعات رواج پا گئیں۔ یہاں تک کہ اولیاء اللہ کی پہچان یہ ہوئی کہ شراب کی مستی سے ان کی آنکھیں مست ہوں۔ زلفیں لمبی لمبی معطر ہوں جس راستہ سے چلیں راستہ مہک جائے۔ عام طور پر آوازے

کیے جانے لگے ؎

اگر باب اجابت بند ہو جائے تو کیا ڈر ہے ۔ کھلا رہتا ہے دروازہ معین الدین چشتی کا

یہ بھی کہا جاتا ہے ؎

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے ۔ جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمدؐ سے

جب یہ حالت اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ تو حسب پیشگوئی رسالت پناہی علیہ الصلوٰۃ والسلام دہلی کے خاندان علمیہ میں ایک روشن چراغ (مولانا اسمٰعیل شہید قدس اللہ سرہ) پیدا ہوئے جنہوں نے کڑکے دار آواز سے مسلمانوں کو اصل دین اسلام بتایا۔ اس کے جواب میں مسلمانوں نے کیا کہا۔ اور کیا برتاؤ کیا۔ اس کی تفصیل شہید مرحوم کی سوانح عمری حیات طیبہ میں دیکھئے۔

اسی تحریک میں ممدوح نے کتاب "تقویۃ الایمان" لکھی جس میں محض قرآن وحدیث کے آئینہ میں اسلام کی تصویر دکھائی۔ اس کتاب اور آپ کے مواعظ کا اہل دہلی بلکہ اہل ہند پر بہت اچھا اثر ہوا۔ مولانا حالی مرحوم نے اصلاح عرب کے متعلق مسدس میں ایک بند لکھا ہے۔ جو ایک لفظ کی تبدیلی سے تحریکِ اسماعیل شہید پر پورا صادق آتا ہے ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی ۔ زمیں ہند کی ساری جس نے ہلا دی
نئی اک لگن سب کے دل میں لگا دی ۔ اک آواز سے سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے ۔ کہ گونج اٹھے دشت وجبل نام حق سے

خدا کے فضل سے کتاب تقویۃ الایمان اتنی مقبول ہوئی۔ کہ آج اسلامی کتب میں بعد کتاب اللہ کے یہی کثیر الاشاعت ہے۔ اس کے برابر کوئی کتاب اتنی کثیر الاشاعت نہیں۔ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ توحید پسند علماء نے اس کو بہت پسند کیا۔ جماعت اہل حدیث کے علاوہ سرکردہ علماء احناف مولانا رشید احمد گنگوہی رح۔ مولانا عبدالحی لکھنوی رح۔ علماء دیوبند اس کی بڑی تحسین فرماتے رہے۔ چنانچہ مولانا گنگوہی کے الفاظ یہ ہیں۔

"کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے۔ اور قرآن وحدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا" (صفحہ ۴۴)

مولوی اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم و متقی بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن وحدیث پر پورا عمل کرنے والے۔ اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے اور آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس

جس کا ظاہر حال ایسا ہو وے وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک وبدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ اور موجب اجر کا ہے۔ اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے۔ وہ فاسق اور بدعتی ہے۔ اگر اپنے جہل سے کوئی اس کتاب کی خوبی کو نہ سمجھے تو اس کا قصور فہم ہے۔ کتاب اور مولف کتاب کی کیا تقصیر۔ بڑے بڑے عالم اہل حق اس کو پسند کرتے ہیں اور رکھتے ہیں۔ اگر کسی گمراہ نے اس کو برا کہا تو وہ خود ضال و مضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ" (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۲۲)

مولانا گنگوہی نے تقویۃ الایمان کو جن برا جاننے والوں کا اجمالی ذکر کیا ہے۔ ان میں ایک مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی ہیں۔ آپ نے حال میں ایک کتاب موسوم "اطیب البیان" بتردید تقویۃ الایمان شائع کی ہے۔ مجھے یہ کتاب ملی تو مجھے خیال ہوا۔ کہ شہید مرحوم کے ساتھ ہو کر مجاہدین کے گھوڑوں کی لید اٹھانے کا موقع تو نہیں ملا۔ ان کی کتاب کی تائید کر کے اَتْبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ میں شامل ہو جاؤں ؎

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا ۔ بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

اس بارہ میں میں نے اپنے مخلص دوست حافظ عزیز الدین صاحب مرادآبادی سے مشورہ لیا کیونکہ موصوف کو مرادآبادی کی حیثیت سے اور تجربہ کار ہونے کی وجہ سے میں اس امر کا اہل جانتا تھا۔ کہ ان سے مشورہ لوں۔ موصوف نے تمنا کی کہ جواب کی خدمت مجھے سپرد کی جائے تاکہ میں بھی شہید مرحوم کے گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلنے کے لائق ہو جاؤں۔ اگرچہ میں اس لائق نہیں۔ کیونکہ

پہنچ سکتا ہے کب ہم سے ناتوانوں کا غبار تیر جاتی ہے بہت ان کی سواری ان دنوں

میں نے اس نیت سے موصوف کی درخواست کو قبول کیا کہ آپ لکھیں گے اور میں بذریعہ اخبار شائع کروں گا۔ تو دونوں شہید قدس سرہ کے جہادی گھوڑے کے ساتھ اس طرح دائیں بائیں چلیں گے جس طرح شہید خود اور مولوی عبدالحی مرحوم دہلوی حضرت سید احمد صاحب رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے کے دونوں طرف چلا کرتے تھے۔

نوٹ ان دونوں حضرات کا ذکر کرتے ہوئے میدان جہاد میں ان کی تگ و دو کا تصور اور بدقسمتی سے اس میدان میں اپنی غیر حاضری کا خیال کر کے میں زار زار رو رہا تھا

میری دونوں آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی ہیں۔ خدا کرے یہ پانی آتش دوزخ مجھ پر سرد کرنے میں کام آئے
آہ —

عدم کے جانے والو بزم جاناں تک اگر پہنچو۔ ہمیں بھی یاد رکھنا ذکر گر دربار میں آئے
ناچیز ابو الوفاء

(اخبار اہل حدیث ص۳۳ جلد ۳۰ مجریہ ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۵۱ھ
(مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۳۳ء)

از ناچیز بندہ عزیز عفی عنہ المراد آبادی۔ میں باوجود اعتراف اپنی نااہلیت کے بلحاظ
اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب ۔ بحیثیت توحید و سنت اس خدمت کے لئے کمربستہ تیار ہو گیا۔

چونکہ اطیب البیان کے دو سو چوبیس[1] صفحات ہیں۔ علاوہ سب و شتم مغلظات کے جو پیشہ
مبتدعین ہے۔ بطور مغالطہ دہی جن حضرات اکابر ائمہ دین علماء کرام کے حوالجات پیش کرکے اپنے لئے
حجت گردانے گئے ہیں۔ عموماً خود انہیں حضرات کے مستند اقوال و مزید براں بکثرت کتب و رسائل
مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے تقویۃ الایمان کی تائیدات منقول ہوئی ہیں۔ جن سے باطل
کی گھٹائیں پھٹ کر مثل آفتاب درخشاں کے اہل یقین و انصاف کے قلوب انشاء اللہ العزیز منور
ہوں گے۔ اس میں ہرگز کوئی ایسا قول نہیں ہے جس میں انکار و لب کشائی کا مخالف کو موقع مل سکے
الحمد للہ یہ کتاب بتائید تقویۃ الایمان بوجہ کثرت و دلائل و حوالجات مسلمات کے خصوصاً مخالفین
کے اقوال کا مخزن ہے جو ہرگز کسی دوسری تالیف میں اس قدر ذخیرہ فراہم نہیں ہے۔

اس لئے بفضلہ تعالیٰ اس کتاب اکمل البیان کا حجم تین سو اکیس[2] صفحات پر ذی الحجہ ۵۵ھ میں
اختتام کو پہنچا۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

[1] یہی مصنف مرحوم کا مخطوطہ (ح ح)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دیباچہ

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون الذین یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون والصلوۃ والسلام علی خیر الرسل سیدنا محمد المبعوث لدفع الاعداء الذین سعوا اعلاء کلمۃ اللہ التوحید واشاعۃ دینہ واجراء اوامرہ ونواھیہ وصدوا عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا اولئک فی ضلال مبین وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ الکاملین رضوان اللہ علیھم وعلی العلماء الصالحین الذین جاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ ورسولہ وفازوا بمراتب الشھداء التی نزلت فی حقھم ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما آتاھم اللہ من فضلہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ۔ فمن سب العلماء الراسخین فکانما سب الانبیاء ومن سب الانبیاء فقد دخل فی حزب اعداء اللہ ورسولہ اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون۔ **اما بعد!**

حق تعالیٰ المالک الملک بادشاہ عالم جل مجدہ نے محض اپنے فضل و کرم و حکمت بالغہ کی بناء پر انسان کو اشرف المخلوقات کا خطاب عطا فرما کر اپنی معرفت توحید کے لئے منتخب کیا اور اسی کی تاکید اور تنبیہ کے لئے تمام انبیاء مرسلین علیہم السلام کو بھیجا جن کو مشرکوں ظالموں نافرمانوں سے طرح طرح تکالیف پہنچیں۔ جادوگر ساحر مجنون و کذاب تک کہا حتیٰ کہ جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زائد صعوبتیں اٹھا کر طرح طرح سے مشرکین زمانہ کو ڈرایا سمجھایا۔ اور اپنی امت کو بھی بوساطت صحابہ رضی اللہ عنہم فرمایا۔

لا تشرک باللہ وان قتلت او حرقت[1] "یعنی شریک ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ کسی کو اگرچہ تو قتل کیا جائے یا جلا دیا جائے"

اور بارگاہ باری تعالیٰ میں دعا کی۔

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد[2] "یعنی اے اللہ نہ بنائیو میری قبر کو بت جو پوجی جائے"

علیٰ ہذا آپ کے خلفاء و ائمہ دین ہر زمانہ میں اجراء توحید اور شرک کے مٹانے میں مصائب جمیل کر جان و مال سے سینہ سپر رہے۔ اور مخالفین کے طعن و تشنیع کی مطلقاً پرواہ نہ کی اور ادنےٰ ادنےٰ اعمال

[1] مشکوٰۃ (ح ح)   [2] موطا امام مالک (ح ح)

شائبہ شرک پر اطلاق شرک فرمایا گیا۔ اسی طرح ہندوستان میں بوجہ اختلاط اقوام مشرکہ کے مسلمان جاہلوں میں توحید کی جگہ رسومات گور پرستی پیر پرستی تعزیہ پرستی وغیرہ شرکیات کا رواج ہو گیا چنانچہ ایک غیر مسلم مگر مبصر ڈاکٹر لیبان کتاب تمدن ہند میں یہاں کے مسلمانوں کی بابت لکھتا ہے کہ

"وہ اسلام جو اس وقت ہند میں رائج ہے۔ اس کی حالت بالکل ویسی ہی ہو گئی ہے۔ جیسے ہند کے دیگر مذاہب کی ہندوستان کے اسلام کا مطالعہ کرتے وقت ہم کو یہ معلوم ہو جائے گا۔ کہ اس مذہب کی یہاں آکر کیسی مٹی خراب ہوئی" (تاریخ نجد صـ)

نیز ڈاکٹر لوتھر مورخ امریکہ اسلامی تنزل کے منجملہ اسباب کے اپنی کتاب جدید دنیا اسلام" میں لکھتا ہے کہ۔

"بزرگوں کے مزاروں پر زیارت کو جاتے تھے۔ اور ان کی پرستش بارگاہ ایزدی کے شفیع کے طور پر کی جاتی تھی۔ کیونکہ ان جہال کا خیال تھا۔ کہ خدا ایسا برتر ہے۔ کہ وہ اس کی طاعات بلا واسطہ نہیں ادا کر سکتے ہیں۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر دنیا میں آتے تو وہ اپنے پیروؤں کے تعدد اور بت پرستی پر بیزاری کا اظہار فرماتے"۔ (تاریخ نجد صـ تحریک وہابیہ صـ)

پس اس حالت کا انقلاب مجددان ملت بیضا خصوصاً حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح اور آپ کے نبیرہ نامور خلف الصدق مولانا و بالفضل اولنا شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ کی عملی سعی بلیغ سے بفضلہ تعالیٰ اشاعت قرآن وحدیث کا کافی چرچا پھیل گیا۔ اور آپ نے رسومات اور شرکیات کے مٹانے میں دست وزبان تقریر وتحریر حتی کہ جان ومال سے بھی دریغ نہ فرمایا۔ اور بالآخر فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ چنانچہ آپ کی زندہ جاوید اسم بامسمی کتاب تقویۃ الایمان" مکمل یادگار ہے جس میں آیات واحادیث سے توحید خالص کی خوبی اور انواع شرک کی برائی واضح سلیس طور پر کما حقہ بیان فرمائی ہے۔ جس سے لاکھوں بلکہ بدرجہا زائد بزرگان خدا مرد وزن راہ توحید سے ہدایت پا کر شرکیات اور رسومات سے تائب ہو گئے۔ اور روز افزوں اس کی اشاعت وقبولیت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ اگرچہ مخالفین گور پرست گدی نشین جنہوں نے اپنی روزی اسی پر موقوف سمجھ رکھی تھی، خاص کر شاہ ولی اللہ صاحبؒ ومولانا شہیدؒ سے دشمنی اور مخالفت رکھ کر توہین انبیاء واولیاء ان کو متہم کر کے ناواقف عوام کو ورغلا کر شرک میں مبتلا کرتے رہے چنانچہ یہ امر رسائل بدایونی وبریلوی سے واضح ہے۔ انہی رسائل میں سے مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے مجموعہ عقائد شرکیہ بدنجیرہ کتاب اطیب البیان رد تقویۃ الایمان۔ حدود آخر کر جمادی الاخری ۱۳۵۱ھ میں طبع کرائی۔ اور

غلط طور پر سرورق پر ۱۳۵۰ھ ڈالا گیا تا کہ عوام پر ظاہر ہو۔ کہ اب تک اس کے جواب سے سکوت رہا۔ حالانکہ علاوہ متعدد شہادات کے ظاہر دلیل یہ ہے۔ کہ خود کتاب موصوف کے صـ۱۵ پر لکھا ہے کہ نجدی کا بیٹا تو لندن ہو آیا حالانکہ امیر فیصل بن حضرت سلطان الحجاز خلد اللہ ملکہ وسلطانہ شروع ۱۳۵۱ھ میں گئے تھے۔ اور ربیع الاول ۱۳۵۱ھ تین ماہ میں واپس آ گئے۔

علاوہ بریں صـ۳۱۳ کی غلط بیانی بحوالہ رد المحتار قابل دید ہے کہ

"متبعین عبد الوہاب نجد سے نکل کر حرمین پر قابض ہوئے۔ اور خود کو حنبلی ظاہر کرتے تھے۔ لیکن ان کا اعتقاد تھا۔ کہ مسلمان صرف وہی ہیں۔ اور جو کوئی بھی ان کے اعتقاد کا مخالف ہے۔ وہ مشرک ہے اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کا قتل مباح سمجھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی شوکت توڑ دی۔ اور ان کے شہر ویران کئے۔ اور مسلمانوں کے لشکروں کو ۱۲۳۳ھ میں ان پر فتح دی"

پھر اس عبارت کے ذیل میں مولوی نعیم الدین صاحب کی مضطربانہ الٹ پلٹ ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں۔

"وہابی در اصل خارجی ہیں۔ جو ابن عبد الوہاب نجدی کا اتباع کرتے ہیں" پھر چھ سطر کے بعد لکھتے ہیں "عبد الوہاب نجدی کا مقصد اس مذہب کی ایجاد اور مسلمانان عالم کو مشرک وکافر قرار دینے سے یہی تھا۔ کہ ان پر جہاد جائز کیا جائے۔ چنانچہ اس نے پہلی مرتبہ اور اس کے جانشین ابن سعود نجدی نے اب دوسری مرتبہ اسی ذریعہ سے حجاز کی سلطنت حاصل کی" پھر تین سطر کے بعد لکھتے ہیں "ہندوستان میں یہی مولوی اسمٰعیل دہلوی کے سر میں ملک گیری کا سودا تھا۔ اور ابن عبد الوہاب کی طرح وہ بھی پیرزادے تھے۔ مولوی اسمٰعیل نے اپنی تمام کتاب میں خوارج کے اس طریقہ پر عمل کیا ہے۔ کہ تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک قرار دیا تا کہ مسلمانوں کو قتل کر کے ان کے اموال لوٹنے کا حیلہ مل جائے" (صـ۳۱۳)

اور اسی پر بس نہیں کی بلکہ اپنی عادت جبلی سے اس کتاب میں بیشتر مقامات پر مولانا شہید کو الفاظ سقیمہ خبیثہ سے یاد کیا ہے۔ مثلاً

ظالم۔ بے دین۔ سوء اللہ وجنگ۔ مفتری۔ تھوک دو اس بے حیا کے منہ پر۔ دشمن دین۔ سید نصیب بد باطن۔ جاہل۔ بدلگام۔ ناکش بدبین۔ نابینا۔ بدبخت۔ گمراہ۔ جھوٹا۔ دغاباز۔ نافرجام۔ قاتلہم اللہ تعالیٰ گستاخ۔ نابکار۔ بے ایمان۔ مردود۔

وغیرہم۔ جو بعض الفاظ کو رسہ کر لائے گئے ہیں جن کے ترکی بترکی جواب دینا ہم پسند نہیں کرتے۔ اس کا انتقام حق تعالیٰ قہار وجبار کے سپرد کر کے چند گزارشات کریں گے۔

چونکہ اس عبارت میں کہیں متبعین عبد الوہاب کہا جاتا ہے۔ کہیں ابن عبد الوہاب کے اتباع

ـلہ یہ صفحات "اطیب البیان طبع اول کے ہیں (ح ح)

کرنے والے کو بتایا جاتا ہے پھر کہیں بے چارے عبدالوہاب کا مقصد حصول سلطنت بتایا گیا۔ حالانکہ شیخ عبدالوہاب رح عالم متبحر صوفی المشرب، شاذلی الطریقہ تھے۔ نہ انہوں نے لشکر کشی کی نہ کرائی نہ امور سلطنت سے ان کو سروکار۔ ان کا انتقال تو ۱۱۵۳ھ میں اس واقعہ سے اسّی سال پہلے ہوا ہے۔ اور ان کے بیٹے محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ جن کی پیدائش ۱۱۱۵ھ اور انتقال ۱۲۰۶ھ میں ہے اس واقعہ سے ستائیس سال پہلے ہو چکا ہے۔ انہوں نے مدینہ طیبہ میں تحصیل علوم خصوصاً حدیث کی سند حضرت علامہ شیخ محمد حیات محدث سندھی المدنی رح المتوفی ۱۱۶۳ھ سے حاصل کی۔ جو مشہور محدث عبداللہ بن سالم بصری رح و شیخ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح کے ارشد تلامیذ میں سے تھے جن کے سلسلہ تلامذہ میں علماء دیوبند اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی بھی داخل ہیں (دیکھو تذکرۃ الرشید ج ۱ ص۱۰۰ اور فتاوی رضویہ ج ۱ ص۷۱) پس شیخ محمد بن عبدالوہاب رح حسب ہدایت اپنے شیخ الحدیث کے اصول شریعت خالص دعوت الی التوحید و اتباع سنت میں مصروف رہے۔ کیونکہ شیخ الحدیث سندھی المدنی کا مسلک عامل بالحدیث ہونا آپ کی تالیفات تصنیفات سے روشن ہے،

پھر امور اعتقادیات میں تو جملہ ائمہ سلف متحد خصوصاً حنابلہ نہایت راسخ القدم ہیں۔ ایسی صورت میں جو لوگ اعتقادیات توحید میں ان کی مخالفت کر کے اپنے رسوم آبائی قبر پرستی پر جمے رہیں گے ان پر الزام شرک کیونکر عائد نہ ہوگا۔ پھر یہ کہنا کہ ان پر مسلمانوں کے لشکر کو فتح ہوئی گویا خود ان کو مسلمان نہ ٹھہرایا گیا حالانکہ ان کی شوکت و قوت ملکی کی وجہ سے مذہب کے پیرایہ میں عداوت رکھتے تھے اس لئے ان کو بیت اللہ سے روکتے مگر وہ اپنی قوت و ہمت پر بفضلہ تعالیٰ داخل ہوئے۔ اس میں جو کچھ طرفین سے واقع ہوا علی الخصوص شیخ عبدالوہاب اور محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ پر کیا الزام۔ اور ان کو کیونکر طعن کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے اور کیونکر ممکن! و متصور ہو سکتا ہے کہ ایسوں سے ظہور پذیر ہوئے۔ پس عبارت مختصر الرسائل جو ۱۲۲۹ھ کی مصنفہ ہے خود انہوں نے اس واقعہ ۱۲۲۳ھ کا معائنہ تو کیا نہیں بلکہ سولہ سترہ سال کے بعد لکھا۔ ظاہر ہے کہ سنا سنایا ملک شام دمشق اپنے وطن کا ہے جو ہرگز یقین نہیں ہو سکتا پھر اس سے استدلال کرنا سراسر ناانصافی ہے۔

پھر سلطان حال عبدالعزیز ابن سعود کے احسن حالات تمام عالم میں آشکارا ہو چکے ہیں۔ چنانچہ بطور نمونہ چند شہادات ہدیہ ناظرین ہیں۔

اخبار خلافت بمبئی مورخہ ۷ محرم ۱۳۴۵ھ میں مرقوم ہے کہ

حضور سلطان نے فرمایا میں ہر ایک امام کو مانتا ہوں، کتاب و سنت کو ہمیشہ مدنظر رکھتا ہوں بدعت جو جو دین ہو گئی ہے۔ اسے مٹانا چاہتا ہوں۔ میں سلطان حجاز بننے سے چنداں خوش نہیں ہوں۔ یہ میرے

دو بیٹے فیصل فاتح مدینہ و خالد ہیں۔ اگر یہ لڑکے بھی خلاف شریعت عمل کریں تو ان کے لئے بھی سزا ہے جو کسی معمولی بدو کے لئے ہے۔ میں تو وہاں مدینہ جانے کے لئے تڑپتا ہوں (بحوالہ مولانا محمد علی مکرم)

نیز اخبار ہمدرد لکھنؤ ۹ اگست ۱۹۲۵ء میں مرقوم ہے۔

"ہم نے سلطان ابن سعود سے بارہا ملاقاتیں کیں وہ نہایت مخلص اور قرآن و سنت کی قدر کرنے والے شخص ہیں (مولانا محمد شفیع داؤدی)

بیان کیا جاتا ہے کہ نجدی افواج نے مکہ کرمہ میں بہت سے مولد، مزارات اور مشاہد کو منہدم کر دیا جن کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مولد فاطمہ زہراؓ کے قبے جو مسجد کے برجوں کی شکل کے گول تھے اتار دیئے گئے ہیں یہاں پر باقاعدہ طور سے لوگ زیارت کے لئے آتے اور چڑھاوے چڑھاتے تھے عبدالمطلب اور ابو طالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت آمنہ کے مزارات کے گول قبے اتار دیئے گئے ہیں لیکن قبروں کو بالکل بدستور رہنے دیا گیا ہے (مولانا عبدالحلیم صدیقی)

پختہ قبروں کی حیثیت سوائے ایک رسم کے اور کچھ بھی نہیں۔ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں (مولانا احمد سعید دہلوی)

حضرت عمرؓ نے وہ درخت جس کے نیچے بیعت رضوان میں حضورؐ نے سایہ لیا تھا بخوف پرستش کٹوا ڈالا۔ لوگوں کی زیارت پسند نہیں کی چنانچہ اپنے ساتھی سے کہا کہ ان مساجد پر اگر وقت نماز ہو تو پڑھ لیا کرو۔ اور فرمایا کہ اگلی امتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئی ہیں کہ انہوں نے معبد ایسے آثار پر بنایا تھا" (مولانا عبدالباری فرنگی محلی۔ ہمدرد ۷ ستمبر ۱۹۲۵ء)

"خلافت کمیٹی کی مجلس عاملہ کا یہ اعلان صراحتہ صداقت و انصاف کے خلاف ہوگا کہ جن لوگوں نے اس طریقہ (انہدام قبور و آثار) پر کام کیا ہے۔ ان کی نیت پر شبہ کیا جائے۔ اور جو کام انہوں نے اتباع اسلام کے جوش کی وجہ سے کیا ہے اسے قابل عزت بزرگان اسلام کی توہین اور دشمنی سے تعبیر کیا جائے" (ہمدرد ۷ ستمبر ۱۹۲۵ء)

مولانا حسین احمد صاحب دیوبندی نے اعلان کیا

"مجھ کو اس امر کے اعلان کرنے میں ذرہ بھی پس و پیش نہیں ہو سکتا کہ میری وہ تحقیق جو کہ میں نے بر خلاف ابن نجد اپنے رسالہ رجوم المذنبین و الشہاب الثاقب میں لکھ چکا ہوں۔ اس کی بنا کسی ان کی تالیف و تصنیف پر نہ تھی۔ بلکہ محض افواہوں یا ان کے مخالفین کے اقوال پر تھی۔ اب ان کی معتبر تالیف جاری ہیں۔ کہ ان کا خلاف جمہور اہل سنت والجماعت سے اس قدر ہرگز نہیں جیسا کہ ان کی نسبت

مشہور کیا گیا ہے۔ بلکہ چند جزوی امور میں صرف اس حد تک ہے کہ جس کی وجہ سے ان کی تکفیر، تفسیق یا تضلیل نہیں کی جا سکتی واللہ اعلم" (اخبار زمیندار لاہور، ۷ امئی ۱۹۲۵ء)

مولانا شفیع الحسن دیوبند سے لکھتے ہیں۔

"مولانا حسین احمد صاحب کا یہ اعلان اور یہ ارشاد بے شبہ صحیح اظہار حقیقت اور صریح ہدایت و نصیحت ہے۔ فی الواقع وہابیوں کے عقائد وہی ہیں۔ جو حضرات صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین امام اعظم محبوب سبحانی۔ مجدد الف ثانی۔ اور جمہور سلف صالحین رضی اللہ عنہم اجمعین کے ازروئے کتاب و سنت تھے۔ بلکہ حق یہ ہے، کہ علما کا عقائد سچے حنفی نجدی ہی ہیں۔ جیسا کہ اسی ہفتہ وار نظم خلافت میں انہوں نے کہا کہ ہمارے عقائد وہی ہیں۔ جو مدرسہ عالیہ دیوبند کی درسی کتابوں میں پڑھتے پڑھائے جاتے ہیں" (زمیندار ۳۰ مئی ۱۹۲۵ء)

پس ان شہادات سے واضح طور پر روشن ہو گیا کہ موجودہ سلطان عبدالعزیز ابن سعود اور ان کے علماء کبار اہل نجد کا وہی عقیدہ ہے، جو تمام اہل توحید و سنت کا ہے :: پھر مولوی نعیم الدین کے خیال میں کیا یہ سب اہل علم خارجی اہل سنت سے خارج ہو گئے؟ معاذ اللہ منہ پھر حضرت شہید مرحوم کو جو کچھ کہیں ان کے نزدیک کم ہے، کیونکہ ہندوستان میں ان کا حصہ تبلیغ توحید و اتباع سنت میں بہت اعلیٰ و ارفع تھا۔ پھر مولوی نعیم الدین اپنے رسالہ سواد اعظم ص۱ جلد ۱۳ ص۱۲ میں حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ و امام ابن قیم رح پر ملحد بے دین وغیرہ الفاظ شنیعہ کا استعمال کر چکے ہیں، حالانکہ علامہ شامی علی ان کی تعریف کی ہے اور شامی کی توصیف اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۳ اور فرائد النور ص۱۸ میں لکھتے ہیں، کہ

"شامی جو اہل سنت و جماعت کی بہت معتبر کتاب ہے اور علماء سندھ وغیرہ کا اس کی روایتوں پر عمل ہے۔ رد المحتار در مختار کا سب سے نفیس تر حاشیہ فقہ کی کمال معتبر کتاب علامہ ابن عابدین شامی کی مصنفہ ہے"

پس مولوی نعیم الدین اگر رد المحتار کو انصاف کی عینک لگا کر دیکھیں تو خوبی توحید کی روشنی معلوم ہو۔ ورنہ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ!

لہذا ناظرین کرام کی خدمت میں اس کے چند حوالہ حسب ذیل ہیں جن سے مولوی نعیم الدین کی غلط بیانی واضح ہے۔ رد المحتار جلد اول ص۳۰ میں مرقوم ہے:

ان الحلف بغير اسمه تعالى وصفاته	یعنی سوائے نام اور صفات خدا عزوجل کے قسم کھانا
عزوجل مكروه كما صرح به النووي	مکروہ ہے جیسا کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم
في شرح صحيح مسلم بل الظاهرمن	میں تصریح کی ہے بلکہ ظاہر ہمارے مشائخ کے
كلام مشائخنا انه كفر اه	کلام سے یہ بات ہے کہ (ایسا کرنا) کفر ہے"

اور ص۲۵۵ رد المحتار میں مرقوم ہے۔

اصل عبادة الاصنام اتخاذ قبور	"یعنی وجہ بتوں کے پوجے جانے کی صالحین کی قبروں
الصالحين مساجد	کو سجدہ گاہ بنا لینا ہے"

نیز رد المحتار جلد اول ص۲۰۶ مصری میں مرقوم ہے۔ قال الحافظ ابن تيمية اور جلد ۳ ص۲۹۱،۲۷۹ میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نسبت مرقوم ہے شيخ الاسلام ابن تيمية الحنبلي۔ شيخ الاسلام تقي الدين بن احمد ابن تيمية الحنبلي پس خود مولوی نعیم الدین کے مسلمات سے مسلمانوں کے اتفاق کفریہ اور امام ابن تیمیہ رح کا شیخ الاسلام ہونا ثابت ہو کر شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی و مولانا شہید دونوں مرحومین پر الزامات بیہودہ لگانے کا مردود ہونا ثابت ہو گیا۔ اگر ایسی صورت میں اہل نجد نے اپنے عقائد صحیحہ توحید کی بنا پر عقائد فاسدہ مخالف توحید کو شرک سے تعبیر کیا۔ تو کون سا ظلم کیا چنانچہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رح سے سوال کیا گیا۔

قيل للشيخ الجيلاني هل يكون لله	"آیا امام احمد بن حنبل کے عقیدہ کے سوا دوسرا عقیدہ
ولي على غير اعتقاد احمد بن حنبل؟	رکھنے والا کوئی ولی اللہ ہوا ہے؟ تو شیخ نے جواب میں
فقال ما كان ولا يكون (طبقات ابن رجب ص۲۹۰ ج۱)	فرمایا "نہ ہوا ہے اور نہ ہو گا"

تو وجہ کیا؟ یہی کہ عقائد حنابلہ عقائد اہل سنت ہیں۔ ان کی جو مخالفت کرے گا۔ وہ کس طرح ولی ہو سکتا ہے۔ جس طرح توحید و سنت میں ان کی مخالفت کر کے کیونکر موحد ہو گا۔ یہی علامہ شامی نے فرمایا۔ کہ اصل بت کی عبادت، صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا ہے۔ تو جو قبور کے ساتھ افعال شرکیہ کرے گا۔ اس پر عذاب عائد کیونکر نہ ہو گا۔ اور یہی تقویۃ الایمان کا منشا ہے۔ چنانچہ اس منشا کی تفصیل حسب تصریحات قرآن و احادیث اور اس پر اکابر ائمہ دین کی تائیدات خصوصاً علامہ شامی کے اقوال سے ناظرین اہل انصاف کی خدمت میں پیش کی جائیں گی۔

تقلید کا مبحث

قولہ ص۱۰-۱۲۔ صاحب تقویۃ الایمان نے باب توحید و شرک کے شروع کرنے سے قبل دو اصول لکھے ہیں۔ اگر وہ یہ اصول نہ بناتے تو انہیں مسلمانوں کو راہ راست سے منحرف کرنے میں بہت زیادہ دشواریاں پیش آتیں یہ اصول جیسے وہابیہ کے لئے ضروری ہیں۔ اسی

لہ اس بحث کا کچھ بعض مناسبات کے باعث کتاب میں بھی آئے گا۔ انشاء اللہ (ع، ح)

قدر بلکہ اس سے زیادہ مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں۔ ان سے گمراہیوں کی بے انتہا شاخیں پیدا ہوتی ہیں ۱۔ اسلاف کرام اور بزرگوں کا اتباع نہ کرنا۔ ۲۔ علماء دین اور ائمہ مجتہدین کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے ہر شخص قرآن وحدیث سمجھتا ہے۔ اس کے لئے بڑا علم درکار نہیں۔ الفاظ ان دو اصولوں کے تقویۃ الایمان صہ۲ میں یہ ہیں۔

"اس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں۔ کتنے پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں۔ کتنے قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں۔ اور کتنے مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں۔ سند پکڑتے ہیں۔ اور کتنے اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں انتہی یہ وہابیہ کا پہلا اصول ہے۔ جس میں متقدمین کے طریق بزرگوں کے حالات علماء کے ارشادات اور عقل کے فیصلے سب سے رد کا جاتا ہے پہلوں بزرگوں عالموں میں ائمہ علماء صلحاء اولیاء غوث قطب تبع تابعین تابعین صحابہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سب ہی آگئے ظالم نے دین کا سارا نظام درہم برہم کر ڈالا۔ اسی اصول کی بدولت غیر مقلد پیدا ہوئے۔ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی کے قصیدہ کے دو شعر پڑھیئے جو انہوں نے مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب کی تعریف میں لکھا ہے۔ اور غور کیجئے۔ کہ تقویۃ الایمان کے حکم سے مولوی محمود حسن صاحب کافر خارج از اسلام منکر قرآن ہو گئے۔ کہ قرآن وحدیث کے سمجھنے کے لئے عالم کو ضروری سمجھا لکھتے ہیں ؎

پھر نہ ہوں سائق وقائد جو رشید و قاسم — ہم کو کیونکر ملیں یہ نعمت یزداں دونوں
کون سمجھائے ہمیں مطلب اللہ و رسول — کون سکھلائے ہمیں سنت و قرآن دونوں

مولوی اسمٰعیل صاحب کا فتوی گھر میں ہی کام آگیا اور مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی ان کی چھری سے ذبح ہو گئے۔ اس کتاب میں کسی تفسیر کا حدیث کی شرح کا فقہ اصول عقائد وغیرہ کسی کتاب کا کہیں حوالہ نہیں گمراہی کا راز تو یہی ہے۔ کہ علماء سے قطع تعلق کرائے۔" ملخصاً بلفظہ۔

اقول و باللہ التوفیق۔ فی الواقع ان دو اصولوں کی اصل بناء کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ باقی سب فروع اس کے ماتحت ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم	یعنی فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑیں
ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما	میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں ہرگز گمراہ نہ ہوگے
تمسکتم بہما کتاب اللہ	جب تک ان دونوں کو خوب مضبوط پکڑو گے
وسنۃ نبیہ (رواہ مالک فی	رہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب دوسرے اس کے

الموطا ص۲۳۱)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت!!

افسوس مولوی نعیم الدین نے عوام کو غلطی میں ڈالنے کی ناکام کوشش کی۔ حالانکہ خود تقویۃ الایمان صہ۲ میں اسی کے متعلق صاف عبارت یوں مرقوم ہے۔

"ان سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھیے۔ اور اس کی سند پکڑیئے۔ اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے۔ اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کیجئے۔ اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ پکڑیئے۔ اور جو رسم اس کے موافق نہ ہو۔ اس کو چھوڑ دیجئے"

پس صریح کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی کے قول و فعل پر چلنے کو تقلید کہتے ہیں۔ جس کی تمام بزرگوں اور علمائے دین ائمہ مجتہدین نے ممانعت فرمائی ہے۔ ورنہ در صورت موافقت کے تو خود کلام تقویۃ الایمان اس کی قبولیت کے لئے شاہد ہے۔ اور اسی تقلید کی ممنوعیت سے تمام کتب تفاسیر و شروح احادیث فقہ و اصول عقائد تصوف لبریز ہیں۔ حتی کہ کوئی کتاب دینی مذمت اور برائی تقلید سے خالی نہیں۔ تقویۃ الایمان پر کیا موقوف ہے۔ اگرچہ تقویۃ الایمان میں ان کتب کا حوالہ نہ ہو۔ یہ محض جہالت یا عناد اور فریب دہی پر مبنی ہے۔

اقوال شاہ عبد العزیز صاحب در رد تقلید

چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز (جس کو خود مولوی نعیم الدین مستند جانتے ہیں۔ جلد ا صہ۱۵۹ مطبوعہ مطبع العلوم دہلی ۱۲۶۷ھ) میں فرماتے ہیں۔

چنانچہ عبادت غیر خدا مطلقاً شرک و کفر	یعنی جس طرح خدا کے سوا دوسرے کی مطلقاً شرک
است اطاعت غیر او تعالیٰ نیز بالاستقلال	و کفر ہے۔ اسی طرح خدا کے سوا دوسرے کی بالاستقلال
کفر است و معنی اطاعت غیر بالاستقلال	اطاعت بھی کفر ہے۔ بالاستقلال اطاعت کا مطلب یہ
آنست کہ او را مبلغ احکام او ندانستہ	ہے کہ اس کی باتوں کو احکام خدا کا درجہ دیا جائے
ربقہ اطاعت او در گردن انداز دو تقلید	اور اس کی ہر بات کا ماننا اپنے ذمہ لازم سمجھا
او لازم شمارد و باوجود ظہور مخالفت	جائے یعنی اس کی تقلید ضروری مانی جائے اور
حکم او با حکم او تعالیٰ دست از اتباع	باوجود کتاب اللہ کی مخالفت کے بھی اس کی
او بر ندارد ایں ہم نوعے است از اتخاذ	تقلید نہ چھوڑی جائے یہ بھی خدا کے ساتھ اس کو
انداد کہ در آیت اتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ	شریک کرنا ہے جو آیت فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا
وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ	میں داخل ہے جس کی مذمت اتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ

تحو یش آں فرموده اند۔

میں فرمائی گئی ہے۔"

اور ص۳۵۵ میں فرماتے ہیں۔

وبر عامی فرض است کہ بر تقلید وظن اکتفا نکند بلکہ تحصیل یقین را قصد نماید۔

یعنی عامی ان پڑھ کے اوپر فرض ہے کہ محض تقلید و گمان پر قناعت نہ کرے۔ بلکہ یقین کے حاصل کرنے کا قصد کرے۔"

اور ص۵۱۲ میں فرماتے ہیں۔

حاصلش آنکہ باعث تصدیق کلام مسموع از غیر در عالم یکے از سہ چیزے باشد اول آنکہ سامع آں کلام مقلد مشرب است آنچہ بزرگان او گفتہ رفتہ اند آں را بہ شدت معتقد مے باشد اگر کسے موافق گفتہ بزرگان او مے گوید فی الفور باور میکند آنچہ مخالفش مے باشد ہر چند دلیل عقلی بر آں قائم باشد در ذہن او نے نشیند۔ دوم آنکہ سامع آں کلام محقق وطالب دلیل است پس اگر دلیل قوی بر آں خواہد یافت قبول خواہد کرد والا انکار خواہد نمود سوم آنکہ سامع آں کلام مغلوب الوہم والخیال است مثل صبیان وزنان پس نزد او ہر چیز ناخوش کہ دلالت بر حصول مطلبے یا دفع بلائے میکند بے تامل بر دلیل واجب التصدیق میگردد وہر چیز ناخوش کہ از امر مخوف مے ترساند آں را باور ندارد۔

یعنی حاصل یہ ہے کہ غیر کے کلام کو سننے والا تین وجہ سے تصدیق کرتا ہے۔ اولاً سننے والا اس کلام کا مقلد مشرب ہے کہ جو کچھ اس کے بزرگ کہہ گئے ہیں شدت سے اس کے ساتھ اعتقاد رکھتا ہے اگر کوئی شخص موافق کلام اس کے بزرگوں کے کہے فوراً یقین کرے اور جو کوئی مخالف ان کے ہو۔ ہر چند دلیل عقلی بھی اس پر قائم ہو اس کے ذہن میں نہیں بیٹھتی۔ ثانیاً سننے والا اس کلام کا محقق وطالب دلیل ہے۔ پس اگر دلیل قوی اس کے اوپر پاوے گا قبول کریگا ورنہ انکار کرے گا۔ ثالثاً سننے والا اس کلام کا وہمی اور خیالات میں مدہوش ہے جیسے لڑکے اور عورتیں۔ پس اس کے نزدیک جو چیز اچھی معلوم ہو کسی مطلب کے حاصل ہونے یا دفع بلا میں بلا تامل کرنے دلیل میں اس کو مان لیتا قبول کر لیتا ہے۔ اور جو چیز اس کو ناخوش ہو۔ کہ دلالت امر خوفناک پر کرے اس کو باور نہ کرے گا۔"

اور ص۴۹۶ میں فرماتے ہیں۔

ازیں آیت معلوم شد کہ بعد از وضوح دلائل وسطوع براہین تقلید باطل است۔

یعنی اس آیت ھم الخسرون سے معلوم ہوا کہ بعد ظاہر ہونے دلائل اور روشن ہونے براہین کے تقلید باطل ہے۔"

اور ص۵۱۵ میں فرماتے ہیں۔

اطاعت امام مشروط ومقید است بہمان چیزہا کہ معصیت بودن آنہا از شرع معلوم نہ باشد والا اطاعت امام فرض نمے ماند ورجوع باحکام قرآن واوامر ونواہی پیغمبر باید نمود بدلیل یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔

یعنی اطاعت امام کی مشروط اور مقید ہے ساتھ ان چیزوں کے کہ معصیت ہونا ان کا شرع سے معلوم نہ ہو۔ ورنہ اطاعت امام کی فرض نہ ہوگی۔ اور رجوع ساتھ احکام قرآن اور اوامر و نواہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہئیے بدلیل آیت اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کی جو تم میں اختیار والے ہیں پھر اگر تنازع کرو تم کسی امر میں تو اس کو پھیرو اللہ کی طرف اور رسول کی طرف اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور آخرت کے دن پر۔

اور ص۵۶۳ میں فرماتے ہیں۔

تقلید آنست کہ بے دلیل اتباع کسے نماید والا در حق انبیاء کہ دلائل صدق ایشاں از معجزات وخوارق وسداد اوضاع واخلاق واجتناب از خطا وکذب اظہر من الشمس مے باشد اتباع فرض است واز باب تقلید نیست۔

یعنی بے دلیل کتاب وسنت کسی پیروی کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔ ورنہ انبیاء علیہم السلام کا اتباع کہ بدلائل تصدیق معجزات وغیرہم اوصاف کمال کے ان کا خطا وکذب سے مبرا ہونا مانند آفتاب کے روشن ہے اتباع فرض ہے۔ اس کو تقلید نہیں کہتے۔"

اور ص۵۶۴ میں فرماتے ہیں۔

باوجود یافتن نصوص کتاب برخلاف آں تقلید ایشاں را نمے گذارید۔

یعنی باوجود پانے نصوص کتاب کے برخلاف اس کے تقلید ان کی نہیں چھوڑتے۔

اور ص۱۶۹ میں فرماتے ہیں۔

وطرفہ آنست کہ ایں مردم قسمے در دام شیطان گرفتار شدہ بہ التزام رسوم آبا واجداد خود در تحریم چیزہائے حلال اصرار دارند کہ آنرا از شرع خدا زیادہ ترمیدانند حتی کہ در وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَـتَّبِعُ مَاۤ اَلۡفَيۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا چنانچہ ہمیں عذر در ہنود ہر قوم از بقال و کائستہ و راجپوت وغیرہم از رواج و رسم خود بر نمے گردند و بعضے از جہال مسلمین نیز باموختن از ایشاں در ترک نکاح بیوہ و دیگر رسوم باطلہ ہمین قسم اعذار بیان مے نمایند

یعنی تعجب یہ ہے کہ آدمی دام شیطان میں اس قدر گرفتار ہیں کہ بسبب رسوم آبا و اجداد کے حلال چیز کو حرام جانتے ہیں اس قدر اصرار کرتے ہیں۔ کہ شریعت خدا سے زیادہ جانتے ہیں اور جس وقت کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اس چیز کی جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور دوسرے شیطان اور طریقہ باپ دادا کا چھوڑ دو۔ تو کہتے ہیں ہم پیروی حکم خدا کی نہیں کرتے اس لئے کہ ہم میں اس قدر لیاقت کہاں ہے کہ حقیقت حکم الٰہی کو دریافت کریں اور ہم کو کس طرح یقین ہو کہ جو پہنچا ہو حکم الٰہی ہے بلکہ ہم پیروی اس رسم کی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا جیسے کہ بوجہ انہیں عذروں کے قوم ہنود میں خلاف بقال کائستہ راجپوت وغیرہ رواج و رسم ...

در ص۱۶۸ میں فرماتے ہیں

یا ایہا الناس خطاب عام است مسلمانان و کافران و دریں آیت اشارہ است بابطال تقلید بدو طریق اول آنکہ از مقلد باید پرسید کہ ہر کرا تقلید مے کنی نزد تو محقق است یانے اگر محقق بودن او نمے شناسی با وجود احتمال مبطل بودن او چرا او را تقلید مے کنی و اگر محقق بودن او مے شناسی پس بکدام دلیل شناسی پس آں دلیل را اگر بتقلید دیگرے شناسی سخن در آں خواہد رفت تسلسل لازم خواہد آمد و اگر بعقل مے شناسی

یا ایہا الناس خطاب عام ہے مسلمان اور کافر کو۔ اس آیت میں دو طریق سے باطل ہونے تقلید کا اشارہ ہے۔ تو اول اگر یہ کہ مقلد سے دریافت کرنا چاہیے کہ جس کی تو تقلید کرتا ہے وہ تیرے نزدیک محقق ہے یا نہیں اگر تو اس کے محقق ہونے کو نہیں جانتا تو باوجود احتمال باطل ہونے کے تقلید کیوں کرتا ہے۔ اور اگر اس کو محقق جانتا ہے تو کس دلیل سے اگر دوسرے کی تقلید سے تو اسی طرح اس کی تقلید میں کلام ہوگا اور تسلسل لازم آئے گا اور اگر

معرفت حق صرف نمے کنی و مدار تقلید بر خود مے داری طریق دوم آنکہ کسے را کہ تقلید مے کنی اگر ایں مسئلہ را او ہم بتقلید دانستہ است پس تو و او برابر شدید و او را چہ ترجیح ماند کہ تقلید او کنی و اگر بدلیل دانستہ است پس تقلید دریں تمام مے شود کہ تو ہم آن مسئلہ را بہمان دلیل بدانی و الا مخالف او باشی نہ مقلد او و چون تو ہم آن مسئلہ را بدلیل دانستہ تقلید ضائع شد۔

عقل سے جانتا ہے تو عقل کو معرفت حق میں کیوں نہیں صرف کرتا اور مدار تقلید پہ اور پر کیوں گوارا کرتا ہے ثانیاً یہ کہ جس کی تقلید تو کرتا ہے اگر اس مسئلہ کو اس نے بھی تقلید سے جانا ہے تو تو اور وہ دونوں برابر ہو گئے اس کو تیرے اوپر کیا ترجیح ہے کہ تو اس کی تقلید کرتا ہے۔ اور اگر اس نے بدلیل جانا ہے تو تقلید اس وقت ختم ہو گی تو بھی اسی دلیل سے اس مسئلہ کو جانے ورنہ تو مخالف ہو گا نہ مقلد اور جب تجھے بھی وہ دلیل معلوم ہو تو تقلید ضائع ہو گئی۔

اسی طرح شاہ عبد العزیز " مجموعہ فتاوی عزیزیہ " مستند مولوی نعیم الدین، جلد اول ص۱۷۵ میں فرماتے ہیں۔

و فی الحقیقت اگر مقلدان مذہب تفحص کنند مے یابند کہ ایں بلائے تقلید ایشاں را بحدے کشیدہ کہ قول ہر یکے را از احاد فقہاء در مقابل حدیث مے آرند و ترجیح مے دہند و ایں از ان قبیل است کہ علماء را بہ پیغمبری رسانیدہ شود بلکہ بخدائی نیز کہ در صحیح ترمذی آمدہ است کہ عدی ابن حاتم از جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم در تفسیر آیت اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ عرض کرد یا رسول اللہ ما ایشاں را بخدائے مے پرستیدند و خدا مے دانستند فرمودند کہ بگفتہ ایشاں حلال و حرام میدانستند گفت آرے فرمودند

یعنی تقلید کی بلا نے مقلدوں کو بے طرح ہلاک کر دیا ہے کہ ایک فقیہ کے قول کو باوجود مخالفت حدیث کے مقابلہ میں ترجیح دیتے ہیں اور یہاں تک کہ علماء فقہاء کو پیغمبری کا درجہ بلکہ خدا کے درجہ تک پہنچاتے ہیں کیونکہ حدیث صحیح ترمذی میں روایت ہے۔ کہ عدی ابن حاتم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تفسیر آیت اتخذوا احبارھم الخ کے بارے میں عرض کیا کہ کیا رسول اللہ علماء کو خدا کی طرح پوجتے تھے اور خدا جانتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان لوگوں کے کہنے سے حلال و حرام جانتے تھے۔ تو عدی بن حاتم نے عرض کیا کہ ہاں اسی طرح کرتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا یہی مطلب رب ٹھہرانے کا ہے

ہمیں است ارباب گرفتن وظاہر است	اور ظاہر ہے کہ منصب تکلیف شرعی مقرر کرنے
کہ منصب تعریب تکلیف و نصب شریعت	کا اور منصب شریعت قائم کرنے کا حق خدا کیلئے
مخصوص بخداست و بے نص قاطع او کسے	مخصوص ہے۔ اور بلا حکم صریح کے کسی کو یہ
را این منصب دادن شرک محض است	منصب دے دینا شرک محض ہے۔ پناہ اللہ
نعوذ باللہ منہا ،،	کی اس سے ،،

پس مولوی نعیم الدین کا اپنی اصول شریعت سے نادانی یا بربنا ر تعصب و عناد کے تقویۃ الایمان کے سچے اصول قرآن و حدیث کو گمراہی کی شاخ اور غیر مقلدی کی ابتداء قرار دینا اور ائمہ مجتہدین علماء و صلحاء بزرگوں کے اتباع نہ کرنے اور ان سے بے پرواہ ہونے کا نتیجہ نکالنا سراسر ظلم نہیں ہے تو کیا ہے۔ حالانکہ خود تقویۃ الایمان کے صلا ہی میں مرقوم ہو چکا۔

کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل جان کر اس کی سند پکڑ لے، عقل کو دخل نہ دے۔ اور جو قصہ بزرگوں کا اس کے موافق ہو قبول کرے ورنہ اس کی سند نہ پکڑ لے ،، (ملخص)

چنانچہ اس اصول تقویۃ الایمان کی تائید میں صرف ایک ہی تفسیر فتح العزیز مسند مولوی نعیم الدین سے حسب تصریح اقوال قرآن و حدیث کے محقق ہو کر تقلید کی کمر جڑ کٹ گئی اور اس کا بے اصل ہونا برخلاف قرآن و حدیث کے ثابت ہو چکا۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے ارشادات در رد تقلید

علی ہذا شارحین احادیث چنانچہ حافظ الاحادیث امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ الباری جن کو مولوی نعیم الدین اپنی الکلمۃ العلیا صلا میں شیخ المشائخ قاضی القضاۃ او صدر الحفاظ والرواۃ لکھتے ہیں۔ آپ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری انصاری دہلی پارہ ۶ صـ میں تقلید کو آفات بشر سے شمار کیا ہے اور پارہ ۲۰ صـ۱۸۱ ج ۶ میں فرماتے ہیں۔

وفی ذلک رد علی المقلد	"اس حدیث میں مقلد کا رد ہے ،،

اور پارہ ۲۹ صـ۲۲۳ ج ۶ میں اس مبحث کے دوران کہ عقاید میں تقلید کا حکم کیا ہے بسلسلہ بحث میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔

لا تقلید فی الاحکام الشرعیۃ	یعنی احکام شریعت میں کسی کی تقلید نہیں ہوتی ،،

نیز اسی سلسلہ میں یہ تقریر فرمائی ہے۔

المراد بالتقلید اخذ قول الغیر	"یعنی مراد تقلید سے اختیار کرنا ہے غیر کے قول

بغیر حجۃ بثبوت النبوۃ حتی	کا بغیر دلیل کے اور جس قول پر دلیل قائم ہو ساتھ
حصل لہ القطع بھا فمہا سمعہ	قائم ہونے احکام نبوت کے یہاں تک کہ حاصل ہو
من النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان	یقین اس کے ساتھ کہ یہ الفاظ نبی صلی اللہ علیہ
مقطوعا عندہ بصدقہ فاذا	وسلم کے قطعاً صدق پر دلالت کرتے ہیں اس کے
اعتقدہ لم یکن مقلدا لانہ لم	نزدیک پس اس کے اعتقاد کرنے سے مقلد نہ ہوگا
یاخذ بقول غیرہ بغیر حجۃ	کیونکہ اس نے نہیں اختیار کیا قول کسی غیر کا بغیر
وھذا مستند السلف قاطبۃ	دلیل کے اور یہ طریقہ ائمہ سلف سے مستند ہے
فی الاخذ بما ثبت عندھم من	اختیار کرنے میں ان کے نزدیک آیات قرآن اور
آیات القرآن واحادیث الرسول	احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس
صلی اللہ علیہ وسلم فیما یتعلق	باب کے متعلق کہ تقلید مذمت کے قابل اختیار کرنا
بھذا الباب ان الذم من	قول کسی غیر کا بغیر دلیل کے ہے اور رسول اللہ
التقلید اخذ قول الغیر بغیر	صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تقلید کی جنس سے نہیں
حجۃ وھذا لیس منہ حکم رسول	ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے واجب فرمایا ہے
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان	آپ کے اتباع کو جو کچھ آپ فرماویں اور نہیں
اللہ اوجب اتباعہ فی کل	ہے کوئی امر آپ کا اور منع فرمانا آپ کا داخل تقلید
ما یقول ولیس العمل فیما امر بہ	مذموم میں بالاتفاق اور نہیں سوائے آپ کے جس
او نھی عنہ داخلا تحت التقلید	کسی کا اتباع کیا جائے، اس کے کہنے میں اور اعتقاد
المذموم اتفاقا واما من دونہ ممن	یہ ہو کہ جب تک یہ نہ کہے گا۔ قابل ماننے کے نہ
اتبعہ فی قول قالہ واعتقد انہ لو لم	ہوگا۔ پس یہ مقلد قابل مذمت کے ہے بخلاف
یقلہ لم یعمل ھو بہ فھو المقلد المذموم	اس اعتقاد کے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا
بخلاف ما لو اعتقد ذلک فی خبر اللہ	حکم ہو تو تسلیم ہے ،،

[illegible]

اور صـ۲۰۰ میں فرماتے ہیں۔

فوجب تصدیقہ فی کل شیٔ	"یعنی پس واجب ہے تصدیق ہر شے کی جو کچھ
ثبت عنہ بطریق السمع ولا یکون	ثابت ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق روایت کے
ذلک تقلیدا بل ھو اتباع	اس کو تقلید نہیں کہتے۔ بلکہ اس کا نام اتباع

واللہ اعلم۔ — ہے۔ واللہ اعلم"

اقوال امام غزالیؒ دررد تقلید

نیز امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو مولوی نعیم الدین ص۳۲ و ۳۳ میں محی السنہ لکھتے ہیں۔ آپ نے کیمیائے سعادت میں بکثرت تقلید کے نقصانات جتلائے ہیں چنانچہ ص۳۹ میں فرماتے ہیں۔

کسے کہ زیرک بود باطن او از آلائش
تعصب و تقلید پاک بود ایں راہ باز
یابد کار آخرت در دل او ثابت
و محکم شود۔

یعنی جو شخص زیرک چالاک و ہوشیار ہے۔ اور باطن اس کا آلائش تعصب و تقلید سے پاک ہے وہ اس راہ کو پائے گا۔ اور احوال آخرت اس کے دل میں ثابت و محکم ہو جائیں گے۔"

اور ص۴۸ میں فرماتے ہیں۔

و ہر عالم کہ کار ہا بتقلید و صورت
فراگرفتہ باشد ناقص بود و بعوام نزدیک
باشد۔

یعنی اور جس عالم نے تقلید کا کام اختیار کر رکھا ہو وہ ناقص ہوتا ہے۔ اور عوام الناس کے قریب قریب ہوتا ہے۔"

فرمودات رومی و سعدی

علیٰ ہذا مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو مولوی نعیم الدین الکلمۃ العلیا میں مستند جانتے ہیں۔ اکثر مواقع مثنوی میں رد تقلید رقم فرماتے ہیں چنانچہ دفتر دوم ص۱۱۱ میں لکھا ہے۔

زانکہ تقلید آفت ہر نیکوی است
کہ بود تقلید اگر کوہ قوی است
نوحہ گر باشد مقلد در حدیث
جز طمع نبود مراد آں خبیث
منبع گفتار ایں سوزے بود
و آں [illegible] کہنہ آموزے بود
بشنو ایں قصہ پئے تہدید را
تا بدانی آفت تقلید را

"یعنی تمام نیکیوں کے لئے تقلید بمنزلہ آفت کے ہے گھاس کی مانند ہے اگرچہ قوی پہاڑ ہی کیوں نہ ہو۔ رونے والا ہوتا ہے مقلد حدیث میں سوا طمع کے مراد نہیں ہوتی اس خبیث کی محقق جو بات کرتا ہے دل سے کرتا ہے۔ مقلد پرانی لکیر کا فقیر ہے تہدید کے لئے اس قصہ کو سن۔ تا تجھ کو آفت تقلید کی معلوم ہو۔"

ایضاً ص۱۱۲ میں مرقوم ہے ؎

مر مرا تقلیدشاں بر باد داد

خاص کر مجھ کو ان کی تقلید نے برباد کر دیا۔

کہ دو صد لعنت براں تقلید باد
خاصہ تقلید چنیں بے حاصلاں
کابرو را ریختند از بہر ناں

دو سو لعنت ایسی تقلید پر ہو دیں" خاص کر ایسے نادانوں کی تقلید جنہوں نے روٹی کے لئے آبرو بھی کھو دی

ایضاً دفتر پنجم ص۲۲۲ میں مرقوم ہے ؎

آں مقلد ہست چوں طفل علیل
گرچہ دارد بحث باریک و دلیل"

مقلد کی حالت بیمار کی سی ہے۔ اگرچہ حجت اور باریک دلیلیں رکھتا ہو

ایضاً ص۲۴۹ میں مرقوم ہے ؎

بلکہ تقلید است آں ایمان او
روئے ایمان را ندیدہ جان او
بس خطر باشد مقلد را عظیم
از رہ و رہزن و شیطان رجیم
صد دلیل آرد مقلد در بیاں
از قیاسی گوید آنرا نیز عیاں
آں مقلد صد دلیل و صد بیاں
بر زباں آرد ندارد ہیچ جاں

تقلید جس کا ایمان ہے سچ تو یہ ہے اس کی جان نے بھی ایمان کا مونہہ نہیں دیکھا مقلد کے لئے بڑے بڑے خطرے ہیں راہ سے راہ مارنے والے شیطان مردود سے اگرچہ مقلد سو سو دلیلیں پیش کرے۔ قیاسی باتیں کہہ کر ان کو عیاں جانتا ہے لد سو سو دلائل اور سو سو بیان ظاہر کرتا ہے مگر سچ یہ ہے کہ اس میں جان نہیں ہوتی۔"

ایضاً ص۲۵۰ میں مرقوم ہے ؎

خر دو سہ نوبت بود بر حملہ کرد
چوں مقلد بد فریب او بخورد"

گدھے نے دو تین دفعہ ان پر حملہ کیا۔ مگر چونکہ مقلد تھا بار دیگر ان پر حملہ کرتا ہوا فریب کھا گیا

ایضاً ص۲۸۷ میں مرقوم ہے۔

گرچہ تقلید است استون جہاں
ہست رسوا ہر مقلد ز امتحاں

اگرچہ تقلید تمام عالم کے لئے ایک بڑی سی بات ہے مگر امتحان کے وقت ہر مقلد کو رسوا ہی دیکھا۔"

اور حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۵۸۹ھ میں اور وفات ۶۹۱ھ ہے۔ آپ نے مشہور محدث علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ سے مدرسہ نظامیہ بغداد میں علم حاصل کیا۔ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے۔ آپ اپنی مشہور مقبول کتاب بوستان ص۱۱۰ میں فرماتے ہیں ؎

"عبادت بتقلید گمراہی است
خنک رہروی را کہ آگاہی است"

یعنی تقلید کے ساتھ عبادت کرنا گمراہی ہے ہاں وہی راہ بہتر ہے جس کی آگاہی ہے۔"

تصریحات علامہ شامی

علیٰ ہذا کتب فقہ حنفیہ کی مسلمہ رد المحتار جس کی توصیف و مدح مولوی

نعیم الدین فیضان رحمت صـ۵۳ـ اور فرائد النور صـ۱۸ـ میں لکھ چکے ہیں جو قریب ہی گذر چکا ہے۔ اس کی جلد اول صـ۳۳ـ میں تقلید شخصی کی مذمت مرقوم ہے۔

لو التزم مذهبا معينا كابي حنيفة والشافعي فقيل يلزمه وقيل لا وهو الاصح اهـ والاصح انه يتخير تقليد اي شاء ۔

یعنی اگر لازم جانے ایک مذہب معین کو جس طرح ابو حنیفہ اور شافعی کا مذہب پس کہا گیا کہ لازم ہے اس پر اور یہ بھی کہا گیا کہ لازم نہیں ہے اس پر اور یہی بہت صحیح ہے اور بہت صحیح یہی ہے کہ مختار ہے جس کی چاہے تقلید کرے۔"

ایضاً صـ۱۵ـ میں مرقوم ہے۔

واما الوصلي يوما على مذهب واراد ان يصلي يوما آخر على غيره فلا يمنع منه انه ليس على الانسان التزام مذهب معين ۔

"یعنی اگر نماز پڑھے ایک دن ایک مذہب کے طور پر اور دوسرے روز دوسرے مذہب کے طور پر تو یہ منع نہیں ہے کیونکہ انسان پر کسی معین مذہب کا لازم کر لینا واجب نہیں ہے۔"

ایضاً صـ۲۵۸ـ میں مرقوم ہے۔

لان ما صح فيه الخبر بلا معارض فهو مذهب المجتهد وان لم ينص عليه لما قدمناه في الخطبة عن الحافظ ابن عبد البر والعارف الشعراني عن كل من الائمة الاربعة انه قال اذا صح الحديث فهو مذهبي ۔

"یعنی کیونکہ جس امر میں صحیح حدیث بلا معارض ثابت ہو جائے اسی کو مجتہد کا مذہب جانے اگرچہ مجتہد سے اس مسئلہ میں کچھ ثابت نہ ہو جس طرح ہم نے خطبہ میں بیان کر دیا ہے حافظ ابن عبد البر اور عارف شعرانی کے کلام سے انہوں نے چاروں اماموں کے اقوال سے کہ فرمایا جس وقت بنہایت صحت کے ساتھ حدیث پہنچ جاوے پس وہی ہمارا مذہب ہے۔"

ایضاً صـ۳۴۲ـ میں مرقوم ہے۔

فالعمل ما عليه جمهور العلماء لا جمهور العوام فاخرج نفسك من ظلمة التقليد وحيرة الاوهام واستضئ بمصباح التحقيق في هذا المقام فانه

"یعنی پس عمل کر جس پر جمہور علماء ہیں نہ کہ جس پر جمہور عوام ہیں پس نکال تو اپنے نفس کو تقلید کی اندھیری سے اور تقلیدی اوہام کی حیرت میں سے اور روشنی اصل کر تحقیق کے چراغ سے اس مقام میں کیونکہ وہ

مظہر الملک العلام اھ — کہ الملک العلام حق تعالیٰ کی طرف سے ہو ظاہر ہے

اور علامہ چلپی حاشیہ شرح وقایہ صـ۱۳۹ـ میں فرماتے ہیں۔

ان كان الضلال امر فالتقليد امه فلا جرم ان الجاهل يؤمه ۔

"یعنی اگر گمراہی کوئی شے یا کسی چیز کا نام ہے تو تقلید اس کی ماں یعنی جڑ ہے پس ضرور ہے کہ تقلید جاہل ہی کرتا ہے۔"

اعترافات مولوی احمد رضا خاں صاحب

حتیٰ کہ مولوی نعیم الدین کے بزرگ علی مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی فتاویٰ رضویہ صـ۳۸۳ـ جلد اول میں لکھتے ہیں۔

ان اخذنا باقوال ائمتنا ليس تقليدا شرعيا لكونه عن دليل شرعي انما هو تقليد عرفي لعدم معرفتنا بالدليل التفصيلي اما التقليد الحقيقي فلا مساغ له في الشرع وهو المراد في كل ما ورد في ذم التقليد ۔

"یعنی اختیار کرنا اپنے امام کے اقوال کا نام تقلید شرعی نہیں ہے کیونکہ ان کا ماننا دلیل شرعی کے اعتبار سے ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ تقلید عرفی ہے بوجہ نہ جاننے دلیل تفصیلی کے لیکن تقلید حقیقی پس اس کی شرع میں کچھ بھی گذر نہیں ہے اور جہاں تقلید کی مذمت وارد ہے اس سے یہی مراد ہے۔"

ایضاً صـ۳۸۳ـ میں لکھتے ہیں۔

قال المدقق البهاري في مسلم الثبوت التقليد العمل بقول الغير من غير حجة كاخذ العامي والمجتهد من مثله فالرجوع الى النبي صلى الله عليه وسلم او الى الاجماع ليس منه وكذا العامي الى المفتي والقاضي الى العدول لايجاب النص ذلك عليهما

"یعنی فرمایا محقق بہاری نے مسلم الثبوت میں تقلید عمل کرنے غیر کے قول پر بلا دلیل کا نام ہے جس طرح اختیار کرنا بے پڑھے کا اور مجتہد کا آپ جیسے سے پس رجوع کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور اجماع کی طرف نہیں ہے یہ تقلید اسی طرح بے پڑھے کا مفتی کی طرف اور قاضی کا گواہوں کی طرف بوجہ ثابت ہونے نص کے ان دونوں میں۔"

ایضاً صـ۳۸۶ـ میں لکھتے ہیں۔

اذا صح الحديث فهو مذهبي

"یعنی جب صحیح ہو جاوے حدیث پس وہی میرا مذہب ہے

فقی شرح الهدایۃ لابن الشحنۃ ثم شرح الاشباہ ثم رد المحتار اذا صح الحدیث وکان علی خلاف المذھب عمل بالحدیث ویکون ذلک مذھبہ

شرح ہدایہ ابن شحنہ اور شرح الاشباہ ورد المحتار میں ہے کہ جب صحیح حدیث مذہب کے خلاف ہو تو حدیث ہی پر عمل کیا جاوے گا اور یہی مذہب امام کا ہو گا،،

نیز مولوی صاحب بریلوی حاشیہ حیات الموات ص۹۵ میں لکھتے ہیں۔

"مولانا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الخطبہ میں فرماتے ہیں قول الصحابی حجۃ یجب تقلیدہ عندنا اذا لم ینفہ شیء من السنۃ انتہی اقول وھذا لا یختص بقول الصحابی فان کل دلیل یترک لدلیل اقوی منہ یعنی قول صحابی حجت ہے وجوب تقلید میں ہمارے نزدیک جب تک کسی سنت کے خلاف نہ ہو۔ میں احمد رضا کہتا ہوں اصیہ قول صحابی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ہر دلیل چھوڑ دی جاوے گی زیادہ قوی دلیل کے سامنے"

(اسی طرح رد المحتار ص۵۵ اور کبیری شرح منیۃ المصلی ص۲۲۹ میں مرقوم ہے) نیز مولوی صاحب بریلوی حیات الموات ص۱۲۵ میں لکھتے ہیں۔

"جو نصوص صریحہ احادیث صحیحہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت کسی مشکک کی تشکیک بے معنی سے دکیا متزلزل ہو سکے،،

ایضاً ص۱۳۰ میں لکھتے ہیں۔

"اب احادیث صحیحہ صریحہ جلیلہ جزیلہ کے تمام قاہر باہر زاہر ظاہر تصریحات سب اٹھا کر طاق نسیان پر رکھ دیں صحابہ و تابعین و ائمہ دین سلف صالحین و خلف کاملین سب کے ارشادات جلیلہ علیہ سے آنکھیں بند کر لیں،،

ایضاً ص۱۳۱ میں لکھتے ہیں۔

"اب لاکھ پکارا کیجئے تعالوا الی الرسول (آؤ رسول کی طرف) کون سنتا ہے کسے قبول خوبی یہ کہ سب کو چھوڑ کر جن کا دامن پکڑا ان کے کلام میں بھی دم مارا کہ پر عمل بالاتفاق چھوڑ دو گمہ گمراہ

ایضاً ص۱۵۲ میں لکھتے ہیں۔

"شدت تعصب نے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث جلیلہ کو شاید دیکھنے نہ دیا،،

ایضاً ص۱۵۳ میں لکھتے ہیں۔

"صحاح جلیلہ مشہورہ بخاری و مسلم کے مقابل ایسے شواذ غریبہ و نوادر مجہولہ اجزائے خاملہ ذکر کرتے

فرما دئے اور ایک کتاب میں رطب و یابس مقبول و مردود جو ملے محض جمع کر دینا مقصود ہو دوسری جگہ استدلال و تفریع و تحقیق و تنقیح موجود ہو ان میں فرق کی تمیز نہ پائی،،

ایضاً ص۲۰۱:۔

"صحت و ضعف حدیث میں تحقیقات فن حدیث کی طرف طبی مسئلہ نحو سے ذلیل گئے نحوی طب سے جو فرق مراتب بھلا کر خلط مبحث کرے جاہل ہے یا غافل ذاہل،،

ایضاً ص۲۰۲:۔ میں فرماتے ہیں۔

"بلکہ علماء کرام کو اس میں اختلاف ہے کہ عقائد میں تقلید مقبول بھی ہے یا نہیں اللہ کو ایک رسول کو سچا جنت و نار کو موجود سوال و عذاب و نعیم قبر کو حق جانتے میں اس کا کوئی محل نہیں کہ فلاں فلاں مشائخ ایسا فرماتے تھے محض ان کے اعتبار پر مان لیا ہے،،

ایضاً ص۲۰۳:۔

"مثلاً قیاس دلیل شرعی ہے۔ مگر نص کے آگے نامقبول،،

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول ص۲۴ میں لکھتے ہیں۔

"احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض قصے یا محتمل واقع یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے،،

خان صاحب بریلوی کے بقول فقہائے حنفیہ کی تقلیدی لغزشیں

ان تمام اقوال نقول و براہن رد تقلید کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل مولوی صاحب بریلوی فقہائے حنفیہ کی تقلیدی لغزشوں کی طرف متوجہ ہوئے ہیں جن میں سے بعض نمونۃً حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حیات الموات ص۱۸۶ میں لکھتے ہیں۔

"مذہب حنفیہ میں بعض ذکثرت پیدا ہوئے ہیں،،

۲۔ حیات الموات ص۱۹۰ میں لکھتے ہیں۔

"خود انہی امام ابن ہمام نے فتح القدیر باب نکاح الرقیق میں ایک مسئلہ محیط سے نقل کیا۔ پھر فرمایا! شارحین پہلے بعد دیگرے یونہی لکھتے چلے آئے۔ پھر فرمایا یہاں مقتضائے نحو اس کے خلاف ہے پھر اسے بیان کر کے فرمایا فہذا ھو الوجہ۔ وکثیرا ما یقلد الساھون الساھین۔ یعنی

بات موجب ہے اور اکثر ہوتا ہے کہ جو لکھنے والے جو نئے والوں کی تقلید کرتے ہیں،،

ایضاً صـ ۱۹۲ میں لکھتے ہیں:-

علامہ بحر نے بحرالرائق آخر کتاب البیوع باب المتفرقات میں فرمایا، مجھے تعجب ہے، کیونکہ ان عبارتوں کو متون و شروح و فتاوی سب میں ایک دوسرے سے پیچھے نقل کرتے چلے آئے۔ اور اس میں خطا پر متنبہ نہ ہوئے کہ احکام بدلے جاتے ہیں۔ اور اللہ ہی صواب کی توفیق دینے والا ہے۔ اور کبھی بکثرت واقع ہوتا ہے کہ ایک مصنف براہ خطا ایک بات اپنی کتاب میں ذکر فرماتا ہے پھر بعد کے آنے والے مشائخ اسے ویسے ہی بلا تنبیہ نقل کرتے چلے جاتے ہیں تو اس کے ناقل بکثرت ہو جاتے ہیں حالانکہ اصل میں ایک شخص کی غلطی تھی جیسا کہ بیان واقع ہوا فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ کہ اس قسم کا ایک واقعہ عظیم امام اجل ابوجعفر طحاوی کی طرف ایک ترجیح و تشریح کی نسبت واقع جس میں متداول و متوارد نقول نے حج تک چلا آیا اور یہاں تک کسی نے اس پر متنبہ نہ فرمایا یہاں تک کہ سب میں متاخر محقق مبصر علامہ شامی کو بھی وہی راستہ بہایا مگر فقیر غفر لہ المولی القدیر نے بدلائل ساطعہ قاطعہ امام طحاوی کا فتوی نہ اس پر بلکہ قطعاً اس کے برعکس ہونا خود کلام امام ممدوح کے تصاریح نصوص و دلائل سے حرمت زکوۃ بنی ہاشم میں ثابت کر دکھایا انتہاء ملخصا

مولوی صاحب بریلوی فتاوی رضویہ صـ ۳۲ میں لکھتے ہیں۔

العجب کل العجب من المحقق صاحب البحر ایضاً ثم اشد العجب علی العجب ان المحقق صاحب البحر ایضاً صـ ۲۳۰ والعجب من المحقق صاحب البحر فی ھذا ایضاً صـ [illegible] وعلامہ سید طحطاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک عجب عارض ہوا" ایضاً صـ [illegible] دوبارہ سو برس کے بعد ایک مصری فاضل سید علامہ طحطاوی بعض عبارات سے بطور احتمال لکھا ہیں الخ ایسا خیال زنہار قابل قبول نہیں ہو سکتا تمام اصول حدیث و اصول فقہ اس پر شاہد ہیں" ایضاً صـ [illegible] الاحتیاط والعمل باقوی الدلیلین کما فی الفتح و البحر وغیرھما ایضاً صـ [illegible] وقد وقع ھھنا زلة قلم من المحقق البحر ایضاً صـ [illegible] فالعجب من العلامة صاحب العنایة رحمہ اللہ تعالیٰ ایضاً صـ ۵۳ والعجب من العلامة الجلیل ابی الاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی ایضاً صـ ۱۳۰ اس کا پتہ نہ چلا بیں ہے دیکھیں اللہ علامہ صاحب منیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ اشتباہ کیونکر ہوا" ایضاً صـ ۱۵۵ والعجب من العجب صاحب البحر ایضاً صـ ۸۹

والمشائخ یتساھلون باکثر من ھذا" ایضاً صـ [illegible] ومن العجب ان البحر ایضاً صـ [illegible] فلا نظر الی ما وقع فی البحر ایضاً صـ [illegible] ضابطہ علیہ ہرگز صحیح نہیں" ایضاً صـ [illegible] (عدم جواز وضو ثابت) مگر اصحاب ضابطہ بجوز پر لازم کہ اس سے وضو جائز مانیں" ایضاً صـ [illegible] تعجب کیونکر امید ہو سکے۔ عجب حکم منقول اس سے وضو جائز ہے گا۔ گر اہل ضابطہ کے نزدیک اس سے وضو ناجائز ہونا لازم۔ مگر یہ سخت بعید بلکہ بداہتہ باطل ہے۔ مرّة بعد اخریٰ" ایضاً صـ [illegible] میں جو خود اپنی دانست میں علماء کی تصریحات کے خلاف ایک موہم عبارت واقع ہوئی اور منقح فقط"

الحمد للہ کہ اہل دیانت اصحاب تحقیق و ارباب تقلید پر کس طرح بین و روشن ہوا جلیلہ شارحین احادیث ائمہ صوفیا اور فقہاء احناف خصوصاً علامہ شامی مسلمہ مولوی نعیم الدین سے تقلید کے نقصانات اور تباہ کن نتائج تقلید اور اتباع میں بین فرق تقلید کا مذموم اور اتباع کا محمود ہونا خصوصاً مولوی صاحب بریلوی نے بکثرت کتب فقہاء و مشائخ ائمہ حنفیہ کی لغزشیں خطائیں تقلیداً نقل کرتے چلے آنا اس پر متنبہ نہ ہونا جس سے احکام کا گڑبڑ ہو جانا تعجبات پر تعجبات شبہات در شبہات کا باطل ہونا اور کر کے تمام کتب فقہ کو بے اعتبار بنا دیا جس سے از راہ تحقیق و تنقید کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبی اور اس کے برخلاف تقلید کی برائی، احادیث صحاح مروجہ خصوصاً صحیحین کا مقدم ہونا اقوال و افعال صحابہ و تابعین، ائمہ مجتہدین سلف صالحین بزرگان دین پر کما حقہ ثابت ہو کر حضرات ائمہ مجتہدین کے ارشادات خذ ما صفا ودع ما کدر یعنی صاف صاف لے لو اور گدلا گدلا چھوڑ دو کی پوری پوری تصدیق ہو گئی، مولوی نعیم الدین میں اگر انصاف ہو تو غور فرمائیں کہ خود ان کے مقتدا ہی نے تقلید کی کما حقہ مٹی پلید کر ڈالی۔

مولانا شہیدؒ کے ارشاد کی صداقت

پس مولانا محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم با مسمّٰی تقویۃ الایمان کے شروع خطبہ میں فرمانا کہ۔

اللہم ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کو کہ ہم کو تو نے ہزاروں نعمتیں دیں اور اپنا سچا دین بتایا اور سیدھی راہ چلایا اور اصل توحید سکھائی اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنایا۔ اور ان کی راہ سیکھنے کا شوق دیا۔ اور ان کے نائبوں کی کہ رحمان کی راہ بتاتے ہیں اور ان کے طریقہ پر چلاتے ہیں ان کی محبت دی سو اے ہمارے پروردگار جیسے تو نے اپنے حبیب پر اور اس کے آل و اصحاب پر اور اس کے سب نائبوں پر ہزاروں ہزار درود و سلام بھیج اور ہم کو ان کی پیروی کر اور ان کو جنت کرا اور ہم کو ان میں شریک کر اور ہم کو ان ہی کی راہ [illegible]

[illegible]

اور ص۲ تقویۃ الایمان میں یہ فرمانا کہ:

"ان سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھیے۔ اور اس کی سند پکڑیے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے۔ اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کیجئے۔ اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ پکڑیے اور جو رسم اس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دیجئے"

خدارا انصاف کرو کہ مولانا شہید مرحوم نے کیا ناحق فرمایا تمام اکابر ائمہ دین یہی فرما چکے مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی یہی کہہ چکے۔

قصیدہ مولانا محمود الحسن کا مطلب

رہا مولانا محمود حسن صاحب مرحوم دیوبندی کے قصیدہ میں مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولانا محمد قاسم صاحب مرحومین کی نسبت جو کہا گیا ہے تو وہ اسرار شریعت اور حقیقت کے متعلق ہے نہ مخصوص عقائد و احکام میں چنانچہ وہ خود ان دو شعروں کے ملحق اول و آخر فرماتے ہیں

جب ہوئی رحمت باری ہوئے مرسل منزل — اہل ایمان کے لئے احمد و قرآن دونوں
رحمت حق کے لئے ہیں یہی دو اصول — اور ہدایت کے لئے ہیں یہی ارکان دونوں
کون بتلائے ہمیں علم و عمل کی گھاتیں — کون دکھلائے رہ سنت نعمان دونوں
کائن و بائن و فانی و صفی و باقی — سالک راہ یقین عارف یزداں دونوں
عارج و نازل و محبوب و محب و واصل — قطب ارشاد ہیں اور مرکز عرفان دونوں
مظہر فیض اتم مجمع اخلاق و شیم — معدن لطف و کرم مخزن احسان دونوں
جو کمالات و معارف ہیں خلاف سنت — ان کے نزدیک ہیں وہ من لا دشان دونوں
ان کے اصحاب رہیں تکیہ زن مسند دین — خصم بدخواہ رہیں خوار و پریشان دونوں
عاقبت ان کے محبوں کی ہو یا رب محمود — اور مخالف کو سدا ذلت و خسران دونوں

پس یہ قصیدہ تقویۃ الایمان کی روح اور وثن پرستوں اور مبتدعین مخالفان سنت کے حق میں ذلت و خسران کا باعث ہے جس کے عناد میں مولوی نعیم الدین مولانا محمود حسن صاحب مرحوم کو کافر خارج از اسلام منکر قرآن بنا رہے ہیں معاذ اللہ منہ۔ علی ہذا دیگر اکابر کے اقوال ہیں چنانچہ دیکھو مولوی صاحب بریلوی کا ملفوظ حیات الموات ص۲۰ سے کہ

"عقائد میں کسی کی تقلید نہیں ہوتی"

پس حیف ہے اصحاب غرض پر کہ نصوص شریعت کے مقابلہ میں اقوال و افعال علماء بزرگان فریبانہ سند بنا

کر عوام کو ورغلاتے ہیں اور مولانا شہید مرحوم کو ظالم اور دین کا سارا نظام درہم برہم کرنے والا جانتے ہیں خدا را ادھر کو بھی اسی طرح دیکھئے خصوصاً اپنے بریلوی صاحب کو تو پھر زیادہ تامل اپنے رفیقوں میں پیدا ہو البتہ ان قبور کے مجاوروں کا قبور کے پجاریوں سے ریوڑ ہی گنٹر کی آمدنی کا سلسلہ ضرور درہم برہم ہو گیا جس کا ان کو نہایت قلق ہے چنانچہ مولوی نعیم الدین نے ص۱۳۷ میں خود لکھا ہے کہ

"تقویۃ الایمان بہت مشہور ہے۔ اور اس کی بکثرت اشاعت کی گئی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی"

حقیقت میں یہ اس کی قبولیت کی بڑی بین دلیل ہے۔ ولو کرہ المجرمون

توحید و شرک کا مبحث شاہ عبد العزیز وغیرہ علماء کے اقوال کی روشنی میں

قول ہے الغایت ص۱۸ فرما کر ایسی مثال بیان کرنے کے بعد

عنوان یہ ہے پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں۔ اول سننا چاہیئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب ہے۔ لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے۔ اور ایمان کا دعوی رکھتے ہیں۔ حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں (تقویۃ الایمان ص۵) سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان سے منتیں مانتے ہیں اور حاجت برآئی کے لئے ان کی نذریں مانتے ہیں۔ اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے کوئی علی بخش حسین بخش کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین اور ان کے جینے کے لئے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کی بدھی پہناتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہناتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے۔ کوئی مشکل کے وقت دہائی دیتا ہے۔ کوئی اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے۔ غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں۔ سو وہ سب جھوٹے مسلمان انبیاء اور اولیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں۔ اور دعوی مسلمانی کئے جاتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ مونہہ اور یہ دعوے۔ (تقویۃ الایمان ص۵) یعنی اللہ کو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے اور مالک ٹھہراتے ہیں مولویوں اور درویشوں کو تو اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا۔ اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان ص۹) تو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے۔ سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۷) پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ۔ اللہ کے دینے

سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان ص۱۰) پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان ص۱۱) وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون ترجمہ اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں یعنی اکثر لوگ دعوی ایمان کا رکھتے ہیں۔ سو وہ شرک میں گرفتار ہیں پھر اگر کوئی سمجھانے والا ان لوگوں سے کہے۔ کہ تم دعوی ایمان کا رکھتے ہو۔ اور افعال شرک کے کرتے ہو یہ دونوں راہیں ملائے دیتے ہو۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم شرک نہیں کرتے۔ بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء و اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے سو یوں تو ہم نہیں سمجھتے بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں۔ اور اسی کا مخلوق اور یہ قدرت تصرف اسی نے ان کو بخشی ہے۔ اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں اور ان کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے۔ اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے۔ اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں۔ جو چاہیں سو کریں اور اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل۔ ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے۔ اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ سے ہم نزدیک ہوتے ہیں اور اسی طرح کی خرافات بکتے ہیں (تقویۃ الایمان ص۴۵)۔

اس ظلم و ستم کی کچھ نہایت ہے۔ کہ پیروں پیغمبروں اماموں شہیدوں اور فرشتوں کو مشکل کے وقت پکارنا ان کے ایصال ثواب کی منتیں ماننی حاجت روائی کے لئے ان کی روح کو ایصال ثواب کرنا برکت کے لئے اپنی اولاد کے نام ان کے ناموں پر رکھنا سب شرک قرار دے دیا۔ اور لاکھوں مسلمانوں کو بیک وقت کے ساتھ اسلام سے خارج کر دیا۔ پھر لطف یہ کہ اس دعوی پر نہ دلیل ہے نہ برہان نہ حدیث نہ قرآن نہ ثبوت نہ شہادت نہ کوئی حوالہ نہ کسی کتاب کی عبارت نئی شریعت بنا ڈالی اور مسلمانوں کو بے دریغ مشرک کہہ دیا۔ کوئی اس ظالم سے پوچھے شریعت کے معاملہ میں اپنی رائے کو دخل دینا اور جس امر کو چاہنا شرک کہہ جانا یہ کس نے سکھایا ہے۔ یہ نئی شریعت بنانا کیا خدائی کا دعوی نہیں ہے۔ اور جو لوگ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر ان بے اصل باتوں کو مانتے ہیں۔ اور تقویۃ الایمان کے کلمہ کلمہ پر ایمان لاتے ہیں وہ خود اس تقویۃ الایمان کے حکم سے مشرک ہیں ص۱۱۔ اور کوئی عذر نہیں سنتے سب کو خرافات بتاتے ہیں اور ان کی اس بات کو بھی نہیں مانتے کہ شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے تو یوں تو ہم نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں اور اسی کا مخلوق۔ یعنی یہ اعتقاد بھی انہیں شرک سے نہیں بچاتا وہ ہر طرح مولوی اسمٰعیل کے

نزدیک مشرک ہیں اور ان کے مذکورہ بالا تمام اعتقاد شرک۔ معاذ اللہ انصاف کیجئے۔ کہ جو مسلمان یہ کہہ رہا ہے۔ کہ ہم انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر نہیں سمجھتے بلکہ اس کا بندہ اور اسی کا مخلوق جانتے ہیں وہ کیسے مشرک ہو گیا۔ اس کا یہ اعتقاد تو بالکل قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ رد شرک کا یہ بہتر طریقہ ہے انتہی (حقیقت عبارات ثقلیت ص۲۸)

اقول و باللہ التوفیق۔ افعال شرکیہ مندرجہ تقویۃ الایمان انبیاء و غیرہم کو مشکل کے وقت پکارنے مرادیں نذریں وغیرہ ماننے کو شرک ہونے سے خارج کرنا محض فریب کاری سے مسلمانوں کو شرک میں مبتلا کرنا ہے۔ کیونکہ نصوص قطعی الثبوت قطعی الدلالت سے واضح ہے

ایاک نعبد وایاک نستعین — یعنی اے اللہ تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اور صحیح حدیث ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

واذا سألت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ — اور جب مانگو تو اللہ ہی سے مانگو۔ اور جب مدد چاہو تو اللہ ہی سے مدد چاہو۔

اور پھر اس پر تفسیر فتح العزیز سے اپنی تائید پیش کرنا صریح بہتان بندی اور دھوکہ دہی ہے۔ کیونکہ وہ عبارت غیر محل میں اقسام سحر کی تعیین شرکیات سے محض بے تعلق ہے۔ اس لئے اس میں تصریح ہے کہ مشرکین افعال عادی الٰہی مثل عطائے فرزند اور فراخی رزق شفاء مریض وغیرہم کو بتوں کی طرف نسبت کر کے کافر ہوئے۔ اور اہل توحید کے ایمان میں تاثیر اسماء الٰہی اور اس کی مخلوقات ادویہ وغیرہ کی خاصیت یا نیک بندوں کے جناب الٰہی میں دعا کرنے کی تاثیر سے خلل نہیں آتا چنانچہ اس عبارت تفسیر عزیزی کے ملحق الفاظ ذیل ص۲۲۹ میں مرقوم ہیں۔

فرق آن است کہ اولیاء و دعوتیان وعزائم خوانان آن افعال را نسبت بغیر خدا نمے کنند۔ بلکہ بہ قدرت او تعالیٰ یا خواص اسماء او تعالیٰ نسبت نمایند پس شرکے لازم نمے آید۔ و ساحران آن افعال را نسبت بغیر خدا از ارواح خبیثہ و پیران و خواص تعویذات و اسمائے اصنام

یعنی فرق یہ ہے کہ اولیاء اللہ اور دعوات اسماء کرنے والے نسبت طرف غیر خدا کے نہیں کرتے بلکہ قدرت حق تعالیٰ یا خواص اسماء حق تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں پس شرک لازم نہیں آتا اور جادوگر غیر خدا مثل ارواح خبیثہ اور پیروں اور خواص تعویذات وغیرہ اور بتوں کے ناموں کی طرف نسبت

مے نمایند الخ — کرتے ہیں۔

پھر ص[illegible] میں بحوالہ فتح العزیز جن لوگوں نے اقسام سحر کی اصلاح کی ہے اس کے آخر میں مرقوم ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے خیانتہً چھوڑ کر مخلوق کو کفر و سحر میں معاذ اللہ مبتلا کرنا چاہا ہے۔ چنانچہ ص۴۴۵ فتح العزیز میں مرقوم ہے۔

پس مرد با ایمان را کہ معتقد تاثیر واحد است از ہیچ چیز غیر از خدا نباید ترسید کہ سرکلادہ عالم اسباب و مسببات بدست او ست بلکہ در حقیقت ورائے تاثیر او تاثیر نیست افعال او تعالے است کہ در پے یک دیگر شدہ میروند ارباب وہم و خیال مے پندارند کہ فلاں موجب فلاں فعل شد"... و عاقل را مے باید کہ چیزے کہ خود را ضرر دہد و نفع نکند از آں احتراز نماید"

یعنی مرد مومن کو کہ ذات وحدہ لا شریک کو مؤثر حقیقی سمجھتا ہے کسی چیز سے سوائے خدا کے ڈرنا نہ چاہئے۔ کہ کل اختیار عالم اسباب اور مسببات کا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ بلکہ حقیقت میں سوائے تاثیر اس کی کے کوئی تاثیر نہیں جتنے کام اور فعل جہان میں ہوتے ہیں سب اسی کے ہیں۔ وہم و خیال والے جانتے ہیں، کہ فلاں نے فلاں کام کیا۔ اور عاقل کو چاہئے۔ کہ جو چیز اپنے لئے ضرر پہنچاوے اور نفع نہ کرے۔ اس سے احتراز کرے۔"

پس ان عبارات میں استعانت و ندا غیر اللہ کے لئے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی نہیں ہے بلکہ ممنوع ہونا واضح ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ جس طرح تقویۃ الایمان میں ہے۔ کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ جھوٹے مسلمان انبیاء وغیرہم سے کر گذرتے ہیں۔

اسی طرح شاہ صاحب رح تفسیر فتح العزیز میں افعال شرکیہ مندرجہ تقویۃ الایمان کی تائید فرماتے ہیں۔ چنانچہ جلد اول ص۵۲ میں مرقوم ہے۔

لوازم الوہیت از علم غیب و شنیدن فریاد ہر کس در ہر جا و قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کنند و ملائکہ و ارواح انبیاء و اولیاء و پردہ صور و تماثیل و قبور و تعزیہا معبود سازند و رزق و فرزند و خدمت و منصب از ایشاں بالاستقلال درخواست کنند۔

یعنی لوازم الوہیت جس طرح علم غیب اور فریاد سننے ہر ایک کی جگہ میں اور قدرت تمام مقدورات پر ثابت کرنے اور ملائکہ اور ارواح انبیاء و اولیاء کو در پردہ صورتوں تمثیلوں اور قبروں تعزیوں کو معبود ٹھہرانے اور رزق و فرزند اور خدمت و منصب کی ان سے اس نے بالاستقلال درخواست کرتی ہے۔"

ایضاً ص۱۵۸ میں مرقوم ہے۔

چہارم پیر پرستان گویند چوں مرد بزرگے کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعت عند اللہ شدہ بود ازیں جہاں میگزرد روح او را قوتے عظیم و وسعتے بس فخیم ہم میرسد ہر کہ صورت او را برزخ سازد یا در مکان نشست و برخاست او یا بر گور او سجود و تذلل تمام نماید روح او بسبب وسعت و اطلاق بر آں مطلع شود و در دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید۔ ... و از انجملہ کسانیکہ در ذکر دیگراں را با خدا ہمسر مے کنند و نام دیگراں را مانند نام خدا بطریق تقرب ذکر مے نمایند و از انجملہ اند کسانیکہ در ذبح و نذر و قربانی ہا با خدا دیگراں را ہمسر مے کنند و از انجملہ اند کسانیکہ در نام نہادن خود را بندہ فلاں و عبد فلاں می گویند ایں شرک در تسمیہ است۔ و از انجملہ اند کسانیکہ در دفع بلاہا دیگراں را مے خوانند۔

یعنی چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا کہتے ہیں کہ جو کوئی بزرگ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ کے مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعت عند اللہ ہوا تھا اس عالم سے گذرتا ہے اس کی روح کو بڑی قوت اور نہایت وسعت حاصل ہوتی ہے جو کوئی اس کی صورت کا برزخ کرے یا اس کے مکان نشست و برخاست یا قبر پر سجدہ اور تذلل تمام کرے تو اس کی روح بسبب وسعت اور اطلاع کے مطلع ہوا۔ اور دنیا و آخرت میں اس کے حق میں شفاعت کرے بعض ان میں سے وہ لوگ ہیں کہ ذکر کرنے میں دوسروں کو خدا کے ساتھ برابر کرتے ہیں اور نام دوسروں کا مانند نام خدا کے براہ تقرب ذکر کرتے ہیں اور بعضے وہ لوگ ہیں کہ ذبح و نذر اور قربانیوں میں خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور بعضے وہ آدمی ہیں کہ نام رکھنے میں بندہ فلاں عبد فلاں کہتے ہیں اور یہ شرک ناموں میں ہے اور بعضے وہ لوگ ہیں کہ دفع بلاؤں کے لئے دوسروں کو بلاتے ہیں۔"

ایضاً ص۲۱۶ میں مرقوم ہے۔

و از ہمیں جا معلوم شد کہ سجود بجز اللہ را علامت کفر ساختہ اند۔

یعنی اسی جگہ سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنے کو علامت کفر ٹھہرائی گئی۔"

ایضاً ص۲۹ میں مرقوم ہے۔

اہل تحقیق گفتہ اند کہ ہر قوم را گوسالہ ایست کہ در پرستش او مشغول اند گو بظاہر خود را

یعنی اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ ہر قوم کا ایک گوسالہ ہے کہ اس کی پوجا میں مشغول ہیں گو بظاہر اپنے آپ کو مسلمان

مسلمان دو دیندار پندارند۔

دیندار جانتے ہیں۔

ایضاً ص۱۶۷ میں مرقوم ہے

وبعضے از ایشاں ارواح مدبرہ و ملائکہ موکلہ
وار مخلوقات یا ارواح انبیاء و اولیاء و عباد
و رہابین و احبار و علماء را بے ملاحظہ علاقۂ
بندگی خدا و محبوبیت او بالاستقلال در محبت
برابر خدا مے سازند و نذر و قربانی بنام آنہا مے
دہند و احکام ایشاں را بے تامل در ماخذ آنہا
برابر وحی ناطق الٰہی مے شمارند بلکہ بعضے از
ایشاں با صور و ہیاکل و قبور و معابد و مساکن
و مجالس آنہا افعالے کہ در مسجد و کعبہ برائے خدا
باید کرد عمل مے آرند مانند سر بر زمین نہادن
و گرداگرد گشتن و دست بستہ بصورت استقبال
قبلہ در نماز استادن بحال آنکہ ایں محبت ایشاں
مقتضائے ایمان بخدا و برائے خدا نیست
تا نزد خدا مفید افتد و در رضامندی او بکار
آمد زیرا کہ ایں محبت از حد محبت مخلوق درگذشتہ
است و در ایمان لازم است کہ در محبت مخلوق
و خالق فرق کردہ شود۔ و در جمیع امور ہیچ چیز از
مال و فرزند و یار و دوست و بادشاہ و امیر و
پیغمبر و پیر و فرشتہ و پری بدون حکم او مددے
تواند کرد۔ سو اگر بالفرض آنہا را قوتے ہم مے
بود برابر ساختن آنہا بخدا ہرگز روا نہ بود زیرا کہ
کہ خدائے تعالیٰ غیور است از برابر کردن
مخلوق ابا و در غضب مے آید۔

یعنی "بعضے ان میں سے ارواح مدبرہ اور ملائکہ موکلہ
مخلوقات کو یا ارواح انبیاء اور اولیاء اور زہاد
اور علماء کو بلا لحاظ علاقہ بندگی خدا کے ان کی
محبوبیت کو بالاستقلال خدا کی محبت کے
برابر کرتے ہیں اور نذریں اور قربانیاں ان کے
نام کی کرتے ہیں اور ان کے احکام کو بے تامل وحی
الٰہی کے برابر شمار کرتے ہیں۔ بلکہ بعض ان میں سے
صورتوں اور شکلوں کے ساتھ اور قبروں اور
معابد و مساکن کے ساتھ وہ افعال کرتے ہیں جو
خدا کے لئے مسجد اور خانہ کعبہ میں چاہئیں جس طرح زمین پر
سر رکھنا اور گرداگرد پھرنا اور دست بستہ بصورت
استقبال قبلہ نماز میں کھڑا ہونا حالانکہ یہ محبت ان کی
بمقتضائے ایمان بخدا خدا کے واسطے نہیں ہے تاکہ
خدا کے نزدیک مفید ہو اور اس کی رضامندی میں کام
آوے اس لئے کہ یہ محبت حد محبت مخلوق سے گذر
گئی اور ایمان میں لازم ہے کہ محبت مخلوق اور خالق
میں فرق کرے۔ تمام امور میں کوئی چیز مال و فرزند و یار و
دوست اور بادشاہ و امیر اور پیغمبر و فرشتہ اور پری
بغیر اس کے حکم کے مدد نہیں کر سکتے اور اگر بالفرض ان
کو خدا کے برابر قوت بھی ہوتی تب بھی خدا کے برابر بنانا
ہرگز روا نہ تھا۔ اس واسطے کہ خدا کے تعالیٰ
کو برابر کر دینے مخلوق سے غیرت و غضب
آتا ہے۔"

پس تفسیر فتح العزیز کے یہ چند حوالے تقویۃ الایمان کی تائید و تشریح میں حسب مسلمہ مولوی نعیم الدین
سونے پر سہاگے کی مانند اظہر من الشمس ہیں جس سے اہل انصاف کو کیا کسی معاند کو بھی گریز نہیں ہو سکتا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ایسے ہی دیگر اکابر ائمہ دین کے اقوال ہیں چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ نمبر ۱۰ ص۵۱۹ میں مرقوم ہے۔

لا یقل احدکم اطعم ربک وضی ربک
اسق ربک ولیقل سیدی ومولای ولا
یقل احدکم عبدی امتی ولیقل
فتای وفتاتی وغلامی (صحیح بخاری)
والسبب فی النہی ان حقیقۃ الربوبیۃ
للہ تعالیٰ لان الرب ہو المالک والقائم
بالشئ فلا توجد حقیقۃ ذلک الا للہ
تعالیٰ۔ قال الخطابی سبب المنع ان
الانسان مربوب متعبد باخلاص
التوحید للہ وترک الاشراک معہ فکرہ لہ
المضاہاۃ فی الاسم لئلا یدخل فی
معنی الشرک ولا فرق فی ذلک بین
الحر والعبد فاما ما لا تعبد علیہ
من سائر الحیوانات والجمادات
فلا یکرہ اطلاق ذلک علیہ عند
الاضافۃ کقولہ رب الدار و
رب الثوب وقال ابن بطال لا یجوز
ان یقال لاحد غیر اللہ رب کما لا
یجوز ان یقال لہ الٰہ وعن مالک
تخصیص الکراہۃ بالنداء فیکرہ ان
یقول یا سیدی ولا یکرہ فی غیرہ

یعنی تم میں سے ہرگز کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے اپنے
رب کو کھانا کھلایا یا اپنے رب کو پانی پلایا اور چاہیے
کہ کہے میرا سید اور میرا آقا۔ اور آقا بھی نہ کہے کہ میرا
بندہ اور میری لونڈی اور چاہئے کہ کہے میرا خادم اور
میرا غلام (صحیح بخاری) اور سبب اس نہی کا یہ ہے۔ کہ
حقیقت میں ربوبیت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہے
کیونکہ اصل رب کے معنی مالک اور قائم بالشئ کے ہیں
تو اس کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہے گی
خطابی نے کہا اس منع کا سبب یہ ہے کہ انسان اخلاص
توحید اور ترک شرک کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا مربوب
اور اصل بندہ ہو جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے نام
میں مشابہت کرنا بھی مکروہ سمجھا گیا تاکہ شرک کے معنی
میں داخل نہ ہو جائے ان الفاظ بولنے میں آزاد و غلام
سب برابر ہیں کوئی فرق نہیں البتہ وہ چیزیں جن پر
عبودیت صادق نہیں آتی جس طرح تمام حیوانات
و جمادات وغیرہ ان کا تعلق بتانے کے لئے لفظ رب بولنا
جائز ہے جیسے رب الدار اور رب الثوب۔ اور کہا ابن
بطال نے کہ کسی کو رب کہنا سوائے اللہ تعالیٰ کے جائز
نہیں جیسے کسی کو الٰہ معبود کہنا جائز نہیں۔ اور امام
مالک علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ تخصیص نداء کے
کراہت پہنچتی ہے تو مکروہ ہے یا سیدی کہنا اور سوائے

الیضاً پارہ ۷ صفحہ ۱۰۹ ج ۲ میں ہے۔

قال الطبري انما قال ذلك عمر لان الناس كانوا حديثي عهد بعبادة الاصنام فخشي عمر ان يظن الجهال ان استلام الحجر من باب تعظيم بعض الاحجار كما كانت العرب تفعل في الجاهلية فاراد عمر ان يعلم الناس ان استلامه اتباع لفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم لا لان الحجر ينفع ويضر بذاته كما كانت الجاهلية تعتقده في الاوثان

"کہا طبرانی نے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کو بتوں کی عبادت چھوڑے ہوئے زیادہ زمانہ نہ گذرا تھا تو آپ کو خوف ہوا کہ جاہل لوگ گمان کریں گے کہ بوسہ دینا بھی پتھروں کی تعظیم کی قسم سے ہے جیسا کہ عرب کے لوگ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو جتلا دیں کہ حجر اسود کو بوسہ دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی وجہ سے ہے نہ اس وجہ سے کہ پتھر خود کچھ نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے جس طرح کہ جاہلیت والوں کو اعتقاد تھا پتھروں کی نسبت۔۔۔

الیضاً پارہ ۱۲ صفحہ ۳۵ ج ۲ میں مرقوم ہے۔

والمراد باطلاق الكفران فاعله فعل فعلا شبيها بفعل اهل الكفر وفيه جواز اطلاق الكفر على المعاصي بقصد الزجر كما قررناه

"اور مراد اطلاق کفر سے اس کے فاعل پر یہ ہے کہ اس نے کفر کے مشابہ کام کیا اور اس میں جواز ہے اطلاق کرنے کفر کا گناہوں پر بوجہ زجر و توبیخ کے"

الیضاً پارہ ۱۲ صفحہ ۸۶ ج ۴ میں ہے

فقال عمر السيد هو الله

"پس فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سید تو اللہ تعالیٰ ہی ہے"

الیضاً پارہ ۱۲ صفحہ ۱۰۲ ج ۳ میں ہے قطع شجرة بيعة الرضوان. فلو بقيت لما امن تعظيم بعض الجهال لها حتى ربما افضى بهم الى اعتقاد ان لها قوة نفع او ضر كما نراه الان مشاهدا فيما هو دونها

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعة الرضوان والا درخت کٹوا دیا پس اگر وہ باقی رہتا تو خوف تھا کہ بعض جاہل اس کی تعظیم کرنے لگتے حتیٰ کہ ممکن تھا کہ لوگوں کو یہ اعتقاد بھی ہو جاتا کہ اس درخت کو نفع و نقصان پہنچانے کی قوت ہے جس طرح کہ آجکل ہم دیکھتے ہیں

الیضاً پارہ ۱۲ صفحہ ۸۶ ج ۳ میں ہے

ثم وجدت عند ابن سعد باسناد صحيح عن نافع ان عمر بلغه ان قوما ياتون

"پھر میں نے ابن سعد کی صحیح روایت میں پایا کہ نافع نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ بیعة الرضوان

الشجرة فيصلون عندها فتوعدهم ثم امر بقطعها فقطعت انتهى. قال الكرماني قالوا سبب خفائها ان لا يفتتن الناس بها لما جرى تحتها من الخير ونزول الرضوان فلو بقيت ظاهرة معلومة لخيف تعظيم الجهال اياها وعبادتهم لها فاخفاؤها رحمة من الله تعالى (حاشیہ فتح الباری ص۲۶۵ ج ۳)

والے درخت کے پاس جا کر نماز پڑھتے ہیں تو ان کو دھمکایا گیا اور حکم دے کر اس درخت کو کٹوا دیا انتہی کرمانی نے کہا کہتے ہیں اس درخت کے بے نشان ہونے میں یہ سبب ہے کہ لوگ اس کی وجہ سے فتنہ میں نہ پڑ جاویں کیونکہ اس کے نیچے بہت بھلائی اور حق تعالیٰ کی رضامندی کا نزول ہوا تھا پس اگر وہ باقی رہتا ظاہر معلوم ہونے کے طور پر تو خوف تھا کہ جاہل لوگ اس کی تعظیم و عبادت کرنے لگتے۔ پس اس درخت کا اخفا بے نشان ہونا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا سبب ہے۔"

الیضاً پارہ ۲۵ صفحہ ۱۹۶ ج ۶ میں ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اخنى الاسماء يوم القيامة عند الله رجل تسمى ملك الاملاك (صحيح بخاری) وفي الحديث مشروعية الادب في كل شيء لان الزجر عن ملك الاملاك والوعيد عليه يقتضي

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن تمام ناموں سے برا نام اس کا ہو گا اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو شہنشاہ نام رکھے اس حدیث شریف میں ہر چیز کے اندر ادب ملحوظ رکھنے کا حکم ہے اس لئے کہ شہنشاہ کہلانے والے کے لئے زجر اور وعید کا مقتضا مطلقاً اس کا منع ہونا ہے"

الیضاً پارہ ۲۶ صفحہ ۲۴۸ ج ۹ میں ہے

قوله ولله الاسماء الحسنى فادعوه بها فانه امر بالدعاء بها ونهى عن الدعاء بغيرها۔

"حق تعالیٰ کا فرمانا قرآن پاک میں کہ اللہ ہی کے لئے اچھے اچھے نام ہیں تو انہیں کے ذریعے سے دعا کرو اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ناموں کے ذریعہ دعا کرنے کا حکم فرمایا اور ان کے سوا کسی کا نام لے دینے سے منع فرمایا۔"

الیضاً پارہ ۲۷ صفحہ ۲۴۵ ج ۴ میں ہے

عن ابن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من حلف بغير الله فقد كفر او اشرك قال الترمذي حسن وصححه الحاكم. قال العلماء السر

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھاوے گا تو وہ کافر یا مشرک ہو جاوے گا ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور

فی النھی عن الحلف بغیر اللہ تعالیٰ ان الحلف بشیء یقتضی تعظیمہ والعظمۃ فی الحقیقۃ انما ھی للہ وحدہ ۔

حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ اس میں بھید یہ ہے کہ کسی چیز کی قسم کھانے سے اس کی تعظیم ملحوظ ہوتی ہے اور حقیقت میں اصلی تعظیم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پاک ہے"

ایضاً ص۲۴۷ ج ۶ میں ہے

ان من حلف بغیر اللہ مطلقاً لم تنعقد یمینہ سواء کان المحلوف بہ یستحق التعظیم لمعنی غیر العبادۃ کالانبیاء والملائکۃ والعلماء والصلحاء والملوک والآباء والکعبۃ او کان لا یستحق التعظیم کالآحاد او یستحق التحقیر والاذلال کالشیاطین والاصنام وسائر من عبد من دون اللہ ۔

"جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم کھاوے اس کی قسم ہی مطلقاً نہ ہوگی اگرچہ وہ چیز جس کی قسم کھائی ہے عبادت کے سوا کسی اور طرح تعظیم کے مستحق ہو جیسے انبیاء اور فرشتے اور علماء اور صالحین اور بادشاہ اور باپ دادا اور کعبہ وغیرہ یا تعظیم کے مستحق نہ ہو جیسے عام افراد انسانی یا حقارت وذلت کے لائق ہوں جیسے شیاطین و بت اور تمام وہ چیزیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا جاتا ہے ۔

ایضاً ص۲۵۰ ج ۶ میں ہے۔

وفی حدیث النسائی واحمد ولفظہ ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ماشاء اللہ وشئت فقال لہ اجعلتنی للہ ندا لا بل ماشاء اللہ وحدہ ۔ قولہ ماشاء اللہ وشئت تشریک فی مشیئۃ اللہ تعالیٰ ۔

"حدیث سنن نسائی اور امام احمد رحمہ اللہ کے الفاظ یہ ہیں ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جو چاہا اللہ نے اور آپ نے تو فرمایا آپ نے کیا ٹھہرا لیا تونے مجھے اور اللہ کو برابر نہیں بلکہ جو چاہے اکیلا اللہ انتہی قولہ جو چاہا اللہ تعالیٰ نے اور تم نے اس میں اللہ کی مشیت میں شریک ٹھہرانا ہے ۔

اور خود مولوی نعیم الدین فیضان رحمت ص۱۶ میں لکھتے ہیں کہ

"حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم نے صحابہ کرام کو استعمال واؤ سے ایسے موقع میں منع فرمایا ہے، کہ اس میں استعمال واؤ موہم شرک اور جواز الفرنا جائز تھا چنانچہ بروایت احمد و ابو داؤد و نسائی حذیفہ سے مروی ہے کہ سرور اکرم نے فرمایا کہ یہ مت کہو کہ جو خدا نے چاہا اور فلاں نے وہ ہوگا ۔ اور مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس میں خدائے پاک کے ساتھ مشیت میں بندہ کو برابر کرنا ہے اس لئے کہ واؤ جمع اور اشتراک کے لئے ہے ۔"

چنانچہ فتح الباری پارہ ۲۹ ص۵۶۳ میں مرقوم ہے

عن ابی ھریرۃ لا تقوم الساعۃ حتی یرجع ناس من امتی الی الاوثان یعبدونھا من دون اللہ ۔ وکابن ماجہ من حدیث حذیفۃ رضی اللہ عنہ و یبقی طوائف من الناس الشیخ الکبیر والعجوز یقولون ادرکنا آباءنا علی ھذہ الکلمۃ لا الہ الا اللہ فنحن نقولھا ولمسلم واحمد من حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ ولا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان ۔

یعنی روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ پھر جاویں میری امت میں سے کتنے لوگ تھانوں کی طرف جھک پڑیں گے کہ سوا اللہ کے ان کی عبادت کریں گے اور ابن ماجہ کی حدیث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اور باقی رہ جائیں گے کچھ لوگ بوڑھے مرد اور عورتیں کہیں گے پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو اس کلمہ لا الہ الا اللہ پر پس ہم بھی وہی کہتے ہیں جو وہ کہتے تھے اور مسلم اور امام احمد کی حدیث میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت مگر اس حال میں کہ شامل ہو جائیں گے کتنے قبیلے میری امت میں سے مشرکین میں اور یہاں تک کہ کتنے قبائل میری امت کے پوجیں گے تھانوں یعنی قبروں کو"

اور اس لئے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ سے اپنے لئے دعا کی۔

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد (کما رواہ فی المؤطا صفحہ ج ۱)

یعنی اے اللہ نہ ٹھہرا دینا میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے"

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۸ ص۱۰۲ میں مرقوم ہے کہ بعد وفات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر مدہوشی واقع ہوئی اور بار بار کہتے تھے کہ آپ کی وفات نہیں ہوئی ہر چند لوگ سمجھاتے مگر آپ کا غصہ اور بھڑکتا اور کہتے تم لوگ جھوٹے ہو حتی کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے سمجھایا، مگر اپنے جوش وخیال سے باز نہ آئے، تب آپ نے لوگوں کو جمع فرما کر خطبہ پڑھا جس کے الفاظ یہ ہیں۔ من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت تو معاذ اللہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے تھے تو اس کے کیا معنی کہ جو محمد کی عبادت کرتا ہو تو محمد تو فوت ہو چکے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ رہنے والا ہے اس کو کبھی موت نہیں ہے۔ علی ہذا کتب عقائد فقہ حنفیہ کے مستندات چنانچہ ملا علی قاری جن کو خود مولوی نعیم الدین

الحکمۃ العلیا میں مستند جانتے ہیں ۔ فوائد النور ص۲۲ میں علامہ فاضل فہامہ کامل ملا علی بن سلطان محمد القاری رحمہ اللہ الباری جو سے ملقب کرتے ہیں ۔ آپ شرح فقہ اکبر امام ابو حنیفہ رح ص۲۳۵ میں فرماتے ہیں ۔

واما ما اشتهر من التسمية بعبد النبي فظاهره الكفر الا ان اراد بالعبد المملوك ۔

یعنی جو مشہور ہو گیا ہے نام عبد النبی وغیرہ کا پس ظاہر ہے کفر ہونا ان کا لیکن اگر مراد عبد سے مملوک خرید ہوا ہو

نیز مرقاۃ شرح مشکوٰۃ بشرح حدیث احب اسمائکم عند اللہ عبد اللہ وعبد الرحمن کے فرماتے ہیں ۔

ولا يجوز نحو عبد الحارث ولا عبد النبي ولا عبرة بما شاع بين الناس اھ

یعنی "جائز نہیں نام رکھنا مانند عبد الحارث اور عبد النبی کے اور نہیں اعتبار اس کا جو لوگوں میں شائع ہے[1]"

اور در مختار — ص۶۹۹ میں مرقوم ہے ۔

وكذا ما يفعلونه من تقبيل الارض بين يدي العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضي به آثمان لانه يشبه عبادة الوثن ۔

یعنی اسی طرح جو لوگ علماء اور بزرگوں کے سامنے زمین پر بوسہ دیتے ہیں پس یہ حرام ہے اس کا کرنے والا اور اس سے راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں کیونکہ اس میں مشابہت بت پرستوں کی عبادت کی ہے ۔

ایضاً در مختار ص۳ ۷۶۸ میں مرقوم ہے ۔

ذبح لقدوم الامير ونحوه كواحد من العظماء يحرم لانه اهل به لغير الله ولو وصل به ذكر اسم الله تعالى ۔

یعنی ذبح کرنا جانور کا امیر رئیس وغیرہ بزرگوں کے آنے کے استقبال پر حرام ہے کیونکہ وہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے حکم میں ہے اگرچہ اس پر نام اللہ کا ذبح کے وقت لیا جائے ۔

اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ۔

بت پرستان اگرچہ بتاں را مانند خدا و مخالف او تعالیٰ نمیدانند ولیکن آنہا را می پرستند و تعظیم می کنند گویا مثل او میدانند و میدانند و اعتقاد دارند کہ ایشاں را از عذاب خدا می رہانند انتہی (صواعق ص۱۰)

یعنی بت پرست لوگ اگرچہ بتوں کو مانند خدا اور مخالف خدا نہیں جانتے ہیں لیکن ان کو پوجتے ہیں اور ان کی تعظیم کرتے ہیں گویا مثل و مانند خدا کے جانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہم کو عذاب خدا سے رہا کر دیں گے ۔

اور ملا علی قاری رح شرح مناسک میں فرماتے ہیں ۔

[1] جیسے عبد المصطفیٰ احمد رضا وغیرہ ۔

ولا يطوف اي لا يدور حول البقعة الشريفة لان الطواف من مختصات الكعبة المنيفة فيحرم حول قبور الانبياء والاولياء ولا عبرة بما يفعله الجهلة ولو كانوا في صورة (المشائخ والعلماء)

یعنی نہ طواف کرے گرد مزار شریف کے کیونکہ طواف کرنا خصوصیات کعبہ مکرمہ کے ساتھ ہے پس حرام ہوگا گرد پھرنا قبور انبیاء اور اولیاء کے اور اس میں کچھ اعتبار نہیں ہے جاہلوں کے فعل کا اگرچہ وہ صورت میں مشائخ اور علماء معلوم ہوں ۔

اور شرح عین العلم میں فرماتے ہیں ۔

لا يمس اي القبور ولا التابوت ولا الجدار لورود النهي عن مثل ذلك بقبره عليه السلام فكيف بقبور سائر الانام ولا يقبل فانه زيادة على المس فهو اولى فالتقبيل مختص بالحجر الاسود وبايدي الانبياء والعلماء والصلحاء اھ

یعنی نہ چھوئے قبر اور نہ تابوت کو اور نہ دیوار کو کیونکہ ان کاموں کی ممانعت وارد ہوئی ہے قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پس کس طرح کسی اور کی قبروں کے لئے جائز ہو سکتا ہے اور نہ بوسہ دیوے قبر کو یہ زیادہ برا ہے چھونے سے پس بوسہ دینا تو مخصوص حجر اسود اور انبیاء اور علماء و صلحاء کے ہاتھ کے لئے ہے[1]

اور شرح جامع صغیر مناوی میں مرقوم ہے

لا يمس القبر ولا يقبله فانه عادة للنصارى اھ ۔

یعنی "نہ چھوئے قبر کو اور نہ بوسہ دیوے اس کو کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادت ہے[1]"

اور مضمرات میں مرقوم ہے ۔

لا يقبل القبور لانه عادة النصارى اھ

یعنی "نہ بوسہ دیوے قبروں کو کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادت ہے"

اور تاتارخانیہ میں مرقوم ہے ۔

ولا يقبل القبور لانه من عادة النصارى اھ ۔

یعنی "نہ بوسہ دیوے قبروں پر کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادتوں میں سے ہے ۔"

حتی کہ معراج الدرایہ میں مرقوم ہے ۔

لو طاف حول مسجد سوى الكعبة الشريفة يخشى عليه الكفر انتهى (صواعق الٰہیہ ص۲۳)

یعنی "اگر طواف مسجد کا بھی سوائے کعبہ شریف کے کرے گا تو اس میں کفر کا خوف ہے ۔"

اور فتاویٰ عالمگیری ج۱ ص۱۹۶ میں مرقوم ہے

ولا يضع يده على جدار التربة اھ

یعنی "نہ رکھے ہاتھ دیوار مزار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اوپر"

اور فتاویٰ عالمگیری ج۴ ص۱۹۶ میں مرقوم ہے

[1] انبیاء، علماء، اور صلحاء کے ہاتھوں کا بوسہ بطور مشروع شرعی از روئے تحقیق غیر ثابت ہے (م ر)

ثم هذا من خصائص اسماء الله وأما تقبيل الارض فهو قريب من السجود اھ

بلکہ مخصوصیات کے اللہ تعالی کے ہوں کے ساتھ ہے اور لیکن بوسہ دینا زمین کو تو سجدہ کرنے کے قریب ہے۔"

علے ہذا رد المحتار شامی شرح درمختار فقہ حنفیہ جس کی نسبت مولوی نعیم الدین فیضان رحمت صہ ۵۲ اور فوائد النور صہ ۱۸ میں لکھ چکے ہیں۔

"درکہ شامی جو اہل سنت وجماعت کی بہت معتبر کتاب ہے اور علمار ہند وغیرہ کا اس کی روایتوں پر عمل ہے۔"

"رد المحتار درمختار کا سب سے نفیس تر حاشیہ فقہ کی کمال معتبر کتاب علامہ شامی کی مصنفہ ہے۔"

اور خود اپنی اسی کتاب زیر بحث میں بھی متعدد مواقع میں اس کو مستند جانا ہے۔ اسی رد المحتار جلد ۲ صہ ۱۱۳ میں مرقوم ہے۔

فعلم ان النذر الذي وقع للاموات من اكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الاولياء الكرام تقربا اليهم فهو بالاجماع باطل وحرام كان يقول يا سيدي فلان ان رد غائبي او عوفي مريضي او قضيت حاجتي فلك من الذهب او الفضة او من الطعام او الشمع او الزيت كذا باطل لوجوه منها انه نذر المخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز لانه عبادة والعبادة لا تكون للمخلوق ومنها ان المنذور له ميت والميت لا يملك ومنها انه ان ظن ان الميت يتصرف في الامور دون الله تعالى واعتقاده ذلك كفر اھ

یعنی جان تو وہ نذر جو اموات کے لئے اکثر عوام لوگ کرتے ہیں و درہم اور موم بتی اور تیل اور مانند اس کے اولیا کرام کے مزارات پر ان کے تقرب کے لئے لے جاتے ہیں وہ بالاجماع باطل وحرام ہے جیسے کہتے ہیں اے سید میرے فلاں اگر میرا غائب شدہ آجاوے یا مریض اچھا ہو جاوے یا میری حاجت پوری ہو جاوے تو تمہارے لئے اتنا سونا اور اتنی چاندی اور اتنا کھانا اور چراغ اور اتنا تیل میرے ذمہ ہے اسی طرح بحر الرائق میں ہے پس یہ کئی وجہ سے باطل ہے کیونکہ یہ نذر مخلوق کے لئے ہے اور نذر مخلوق کے لئے جائز نہیں دوم یہ عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لئے نہیں ہوتی سوم اور جس کے لئے یہ نذر کی گئی ہے وہ میت ہے اور میت کسی چیز کی مالک نہیں اور نذر کرنے والے کا گمان ہے کہ میت کو اللہ کے کاموں میں تصرف اور اختیار حاصل ہے اور یہ اعتقاد اس کا کفر ہے۔"

پس الحمد للہ کتب احادیث، تفاسیر، شروح اور اصول وعقائد اقوال فقہار کرام وصوفیار عظام سے کما حقہ تقویۃ الایمان کی تائید واضح ہو گئی کہ انبیار واولیار کو مشکل کے وقت پکارنا نذر ومنت ماننا،

عبد النبی وغیرہم نام رکھنا ان کے نام کی چوٹی رکھنا، بدہی پہنانا ان کے نام پر جانور موسوم کرنا وغیرہم امور سب اطوار کفار ومشرکین کے مسلمانوں میں اعتقاداً وعملاً داخل ہو گئے ہیں۔ اگرچہ انبیار واولیار کو اللہ کا بندہ ہی جان کر اپنے عقیدے میں اللہ کا عطا کردہ تصرف خیال کرتے ہوں، اس خیال موہوم محض بلا دلیل سے وہ شرک سے ہرگز بری نہیں ہو سکتے۔ پس اس ظلم کی بھی کوئی انتہا ہے کہ افعال شرکیہ عمل میں لا کر حیلہ وبہانہ ایصال ثواب کا بنا کر افعال شرک میں مبتلا ہوں، مولوی نعیم الدین کو چاہیئے کہ اپنی مسلمہ ومستندہ رد المحتار علامہ شامی کی نقل کردہ عبارت سے اولیار کی نذر ومنت ماننے کے کفر وشرک ہونے کو دیکھ کر عوام کو شرک وکفر میں مبتلا کرنے سے باز آویں۔

ندار غیر اللہ کی بحث اب مولوی نعیم الدین کے معارضات تار عنکبوت کی مفصل حقیقت ا جو لغایت صہ ۶۵ تک وارد کئے گئے ہیں سنئے۔

قولہ صہ ۲۷ کسی کو پکارنا شرک ہو یہ بات تو بداہتہ باطل ہے۔ ہاں بزرگان دین کو انبیار واولیار کو وسیلہ جانتا ہے۔ اور ان کی وساطت سے بارگاہ الہی میں اپنی حاجت عرض کرتا ہے اور ان کی برکت سے اپنا حل مشکلات چاہتا ہے یہ کسی طرح شرک نہیں ہو سکتا۔ الخ

اقول یہ کس قدر مضطربانہ قول ہے کہ انبیار واولیار کے پکارنے کو بارگاہ الہی میں وسیلہ وساطت کے معنی لئے جاتے ہیں بے شک حل مشکلات کے لئے غائبانہ کسی کو پکارنا انواع شرک میں سے ہے جس طرح نصوص احادیث واقوال صحیحہ ائمہ کرام سے نقل ہو چکا البتہ بزرگان دین کی برکات سامنے رکھ کر بارگاہ الہی میں عرض حاجات کرنے کو کوئی شرک نہیں کہتا یہ محض سوء ظن ہے۔ جو شرک کو ایمان بتا کر ضال ومضل بنتے ہیں

قولہ صہ ۲۸ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا پارہ ۱ یعنی حضور کے رونق افروز ہونے سے پہلے یہودی حضور کے نام مبارک کے وسیلے سے کافروں پر فتح ونصرت طلب کرتے تھے اور حضور کے نام مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں مہمات میں کامیاب فرماتا تھا۔

۱؎ مگر یہ بزرگان دین کی برکات سامنے رکھ کر بارگاہ الہی میں عرض حاجات خیر القرون میں ہرگز نہیں پایا گیا، کسی صحابی تابعی تبع تابعی یا امام محدث سے ایسا کرنا پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا پھر اس کے بدعت ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے قبولیت دعا کے جو اسباب شریعت محمدیہ میں بتلائے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ دعا کے اول وآخر درود شریف پڑھ لیا جائے۔ شفا ... پھر اس سے بڑھ کر اور کسی وسیلہ کی کیا ضرورت ہے کہ جو ... غیر شرعی طریقہ اختیار کیا جائے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ... نے اس مسئلہ کو بالکل منقح کر دیا ہے شائقین ملاحظہ فرماویں ان کی بے نظیر کتاب التوسل والوسیلہ کے متعدد مقامات۔ (ح۔ س)

اقول ۔ اس میں بھی دعا بجناب باری تعالیٰ عز اسمہ بہ برکت نام پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نہ کہ مشکل کے وقت کسی غیر اللہ کو پکارنا حاجات طلب کرنا منتیں مانگنا جس کو حسب نصوص کتاب اللہ و احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ائمہ کرام کے تقویۃ الایمان میں شرک فرمایا گیا ہے۔ چشم بینا ہو تو فرق نظر آوے۔

قولہ ۲۹ ۔ یہ ہے قرآن پاک کا بیان انبیاء کے پکارنے کی برکت مشکلوں میں ان کے توسل سے حاجات برآری کا ثبوت جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب شرک کہتے ہیں۔ قرآن پاک کی تعلیم کو شرک کہنا کتنا بڑا ستم ہے۔ اس پر بھی عقل کے اندھے اس تقویۃ الایمان پر جان دیتے اور گمراہ ہوتے ہیں اگر کسی کو پکارنا شرک ہو تو دنیا میں کوئی شرک سے نہ بچے۔ ماں باپ نوکر خادم کو پکارا اور مشرک نماز پڑھی کوئی آیت آگئی جس میں غیر خدا کو ندا ہے۔ جیسے یا ایہا الرسول۔ یا ایہا النبی۔ یا یحییٰ۔ یا موسیٰ۔ یا مریم۔ یا عیسیٰ۔ یا آدم۔ یا بنی اسرائیل۔ یا اہل الکتٰب یا ایہا الکافرون غرض یہ کہ کوئی ندا آئی کہاں کی نماز تقویۃ الایمان کے حکم سے ایمان ہی رخصت ہوا قرآن پڑھنے والا مومن رہ ہی نہیں سکتا۔ الخ

اقول ۔ قرآن پاک نے تو سوا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہر کسی کو اپنی مشکلات میں پکارنے نذر اور منت ماننے کو شرک فرمایا ہے۔ دیکھو سورہ جن:۔

فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۔ قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَاۤ اُشْرِکُ بِہٖۤ اَحَدًا ۔	یعنی تم ہیں مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو۔ کہہ دے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہما لئے اس کے نہیں کہ میں تو پکارتا ہوں اپنے رب کو اور شریک نہیں ٹھہراتا اس کا کسی کو۔

لہ طبرانی وغیرہ سے یہ بات ثابت ہوتی لیکن صحیح یہ ہے کہ پیش کردہ آیت کا زیر نزاع مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ متداول تفسیروں میں جو مطلب اس آیت کا ہے اس کی تلخیص شاہ عبد القادر صاحب نے موضح القرآن میں فرما دی ہے۔ کہ آنحضرت کی بعثت سے قبل مشرکوں اور یہود کی لڑائی ہوتی یہود۔

"شب طلب کافروں کا دیکھتے تو دعا مانگتے کہ نبی آخر الزمان شتاب پیدا ہو جب پیدا ہوا۔ تو آپ ہی منکر ہوگئے"

یستفتحون کا معنی ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے فتح طلب کرتے کہ آنحضرت صلعم تشریف لائیں تو ہم ان کے ساتھ ہو کر مشرکین عرب پر فتح حاصل کریں ـــــ صحیح تفسیر آیت کی یہی ہے۔ رہی ایک روایت جس میں مروی ہے کہ یہود "بحق محمد" سوال کرتے تھے تو وہ روایت کسی کام کی نہیں، چنانچہ مستدرک حاکم میں اس روایت کو لا کر اس کو عجیب و غریب قرار دے کر اس پر تنقید کر ڈالی آئے ادت الضرورۃ الی اخراجہ وھو غریب من حدیثہ ص $\frac{۲۶۳}{۲۰۵}$ اس لئے کہ اس کی سند میں ایک راوی عبد الملک بن ہارون ہے جس کے متعلق حافظ ذہبی تلخیص المستدرک ص ۲۶۳ ج ۲ میں لکھتے ہیں عبد الملک متروک ھالک شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے التوسل والوسیلہ ص ۱۰۹ ۔ ۱۱۲ میں اس سلسلہ میں بہت حاصل بحث فرمائی ہے۔ (ح ۔ ح)

نیز دیکھو سورہ احقاف :۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ الآیۃ	یعنی تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو پکارتے ہو اللہ کے سوا دکھاؤ تو مجھ کو انہوں نے کیا بنایا زمین میں یا ان کا ساجھا ہے آسمانوں میں۔

اور صحیح بخاری پارہ ۲۸ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قلت یا رسول اللہ ای الذنب اعظم قال ان تجعل للہ ندا وھو خلقک (الحدیث)۔	یعنی کہا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا کونسا گناہ ہے فرمایا یہ کہ ٹھہرایا جاوے اللہ کے ساتھ شریک حالانکہ اللہ ہی نے تجھے پیدا کیا ہے۔

قرآن پاک کی اس تعلیم کے سوا ہرگز کہیں قرآن پاک میں کسی کو پکارنے مرادیں مانگنے کا شمہ تک ذکر نہیں ہے محض کذب و افترا اور خلق اللہ کو بحیلہ توسل دعوت الی الشرک دے کر گمراہ و بے سبب بنانا، اور ماں باپ، نوکر خادم کو پکارنے کا قیاس اللہ کے مانند پکارنے پر قیاس باطل اور مردود ہے قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام وغیرہم کو خطاب کا یہی جواب ہے کہ یہ حق تعالیٰ کا کلام دوسروں کے لئے بطور نقل کے ہے نہ کہ خود ان کو غائبانہ اپنی حاجات میں پکارنا اور ان کا پکار کو سن لینا۔

تشہد میں ایہا النبی الخ کی بحث

قولہ ۳۰ ۔ نماز میں جب قعدہ کے لئے بیٹھا اور تشہد میں پڑھا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور حضور کے نام کو پکارا اور حاضر کے صیغہ سے خطاب کر کے اللہ کی عبادت نماز کے حریم میں صلوٰۃ و سلام عرض کیا تو آپ پوچھو مولوی اسمٰعیل صاحب سے کیسا ڈبل شرک ہوا۔ ایک تو غیر خدا کا پکارنا اور وہ بھی نماز میں تو تقویۃ الایمان کے حساب سے ہر نمازی مشرک اور شرک عبادت میں داخل لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر یہ ندا بھی محض حکایۃ نہیں بلکہ انشاء ہے اس میں حضور پر عرض مقصود ہے الخ

اقول ۔ التحیات نماز میں صیغہ خطاب السلام علیک ایہا النبی منصوص بالاحادیث مطابق اخبار واقعہ معراج حکایۃ اور مقصود اس میں درود و سلام کا حق تعالیٰ کے حضور میں بھیجنا ہے نہ کہ خود انبیاء اولیاء کو غائبانہ پکارنا جس طرح مولوی نعیم الدین کا زعم اور قیاس ہے، کیونکہ درود و سلام میں لفظ خطاب خاص انبیاء علیہم السلام کے لئے مخصوص ہے کہ فرشتے پہنچاتے ہیں چنانچہ قاضی عیاض رح الشفاء مطبوعہ صدیقی بریلی ص ۲۳ میں روایت فرماتے ہیں۔

وذکر ابو بکر بن ابی شیبۃ عن ابی ھریرۃ	یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا ابلغته اھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مجھ پر درود پڑھے گا میری قبر پر تو مجھے سنایا جاوے گا اور جو درود پڑھے گا مجھ پر دور کہیں سے تو مجھے پہنچایا جاوے گا۔"

اسی طرح فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۳ صـ۲۷۹ میں روایت ہے بعینہ بعد وفات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے صیغہ خطاب کو بوجہ توہم سد ذریعہ فساد اعتقاد عوام کے بدل دیا تھا چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۲۵ کے آخری باب میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حسب تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی حیات میں نماز کے اندر التحیات میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الخ پڑھا کرتے تھے

فلما قبض قلنا السلام على يعني على النبي صلى الله عليه وسلم

"پھر جب آپ کی وفات ہو گئی تو ہم بجائے ایہا النبی کے السلام علی النبی کہا کرتے تھے۔"

فتح الباری صـ۲۵۸ ج ۵ شرح صحیح بخاری مسلمہ مولوی نعیم الدین ایضاً مرقوم ہے

فظاهرها انهم كانوا يقولون السلام عليك ايها النبي بكاف الخطاب في حياة النبي صلى الله عليه وسلم فلما مات النبي صلى الله عليه وسلم تركوا الخطاب وذكروه بلفظ الغيبة فصاروا يقولون السلام على النبي

یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ایہا النبی خطاب کے لفظ سے پڑھا کرتے تھے پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو لفظ خطاب کو چھوڑ دیا اور پڑھنے لگے لفظ غیبت کا بلا خطاب کے السلام علی النبی۔"

ایضاً پارہ ۴ صـ۲۵۶ میں مرقوم ہے۔

دل على ان الخطاب في السلام بعد النبي صلى الله عليه وسلم غير واجب فيقال السلام على النبي قلت قد صح بلا ريب وقد وجدت له متابعا قويا قال عبد الرزاق اخبرنا ابن جريج اخبرني عطاء ان الصحابة كانوا يقولون والنبي صلى الله عليه وسلم حي السلام عليك ايها النبي فلما مات قالوا السلام على النبي وهذا اسناد صحيح انتهى وقال قيل

یعنی اس میں دلالت ہے اس امر کی کہ خطاب سلام میں بعد از نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب نہیں ہے اسی وجہ سے السلام علی النبی بلا خطاب کے لفظ سے کہنے لگے میں کہتا ہوں بلا شبہ یہ امر صحت کو پہنچا ہے جس کا قوی متابع بھی مل گیا ہے چنانچہ مسند عبد الرزاق میں ہے عبد الرزاق نے ہمیں عطاء سے خبر دی ہے کہ صحابہ پڑھا کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لفظ خطاب ایہا النبی پس جب آپ نے وفات پائی تو پڑھتے تھے بلا لفظ خطاب کے السلام علی النبی اور یہ سند صحیح سے ثابت

هذا في صـ۳۲ فان قيل كيف شرع هذا اللفظ وهو خطاب بشر مع كونه منهيا عنه في الصلوة فالجواب ان ذلك من خصائصه صلى الله عليه وسلم

ہے۔" یعنی اگر کہا جاوے یہ لفظ خطاب کیونکر درست ہے حالانکہ نماز میں خطاب بشر کے منع ہے تو جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔"

اور موطا امام مالک صـ۳۱ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن نافع ان عبد الله بن عمر كان يتشهد فيقول السلام على النبي ورحمة الله وبركاته فاذا قضى تشهده واراد ان يسلم قال السلام على النبي ورحمة الله وبركاته اھ ملخصا

یعنی "حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر جب التحیات پڑھا کرتے تھے تو کہتے تھے السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بلا لفظ خطاب کے اور جب تشہد ختم کر چکتے اور ارادہ سلام پھیرنے کا کرتے تو کہتے السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔"

اور شفا امام قاضی عیاض مترجمہ مستند مولوی نعیم الدین صـ۲۲۷ میں ہے۔

وفي تشهد علي رضي الله عنه السلام على نبي الله السلام على انبياء الله ورسله السلام على رسول الله السلام على محمد بن عبد الله اھ

یعنی "حضرت علی رضی اللہ عنہ التحیات میں السلام علی نبی اللہ السلام علی انبیاء اللہ ورسلہ السلام علی رسول اللہ السلام علی محمد بن عبد اللہ کہا کرتے تھے بلا لفظ خطاب کے۔"

اور خود شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ مدارج النبوۃ جلد اول صـ۲۸ میں اس کی تشریح فرماتے ہیں:-

ودر خطاب السلام علیک ایہا النبی دو سوال کردہ اند یکے آنکہ خطاب کردن بہ بشر در نماز منہی عنہ است ومفسد اوست وجواب دادہ اند کہ از خصائص اوست صلی اللہ علیہ وسلم ودر حقیقۃ این دعائے ست در نماز اگرچہ بصیغہ خطاب ست وچوں در اصل کہ قصہ معراج است این چنیں واقع است ہم چنیں نگاہ داشتہ شد وباین تقریر حاصل شد جواب از سوال دیگر کہ میگویند چیست حکمت در عدول از غیبت

یعنی لفظ السلام علیک ایہا النبی میں دو سوال کئے گئے ہیں ایک یہ کہ خطاب کرنا بشر کو نماز میں منع اور موجب فاسد ہونے نماز کا ہے تو جواب دیا گیا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منجملہ خصائص کے ہے اور در حقیقت یہ دعا ہے نماز میں گرچہ لفظ خطاب کے ساتھ ہے کیونکہ در اصل قصہ معراج اسی طرح واقعہ ہوا ہے اسی طرح قائم رہا اور اس تقریر سے دوسرے سوال کا بھی جواب حاصل ہو گیا کہ کہتے ہیں کیا حکمت ہے عدول کرنے میں لفظ غیبت سے خطاب کی طرف کیونکہ مقتضائے

بخطاب بآنکہ مقتضائے سیاق لفظ غیب است چنانکہ گویند التحیات للہ والصلوات والسلام علی النبی والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ یعنی نگاہ داشتند لفظے را کہ از رسول خدا آمدہ تعلیم کردہ مر صحابہ را و صاحب مواہب لدنیہ بطریقہ اہل معرفت گفتہ کہ مصلیان چوں بالتحیات استفتاح باب ملکوت کردند اذن کردہ شد مر ایشاں را بدخول در حریم حرمت عزت الٰہی تبارک وتعالیٰ۔ پس روشن گشت دیدہ بصیرت ایشاں وآگاہ شدند و دریافتند کہ آں بوساطت نبی الرحمۃ و برکت متابعۃ اوست پس حاضر یافتند حبیب را در حرم حبیب پس اقبال کردند بروے و گفتند السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اھ۔ وکرمانی در شرح بخاری گفتہ کہ ایں در زمان حضور حیات سرور بود صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ بعد ازاں ایں چنیں سلام مے فرستادند کہ السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سیاق لفظ غیب ہے جس طرح کہتے ہیں۔ التحیات الخ یعنی قائم رکھتے ہیں اسی لفظ کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہے۔ اور جس کی تعلیم کی گئی صحابہ کو۔ اور صاحب مواہب لدنیہ نے بطریق اہل معرفت کہا ہے۔ کہ نماز میں جو التحیات سے باب ملکوت کا افتتاح کرتے ہیں تو ان کو اجازت عطا ہوتی ہے۔ داخل ہونے حریم عزت گاہ الٰہی تبارک و تعالےٰ میں پس روشن ہو جاتی ہے دیدۂ بصیرت ان کی اور آگاہ ہو جاتے ہیں اور پاتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت اور آپ کی تابعداری کی برکت سے پس حاضر پاتے ہیں حبیب کے حرم حبیب میں پس سبقت کر کے کہتے ہیں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انتہی۔ اور کرمانی شرح صحیح بخاری میں کہتے ہیں کہ یہ بزمانہ حیات حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا۔ اور صحابہ بعد آپ کے اس طرح سلام پہنچاتے تھے۔ السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (بلا لفظ خطاب کے)“

نیز مدارج النبوۃ جلد ۱ صـ۱۰۱ میں مرقوم ہے،

واگر مراد ایں دارند کہ خطاب آنحضرت باوجود غیبت از خصائص است نیز وجہے دارد و وجہ ایں میگویند کہ چوں در اصل شب معراج درود بصیغہ خطاب بود کہ از جناب

یعنی جو یہ مراد رکھیں کہ لفظ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باوجود آپ کی غیبت کے آپ کے لئے مخصوص ہے تو وجہ رکھتا ہے اور اس کی وجہ یوں کہتے ہیں کہ چونکہ در اصل شب معراج میں لفظ خطاب وارد ہوا ہے کہ حق تعالیٰ

رب العزت سلام آمد بر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازاں ہم بریں صیغہ گفتند و در کرمانی شرح صحیح بخاری گفتہ است کہ صحابہ بعد از فوت حضرت السلام علی النبی میگفتند نہ بصیغہ خطاب واللہ اعلم

رب العزت کی طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام آیا بعد اس کے یہی لفظ خطاب قائم رہا۔ اور کرمانی شرح صحیح بخاری میں کہا ہے۔ کہ صحابہ بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے السلام علی النبی کہتے تھے۔ نہ بلفظ خطاب کے واللہ اعلم۔“

نیز مدارج النبوۃ جلد ۱ صـ۳۶۹ و صـ۳۷۷ میں مرقوم ہے

شیخ ابو محمد جوینی کہ والد امام الحرمین است گفتہ است کہ سلام بمعنی صلوٰۃ است پس استعمال کردہ نشود در غائب و افراد کردہ نشود در غیر انبیاء وا ما حاضر خطاب کردہ شود بآں و گفتہ شود السلام علیکم وعلیکم السلام و گفتہ است کہ ایں امر مجمع علیہ است و گفتہ اند کہ ایں طریق اسلم و اقرب است باحتیاط و رعایت ادب بجناب نبوت اھ

یعنی شیخ ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے فرمایا ہے کہ سلام بمعنی درود کے ہے پس اس کا استعمال نہ کیا جاوے غائب پر اور تنہا بھی نہ کیا جاوے سوائے انبیاء علیہم السلام کے لیکن حاضر کو خطاب کیا جاوے اور کہا جائے السلام علیکم و علیکم السلام اور کہا ہے کہ یہ امر متفق علیہ ہے اور کہتے ہیں کہ یہ طریقہ اسلم اور اقرب ہے۔ از روئے احتیاط اور ادب کے بجناب نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں۔“

پس جب کہ حسب احادیث صحیحہ واقوال صحابہ کرام و ائمہ دین مستندین رضی اللہ عنہم کے درود و سلام کا انبیاء علیہم السلام کو پہنچایا جانا خواہ بضمن خطاب جس طرح التحیات میں واقعہ معراج کی حکایت اور مراسلات و خطوط میں باہم کلام چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۵ صـ۳۲۲ میں روایت ہے۔ و من طریق زید بن علبت انہ کتب الی معاویۃ السلام علیک یا امیر المؤمنین و رحمۃ اللہ وبرکاتہ خواہ بلا لفظ خطاب جس طرح حضرات اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا بوجہ اندیشہ سد ذریعہ موہم شرک خطاب کا ترک فرما دینا ثابت ہو چکا تو پھر سوائے حق تعالےٰ کے کسی غائب کو حقیقۃً ندا کرنا حل مشکلات کے لئے پکارنا، حاضر و ناظر جاننا نصوص صحیحہ کا مقابلہ کر کے کلام مرفاہ اہل کشف سے بحوالہ در مختار اشعۃ اللمعات، احیاء العلوم وغیرہ سے ۔۔۔ میں حجت استدلال لانا محض باطل و قیاس فاسد ہے۔ چنانچہ لفظ در مختار کا نہ جس کا ترجمہ خود مولوی نعیم الدین نے ۔۔۔ میں گویا کا کیا ہے، اس پر قطعی الدلالت ہے کہ حقیقۃً خطاب و ندا مراد نہیں بلکہ لفظ خطاب و غیر خطاب سے درود و سلام کا پہنچایا جانا ہی ہے۔ نہ کہ خود ان کو سنانا۔ اور عارفین کے حالات مشاہدہ حضوری سے

قیاساً استدلال کر کے عوام کو فریب دینا اور گمراہ کرنا ہے ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر　　گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

پھر جبکہ لفظ خطاب کو خود حضرات صحابہ ہی ترک فرما چکے تو پھر محض کسی غیر صحابی کا کلام صحابہ کے اقوال و افعال پر کیونکر مقدم ہو سکتا ہے۔ کیا مولوی نعیم الدین کو خود اپنا لکھا شرکیات کے نشہ میں فراموش ہو گیا چنانچہ فوائد النور کے صـ۴۶ میں خود لکھ چکے ہیں کہ اصول حنفیہ میں مقرر ہو چکا ہے کہ تاویل صحابی تمام تاویلات پر مرجح ہے۔

پس یہ ہے حقیقت خطاب التحیات کی مثل روز روشن کے جس پر فریبانہ ظلمات و شرکیات کا نقاب ڈال کر عبارات علماء کو کاٹ چھانٹ کر خلق اللہ کو برگشتہ کیا جاتا ہے۔ استغفر اللہ۔

عبارت "صراط مستقیم" کی بحث

قولہ صـ۲۲ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی توان عبارتوں سے چھنک جاتے ہیں۔ انہیں تو تمام دنیا میں شرک ہی نظر آتا ہے۔ ان کے مخالف قرآن و حدیث عقیدہ پر تو نماز بھی شرک اور سارے نمازی مشرک۔ اس عقیدہ ناپاک پر لعنت اسی جلن میں تو مولوی اسمٰعیل صاحب نے صراط مستقیم میں وہ کفری قول لکھا جس سے مومن کا رواں رواں کانپ جاتا ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے "و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است کہ خیال آن با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان مے چسپد بخلاف خیال گاؤ و خر" لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ صراط مستقیم صـ۹۵ مطبوعہ ضیائی۔ نماز میں حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف خیال لے جانے کو اس ناپاک نے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر بتایا ہے۔ اس بے دین کو یہ نہ سوجھا کہ خیال کیسے نہ آئے گا۔ تشہد میں تو حضور پر عرض سلام کی تعلیم ہے۔ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ہے تو بیدین نماز چھوڑے اور نماز کیا اس نے دین ہی ترک کیا۔ دیندار اور بددین میں یہ فرق ہے۔ جو مولوی اسمٰعیل صاحب کی عبارت اور امام حجۃ الاسلام غزالی اور حضرت شیخ عبد الحق محدث رحمۃ اللہ علیہما کی عبارتوں میں ظاہر ہے۔ آپ کو صاحب تقویۃ الایمان کی شقاوت و سیہ باطنی کا تو پتہ چلا۔ الخ ملخصاً۔

اقول۔ الحمد للہ۔ مولانا شہید مرحوم اور امام غزالی و شیخ عبد الحق وغیرہم اکابر رحمہم اللہ کے اقوال در بارہ امور شرکیہ ندائے غیر اللہ کے حاضر و ناظر جاننے کا متحد اور موافق ہونا اہل انصاف پر واضح ہو چکا۔ اس پر بھی اہل اللہ کو مورد لعنت بنانا خود بنتا ہے۔ نیز صراط مستقیم کے متعلق جس کو اتنی بھی تمیز اور خبر نہ ہو

کہ کس قدر حصہ مولانا شہید مرحوم کا اور کس قدر دوسرے مؤلف رحمہ اللہ کا لکھا ہوا ہے اور اتہام پر کمر باندھے کس درجہ ظلم و سفاہت ہے۔ ناظرین اہل دیانت پر واضح ہو کہ مولانا شہید مرحوم خطبہ صراط مستقیم صـ۲ میں فرماتے ہیں کہ اس کتاب کا باب ثانی اور ثالث (از صـ۴۹ تا صـ۱۵۷) مولانا عبد الحی ادام اللہ برکاتہ دہلوی کا تحریر کردہ ہے اور مقدمہ مع فصول و ہدایات و تمہیدات (از صـ۵ تا صـ۴۸) اور باب چہارم و خاتمہ (از صـ۱۵۵ تا صـ۱۷۹ آخر کتاب تک) میرا شہید مرحوم کا مرتب کیا ہوا ہے۔ اب خدارا انصاف کریں کہ یہ عبارت صـ۹۵ کی نسبت کردہ مولانا شہید مرحوم کی طرف کس قدر افترا اور بہتان بندی ہے جس کا ایک حرف بھی قطعاً و یقیناً ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے۔ کیا اسی کا نام دیانت ہے کہ کسی کا کلام اور کسی کے ذمہ لگا دیا جائے۔ پس یہ سراسر بددیانتی و دھوکہ دہی فریب کاری اور صریح خیانت ہے جس کے وبال و جرم میں مولانا شہید مرحوم کا معاند و لعنت کنندہ مبتلا ہو کر تمام دنیا و آخرت میں رسوا ہوگا۔ پھر در صورت تسلیم صحت مضمون کے جواب یہ ہے کہ نماز کا جزو اعظم حضور قلب حسب حدیث لا صلوٰۃ الا بحضور القلب۔ الحدیث اور ماسوائے الی اللہ تعالےٰ سے منقطع ہو جانا جو مقصود الی اللہ تعالیٰ ہے جس کے قلب میں جس قدر وساوس و خیالات برخلاف حضوری حق تعالےٰ حائل ہوں گے، خواہ ان کو قلب میں جگہ دے یا نہ دے اسی قدر تفاوت سے نماز میں نقصان ہوگا۔ خواہ درجہ شرک کا ہو خواہ گناہ کا۔ پس اس عبارت کا اول آخر چھوڑ کر عوام کو دھوکہ میں ڈالنا صریح خیانت ہے چنانچہ صـ۹۳ صراط مستقیم سے امور مخل انداز نماز مع اس کے علاج کے مفصل مرقوم ہیں۔ از جملہ نفس و شیطان کہ مقصود اصلی ان رجیم کا انکار اور کفر کرا دینا ہے۔ اگر بفضلہ تعالیٰ اس میں وہ کامیاب نہ ہو تو آہستہ آہستہ خیال گاؤ خر میں مبتلا کر دیتا ہے حسب مقولہ مثنوی مولانا روم رحمہ اللہ۔ برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر۔ گاؤ خر تو تمثیل ہے جو کچھ سوائے حق کے ہے سب مانند گاؤ خر کے ہے بلکہ زیادہ تر گاؤ خر کے خیال سے مخل نماز ہے۔ یہ نہیں کہ ظاہر ہو جانا مسائل کا نماز میں، اور کشف ارواح اور ملائکہ کا تسبیح اور زیر لب بلکہ اپنے قصد اور پوری ہمت سے اس طرف متوجہ ہو جانا خلوص کے مخالف ہے مگر کشف ہو جانا باعث خلعت فاخرہ کا ہے کہ مخلصان مستغرق حق کو بسبب وفور اپنی عنایات کے نوازا جاتا ہے کہ ایسے لوگوں کے حق میں باعث کمال کا ہے کہ ان کی نماز اس درجہ عبادت کو پہنچی ہے جس کا ثمرہ ان پر واضح ہو گیا جو دعا اور حاجات ذات صمدیت کے حضور میں بسبب انحصار اعتقاد کے ایسے نمازی باکمال سے عین نماز میں صادر ہوتی ہے باعث کمال نماز کا ہے اور جو بسوسہ نفس کے شعور سے ہوتے ہیں وہ قبیح باعث نقصان نماز ہوتے ہیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نماز میں تدبیر سامان لشکر کرنا اور خضر علیہ السلام کو

کو توڑنا۔ لڑکے بے گناہ کو مار ڈالنا۔ موجب ثواب عظیم تھا جناب فاروق کا وہ مرتبہ تھا کہ سامان لشکران کی نماز میں مخل انداز نہ ہوا بلکہ منجملہ کمالات نماز کے ہو گیا۔ کیونکہ اس کی تدبیر حضرت حق تعالیٰ کی طرف سے ان کے دل میں الہام ہوئی تھی۔ برخلاف اس کے جو خود متوجہ تدبیر امور ہو بادہ جس پر وہ مقام منکشف ہو جائے سو اس واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مغرور ہو کر اپنی نماز برباد نہ کرنا چاہیئے۔ پس بمقتضائے درجات برائیوں کے زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کا خیال بہتر ہے اور صرف ہمت یعنی متوجہ ہو جانا اپنے شیخ یا کسی معظم کی طرف گو جناب رسالت مآب ہی ہوں بہ زیادہ تر برا ہے نقصان پہنچانے میں بہ نسبت مستغرق ہو جانے خیال گاؤ خر میں۔ کیونکہ خیال معظمین کی بڑائی کا انسان کے اندرون دل میں جگہ پکڑ لے گا۔ اور اس درجہ کی تعظیم اور بڑائی جو غیر حق تعالیٰ اپنے معظمین کی نماز میں مقصود ہو گی۔ شرک تک پہنچا دے گی۔ بالجملہ منظور وسوسوں اور مراتب کے فرق کا بیان کرنا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ آگاہ ہو انتہی ملخصاً ص۸۶ (اردو)

اس عبارت مذکورہ صراط مستقیم میں بلا اپنے قصد کے نمازی کو خلوص و استغراق کے برکت سے منجانب اللہ کشف ارواح و ملائکہ ہو جانے کو خلعت فاخرہ و باعث کمال نواز اجانا بتایا گیا ہے اور نفس و شیطان کے شوروں میں پھنس جانے کو باعث قباحت و نقصان کا بتایا۔ مثلاً وسوسہ زنا سے بیوی کی صحبت کا خیال آنا اگرچہ دونوں برے ہیں مگر فرق ہے۔ اسی طرح اپنے شیخ یا کسی بزرگ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بالقصد ہمہ تن مصروف ہو جانا زیادہ برا ہے بہ نسبت خیال گاؤ خر وغیرہ وساوس دنیوی میں ڈوب جانے سے۔ اگرچہ دونوں برے ہیں مگر فرق ہے اور وجہ فرق یہ ہے۔ کہ بزرگوں کے خیال میں مصروف ہو جانا بنظر تعظیم نماز میں بدرجہ شرک تک پہنچا دے گا۔ اور گاؤ خر وغیرہم کے خیالات سے بجز کراہت و نفرت کے ان چیزوں کی کچھ عزت وقعت دل میں نہیں آسکتی تو یہ کراہت و نفرت بہ نسبت تصورات شیخ و معظم وغیرہم کی تعظیم نماز میں اچھا ہے۔ اگرچہ برے دونوں ہیں مگر فرق ہے۔ پس از روئے غور و انصاف کیا کلام ہو سکتا ہے خود مولوی نعیم الدین نے خیال لے جانے کا لفظ ذکر کیا ہے۔ جو بالقصد ہونے پر دلیل روشن ہے۔ اور تشہد میں بجناب باری تعالیٰ کے عرض سلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم آ جانے کا ذکر کیا ہے۔ کیا خیال لے جانا اور خیال آ جانے میں فرق نہیں ہے۔ حالانکہ خیال لے جانا مذموم اور خیال آ جانا خصوصاً عارفین پر کشف ہو جانا محل تشہد میں بوجہ استغراق درود و سلام اور استغفار و الدین وغیرہم میں بالتجاء باری تعالیٰ حسب مرقومہ خود صراط مستقیم باعث خلعت فاخرہ اور موجب تکمیل نماز منجانب اللہ مرقوم ہے۔ پس اگر اہل اللہ سے عداوت نہ ہو۔ اور دیدۂ حق بین ہو تو قدر اس عبارت اساس توحید اور نسبت حب انبیاء و اولیاء کی معلوم ہو۔ مگر ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ مستند مولوی نعیم الدین مدارج النبوۃ جلد ا ص۴۹ میں فرماتے ہیں۔

چوں مشتغل شد انسان بعبادات منکشف میگردد بروے انوار عالم ربوبیت و چوں حاصل شد ایں انکشاف گشت دنیا بکلیت حقیر در نظر وے۔ و چوں حقیر نمود سبک و آسان شد بردل فقدان و وجدان آن۔

یعنی جب انسان عبادات میں بہ تن مشغول ہو گیا منکشف ہو جاتے ہیں اس پر انوار عالم ربوبیت کے اور جب اس پر انکشاف حاصل ہو گیا تو دنیا بالکل اس کی نظر میں حقیر ہو جاتی ہے اور جب دنیا حقیر ہو گئی تو اس کے دل میں اس کا ہونا اور نہ ہونا آسانی و ہلکی طور پر ہو جاتی ہے۔"

نیز مدارج النبوۃ ص۱۲۸ میں فرماتے ہیں۔

و دریں جا معلوم شد کہ مذموم خاطر ردیہ است کہ نہ از قبیل عبادات و طاعات باشد۔

یعنی اس جگہ معلوم ہوا کہ قابل مذمت خیالات ناقصہ ردیہ ہیں کہ جو منجملہ عبادات اور طاعات میں نہیں ہیں"

نیز شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اخبار الاخیار ص۶۵ میں فرماتے ہیں۔

تا ہمہ دنیا و بزرگی ہائے آں در نظر او خاک بود و اہل آن در دل وے سنگے نمایند۔

یعنی یہاں تک کہ تمام دنیا اور اس کی خوبیاں بڑائیاں اس کی نظر میں خاک ہو جائیں اور اہل دنیا اس کے دل میں بے زبان پتھر معلوم ہونے لگیں۔

ایضاً ص۱۰ میں فرماتے ہیں۔

حاصل مجاہدہ صرف القلب عن الالتفات الی غیر اللہ والاستغراق فی طاعۃ اللہ

یعنی حاصل مجاہدہ کا پھیرنا قلب کو التفات غیر اللہ سے اور مستغرق ہو جانا اللہ کی طاعت میں ہے۔"

ایضاً ص۱۰ میں فرماتے ہیں۔

ہر چہ نظر در غیر است شرک است عزیز من ہر کہ ترا از کار خدائی باز دارد دشمن تست و قول دشمن گوش نباید کرد و خود را مردہ انگارد و خلق را سنگ و کلوخ شمارد و حقیقت بداند کہ لا یملکون لانفسہم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیاۃ ولا نشورا و کسے کہ چنیں بود بدیگر چہ نفع و مضرت

یعنی نظر میں جو چیز غیر ہے شرک ہے عزیز من جو چیز تجھ کو کار خدا سے باز رکھے تیرے حق میں دشمن ہے اور دشمن کی بات کو دھیان نہ کرنا چاہیئے۔ اور اپنے آپ کو مردوں میں جانے اور خلق کو پتھر اور ڈھیلے شمار کرے اور حقیقۃً جانے کہ مالک نہیں ہیں اپنے نفسوں کے نقصان اور نفع کے اور موت و حیات کے۔ اور جو ایسا ہو تو دوسروں کو کیا نفع اور نقصان پہنچا

من صلوة العبد فقال علیہ السلام لا یزال الله مقبلا علی العبد وهو فی الصلوة ما لم یلتفت فاذا التفت اعرض عنه رواه ابوداؤد والنسائی وعن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا بنی ایاك والالتفات فی الصلوة فان الالتفات فی الصلوة هلكة اھ۔

علیہ الصلاۃ والسلام نے سوائے اس کے نہیں اللہ بندے کے سامنے ہوتا ہے جس وقت وہ نماز میں ہوتا ہے جب تک وہ التفات نہیں کرتا جب وہ التفات کرتا ہے تو اس سے اعراض کر لیتا ہے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نیز فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے بیٹے نماز میں التفات سے بچو کیونکہ التفات نماز میں ہلاکت ہے۔

نیز ص۱۲۱ میں مرقوم ہے۔

لو التفت مناجیه حال مناجاته الی الغیر لاشتد غضبه علیه وقد روی ان الله تعالی اوحی الی موسی علیه السلام یا موسی اذا ذکرتنی فاذکرنی وانت تنتفض اعضاؤك وکن عند ذکری خاشعا مطمئنا واذا ذکرتنی فاجعل لسانك من وراء قلبك واذا قمت بین یدی فقم قیام العبد الذلیل وناجنی بقلب وجل ولسان صادق قال الامام الغزالی لا تسجد ولا ترکع الا وقلبك خاشع ومتواضع علی موافقة ظاهرك فان المراد خضوع القلب لا خضوع البدن ولا تقل الله اکبر وفی قلبك شیء اکبر من الله تعالی ولا تقل وجهت وجهی الا وقلبك متوجه بکل وجه الی الله تعالی ومعرض عن غیره

یعنی جس وقت التفات کرتا ہے درصورت مناجات کے غیر کی طرف تو سخت غضبناک ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اور تحقیق روایت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ اے موسیٰ جس وقت تو میرا ذکر کرے تو ایسا ذکر کر کہ تیرے اعضا سکڑ جاویں اور کر میرا ذکر بخشوع اور اطمینان سے اور جس وقت میرا ذکر کرے تو پس تیری زبان تیرے دل کے ہمراہ ہو جائے اور جس وقت کھڑا ہو میرے سامنے پس کھڑا ہو مانند کھڑے ہونے بندے ذلیل کے اور مناجات کر تو مجھ سے ساتھ قلب حاضر اور سچی زبان سے فرمایا امام غزالی نے سجدہ اور رکوع نہ کر مگر اس حال میں کہ قلب تیرا خاشع و متواضع ہو تیرے ظاہر کے موافق کیونکہ مراد خضوع قلب کا ہے نہ خضوع بدن کا اور نہ کہہ اللہ اکبر جب تک تیرے قلب میں کوئی شے اللہ سے بڑی ہو اور نہ کہہ کہ متوجہ ہوتا ہوں تیری طرف جب تک تیرا قلب متوجہ نہ ہو ہر ایک طرف سے اللہ کی طرف غیر سے اعراض کر کے اور نہ کہہ الحمد للہ جب تک

ولا تقل الحمد لله الا وقلبك طافح بشکر نعمته علیك فرح مستبشر او لا تقل ایاك نعبد وایاك نستعین الا وانت مستشعر ضعفك وعجزك وانه لیس الیك ولا الی غیرك من الامر شیء وکذلك فی جمیع الاذکار والاعمال انتهی وبالجملة فالتفکر فی الصلوة بغیر ما یتعلق بها الحال ان کان دنیویا فهو مکروه اشد الکراهة بل مفسد عند اهل الحقیقة بفوات الرکن الاصلی المقصود بالذات وان کان اخرویا فهو تراء الاولی فان الاشتغال فی الصلوة بها اولی من الاشتغال بغیرها من امور الآخرة فانها اقدس ساحة من ذلك الغیر فی کرفهاس امور الآخرة وقد ترجحت بان

تیرا قلب طافح اور اس کی نعمت کے شکر سے نہ ہو جو تیرے اوپر اس کی نعمتیں ہیں خوشی اور بشاشت کی حالت میں اور نہ کہہ ایاک نعبد وایاک نستعین مگر اس صورت میں کہ تو اپنے ضعف اور عاجزی کو ظاہر کرنے والا ہو اور یہ کہ نہ ہو تیرے پاس اور تیرے غیر کے پاس کوئی شئی اور اسی طرح سارے اذکار اور اعمال نماز میں خلاصہ یہ کہ جو تو فکر کرے گا نماز میں بجز اس کے جو متعلق ہو اس کے تیرے حال میں اگر دنیوی امور میں سے ہو تو اشد مکروہ ہے بلکہ موجب فساد نماز کا ہے اہل حقیقت کے نزدیک بوجہ فوت ہونے رکن اصل کے جو مقصود بالذات ہے اور اگر امور آخرت کا خیال ہو تو اس کا ترک کرنا اولیٰ ہے کیونکہ مشغول ہونا نماز میں اسی کے ساتھ اولیٰ اور لائق ہے مشغول ہونے اس کے سوا سے امور آخرت میں کیونکہ اس میں برابر کرنا ہے غیر کو امور آخرت سے بلکہ آخرت کو ترجیح بھی جب ہی مناسب نہیں کیونکہ یہ وقت اور محل نماز کا ہے۔

[illegible]

معلوم ہوا کہ امور آخرت اور اس کی خوبی میں عبادت کے اندر مشغول ہونا اندیشہ شرک کی وجہ سے بہ نسبت امور دنیوی کے زیادہ مضر ہے۔ اور مصباح الہدایہ ترجمہ عوارف ص۱۵۹ میں مرقوم ہے۔

از جملہ آداب حضرت الوہیت آنست کہ نظر از مشاہدہ جمال ربوبیت بملاحظہ غیرے مشغول و ملتفت ندارند و در خبر است کہ چون بندہ بنماز برخاست بحقیقت حاضر حضرت الہی شد پس اگر بدیگرے نگرد پروردگار عالم گوید اے بندہ بکہ می نگری کہ او ترا از من بہتر بود اے پسر آدم روئے بمن آر کہ ترا بہتر م از چیزے کہ تو بدے نگرانی انتہی۔ ایضاً ص۲۳۱ جمل

یعنی منجملہ آداب حضرت حق تعالیٰ شانہ کی الوہیت کے یہ ہے کہ بنظر شاہد جمال ربوبیت کے غیر کی مشغولیت کا التفات نہ رکھیں حدیث میں ہے کہ جس وقت نماز کے لئے اٹھتا ہے حقیقت میں حاضر حضرت الٰہی میں ہوا پس اگر کسی اور کی طرف متوجہ ہوا تو پروردگار عالم فرماتا ہے اے بندے کس کی طرف تو متوجہ ہو گیا وہ تیرے نزدیک مجھ سے بہتر ہے اے پسر آدم اپنا منہ میری طرف لگا میں تیرے لئے بہتر ہوں ہر اس چیز سے کہ جو تو دوسری طرف دیکھ

گوید سبحان ربی العظیم باید کہ دل از غرق تجلی عظمت الٰہی بود انتہی ایضاً ص۲۳۵ و در حال تکبیر باید کہ مشاہدہ کبریا حق بود و علامتش آنکہ خلق در نظر او حقیر و صغیر نمایند و التفات باطلاع ایشاں بہر حال خود ننماید تا در زمرۂ صادقاں آید انتہی ایضاً ص۲۳۹ و در حال سجود طائفہ نفس خود را بینند در حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ برخاک فنا افتادہ و طائفہ از اہل کشف و عیاں در حال سجود بحقیقت فنا موصوف شوند و وجود جملہ کائنات علوی و سفلی در انوار شہود ذات واحد محو بینند۔

جب سبحان ربی العظیم کہنے میں دل اس کا تجلی عظمت الٰہی میں غرق ہووے۔ اور تکبیر کہنے کی حالت میں مشاہدہ کبریائی حق کا ہووے اور اس کی علامت یہ ہے کہ خلق اس کی نظر میں حقیر و کمتر معلوم ہو اور التفات ان کے اطلاع کی اپنے حال میں کچھ نہ رکھے جب صادقین کے زمرہ میں شمار ہوگا۔ اور بحالت سجدہ اپنے نفس کو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کے حضور میں خاک فنا پر پڑا ہوا دیکھے اور گروہ اہل کشف و عیاں بحالت سجدہ حقیقۃً فنا کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں۔ اور وجود جمیع کائنات عالم علوی اور سفلی کو انوار شہود ذات واحد میں محو دیکھتے ہیں۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح انتباہ ص۵۸ میں فرماتے ہیں۔

وادب الباطن هو ان تحفظ قلبك من خطور الاغیار سواء کان خیرا او شرا فانهما فی الحجاب سواء اھ

یعنی اور باطن کا ادب یہ ہے کہ اپنے قلب کی حفاظت کرے کہ اس میں غیر کا خطور نہ آئے خواہ نیک ہو یا بد اس لئے کہ حجاب ہونے میں دونوں برابر ہیں۔

ایضاً ص۵۹ میں فرماتے ہیں۔

وینبغی لك ان لا یکون فی قلبك نظر الی غیر الحق واسمه ولکن دائما مع الحق کلا تجد الغفلة الیك سبیلا اھ

یعنی اور تجھے چاہیئے کہ تیرے دل میں اور نظر میں غیر حق اور اس کے نام کے نہ ہو اور ہمیشہ رہے تو باخدا کہ غفلت راہ نہ پائے۔

اور شاہ صاحب موصوف انفاس العارفین ص۱۳۱ میں فرماتے ہیں۔

و مبدأ ایں محبت ذاتیہ است کہ کونین را ترک کند بحدیکہ ملوک و اغنیاء و ہمہ ابناء دنیا بشکل کلاب و خنازیر و اخوان شیاطین بنظرش درآیند آن گاہ خدائے تعالیٰ محبت ذاتیہ در دل اندازد۔

یعنی ابتداء اس محبت ذاتیہ کی یہ ہے کہ دونوں جہاں کو چھوڑ دے یہاں تک کہ بادشاہ و اغنیاء اور تمام دنیا کے لوگ مانند کتوں اور خنزیروں اور شیاطین کے بھائیوں کے اس کی نظر میں معلوم ہونے لگیں اس وقت حق تعالیٰ کی محبت ذاتیہ دل میں بیٹھ گئی۔

نیز ص۱۴۷ میں فرماتے ہیں۔

پس تا ادب امر دیگر است و تفضل امر دیگر۔

یعنی ادب کا امر دیگر اور فضیلت امر دیگر ہے۔

اور حضرت شیخ یحییٰ منیری رح مکتوب ۴۵ میں فرماتے ہیں۔

اول معرفت اینست کہ جملہ مخلوق را مقہور و عاجز و اسیر حق بیند و نسبت خویش از ہمہ قطع کند انتہی (تفرید التوحید ص۴۰)

یعنی اول معرفت یہ ہے کہ جملہ مخلوقات کو حقیر اور عاجز و قیدی حق تعالیٰ کا جانے اور اپنی نسبت کو تمام سے منقطع کرے۔

اور خواجہ میر درد دہلوی رح اسرار الصلوۃ ص۳۰ میں فرماتے ہیں۔

و دریں وقت بتعظیم تمام خود را بہ پیش عظمت او تعالیٰ پست گرداند و عظمت و بزرگی جمیع مخلوقات را کہ بظاہر بزرگ و عظیم مے نمایند از دل خویش دور کردہ۔ انتہی۔

یعنی اس وقت نماز میں عظمت حق سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے پوری پوری تعظیم کے ساتھ اپنے آپ کو پست کر دیا جائے عظمت و بڑائی جمیع مخلوقات کو کہ ظاہر بزرگ اور بڑے مرتبے کے ہوں اپنے دل سے دور کر دیا جائے۔

اسی طرح مولوی نعیم الدین کے مستند اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی نقی علی خاں صاحب ہدایۃ البریہ ص۲۱ میں لکھتے ہیں "عبادت الٰہی میں غیر کی طرف نظر کرنا شرک اصغر ہے" اور خود مولوی صاحب بریلوی کی بہار شریعت حصہ سوم ص۱۶۱ میں لکھا ہے

"حدیث ۶۔ نمازی جب ادھر ادھر دیکھتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے اے ابن آدم کس کی طرف التفات کرتا ہے کیا مجھ سے کوئی بہتر ہے جس کی طرف التفات کرتا ہے پھر جب دوبارہ التفات کرتا ہے ایسا ہی فرماتا ہے۔ پھر جب تیسری بار التفات کرتا ہے اللہ عزوجل اپنی اس خاص رحمت کو اس سے پھیر لیتا ہے۔ رواہ البزار عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما۔ حدیث ۷۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے لڑکے نماز میں التفات سے بچ کہ نماز میں التفات ہلاکت ہے۔ رواہ الترمذی باسناد حسن۔ اور ص۱۶۲ میں ہے۔ حدیث ۲۹۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہمارا ایک غلام افلح نامی جب سجدہ کرتا تو پھونکتا فرمایا اے افلح اپنا منہ خاک آلودہ کر۔ رواہ الترمذی۔ ایضاً ص۱۲۹ حدیث ۴۷۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے یعنی جو اجنبی کی طرف نظر کرے" الخ الترمذی۔

ایضاً مولوی صاحب بریلوی فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۶۷ میں لکھتے ہیں

"مسئلہ نماز میں اگر بیگانہ عورت کی شرم گاہ پر نظر جا پڑے جب بھی نماز و وضو میں خلل نہیں" ایضاً "اگر عورت کو طلاق رجعی دی تھی ہنوز عدت نہ گزری تھی یہ نماز میں تھا کہ عورت کی فرج داخل پر نظر پڑ گئی اور شہوت پیدا ہوئی رجعت ہوگئی اور نماز میں فساد نہ آیا اور اگر قصداً بھی ایسا کرے تو مکروہ تنزیہی ہے مگر نماز فاسد نہیں"

معلوم ہوا کہ مولوی نعیم الدین کے مسلمات سے نماز میں بیگانہ عورت کی ...... پر نظر پڑنے سے وضو و نماز میں خلل نہیں

آنا۔ پھر مولوی صاحب بریلوی کی بہار شریعت حصہ سوم ص۱۰۵ میں ہے۔

مسئلہ: درود میں کا نام سن کر بلا ارادہ یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر درود پڑھا یا امام کی قرأت سن کر صدق اللہ وصدق رسولہ کہا تو سب صورتوں میں نماز جاتی رہی۔ مسئلہ: شیطان کا ذکر سن کر اس پر لعنت بھیجی نماز جاتی رہی۔

پس جبکہ احادیث اور حضرات صحابہ اور جملہ اکابر ائمہ دین و اولیاء کرام کے کلام میں التفات الی غیر اللہ کو نماز میں موجب ہلاکت اور موجب حق تعالیٰ کے غضب اور شرک کا اور ہر شیٔ کو حقیر و ذلیل اور صغیر عظمت جناب باری تعالیٰ کے حضور میں لازم جاننا۔ اور ماسوائے حق کے تمام مخلوقات عالم کو خاک و سنگ اور کلوخ سمجھ لینا اور دشمن جان لینا کتوں خنزیروں شیاطینوں کے نظر میں لانا ہر نیک و بد کو خواہ بزرگ اور عظیم القدر ہی کیوں نہ ہو۔ برخلاف حیوانات اور جمادات کے کہ ان کی عبادت نہیں کی جاتی بہ نسبت انسان کے کہ اس کی عظمت کا خیال لانا شرک تک پہنچا دیتا ہے۔ فی الواقع حق تعالیٰ عزوجل کے ساتھ مقتضائے ادب یہی ہے اور بزرگوں کی فضیلت کا جداگانہ محل ہے۔ حتی کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے کلام سے نماز میں نام مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سن کر درود پڑھنے سے نماز کے جاتے رہنے تک الفاظ منقول ہو چکے۔ مگر اس پر بھی صراط مستقیم کی عبارت پر لعنت اور کفر کا الزام جس سے فی الواقع مومن موحد اہل اللہ کا رواں رواں کانپ جاتا ہے کر جانا تھا۔ فی الحقیقت وما قدروا اللہ حق قدرہ کا مصداق ہے جس کو توحید جناب باری عزّ جلّہ و عمّ نوالہ کی قدر و عظمت نہ ہو۔ گور پرستی انبیاء و اولیاء پرستی گندے قلب میں بیٹھی ہو وہ کیونکر خالق کون و مکان کو پہچانے۔ اس کے نزدیک تو نماز افضل العبادات میں عورت اجنبیہ کی فرج پر نظر بشہوت قصداً پڑنے سے بھی نماز نہ جائے گی۔ اگر جاتی رہے گی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر درود پڑھنے سے اس کے نزدیک نماز جاتی رہے گی۔ بحمد اللہ کہ صراط مستقیم کے تائید میں نصوص احادیث و اکابر محققین راسخین کا کلام باہم شیر و شکر ہے کسی قسم کا تخالف ذرہ بھر معارض نہیں۔ حق تعالیٰ بے سمجھوں کو سمجھ عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

جامع ترمذی کی حدیث فَشَفِّعْهُ فِیَّ پر بحث

قولہ ص۳۴-۳۵۔ انبیاء کو پکارنا ندا کرنا جس کو تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے۔ شریعت نے اس کو عبادت میں داخل کیا ہے ترمذی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ کہ ایک نابینا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میری آنکھیں کھول دے فرمایا جا وضو کر پھر دو رکعت پڑھ پھر یہ دعا کر۔ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک ان یکشف عن بصری

اللھم شفعہ فی قال فرجع وقد کشف اللہ عن بصری انتھی

قاضی عیاض ج۲ ص۱۲ تقویۃ الایمان میں پیغمبروں کے پکارنے کو شرک بتایا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ آپ کا پاؤں مبارک سو گیا تو کسی نے آپ سے کہا کہ آپ اپنے سب سے پیارے کا نام لیجئے تو یہ کیفیت دور ہو جائے گی۔ یہ سن کر انہوں نے ایک نعرہ مارا یا محمداہ اور پاؤں اچھا ہو گیا۔ شفا قاضی عیاض ج۲ ص[illegible] سے صحت ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر سے آتے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر عرض کرتے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر الصدیق السلام علیک یا ابتاہ۔ اس میں حضور کو بھی ندا ہے حضرت صدیق کو بھی ندا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ندا ہے۔ حضرت علقمہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں جب مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ملخصاً بلفظہ۔

اقول: اس دعا میں جو انبیاء علیہم السلام کو غائبانہ پکارنا ہے ندا کرنا یہ محض مغالطہ عوام کے۔ بدیں وجہ کہ اس حدیث کی دعا کو ترمذی شریف کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے اور ترمذی میں لفظ یا محمد نہیں ہے چنانچہ حدیث ترمذی مع دعا حسب ذیل نقل کی جاتی ہے تاکہ حقیقت اہل انصاف پر واضح ہو۔ سنن ترمذی مطبوعہ مجتبائی جلد ۲ ابواب الدعوات ص۱۹۷ میں روایت ہے۔

عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیر لک قال فادعہ قال فامرہ ان یتوضأ فیحسن وضوءہ ویدعو بھذا الدعاء اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فی ھذا حدیث حسن غریب لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ انتھی۔

یعنی روایت ہے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے کہ ایک نابینا آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا دعا کیجئے کہ اللہ مجھے عافیت دے۔ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کر وہ بہتر ہے تیرے لئے عرض کیا اس نے کہ دعا ہی کیجئے تو حکم فرمایا آپ نے وضو کا کہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعا پڑھے۔ اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے اور متوجہ ہوں تیری طرف تیرے نبی کے ساتھ جو کہ محمد نبی الرحمۃ ہیں میں متوجہ ہوا ہوں آپ کے ساتھ اپنے رب کی طرف اس حاجت میں کہ پوری کر دی جاوے میری حاجت یا اللہ قبول فرما میرے حق میں آپ کی شفاعت۔ کہا امام ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہے نہیں پہچانتے ہم اس کو مگر اسی سند سے۔

اہل انصاف دیکھیں کہ اس دعا میں خالص حق تعالیٰ سے ندا و دعا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو نبی الرحمۃ

ہیں تجھ سے اپنی حاجت کا طلب گار ہوں کہ میری حاجت آپ کی شفاعت سے قبول فرما پس اس دعا کے جائز ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے کہ وہ نابینا خود حضور ہیں حاضر تھا۔ اور آپ کے ارشاد کے مطابق دعا جناب الٰہی میں مانگ رہا تھا۔ اور اگر بشرط صحت سند کسی اور روایت میں لفظ ندا یا محمد واقع ہو تو آپ کی موجودگی میں آپ کے شفاعت کے لئے متوجہ کرنے پر اس لفظ کا استعمال کیا جانا منطبق ہوگا چنانچہ لفظ اللھم فشفعہ اس پر دلالت کرتا ہے۔ کہ آپ نے اس کے لئے شفاعت فرمائی اور اس نے آپ کی شفاعت کی قبولیت کی درخواست جناب الٰہی میں کی ورنہ غیبت کا پھر حقیقۃً ندا کا غائب کو سن لینے کا ثابت کرنا لازم ہوگا۔ اور جبکہ خود اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بسند صحیح بخاری وغیرہ کے التحیات میں بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ خطاب بوجہ اندیشہ فساد شرک بدل دینا ثابت ہو چکا ہے۔ تو پھر غائب کو ندا کرنا۔ پکارنا بغرض فریاد رسی کے حاظر و ناظر جاننے کی حالت میں انواع شرک سے کس طرح نہ ہوگا۔ اور کیونکر صحیح بخاری کے معارض قبول کیا جا سکے گا۔ اسی طرح شفاء قاضی عیاض رحمہ اللہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یا محمداہ پاؤں سو جانے میں کہنا بشرط صحت کے غلبہ اہل حال کے وجد و شوق محبت پر محمول ہے چنانچہ شفاء کے اسی باب اور مدارج النبوۃ جلد اول صـ۲۴۲ میں مرقوم ہے۔ اس سے نا اہل عشق پر قیاس ہو سکے نہ حجت چنانچہ اسی کے ملحق مدارج النبوۃ میں حضرت زید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ

"وہ اپنے باغ کی خدمت میں مشغول تھے کہ ان کے لڑکے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر دی تو انہوں نے حق تعالیٰ کی جانب میں گریہ وزاری دعا کی۔ کہ مجھے اندھا کر دے تاکہ بعد اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو نہ دیکھوں پس ان کی آنکھیں جاتی رہیں"

پس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تو اتباع سنت میں وہ مرتبہ غلبہ عشق میں تھا گویا مجنون تھے چنانچہ جس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں پیشاب کے لئے بیٹھے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بھی اثنا سفر میں وہاں گذر ہوتا تو بلا ضرورت بھی وہاں بغرض اتباع غلبہ عشق بیٹھ لیتے ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند از نوشتن شیر و شیر

یعنی ان کا قصد لفظ خطاب یا محمداہ سے معاذ اللہ غائبانہ حاضر و ناظر اور سن لینے کا ہرگز نہ تھا۔ کہ یہ بحکم نصوص قرآن و حدیث ممنوع اور شرک ہے۔ دیکھیے موطا امام مالک صفحہ ۱۳۱ میں خود عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے التحیات بلا لفظ خطاب کے پڑھنے کی صحیح روایت ہے۔

عن نافع ان عبد اللہ بن عمر کان یتشھد — یعنی حضرت نافع کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

فیقول السلام علی النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ — پڑھنے میں السلام علی النبی بلا لفظ خطاب کے پڑھا کرتے تھے"

اسی طرح کے اقوال و فتاوی حضرت علی خود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر گزر چکے ہیں پس جبکہ خود عبداللہ بن عمر و علی بن ابی طالب و دیگر صحابہ جلیل القدر رضی اللہ عنہم خطاب ایہا النبی کی بجائے علی النبی خصوصاً نماز جیسی عبادت میں اختیار کرتے تھے، حالانکہ لفظ خطاب صلوٰۃ و سلام کا بذریعہ فرشتوں کے پہنچایا جانا ثابت ہو چکا ہے تو پھر کیونکر مظنون ہو سکتا ہے کہ وہ لفظ یا محمداہ کو حقیقۃً سنانے کا اعتقاد رکھتے تھے جس طرح مولف کا خیال باطل عوام کو شرک میں مبتلا کرنے کا ہے۔ علی ہذا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قبر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح السلام علیک یا رسول اللہ کہنا ثابت ہے اسی طرح بلا لفظ خطاب بھی ثابت ہے کیونکہ بذریعہ فرشتوں کے سلام پیش کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ شفاء قاضی عیاض کے حوالہ کے صـ۳۵-۳۶ میں گذرا ہے۔ اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا بڑے مستند مولوی نعیم الدین حیات الموات صـ۸ میں لکھتے ہیں۔

"دیلمی نے مسند الفردوس میں بسند صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھ پر درود بہت بھیجو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مزار پر ایک فرشتہ متعین فرمایا ہے جب کوئی امتی میرا مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھے عرض کرتا ہے یا رسول اللہ فلاں بن فلاں نے ابھی ابھی حضور پر درود بھیجا ہے"

اور صـ۱۷ میں لکھتے ہیں۔

"دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر درود زیادہ بھیجو کہ وہ دن حضور ملائکہ کا ہے رحمت کے فرشتے اس دن حاضر ہوتے ہیں اور جو مجھ پر درود بھیجتا ہے جب تک بھیجتا رہتا ہے اس کی درود مجھ پر پیش کی جاتی ہے"

اس حدیث کے تحت میں مولوی صاحب بریلوی لکھتے ہیں۔

"پیش ظاہر کہ پیش ہونے کے معنی نہ تھے مگر اطلاع دی جاتی"

پس احادیث اور مولوی احمد رضا خاں صاحب کے کلام سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ و سلام اگرچہ بضمن خطاب ہو آپ کو قرب و بعد سے پہنچایا جاتا اور اطلاع دی جاتی ہے نہ کہ غائبانہ نداؤں سے خود سن لینے کا عقیدہ کرنا جس طرح مولوی نعیم الدین کا زعم باطل ہے چنانچہ خود شفاء قاضی عیاض صـ۲۳۵ میں خود عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے صلوٰۃ و سلام بلا خطاب کی روایت ہے

قال نافع کان ابن عمر یسلم علی القبر فیقول — یعنی حضرت نافع نے فرمایا ابن عمر رضی اللہ عنہ پڑھا کرتے تھے

السلام علی النبی السلام علی ابی بکر الخ — قبر مبارک پر یہی کہتے السلام علی النبی السلام علی ابی بکر الخ

پس اس روایت سے واضح ہوا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ لفظ خطاب کو مشتبہ ہونے کی وجہ سے قبر مبارک پر بھی ترک فرماتے تھے ناظرین پر اب تو مولوی نعیم الدین کی چالاکی انبیاء کو غائبانہ پکارنے بلا کرنے کی بے

حقیقی شرک وشت ازبام آشکارا ہو گی۔

علی ہذا حضرت علقمہ کا مسجد میں داخل ہوتے وقت جس طرح السلام علیک ایہا النبی کہنا ثابت ہے اسی طرح صلوۃ بلا لفظ خطاب بھی ثابت ہے چنانچہ شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوۃ جلد اول ص۲۶۶ میں نقل فرماتے ہیں

وگفتہ است عمرو بن دینار در قول وی سبحانہ فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم کہ اگر در خانہ ہیچ کس نباشد بگوید السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وگفتہ است ابن عباس مراد بیوت اینجا مساجد است گفتہ است نخعی کہ اگر در مسجد ہیچ کس نباشد بگو السلام علی رسول اللہ واگر در خانہ ہیچ کس نباشد بگو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین

یعنی حضرت عمرو بن دینار نے آیت فاذا دخلتم الخ میں فرمایا ہے کہ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو کہنا چاہئے السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (بلا لفظ خطاب کے) اور فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مراد گھروں سے اس میں مساجد ہیں۔ امام نخعی رحمہ نے فرمایا ”مسجد میں کوئی نہ ہو تو کہے السلام علی رسول اللہ۔ اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو۔ تو کہوے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔“

یہ شفاء ص۲۲ کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ آخر میں علقمہ سے منقول ہے وصلی اللہ وملئکتہ علی محمد اور شفاء قاضی عیاض ص۲۲ میں اسی کے قریب علقمہ کے شاگرد امام نخعی امام ابو حنیفہ رح کے استاذ الاستاذ سے روایت ہے۔

قال النخعی اذا لم یکن فی المسجد احد فقل السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اھ

یعنی فرمایا امام نخعی رحمہ اللہ نے جس وقت مسجد میں کوئی نہ ہو تو کہے بلا خطاب کے سلام ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔“

پس ان روایات پر تو شاید مولوی نعیم الدین نے اپنے تصور میں ہاتھ رکھ کر چھپا لیا ہو اور آنکھوں پر پٹی باندھی ہو گی۔ بہر حال صلوۃ یا سلام میں لفظ خطاب ہو یا بلا خطاب پہنچایا جاتا ہے۔ اس سے پکارنے اور فریادوں کا ثابت کرنا شرک کو قائم کرنا ہے۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔

قولہ ص۳۶-۳۵ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سنت یہ ہے کہ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر قبلہ کی طرف سے حاضر ہو اور قبلہ کو پشت کرکے قبر مبارک کی طرف منہ کرکے عرض کر السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مسند امام اعظم ص۱۲۶ ورد ائرہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت حضور کی درگاہ میں متوسل ہو کر مانگے۔ مولوی اسمعیل صاحب کے قول سے تو قرآن پاک تفاسیر و احادیث و کتب فقہ سب شرک کی تعلیم سے لبریز ہیں۔ کیسا ناپاک عقیدہ

اور کیسی گمراہی کی تعلیم ہے۔ معہ ملخصاً بلفظہ

اقول۔ مسند امام اعظم مقابلہ میں مؤطا امام مالک کے بلحاظ صحت اسناد نہیں ہو سکتی کیونکہ مؤطا کتب احادیث میں طبقہ اول کی کتاب ہے چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح بستان المحدثین ص۹ میں فرماتے ہیں۔

باید دانست کہ موطا را از حضرت امام در زمان ایشان قریب ہزار کس شنیدہ و فرا گرفتہ و نسخ آں بسیار است و از طبقات مردم فقہاء و محدثین و صوفیہ و امراء و خلفاء بطریق تبرک از آں امام عالی مقام آں را مسند کردہ اند انتہی۔

یعنی جاننا چاہئے کہ مؤطا کو حضرت امام مالک رح سے ان کے زمانہ میں تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے سن کر جمع کیا ہے۔ اور اس کے بہت سے نسخے ہیں اور طبقات مردم میں فقہاء، محدثین اور صوفیاء و امراء اور خلفاء نے بطریق تبرک کے امام عالی مقام سے اس کی سند حاصل کی۔“

اور ص۲۵ میں فرماتے ہیں۔

فائدہ مہمہ۔ باید دانست کہ از تصانیف ائمہ اربعہ رحمہم اللہ در علم حدیث امروز در دست مردم غیر از موطا موجود نیست و مسانید ائمہ دیگر کہ در عالم مشہور است خود ایشاں بتصنیف آں نپرداختہ اند بلکہ دیگراں بعد ایشاں آمدہ مرویات ایشاں را جمع نمودہ اند و مسند فلاں مسمے کردہ و بر ہر عاقل پوشیدہ نمی ماند کہ مرویات شخص از ہر رطب و یابس مجموع و مخلوط مے باشد تا وقتیکہ خود آں شخص کہ اعتقاد و بزرگی و فضیلت او داریم آں مخلوط را تمیز نکند و بارہا بنظر امعان و تعمق مطالعہ نماید و شاگرداں خود را تعلیم نکند محل اعتماد چہ قسم تواند بود و تفصیل ایں اجمال آنکہ مسند حضرت امام اعظم کہ بالفعل مشہور است تالیف

(فائدہ ضروری) جاننا چاہئے کہ تصانیف ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے علم حدیث میں آج کے دن آدمیوں کے ہاتھ میں سوائے مؤطا کے اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ اور دوسرے ائمہ کی مسانید جو عالم میں مشہور ہیں خود ان کے بعد ہوئے ان کو جمع کرکے مسند فلاں کے نام سے موسوم کیا ہر عقلمند پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ آدمی کی مرویات میں ہر رطب و یابس کا مجموعہ مخلوط ہوتا ہے تاوقتیکہ خود وہ شخص جس کی بزرگی و فضیلت کا اعتقاد ہم رکھتے ہیں۔ اس مخلوط شدہ میں فرق نہ کر دے اور بارہا گہری نظر سے بغور اس میں مطالعہ نہ کیا ہو۔ اور اپنے شاگردوں کو تعلیم نہ کیا ہو کیونکہ اعتماد کے قابل ہو سکتا ہے۔ اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مسند حضرت امام اعظم کہ بالفعل مشہور ہے۔ تالیف کی ہوئی قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن

قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی
است کہ در سنہ ششصد و ہفتاد و چہار
آنرا جمع ساختہ پس ایں مسند را نسبت بحضرت
امام اعظم کردن ازاں باب ست کہ مسند ابی
بکر را مثلاً از مسند امام احمد نسبت بحضرت
ابوبکر صدیق نمایم واز تصانیف ایشاں انگاریم
وآں مغلطہ بیش نیست انتہی

محمود بن محمد الخوارزمی کی ہے کہ ۶۷۴ھ میں اس کو جمع
کیا ہے۔ پس اس مسند کی نسبت حضرت امام
اعظم رح کی طرف کرنا اسی طرح ہے۔ جس طرح مسند
ابوبکر یعنی مثلاً از مسند امام احمد کو حضرت ابوبکر
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف نسبت کرنا اور
ان کی تصانیف سے شمار کرنا اور یہ مغالطہ سے
زائد امر نہیں ہے۔"

پس جبکہ موطا امام مالک میں بروایت نافع عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا التحیات میں بلا لفظ خطاب السلام علی النبی پڑھنا اور شفاء قاضی عیاض سے بروایت نافع عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بلا لفظ خطاب السلام علی النبی پڑھنا ثابت ہو چکا تو موطا کے مقابلہ میں روایۃ مسند امام اعظم جس کی کیفیت کما حقہ شاہ عبد العزیز صاحب کے کلام سے واضح ہو چکی راجح اور اصح و اثبت نہیں ہو سکتی۔ معہذا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں کوئی امر خلاف بھی نہیں ہے کیونکہ صلوٰۃ وسلام میں قبر مبارک کے بالمواجہ اور دعا مانگنے میں بجناب آلہی برخ قبلہ ہونا مسنون ہے۔ چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۶ صفحہ ۱۷۹ میں روایت ہے

اخرجه ابو داؤد والنسائی واللفظ له فی حدیث
ابن مسعود رأیت رسول الله صلى الله عليه وسلم
فی قبر عبد الله ذی البجادین الحدیث و
فیه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعا یدیه

یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (فرمایا) کہ دیکھا
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر عبد اللہ
ذی البجادین پر جب فارغ ہوئے ان کے دفن سے
تو رو بقبلہ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔"

علی ہذا صاحب فتح الباری کے شیخ الشیوخ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ المتوفی ۷۵۱ھ جن سے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات صفحہ ۱۷۴ میں اور مولوی فضل رسول صاحب بدایونی تصحیح المسائل صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ و صفحہ ۱۲۸ میں جو مولوی نعیم الدین کے بڑے معتمدین ہیں استناد کرتے ہیں۔ حضرت موصوف اغاثۃ اللہفان فی مصائد الشیطان مطبوعہ صدیقی بریلوی کے صفحہ ۱۷۳ میں روایت فرماتے ہیں

ولقد جرد السلف الصالح التوحید
وحموا جانب حتی کان احدهم اذا

یعنی سلف صالحین نے توحید کو اتنا خالص کیا اور اس
کی اتنی حمایت کی کہ اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ابن نیز دیکھئے ص ۲۰۰ – ۳۱ جلد اول طبع مصر ۱۳۵۷ھ (۲۰۴)

سلم علی النبی صلی الله علیه وسلم ثم
اراد الدعاء استقبل القبلة وجعل
ظهره الی جدار القبر ثم دعا قال سلمة
بن وردان ورأیت انس بن مالک یسلم
علی النبی صلی الله علیه وسلم ثم یسند
ظهره الی جدار القبر ثم یدعو ونص علی
ذلک الائمة الاربعة ان یستقبل القبلة
وقت الدعاء حتی لا یدعو عند القبر

پر سلام عرض کرتا پھر ارادہ کرتا دعا مانگنے کا تو اپنا منہ
قبلہ کی طرف کر کے قبر اطہر کی دیوار کی طرف پشت کر لیتا
پھر دعا مانگتا۔ سلمہ بن وردان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں
نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر سلام عرض کرتے پھر اپنی پشت قبر کی دیوار کی
جانب کر کے پھر دعا مانگتے۔ اور چاروں اماموں نے تصریح
فرمائی ہے کہ دعا کے وقت قبلہ رخ ہو۔ تاکہ دعا مانگنا
قبر کی طرف نہ ہو اس لئے کہ دعا عبادت ہے۔"

پس یہ ہے توحید باری تعالیٰ کی۔ کہ مظنۂ شرک سے خالص کر کے صاحب قبر کے لئے دعا و استغفار بجناب باری تعالیٰ رو بقبلہ قبر کی جانب پشت کر کے کیا جاتا تاکہ قبر کی عبادت کا وہم و اشتباہ بھی کسی کو نہ گزرے۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ڈرا کر حق تعالیٰ کی جناب میں دعا کی

اللهم لا تجعل قبری وثنا یعبد الحدیث

یعنی "یا اللہ میری قبر کو بت نہ بنا دینا کہ پوجی جائے۔"

نیز علامہ حلبی الکبیر حنفی شرح منیۃ المصلی صفحہ ۵۶۳ میں فرماتے ہیں۔

ویدعو قائما مستقبل القبلة

یعنی "اہل قبر کے لئے دعا قبلہ رخ ہو کر مانگے۔"

اور فتاوی عالمگیری ج ۵ صفحہ ۱۳۲ میں مرقوم ہے۔

فاذا بلغ المقبرة یخلع نعلیه ثم یقف
مستدبر القبلة لوجه المیت ویقول
السلام علیکم یا اهل القبور الخ کذا فی الغرائب
واذا اراد الدعاء یقوم مستقبل القبلة کذا

یعنی جس وقت قبرستان میں پہنچے تو جوتوں کو اتار دے
پھر کھڑا ہو بالمواجہ قبر پشت بقبلہ اور کہے السلام علیکم یا اہل
القبور۔ اور جس وقت دعا کا ارادہ کرے۔ تو کھڑا ہو
رو بقبلہ۔"

اور مجالس الابرار صفحہ ۳۴۸ مستند فقہ حنفیہ میں مرقوم ہے۔

کان احدهم اذا سلم علی النبی صلی الله
علیه وسلم واراد الدعاء استقبل القبلة
وجعل ظهره الی جدار القبر ثم دعا
هذا مما لا نزاع فیه من العلماء وانما
نزاعهم فی وقت السلام علیه قال

یعنی وہ تھے ہر ایک ان میں سے (یعنی صحابہ و تابعین)
جس وقت سلام عرض کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور
ارادہ کرتے دعا مانگنے کا حق تعالیٰ کی جناب میں تو قبلہ رخ
ہو جاتے اور پشت کرتے دیوار کی جانب پھر دعا مانگتے
اور اس میں کسی عالم کو اختلاف نہیں ہے اور وقت سلام

ابو حنیفۃ رحمہ اللہ یستقبل القبلۃ عند السلام ایضاً ولا یستقبل القبر وقال غیرہ لا یستقبل القبر عند الدعاء بل قالوا انہ یستقبل القبلۃ وقت الدعاء ولا یستقبل القبر حتی لا یکون الدعاء عند القبر فان الدعاء مخ العبادۃ

عرض کرنے میں انکا اختلاف ہے۔ فرمایا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے سلام عرض کرنے میں بھی رو بقبلہ ہو قبر کی طرف رخ نہ کرے اور دوسروں نے فرمایا سلام کے وقت قبر کی طرف رخ کرے نہ دعا کی حالت میں بلکہ فرماتے ہیں کہ دعا کے وقت قبلہ رخ ہووے قبر کی طرف رخ نہ کرے کیونکہ دعا عبادت ہے۔"

علی ہذا فتح القدیر، قاضی خاں، عالمگیری، مراقی الفلاح، احیاء العلوم سے زیارت قبر مبارک پر السلام علیک یا رسول اللہ یا نبی اللہ کا جواب ہے کہ بذریعہ ملائکہ پہنچایا جاتا ہے جس طرح مفصل گذر چکا۔ اور سوائے صلوٰۃ و سلام کے اور کسی قسم کی غرض و حاجات حل مشکلات اہل مزار کے توسل سے نہ کسی حدیث صحیح سے ثابت نہ کسی صحابی سے بسند صحیح منقول چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ استسقاء میں دعا کرنے کا احادیث صحیحہ میں منقول ہے صحیح بخاری پارہ ۴ صفحہ ۱۳۷ میں روایت ہے۔

عن انس بن مالک ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون

انتھی۔

یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب لوگ قحط زدہ ہوتے تو وہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے توسل سے مینہ برسنے کی دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگا کرتے تھے اور تو مینہ برساتا تھا اب ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے توسل سے دعا چاہتے ہیں پس ہم پر مینہ برسا دے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم پر مینہ برسنے لگتا۔"

پس یہ حدیث صحیح صریح متفق علیہ قطعیۃ الدلالۃ قول فیصل اتم حجت ہے کہ جم غفیر اکابر صحابہ کے روبرو خلیفہ برحق نے دعاء استسقاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل چھوڑ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے جو بحیات خود ہمراہ تھے دعا چاہی اس سے بڑی باور اس کے معارض اور کیا دلیل قائم ہو سکتی ہے کہ بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نبی ولی کا توسل بعد وفات کے درست نہیں ہے اس دلیل قطعی کے سامنے پھر کسی امتی کا قول و فعل ہرگز قابل عمل و لائق قبول نہیں ہو سکتا۔ من ادعی فعلیہ البیان بالبرھان۔

دعا بحق فلاں ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۵۹ میں فرماتے ہیں۔

قال ابو حنیفۃ وصاحباہ رحمہم اللہ یکرہ ان یقول الرجل اسئلک بحق فلان او بحق انبیائک و رسلک و بحق البیت الحرام والمشعر الحرام ونحو ذلک اذ لیس لاحد علی اللہ حق اھ

یعنی فرمایا امام ابو حنیفہ نعمان کے صاحبین رحمہم اللہ نے کہ مکروہ ہے آدمی کا یہ کہنا کہ میں تجھ سے بحق فلاں یا بحق تیرے نبیوں اور رسولوں کے یا بحق بیت الحرام و مشعر الحرام اور مانند ان کے سوال کرتا ہوں، اس لئے کہ کسی کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کوئی حق نہیں ہے۔"

اور در مختار صفحہ ۵۸۲ میں مرقوم ہے

وکرہ قولہ بحق رسلک وانبیائک واولیائک او بحق البیت لانہ لا حق للخلق علی الخالق تعالیٰ اھ

یعنی مکروہ ہے کہنا بحق تیرے رسولوں اور انبیاء اور اولیاء کے یا بحق البیت کیونکہ کسی مخلوق کا خالق تعالیٰ پر کوئی حق نہیں ہے۔"

اور فتاویٰ عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۱۳۱ میں مرقوم ہے۔

ویکرہ ان یقول فی دعائہ بحق فلان وکذا بحق انبیائک واولیائک او بحق رسلک او بحق البیت والمشعر الحرام لانہ لا حق للمخلوق علی اللہ کذا فی التبیین اھ

یعنی مکروہ ہے کہنا اپنی دعا میں بحق فلاں اور اسی طرح بحق انبیائک واولیائک یا بحق تیرے رسولوں کے یا بحق بیت اور مشعر الحرام کے کیونکہ کسی مخلوق کا اللہ تعالیٰ پر حق نہیں ہے۔"

اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تفسیر فتح العزیز جلد ۱ صفحہ ۲۲۳ میں فرماتے ہیں۔

و دریں جا باید دانست کہ در کتب فقہ مذکور است کہ دعا کردن بحق کسے مکروہ است زیرا کہ کسے را بر خدا حقے نمی باشد اھ

"اس جگہ معلوم کرنا چاہئے کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ دعا کرنے میں لفظ بحق فلاں کا لانا مکروہ ہے کیونکہ کسی کا خدا کے اوپر حق نہیں ہوتا ہے۔"

اور بعد تفصیل مذہب معتزلہ کے فرماتے ہیں

آنچہ در کتب فقہ ممنوع است حق حقیقی است وازبسکہ در زمان سابق مذہب معتزلہ رواج بسیار داشت و استعمال ایں لفظ موہم مذہب ایشان می شد فقہاء مطلقاً از استعمال ایں لفظ منع نمودہ اند تا خیال کسے بآں مذہب نرود ایں است آنچہ دریں مقام قابل قرار

"جو کچھ کتب فقہ میں ممنوع ہوتا ہے حق حقیقی ہے اور زمانہ سابق میں مذہب معتزلہ کی کثرت تھی۔ اور استعمال اس لفظ موہم سے ان کے مذہب کی طرف خیال جاتا تھا فقہاء نے مطلقاً استعمال اس لفظ کا منع فرمایا تاکہ خیال کسی کا ان کے مذہب کی طرف نہ جاوے۔ یہ تقریر قابل قرار دادہ

وازعلمائے ظاہر است اھ — علماء ظاہر کے ہے۔"

پس جبکہ علماء اور فقہاء امت نے بوجہ موہم مذہب معتزلہ کے حق تعالیٰ کی شان میں ادباً اس لفظ کے استعمال کو مطلقاً ممنوع قرار دیا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعاء استسقاء میں آپ کے توسل کے بجائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے دعا چاہی۔ پس مولانا شہید مرحوم کا پاک عقیدہ حسب تصریح حدیث واکابر علماء، فقہاء، مفسرین اور محدثین کے موافق اور آپ کی تعلیم تقویۃ الایمان میں توحید وسنت کی خالص ہدایت کی تلقین ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔

روایت "اعینونی یا عباد اللہ" پر بحث

قولہ ص۴۵ — ۴۸ حصن حصین میں یہ حدیث مذکور ہے جب بھاگ جاوے جانور کسی کا چاہیئے کہ پکارے مدد کرو میری اے بندو خدا کے نقل کی یہ بزار نے۔ **ف** مراد بندوں خدا سے رجال الغیب ہیں۔ یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات۔ ابن مسعودؓ نے روایت کی ہے کہ جب بھاگ جاوے الخ ظفر جلیل ص۲۰۱ وص۲۰۲۔ دیکھئے یہاں ندا بھی ہے استمداد بھی مشکل کے وقت اللہ کے مقبول بندوں کو پکارنا بھی کہاں تک وہابی انکار کریں گے اور اپنی بے سند و بے دلیل غلط بات پر جمے رہیں گے حصن حصین میں اس کے بعد ایک اور حدیث مذکور ہے۔ اور جو چاہے مدد یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی امر میں پس چاہیئے کہ کہے اے بندو خدا کے مدد کرو میری اے بندو خدا کے مدد کرو میری، اے بندو خدا کے مدد کرو میری، نقل کی طبرانی نے **ف** یہ قول راوی کا ہے میرک شاہ نے بعض علمائے ثقات سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اب دیکھئے کہ شراح محققین اور محدثین تو اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی صحت پر اعتماد ہے۔ ملخصاً ملفظہ۔

اقول اولاً یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ عتبہ بن غزوان الرقاشی کو تقریب ص۲۴۲ میں مجہول الحال لکھا ہے۔ اور اگر یہ صحابی مہاجر بدری ہیں تو ان کی وفات ۱۷ھ میں ہے اور زید بن علی کی ولادت ۸۰ھ میں ہے کما فی التقریب ص۱۲۶ تو یہ ان سے کس طرح روایت کر سکتے ہیں بالآخر منقطع ہوگی، اور عبداللہ بن عیسیٰ جو زید بن علی سے راوی ہے چنانچہ علامہ ہیثمی مجمع الزوائد ص۱۳۲ ج۱۰ میں فرماتے ہیں رجالہ وثقوا علی ضعف فی بعضہم الا ان زید بن علی لم یدرک عتبۃ پھر ایک راوی معروف بن حسان اس میں ضعیف ہے چنانچہ فیض القدیر ص۳۰۷ ج۱ شرح جامع صغیر میں مرقوم ہے۔ رواہ ابن السنی والطبرانی من حدیث الحسن بن عمر عن معروف بن حسان عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن ابی بریدۃ عن ابن مسعود قال ابن حجر حدیث غریب وفیہ

معروف قالوا منکر الحدیث وقد تفرد بہ وفیہ انقطاع بین ابن بریدۃ وابن مسعود انتہی وقال الہیثمی فیہ معروف بن حسان ضعیف قال نعم جاء فی معناہ خبر اخرجہ الطبرانی بسند منقطع عن عتبۃ بن غزوان مرفوعا اھ

اور خود مولوی نعیم الدین ملا علی قاری سے بقول بعض علماء حسن ہونا نقل کر کے بڑی تعلی سے لکھتے ہیں کہ شراح محققین اور علماء محدثین اسی حدیث کو صحیح کہتے ہیں۔ پس جس کو حسن اور صحیح میں بھی تمیز نہ ہو وہ کیونکر ضعیف و قوی کو پہچان سکتا ہے۔ یہ سراسر عوام کو دھوکہ میں ڈال کر انبیاء اور اولیاء کے پکارنے اور نداء کی سے شرک میں مبتلا کرتا ہے حالانکہ اس میں ہرگز انبیاء اور اولیاء اہل قبور کو پکارنا نہیں ہے۔ بلکہ ملائکہ و جنات جو امور نظام عالم کے لئے مقرر فرمائے گئے ہیں کہ وہ جنگلوں میں حاضر رہتے ہیں وہ لوگوں کو راستے پر لگا دیتے ہیں۔ اور گم شدہ کی راہ یابی کرا دیتے ہیں، مراد ہے، چنانچہ مولوی نعیم الدین ظفر جلیل کے فائدہ سے نقل کرتے ہیں کہ مراد بندوں خدا سے رجال الغیب ہیں یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات۔ اور ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر ص۱۸۳ میں فرماتے ہیں:

وان رجال الغیب ھم الجن لان الانس لا یکون دائما محتجبا عن ابصار الانس وانما یحتجب احیانا فمن ظن انھم من الانس فمن غلطہ وجہلہ اھ

یعنی اور رجال الغیب جنات ہیں کیونکہ انسان ہمیشہ چھپ نہیں سکتے انسانوں کی نظروں سے مگر کبھی کبھی تو جو گمان کرے کہ وہ انسان ہیں تو یہ خیال اس کا غلط اور جاہلانہ ہے۔"

اور شیخ عبدالحق مدارج النبوۃ ج۱ ص۳۱۴ میں فرماتے ہیں:

ودر دعا توجہ واخلاص کہ روی از ہمہ جانب برتافتہ بجناب حق آوردہ وحمد وشکر است مر پروردگار را واثبات کمال مر او را صریحاً وضمناً وتوحید ورغبت ومناجات وتضرع وتذلل واستعانت واستغاثت وایں معانی ہمہ خاصہ عبادت وزبدہ آنست وازیں جہت وارد شدہ است کہ الدعاء مخ العبادۃ انتہی۔

یعنی دعا میں توجہ اور اخلاص کہ منہ تمام کی جانب سے پھیر کر جناب حق تعالیٰ کی طرف لاوے کہ حمد و شکر خاص پروردگار تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ اور اثبات کمال خاص اسی کے لئے صریحاً اور ضمناً ہے اور توحید اور رغبت اور مناجات اور تضرع زاری اور تذلل اور استعانت اور استغاثت یعنی مدد اور فریاد چاہنا یہ تمام معانی خاصہ عبادت اور اس کے لوازمات سے ہیں اور اسی وجہ سے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ دعا مانگنا عبادت کی مغز ہے۔"

پھر دوسری حدیث طبرانی وابن ابی شیبہ کی جو خود حصن حصین میں موجود ہے واذا اضل احدکم شیئا او اراد عونا

وادّ الضالّ وهادی الضلال انت تھدی من الضلالۃ اردد علیّ ضالتی بقدرتک وسلطانک فانھا من عطائک وفضلک رواہ الطبرانی وھکذا رواہ ابن ابی شیبۃ اھ جس میں سراسر استعانت محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اس سے اپنے نشہ شرک میں مبتلا ہو کر چشم پوشی کی گئی۔ اور نصوص قرآنی ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اور بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون۔ اور فلا تدعوا مع اللہ احدا۔ اور قل انما ادعو ربی ولا اشرک بہ احدا۔ وغیرہم آیات اور احادیث صحیحہ واذا سئلت فاسئل اللہ و اذا استعنت فاستعن باللہ۔ وغیرہم کو جس کی تفصیل مولوی نعیم الدین کے ۲۱-۲۲ کے جواب میں گذر چکی ہے پس پشت ڈالا گیا بلکہ کس درجہ روشن دلائل وسند سے استعانت غیر اللہ کا ممنوع و شرک ہونا بتاییدِ تقویۃ الایمان ثابت ہوا اور مولوی نعیم الدین صاحب کے تارِ عنکبوت محض بے سند بے دلیل ہو کر پاش پاش ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً۔

سماعِ موتیٰ اور وظیفۂ شیئاً للہ قولہ ۴۹-۲۶ جامع ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں قبروں پر گذر فرمایا تو اپنے روئے انور سے اہل قبور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم پر سلام اے قبر والو اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ دیکھئے یہ حدیث ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل قبور کو ندا فرما رہے ہیں۔ وہابیہ کہاں تک آیات واحادیث کا انکار کرتے رہیں گے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے اس فتویٰ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ میں صاف اقرار کیا کہ اگر شیخ کو عالم غیب اور متصرف مستقل جانے تو شرک ہے اور اگر مستقل نہ جانے تو شرک نہیں الخ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی تقویۃ الایمان میں کوئی عذر نہیں سنتے۔ مسلمانوں پر شرک کا حکم لگاتے ہیں۔ معاذ اللہ پس وپیش نہیں کرتے وہ اس پر بھی شرک کا بے دریغ حکم دیتے ہیں۔ جو یہ کہتا ہے کہ میں ان بزرگوں کو اللہ کا بندہ اور اسی کی مخلوق جانتا ہوں اور یہ قدرت اسی نے ان کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ نام عبد النبی علی بخش، غلام محی الدین وغیرہ رکھنے میں تقویۃ الایمان میں شرک فرمایا ہے۔ یہ مسئلہ بھی غلط اور باطل ہے اور اس کو اپنے دل سے تراشا ہے۔ مومن حنفی شافعی، مالکی حنبلی چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی وغیرہ وسنیوں محض شرک جو بزرگوں کے وسیلہ۔ اس کو شرک بتانا۔ قطعاً گمراہی اور شریعت کو جھٹلانا ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد وخادم فرمایا۔ کنز العمال اھ ملخصاً بلفظہ۔

اقول جبکہ قبر پر السلام علیکم یا اہل القبور کا خطاب احادیث سے ثابت ہے تو اس میں کسی کو کیا کلام ہو سکتا

ہے پھر جس طرح اہل قبور کو مخاطب کر کے سلام ثابت ہے اسی طرح احادیث صحیحہ میں بالفظ خطاب یا کے بھی ثابت ہے چنانچہ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۱۳ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں تشریف لے جا کر پڑھتے السلام علیکم دار قوم مومنین الخ اور دوسری کئی حدیثوں میں السلام علی اہل الدیار من المومنین الخ روایات ہیں۔ نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات صفحہ ۱۵۹ میں فتح القدیر سے بالفظ خطاب یا کے نقل کرتے ہیں:-

یکرہ النوم عند القبر وقضاء الحاجۃ بل اولیٰ وکل مالم یعھد من السنۃ والمعھود منھا لیس الا زیارتھا والدعاء عندھا قائماً کان یفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخروج الی البقیع ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین الخ

یعنی مکروہ ہے سونا قبر کے پاس اور پیشاب پاخانہ پھر تا تو بالاولیٰ مکروہ ہے۔ اور ہر وہ چیز جو ثابت نہ ہو سنت سے مکروہ ہے کہ اس کا اور ثابت نہیں ہے مگر زیارت کرنا اور دعا کرنا قبر کے پاس کھڑے ہو کر اس کے جس طرح عادت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بقیع میں جاتے وقت اور کہتے سلام ہو تم پر رہنے والے قوم مومنین کے ''

بہرحال احادیث کے اقتضار سے اہل قبور کو سلام پہنچایا جاتا ہے۔ اور ان کی روح کو متوجہ کیا جاتا من جانب اللہ تعالیٰ جواب سلام کے لئے ثابت ہے۔ اگرچہ مذہب حنفیہ میں اہل قبور نہیں سنتے اور ان پر سلام کی بھی تاویلات کرتے ہیں کہ مقصود سنانا نہیں ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ میں نقل فرماتے ہیں:

وشیخ ابن الہمام در شرح ہدایہ گفتہ کہ اکثر مشائخ حنفیہ برآنند کہ میت نمے شنود الخ

یعنی شیخ ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ اکثر مشائخ حنفیہ اسی طرف ہیں کہ مردہ نہیں سنتے ہیں''

مگر مولوی صاحب بریلوی حیات الموات صفحہ ۱۵ میں لکھتے ہیں

وائمہ اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماعی عقیدہ کہ مردہ سنتے ہیں قطعاً حق ہے۔ اور کیوں نہ حق ہو کہ اہل سنت ہی حق اجہیں میں منحصر ہے مشائخ وشراح اہل سنت وفلاح رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان کہ مردہ نہیں سنتے جبکہ صحیح ہے اور کیوں نہ صحیح ہو کہ وہ اہل فقاہت ہیں۔ ان کا فضل وکمال ظاہر و باہر ہے۔ دونوں کلام صراحۃً سچ ہیں۔۔۔ الخ ملخصاً

علیٰ ہذا امام ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۵ صفحہ ۲۰۶ میں فرماتے ہیں۔

قال ابن التین لا تعارض بین حدیث

یعنی نہیں ہے کوئی متعارض حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ

ابن عمر رضی اللہ عنہ والآیۃ لان الموتی لا یسمعون بلا شک لکن اذا اراد اللہ السماع ۔	اور آیت میں اور رد انکار عائشہ رضی اللہ عنہا اور اثبات ابن عمر رضی اللہ عنہ میں کوئی خلاف کیونکہ اموات بلا شک نہیں سنتے ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہے تو سنا دے۔

اور پارہ ۲۶ صد میں فرماتے ہیں فلا معارضۃ بین انکار عائشۃ واثبات ابن عمر کما تقدم توضیحہ فی الجنائز الخ چونکہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ مقتولین بدر پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا انھم الان یسمعون ما اقول لھم ۔یعنی "یہ لوگ اس وقت جو میں ان سے کہتا ہوں سنتے ہیں،، اس حدیث کو سن کر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو احتمال ہوا اور فرمایا کہ حق تعالیٰ تو فرماتا ہے (سورہ نمل میں) انک لا تسمع الموتی یعنی "تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سنا سکتا مردوں کو،، پس اس اختلاف کی دونوں شقیں درست ہیں اور کوئی اختلاف نہیں کیونکہ حق تعالیٰ نے (سورہ فاطر میں) فرمایا ہے ان اللہ یسمع من یشاء یعنی "واللہ سناتا ہے جس کو چاہے،، تو جو امر سنت مستقرہ سے ثابت ہے جس طرح بحوالہ فتح القدیر شرح ہدایہ مولوی صاحب بریلوی سے مذکور ہوا کہ ثابت نہیں ہے۔ مگر محض زیارت قبر اور سلام ودعا اس پر جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات کریمہ تھی ۔لیکن اس لفظ خطاب اور اختلاف حضرات صحابہ وائمہ کرام سے بے جا نفع اٹھا کر سوائے اسلام کے بحوالہ شرح الصدور ملک شام کے تین شخصوں کے یا محمداہ کہنے سے اور رد المحتار سے یا سیدی یا احمد یا ابن علوان پکارنے کا قصہ اور اس پر طرہ یہ کہ اگر مراد بر نہ آئی تو تمہارا نام دفتر اولیاء سے کٹوا دوں گا ۔

معاذ اللہ کیسا تحکم سینہ زوری ہے۔ حالانکہ اولیاء اہل قبور کو غائبانہ مشکلات و مرادات میں متصرف جان کر پکارنا۔ اگرچہ اس تصرف کی قدرت حق تعالےٰ کی طرف سمجھ کر ہو محض قیاس باطل اور بلا دلیل محض ہے ہرگز کسی آیت اور حدیث سے ثابت نہیں کہ حق تعالےٰ نے انبیاء و اولیاء کو عالم میں تصرف کرنے کا کوئی اختیار یا بعد ان کی وفات کے دے دیا ہے جس کو وہ چاہیں نفع و ضرر پہنچا دیں، پس محض بلا دلیل قطعی کے مسلمانوں کو شرک میں مبتلا کر کے ضلوا فاضلوا کا مصداق ہوتا ہے، چنانچہ خود علامہ شامی صاحب رد المحتار جلد ۲ ص ۱۱۳ سے مولوی نعیم الدین کے ۱۷۱-۶۸ کی بحث میں یا سیدی فلان ان دعا غائبی الخ کا کفر ہونا منقول ہو چکا ہے۔ تو ایسے مہمل قصوں سے کار برآری کفر و شرک عقائد کے مسائل میں غایت بددیانتی اور قرآن وحدیث کا مقابلہ کرنا ہے۔ اسی طرح بستان المحدثین ص ۱۲۱ سے اشعار شیخ احمد زروق صوفی رح کے جو اپنی حیات میں تربیت مرید کے لئے لکھے ہیں چنانچہ بستان المحدثین میں ان کو منجملہ ابدال کے نویں صدی میں لکھا ہے۔ اور مولوی احمد رضا خاں

صاحب بریلوی نے بھی حیات الموات ص ۱۰۹ میں نقل کیا ہے۔ نہ کہ بعد وفات غائبانہ حاضر و ناظر جان کر ان کو پکارنا۔ پھر جب کہ حضرات صحابہ سے التحیات کے الفاظ خطاب اور صلوۃ وسلام زیارت مزار مبارک پر لفظ غائبانہ کا ترک صراحۃً ثابت و محقق ہو چکا ہے تو کب کسی کا کلام حجت ہو سکے گا ۔اسی طرح شفا قاضی عیاض میں ہرنی کے ندا کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو کھول دینا اور درخت اور پہاڑ کا السلام علیک یا رسول اللہ کہنا اور فتح العزیز سے کعبہ معظمہ کا محشر میں جاتے وقت اشارہ راہ مدینہ طیبہ میں قبر مبارک پر السلام علیک یا محمد کہنا ۔سب میں خطاب حضوری ہے۔اس سے غائبانہ خطابات اور پکارنے پر حاضر و ناظر جان کر استدلال کرنا کس درجہ بے عقل اور بے محل پر دلیل ہے۔ استغفر اللہ۔ پھر اعرابی کا قبر مبارک پر حرف شفاعت کا واقعہ کہ اس کے راوی کذاب اور مجاہیل ہیں حتی کہ محدثین نے موضوع تک بتایا ہے، چنانچہ مطہر الاسلام ص ۲۰ میں مرقوم ہے، پھر کیونکر حجت جواز ہو سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے اولو العزم تو استسقاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل نہ چاہتے ہوں اور اعرابی کا فعل حجت بنایا جاوے ۔ معاذ اللہ منہ۔ اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح کے قصیدہ نعتیہ کے اشعار جو صلوۃ والسلام پر مشتمل ہیں چنانچہ وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ ۔اس میں مرقوم ہے۔ اور شیخ سعدی رح و مولانا جامی رح و مولانا محمد قاسم صاحب رح کے اشعار میں ندا شوقیہ تجدد بہ حال مراد ہے۔ نہ کہ ندا حقیقی غائبانہ حاضر و ناظر جان کر۔ چنانچہ خود مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم فیوض قاسمیہ حصہ اول ص ۴۸ میں فرماتے ہیں

"الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ مختصر ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنا ہو ورنہ وہ سلام کیا ہوگا۔ کفر ہوگا بلکہ یوں سمجھئے یہ پیام فرشتے پہنچاتے والسلام،،

نیز ندا یا شیخ عبد القادر جیلانی میں جس طرح فتویٰ مولانا گنگوہی رح میں اس کی مختلف صورتوں میں حکم شرک اور عدم شرک کیا گیا ہے۔ اس کی تصریحات آپ کے دیگر فتاویٰ میں مرقوم ہے چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۱۴ — ص ۲۳ میں مفصل مرقوم ہے۔

"اس کا ورد کرنا بندہ جائز نہیں جو نہ، اگرچہ شرک نہیں لیکن مشابہ شرک ہے۔ اس کلام کا پڑھنا کسی وجہ سے جائز نہیں مگر شیخ قدس سرہ کو عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے۔ تو خود شرک محض ہے۔ اور جو یہ عقیدہ نہیں تو نہ جائز ہے۔ پس ایسی دعوت بہر حال یا شرک جلی یا خفی یا لغو مشابہ شرک ہو کر حرام و ناجائز رہے گی۔ کسی وجہ سے جواز کا شائبہ اس میں نہیں ہو سکتا۔ پس جو فتویٰ خلاف نصوص و روایات صحیحہ کے ہو وہ قطعاً مردود ہوگا واللہ تعالےٰ اعلم ملخصاً،،

اسی طرح رسالہ فتویٰ عدم جواز یا شیخ عبد القادر جیلانی مطبوعہ ضیاء اعظم مراد آباد ص ۲۶ پر فتوے

خود مولوی نعیم الدین کے استاد مولوی محمد گل خاں صاحب کا جن کی نسبت خود مولوی نعیم الدین رسالہ فیضان رحمت میں معین العلماء راس الفضلاء لکھتے ہیں، ارقوم ہے۔

"پس اس قید کا تقرباً اور شہرت دینے والا اس کے جواز کا اعتقاد آثم بلکہ مشرک ہے۔"

سند اس کی حجۃ اللہ البالغہ مؤلفہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ص۶۱ میں موجود ہے۔

قال ومنها اي من مظان الشرك انهم كانوا يستعينون بغير الله في حوائجهم من شفاء المريض وغناء الفقير وينذرون لهم يتوقعون انجاح مقاصدهم بتلك النذور ويتلون اسماءهم رجاء بركتها فاوجب الله عليهم ان يقولوا في صلوتهم اياك نعبد واياك نستعين وقال تعالى فلا تدعوا مع الله احدا وليس المراد من الدعاء العبادة كما قاله بعض المفسرين بل هو الاستعانة لقوله تعالى بل اياه تدعون فيكشف ما

یعنی انہیں امور شرکیہ میں سے یہ بھی تھا کہ مشرکین اپنے اغراض ومقاصد کے لئے غیر اللہ سے مدد طلب کیا کرتے تھے شفائے مریض و دفع فقیری کے لئے اور حل مطالب کی امید پر ان کے لئے نذریں مانتے تھے۔ تبرکاً ان کے ناموں کو جپا کرتے تھے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر واجب فرمایا کہ نمازوں میں پڑھا کریں کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں اور فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو اور پکارنے کے معنی عبادت کے نہیں ہیں جیسے بعض مفسرین کا قول ہے۔ بلکہ مدد طلب کرنا کہ وہ حاجت برلائے جس کو تم طلب کرتے تھے۔"

اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے بھی اس مضمون کو صراحۃً ارشاد الطالبین میں ذکر کیا ہے۔ مسئلہ آنچہ جہال میگویند یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست شرک و کفر است حق تعالیٰ فرماید والذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم۔ اور اسی طرح شاہ عبد العزیز صاحب کی تقریر بھی بعض حواشی میں صراحۃً اسی مضمون پر دال ہے۔ میگویند سوال اگر کسے نام سوائے خدائے تعالیٰ را بطریق تقرب ورد سازد از مسلمانی بیرون گردد جواب اگر نام کسے بطریق تقرب ورد زبان سازد مشرک گردد اعلی مختصاً اور شہرت دینے والا بسبب اعتقاد جواز کے مشرک ہے۔ اور شہرت جواز کی دینی علاوہ شرک سے ایک دوسرا وبال ہے واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ فقط الجواب صحیح

محمد گل شگفتہ بتقلیم ۱۳۰۰

اب مولوی نعیم الدین اپنی من گھڑت بات سے اپنے استاد معین العلماء راس الفضلاء کو مشرک ٹھہرا دیں خواہ مومن کامل۔ علیٰ ہذا طریقہ کشف ارواح وغیرہم صراط مستقیم ص۱۳۰ کو مولانا شہید مرحوم کی طرف نسبت کرنا اور ان کا تعلیم فرمودہ بتانا محض کذب وافترا ہے جس طرح مولوی نعیم الدین کے ص۳۵ کے جواب میں مفصل گذر چکا۔ بر تقدیر تسلیم یہ طریقہ حسب تجویز

اکابر صوفیہ کے مراقبہ الی اللہ میں مستغرق ہو جانا، زراہ کسبیت ہے جس کے ثمرات سے حصول مکشوفات منجانب اللہ ہو جانا حق تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے نہ باختیار عبد چنانچہ اس کی تفصیل باب سوم فصل اول ص۱۰۳ کے حوالے سے خود اسی مقام ص۱۳۰ صراط مستقیم میں مرقوم ہے۔ پس یہ مراقبہ جسمانی حیات سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر صاحب کشف کسی میت سے باذن اللہ طاقی وہم کلام ہو تو عقلاً بعید از امکان نہیں۔ مگر ہر کسی کا اپنے عقیدہ میں اموات کو پکارنا، ندا کرنا، اور اس کو عطاء الٰہی جاننا جب تک نصوص قرآن و احادیث صحاح سے قطعاً ثابت نہ کیا جائے بعض قصص وحکایات اور مکاشفات حجت نہیں ہو سکتے۔

چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول ص۱۲۲ میں لکھتے ہیں۔

"احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقع یا متشابہ پیش کرتے ہیں۔ انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے۔ انتہیٰ"

علیٰ ہذا عبد النبی وغیرہم ناموں کی نسبت بزرگوں کی طرف بنفع وضرر کرنے کا کفر وشرک ہونا پہلے گذر چکا ہے۔ اور بزرگوں کے وسیلہ کی بحث اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں کو غنی کر دینے کے معنی کی بحث بھی ہو چکی ہے۔ اور بذریعہ معجزہ انبیاء علیہم السلام کا باذن اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کر دینے پر قیاس کرکے بزرگوں کی نسبت یہ امید رکھنی قیاس باطل سے شرک ثابت کرنا ہے کہ یہ امر مخصوص بانبیاء ہے اور معجزہ بھی انبیاء کی کچھ اختیاری بات نہیں حق تعالیٰ جب چاہے کسی نبی کے ذریعہ اس کو ظاہر فرما دے۔ چنانچہ شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ مدارج النبوۃ ج۲ ص۱۱۱ میں فرماتے ہیں۔

"معجزہ فعل نبی نیست بلکہ فعل خدا است کہ بر دست وے اظہار نمودہ بخلاف افعال دیگر کہ کسب ایں بندہ است وخلق از خدا ودر معجزہ کسب نیز از بندہ نیست اھ

یعنی معجزہ نبی کا فعل نہیں ہے بلکہ فعل خدا کا ہے کہ اس کے ہاتھ پر اس کا اظہار فرما دیتا ہے۔ بخلاف دوسرے فعلوں کے کہ بندہ کے کسب میں سے ہیں خدا کے پیدا کردہ اور معجزہ بندہ کا کسب بھی نہیں ہے۔"

نیز شاہ عبد الحق صاحب تکمیل الایمان ص۱۵ میں فرماتے ہیں "کرامت در حقیقت معجزہ نبی است یعنی کرامت ولی کی در حقیقت معجزہ نبی کا ہے"

علیٰ ہذا ابدال وزندہ صالحین بتنفل کی دعا اور اعمال صالحہ کی برکات سے حق تعالیٰ مینہ برساتا اور بلائیں ٹالتا ہے مولانا شہید مرحوم نے ہرگز اس کو شرک میں داخل نہیں فرمایا یہ محض ان پر بہتان ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین رہا قرآن پاک کا ارشاد

ما انكحوا الايامى منكم والصالحين من

یعنی نکاح کر دو رانڈوں کا جو تم میں ہوں اور جو صالحین ہیں۔

عباد کم و امائکم۔ غلام اور لونڈی ہوں"۔

تو اس میں حقیقی غلام و لونڈی کی تصریح ہے۔ مگر افسوس اس سے عبد فلاں کہنے کا عقیدہ تراشا جاتا ہے؛ جس کا ممنوع اور شرک ہونا فتح الباری شرح صحیح بخاری سے مذکور ہو چکا ہے۔ اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مخزن تحقیق (مطبوعہ حنفیہ پٹنہ جلد ۹ شوال ۱۳۱۵ھ) ص۱۸ میں لکھتے ہیں۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یقولن احدکم عبدی بلکم عبید اللہ ولکن یقل غلامی ھن امختصراً۔ یعنی ہرگز تم میں کوئی اپنے مملوک کو یوں نہ کہے۔ کہ میرا بندہ تم سب خدا کے بندے ہو یہاں یوں کہے کہ میرا غلام رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ۔

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو عبد اور خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتانا علاوہ بلا سند ہونے کے حدیث مرفوع صحیح مسلم کا ہرگز معارض نہیں ہو سکتا جس میں غلام کو بھی بسد ذریعہ موہم شرک کے لفظ عبد کا ممنوع قرار دیا گیا۔ معہذا یہ قول اسی طرح ہے جس طرح صحیح بخاری پارہ ۲۷ ص۲۲۲ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادرک عمر بن الخطاب وھو یسیر فی رکب یحلف بابیہ فقال الا ان اللہ ینہاکم ان تحلفوا بآبائکم من کان حالفاً فلیحلف باللہ او لیصمت اھ	یعنی "تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پایا عمر بن خطاب کو کہ انہوں نے ایک غزوہ کے جانے میں سواری پر چڑھتے ہوئے اپنے باپ کی قسم کھائی تو فرمایا آپ نے خبردار تحقیق اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے باپوں کے نام کی قسم کھانے سے جو تم میں قسم کھانا چاہے پس قسم کھاوے اللہ ہی کی یا خاموش رہے"۔

حالانکہ شیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ محتاط تھے اور توہمات شرکیات کے مٹانے کے درپے رہتے تھے۔ چنانچہ فتح الباری کے حوالہ سے ص۳۹ پر گذر چکا ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا سید تو اللہ ہی ہے" اور ملا علی قاری کا قول اوپر ص۴۰ میں گذر چکا ہے کہ عبد النبی نام رکھنا ظاہراً کفر ہے۔ سوا اس کے کہ ارادہ عبد سے مملوک ہو۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مستند مولوی نعیم الدین تفسیر فتح الرحمٰن زیر آیت سورہ اعراف فرماتے ہیں۔

فلما آتہما صالحاً جعلا لہ شرکاء فیما آتہما فتعالی اللہ عما یشرکون۔	یعنی "پھر جب اس نے دیا ان کو اچھا بچہ ٹھہرانے لگے اس کے شریک اس چیز میں کہ اس نے دیا ان کو سو بہت دور ہے اللہ ان کے شریک بنانے سے"۔

ہر جرم گویند و از ین جا دانستہ شد کہ شرک در تسمیہ نوعے ست از شرک چنانکہ اہل زمانہ ما غلام فلاں و عبد فلاں نام نہند و اللہ اعلم اھ	حرجرم کہتے ہیں اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ شرک کو نام رکھنے میں ایک قسم شرک سے ہے جس طرح کہ ہمارے اہل زمانہ میں غلام فلاں اور عبد فلاں نام رکھتے ہیں واللہ اعلم"۔

نیز مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مستند مولوی نعیم الدین تفسیر فتح العزیز جز ۱ ص۱۸ میں فرماتے ہیں۔

واز آنجملہ اند کسانیکہ در نام نہادن خود را بندہ فلاں و عبد فلاں می گویند و این شرک در تسمیہ است اھ	یعنی "منجملہ ان کے وہ آدمی ہیں کہ نام رکھنے میں عبد فلاں اور عبد فلاں کہتے ہیں۔ اور یہ شرک ناموں میں ہے"۔

پس کس طرح مانند آفتاب کے روشن ہوا کہ نام رکھنا عبد فلاں شرک میں داخل ہے اور اتنا تو خود مولوی نعیم الدین نے عاجز ہو کر تسلیم کر لیا کہ بلائیں ٹالنے بیماری آسیب پہنچنے کی وجہ سے نام عبد فلاں نہیں رکھتے۔ بلکہ بزرگوں کی یاد اور اتباع کے لئے بزرگوں کے ناموں پر اس لئے نام رکھتے ہیں کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ بلاؤں بیماریوں آسیبوں کو دور فرمائے۔

کس قدر دروغ بندی اور فریب ہے اگر اس لئے نام رکھے جاتے تو شرعی نام جو بزرگوں کے ہوتے ہیں وہی نام رکھے جاتے جو ان کے ناموں کے ساتھ نسبت و برکت بھی حاصل ہوتی نہ کہ شرکیہ نام عبد فلاں معاذ اللہ اور اس کے لئے بھلا کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا دلیل کیا عجیب ڈھونڈی جاتی ہے۔ کہ حدیث میں ارشاد فرمایا میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں جس کا اتباع کرو گے راہ یاب ہو گے۔ قطع نظر اس حدیث کے کہ امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ مستند مولوی نعیم الدین تلخیص الحبیر جلد ثانی ص۴۰۲ میں اس کے رواۃ کو ضعیف جداً لا اصل لہ کذاب واھی منقطع غایۃ الضعف لم یصح مکذوب موضوع باطل لکھتے ہیں۔ معہذا اس میں تو اقتدار صحابہ رضی اللہ عنہم کا ارشاد ہے نہ کہ ان کے ساتھ نسبت شرکیہ بجائے عبد اللہ کے عبد فلاں رکھنے کا۔ علی ہذا نسبت حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی وغیرہم باعتبار اختلاف اجتہادات اور طرق مجاہدہ ریاضات کے معروف ہے نہ بطور شرعی التزام کے کہ ان کو ارکان دین سے جاننے کا اعتقاد کیا جاوے۔ حالانکہ بیشتر مسائل اجتہادیہ مختلفہ میں ایک دوسرے پر عمل درآمد عند الفقہاء بلا نکیر جاری وساری ہے جس سے تقلید شخصی و انتساب حنفی وغیرہم کا بطلان واضح طور پر ثابت ہے کہ یہ کوئی شرعی امر نہیں چنانچہ مولوی نعیم الدین کے بڑے معتمد و مستند مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری انتصار الحق ص۱۸ میں نقل کرتے ہیں۔ قال ابن الملاء رحمۃ المکی فی القول السدید

اعلموا انہ لم یکلف اللہ تعالیٰ احدا من عبادہ ان یکون حنفیا او شافعیا او مالکیا او حنبلیا۔ — یعنی سبحان تو کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں مکلف و لازم فرمایا کسی پر بندوں میں سے کہ ہووے وہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی،،

اور ص۱۳۱ میں لکھتے ہیں۔

"اور فی الواقع بالذات اللہ جل شانہ نے حنفی وغیرہ ہونے کا امر نہیں فرمایا چنانچہ اس مضمون کو شیخ عبدالعظیم ابن ملا فروخ المکی نے قول سدید میں مصرح فرمایا ہے،، اور ص۱۳۸ میں لکھتے ہیں "کہ ہم نے تقلید معین کو کب ارکان ایمان سے قرار دیا ہے اگر ہم رکن ایمان کہتے تو سب پر حکم فرضیت برابر کرتے۔ اور مسائل غیر اجتہادیہ میں اجازت ترک تقلید کیوں دیتے،،

علی ہذا صدیقی، فاروقی، عثمانی، انصاری وغیرہم نسبتیں محض تعارف بین الاقوام ہیں، چنانچہ ارشاد حق تعالیٰ قرآن پاک سورہ حجرات میں مرقوم ہے۔

وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم — یعنی "اور کئیں تمہاری ذاتیں اور گوتیں تا آپس کی پہچان ہو مقرر عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی جو بہت پرہیزگار ہے"

اور فرمایا سورہ مومنون میں

فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون — یعنی "پھر ذاتیں نہ رہیں گی اس دن اور نہ آپس میں پوچھنا"

حدیث شریف صحیح مسلم میں وارد ہے

من ابطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ۔ — یعنی "جس کے عمل نے تاخیر کی اس کا نسب جلدی نہ کرے گا،،

مطلب یہ کہ جو نیک عمل میں پیچھے رہ گیا وہ بوجہ نسب کے آگے نہیں بڑھ سکتا،

چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب سرور القلوب ص۱۳۸ میں لکھتے ہیں

"وہ یوسف و زلیخا و شیریں و لیلیٰ لبنیٰ کے حسن و جمال کے اکناف عالم میں ایک دھوم ہے اب کہاں ہیں۔ جو تو باقی رہیگا اور وہ رستم و سہراب و سام و نریمان جن کی زور و قوت کا جہاں میں ایک شور ہے کدھر گئے جو تو نہ جائے گا اس وقت اگر ایک رگ بدن کی بگڑ جائے یا کانٹا پاؤں میں لگ جائے سب زور و قوت بھول جائے۔ نسب پر کیوں نازاں کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے، جو زیادہ پرہیزگار ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کے عمل اچھے نہ ہونگے اسے نسب فائدہ نہ

بچے کہ باپ دادا کا کمال اولاد میں نہیں آتا قریش اسمعیل و ابراہیم کی اولاد میں تھے ہزاروں ان میں مرتد و کافر ہوئے بنی اسرائیل پیغمبر زادگی پر ناز کرتے سیکڑوں سور اور بندر ہو گئے۔ کنعان حضرت نوح پیغمبر کے طریق پر نہ تھا ہر چند انہوں نے سفارش کی قبول نہ ہوئی آخر طوفان میں غرق ہو گیا نوح اور لوط پیغمبر کی عورتیں دوزخ میں گئیں۔ اور آسیہ فرعون کی بی بی جنتی ہوئیں۔ محمد بیٹا کعب بن اشرف کا تابعی ذی وقار اور عمرو بیٹا سعد بن ابی وقاص کا لشکر اشقیا کا سردار ہے

عبرت دیکھو قدرت رب ودود ہے — ظلمت سے نور نور سے ظلمت نمود ہے،،

ایضاً ص۱۶۰ میں لکھتے ہیں۔

"پروردگار تقدس وتعالیٰ نے آپ کو عبد اللہ فرمایا

وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا۔ قل انما ادعو ربی ولا اشرک بہ احدا۔ — یعنی "اور یہ کہ جس وقت کھڑا ہوتا ہے بندہ اللہ کا کہ پکارے اس کو تو لوگ قریب ہے کہ ہو جائیں اس پر ٹھٹ یعنی ہجوم کرتے ہیں کہہ کہ میں تو پکارتا ہوں اپنے رب ہی کو اور نہیں شریک سمجھتا اس کا کسی کو،،

اور خاص صفت یعنی عبدیت سے کوئی صفت برتر نہیں لفظ خاک کے سر عبدیت نے اس مقام پر پہونچا دیا کہ ذہن طائر اعلیٰ کا نہیں پہنچ سکتا انی اعلم مالا تعلمون اسی بھید کی طرف اشارہ ہے اسی لئے کہتے ہیں انسانیت بندگی کو مستلزم ہے ایضاً ص۱۶۱ میں ہے

"نہ عروج ممکن کے حق میں کوئی مرتبہ بندگی سے بڑھ کر نہیں، ماسوا سے انقطاع کر کے ہمہ تن اپنے مولیٰ کی عظمت اور جلال میں مستغرق ہو جائے۔ اور کمال اس کا یہ ہے کہ ہستی صرف مولیٰ کے لئے خاص سمجھے آپ کو فانی جانے کہ ممکن محتاج کو واجب بالذات کے مقابل کسی طرح دعوے زیب نہیں دیتا،،

پس مولوی نعیم الدین پر افسوس ہے کہ اقسام موہوم شرک کے دروازے کا بلا دریغ مسلمانوں پر کھول کر خود اپنی عاقبت تباہ و برباد کرتے ہیں۔

بحث ما اہل لغیر اللہ و نذر لغیر اللہ

قولہ ص۶۷ اسی سلسلہ میں کسی کے نام کا جانور کرنا بھی شرک میں داخل کیا ہے۔ کوئی مسلمان ذبح کے وقت سوائے بسم اللہ اللہ اکبر کے اور کچھ نہیں کہتا۔ اور کسی کا نام نہیں لیتا جب بھی شرک ہے۔ تو یہ حکم شرک غلط و باطل ہے تفسیر احمدی میں ہے جو گائے اولیاء کے لئے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے کیونکہ اس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہ لیا گیا۔ الخ ملخصاً بلفظہ

اقول بیشک کسی کے نام کا تقرب کا جانور نذر کے لئے ماننا حرام اور شرک میں داخل ہے اگرچہ وقت ذبح کے اس پر مطابق معمول بسم اللہ واللہ اکبر ہی کہا جاوے حرام ہی رہے گا چنانچہ در مختار ص ۶۸۳ میں مرقوم ہے۔

ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اھل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ اھ

یعنی جو ذبح کرے جانور کا امیر رئیس وغیرہ بزرگوں کے آنے کے استقبال پر حرام ہے کیونکہ وہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے حکم میں ہے۔ اگرچہ اس پر نام اللہ کا ذبح کے وقت لیا جاوے۔

اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے تفسیر فتح العزیز جلد ۱ ص ۶۱۱ میں جو مولوی نعیم الدین کے مسلمات سے ہے فرماتے ہیں

یعنی دیگراں جانور کہ آواز آوردہ شدہ شہرت دادہ شد در حق آں جانور کہ غیر اللہ یعنی برائے غیر خدا است خواہ آں غیر بت باشد یا روح خبیث کہ بطریق بھوگ کہ بنام او بدہند خواہ جنی مسلط بر خانہ یا سرائے کہ بدوں دادن جانور از ایذائے سکنۂ آنجا دست بردار نہ شود یا توپ روا نہ کردن بدہد خواہ پیرے و پیغمبرے را باین وضع جانور زندہ مقرر کردہ دہند کہ این ہمہ حرام است در حدیث صحیح وارد است کہ ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی ہر کہ بذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواہ در وقت ذبح نام خدا گیرد یا نہ زیرا کہ چوں شہرت داد کہ این جانور برائے فلاں است ذکر نام خدا وقت ذبح فائدہ نہ کرد چہ آں جانور منسوب بآں غیر گشت وخبثے دروے پیدا گشت کہ زیادہ

یعنی وہ جانور کہ آواز اور شہرت دی گئی ہو اس جانور کے حق میں کہ غیر اللہ یعنی غیر خدا کے لئے ہے۔ خواہ وہ غیر بت ہو یا روح خبیث جیسے بطریق بھوگ[1] کے نام سے دیتے ہیں اور خواہ کسی جن کے نام کہ کسی گھر پر یا سرائے پر مسلط ہو اور بدوں دیئے جانور کے اس جگہ کے لوگوں سے دست بردار نہ ہوتا ہو یا توپ پر چڑھاتا ہو اور خواہ کسی پیر اور پیغمبر کے نام زندہ جانور مقرر کردیں۔ کہ یہ سب حرام ہے اور صحیح حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص جانور کو تقرب غیر خدا کے لئے ذبح کرے وہ شخص ملعون ہے[2] اور خواہ ذبح کے وقت نام خدا لے یا نہ لے کیونکہ جب شہرت کردی کہ یہ جانور فلانے کے لئے ہے ذکر نام خدا وقت ذبح کے مفید نہ ہوگا کیونکہ وہ جانور غیر خدا کی طرف منسوب ہوگیا اور اس میں خباثت پیدا ہوگئی اور خباثت اس کی مردار کی پلیدی سے

[1] جس طرح تقویۃ الایمان ص ۲۲ میں لکھا ہے "مدار ونشان اور توپ جس کو کر اچڑھاتے ہیں"

[2] تقویۃ الایمان ص ۲۲ میں ہے اخرجہ مسلم

از خبیث مردار است زیرا کہ مردار بے ذکر نام خدا جان دادہ است وجان این جانور از غیر خدا قرار دادہ گشتہ است و آں عین شرک است دہر گاہ این خبث در وے سرایت کرد دیگر بذکر نام خدا حلال نمی شود مانند سگ و خوک کہ اگر بنام خدا ذبح شوند حلال نمی گردند اھ

زیادہ ہے، کیونکہ مردار نے بے ذکر نام خدا کے جان دی ہے اور یہ جانور غیر خدا کے نام پر قرار دیا گیا، اور یہ عین شرک ہے اور جب کہ یہ پلیدگی اس میں سرایت کر گئی۔ تو ذکر نام خدا سے حلال نہیں ہوسکتا، جیسے کتا اور سور کہ اگر خدا کا نام لے کر ذبح کئے جاویں حلال نہ ہونگے انتہی

پس قول ملاجیون صاحب تفسیر احمدی کا بقول خود حسب رسم و رواج زمانہ کے کہ جن کا انتقال ۱۱۳۰ھ میں ہے اس پر کلام فیصل جناب شاہ صاحب موصوف سے جن کی ولادت ۱۱۵۹ھ میں ہے کما حقہ منقح ہو کر غلط ثابت ہو گیا، کیونکہ اولیاء کی نذروں کا حرام اور کفر ہونا ردالمحتار شرح درمختار سے (جو مسلمہ بڑی حضرت مولوی نعیم الدین کے نزدیک ہے) اوپر منقول ہو چکا ہے۔ پس کیونکر اس نذر کی گائے حلال ہو سکتی ہے کہ مثل کتے اور سور کے نذر کرنے سے اور شہرت دینے سے حرام ہو چکی ہے پھر اس پر بسم اللہ واللہ اکبر کیا نفع دے سکتا ہے جب تک نذر کی نیت لشہرت تبدیل نہ کیے چنانچہ فتاوی عالمگیری (جو جمع کردہ خود بادشاہ عالمگیر اورنگ زیب رحمہ اللہ شاگرد ملاجیون صاحب تفسیر احمدی کا ہے) کی جلد ۵ ص ۱۱۰ میں مرقوم ہے۔

ذبح عند مرای الضیف تعظیما لہ لا یحل اکلھا وکذا عند قدوم الامیر وغیرہ تعظیما اھ

یعنی کسی کی ضیافت تعظیم کے لئے ذبح کرنے سے اس کا کھانا حلال نہ ہوگا جس طرح کسی امیر عظیم کے لئے ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوتا۔

اور جبکہ خود ملاجیون نے تفسیر احمدی مطبوعہ کریمی بمبئی ص ۳۹۵ میں تفسیر آیت وقالوا ھذہ انعام وحرث حجر لا یطعمھا الا من نشاء الآیۃ فرماتے ہیں۔

واکثر ھذہ الرسومات البدعیۃ سیما جعل نصیب من الحرث والانعام للالھۃ وعدم اشتراکہ للہ تعالیٰ مما قد اشتھر فی زماننا بین النساء الناقصات العقل والدین فانھن کثیرا ما ینذرون نذرا للشیاطین والاجنۃ وبعض بنی آدم مما یجعلن متعینا

یعنی یہ رسومات بدعیہ اکثر خصوصاً کھیتی اور چوپایوں میں سے ایک حصہ اپنے معبودوں کے لئے مخصوص کر دینا اور اللہ تعالیٰ کا حصہ اس میں بالکل نہ رکھنا ہمارے زمانہ کی ناقص العقل والدین عورتوں میں مشہور ہو چکا ہے۔ کیونکہ یہ عورتیں اپنے خیال باطل میں جن شیطانوں جنوں اور آدمیوں کو حاجت روا سمجھتی ہیں۔ ان کے لئے نذریں کرتی ہیں اور جب تک اپنے طریقہ بناوٹی پر اس کو خرچ نہ

فی زعمهم وبحرمون التناول من تلک النذور ما لم یتصدق به علی وجه اخر عنه باتباع الاهوی النفسانیة ویعتقدون انهم ان اخطاءن فیها احیانا بهلک اموالهم وبموت اولادهم معاذ الله من ذلک ولعمری ان ما اخبر الله تعالی بشناعة حال الکفار فی ذلک لما اصدق دلیلا

کریں اس میں سے کھانا قطعی حرام سمجھتے ہیں اور ان کا پختہ اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ اگر اس طریقہ میں ذرا بھی غلطی ہوگئی تو مال و اولاد سب ہلاک و برباد ہو جائیں گے معاذ اللہ من ذلک اور میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے کفار کی خراب حالت کی جو خبر دی ہے وہ یقیناً ان مشہور رسموں کے باطل ہونے کی نہایت بہترین دلیل ہے ۔

پس مولوی نعیم الدین کا نذر اولیاء پر نام خدا لینے سے حلال : نے کا زعم باطل مردود ہو کر خود اس کا حرام لغیر اللہ ہونا کلام فقہاء ائمہ حنفیہ اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے تائید تقویۃ الایمان ابیض من الشمس واضح ہو گیا باقی تفصیل اس مسئلہ کی آئندہ صفحہ ۱۰۹ میں انشاء اللہ العزیز آوے گی ۔

آیت مَا یُؤمِنُ اَکْثَرُهُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِکُوْنَ کا مطلب

قولہ ص ۹۲ وما یؤمن اکثرهم باللہ الا وهم مشرکون ؁ تقویۃ الایمان صفحہ ۶ مولوی اسمٰعیل صاحب

اس عبارت میں مسلمانوں کو مشرک بنا رہے ہیں اور آیۃ وما یؤمن اکثرهم باللہ الا وهم مشرکون کے تحت داخل کرتے ہیں اور ان کی اس بات کو بھی نہیں مانتے کہ شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیاء اولیاء ، پیروں اور شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے پس مسلمان کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء و شہداء کو قدرت تصرف اللہ تعالیٰ نے بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں بالکل حق ہے قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا یہ ارشاد موجود ہے یعنی تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتے ہیں اللہ کے حکم سے الخ دیکھو یہ قدرت تصرف اللہ نے بخشی قرآن نے بتائی حضرت مسیح نے ظاہر فرمائی اسی کے ماننے والے کو مولوی اسمٰعیل مشرک لکھتے ہیں مسلمان کا یہ اعتقاد کہ اہل اللہ کو پکارنا عین اللہ ہی کو پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے بالکل صحیح اور شرع اسلام کے مطابق ہے الخ التحیات کا خطاب عثمان بن حنیف کی حدیث ۔ شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں یعنی اگر التفات خاص حق تعالےٰ کی طرف ہو اور بندہ مقرب کو مدد الٰہی کا مظہر جان کر اور اللہ تعالےٰ کے کارخانہ اسباب و حکمت پر نظر کرکے ظاہراً غیر سے استعانت کرے تو یہ عرفان سے دور نہ ہوگا اور شرع میں بھی جائز وارد ہے اور انبیاء و اولیاء نے غیر سے اس طرح کی استعانت کی ہے اور در حقیقت اس طرح مدد مانگنا غیر سے نہیں بلکہ خدا ہی سے مدد مانگنا ہے ۔ اب

کہئے اسمٰعیل دین میں شاہ صاحب بھی مشرک ہوئے ۔ علیٰ ہذا مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ سے نزدیک ہوتے ہیں یہ سب اسلامی عقائد اور قرآن و حدیث کے مطابق ہیں ۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کا کیا مطلب ہے ۔ کیا لوگ رسول کو ماننا چھوڑ دیں ان سے ملنا ترک کریں یہ باتیں کس طرح شرک ہیں ۔ اس غضب کو تو دیکھئے کہ ان ایمانی و قرآنی عقیدوں پر مسلمانوں کو مشرک ٹھہرایا ، اور دھوکہ دینے کے لئے قرآن پاک کی آیت وما یؤمن اکثرهم الآیۃ لکھ دی جو مشرکین اور بت پرستوں یا یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی الخ ملخصاً

اقول بیشک جو لوگ اللہ کے ساتھ اقرار مالکیت اور خالقیت وغیرہم امور ایمانی کا کرتے ہوئے پھر شرک میں مبتلا ہوتے اوثان پرستی (یعنی بجا صورت کی چیزوں کی پرستش جیسے قبر پرستی) کرتے ہیں جس طرح خود مولوی نعیم الدین نے صفحہ میں تفسیر مدارک سے نقل کیا ہے

" وما یؤمن اکثرهم الخ کہ وہ مشرکین اللہ تعالیٰ اور اس کی خالقیت اور اس کے آسمان و زمین پیدا کرنے کے اقرار سے مومن نہیں ہوگئے وہ عبادت وثن یعنی قبر پرستی کی وجہ سے مشرک ہیں بجیوء اس پر ہیں کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ اور اس کی خالقیت و رزاقیت کے مقر بھی ہیں اور مصیبت کے وقت اس کو پکارتے بھی ہیں ۔ مگر باوجود اس کے غیروں کو اس کا شریک کرتے ہیں مثل لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری ۔

پس ایسے لوگ شرک میں گرفتار ہیں چنانچہ صحیح بخاری مع شرح فتح الباری پارہ ۳۰ صفحہ ۴۶۳ میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔

عن عکرمۃ فی قولہ تعالیٰ وما یؤمن اکثرهم باللہ الا وهم مشرکون قال یسئلهم من خلقهم ومن خلق السموات والارض فیقولون اللہ فذلک ایمانهم وهم یعبدون غیرہ اھ ۔	یعنی یہ روایت ہے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے حق قول حق تعالیٰ وما یؤمن اکثرهم باللہ الا وهم مشرکون میں کہا جب سوال کرتا ان سے کس نے پیدا کیا تم کو اور کس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو تو وہ جواب دیں گے اللہ تعالیٰ نے پس یہ ان کی ایمانی بات ہے حالانکہ وہ پوجا کرتے ہیں سوائے اللہ کے اوروں کی "

نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمہ اللہ مکتوبات جلد ثالث صفحہ ۶۸ مطبوعہ نولکشور میں فرماتے ہیں

و بیزاری از شائبہ شرک شرط توحید است و از اصنام و طاغوت و رفع امراض و اسقام	یعنی بیزاری شائبہ شرک سے توحید میں شرط ہے اور بتوں اور طاغوت سے

که در جهله اهل اسلام شائع گشته عین شرک
و ضلالت ست و طلب حوائج از سنگهای
تراشیده و ناتراشیده نفس کفر و انکار از واجب
الوجود تعالی و تقدس قال الله تبارک و تعالی
شکایة عن حال بعض اهل الضلال
یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت
وقد امروا ان یکفروا به ویرید الشیطن
ان یضلهم ضلالا بعیدا اه اکثر زنان بواسطهٔ
کمال جهل که دارند باین استمداد ممنوع مبتلا اند
و طلب دفع بلیه ازین اسمای بی مسمی مینمایند
و باداء مراسم شرک و اهل شرک گرفتار اند
علی الخصوص این معنی باز نیکه بدایشان
در وقت عروض مرض جدری (چیچک) که در
زبان هندی سیتله معروف ست و مشهود محسوس
ست کم باشد که از دقائق این شرک خالی باشد
و برسمے از رسوم آن اقدام ننماید الا من عصمها الله
تعالی و تعظیم نمودن ایام معظمهٔ هنود و ادیها آوردن
و در آن ایام رسوم متعارفهٔ هنود را نیز مستلزم شرک
و مستوجب کفر ست چنانچه در ایام دیوالی کفار
جهلهٔ اهل اسلام علی الخصوص زنان ایشان رسوم
اهل کفر را بجا می آرند و عید خود میسازند و هدایا
شبیه بهدایای اهل کفر بخانهای دختران و
خواهران بنگ اهل شرک میفرستند و ظروف خانه
خود را در رنگ کفار در آن موسم رنگ میکنند
و از برنج سرخ آنها را پر کرده میفرستند

بیماریوں وغیرہ میں جہلائے اہل اسلام میں
شائع ہو گئی ہے جو عین شرک اور گمراہی ہے
اور مانگنا اپنی حاجتوں کا پتھروں تراشیدہ
اور غیر تراشیدہ سے عین کفر اور انکار کرنا
حق تعالے واجب الوجود کا ہے۔ فرمایا اللہ جبار
وتعالے نے شکایۃً بعض گمراہوں کے حال سے
چاہتے ہیں کہ فیصلہ لے جاویں شیطانوں کی طرف
اور حالانکہ حکم کیے گئے ہیں کہ اس کے منکر ہو
جاویں اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو گمراہ کرے
گمراہی بعید میں۔ اکثر عورتیں بوجہ کمال جہالت
کے اس استمداد ممنوع میں مبتلا ہیں۔ اور بلاؤں
کے ٹالنے میں ان بے اصل ناموں سے مدد طلب
کرتے ہیں اور ادائے رسومات شرکیہ میں گرفتار
ہیں خاص کر یہ امر ہر ایک و بد عورتوں میں وقت
مرض چیچک جس کو ہندی میں سیتلا کہتے ہیں مشہور و
معروف ہے ایسی کوئی عورت کم ہو گی جو اس قسم
کے شرک سے خالی ہو اور ان رسومات میں سے کسی
میں مبتلا نہ ہو۔ مگر جس کو اللہ تعالے محفوظ رکھے
اور تعظیم کرنا ہنود کے معظم دنوں کی اور ان دنوں
میں ان کی رسومات کو عمل میں لانا بھی مستلزم شرک
اور موجب کفر ہے جیسا کہ دیوالی کے دنوں میں جہلاء
اہل اسلام خاص کر کے ان کی عورتیں رسوم اہل کفر
کو بجا لاتی ہیں اور اپنی عید مناتی ہیں ہدیے مثل ہدیہ کفار
لڑکیوں اور بہنوں کے بطور اہل شرک کے بھیجتی ہیں اور
اپنے برتن مثل کفار کے رنگتی ہیں اور سرخ چاول سے

و آن موسم را اقتدار اعتبار میدهند همه شرک
و کفر ست بدین اسلام قال الله تبارک و
تعالی وما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون
و حیوانات را نذر مشائخ میکنند و بر سر قبور
ایشان رفته آن حیوانات را ذبح مینمایند علما
فقه این عمل را داخل شرک ساخته و در این باب
مبالغه نموده این ذبح را از جنس ذبائح جن
انگاشته که ممنوع شرع ست و داخل دائره
شرک از این عمل نیز اجتناب باید نمود و وجوه نذر
بسیار است چه در کار ست که نذر ذبح
حیوانے کنند و ارتکاب ذبح آن نمایند
و بذبائح جن ملحق سازند و تشبیه بعبدهٔ جن
و پرستندگان پیدا کنند و ازین عالم ست
صیام نساء که بنیت پیران و بیبیان نگاه
دارند و اکثر نامهای ایشان را از نزد خود
تراشیده روزهای خود را بنام آنها نیت
کنند و در وقت افطار از برای هر روزه طعام
خاص بوضع مخصوص تعیین مینمایند و تعیین ایام
نیز از برای تحصیل میکنند مطالب و مقاصد خود را باین روزها مربوط
میدانند و توسل این روزها به آنها حوائج خود میخواهند
حاجات خود را از آنها میدانند این شرک در عبادت ست و توسل
بعبادت غیر حاجات خود را از غیر خواستن ست شناعت این
فعل بخوبی باید دریافت و حال آنکه در حدیث قدسی
آمده است که او تعالی فرموده الصوم لی وانا
اجزی به یعنی صوم مخصوص از برای من ست

بھر کر بھیجتی ہیں اقتدار اس موسم کو ایسا دیتے ہیں کل افعال
جانتی ہیں یہ سب دین اسلام میں شرک اور کفر ہے
فرمایا اللہ تعالے نے اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ
مگر کہ شرک کرتے ہیں۔ اور حیوانات کو نذر مشائخ
کی کرتے ہیں اور قبروں پر مشائخ کی جا کر ان کو ذبح
کرتی ہیں۔ روایات فقہ نے اس عمل کو شرک میں داخل
کیا ہے۔ اور اس باب میں مبالغہ کر کے اس ذبح کو
جنس ذبائح جن سے جانا ہے کہ ممنوع شرع اور
داخل دائرہ شرک ہے اس عمل سے اجتناب چاہیے
طریقہ نذر ادا کرنے کے بہت ہیں کیا ضرور ہے۔ کہ
نذر ذبح کسی حیوان کی کی جاوے اور ارتکاب
اس کے ذبح کا کر کے ذبائح جن سے ملحق کریں۔ اور
تشبیہ جنوں کی عبادت کرنے والوں سے پیدا کریں
اور اسی طرح حال عورتوں کے روزہ رکھنے کا ہے
کہ بہ نیت پیروں اور بیبیوں کے رکھتی ہیں اور اپنی
حاجت روائی ان سے جانتی ہیں۔ یہ عبادت میں شرک
ہے اور بوسیلہ عبادت غیر کے اپنی حاجت کا ان غیر
سے چاہنا ہے برائی اس فعل کی خوب طرح سے جاننا
چاہیئے حالانکہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ حق تعالی
نے فرمایا ہے یعنی روزہ خاص میرے واسطے ہے اور میں
ہی اس کی جزا دوں گا۔ اور میرے غیر کو عبادت
روزہ میں کوئی شرکت نہیں ہے ہر چند کسی عبادت میں
شرکت حق تعالی کے ساتھ جائز نہیں ہے لیکن تخصیص روزہ
کی واسطے اہتمام اس عبادت کی غرض سے ہے اور
تاکید نفی شرک اس عبادت کے لئے کرتا ہے اور

و نیز اداء عبادت صوم شرکت نیست ہرچند در صحبت فرکت باد تعالیٰ جائز نیست اما تخصیص صوم از برائے انجام این عبادت سے بتاکید نفی شریک در عبادت کردست حیلہ است آنچہ بعضے از زنان در وقت اظہار شناعت این فعل گویند کہ این روزہ ہا برائے خدا نگاہ مے داریم ثواب آں را بہ پیراں مے بخشیم گر درین امر صادق مے باشند تعیین ایام از برائے صیام چہ در کار است و تخصیص طعام و تعیین اوضاع شنیعہ مختلفہ در افطار از برائے چیست بسا است کہ در وقت افطار ارتکاب محرمات نمایند و افطار بامر حرام کنند و بے حاجت سوال و گدائے کنند و بآں افطار نمایند و قضائے حوائج خود را مخصوص بارتکاب این محرم دانند این خود عین ضلالت و تسویل شیطان لعین ست واللہ سبحانہ اعلم اھ

حیلہ کرتا ہے جو کچھ کہ بعض عورتیں اس فعل کی برائی ظاہر ہونے پر کہتی ہیں۔ کہ ہم ان روزوں کو خدا کے لئے رکھتی ہیں اور ثواب ان کا پیروں کو ہم بخش دیتی ہیں۔ اگر اس امر میں سچی ہوتیں تو تعیین زمانہ اور دنوں کا روزوں کے واسطے کیا درکار ہے اور تخصیص کھانے اور تعیین طریقہ شنیعہ مختلفہ روزوں کے افطار میں کس واسطے ہے۔ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ افطار کے وقت حرام چیزوں کا ارتکاب کرتی ہیں اور افطار حرام شئے سے کرتی ہیں اور بے ضرورت سوال اور گدائی کرتی ہیں اور اس سے افطار کرتی ہیں۔ اور اپنی حاجتوں کے پورا کرنے کو مخصوص ارتکاب ان حرام چیزوں سے جانتی ہیں۔ یہ خود عین گمراہی اور تسویل شیطان لعین ہے واللہ سبحانہ اعلم۔"

پس جس طرح مشرکین سابقین کہتے تھے۔

ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ الآیۃ ۔ سورہ زمر

یعنی ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لئے کہ ہمیں اللہ تک قریب کر دیں گے مرتبہ میں۔"

اسی طرح مولوی نعیم الدین کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ شرک جب ہوتا ہے کہ ہم ان انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں ہمارے سفارشی ہیں۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔

تو پھر ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ وہ بھی بعض ایمانی باتوں پر ایمان لا کر شرک کرتے یہ بھی وہی کرتے ہیں۔ اگرچہ نزول آیت اس زمانہ کے لوگوں پر ہوا۔ مگر جو جیسا کرے گا اس میں کیوں کر داخل نہ ہوگا جس طرح اس کی تفصیل کما حقہ کلام حضرت مجدد صاحب میں گذری کہ جہلا کا پیروں کے نام کا روزہ رکھنا اس کے ذریعہ سے طلب حاجات اور اس میں ثواب پہنچانے کا حیلہ کو بھی بوجہ تعیین و تخصیصات کے عین گمراہی اور داخل شرک فرماتے ہیں۔

بیٹے رسول کو ماننا اس طرح ہوتا ہے۔ جس طرح خود تقویۃ الایمان ص۵۴ میں ہے۔ کہ رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑے "اتباع سنت کو ضرور پکڑے" نہ کہ انبیاء و اولیاء کو غائبانہ پکارے، حاجات طلب کرے۔ حاضر و ناظر متصرف جانے کہ یہ ہرگز ان کا ماننا نہیں بلکہ اللہ اور رسول سے عداوت ہے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مردہ زندہ ہونے وغیرہم بفضل اللہ سے استدلال لا کر کہا جاتا ہے وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں۔ معاذ اللہ۔ اور خطاب التحیات اور عثمان بن حنیف کی روایات کا جواب مولوی نعیم الدین کے جواب میں ص۴۵ تا ص۴۹ بہ مفصل گذر چکا۔ اور جناب شاہ عبد العزیز صاحب رح کی عبارت تفسیر عزیزی ص۱۰ در بارہ استعانت لغیر اللہ کو کاٹ چھانٹ کر خیانت و بددیانتی پر کمر باندھی جو بغرض انکشاف حقیقت اہل انصاف کی خدمت میں حسب ذیل ہے۔ اس عبارت کا جز اول ملا کر ملاحظہ فرمائیں تفسیر فتح العزیز ج۱ ص۱۰

و دریں جا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بر آں غیر باشد و او را یکے از مظہر عون الٰہی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و او را یکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بکارخانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ در آں نمودہ بہ غیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و روا است و انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لا غیر اھ

یعنی اس جگہ سمجھنا چاہیئے کہ استعانت غیر سے اس طور پر کہ اس پر بھروسہ رکھ کر اس کو امداد الٰہی کا مظہر نہ جانے حرام ہے اور اگر التفات محض حق تعالیٰ پر ہو کہ اس غیر کو منجملہ مظہر عون یعنی اسباب ظاہری کا سمجھے اور نظر حق تعالیٰ کے کارخانہ اسباب اور حکمت پر رکھ کر غیر سے ظاہری طور پر کرے تو یہ عرفان سے دور نہ ہوگا اور شرع میں بھی جائز ہے۔ اور انبیاء و اولیاء اس قسم کی استعانت کیا کرتے تھے۔ اور حقیقت میں اس قسم کی استعانت استعانت غیر سے نہیں ہے بلکہ حق تعالیٰ ہی کے ساتھ ہے۔"

اس عبارت شاہ صاحب موصوف میں جس استعانت غیر سے شرع میں اجازت دی گئی ہے اور انبیاء علیہم السلام وغیرہم استعانت کرتے تھے وہ کارخانہ اسباب و حکمت نظام عالم کی استعانت ہے نہ کہ بعد گذر جانے اس عالم کے خود انبیاء اولیاء سے استعانت طلب کرنا ان کو پکارنا معاذ اللہ جس طرح مولوی نعیم الدین نے لفظ اور ا کا ترجمہ تحریف کر کے لوگوں کو دھوکہ میں ڈال کر بندہ مقرب کا کیا ہے جس پر خط کا نشان ڈالا گیا ہے۔ حالانکہ ہرگز اس کا اشارہ تک نہیں ہے۔ چنانچہ شاہ صاحب

خود اس کی تفصیل تفسیر فتح العزیز ص۱۲۹ میں فرماتے ہیں۔

گویم کہ عون الٰہی در غالب اوقات کسانے را حاصل میشود کہ استعانت بجناب او مے نمایند پس این سبب عادی است برائے حصول عون ودر اسباب عادیہ نتواں گفت کہ چہ فائدہ دارند فائدہ آنہا ہمیں است کہ حق تعالیٰ بجریان عادت خود آن چیزہا را واسطہ نیل مطلوب ساختہ است چنانچہ خوردن طعام برائے حصول سیری شکم اھ

"میں کہتا ہوں کہ مدد الٰہی اکثر اوقات ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو استعانت اس کی جناب میں چاہتے ہیں پس یہ سبب عادی ہے واسطے حاصل ہونے مدد کے اور اسباب عادیہ میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیا فائدہ رکھتے ہیں۔ فائدہ ان کا یہی ہے کہ حق تعالیٰ کی عادت کے اندھاں چیزوں کو سبب حصول مطلوب کا بنا دیا ہے جس طرح کھانے سے پیٹ بھرنے کا امور عادیہ میں سے ہوتا"

نیز فتح العزیز ص۸ میں فرماتے ہیں۔

پس استعانت لائق نیست الا از خدا اھ

"یعنی پس استعانت سوائے خدا کے کسی سے لائق نہیں ہے"

ایضاً پس مرد مومن را از شرک مے گریزد از اول وہلہ باید کہ اعانت غیر را کہ بظاہر اعانت است ودر معنی اصلا قدرت ندارد از نظر بیندازد وبا اعانت قادر حقیقی اکتفا نماید اھ

"یعنی مرد مومن اول ہی دفعہ میں شرک سے بھاگتا ہے چاہئے کہ غیر کی اعانت کو فقط ظاہر میں اعانت ہے اور حقیقت میں کسی طرح قدرت نہیں رکھتا ہے۔ نظر سے ڈال دے اور ساتھ اعانت قادر حقیقی کے کفایت کرے"

نیز ص۱۲۹ میں فرماتے ہیں۔

واستعانت با چیزے است کہ توہم استقلال آن چیز در وہم وفہم ہیچ کس از مشرکین ومو حدین نے گذرد مثل استعانت بمحبوب بے غلات در دفع گرسنگی واستعانت بآب وشربت ہا در دفع تشنگی واستعانت برائے راحت بسایہ درخت وامثال آن ودر دفع مرض بادویہ وعقاقیر ودر تعیین وجہ معاش بامیر وبادشاہ کہ در حقیقت معاوضہ خدمت بمال است

"یعنی استعانت وہ ایسی چیز کے ساتھ ہے کہ خیال استقلال اس چیز کا وہم وفہم میں بھی کسی چیز کے خواہ مشرک ہو خواہ موحد نہیں گذرتا جس طرح استعانت اناج کی بھوک دور کرنے میں اور استعانت پانی اور شربتوں کی پیاس کے دفعہ کرنے میں اور استعانت سایہ درخت کی راحت کے لئے اور استعانت دواؤں اور بوٹیوں کی بیماریوں کے دور کرنے میں اور استعانت امیر اور بادشاہ کی معین ہونے معاش کی وجہ میں کہ در حقیقت

وموجب تذلل نیست یا با طبا ومعالجان کہ بسبب تجربہ واطلاع زائد از آنہا طلب مشورہ واستقلال توہم نے شود پس این قسم استعانت بلا کراہت جائز است زیرا کہ در حقیقت استعانت نیست واگر استعانت است استعانت بخدا است ویا بچیزے است کہ توہم استقلال آن چیز در مدارک مشرکین جاگرفتہ مثل استعانت بارواح وروحانیت فلکیہ یا عنصریہ یا ارواح سائرہ مثل بھوانی وشیخ سدو وزین خان ومثال ذلک واین نوع استعانت عین شرک است ومنافی ملت حنیفی است اھ

"اس میں معاوضہ خدمت کا مال کے ساتھ ہے اور موجب ذلت کا نہیں اسی طرح استعانت طبیبوں اور معالجوں میں کہ بسبب تجربہ اور زیادتی واقفیت کے ان سے طلب مشورہ کیا ہے اور استقلال کا وہم بھی نہیں ہوتا پس اس قسم کی استعانت بلا کراہت جائز ہے اس واسطے کہ حقیقت میں استعانت نہیں اور اگر یہ استعانت ہے تو استعانت خدا سے ہے اور یا استعانت ایسی چیز کے ساتھ ہو کہ خیال استقلال اس چیز کا مشرکین کے ذہنوں میں بیٹھا ہوا ہے جس طرح استعانت ارواح اور روحانیت فلکیہ یا عنصریہ یا سوائے ان کے اور ارواح کے ساتھ مثل بھوانی و شیخ سدو وزین خان وغیرہم اور اس قسم کی استعانت عین شرک اور منافی ملت حنیفی کے ہے"

اور ص۸ میں فرماتے ہیں۔

ونیز در تجلیہ لا بد است از اظہار احتیاج خود آن با استعانت مبین شدہ واز تذلل کہ آں بعبادت مفہوم گشتہ واز معرفت عزت ربوبیت وذلت بشریت واین مفہوم از مجموع رب العالمین وایاک نعبد ظاہر مے شود اھ

"یعنی تجلیہ میں لا بد ہے اپنی احتیاج ظاہر کرنا اور اس کا بیان استعانت کے ساتھ ہو گیا ہے اور تذلل وانکساری سے عبادت کے معنی سمجھے گئے ہیں۔ اور معرفت سے عزت ربوبیت اور ذلت بشریت کا ہونا مجموع رب العالمین وایاک نعبد سے ظاہر ہوتا ہے"

اور مولانا شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمہ مدارج النبوۃ ص۷۲ جلد ۲ میں اندر بارہ سفر ہجرت کے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو اونٹ چار سو درہم یا آٹھ سو درہم کو خریدے اور چار ماہ تک ان کو فربہ کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے کہ ان میں سے ایک پسند فرما لیجئے آپ نے فرمایا۔ میں بشرط قیمت قبول کرتا ہوں چنانچہ نو سو درہم اس کی قیمت دیئے گئے) فرماتے ہیں

کہ نخواست کہ در راہ خدا استمداد واستعانت از کسے جوید چنانکہ خلاصہ اشارت آیت لا شرک بعبادۃ ربہ احدا در آن ناظر است اھ

"یعنی چاہا کہ حق تعالیٰ کی راہ میں مدد اور استعانت کسی سے ڈھونڈیں جس طرح کہ حاصل اشارہ اس آیت سے جانا گیا کہ شریک نہ کرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عبادت میں کسی کو"

اسی طرح اس واقعہ کو صاحب ہدایہ نے کتاب البیوع ص۲۷ ج ۳ میں نقل کیا ہے۔ حیث قال وقد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لما اراد الھجرۃ ابتاع ابوبکر رضی اللہ عنہ بعیرین فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولنی احدھما فقال ھو لک بغیر شیء فقال علیہ السلام اما بغیر ثمن فلا اھ

نیز شاہ عبدالحق صاحب موصوف اخبار الاخیار ص۱۳ میں فرماتے ہیں

ویقدم فی کل قول وفعل الالتجاء الی اللہ والاستعانۃ بہ یرزقہ اللہ عزوجل خیر العمل اھ

یعنی وہ مقدم کرے ہر قول وفعل میں التجا اللہ تعالے کی جانب اور اسی کی طرف استعانت کو تاکہ نصیب فرمادے اللہ عزوجل بہتر عمل۔

اور ص۲۲۳ میں فرماتے ہیں۔

از خدا خواہم واز غیر نخواہم بخدا
کہ نیم بندۂ غیر و نہ خدائے دگر است

اور مدارج النبوۃ جلد ا ص۲۳۷ میں فرماتے ہیں۔

وحمد و شکر است مر پروردگار را و اثبات کمال مر او را صریحاً وضمناً و توحید و طلب و مناجات و تضرع و تذلل و استعانت و استغاثت و ایں معانی ہمہ خاصہ عبادت و زبدۂ آنست و ازیں جہت وارد شدہ است کہ الدعاء مخ العبادۃ اھ

یعنی وہ حمد وشکر خاص اس پروردگار کے لئے ہے اور اثبات کمال صریحاً وضمناً اسی کے لئے حاصل ہے اور توحید التجا اور مناجات تضرع اور تذلل واستعانت اور فریاد یہ جملہ معانی سب خاصہ عبادت اور اس کی جڑ میں سے ہیں اسی وجہ سے حدیث شریف میں وارد ہے کہ دعا جڑ ہے عبادت کی۔

اور تصحیح المسائل بدایونی از شیخ مسلم مولوی نعیم الدین ص۱۵ میں شرح مشکوۃ شیخ عبدالحق سے منقول ہے

ان کان الزائرون یعتقدون ان اھل القبور متصرفون مستبدون قادرون من غیر توجہ الی حضرۃ الحق والالتجاء الیہ کما یعتقدہ العوام الجاھلون الغافلون وغیر ذلک من تقبیل القبور والسجود لھا والصلوۃ الیہا مما قد ورد النھی عنہ والتحذیر فذلک مما منع وحذر منہ وفعل العوام

یعنی وہ اگر زائران اعتقاد کریں کہ اہل قبور متصرف وقادر ہیں بے توجہ ہوئے حق تعالیٰ کی جانب کے جس طرح عوام جاہل غافل اعتقاد رکھتے ہیں اور جو کچھ مثلاً بوسہ دینا اور سجدہ کرنا قبر کو اور نماز پڑھنا قبر کی طرف وغیرہ امور جن کی ممانعت اور تحذیر واقع ہوئی ہے پس یہ جملہ اعتقاد اور تمام افعال ممنوع اور حرام ہیں اور عوام کے فعل کا ہرگز کچھ اعتبار نہیں ہے۔"

نیز ان مصنفین حضرات کرام صاحب فتح الباری شرح صحیح بخاری و شاہ عبدالعزیز صاحب کی

تفسیر فتح العزیز وغیرہ و شاہ عبدالحق صاحب دہلوی خاص کر مجدد ملت حنفیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ کے مکتوبات سے واضح ہو گیا کہ تقویۃ الایمان کا استدلال آیت وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون میں بعینہ جس طرح کفار ومشرکین سابقین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اسی طرح جاہل مسلمان جو انبیاء واولیاء کو ندا وفریاد کرتے متصرف وحاضر وناظر جانتے ہیں وہ بھی اس کے حکم میں داخل ہیں پس جملہ مبتدعین کی تخصیصات وتعینات وگور پرستوں پیر پرستوں کے باطل تار عنکبوت ائمہ وعلمائے کرام نے پاش پاش کر دیے۔ اب مولوی نعیم الدین تمام ائمہ دین کو خارج بتادیں یا اپنے ایمان از بیت العنکبوت کی خیر منادیں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ مزید بحث استعانت پہلے ص۳۰–۴۱ کے جواب میں مفصل گذر چکی ہے۔ اس کی طرف رجوع فرمادیں۔

آیت یعبدون من دون اللہ الآیۃ کا مطلب

قولہ ص۷۷–۸۰ اسی مدعائے باطل کے لئے مولوی اسمٰعیل صاحب نے دوسری آیت لکھی اور اس کا غلط مطلب بیان کرکے دنیا کو دھوکا دیا ملاحظہ ہو۔ ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ الآیۃ اور پوجتے ہیں ورے اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دیوے ان کو نہ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس الخ تقویۃ الایمان ص۶۔ اس ترجمہ کے بعد ف لکھ کر مطلب یہ بتایا ہے۔ یعنی جن کو پکارتے ہیں الخ مطلب غلط بیان کیا پکارتے ہیں آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے آیت میں تو یعبدون ہے۔ یدعون نہیں ہے۔ خود ترجمہ میں لکھا اور پوجتے ہیں اور مطلب میں پوجنے کا پکارنا بنا دیا۔ کیا چالاکی کیسی تحریف ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر پوجنے کو پکارنے سے نہ بدلتا تو مسلمانوں کو شرک کہنے کا موقعہ نہ ملتا۔ باوجودیکہ اہل اللہ کو پکارنا ندا کرنا اور ان کا باذن الٰہی مدد فرمانا نفع پہنچانا اور بارگاہ الٰہی میں شفیع ہونا۔ آیات واحادیث سے ثابت ہے۔ مسئلہ علاوہ مفصل ذکر کر چکے ہیں۔ یہ قرآن پاک پر افترا ہے خدا پر بہتان ہے۔ کتاب الٰہی کی مخالفت ہے صاحب تقویۃ الایمان سب کو چھوڑ کر انبیاء کی شفاعت کے انکار پر اٹھا ہوا ہے اور شفاعت انبیاء کو بے فائدہ بتاتا ہے قرآن وحدیث سے اس کو کس قدر اور کتنی ضد ہے الخ ملخصاً

اقول مولانا شہید مرحوم نے یعبدون کا لفظی ترجمہ پوجنا اور فائدہ میں بطور شرح پکارنے کا لفظ اختیار فرمایا اس میں کیا غلطی اور کیا تحریف ہے۔ نہ قرآن پاک پر افترا ہے نہ خدا پر بہتان نہ کتاب الٰہی کی مخالفت۔ چنانچہ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ الباری جن کو خود مولوی نعیم الدین مستند جانتے ہیں فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ [illegible] ص۱۹۰ میں فرماتے ہیں

وقال الراغب الدعاء والنداء واحد الدعاء في القرآن على وجوه منها العبادة ولا تدع من دون الله ما لا ينفعك ولا يضرك اھ

یعنی فرمایا امام راغب نے دعا اور نداء کے معنی ایک ہیں، قرآن مجید میں دعا کئی معنی کے ہے، عبادت کے معنی میں وارد ہے مثلاً اور مت پکار سوائے اللہ کے اس کو جو نہ نفع پہنچائے تم کو اور نہ نقصان ''

اور پارہ ۳۰ صـ۷۷ میں فرماتے ہیں۔

والمراد الدعاء اما بمعنى النداء واما بمعنى العبادة واما بمعنى الاعتقاد

یعنی مراد دعا سے نداء اور عبادت اور اعتقاد ہے ''

پس کس طرح ابیض من الشمس واضح ہوا کہ عبادت یعنی پوجنا بمعنی نداء اور دعا سب ارکان عبادت اور اس کے لوازمات ہیں، نداء کو بھی عبادت کہتے ہیں، اور دعا کو بھی عبادت کہتے ہیں جب کسی کو کوئی نداء غائبانہ بتوقع نفع وضرر حاضر وناظر جان کر کرے گا تو وہ بھی پوجنا ہی ہوگا، اور مسئلہ نداء کا کفر وشرک ہونا آیات واحادیث اور اقوال ائمہ کرام ومقتدائے انام سے بخوبی مفصل مذکور ہو چکا ہے ہرگز کسی آیت وحدیث صحیح سے انبیاء واولیاء کو پکارنا نداء کرنا ثابت نہیں،

مسئلہ شفاعت کا اجمالی ذکر

پھر اہل اللہ کو پکارنا، نداء کرنا، جبکہ شرک ٹھیرا تو کیونکر اس شرک کے ساتھ شفاعت ہو سکتی ہے، شفاعت انبیاء واولیاء موحدین اہل کبائر کی باذن اللہ تعالیٰ ہوگی اس میں کسی اہل سنت کو خلاف نہیں ہے یہی آیت واحادیث سے ثابت ہے اور یہی حاصل تفسیر خازن اور روح البیان وشرح فقہ اکبر کا ہے نہ اس کے خلاف، اور ہرگز تقویۃ الایمان میں انبیاء کی شفاعت بالاذن کا موحدین اہل کبائر کے لئے انکار نہیں ہے، اور نہ بے فائدہ بتانا یہ محض مولوی نعیم الدین کا عناد اہل توحید سے اپنے نشۂ شرکیات کے باعث ہے، دیکھو خود تقویۃ الایمان صـ۷ میں اسی کے ساتھ ملا ہوا مرقوم ہے۔

''بلکہ انبیاء واولیاء کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار میں ہے، ان کے پکارنے نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہوتا ہے ''

اور اسی کی تائید مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی، مولانا شہید مرحوم کے مکرم اور شیخ واستاد تفسیر فتح العزیز جلد ۱ صـ۲۶۷ میں فرماتے ہیں۔

واحادیث متواترہ بیان کردند کہ غیر از کافر درحق ہمہ اہل معاصی حکم شفاعت خواہد شد

یعنی ''احادیث متواترہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے کافر کے تمام گنہگاروں کے لئے حکم شفاعت

پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کفار است ولیس در مناسب مقام ہم نفی ہمین شفاعت است زیرا کہ این کلام برائے رد خیال فاسد اہل کتاب وغیرہم مشرکان ایشان است از اولاد انبیاء واولیاء ومتوسلان بزرگان دین کہ خود را بتوسل بزرگان مامون از مواخذہ وباز پرس میدانند ومی فہمند کہ باوجود کفر وقبائح دیگر بزرگان ما مارا از عذاب اخروی خلاص خواہند ساخت وطریق رد این خیال آنست کہ شفاعتے کہ شما توقع آں غرہ میشوید درآں روز واقع نخواہد شد زیرا کہ شفاعت ہر شفیع درآں روز موقوف بر حکم الٰہی خواہد بود چوں شفاعت موقوف بر حکم الٰہی شد جائے اعتماد نماند چہ توسل بآں شفیع در حصول آں کفایت نخواہد کرد بلکہ حکم الٰہی ہم درکار است وآں در خطر است شود یا نشود پس شما بمحض توسل بکاملے نازش مکنید کہ این توسل سبب مستقل نیست اھ

کہ ہم کو پھر معلوم ہوا کہ بالکل محروم شفاعت سے فقط کافر ہیں، اور مناسب مقام کے بھی نفی اسی شفاعت کی ہے اس لئے کہ اس کلام کو رد کرنے کے لئے خیال فاسد اہل کتاب کے اور جو ہم مذہب ان کے ہیں لائے ہیں کہ یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اولاد نبیوں اور ولیوں کی ہیں اور بزرگوں کے ساتھ توسل ہمارا ہے ہم کو خوف مواخذہ اور باز پرس کا نہیں ہے اور جانتے ہیں کہ باوجود کفر اور دوسری برائیوں کے بزرگ ہمارے ہم کو عذاب آخرت سے چھڑا لیں گے اور طریق رد کرنے اس خیال کا یہ ہے کہ جس شفاعت کی توقع پر تم غرہ میں ہو ایسی شفاعت اس روز نہیں ہونے کی کیونکہ شفاعت ہر شفیع کی اس دن موقوف اوپر حکم الٰہی کے ہوگی جب شفاعت حکم الٰہی پر موقوف ہوئی اعتماد کی جگہ نہیں، یہی اس واسطے کہ فقط وسیلہ شفیع کا اس میں کفایت نہ کرے گا بلکہ حکم الٰہی بھی درکار ہے اور اس کا خطرہ ہے چاہے ہو چاہے نہ ہو پس تم محض کسی کامل کے توسل پر ناز نہ کرو یہ توسل سبب مستقل نہیں ہے ''

نیز صـ۵۰۱ میں فرماتے ہیں۔

ہر چند شفاعت انبیاء واسلاف شما درحق تابعان ومنسوبان خود مقبول است اما باوجود کفر شما نافع نخواہد شد کہ از تبعیت ونسبت بایشاں خارج آیید اھ

یعنی ہر چند شفاعت انبیاء اور تمہارے اسلاف کی حق میں اپنے تابعین اور منسوبین کے مقبول ہے، لیکن باوجود تمہارے کفر کے نفع نہ دے گی کہ تم ان کی تابعداری اور نسبت سے خارج ہوئے ''

الحمد للہ کہ درباب شفاعت تقویۃ الایمان کی پوری پوری تفصیلاً تائید گویا حرف بحرف موتیوں کی لڑی کی طرح شرح تفسیر فتح العزیز مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمہ اللہ کے کلام سے محقق ہو کر مولوی نعیم الدین کے

غلط خیال کا مردود ہونا کما حقہ ثابت ہو گیا جس میں اہل انصاف کو کوئی جائے مقال و دم زدن نہیں ہو سکتا والحمد للہ اولاً و آخراً مفصل بحث شفاعت مولوی نعیم الدین رحمہ کے جواب میں انشاء اللہ العزیز آوے گی،

قولہ ص۸۱ والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی الآیۃ

یعنی اور جو لوگ ٹھہراتے ہیں ورے اللہ کے اور حمایتی کہتے ہیں پوجتے ہیں ہم ان کو سو اسی لئے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں" تقویۃ الایمان ص یہ آیت کریمہ بھی کفار کے حق میں نازل ہوئی اور بتوں کی پرستش میں جو ان کے باطل عذر تھے اس میں ان کا ابطال کیا گیا اس کو مسلمانوں پر ڈھالنا اور بتوں کی بجائے بزرگان اسلام کے ساتھ توسل و شفاعت کو شرک قرار دینا قرآن پاک کی تحریف اور اللہ تعالے پر افترا اور خارجیوں کی تقلید ہے صاحب تقویۃ الایمان اس کا عادی ہو گیا، وہ ہر جگہ میں فریب کاری کر کے مسلمانوں کو شرک بنا تا ہے الخ ملخصاً

اقول۔ اگرچہ مورد و نزول آیت کا خاص ہے مگر اعتبار عموم الفاظ کا ہوتا ہے یہ مسئلہ و قاعدہ اصولی مسلمہ ہے ہزار ہا امثلہ قرآنی سے یہ امر واضح ہے مثلاً آیت فاسئلوا اھل الذکر کیا اہل کتاب کے حق میں نازل نہیں ہوئی پھر کیوں اس سے مسلمانوں کے حق میں کس زور و شور سے استدلال کیا جاتا ہے۔ علی ہذا آیت اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔ یہود و نصاری کے حق میں نازل ہوئی مگر نص کے خلاف میں اس آیت سے تقلید کے کفر و شرک ہونے پر مفسرین و ائمہ کرام نے صراحتہً استدلال کیا حتی کہ فروعات عملیہ حلت و حرمت میں اس آیت کو خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک و کفر پر محمول فرمایا چنانچہ حدیث صحیح ترمذی میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اور آیت ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی معہذا مسلمانوں کے لئے اس سے استدلال ہوتا ہے۔ باقی تفصیل جواب قریب ہی گزر چکا ہے، پھر ملاحظہ ہو مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی جو مستند مولوی نعیم الدین ہیں ترجمہ مشکوۃ شریف ج ۱ ص۹۹ میں فرماتے ہیں۔

بت پرستاں اگرچہ بتاں را مانند خدا و مخالف او تعالی نمیدانند و نمے گویند و لیکن چوں انہا را می پرستند و تعظیم می کنند گویا مثل و مانند او میدانند و اعتقاد دارند کہ ایشاں را از عذاب خدا میرہانند

یعنی بت پرست اگرچہ بتوں کو مانند خدا تعالی اور مخالف حق تعالے کے نہیں جانتے ہیں۔ مگر جو ان کو پوجتے ہیں اور تعظیم کرتے ہیں گویا مثل اور مانند حق تعالی کے جانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا تعالی کے عذاب سے رہا کرا دیں گے "

نیز شاہ عبدالحق صاحب ترجمہ مشکوۃ ج ۱ ص۱۷۵ میں فرماتے ہیں

غلط ایمان بہ شرک واقع است چنانکہ مشرکان مکہ ایمان بخدا داشتند و بت پرستی میکردند و بتاں را در عبادت شریک حق می ساختند شریک در وجود و خالقیت و عبادت می باشد و اینجا مراد شرک در عبادت است و نص قرآنی بداں ناطق است در جائیکہ میفرماید وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون ایمان نمی آرند بیشتر ایشاں مگر در حالیکہ ایشاں مشرکانند، یا مراد ایمان آوردن بزبان است و شرک نگاہداشتن در دل چنانکہ حال منافقان است کہ خلط کردہ اند ایمان ظاہر را با شرک باطن (اشعۃ اللمعات ص ۱)

یعنی غلط ایمان شرک کے ساتھ واقع ہے۔ جس طرح مشرکین مکہ حق تعالے پر ایمان رکھتے ہیں اور بت پرستی کرتے ہیں اور بتوں کی عبادت میں حق تعالے کا شریک ٹھہراتے ہیں یہ شرک وجود خالقیت اور عبادت میں ہوتا ہے اس جگہ شرک سے مراد عبادت ہے اور نص قرآنی اس امر میں ناطق ہے۔ کہ فرمایا ایمان نہیں لاتے۔ اکثر ان لوگوں کے، مگر ایسی صورت میں کہ وہ شرک کرتے ہیں۔ یا مراد ایمان لانا زبانی ہے۔ اور دل میں شرک رکھنا جس طرح حال منافقین کا ہے، کہ خلط کرتے ہیں ایمان ظاہر کو شرک باطنی سے "

پس کس درجہ مولوی نعیم الدین کی خود فریبی و افترا اور تحریف کلام ربانی ہے جو انصاف کو طاق میں رکھ کر مولانا شہید مرحوم کو منکر ملکہ شفاعت کے شرک جاننے کا بیہودہ الزام لگا کر خارجیوں کا مقلد معاذ اللہ بتایا جاتا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین چنانچہ مفصل بحث ثبوت شفاعت بحوالہ تقویۃ الایمان و تفسیر فتح العزیز قریب ہی میں منقول ہو چکی حق تعالے مسلمانوں کو اس ورطہ ضلالت بدعیہ سے نجات عطا فرما دے۔

اشراک فی التصرف کا مبحث

قولہ ص۸۲—۸۷ قل من بیدہ ملکوت کل شئی وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل فانی تسحرون

یعنی تو کہہ کون ہے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا جو تم جانتے ہو سو وہی کہہ دیں گے کہ اللہ ہے پھر کہاں سے خبطی ہو جاتے ہو" تقویۃ الایمان ص۸ اور وں کو ماننا محض خبط ہے اس جملہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کے سوا انبیاء و مرسلین و اولیاء و صحابہ و تابعین وغیرہم سب سے قطع تعلق کر دے۔ چنانچہ تقویۃ الایمان ص۱۲ میں لکھا ہے کہ جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوائے کسی کو نہ مانے۔ اسمعیل صاحب کے ان کلاموں کا حاصل یہ ہے کہ انبیاء کو مانو نہ مرسلین کو نہ فرشتوں کو نہ

جنت و دوزخ کو تمام ایمانیات ہی سے [illegible] مگر [illegible] جو لوگ مولوی اسمٰعیل اور تقویۃ الایمان کو مانتے ہیں اور ایمان کی درستی کے لئے اکسیر اعظم جانتے ہیں وہ سب تقویۃ الایمان کے اس حکم سے مشرک ہو گئے بہر حال تقویۃ الایمان کا یہ قول کہ اللہ نے کسی کو [illegible] محض خبط ہے بالکل باطل اور خلاف شرع ہے۔ علی ہذا القیاس مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ [illegible] اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں [illegible] اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا [illegible] غلط اور قرآن کریم پر افترا ہے آیت کریمہ میں یہ کہیں بھی نہیں کہ [illegible] قدرت نہیں [illegible] آیت میں کیا تمام قرآن پاک کی کسی آیت میں [illegible] باطل مضمون بکثرت آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ اسی طرح مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا ان کی [illegible] سورہ مومنون سے ثابت [illegible] قرآن پر افترا کرنے کی اس شخص کو بڑی جرأت ہے اور [illegible] گمراہ ہو گئے ہیں انہیں کیا خبر کہ [illegible] اور [illegible] قرآن شریف کی طرف نسبت کر دیا مولوی اسمٰعیل صاحب کے اس قول سے اہل اللہ کو [illegible] ماننے والا [illegible] انبیاء کو شفیع سمجھنے والا [illegible] کے ساتھ ہی یہ اعتقاد کرنے والا کہ [illegible] اور اس [illegible] معاذ اللہ [illegible] اور دلائل شرعیہ ثابت ہو گیا کہ اہل اللہ کو [illegible] شریعت نے جائز رکھا [illegible] تمامات پر اس کا حکم کیا ہے خود زمانہ میں حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] کے ساتھ ہے [illegible] ملخصاً بلفظہ۔

الحاصل ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

جب کہ خود سورۂ مومنون ہی کی آیت مبارکہ سے [illegible] یہ امر واضح ہے کہ تمام عالم کی ہر چیز حق تعالیٰ [illegible] شہنشاہ عالم [illegible] سوائے حق تعالیٰ [illegible] بتوں سے پوچھتے [illegible] سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو اپنا [illegible] متصرف فی الامور [illegible] حق تعالیٰ [illegible] بندہ و مخلوق [illegible] جس طرح [illegible] معبودوں کے لئے عطا [illegible] کا اعتقاد کرتے تھے [illegible] زیادہ [illegible] یوں [illegible] اعتقاد کرنا ہو کیونکہ بندہ [illegible] کسی چیز پر تصرف نہیں کر سکتا الا باذن اللہ تعالیٰ عالم اسباب میں [illegible] کیا [illegible] حدیث صحیح متفق علیہ [illegible]

[illegible] فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثلث [illegible] ینتفع بہ او ولد صالح یدعو لہ والصدقۃ الجاریۃ الحدیث اخرجہ [illegible]

انسان [illegible] تین چیزیں علم نفع دینے والا اور نیک [illegible] بیٹا جو اس کے لئے دعا کرے اور صدقہ جاریہ۔

پس کسی بندہ کا تصرف و قدرت [illegible] کے بعد ہرگز ثابت اور ممکن کیونکہ نصوص قطعیہ [illegible] حدیث صریح کے مخالف ہے [illegible] حکایت [illegible] ہو سکتی بلکہ یہ عقیدہ داخل شرک [illegible] کے جد امجد حضرت [illegible] شاہ [illegible] دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ جن کو مولوی [illegible] الدین نے [illegible] الکلمۃ العلیا [illegible] آپ اپنے مشہور و معتمد رسالہ [illegible] تفسیر [illegible] میں فرماتے ہیں۔

شرک [illegible] کہ غیر خدا را صفات مختصہ خدا اثبات نماید مثل تصرف در عالم بارادہ کہ تعبیر از آن بکن فیکون میشود یا علم ذاتی از غیر کسب بحواس و دلیل عقلی و منام و الہام و مانند آن یا ایجاد شفاء مریض یا لعنت کردن بر شخصے و ناخوش بودن از و بسبب آن کراہت تنگ دست یا بیمار و شقی کرد و رحمت فرستادن بر شخصے بسبب آن رحمت فراخ معیشت و صحیح بدن و سعید باشد و ایں شرکان در خلق جواہر و تدبیر امور عظام ہیچ یک را شریک نمیدانستند و چوں خدائے تعالیٰ بکارے ایمار فرماید ہیچ یک را قدرت مخالفت اثبات نمیکردند بلکہ شرک ایشان در امور خاصہ بر بعضے بندگان بود گمان میکردند کہ مانند آنکہ پادشاہ عظیم القدر بندگان خاص خود را اطراف ممالک می فرستد و ایشان را در امور جزئیہ تا وقتیکہ حکم صریح پادشاہ صادر نشود دست مختار و تصرف می دارد [illegible]

یعنی وہ شرک یہ ہے کہ غیر خدا تعالیٰ کے لئے ان مختص [illegible] ثابت کرے مثل تصرف کرنا عالم میں ارادہ [illegible] ہو یا علم ذاتی بغیر حاصل کئے ہوئے حواس کے اور عقلی [illegible] خواب الہام وغیرہ کے یا مریض کو شفا دینا یا لعنت کرنا کسی شخص پر اور اس سے ناخوش ہونا کہ بسبب اس [illegible] کراہت کے تنگ دست یا بیمار اور بدبخت کر دے اور رحمت بھیجنا کسی شخص پر تاکہ بسبب اس رحمت کے [illegible] میں فراخی اور بدن [illegible] جاوے اور یہ مشرکان خلق میں جواہر [illegible] امور عظام کے متعلق کسی کو شریک نہیں جانتے ہیں [illegible] کسی کام کا حکم صادر فرماتا ہے [illegible] کسی ایک کو [illegible] قدرت مخالفت ثابت نہیں کرتے ہیں بلکہ [illegible] امور خاصہ میں بعضے بندوں کے [illegible] گمان کرتے تھے کہ جس طرح بادشاہ عظیم القدر کے بڑے خاص غلاموں کو اطراف ممالک میں بھیجتا ہے اور ان کو امور جزئیات میں تاوقتیکہ کہ صریح حکم [illegible] نہ ہو [illegible] مختار و متصرف رکھتا [illegible]

تدبیر امور جزئیہ بندگان نمی پردازد و حوالہ سائر
بندگان بعبارتے میکند و شفاعت تبار ایشاں در
باب خادمان و متوسلان ایشاں قبول می نماید
ہمچنیں ملک علی الاطلاق جل مجدہ بعضے بندگان
خود را خلعت الوہیت دادہ است و رضا و سخط
ایشاں در سائر بندگاں اثر میکند پس واجب می
دانستند تقرب آں بندگان خاص تا شائستگی
قبول ملک مطلق حاصل شود و شفاعت برائے
ایشاں در مجاری امور درجہ پذیرائی یابد و بملاحظہ
ایں امور سجدہ بسوئے ایشاں و ذبح برائے ایشاں
و حلف بنام ایشاں و استعانت در امور ضروریہ
بقدرت کن فیکون ایشاں تجویز می نمودند و
صورتہا از سنگ و صفر و روئیں در شکل آن
تراشیدہ قبلہ توجہ باں ارواح ساختند و
جاہلاں رفتہ رفتہ آں سنگ ہا را بذاتہا خود
معبود انگاشتند و غلط عظیم راہ یافت و تشبیہ
عبارت از اثبات صفات بشریہ است خدا
را تبارک و تعالی پس میگفتند کہ ملائکہ دختراں
خدا اند و می گفتند کہ شفاعت بندگان خود قبول
میکند اگرچہ رضامندی نباشد چنانکہ بادشاہاں
بہ نسبت امرائے کبار گاہی چنیں میکنند انتہی

جزئیات غلاموں کی نہیں کرتا اور حوالہ تمام غلاموں
اوروں کے کر دیتا ہے اور شفاعت ... کی ان کے
خادموں اور متوسلان کے حق میں قبول کرتا ہے اسی
طرح سے بادشاہ علی الاطلاق حق تعالی جل مجدہ نے بعض
بندگان کو خلعت الوہیت دیتا ہے۔ اور رضامندی
اور ناراضی ان کی تمام بندگان میں اثر کرتی ہے۔ پس
واجب جانتے ہیں تقرب ان بندگان خاص کا تاکہ قابلیت
قبول بادشاہ مطلق کی حاصل ہو اور شفاعت ان کی ان
کے لئے درجہ قبولیت میں پہنچے اور ان امور کے سبب
ان کے سجدہ اور ذبح اور ان کے نام کی قسم اور استعانت
ضروری امور میں ساتھ قدرت کن فیکون کے ان
کے لئے تجویز کرتے ہیں۔ اور پتھروں اور پیتل وغیرہ کی
صورتیں تراش کر قبلہ توجہ ان ارواح کو بناتے ہیں اور
جاہل لوگ رفتہ رفتہ ان پتھروں کو اپنا معبود بنا
لیتے ہیں اور غلط عظیم نے راہ پائی اور تشبیہ عبارت
کرنے صفات بشریہ کے ہے۔ خدائے تبارک
وتعالے کے لئے۔ پس کہتے ہیں کہ ملائکہ خدا کی
لڑکیاں ہیں اور کہتے ہیں کہ شفاعت اپنے
بندوں کی قبول کرتا ہے۔ اگرچہ رضامندی نہ ہو
جس طرح بادشاہ بہ نسبت بڑے بڑے امراء کے
کبھی ایسا کرتے ہیں"

پس حسب ارشاد جناب شاہ صاحب کے یہی حاصل مضمون تقویۃ الایمان کا ہے چنانچہ تقویۃ الایمان باب توحید و شرک صـ میں اسی سورہ مومنون کی آیت کے فائدہ میں فرماتے ہیں "ف" یعنی جب کافروں سے بھی پوچھئے کہ سارے عالم میں تصرف کس کا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایتی کھڑا نہ ہو سکے تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے پھر اوروں کو ماننا محض خبط ہے"، نیز تقویۃ الایمان صـ باب رد الاشراک

فی التصرف میں اسی آیت کے فائدہ میں فرماتے ہیں "ف" یعنی جس سے پوچھئے کہ ایسی شان کس کی ہے۔ کہ ہر چیز اس کے قابو میں ہے جو چاہے سو کر ڈالے اس کا ہاتھ کوئی پکڑ نہ سکے اور اس کی حمایت میں کوئی ہاتھ ڈال نہ سکے، اور اس کے تقصیروار کو کہیں پناہ نہ مل سکے اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت چل نہ سکے سو ہر کوئی یہی جواب دے گا کہ ایسی شان اللہ کی ہے سو سمجھنا چاہیے کہ پھر اور کسی سے مرادیں مانگنی محض خبط ہے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے اس سے کافر ہو گئے۔ سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے سو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے"، اور تقویۃ الایمان صـ میں مرقوم ہے۔

"دین اصل دین ہے کہ خدا ہی کے حکم پر چلئے اور کسی کا حکم اس کے مقابل میں ہرگز نہ مانئے لیکن اکثر لوگ اس راہ نہیں چلتے بلکہ اپنے پیروں کی رسموں کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں"

پس ناظرین پر حقیقت واقعہ آیت سورہ مومنون کلام مولانا شہید مرحوم سے اور اس کی تائید کلام بلاغت نظام مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ سے بخوبی واضح ہو چکی اب مولوی نعیم الدین کی بے انصافی اور ظلم، فریب کاری اور دھوکہ بازی قابل غور ہے کہ محض اتنا کلمہ نقل کر کے کہ اوروں کو ماننا محض خبط ہے اپنا باطل و اخبث نتیجہ نکالا کہ "اس جملہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے کے سوا انبیاء و مرسلین و اولیاء و صحابہ و تابعین وغیرہم سے قطع تعلق کر دے کہ انبیاء کو یا تو نہ مرسلین کو نہ فرشتوں کو نہ جنت و دوزخ کو تمام ایمانیات ہی سے منکر ہو بیٹھو"، لعنۃ اللہ علی الکاذبین، حالانکہ خود تقویۃ الایمان میں صاف تصریح دونوں مقام خط کشیدہ پر یہ ہے "کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے پھر اوروں کو ماننا محض خبط ہے" "سو سمجھنا چاہیئے کہ پھر اور کسی سے مرادیں مانگنی محض خبط ہے"، جس سے مثل آفتاب کے روشن ہو گیا کہ اس قسم کا ماننا تو مخصوص حق تعالی کی ذات پاک کے لئے ہے ذرہ بھر کسی اور کو ایسا ماننا شرک میں داخل ہے چنانچہ آیت سورہ سبا مندرجہ تقویۃ الایمان صـ۲۶ سے ثابت ہے

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ

یعنی کہہ دے "کہ پکارو تو ان لوگوں کو کہ خیال کرتے ہو سوائے اللہ کے سو وہ نہیں اختیار رکھتے ایک ذرہ بھر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں ان کا ان دونوں میں کچھ ساجھا اور نہیں اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار"

باقی انبیاء اور اولیاء کو ماننا ان کی فرمانبرداری اور اتباع بحکم حق تعالیٰ ہے اس سے انبیاء و مرسلین فرشتوں جنت و دوزخ تمام دینیات کے نہ ماننے کا باطل گندہ نتیجہ نکالنا مولوی نعیم الدین کا دراصل خبط اور سینہ کا کینہ ہے کیونکہ خود تقویۃ الایمان صلا سے اسی کتاب اکمل البیان کے گذشتہ صفحوں میں منقول ہو چکا۔ کہ رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑیے۔ اتباع سنت کو خوب پکڑیے۔ اور لوگوں کو اس کی صحبت سے یہ بات حاصل ہوتی ہو اسی کو اپنا پیر و استاد سمجھے۔ الیس مولوی نعیم الدین کا خنازیر بغض احکام توحید و سنت سے [illegible] فریب دے کر بہکا تا ہے کہ جو لوگ مولوی اسمٰعیل تقویۃ الایمان کو ملتے ہیں اور ایمان کی درستی کے لئے اکسیر اعظم جانتے ہیں وہ سب تقویۃ الایمان کے اس حکم سے مشرک ہوئے" یہ ایک خباثت کی چوٹ ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ تقویۃ الایمان کے متعلق ہمارے شہر مراد آباد کے مفتی اعظم مولانا حکیم حافظ مولوی سید محمد نا[illegible] علی صاحب مرحوم خلف الصدق مولانا محمد عالم علی صاحب تلمیذ رشید مولانا حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مکہ مکرمہ رحمہما اللہ کا فتویٰ مطبوعہ [illegible] چنانچہ فتاوی رشیدیہ ح [illegible] پر مرقوم ہے کہ "تقویۃ الایمان واسطے درستی ایمان کے اکسیر اعظم ہے" سواس عبارت میں مولوی نعیم الدین نے اہل مراد آباد کو دھوکہ دیا ہے عناد و نفاق [illegible] مولانا مرحوم کو مشرک بنایا حالانکہ [illegible] [illegible] اور استاد مولانا [illegible] پر مزید یہ کہ مولوی نعیم الدین کا اپنی نادانی سے یہ کہنا کہ آیت [illegible] میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی یہ بالکل منشاء قرآن پاک پر افتراء ہے۔ غرض پس اصحاب فہم و انصاف ملاحظہ فرمادیں کہ مولانا شہید مرحوم نے تقویۃ الایمان صلا میں آیت سورہ مومنون کے لفظ ملکوت کل شیٔ کا ترجمہ "تصرف ہر چیز کا" اور تقویۃ الایمان [illegible] میں اسی لفظ کا ترجمہ "قابو ہر چیز کا" کیا ہے اور مولانا شہید مرحوم کے جد امجد [illegible] شاہ ولی اللہ صاحب کے ترجمہ میں نیز مولانا شہید مرحوم کے چچا استاد المحترم مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمہ میں لفظ پادشاہی ہر چیز کا ترجمہ ہے۔ اور مولانا شہید مرحوم کے دوسرے چچا استاد الکبیر مولانا شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں "حکومت ہر چیز کی" مرقوم ہے۔ پس حاصل ترجمہ ملکوت کا بادشاہی اور حکومت۔ اور تصرف اور قابو۔ باہم چاروں ترجمے متقارب فی موافقت رکھتے ہیں یعنی جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہر چیز کی ہو تو بس وہی حکومت والا ہوتا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں تصرف اور قابو ہر چیز کا ہوتا ہے۔ اور یہ تراجم عام میں مقبول ہر خاص و عام ہیں اگر کوئی نقص تصرف اور قابو میں اپنے جہل و عناد سے نکالا جاوے گا تو بادشاہی اور حکومت میں بدرجہ اولیٰ ہوگا۔ کیونکہ ملکوت

ما اللہ جل شانہ اور ملک یعنی طاقت و قدرت اور [illegible] میں صفت [illegible] بلکہ [illegible] تصرف و قدرت اقرار کیا ہے [illegible] اللہ جل شانہ کی [illegible] تعالیٰ نے [illegible] غرض حق تعالیٰ کو [illegible] معرفت [illegible] مسند تقویۃ الایمان صلا میں حق تعالیٰ نے فرمایا۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝	یعنی اور پوجتے ہیں سوائے اللہ کے ایسوں کو کہ نہیں اختیار رکھتے ان کی روزی کا آسمانوں سے اور زمین سے کچھ اور نہیں طاقت رکھتے۔

اور سورہ یونس میں فرمایا۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝	یعنی اور مت پکار سوائے اللہ کے ایسوں کو کہ نہ تیرا بھلا کر سکیں اور نہ برا کر سکیں تجھ کو نہ نقصان سو اگر کیا تو نے یہ تو بیشک تو ہے اس وقت ظالموں میں سے۔

اور خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ جن میں خطاب فرمایا گیا۔

قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝	یعنی تو کہہ سوائے اس کے نہیں کہ میں پکارتا ہوں اپنے رب کو اور شریک نہیں کرتا اس کا کسی کو۔ تو کہہ میرے اختیار میں نہیں تمہارا برا اور نہ راہ پر لانا۔ تو کہہ مجھ کو نہ بچاوے گا اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤں گا اس کے سوا کہیں سرک رہنے کو جگہ۔

علاوہ اس کے بیشمار آیات کلام مجید [illegible] کہ کسی کو عالم میں تصرف و قدرت نفع و ضرر پہنچانے کا اختیار نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے پھر صحیح بخاری کتاب التفسیر [illegible] میں [illegible] تفسیر سورہ شعراء الجزء التاسع عشر [illegible] میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اپنے خاندان قریش کو پکارا اور فرمایا

یا بنی عبد مناف لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا عباس بن عبد المطلب لا اغنی عنک من اللہ شیئا ویا صفیۃ عمۃ رسول [illegible] [illegible]	یعنی اے اولاد عبد مناف کی نہ کام آؤں گا تمہارے [illegible] اے عباس بن عبد المطلب [illegible] تمہارے اللہ کے [illegible] اے صفیہ پھوپھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

من الله شيئا ويا فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم سليني ما شئت من مالي لا اغني عنك من الله شيئا انتهى

"اللہ کے ہاں کچھ ادائے فاطمہ بیٹی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ مجھ سے جتنا چاہے میرے مال سے نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ"

ملا علی قاری حنفی مکی رحمہ اللہ جن کو مولوی نعیم الدین نے مستند جان کر وہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ الباری" کے الفاظ سے اپنی مردودہ کتاب میں لکھا ہے، آپ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں

لا اغني عنكم من الله شيئا اي لا ادفع عنكم شيئا من عذاب الله اھ

یعنی نہ کام آؤں گا میں تمہارے اللہ کے ہاں کچھ یعنی نہ بچا سکوں گا تم کو اور نہیں اٹھا سکوں گا تم سے کچھ بھی اللہ کا عذاب"

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ جن کو مولوی نعیم الدین نے اکثر جگہ عبارات پر وہ حضرت علامہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ وہ لکھ کر مستند گردانا ہے آپ ترجمہ مشکوۃ میں بشرح حدیث لا اغنی عنکم من الله شيئا فرماتے ہیں۔

بے نیاز نمے توانم کرد و کفایت نمے توانم کرد فائدہ نمید ہم شمارا از عذاب خدا چیزے را اھ

یعنی بے پرواہ نہیں کر سکوں گا میں اور کفایت نہ کر سکوں گا میں اور فائدہ نہ دے سکوں گا میں تم کو عذاب خدا سے کچھ بھی"

اور سنن ترمذی جلد ۲ صفحہ ۷۲ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک روز فرمایا اے لڑکے میں تجھے سکھلاتا ہوں چند کلمات۔

احفظ الله يحفظك احفظ الله تجده تجاهك اذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله واعلم ان الامة لو اجتمعت على ان ينفعوك بشيء لم ينفعوك الا بشيء قد كتبه الله لك وان اجتمعوا على ان يضروك بشيء لم يضروك الا بشيء قد كتبه الله عليك رفعت الاقلام وجفت الصحف هذا حديث حسن صحيح اھ

یعنی یاد رکھ اللہ کو کہ وہ یاد رکھے گا تجھ کو یاد رکھ اللہ کو کہ پائے گا تو اس کو اپنے روبرو جب مانگے تو کچھ تو مانگ اللہ ہی سے اور جب مدد چاہے تو مدد چاہ اللہ ہی سے اور یہ یقین سمجھ لے کہ بیشک سب لوگ اگر اکٹھے ہو جاویں اس پر کہ کچھ فائدہ پہنچاویں تجھ کو تو فائدہ نہ پہنچا سکیں گے مگر جتنا کہ لکھ دیا اللہ نے تیرے حق میں اور جو اکٹھے ہو دیں اس پر کہ نقصان پہنچاویں تجھ کو کچھ تو نقصان نہ پہنچا سکیں گے مگر وہی کہ لکھ دیا ہے اللہ نے تجھ پر اٹھ گئے قلم اور سوکھ گیا کاغذ۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے"

علاوہ بریں بکثرت احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہیں۔ ملا علی قاری مکی مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔

واذا استعنت اي اردت الاستعانة في الطاعة وغيرها من امور الدنيا والاخرة (فاستعن بالله) فانه المستعان وعليه التكلان في كل زمان ومكان واعلم زيادة حث على التوجه اليه والتقرب بالاستفادة لديه ان الامة اي جميع الخلق من الخاصة والعامة والانبياء والاولياء وسائر الائمة لو اجتمعت اي اتفقت فرضا وتقديرا على ان ينفعوك بشيء في امر دينك او دنياك لم ينفعوك اي لم يقدروا وان ينفعوك

یعنی جب ارادہ کرے استعانت کا کسی امر طاعت وغیرہ دنیا و آخرت میں تو استعانت اللہ ہی سے چاہیے کیونکہ اللہ ہی مددگار ہے اور اسی پر بھروسہ ہر آن اور ہر جگہ میں ہے اور جان تو اس میں رغبت اور توجہ دلانا ہے اللہ کی طرف اور تقرب حاصل کرنا ہے اس کی طرف اگر تمام امت یعنی جمیع خلق خاص و عام و انبیاء و اولیاء اور تمام آئمہ جمع ہو جاویں بالفرض والتقدیر اس امر پر کہ نفع پہنچاویں کسی تجھے کام دین اور دنیا میں تیرے لئے تو نہیں نفع پہنچا سکتے تجھ کو یعنی نفع پہونچانے کی قدرت ہی نہیں رکھتے مگر جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے تیرے لئے"

ملا علی قاری رح کے کلام سے معلوم ہوا کہ تمام خلق حتی کہ اولوالعزم انبیاء و اولیاء بھی جمع ہو کر کسی کو نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت و طاقت نہیں رکھتے، اب نہ معلوم مولوی نعیم الدین کی طرف سے کس قدر کفران پر وارد کئے جاویں گے۔ پھر فقہ حنفیہ کی مستند کتاب رد المحتار (جس کو مولوی نعیم الدین بہت معتبر جانتے ہیں) جلد ۲ صفحہ ۱۱۳ میں مرقوم ہے۔

ان ظن ان الميت يتصرف في الامور دون الله تعالى فاعتقاده ذلك كفر اھ

یعنی وہ جو گمان کرے کہ میت کے اختیار میں کاموں کا تصرف ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ تو یہ اعتقاد اس کا کفر ہے"

نیز الفتح الربانی ملفوظات امام ربانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رح مطبوعہ ساڈھورا صفحہ ۱۳۶ مجلس ۱۸ میں مرقوم ہے

يا موحدين يا مشركين ليس بيد احد من الخلق شيء الكل عجزة الملوك والمماليك السلاطين والاغنياء والفقراء كلهم اسراء قدر الله عزوجل قلوبهم بيده يقلبها كيف يشاء اھ

یعنی اے موحدو اور اے مشرکو مخلوق میں سے کسی کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے، سب عاجز ہیں کیا بادشاہ اور کیا غلام کیا سلاطین اور کیا اغنیاء اور کیا فقراء سب تقدیر خداوندی کے قیدی ہیں سب کے قلوب اس کے ہاتھ میں ہیں کہ ان کو جس طرح چاہتا ہے الٹتا پلٹتا ہے"

اور صفحہ ۱۳۸ مجلس ۷ میں مرقوم ہے۔

اسئلوه ولا تسئلوا غيره استعينوا به

یعنی اللہ ہی سے مانگو اور کسی سے نہ مانگو اسی سے مدد چاہو

ولا تستعینوا غیرہ توکلوا علیہ وکلا تتوکلوا علی غیرہ کلا اھ — غیر سے مدد مت چاہو اُسی پر بھروسہ کرو اور کسی دوسرے پر بھروسہ مت کرو۔۔

اور مولوی نعیم الدین کے مستند علی بدایونی صاحب کی (جن پر اپنی کتاب مخزن مفتریات کا دار و مدار کیا ہے) تصحیح المسائل ص۱۱۵ میں شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق سے جو عبارت منقول ہے جس کا ذکر ص ۹۱-۹۲ میں ذکر ہو چکا ہے۔ اس سے صاف طور پر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید کی تائید ہوتی ہے۔ نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ سوم (ابوالعلی پریس آگرہ) ص۲۵ میں لکھتے ہیں

"مسئلہ ۳ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ہوگا بوساطت فرشتگان اور سیارہ گان وعقول عشرہ ہی ہو رہا ہے یا پھر اُن میں بلا توسل ان سب کے خود حاکم حقیقی نظم و نسق فرماتا ہے؟ بینوا توجروا۔ الجواب اللہ اکبر حاکم حقیقی عزوجل جلالہ پاک ہے اس سے کہ کسی سے توسل کرے وہی اکیلا حاکم اکیلا خالق اکیلا مدبر ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں اس نے عالم اسباب میں ملائکہ کو تدابیر امور پر مقرر فرمایا قال اللہ تعالیٰ والمدبرات امراً جھوٹے کہا کہ پہلے بعض کام ارواح کواکب سے بھی بہت متعلق تھے زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان سے نکالا گیا۔ اب ملائکہ مدبر ہیں اور عقول عشرہ جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں ان کا ہذیان بیّن البطلان ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔"

پس تائید تقویۃ الایمان ان نصوص آیات قطعیہ اور احادیث صحیحہ اور اکابر ائمہ فقہاء و اولیائے مسلّمہ سے جس کی مزید تفصیل سابق میں مرقوم ہو چکی ہے۔ مولوی نعیم الدین کو محض شیطان لعین مردود نے چشم پوشی کرا کے ندا اموات و استعانت غیر اللہ نذر و منت پر سر جھکا کر انبیاء و اولیاء کی شفاعت پر مغرور بنا کر کس بری طرح گمراہ کر دیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ حالانکہ یہ مسئلہ بدیہی اور مسلّمہ امت ہے کہ شفاعت انبیاء اور اولیاء کی باذن اللہ تعالیٰ اہل کبائر کے حق میں ہوگی۔ نہ کہ افعال شرک صریح میں مبتلا ہونے والوں کے لئے ان اللہ لا یھدی من ھو کاذب کفار۔ باقی تفصیل بحث ندا اموات استعانت غیر اللہ اور شفاعت کی انشاء اللہ العزیز آئندہ آوے گی۔

غیر اللہ کی نذر و نیاز

قولہ ص ۸۸-۸۹ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزیہ میں فرماتے ہیں طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرات امامین نمایند بر آن فاتحہ وقل و درود خواندن تبرک میشود خوردن بسیار خوب ست فتاویٰ عزیزیہ ص۷۱ مجتبائی دہلی، امامین کی نیاز کا کھانا اور اس پر فاتحہ قل درود پڑھنا شاہ صاحب متبرک اور خوب جانتے ہیں یہ وہی نیاز ہے جس کو مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ یہی حضرت کے زمانے کے کفار کا کفر و شرک تھا اور جو کوئی یہ معاملہ کرے وہ ابوجہل

کے برابر مشرک ہے۔ اسمٰعیل کے اعتقاد میں شاہ صاحب بھی ابوجہل کے برابر مشرک ہیں۔ اسی فتویٰ میں شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ اگر گفتہ شود یا الٰہی نذر کردم برائے تو اگر شفا دہی مریض را یا مانند آں طعام بخورانم فقراء را کہ بر دروازہ سید نفیس باشند یا مانند آں یا خرید خواہم کرد بوریا ہائے مسجد یا روغن زیت برائے روشنی آں مسجد یا درا ہم خواہم داد بہ شخصیکہ خبرگیری شعائر مسجد میکند از قسمیکہ در آں نفع فقراء باشد و نذر برائے خدا و ذکر نمودن شیخ جزایں نیست کہ محل صرف نذر ست برائے مستحقان نذر جائز ست۔ فتاویٰ عزیزیہ ص۹۲

یعنی اگر یہ کہا جائے کہ یا الٰہی میں نے تیرے لئے نذر کی اگر تو مریض کو تندرست یا اس کی مثل تو میں ان فقراء کو کھانا کھلاؤں گا۔ جو سید نفیس کے دروازہ پر رہتے ہیں یا مسجد کے لئے بوریا خریدوں گا یا اس مسجد کی روشنی کے لئے تیل یا اس کو روپے دوں گا جو مسجد کی خدمت کرے نذر خدا کے لئے اور شیخ کا ذکر صرف اس لئے ہے کہ وہ مستحقوں پر نذر کے خرچ کرنے کا محل ہے نذر جائز ہے انتہی یہی ہے وہ نذر و منت جس کو تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے اور شاہ صاحب جائز بتا رہے ہیں۔ تیسری جگہ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ اگر مالیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخورند جائز ست مضائقہ نیست۔ فتاویٰ عزیزیہ ج ۱ ص۴۱

یعنی اگر مالیدہ اور دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کے ایصال ثواب کے ارادے سے پکا کر کھلائیں کچھ مضائقہ نہیں ہے انتہی۔ اسی کو چڑھاوا کہتے ہیں۔ یہی اسمٰعیل عقیدہ میں شرک ہے پھر سنو شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء را ہم خوردن ازاں جائز ست واللہ اعلم فتاویٰ عزیزیہ جلد ۱ ص۱۳۹۔ یعنی اگر کسی بزرگ کے نام فاتحہ دی گئی تو مال داروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔ پوچھو اسمٰعیلیوں سے بزرگوں کے نام کی فاتحہ آپ کے شرکی عقائد میں کیا حکم رکھتی ہے۔ اھ بلفظہ ملخصاً

اقول: مولوی نعیم الدین کی جعل سازی و فریب کاری قابل دید ہے اولاً شاہ صاحب کے فتویٰ کے الفاظ تو یہ ہیں کہ جس کھانے کی نیاز کا ثواب حضرات امامین کو پہنچایا جاوے اس پر فاتحہ و قل و درود پڑھنے سے متبرک ہو جاتا ہے اس کا کھانا بہت خوب ہے۔ مگر محض بہتان بندی سے کہا جاتا ہے۔ کہ امامین کی نیاز کا کھانا شاہ صاحب بہت خوب بتاتے ہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ناظرین کی خدمت میں قبل بحث فاتحہ و قل کے نذر و نیاز منت و مراد کی حقیقت واضح ہو جانی ضرور ہے۔ پس جب اس نیاز کا ثواب امامین کو پہونچایا تو نیاز تو محض حق تعالیٰ کی عبادت ہوئی جس کو مولوی نعیم الدین نے مغالطہ دہی سے شاہ صاحب پر تہمت لگا کر امامین کی نیاز کا کھانا بتایا اور لوگوں کو شرکیہ نیاز غیر اللہ میں مبتلا کیا۔ اسی کو تقویۃ الایمان ص میں فرمایا گیا کہ "کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے۔ بلکہ اسی کا مخلوق اور اس کا بندہ سمجھتے تھے۔ اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی

اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ انتہی۔ ثانیاً مولوی نعیم الدین کا یہ فریب دینا کہ اسی فتوی میں شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ حالانکہ اس فتوی میں ہرگز نہیں فرماتے بلکہ اسی فتاوی کے دوسرے فتوی جلد ا ص ۹۵ میں جو تفصیلاً شاہ صاحب نے نذر غیر اللہ اور نذر الی اللہ کی حقیقت بتائی ہے اس کا اول حصہ یعنی نذر غیر اللہ کا مولوی نعیم الدین نے نقل نہیں کیا اور دوسرا حصہ نذر الی اللہ کا نقل کر کے جتایا کہ یہی وہ نذر ہے جس کو تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے۔ پس اس خیانت کے انکشاف کے ناظرین مطلع رہیں اور غور کریں فتوی مذکورہ کی عبارت کے لئے دیکھئے ص ۹۵

(اول)، حکم نذر برائے موتی نمودن تفصیلے وارد کہ در فتاوی عالمگیری در کتاب الصوم مذکور است چنانچہ ترجمہ عربی بعینہ درینجا نوشتہ میشود و آن اینست نذر یکہ واقع میشود از اکثر عوام ایں صورت است کہ مے آیند بسوئے قبر بعض صلحاء و بزرگان و برمیدارند پردہ قبر از ایشان در حالیکہ میگویند اے سید فلاں اگر حاجت مرا ادا شود پس برائے شما از طرف من ایں قدر زر باشد مثلاً ایں چنیں نذر باطل است بالاجماع آمدے الخ

یعنی اموات کے لئے جو نذر کی جاتی ہے اس میں تفصیل ہے۔ جیسا کہ فتاوی عالمگیری کی کتاب الصوم میں مذکور ہے اور اس کی عربی عبارت کا ترجمہ بجنسہ یہاں لکھا جاتا ہے۔ اور وہ ترجمہ یہ ہے کہ اکثر عوام جو نذر مانتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے۔ کہ بعضے بزرگوں کی قبر کے پاس وہ جاتے ہیں۔ اور قبر کا پردہ اٹھا کر مثلاً یہ کہتے ہیں۔ کہ اے سید فلاں اگر میری حاجت روائی ہو جائے تو آپ کے لئے اس قدر روپیہ اپنی طرف سے نذر مانتا ہوں۔ تو یہ ایسی نذر بالاجماع باطل ہے الخ

اصحاب فہم اس اول حصہ عبارت شاہ صاحب کو مولوی نعیم الدین کی نقل کردہ عبارت شاہ صاحب سے ملا کر ملاحظہ فرمائیں جس سے تقویۃ الایمان کی کما حقہ تائید مثل آفتاب کے روشن ہے کہ بزرگوں اور اولیاء کی نذر و نیاز باطل ہے۔ البتہ یہ کہنا کہ یا الہی میں نے تیرے لئے نذر کی تو یہ نذر جائز ہے۔ انتہی کلام شاہ صاحب۔ پھر اسی فتوی کے آخر میں شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

و تحقیق مبتلا شدہ اند مردمان بایں نذر ممنوع الخ

یعنی بتحقیق مبتلا ہوئے ہیں آدمی اس نذر ممنوع میں الخ

نیز شاہ صاحب فتاوی عزیزی جلد ا ص ۹۹ میں فرماتے ہیں۔

سوال اگر کسے جاندار را منت بکسے سازد آں جانور حرام گردد یا نہ طعام منت بزرگان و طعامیکہ

یعنی اگر کوئی شخص کوئی جانور کسی کی منت مانتے تو وہ جانور حرام ہو جاتا ہے یا نہیں اور بزرگوں کی منت کا

برائے اولیائے مرداں پختہ میفرستند خوردن آن جائز است یا نہ؟ جواب جانور دریں صورت حرام میشود و دیگر اشیائے بیجان کہ بطور منت باشد خوردن آں قریب بحرام است بشرطیکہ نیت غیر اللہ باشد یا نذر گلگلہائے شیخ سدو و سمنی بو علی قلندر وغیرہ و نان حلوائی مردگان بطور خیرات برسانیدن ثواب بایشاں میکنند و آنرا مانند دیگر طعام تبرک نمیدانند اگر محتاجاں را دہند و احسان برایشاں ننہند و در میان برادری آنرا بطور بھاجی بخرہ تقسیم نکنند امید ثواب وارد و فقط طعام فرستادن بخانہ اہل میت تا سہ روز مباح است اھ

کھانا اور جو کھانا اولیائے حق کی نیت سے پکا کر بھیجتے ہیں۔ یہ کھانا جائز ہے یا نہیں جواب جانور اس صورت میں حرام ہو جاتا ہے اور دوسری بے جان چیزیں جو بطور منت کے ہوں کھانا قریب حرام کے ہے بشرطیکہ نذر غیر اللہ کی نیت ہو جیسے۔ کہ گلگلے شیخ سدو کے اور سمنی بو علی قلندر وغیرہ کی اور نان حلوا بطور خیرات کے مردوں کی طرف سے ثواب رسانی کو پکاتے ہیں۔ اور دوسرے کھانوں کی مانند اس کو تبرک نہیں جانتے اگر محتاجوں کو دے کر ان پر احسان نہ رکھیں۔ اور برادری میں بطور بھاجی بخرہ کے تقسیم نہ کریں تو اس میں امید ثواب ہے۔ اور اہل میت کو تین روز تک کھانا بھیجنا مباح ہے۔

ثالثاً و رابعاً مولوی نعیم الدین کا یہ مغالطہ کہ تیسری جگہ شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی ملیدہ اور دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کے ایصال کے ایصال ثواب کے ارادہ سے پکا کر کھلائیں کچھ مضائقہ نہیں ہے انتہی اس پر مولوی نعیم الدین کا یہ کہنا کہ اسی کو بڑا بڑا کہتے ہیں یہی اسمٰعیل عقیدہ میں شرک ہے بھلا اصحاب دیانت حق تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بتا سکتے ہیں کہ ایصال ثواب کے لئے کھانا کھلانے کو کیا برا بڑا کہتے ہیں اور کیا مولانا شہید مرحوم نے کہیں اپنے عقیدہ میں ایصال ثواب کو شرک بتایا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ پس یہ حقیقت اور تمام پونجی مولوی نعیم الدین کے ادعا ہائے باطلہ کی تھی۔ جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا بلکہ نذر و نیاز منت و مراد غیر اللہ جو داخل کفر و شرک ہے۔ اور عام کے مسلمانوں میں رائج ہے۔ اس کو خصوصاً فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ نے خوب واضح طور پر کھول کر بتایا ہے جس طرح فتاوی در مختار۔ رد المحتار۔ نہر الفائق۔ بحر الرائق وغیرہا میں مرقوم ہے جن کو خود مولوی نعیم الدین رسالہ فیضان رحمت ص ۲۹ میں مستند جانتے ہیں۔ چنانچہ البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں لکھا ہے۔

واما الذی ینذرہ اکثر العوام علی ما ھو مشاھد بان یکون للانسان غائب او مریض او لہ حاجۃ ضروریۃ فیاتی بعض

یعنی لیکن وہ نذر جو اکثر عوام میں آشکارا ہے کہ جب کوئی آدمی غائب ہو جاتا ہے یا مریض ہو جاتا ہے یا اس کو کوئی حاجت ضروری پیش آتی ہے تو آتے ہیں بعض مزارات

مزارات الصلحاء فیجعل سترہ علی رأسہ ویقول یا سیدی فلان بن فلان ان ردت غائبی او عوفی مریضی او قضیت حاجتی فلک من الذھب کذا او من الفضۃ کذا او من الطعام کذا او من الماء کذا او من الشمع کذا او من الزیت کذا فھذا النذر باطل بالاجماع بوجوہ منھا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون لمخلوق ومنھا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک ومنھا انہ ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقادہ ذلک کفر انتھی (رد المحتار مصری ج ۲ ص ۱۳۹)۔

صالحین پر پہنچ کر اپنے کپڑا اپنے سر پر ڈال کر کہتے ہیں اے سردار ہمارے فلاں بن فلاں البتہ اگر آجاوے غائب شدہ ہمارا یا بیمار مریض اچھا ہو جاوے یا ہماری حاجت پوری ہو جاوے پس تمہارے لئے اسی قدر سونا اور اسی قدر چاندی اور اسی قدر کھانا اور اسی قدر چراغ اور اسی قدر تیل نذر میں دوں گا پس یہ نذر باطل ہے بالاجماع کئی وجہوں سے کیونکہ یہ نذر مخلوق کے لئے ہے اور نذر مخلوق کے لئے جائز نہیں ہوتی کیونکہ یہ عبادت ہے اور مخلوق کے لئے نہیں ہوتی اور جس کے لئے نذر کی گئی ہے وہ میت ہے اور میت کسی شئی کی مالک نہیں اور نذر کرنے والے کا گمان ہے کہ میت کو سوا اللہ تعالیٰ کے کاموں میں تصرف اور اختیار حاصل ہے اور یہ اعتقاد اس کا کفر ہے۔"

اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمہ کے والد ماجد و مولانا شہید مرحوم کے جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ البلاغ المبین ص۳۰ میں فرماتے ہیں۔

نیز عادت بت پرستان ست کہ در اوقات طلب حاجات نذر و نیاز برائے بتاں و خادمان بت خانہ بر خود لازم میگردانند پیر پرستاں ہم در مرادات خویش نسبت بگورستان بزرگاں و مجاوراں آں جا ہمچنیں عمل مے آرند و گلہا و شیرینی و نقد و جنس بطریق نذر و نیاز در آنجا میدہند۔ نیز در ص۳۲۔ و نیز عادت مشرکاں است کہ بنام گذشتگاں آب مینوشانند و آں سبیل را بنام غیر خدا مشہور میدارند پیر پرستاں را نیز آب برائے امام حسین مے نوشند و آں را نذر امام میگویند و ایں نمی فہمند کہ نذر بجز ذات او تعالیٰ کردن حرام ست و ایں قدر مباح ست کہ آب یا طعام برائے خوشنودی خدا تعالیٰ بمحتاجے دادہ شد کہ ثواب ایں عمل بروح حضرت امام حسین یا بر بزرگے کہ باشد بحل نمودہ آید فقط و ہم عادت مشرکاں است کہ جانوراں بنام بتاں میگذارند پیر پرستاں نیز جانوراں را نذر و نیاز قبور مے سازند اھ

یعنی یہ بھی بت پرستوں کا غلو کرنا ہے کہ اپنی حاجتوں میں بتوں اور خادمان بت خانہ کی نذر و نیاز اپنے ذمہ لازم جانتے پیر پرست بھی اپنی مرادوں میں قبرستان کے بزرگوں اور مجاوروں کے ساتھ یہی معاملہ کرتے ہیں اور پھول و شیرینی نقد و جنس بطریق نذر و نیاز کے اس جگہ دیتے ہیں اور یہ بھی عادت مشرکوں کی ہے۔ کہ گذرے ہوؤں کے نام پانی پلاتے ہیں۔ اور اس کو سبیل غیر خدا کے نام پر مشہور کرتے ہیں۔ پیر پرست بھی پانی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے پلاتے ہیں اور اس کو نذر امام کہتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ نذر

سوائے ذات حق تعالیٰ کے کرنا حرام ہے۔ اور اس قدر جائز ہے کہ پانی یا کھانا حق تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کسی محتاج کو دیا جاوے کہ ثواب اس عمل کا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی بزرگ کی روح کو پہنچایا جاوے فقط اور یہ بھی عادت مشرکوں کی ہے کہ جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑتے ہیں پیر پرست بھی جانوروں کو نذر و نیاز قبروں پر چڑھاتے ہیں۔"

نیز مولانا شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی خلف الصدق حضرت مولانا شاہ ولی اللہ رحمہ جن کو مولوی نعیم الدین اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۳۸ میں مستند جانتے ہیں) اپنی تفسیر موضح القرآن سورہ بقرہ پارہ ۳ میں فرماتے ہیں

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ

یعنی "اور جو خرچ کرو گے کوئی خیرات یا قبول کرو گے کوئی منت سو اللہ کو معلوم ہے"

ف نذر اللہ کے سوا کسی کی نہ چاہیئے مگر یہ کہے کہ اللہ کے واسطے نذر فلانے شخص کو دوں گا تو مختار ہے فقط" اور سورہ مائدہ آیت ما جعل اللہ من بحیرۃ۔ میں فرماتے ہیں "یہ کفر کی رسمیں تھیں کہ جو اکثر ہیں کوئی بچہ نیاز رکھتے بت کی" اور سورہ انعام آیت ویوم یحشرھم جمیعا کے فائدے میں فرماتے ہیں "ف دنیا میں انسان بت پوجتے ہیں وہ فی الحقیقت جن ہیں اس خیال پر کہ وہ ہماری حاجت دیتے ہیں ان کو نیازیں چڑھاتے ہیں" اور سورہ انعام آیت وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام میں فرماتے ہیں "ف کافر اپنی کھیتی میں سے اور مویشی کے بچوں میں سے اللہ کی نیاز نکالتے اور بتوں کی بھی نیاز نکالتے پھر بعض جانور اللہ کے نام کا بہتر دیکھا تو بتوں کی طرف بدل دیا اور بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرتے ان سے زیادہ ڈرتے اب جاننا چاہیئے کہ اللہ کی نیاز دینی یہ کہ اس کی راہ میں جن کو دلوایا ان کو دینا اس کا فائدہ اس کو نہیں پہنچتا۔ لیکن اس کی حکم برداری ہے اور چیز سے فائدہ فقیر کو اور ثواب دینے والے کو پھر جو کوئی کسی بزرگ کے واسطے کچھ دے اگر اسی وضع پر دے تو شرک ہے۔ جس پر اللہ نے الزام دیا" اور سورہ نحل میں فرماتے ہیں۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا

یعنی "اور پوجتے ہیں اللہ کے سوائے ایسوں کو کہ مختار نہیں ان کی روزی کے آسمان و زمین میں سے کچھ اور نہ طاقت

وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۔ رکھتے ہیں،،

ف شرک کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے، پھر یہ لوگ اس کی سرکار میں مختار ہیں اسواسطے ان کو پوجنے سو یہ غلط مثال ہے۔ اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پر سپرد نہیں کر رکھا۔ الحمد للہ کہ یہی حاصل لفظ بلفظ تقویۃ الایمان کا ہے۔ جس طرح کہ کلام فقہاء حنفیہ رح اور تصریحات جناب مولانا شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالقادر صاحبان علیہم الرحمۃ سے بخوبی واضح ہوا کہ نذر و نیاز حق تعالیٰ کی عبادت ہے اور غیر اللہ کے لئے نذر و منت نیاز و مراد ماننا مانند سہ منی بو علی قلندر و گیارہویں، کھچڑا، کونڈا، توشہ، شہیدوں کے نام کا طاق وغیرہم کہ ان کو بقول مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے لوگ متبرک جان کر کرتے ہیں اور ایصال ثواب کے کھانے کو متبرک نہیں جانتے۔ کیونکہ وہ اللہ کی نیاز ہے۔ .. بقول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کے کہ اللہ سے زیادہ ان سے ڈرتے ہیں اس لئے باطل اور داخل شرک و کفر ہے کہ مخلوقات میں سے کسی صاحب قبر صالحین اور اولیاء اللہ کو نذر و منت کے قبول و منظور کرنے کی ہرگز طاقت و قدرت نہیں ہے۔

چنانچہ مزید تفصیل تقویۃ الایمان ص۳۸، ۴۴، ۴۶ میں مرقوم ہے۔ کسی کا چلہ اور لحد اور کسی کے نام کی چھڑی اور تعزیہ اور علم اور شدہ اور امام قاسم کی اور پیر دستگیر کی مہندی اور امام کا چبوترہ اور استاد اور پیروں کے بیٹھنے کی جگہ کہ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں جاکر نذریں چڑھاتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں اور اسی طرح شہیدوں کے نام کا طاق اور نشان اور توپ جس کو بکرا چڑھاتے ہیں۔ اور اس کی قسم کھاتے ہیں الخ۔ ف یعنی سب کھیتی اور مویشی اللہ ہی نے پیدا کی ہے اور کسی نے نہیں کی پھر اس میں سے جس طرح اس کی نیاز نکالتے ہیں، اسی طرح اوروں کی بھی نیاز کرتے ہیں، بلکہ اوروں کی نیاز کی جتنی احتیاط اور ادب کرتے ہیں اس کی اتنی نہیں کرتے،، اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب لوگ کہتے ہیں کہ محرم کے مہینے میں پان نہ کھایا جائیے۔ لال کپڑا نہ پہنئے حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھاویں اور جب ان کی نیاز کیجئے، تو اس میں بالضرور فلانی فلانی ترکاریاں ہوں اور مسی اور مہندی ہو اور اس کو لونڈی نہ کھاوے، اور جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہو وہ بھی نہ کھاوے اور جو نیچ قوم یا بدکار ہو وہ بھی نہ کھاوے۔ اور شاہ عبدالحق کا توشہ حلوا ہی ہوتا ہے۔ اور ان کو احتیاط سے بنائے اور حقہ پینے والے کو نہ دیجئے اور شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی چڑھتا ہے اور بو علی قلندر کی سہ منی، اور اصحاب کہف کی گوشت روٹی، سو سب جھوٹے ہیں اور شرک میں گرفتار ہو اللہ کی حکومت کی شان میں [illegible] اپنی حدیں قائم کرتے ہیں،،

اب ذرا تقویۃ [illegible] کے مولوی نعیم الدین اپنا کلیجہ تھام کر اپنے مخصوص مقتداؤں کا کلام

گوش زد کریں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب سرور القلوب مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۹ھ ص۱۱۶ میں لکھتے ہیں۔

،،علماء کو طرح علماء قرآن و حدیث سے سمجھائیں کہ خدا و رسول کا حکم کسی کی خوشی کے لئے ٹالنا نہ چاہیئے کہ جب گھر کی بی بی نے شیخ سدو کا بکرا یا مدار صاحب کا مرغا مان لیا تو میاں کو کرنا ضرور ہے ایمان رہے یا نہ رہے کہتا ہے ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ رنگ منڈھا گستاخی ہے اور گناہ کی سزا دوزخ اور دوزخ میں بڑے بڑے سانپ بچھو اور کھانے کو زقوم اور پینے کو حمیم ہے۔ مگر کیا کریں بی بی نہیں مانتی،،

نیز مولوی صاحب بریلوی اور مولوی نعیم الدین کے مستند عالم شیخ بدایونی تصحیح المسائل ص۲۸۲ میں لکھتے ہیں۔

اگر نذر کند و معین گرداند آنرا زمانے یا مکانے	یعنی اگر نذر کرے اور اس کو زمانہ یا کسی مقام کے ساتھ
یا بچیزے کہ تصدق کند برو پس این تعیین	یا جس پر تصدق کرے اس کے ساتھ معین کرے تو یہ
لغو و غیر معتبر است نزد ابو حنیفہ و ابو یوسف	تعیین کرنا لغو اور غیر معتبر ہے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف
رحمہما اللہ	رحمہما اللہ کے نزدیک،،

اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مجموعہ فتاوی قلمی جلد ثالث کتاب الایمان ص۵۸ میں جس کی نقل خود مولوی صاحب کی دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے لکھتے ہیں ،،سوال،، کسی نے مسجد کا طاق بھرنا گلگلوں کا مندے سے مانا، اگر وہ مسجد کا طاق نہ بھرے اور گھر پر تقسیم کردے تو نذر پوری ہوگی یا نہیں، الجواب مسجد کے طاق بھرنے کی نیت سے اگر مقصود مساکین پر تصدق ہو تو نذر صحیح ہے اس طاق بھرنے کی تعیین لغو جہاں چاہے مساکین کو دیدے نذر ادا ہو جائیگی اور اس منت سے مقصود مسجد کا طاق ہی بھرنا ہے، پھر غنی مساکین جو چاہے لے جیسا کہ بعض جہال خصوصاً عورتوں کے تعامل سے ظاہر ہوتا ہے تو وہ منت ہی سرے سے لغو ہے واللہ تعالیٰ اعلم،،

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول ابو العلائی پریس آگرہ کے ص۱۳۲ میں لکھتے ہیں ،،مسئلہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں اور فلانے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں اور اس درخت اور اس طاق کے پاس جاکر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں اور ہار لٹکاتے ہیں لوبان سلگاتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں اور ایسا دستور شہر میں بہت جگہ واقع ہے کیا شہید مرد ان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر جواب عام فہم مع دستخط کے تحریر فرمائیے بینوا الکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب یہ سب واہیات و خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطالات ہیں ان کا ازالہ لازم ما انزل اللہ بہا من سلطٰن ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ سوم حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ کے ص۱۳
میں مرقوم ہے "عرض: امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے اس کی کوئی اصل ہے۔ ارشاد: کچھ نہیں" فقط۔
پھر مولوی نعیم الدین کے استاد مولوی محمد گل خاں صاحب جن کی نسبت اپنے رسالہ فیضان رحمت میں
امین العلماء رأس الفضلاء لکھا گیا ہے اپنے فتوی مندرجہ رسالہ عدم جواز شیئاً للہ مطبوعہ نیر اعظم مراد آباد کے
ص۲۹ میں مرقوم ہے۔ جو مولوی نعیم الدین کے جواب میں مفصل مرقوم ہو چکا ہے کہ پڑھنے والا
اس جملہ کا تقریباً اور شہرت دینے والا اس کے جواز کا اعتقاداً آثم بلکہ مشرک ہے۔ سند اس کی حجۃ اللہ البالغہ مولانا
شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ص۱۳ میں موجود ہے یعنی اور انہیں امور شرکیہ میں سے یہ تھا کہ مشرکین اپنے اغراض
و مقاصد کے لئے غیر اللہ سے مدد طلب کیا کرتے تھے شفائے مریض و دفع فقیری کے لئے اور حل مطالب
کی امید پر ان کے لئے نذریں مانتے تھے اور بزرگان کے ناموں کو جپا کرتے تھے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ
نے لوگوں پر واجب فرمایا کہ نمازوں میں پڑھا کریں کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد طلب کرتے
ہیں اور فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو اور پکارنے کے معنی عبادت کے نہیں ہیں جیسے بعض مفسرین
کا قول ہے بلکہ مدد طلب کرنے کے ہیں کیونکہ دوسری جگہ فرمایا بلکہ اللہ ہی سے مدد طلب کرو تاکہ وہ حاجت پوری کر دے
جس کو تم طلب کرتے ہو" اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے بھی اس مضمون کو صراحۃً ارشاد الطالبین میں ذکر کیا
ہے یعنی جو جاہل کہتے ہیں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز
نہیں ہے شرک اور کفر ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے اور جو لوگ پکارتے ہیں اللہ کے سوا کو وہ تو بندے ہیں تمہاری مانند"
اور اسی طرح شاہ عبد العزیز صاحب کی تقریر میں بعض حواشی میں صراحۃً اسی مضمون پر دال ہے یعنی "اگر کوئی سوائے
اللہ کے نام کے بطریق تقرب ورد کرے کیا مسلمانی سے باہر ہو جاوے گا۔ جواب: اگر نام کسی کا بطریق ورد زبان
کرے گا مشرک ہو جاوے گا" انتہی ملخصاً "اور شہرت دینے والا بسبب اعتقاد جواز کے مشرک ہے۔ اور
شہرت جواز کی دینی علاوہ شرک کے ایک دوسرا وبال ہے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم" فقط الجواب
صحیح (مہر) نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب و مولوی نعیم الدین کے مقبول و مستند فاضلین مولوی
ارشاد حسین و مولوی سلامت اللہ صاحبان رامپوری جن کی مدح سراج الکلمۃ العلیا ص۱ میں کر چکے ہیں فتوی
مطبوعہ فیض عام رامپور کے ص۵ میں لکھتے ہیں "بر تقدیر ہونے عقیدہ مکفرہ کے جیسے تعزیہ کو حاجت روا
سمجھنا اور نافع اور ضار جاننا مثلاً کہ اکثر عوام تعزیہ داروں میں یہ امور دیکھے جاتے ہیں حکم کفر کا ان پر کیا جائے گا
پس ذبیحہ بھی ان کے ہاتھ کا نہ کھانا چاہئے اور نماز بھی پیچھے ان کے جائز نہ ہوگی" (محمد ارشاد حسین احمدی) الجواب صحیح حامد حسین
الجواب صحیح محمد ریاست علی خاں، الجواب صحیح ولی النبی، الجواب صواب محمد مجاہد الدین۔ اصل جواب

صحیح ہے لیکن بعض رسوم تعزیہ داری کے موجب شرک و کفر ہیں جیسے سجدہ کرنا اور اس کو حاجت روا
سمجھنا خلاصہ اس تقدیر پر ایسا تعزیہ دار مشرک اور کافر ہوگا۔ نہ اس کا ذبیحہ درست نہ نماز اس کے پیچھے اصلاً جائز
ابو الذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ" الجواب صحیح (مہر) ناظرین پر واضح ہو کہ یہ دونوں
مولویان سلامت اللہ و مولوی محمد گل خاں صاحبان مولوی نعیم الدین کے بقول مستند اجلہ امین العلماء
راس الفضلاء ہیں۔ "فتفضل ما شہدت بہ الاعداء" جس سے مولوی نعیم الدین کے افعال شرکیہ و بدعیہ
کی تکذیب اور تقویۃ الایمان کی تصدیق و تائید کماحقہ واضح ہو گئی۔

اب رہا یہ امر کہ فاتحہ قل درود پڑھنے سے وہ کھانا تبرک ہو گیا۔ تو یہ امر بچند وجوہ محتمل ہے۔ نیز یہ
بحث فاتحہ مروجہ تمام انواع بدعات تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، ششماہی، برسی، عرس وغیرہ
سب کو شامل ہے۔ بالغرض اگر مراد یہ ہے کہ جو نیاز محض لوجہ اللہ تعالیٰ بلا تعینات و تخصیصات بدعات کے
کسی کے ایصال ثواب کے لئے ہو اور اس پر فی نفسہ بلا تعیین و تخصیص کے فاتحہ وغیرہ پڑھ دے۔ تو کھانا
حلال طیب اور باعث برکات کا ہے۔ کیونکہ کسی شرک و بدعت اور گناہ نے اس میں باطنی نجاست ظاہری اور
باطنی کا اثر نہیں کیا۔ لہٰذا ایسی چیز جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا حلال و بابرکت قابل احترام ہے۔ چنانچہ خود جناب
شاہ عبد العزیز صاحب اس کی تشریح اور تفصیل اسی فتوی ص۱۰ میں فرماتے ہیں جسے مولوی نعیم الدین نے
خیانۃً اپنی احیاء بدعات و رسومات کے لئے کاٹ چھانٹ کر دیا ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

"لیکن بسبب بردن طعام پیش تعزیہ یا دنبال آن طعام پیش تعزیہ وغیرہ تمام شب نگہ داشتن و تشبہ بکفار و بت پرستان پیدا شدن ازیں جہت کراہت پیدا میکند واللہ اعلم۔"

یعنی ہو مگر بسبب جانے کھانے کے تعزیہ کے رو برو اور اس کے رکھنے سے تعزیہ کے آگے تمام رات مشابہت کفار اور بت پرستوں سے ہو جاتی ہے پس اس سبب سے کراہت پیدا ہو جاتی ہے واللہ اعلم۔"

اس عبارت سے واضح ہوا کہ باوجود پڑھنے فاتحہ کے بھی اس میں کراہت بوجہ خبث اعتقاد کے پیدا ہوگی نہ کہ تبرک
ہونا۔ کیونکہ اسی فتاوی کے ص۹۲ سے بحث نذر میں نقل ہو چکا ہے کہ "نذر غیر اللہ مانند سہ منی بو علی قلندر وغیرہ
کے کھانے کو جہلاء عوام تبرک جانتے ہیں اور ایصال ثواب کے کھانے کو تبرک نہیں جانتے کیونکہ ایصال ثواب
بمقابلہ غیر اللہ کے اللہ کی نذر ہے۔ پس اسی دفع توہم فساد اعتقاد کے لئے فرمایا کہ ایصال ثواب کا کھانا جو
خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو بلا تعیین و تخصیص و تلویث بدعات کے تبرک ہوگا۔ نہ کہ نیاز غیر اللہ کا تبرک
ہونا جس طرح ختم تراویح وغیرہ مجالس وعظ کی شیرینی کو بھی لوگ تبرک سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس پر فاتحہ وغیرہ نہیں
پڑھی جاتی پھر اسی فتاوی عزیزی کے ص۷۱ ملحق چند جا پر مذکور ہے۔

وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۔ بکتے ہیں"

ف شرک کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے، پھر یہ لوگ اس کی سرکار میں مختار ہیں اسواسطے ان کو پوجئے سو یہ غلط خیال ہے، اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پر سپرد نہیں کر رکھا۔ الحمد للہ کہ یہی حاصل لفظ بلفظ تقویۃ الایمان کا ہے۔ جس طرح کہ کلام فقہائے حنفیہ اور تصریحات جناب مولانا شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالقادر صاحبان علیہم الرحمۃ سے بخوبی واضح ہوا کہ نذر و نیاز حق تعالیٰ کی عبادت ہے اور غیر اللہ کے لئے نذر و منت نیاز و مراد ماننا مانند سہ منی بو علی قلندر و گیارہویں، کھچڑا، کونڈا، توشہ، شہیدوں کے نام کا طاق وغیرہم کہ ان کو بقول مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے لوگ متبرک جان کرتے ہیں اور ایصال ثواب کے کھانے کو متبرک نہیں جانتے، کیونکہ وہ اللہ کی نیاز ہے۔ بقول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کے کہ اللہ سے زیادہ ان سے ڈرتے ہیں اس لئے باطل اور داخل شرک و کفر ہے کہ مخلوقات میں سے کسی صاحب قبر صالحین اور اولیاء اللہ کو نذر و منت کے قبول و منظور کرنے کی ہرگز طاقت و قدرت نہیں ہے۔

چنانچہ مزید تفصیل تقویۃ الایمان صفحہ ۳، ۴۴، ۴۶ میں مرقوم ہے۔ "کسی کا چلہ اور لحد اور کسی کے نام کی چھڑی اور تعزیہ اور علم اور شدہ اور امام قاسم کی اور پیر دستگیر کی مہندی اور امام کا چبوترہ اور استاد اور پیروں کے بیٹھنے کی جگہ کہ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں جا کر نذریں چڑھاتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں اور اسی طرح شہیدوں کے نام کا طاق اور نشان اور توپ جس کو بکرا چڑھاتے ہیں، اور اس کی قسم کھاتے ہیں الخ" ف یعنی سب کھیتی اور مویشی اللہ ہی نے پیدا کی ہے، اور کسی نے نہیں کی پھر اس میں سے جس طرح اس کی نیاز نکالتے ہیں، اسی طرح اوروں کی بھی نیاز کرتے ہیں، بلکہ اوروں کی نیاز کی جتنی احتیاط اور ادب کرتے ہیں اس کی اتنی نہیں کرتے،" "اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب لوگ کہتے ہیں کہ محرم کے مہینے میں پان نہ کھایا چاہئے۔ لال کپڑا نہ پہنئے حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھاویں اور جب ان کی نیاز کیجئے، تو اس میں بالضرور فلانی فلانی ترکاریاں ہوں اور مسی اور مہندی ہو اور اس کو لونڈی نہ کھاوے، اور جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہو وہ بھی نہ کھاوے اور جو نیچ قوم یا بدکار ہو وہ بھی نہ کھاوے، اور شاہ عبدالحق کا توشہ حلوا ہی ہوتا ہے، اور ان کو احتیاط سے بنائے اور حقہ پینے والے کو نہ دیجئے اور شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی چڑھتا ہے اور بو علی قلندر کی سہ منی، اور اصحاب کہف کی گوشت روٹی، سو سب جھوٹے ہیں اور شرک میں گرفتار ہو اللہ کی حکومت کی شان میں اپنا دخل کرتے ہیں کہ ایک شریعت اپنی جدی قائم کرتے ہیں"

اب ذرا تھوڑی دیر کے لئے مولوی نعیم الدین اپنا کلیجہ تھام کر اپنے مخصوص مقتداؤں کا کلام

گوش زد کریں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب سرور القلوب مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۹ھ صفحہ ۱۱۶ میں لکھتے ہیں۔

"علماء کو طرح طرح، قرآن و حدیث سے سمجھائیں کہ خدا و رسول کا حکم کسی کی خوشی کے لئے ٹالنا نہ چاہئے مگر جب گھر کی بی بی نے شیخ سدو کا بکرا یا مدار صاحب کا مرغا مان لیا تو میاں کو کرنا ضرور ہے ایمان رہے یا نہ رہے کہتا ہے ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ نوع رنگ منشاء ناگشتنی کی وجہ اور گناہ کی سزا دوزخ اور دوزخ میں بڑے بڑے سانپ بچھو اور کھانے کو زقوم اور پینے کو حمیم ہے۔ مگر کیا کریں بی بی نہیں مانتی۔"

نیز مولوی صاحب بریلوی اور مولوی نعیم الدین کے مستند اعلیٰ شیخ بدایونی تصحیح المسائل صفحہ ۲۸۲ میں لکھتے ہیں۔

اگر نذر کنند و معین گردانند آن را زمانے یا مکانے یا چیزے کہ تصدق کنند بروے پس این تعیین لغو و غیر معتبر است نزد ابو حنیفہ و ابو یوسف رحمہما اللہ	یعنی اگر نذر کرے اور اس کو زمانہ یا کسی مقام کے ساتھ یا جس پر تصدق کرے اس کے ساتھ معین کرے تو یہ تعیین کرنا لغو اور غیر معتبر ہے، امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک"

اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مجموعہ فتاوی قلمی جلد ثالث کتاب الایمان صفحہ [illegible] میں جس کی نقل خود مولوی صاحب کی دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے لکھتے ہیں "سوال سوم کسی نے مسجد کا طاق بھرنا گلگلوں [illegible] سے مانا اگر وہ مسجد کا طاق نہ بھرے اور گھر پر تقسیم کر دے تو نذر پوری ہوگی یا نہیں۔ الجواب مسجد کے طاق بھرنے کی نیت سے اگر مقصود مساکین پر تصدق ہو تو نذر صحیح ہے اس طاق بھرنے کی تعیین لغو جہاں چاہے مساکین کو دیدے نذر ادا ہو جائیگی اور اس منت سے مقصود مسجد کا طاق ہی بھرنا ہے، پھر غنی مساکین جو چاہے لے جیسا کہ بعض جہال خصوصاً عورتوں کے تعامل سے ظاہر ہوتا ہے تو وہ منت ہی سرے سے لغو ہے واللہ تعالیٰ اعلم"

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول ابو العلی پریس آگرہ کے صفحہ [illegible] میں لکھتے ہیں "مسئلہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں اور فلانے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں اور اس درخت اور اس طاق کے پاس جا کر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں اور ہار لٹکاتے ہیں لوبان سلگاتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں اور ایسا دستور شہر میں بہت جگہ واقع ہے کیا شہید مرد ان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر جواب عام فہم مع دستخط کے تحریر فرمائے بینوا الکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب یہ سب واہیات و خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطالات ہیں ان کا ازالہ لازم ما انزل اللہ بہا من سلطان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ سوم حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ کے ص۲۶
میں مرقوم ہے "عرض:۔ امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے اس کی کوئی اصل ہے۔ ارشاد: کچھ نہیں فقط"
پھر مولوی نعیم الدین کے استاد مولوی محمد گل خاں صاحب جن کی نسبت اپنے رسالہ فیضان رحمت میں
عین العلماء راس الفضلاء لکھا گیا ہے۔ اپنے فتوی مندرجہ رسالہ عدم جواز شیئاً للہ مطبوعہ نیر اعظم مراد آباد کے
ص۲۹ میں مرقوم ہے، جو مولوی نعیم الدین کے جواب میں مفصل مرقوم ہو چکا ہے کہ پڑھنے والا
اس جملہ کا تقریباً اور شہرت دینے والا اس کے جواز کا "اعتقاداً" آثم بلکہ مشرک ہے۔ سند اس کی حجۃ اللہ البالغہ مولانا
شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ص۱۲۰ میں موجود ہے۔ یعنی اور انہیں امور شرکیہ میں سے یہ تھا کہ مشرکین اپنے اغراض
و مقاصد کے لئے غیر اللہ سے مدد طلب کیا کرتے تھے شفائے مریض و دفع فقیری کے لئے اور حل مطالب
کی امید پر ان کے لئے نذریں مانتے تھے اور بزرگان ان کے ناموں کو جپا کرتے تھے۔ اسی واسطے اللہ تعالے
نے لوگوں پر واجب فرمایا کہ نمازوں میں پڑھا کریں کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد طلب کرتے
ہیں اور فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو اور پکارنے کے معنی عبادت کے نہیں ہیں جیسے بعض مفسرین
کا قول ہے بلکہ مدد طلب کرنے کے ہیں کیونکہ دوسری جگہ فرمایا بلکہ اللہ ہی سے مدد طلب کرو تاکہ وہ حاجت پوری کرے
جس کو تم طلب کرتے ہو" اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے بھی اس مضمون کو صراحتہً ارشاد الطالبین میں ذکر کیا
ہے۔ یعنی جو جاہل کہتے ہیں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز
نہیں ہے شرک اور کفر ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے اور جو لوگ پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہ تو بندے ہیں تمہاری مانند
اور اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب کی تقریر بھی بعض حواشی میں صراحتہً اسی مضمون پر دال ہے یعنی "اگر کوئی سوائے
اللہ کے نام کے بطریق تقرب ورد کرے کیا مسلمانی سے باہر ہو جاوے گا۔ جواب: اگر نام کسی کا بطریق ورد زبان
کرے گا مشرک ہو جاوے گا" انتہی ملخصاً "اور شہرت دینے والا بسبب اعتقاد جواز کے مشرک ہے۔ اور
شہرت جواز کی دینی علاوہ شرک سے ایک دوسرا وبال ہے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم" فقط الجواب
صحیح (مہر: محمد گل ۱۳۰۰) نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب اور مولوی نعیم الدین کے مقبول و مستند فاضلین مولوی
ارشاد حسین و مولوی سلامت اللہ صاحبان رامپوری جن کی مدح سراج الفقہ العلیا ص۱ میں کر چکے ہیں فتوی
مطبوعہ فیض عام رامپور کے ص۵ میں لکھتے ہیں "پس بر تقدیر ہونے عقیدہ کفرہ کے جیسے تعزیہ کو حاجت روا
سمجھنا اور نافع اور ضار جاننا، مثلاً کہ اکثر عوام تعزیہ داروں میں یہ امور دیکھے جاتے ہیں حکم کفر کا ان پر کیا جائے گا
پس ذبیحہ بھی ان کے ہاتھ کا نہ کھانا چاہئے اور نماز بھی پیچھے ان کے جائز نہ ہوگی" (مہر: محمد ارشاد حسین احمدی) الجواب صحیح حامد حسین
الجواب صحیح محمد ریاست علی خاں۔ الجواب صحیح ولی النبی۔ الجواب صواب محمد مجاہد الدین۔ اصل جواب

صحیح ہے۔ لیکن بعض رسوم تعزیہ داری کے موجب شرک و کفر ہیں جیسے سجدہ کرنا، اور اس کو حاجت روا
سمجھنا خلاف اس تقدیر پر ایسا تعزیہ دار مشرک اور کافر ہوگا۔ نہ اس کا ذبیحہ درست نہ نماز اس کے پیچھے اصلاً جائز
ابو اللہ کا سراج الدین محمد سلامت اللہ، ہذا الجواب صحیح (مہر: محمد سلامت اللہ ۱۳۰۰) ناظرین پر واضح ہو کہ یہ دو فتوی
مولویان سلامت اللہ و مولوی محمد گل خاں صاحبان مولوی نعیم الدین کے بقول مستند اجلۂ لاعین العلماء
راس الفضلاء ہیں، "الفضل ما شھدت بہ الاعداء" جس سے مولوی نعیم الدین کے افعال شرکیہ و بدعیہ
کی تکذیب اور تقویۃ الایمان کی تصدیق و تائید کما حقہ واضح ہو گئی۔

اب رہا یہ امر کہ فاتحہ قل درود پڑھنے سے وہ کھانا تبرک ہو گیا۔ تو یہ امر بچند وجوہ محتمل ہے۔ نیز یہ
بحث فاتحہ مروجہ تمام انواع بدعات تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، ششماہی، برسی، عرس وغیرہ
سب کو شامل ہے۔ بالغرض اگر مراد یہ ہے کہ جو نیاز محض لوجہ اللہ تعالیٰ بلا تعینات و تخصیصات بدعات کے
کسی کے ایصال ثواب کے لئے ہو اور اس پر فی نفسہ بلا تعیین و تخصیص کے فاتحہ وغیرہ پڑھ دے۔ تو کھانا
حلال و طیب اور باعث برکات کا ہے۔ کیونکہ کسی شرک و بدعت اور گناہ نے اس میں اپنی نجاست ظاہری اور
باطنی کا اثر نہیں کیا۔ لہٰذا ایسی چیز جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا حلال و بابرکت قابل احترام ہے۔ چنانچہ خود جناب
شاہ عبدالعزیز صاحب اس کی تشریح اور تفصیل اپنی فتوی ص... میں فرماتے ہیں جسے مولوی نعیم الدین نے
خیانۃً اپنی احیاء بدعات و رسومات کے لئے کاٹ چھانٹ کر دیا ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

"لیکن بسبب بردن طعام پیش تعزیہ یا دنہادن آں طعام پیش تعزیہ وغیرہ تمام شب کہ تشبہ بعبدہ تعزیہ کفار و بت پرستان متحقق میشود ازیں جہت کراہت پیدا میکند واللہ اعلم۔"

یعنی مگر بسبب لے جانے کھانے کے تعزیہ کے روبرو اور اس کے رکھنے سے تعزیہ کے آگے تمام رات مشابہت کفار اور بت پرستوں سے ہو جاتی ہے پس اس سبب سے کراہت پیدا ہو جاتی ہے واللہ اعلم۔"

اس عبارت سے واضح ہوا کہ باوجود پڑھنے فاتحہ کے بھی اس میں کراہت بوجہ خبث اعتقاد کے پیدا ہوگی نہ کہ تبرک
ہونا کیونکہ اسی فتاوی کے ص۹۲ سے بحث نذر میں نقل ہو چکا ہے کہ نذر غیر اللہ مانند سمنی بو علی قلندر وغیرہ
کے کھانے کو جہلاء عوام متبرک جانتے ہیں اور ایصال ثواب کے کھانے کو تبرک نہیں جانتے۔ کیونکہ ایصال ثواب
بمقابلہ غیر اللہ کے اللہ کی نذر ہے۔ پس اسی دفع توہم فساد اعتقاد کے لئے فرمایا کہ ایصال ثواب کا کھانا جو
خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو بلا تعیین و تخصیص و تلویث بدعات کے متبرک ہوگا، نہ کہ نیاز غیر اللہ کا متبرک
ہونا جس طرح ختم تراویح وغیرہ مجالس وعظ کی شیرینی کو بھی لوگ تبرک سمجھتے ہیں، حالانکہ اس پر فاتحہ وغیرہ نہیں
پڑھی جاتی۔ پھر اسی فتاوی عزیزی کے ص... ملحق چند جا پر مذکور ہے۔

کہ فاتحہ ودرود پڑھنا فی نفسہ درست ہے لیکن ایسی جگہ یعنی قبر بخاری میں پڑھنے سے ایک طرح کی بے ادبی ہوتی ہے اور فاتحہ ودرود ایسی جگہ پڑھنا چاہیے جو نجاست ظاہری وباطنی سے پاک ہو پس جو شخص پاخانہ میں تلاوت قرآن شریف کی کرے اور درود پڑھے وہ مستوجب ملامت وطعن کا ہوگا انتہی ایضاً اور فاتحہ پڑھنا اور ثواب اس کا ارواح طیبہ کو پہنچانا فی نفسہ جائز ہے۔ لیکن چندی پر فاتحہ درود پڑھنے میں بے ادبی وغیرہ ہے اھ۔

پس فی نفسہ فاتحہ کا جواز ہوا نہ کہ تخصیصات وتعینات لوازمات بدعات پر جو نجاست باطنی ہے پھر تبرک چہ معنی دارد بلکہ سورہ فاتحہ پڑھنا جو فی نفسہ باعث برکت ہے تو جو اس کو بالطرز بدعات کے پڑھے گا موجب برکت کا ہوگا نہ یہ کہ ثواب پہنچانے کے لئے فاتحہ بمنزلہ لازم اور جزء کے ہے، یا خاص کھانے پر مخصوص ہے اور کپڑے جیسے پر نہیں ہے یہ بھی شرعی بے ادبی اور باطنی نجاست ہے جس سے تغیر شرع لازم آیا۔ نیز شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر فتح العزیز جلد ا، ص ۷۹۱ میں فرماتے ہیں۔

طریق نفع رسانیدن بآنہا در شرع چنیں قرار یافت کہ ثواب اعمال ما کہ بمستحقان برسانند بآنہا عاید سازند اھ

یعنی وہ طریقہ نفع پہنچانے ارواح کے لئے شرع شریف میں اسی طور پر قرار پایا ہے کہ ثواب اعمال کا جو مستحق کو پہنچاتے ہیں ان کی طرف عائد کریں۔"

اور فی الواقع یہ لفظ فاتحہ کسی کام کے شروع کرنے پر بولا جاتا ہے جس طرح مولوی نعیم الدین کے شیخ بدایونی بوارق ص ۱۶۰ میں لکھتے ہیں مرتب بر فاتحہ وچہار باب وخاتمہ، فاتحہ در تحقیق معنی لغوی الخ۔ اور علامہ مجد الدین صاحب قاموس سفر السعادت میں فرماتے ہیں۔ معاین سفر السعادت را بر فاتحہ وخاتمہ وچند باب الخ اسی طرح ایصال ثواب کے کھانے پر بولا جانا بھی عرف میں مشہور ہے۔ چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۴۰ میں فرماتے ہیں۔

ہر فرقہ از ہنود ومسلمان وغیرہم در امداد واعانت مردگان خود بفاتحہ ودرود وصدقات مشغول اند

یعنی ہر ایک فرقہ ہنود ومسلمان وغیرہم کا امداد ونفع اپنے مردوں کو پہنچانے کے لئے فاتحہ اور درود اور صدقات میں مشغول ہے۔"

تو کیا یہی فاتحہ ودرود ہنود بھی کرتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ ایصال ثواب پہنچانے کا عرفاً لقب ہے نہ شرعاً طریقہ الحمد اور قل ودرود پڑھنے کا۔ پس فاتحہ قل ودرود کھانے پر پڑھنے کا جو عوام میں طریقہ متعین ہو گیا ہے جس کی کوئی حجت اور اصل شریعت میں ہرگز نہیں ہے۔ نہ حضرات صحابہ وتابعین اور تبع تابعین وائمہ مجتہدین مجددین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے۔ چنانچہ خود مولانا شاہ عبد العزیز صاحب اپنی مشہور ومستند تفسیر فتح العزیز جلد ا ص ۷۹۲ میں فرماتے ہیں

وشہرت دادہ بر کہ ایں جانور از فلانے است وبنام اوست وبرائے او می کنیم ودر وقت ذبح بنام خدا ذبح کنانیدند اصلاً موجب ترتب حلیت نگشت وسر اش آن است کہ نزد عوام طریق ذبح جانور بہر گونہ کہ مقرر است متعین است برائے رسانیدن جان جانور برائے ہر کہ منظور باشد چنانچہ فاتحہ وقل ودرود خواندن طریق متعین است برائے رسانیدن ماکولات ومشروبات بارواح خواہ بقصد رسانیدن ثواب آن بارواح نمایند یا بقصد تقرب ودفع شر وچاپلوسی وتملق ایشاں ذکر نام خدا بران جانور وقتے فائدہ میدہد کہ قصد تقرب بغیر خدا را از دل دور کردہ وخلاف آن شہرت دادہ آواز شہرت آواز دیگر بلند کرنا ازیں کار بر گشتیم انتہی

یعنی مشہور کر رکھا ہو کہ یہ جانور فلانے کا ہے اور اسی کے نام کا ہے۔ اور اسی کے واسطے ہم ذبح کرتے ہیں۔ اور وقت ذبح کرنے کے خدا کے نام سے ذبح کرتے ہیں۔ ہرگز وہ حلال نہیں ہوتا اور اس میں بھید یہ ہے۔ کہ عوام کے نزدیک جو طریقہ ذبح جانور کے پہنچانے کا جس طرح جس کو منظور ہو مقرر ومتعین ہے۔ اسی طرح فاتحہ وقل ودرود پڑھنا کھانے پینے کی اشیاء پہنچانے کے لئے طریقہ متعین ہے خواہ ثواب پہنچانے کے قصد سے یا تقرب اور دفع شر وچاپلوسی اور خوشامد کے۔ البتہ ذکر نام خدا کا جانور پر اس وقت مفید ہوگا۔ کہ قصد تقرب غیر خدا کا دل سے دور کر دیں اور خلاف اس شہرت اور آواز کے دوسری شہرت اور آواز دیں کہ ہم اس کام سے پھر گئے انتہی

ایصال ثواب میں دنوں کا تعین وتخصیص بریلوی اکابر کے ارشادات کی روشنی میں

الحمد للہ

مقالہ ہدایت شاہ صاحب رح سے آشکارا ہو گیا کہ عوام جہلا کے نزدیک جس طرح ذبح جانور بقصد غیر اللہ پر وقت ذبح اللہ کے نام لینے کا رسماً طریقہ مقرر ہے۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیزوں پر خواہ بنظر تقرب غیر اللہ یا بقصد ایصال ثواب پہنچانے میں فاتحہ وقل ودرود پڑھنے کا طریقہ متعین ہے۔ جبکہ ذبح جانور میں اپنے تقرب غیر اللہ سے باز نہ آویں۔ اور اسی طرح کھانے پینے کی چیزوں کے ثواب پہنچانے میں طریقہ بدعت تخصیصات وتعینات سے باز آکر حسب طریقہ سنت اعلان نہ کریں تو حلال اور موجب ثواب کا نہ ہوگا۔ پس جو حکم کہ عوام کے ذبح پر مترتب ہوگا وہی حکم عوام کے فاتحہ وقل ودرود پر مترتب ہوگا۔ اور اگر اس عبارت تفسیر شاہ صاحب سے بزعم مبتدعین طریقہ عوام فاتحہ وقل ودرود پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا تو خود مولوی نعیم الدین کے سلسلہ کے شیخ بدایونی جن کو اپنے رسالہ فوائد النور ص ۲۰ میں القاب وآداب سے یاد کیا گیا ہے۔ اس عبارت

شاہ صاحب کی تردید نہ کرتے بلکہ اس کو اپنی سند و دلیل بناتے۔ دیکھو شیخ بدایونی بوارق ص۱۲۹ میں لکھتے ہیں

"ذکر نام خدا بروقت ذبح و خواندن فاتحہ و قل و درود را عام نمودن در قصد رسانیدن ثواب بارواح و در قصد تقرب سوء ظنی است بمسلمین۔"

یعنی شاہ عبدالعزیز صاحب کا، ذکر نام خدا ذبح پر اور پڑھنا فاتحہ قل و درود کو عام رکھنا ثواب پہونچانے کے قصد کا اور تقرب کے قصد کو یہ سوء ظنی کرنا ہے مسلمانوں کے حق میں۔

حالانکہ حضرت شاہ صاحب موصوف کا دامن تقدس سوء ظنی سے پاک ہے۔ بلکہ حقیقۃً یہ واقعہ ہے کہ یہ طریقہ فاتحہ مروجہ ایجاد کردہ عوام ہی کا متعین کیا ہوا ہے۔ اور فعل عوام کسی طور پر حجت شرعیہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ خود مولوی نعیم الدین کے معتمد شیخ بدایونی کی تصحیح المسائل ص۱۵ میں حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

"وفعل العوام لا یعتبر قط" یعنی عوام کے فعل کا کبھی اعتبار نہ کیا جاوے گا۔

اور خود شیخ بدایونی بوارق ص۱۳۱ میں فاتحہ مروجہ وغیرہ کے بارے میں لکھتے ہیں

"واز امور تشریعیہ نیست۔" یعنی فاتحہ کی تخصیصات شرعی امور میں سے نہیں ہے۔

اور نیز مولوی صاحب نعیم الدین خود اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۲۶ میں لکھتے ہیں "فقط الحمد اور قل ہو اللہ کی تخصیص مراد نہیں ہے" اور ص۲۷ میں لکھتے ہیں "شاہ صاحب کی اگر فاتحہ سے جو ان کی عبارت میں وارد ہے۔ فاتحہ شریف مرسومہ ہند مراد ہو تو ہمارا عین مدعا ہے اور اگر فاتحہ سے مطلق دعا مراد ہو تاہم ہمارے لئے مضر نہیں"۔

پس جبکہ مولوی نعیم الدین کے نزدیک عبارت شاہ صاحب فاتحہ مرسومہ ہند یعنی فاتحہ قل وعقد کھانے پانی وغیرہ خصوصیات میں اور مطلق دعا کی مراد میں احتمال رکھتی ہے تو پھر کس طرح اس کو استدلال میں پیش کر سکتے ہیں "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال" قضیہ مسلمہ امت ہے۔

اگر مولوی نعیم الدین کو اپنی رسمیات شرکیات بدعات کی حمایت میں ایک تنکا پکڑنے کا بھی سہارا ہوتا تو خود اپنی بدعات میں اس قسم کے احتمالات پیدا نہ کرتے۔ اس لئے تو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مولوی نعیم الدین جیسوں کے حق میں احکام شریعت حصہ اول ص[illegible] میں لکھتے ہیں "بعض جہال بدمست یا نیم ملا شہوت پرست بعض ضعیف قصے یا محتمل واقع یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے" ملخصاً۔ نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ سوم [illegible]

پریس آگرہ کے ص۱۳ میں لکھتے ہیں "فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے" پھر مولوی نعیم الدین کی مسلمہ مستند کتاب انوار ساطعہ ہی کی نسبت اپنے رسالہ السواد الاعظم ربیع الثانی [illegible] میں خود لکھتے ہیں کہ "انوار ساطعہ ایسی کتاب ہے جس میں فاتحہ سوم چہلم عرس گیارہویں میلاد و قیام علم غیب وغیرہ مسائل کے ایسے زبردست ثبوت دیئے جس نے وہابیہ کو عاجز کر دیا۔ اور کوئی جواب ان سے بن نہ پڑا"۔ اب ناظرین کرام اس کتاب کی بے بنیادی کا نمونہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ص[illegible] میں لکھتے ہیں "اور یہ جو کچھ خیرات دی جاتی ہے اس کا ثواب فلاں میت کو پہنچے عوام میں اس کا نام فاتحہ ہے یوں کہا کرتے ہیں کہ آج فلاں میت یا فلاں بزرگ کی فاتحہ ہے" اور نیز ص[illegible] میں لکھتے ہیں "اہل اسلام میں یہ رسم پڑ گئی کہ جب کوئی اپنی میت کے لئے کچھ کھانا یا شیرینی دینے لگے تو الحمد پڑھ دیتا ہے" اور نیز ص۱۳۹ میں لکھتے ہیں "سمجھنا چاہئے کہ صحابہ سابقین بالخیرات نے ان کے تعیین زمان ایصال ثواب وغیرہ کے لئے کچھ حاجت نہ تھی۔ بلکہ وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ پوچھ کر خیرات اپنے اقربا کی طرف سے کیا کرتے تھے"۔

پس ان توجیہات رسمیات فاتحہ مروجہ ممنوعہ اور خود جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کی تائیدات اور تصریحات خصوصاً مولوی نعیم الدین کے مسلمات کے بعد خود مولوی نعیم الدین کی نقل کردہ عبارت فتاویٰ عزیزی ص۹۵ کے بعد جناب شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کا مستقل مکمل فتویٰ قول فیصل تمام حجت ص۹۶ میں صراحتاً مرقوم ہے۔

سوال: تخصیص طعام در ایام ربیع الاول برائے خدا و رسانیدن ثواب آں بروح پر فتوح حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و یا حضرت امام حسین علیہ السلام در ایام محرم و دیگر آل اطہار سید مختار صحیح است یا نہ؟ الجواب: انسان در کار خود مختار است میرسد کہ ثواب عمل خود برائے بزرگان اہل ایمان گرداند لیکن برائے ایں کار وقت و روز تعیین نمودن و ماہے مقرر کردن بدعت است آرے اگر وقتے بر عمل ثواب زیادہ شود مثل ماہ رمضان کہ عمل بندہ مومن در آں ہفتاد درجہ

یعنی ربیع الاول میں کھانا خدا تعالیٰ کے لئے اور اس کا ثواب حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح کو پہنچانا یا محرم میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور دیگر آل اطہار سید مختار کو ثواب پہنچانا صحیح ہے یا نہیں؟ جواب: انسان کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب بزرگان اہل ایمان کو پہنچاوے لیکن اس کام کے لئے کوئی وقت اور دن اور مہینہ مقرر کرنا بدعت ہے البتہ اگر کوئی نیک کام خاص کر ایسے وقت میں کرے کہ اس وقت میں ثواب زیادہ ہوتا ہے مانند رمضان کے مہینے میں کہ بندہ مومن جو نیک عمل کرتا ہے اس کا ثواب ستر درجہ زیادہ ہوتا ہے۔ تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

ثواب زیادہ دارد مضائقہ نیست زیرا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم برآں ترغیب فرمودہ اند بقول حضرت امیر المومنین علی مرتضی ہر چیز کہ برآں ترغیب صاحب شرع و تعیین وقت نباشد آں فعل عبث است و مخالف سنت سید الانام و مخالفت سنت حرام است پس ہرگز روا نباشد اگر دلش خواہد مخفی خیرات کند در ہر روز کہ باشد تا ممود نشود فقط۔

اس واسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرکی ترغیب فرمائی ہے بقول حضرت امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے اور جس چیز کے بارہ میں صاحب شرع کی طرف سے ترغیب اور تعیین وقت کا ثبوت نہ ہو وہ فعل عبث ہے اور مخالف سنت سید الانام کا ہے اور مخالفت سنت حرام ہے۔ پس ہرگز جائز نہ ہوگا۔ اور اگر اس کا دل چاہے مخفیہ طور پر خیرات کرے جس دن ہو سکے تاکہ ظاہر ہونے سے رسم قرار نہ پا جاوے فقط ،،

پس اس تصریح امر کے بعد کسی کو چوں وچرا کا محل باقی نہیں رہا۔ بلکہ تمام تخصیصات و تعیینات خلاف طریقہ سنت ایصال ثواب میں فاتحہ وغیرہم بدعات کا گمراہی ہونا ثابت ہو گیا جن کا ہرگز عند الشرع ادلہ اربعہ وغیرہ بالقرآن سے ثبوت نہیں ہے لہٰذا اس کے معارض وہ کلام محتمل تبرک ہونے کا ساقط من الاعتبار ہو گیا ہے۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۲۰۶ میں لکھتے ہیں۔ مسئلہ دو شرع میں دلالت بھی صریح ہے۔ مگر جب صریح اس کے خلاف ہو تو دلالت معتبر نہیں ،، والحمد للہ علی ذلک حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ

پھر مولوی نعیم الدین کے مقتدائے مسلم مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی بھی اپنے فتاوی قلمی جلد رابع کتاب الحظر والاباحت ص ۲۱۳ میں صراحتا یہی لکھتے ہیں جس کی نقل معہ اصل دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے۔ اور جو فتاوی رشیدیہ حصہ اول ص ۱۵۰ میں مطبوع ہو چکا ہے۔

،، سوال چہارم تین برس کے بچے کی فاتحہ دسویں کی ہونا چاہئیے یا سوئم کی ہونا چاہئیے۔ بینوا توجروا

الجواب شریعت میں ثواب پہنچانا ہے۔ دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن باقی یہ تعیین عرفی ہیں جب چاہیں کریں انہیں دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت و بدعت ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم ،،

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول ص ۹۰ میں لکھتے ہیں۔

،، مسئلہ ہم ان ایام (محرم) میں سوائے امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ہیں یہ جائز ہیں یا نہیں۔ الجواب پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے چوتھی بات جہالت ہے واللہ تعالیٰ اعلم ،،

علی ہذا مولوی صاحب بریلوی کا قلمی فتوی درباہ آخر چہار شنبہ صفر کے متعلق جو ہمارے پاس محفوظ ہے جس میں سائل نے دریافت کیا ہے کہ اس روز کھانے و شیرینی پر فاتحہ دے کر تقسیم کرتے ہیں اور جنگل

کی سیر کو جاتے ہیں اور تعویذ و چھلہ چاندی کا اس روز کی صحت بخش جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں۔ اس کی اصل ثابت ہے یا نہیں (ملخصاً) الجواب آخر چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں۔ نہ اس دن صحت یابی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت۔ بہر حال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں۔ فقط فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۲ صفر ۱۳۳۸ھ [مہر] نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ اول حسنی پریس بریلی کے ص ۸۱ میں مرقوم ہے۔

،، عرض۔ تبارک بعد مرنے ہی کے ہو سکتا ہے یا زندگی میں بھی کر سکتے ہیں اور تعداد سوا من صحیح ہے یا نہیں؟

(ارشاد) ہر سال کریں یا ایک سال تبارک شریف سے مقصود ایصال ثواب ہے اور شریعت میں اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں جتنا ہو اور جب ہو پاک مال اور خالص نیت سے اللہ کے لئے ہو مرنے کے بعد ہو یا زندگی میں ہر سال کریں کوئی حرج نہیں ،،

نیز مولوی صاحب بریلوی حیات الموات ص ۱۹ میں بطور الزام خصم کے لکھتے ہیں۔

،، قرآن و حدیث سے درود فاتحہ کی خصوصیت ثابت کر دکھائیں یا قرون ثلثہ میں اس تخصیص کا رواج بتائیں ،،

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول ص ۱۲۴ میں شہیدوں کے طاق پر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلانے کو لکھتے ہیں

،، الجواب یہ سب واہیات اور خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطالات ہیں ان کا ازالہ لازم ما انزل اللہ بہا من سلطان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،،

نیز مولوی صاحب بریلوی الحجۃ الفاتحہ لطیب التعیین والفاتحہ حسنی پریس بریلی ص ۱۳ میں لکھتے ہیں

آرے ہر عامی کہ ایں تعیین عادی را توقیت شرعی داند و گمان برد کہ ایصال ثواب در غیر ایں ایام صورت نہ بندد و یا روا نباشد یا ثواب ایں ایام از ایام دیگر اتم ست و اوفی بلاشبہ غلط کار و جاہل و دریں گمان خاطی و مبطل ست

یعنی ،، البتہ ہر عامی جاہل جو کہ اس تعیین عادی کو تقرر شرعی کا موجب جانے اور گمان کرے کہ ایصال ثواب سوائے ان ایام کے نہیں ہوتا یا نہ روا ہوتا، یا ثواب ان ایام میں دوسرے دنوں سے زیادہ ہے تو بلاشبہ غلط کار اور جاہل اور اس گمان میں خطا وار اور باطل کار ہے ،،

نیز مولوی صاحب بریلوی کے مقتدا و مستند شیخ بدایونی جن کی توصیف خود حیات الموات ص ۱۸۶ میں سیف اللہ المسلول مولانا المحقق بالحق ،، کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اور مولوی نعیم الدین فرائد النور ص ۲۰ میں حضرت مولانا شاہ ،، کے ساتھ ذکر کرتے ہیں [illegible]

"یاد کردن آن معین، تاریخ وآن ماہ رسم مردم افتادہ۔"

یعنی ایصال ثواب کے لئے سال بھر میں اس تاریخ اور اس ماہ کا یاد کرنا آدمیوں میں رسم پڑ گئی ہے"

اور ص۲۷۳ میں لکھتے ہیں

"کمصافحۃ بعض المشائخ بعد الصلوٰۃ و الاکتحال یوم عاشوراء فانہ سنۃ علی الاطلاق وبدعۃ من حیث الخصوصیۃ۔"

یعنی وہ جس طرح مصافحہ کرنا بعض مشائخ کا بعد نماز اور سرمہ لگانا عاشورا کے دن کہ یہ علی الاطلاق سنت ہیں اور بلحاظ خصوصیت کے بدعت ہے"

اور ص۲۷۷ میں شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں۔

"مکہ میں سنا اپنے شیخ علی متقی رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ تعیین روز برائے عرس اچہ حکم است تو قدرے تقریر فرما کہ سر مبارک زمانے فرود افگندند و برآوردند و فرمودند ایں ہا در میان سلف نبود" انتہی یعنی تعیین دن کا عرس کے لئے کیا حکم ہے تو سر مبارک جھکا کر اٹھایا اور فرمایا اس کا معمول سلف میں نہ تھا"

اور ص۲۷۸ میں لکھتے ہیں

"وایں ہا از واجبات طریقہ تصوف و مستحب ہم نیست انتہی"

یعنی یہ امور واجبات طریقہ تصوف اور مستحب تک بھی نہیں ہیں"

اور خود مولوی نعیم الدین رسالہ سواد اعظم رجب ۱۳۵۰ھ جلد ۸ ص۱۶ میں لکھتے ہیں۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

"آنکہ بعضے مردم مصافحہ بعد از نماز میکنند یا بعد جمعہ کنند چیزے نیست و بدعت ست از جہت تخصیص وقت اما سنیت مصافحہ کہ علی الاطلاق ست باقی ست پس بوجہے سنت ست و بوجہے دیگر بدعت"

یعنی جو کہ بعضے آدمی مصافحہ نماز کے بعد کرتے ہیں یا بعد نماز جمعہ کے کرتے ہیں کوئی چیز نہیں ہے تخصیص وقت کی وجہ سے بدعت ہے لیکن مصافحہ کا سنت ہونا مطلق ہونے کی وجہ سے باقی ہے پس ایک وجہ سے سنت ہے اور دوسری وجہ سے بدعت ہے"

نیز مولوی نعیم الدین کی مسلمہ بقول خود معتبر کتاب رد المحتار ج ۲ ص۱۳۳ میں مرقوم ہے۔

"وانما الروافض لما ابتدعوا اقامۃ الماتم واظہار الحزن یوم عاشوراء لکون الحسین قتل فیہ ابتدع"

یعنی رافضیوں نے بدعت جاری کی ماتم اور اظہار غم کرنے میں عاشورہ کے دن کیونکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے اس دن اور جہلائے اہل

"جہلۃ اہل السنۃ اظہار السرور واتخاذ الحبوب والاطعمۃ والاکتحال۔"

سنت نے اظہار خوشی کر کے کھچڑی اور کھانے پکانے اور سرمے لگانے کی بدعت ایجاد کی"

پھر مولوی صاحب بریلوی کے پیران پیر مارہروی شاہ حمزہ صاحب المتوفی ۱۱۹۸ھ کی وصیت انوار العارفین مطبوعہ صدیقی بریلی مصنفہ ذی القعدہ ۱۲۹٦ھ میں مرقوم ہے کہ آپ نے وفات پانے سے چھ ماہ قبل وصیت نامہ لکھ کر قلمدان میں مخفی رکھ دیا تھا ص۲٦۹ پر جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"وفاتحہ سالیانہ ہرگز بتکلف نکنند بلکہ نہ نمایند کہ حکم چنیں است بعد بست سال روشن خواہد شد حالا مسئلہ اجل در حل و کارے ازیں اہم در پیش۔"

خلاصہ یہ ہے کہ وہ فاتحہ برسی کے تکلفات ہرگز نہ کریں بلکہ بالکل نہ کریں کہ حکم اسی طرح سے ہے اب کوچ کا وقت ہے اور کام اس سے بھی زیادہ اہم در پیش ہے"

اور آپ کے صاحب زادہ شاہ اچھے میاں آل احمد صاحب المتوفی ۱۲۳۵ھ کی یہی وصیت ص۲۷۰ میں مرقوم ہے

پھر شاہ اچھے میاں سید آل احمد صاحب کے برادر زادہ سید آل رسول صاحب پیر مولوی صاحب بریلوی کے سند حدیث شریف میں مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد تھے چنانچہ ص۲۷۲ میں مرقوم ہے۔ "وسند حدیث شریف از مولانا شاہ عبد العزیز گرفتہ اند۔" اور مدائح حضور نور جلد ثانی ص۱۱۹ میں مرقوم ہے کہ۔

"آپ نے اپنے صاحبزادہ سید ابو الحسین صاحب نوری کو ۱۲ ربیع الاول ۱۲٦۷ھ میں اجازت سلاسل و قرآن کریم و صحاح ستہ و مصنفات شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی مرحمت فرمائی۔"

واضح ہو کہ مولوی شیخ فضل رسول صاحب بدایونی مسلمہ معتمد مولوی صاحب بریلوی و مولوی نعیم الدین کے بھی اچھے میاں شاہ آل احمد صاحب موصوف کے مرید تھے چنانچہ طوالع الانوار سوانح شیخ بدایونی مطبوعہ صبح صادق سیتاپور کے صفحہ ۱۹ میں مرقوم ہے۔

پس ناظرین پر مولوی صاحب بریلوی کے اقوال سے رسومات مروجہ فاتحہ وغیرہ تخصیصات و تعینات کا بدعت اور جہالت بے اصل و بے معنی واہیات و خرافات جاہلانہ حماقات و بطلالات لازم الازالہ ہونا ثابت ہوا اور ان کے پیرانہ خاندان کا حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ المتوفی ۱۱۷٦ھ کی تصانیف سے وابستگی خصوصاً ان کے پیر سید آل رسول صاحب کی تعلیمات و ہدایات اپنے صاحب زادہ سید ابو الحسین صاحب نوری کو اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمہ اللہ محدث المتوفی ۱۲۳۹ھ کی خدامی سے مستفیض ہونا ثابت ہوا۔

مگر صد حیف مولوی نعیم الدین باوجود ان سلاسل سے نسبت کا دعوی کرتے ہوئے جس رکابی میں کھائیں اسی ہی چھید کریں۔ حالانکہ مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب بھی سید شاہ آل رسول صاحب کے مرید تھے چنانچہ مولوی صاحب بریلوی خود خاتمہ جواہر البیان کے ص۲۰۳ میں لکھتے ہیں

"والد صاحب نے پنجم جمادی الاولی ۱۲۹۴ھ کو مارہرہ میں سید شاہ آل رسول احمدی پر بیعت حاصل فرمایا پیر مرشد نے جمیع سلاسل و سند حدیث عطا فرمائی"

چنانچہ مولوی محمد نقی علی خاں صاحب ہدایۃ البریہ ص۳ میں تاکیداً لکھتے ہیں کہ

"جن امور میں خوض ممنوع و مضر ہے یا ادراک ان کی حقیقت کا محال یا عوام کے منصب و مقام سے برتر ہے صرف قرآن و حدیث کی طرف رجوع کریں اور انہیں اپنا مرشد اور امام سمجھیں جو حکم دیں بجا لاویں اور جس قدر بتائیں اس پر قناعت کریں"

ایضاً ہدایۃ البریہ ص۳۸ میں دربارہ عقائد شرعیہ قاعدہ کلیہ لکھتے ہیں کہ

"علماء سے صرف اس قدر دریافت کرلیں کہ یہ عقیدہ صاف صریح کتب متداولہ اہل سنت میں مذکور ہے یا نہیں اگر نشان دیں واجب التسلیم ہے اور جو تصریح نہ دکھا سکے اس کی بات پر اصلاً اعتماد نہ کریں کہ سلف صالح نے اس باب میں کوئی بات جس کی عوام کو ضرورت ہو اٹھا نہیں رکھی"

نیز مولوی محمد نقی علی خاں صاحب رسالہ فی فضل العلم والعلماء ص۱۲ حسنی پریس بریلی میں لکھتے ہیں۔

"جو لوگ تقلید اً دین پر ثابت رہیں گے نام کے مسلمان رہ جاویں گے"

کاش مولوی نعیم الدین اپنے اعلی حضرت بریلوی کے دم بھرنے والے قرآن و حدیث کو اپنا مرشد امام بنا کر اسی پر قناعت کرتے تو تقویۃ الایمان کا انکار نہ کرتے۔ اگر عالم بھی کتب متداولہ اہل سنت سے تصریح نہ دکھا سکتا ہو جس طرح مولوی نعیم الدین بھی رسومات شرک و بدعات کی تصریح ہرگز نہیں دکھا سکتے تو پھر اس پر عوام الناس اصلاً اعتماد نہ کرتے تو پھر یہ رسمیات کفریہ کا دروازہ نہ کھلتا اور تقلید عامیانہ کر کے نام کے مسلمان نہ رہتے بلکہ کام کے ہو جاتے۔ کیونکہ اسلام میں بدعت تمام گناہوں سے بدتر حق تعالی کے غضب کا باعث ہے۔ بدعت نکالنے والا نبوت و سنت کا مقابلہ اور بغاوت پر کمر باندھنے والا ہے اس لئے کہ جو بات شریعت میں ثابت نہیں جس بات کا حکم نہیں یہ باغی اس کو داخل شریعت جان کر ثواب بتا کر جاری کرتا ہے گویا شریعت کو ناقص جان کر اس میں اصلاح دیتا ہے اسی وجہ سے بدعتی کو توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ تاوقتیکہ اپنی بدعت سے توبہ نہ کرے اور توبہ جب

کرے جب بدعت کو برا جانے جب اس کو اچھا جانا تو توبہ کیسی جب بدعت تمام برائیوں سے بدتر اور بدعتی سارے گنہگاروں سے ابتر ہیں کہ بغاوت کا جرم سب جرموں سے زائد سخت ہے۔ اور پہچان بدعتی کی یہ ہے کہ جو بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ و ائمہ تابعین رضی اللہ عنہم سے ثابت نہ ہو اس کو شرعی حیثیت سے ثواب جان کر دین کا کام سمجھ کر عمل میں لاوے چنانچہ مولوی صاحب بریلوی انھی الکلام ص۲ میں لکھتے ہیں

"ابو نعیم حلیہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں بدعتی تمام جہاں سے بدتر ہیں۔ بیہقی کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالے کسی بدعتی کی نماز قبول کرے نہ روزہ نہ زکوۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ فرض نہ نفل۔ بدعتی اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسا آٹے سے بال امام دارقطنی و ابو حاتم محمد بن عبد الواحد خزاعی اپنے جزء حدیثی میں ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالے عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں اہل بدعت دوزخیوں کے کتے ہیں"

ایضاً ص۱۲ میں لکھتے ہیں

"بدعتی مبغوض خدا ہے اور مبغوض خدا سے نفرت و دوری واجب"

بدعات کے نظائر وغیرہ حسب فرمان خانصاحب بریلوی

پس مولوی صاحب بریلوی کے ہی کلام سے ثابت ہو گیے کہ بدعت کس کو کہتے ہیں اور وہ کیا کیا مسائل ہیں جن کی اس درجہ سخت وعید اور عذاب ہے۔ چنانچہ فتاوی رضویہ جلد اول ص۱۱ میں لکھتے ہیں۔

ان الاستنان لا یثبت بالحدیث الضعیف — "یعنی سنت حدیث ضعیف سے ثابت نہیں ہوتی"

جس طرح بعد وضو کپڑے سے اعضاء پوچھنے میں احادیث ضعیفہ و بعض صحابہ و ائمہ تابعین سے جواز و کراہت تک منقول ہے تاہم اس کو بھی بدعت میں داخل کیا گیا چہ جائیکہ وہ امور جو قرون ثلثہ سے کچھ بھی ثابت نہ ہوں چنانچہ فتاوی رضویہ ص۳۰ میں مرقوم ہے

فی البنایۃ شرح الھدایۃ للامام العینی عن شرح الجامع الصغیر للامام الاجل فخر الاسلام ان الخرقۃ التی یمسح بھا الوضوء بدعۃ محدثۃ یجب ان تکرہ لانھا لم تکن

یعنی بنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ وہ کپڑا جس سے وضو کا پانی پونچھا گیا بدعت من گھڑت ہے واجب ہے مکروہ جاننا اس کا کیونکہ نہ تھا یہ طریقہ زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اور

فی عهد رسول الله ولا احد من الصحابة والتابعین — نہ کسی صحابی اور تابعی کے "

نیز فتاوی رضویہ ص۱۸۵ میں مرقوم ہے۔

فی البدائع انہ الصحیح لان من لم یر سنة رسول الله فقد ابتدع فیلحقہ الوعید وان کانت الزیادة علی الثلث لقصد الوضوء ولطمانینة القلب عند الشک فلا یلحقہ الوعید۔

یعنی "بدائع میں تصریح کی ہے کہ صحیح یہ ہے کہ تین بار سے زیادتی وضو میں سنت جان کر بدعت نکالنے والا مستحق وعید ہے"

ایضاً فتاوی رضویہ ص۹۶ میں مرقوم ہے، جامع الرموز میں ہے تکرہ الزیادة علی الثلاث کما فی الزاہدی ط طحطاوی علی المراقی میں ہے۔

فی فتاوی الحجة یکرہ صب الماء فی الوضوء زیادة علی العدد المسنون والقدر المعهود

یعنی یہ مکروہ ہے وضو میں تین دفعہ سے زیادہ یا عدد و اندازہ مسنون سے زیادہ پانی ڈالنا "

نیز فتاوی رضویہ ص۲۰۸ میں مرقوم ہے

"ظاہر ہے کہ جس شئے کے لئے شرع نے ایک حد باندھی ہے کہ اس سے نہ کمی چاہیئے نہ بیشی"

نیز فتاوی رضویہ ص۲۱۴ میں مرقوم ہیں

اذا کان بعد الفراغ من الوضوء الاول والا فکان بدعة۔

یعنی قبل تمام ہونے وضو کے بعض اعضاء میں زیادتی تین مرتبہ سے بدعت ہے۔

ایضاً فتاوی رضویہ ص۲۵۱ میں مرقوم ہے۔

"اگر کوئی شخص وضو کی جگہ غسل کا التزام کرے عزیمت و باعث ثواب نہ ہوگا۔ بلکہ بدعت و مورث مواخذہ و عتاب ہوگا"

نیز مولوی صاحب بریلوی فتاوی النفائس المرغوبہ فی حکم الدعاء بعد المکتوبہ کے ص۵ اپنے فتوی میں لکھتے ہیں

"سنن و نوافل سب سے فارغ ہو کر امام کا جماعت کے ساتھ دعا مانگنا کہیں منقول نہیں۔ یہ طریقہ لائق ترک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

مہر | ابو المظفر محمد اسمٰعیل | محمد امجد علی رضوی

نیز مولوی صاحب بریلوی حیات الموات ص۲۰۶،۲۰۷ میں لکھتے ہیں۔

"کیا ممکن نہیں کہ ان کی (یعنی تلقین میت کی) وجہ بعض کے نزدیک عدم ثبوت ہے جیسا کہ حلیہ میں ہے نص الشیخ عز الدین ابن عبد السلام علی انہ بدعة۔ یعنی تصریح فرمائی امام سلطان العلماء شیخ عز الدین

ابن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر پر کہ تلقین کرنا میت کا بعد دفن کے قبر پر بدعت ہے۔ دیکھو امام عز الدین شافعی اس وجہ سے قائل تلقین نہ ہوئے کہ ان کے نزدیک بدعت تھی"

نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ اول حسنی پریس بریلی ص۶۹ میں مرقوم ہے۔

"(عرض) اذان میں نام اقدس لیتے وقت روضہ منورہ کی طرف منہ کر سکتا ہے" "(ارشاد) خلاف سنت ہے سوائے حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کے اور کسی کلمہ پر کسی طرف منہ نہیں پھیر سکتا یا خطبہ میں عز جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے یہ قلبی محبت نہیں قلبی محبت وہی ہے کہ شریعت کے دائرہ میں رہے اس میں اپنی اصلاح کی مداخلت نہ کرے"

نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ سوم حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ ص۱۹ میں مرقوم ہے۔

"(عرض) سنت و مکروہ میں تعارض ہو تو کیا کرنا چاہیئے" "(ارشاد)" ترک اولی ہے"

نیز مولوی صاحب بریلوی فتوی قلمی ہیں جس کی نقل مع اصل دستخطی کے ہمارے پاس محفوظ ہے لکھتے ہیں

"جمعہ کا روزہ خاص اس نیت سے کہ آج جمعہ ہے اس کا روزہ بالتخصیص چاہئے مکروہ ہے الخ"

نیز خود مولوی نعیم الدین فیضان رحمت ص۶۹ میں لکھتے ہیں "

"ترمذی میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وارد ہے (یعنی نہ روزہ رکھے کوئی تم میں جمعہ کے دن مگر ایسی صورت میں کہ جمعہ سے پہلے دن یا بعد کو بھی روزہ رکھے) اور ترمذی اس حدیث کی نسبت لکھتے ہیں (یعنی اور اس حدیث پر اہل علم کا عمل ہے کہ مکروہ جانتے ہیں تخصیص جمعہ کے دن کی روزہ کے لئے کہ صرف جمعہ کا روزہ رکھیں نہ اول اور نہ بعد)"

پس مسلمانو! للہ انصاف کرو کہ جبکہ مولوی صاحب بریلوی و مولوی نعیم الدین کے اقوال سے ذرا ذرا تغیرات کمی بیشی پر جس کا ثبوت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین، ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ سے نہ ہو۔ بدلیل عدم ثبوت و عدم نقل کے بدعت قرار دیا گیا ہو جس طرح وضو میں زیادتی کا بدعت و مکروہ ہونا، وضو کی جگہ غسل کا التزام، بدعت و باعث عتاب ہونا، سنن و نوافل کے بعد امام کا جماعت کے ساتھ دعا مانگنا منقول نہ ہونے سے لائق ترک ہونا، تلقین میت بوجہ ثابت نہ ہونے کے بدعت ہونا، دن خاص جمعہ کے روزہ کی تخصیص کا مکروہ وضع ہونا ٹھہرایا گیا۔ مگر تمام جہان کی رسومات مروجہ تخصیصات و تعینات عرس و برسی سوم و چہلم فاتحہ کھچڑا و غیرہم جو محض بے اصل جن کا شریعت میں وجود نہ ہو۔ سیکڑوں سال کے بعد ایجاد ہوئے ہوں وہ نہ بدعت نہ منع بلکہ ان کو جائز و حلال اور ثواب بتایا جانا یہ محض اہل حق متبعین سنت سے عناد و تعصب نہیں تو کیا ہے۔

علی ہذا اسی قسم کی بکثرت تمام نظائر بدعات کے کتب فقہ حنفیہ

بدعت کی تشریح اور مثالیں فتاویٰ شامی سے

میں مرقوم ومذکور ہیں چنانچہ ردالمحتار شامی جس کی توصیف خود مولوی نعیم الدین فیضان رحمت ص۵۲ اور فوائد النور ص۱ میں لکھ چکے ہیں کہ

"شامی جو اہل سنت وجماعت کی بہت معتبر کتاب ہے اور علماء ہند وغیرہ کا اس کی روایتوں پر عمل ہے"

ردالمحتار ودرمختار کا سب سے نفیس ترحاشیہ فقہ کی کمال معتبر کتاب علامہ ابن عابدین شامی کی مصنفہ ہے۔"

پس اہل انصاف کی خدمت میں صرف ردالمحتار ہی کے چند حوالہ بصورت تراجم تشریح بدعت کے متعلق حسب ذیل ہیں تاکہ عامۃ الناس خصوصاً مولوی نعیم الدین کو اپنی مسلمہ کمال معتبر کتاب سے حقیقت معلوم ہو کر توفیق انابت نصیب ہو اور متبعین سنت کے حق میں عناد سے باز آئیں۔ اللھم آمین وما توفیقی الا باللہ۔

ردالمحتار جلد اص۸۴ میں مرقوم ہے۔

"یعنی وضو میں حلقوم کا مسح کرنا بدعت ہے۔" ایضاً ردالمحتار ج اص۱۵۸ یعنی "زبان سے نیت کے الفاظ مطلقاً جمیع عبادات میں بدعت ہیں۔" ایضاً ردالمحتار ج اص۱۶۵ میں ہے "دونوں ہاتھ اٹھا دے بیت اللہ کے دیکھنے کے وقت دعا میں کیونکہ ہمارے اصحاب مذہب کی کتب مشہورہ میں یہ پایا نہیں گیا۔" ایضاً ردالمحتار ج اص۱۶۶ "شروع طواف مقابل حجر اسود میں تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانا چاہیئے نہ نیت کرتے وقت کیونکہ یہ بدعت ہے" نیز ردالمحتار ص۵۵۲ ج ا میں ہے "یعنی جو بعض خطیب دوسرے خطبہ میں درود شریف پڑھتے وقت دائیں بائیں منہ پھیرتے ہیں اس کا ذکر نہیں دیکھا گیا اور ظاہر یہ ہے یہ بدعت ہے ترک کرنا اس کا لائق ہے تاکہ وہم سنت ہونے کا نہ گذرے پھر دیکھا میں نے امام نووی کی منہاج کو فرمایا اور نہ التفات کرے دائیں بائیں کسی صورت میں بھی فرمایا ابن حجر نے اس کی شرح میں کیونکہ یہ طریقہ بدعت ہے۔"

نیز ردالمحتار ج اص۵۵۵ میں ہے "یعنی فرمایا ابن حجر نے تحفہ میں اور بحث کی بعضوں نے کہ جو کرتے ہیں لوگ آج کل کے دوسرے خطبہ میں نیچے کی سیڑھی پر اتر کر پھر چڑھ جاتے ہیں یہ فعل بدعت قبیحہ شنیعہ ہے۔" نیز ردالمحتار ص۵۵۵ میں ہے "یعنی وہ تخصیص کسی ذکر کی کسی وقت کے ساتھ جو وارد نہ ہو شرع میں غیر مشروع یعنی ممنوع ہے۔" ایضاً ردالمحتار ص۶۰۰ میں ہے "یعنی وہ جواز کار شرع سے جس جگہ کے لئے وارد ہوا اسی پر بس کرے۔ اور اس میں اشارہ ہے اس امر کا کہ اذان دفن میت کے وقت قبر پر سنت نہیں جس طرح آج کل لوگ کہتے ہیں اور تحقیق تصریح فرمائی ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں کہ یہ بدعت ہے فرمایا اور جو لوگ گمان کرتے ہیں کہ قیاساً سنت ہے بوجہ ہونا اس کا خاتمہ کے لئے باعتبار اول کے بچے

کے کان میں اذان دینے کے پس یہ قیاس ٹھیک نہیں ہے۔" ایضاً ردالمحتار ص۴۷۷ میں ہے "یعنی نہیں صحیح ہے کوئی بھی روایت مرفوع انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر اذان میں۔" ایضاً ردالمحتار ص۶۰۱ میں مرقوم ہے "یعنی تعزیت ہے ابراہیم سے کہ تعزیت قبر کے پاس بدعت ہے۔" نیز ردالمحتار ص۴۱۲ میں در بارہ صلوۃ الرغائب رجب ونصف شعبان مرقوم ہے "یعنی تحقیق صحابہ اور تابعین اور ان کے ائمہ مجتہدین میں کسی سے منقول نہیں ہے اور فرمایا امام نووی نے اور یہ دونوں نمازیں بدعت مذموم منکر قبیح ہیں۔"

اور کبیری شرح منیۃ المصلی (جس کے مصنف کی نسبت مولوی صاحب بریلوی حیات الموات وغیرہ میں کلمات "فقیہ محقق جلیل علامہ صاحب حلبی الکبیر" لکھتے ہیں) ص۴۱۳ میں در بارہ جماعت وتر سوائے رمضان کے مرقوم ہے۔

لانہ لم ینقل عن النبی علیہ السلام ولا عن احد من الصحابۃ فتکون بدعۃ مکروھۃ۔

"یعنی اس لئے کہ منقول نہیں ہے جماعت کا ہونا وتروں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ کسی صحابی سے پس ہوگا جماعت کا کرنا بدعت اور مکروہ۔"

حالانکہ جماعت وتر غیر رمضان میں ثابت ہے اس کلام کی توجیہ ردالمحتار میں ص۶۶۷ میں بعبارت روایت امام طحاوی کے منقول ہے۔

عن المنصور بن مخرمۃ قال دفنا ابابکر رضی اللہ عنہ لیلا فقال عمر رضی اللہ عنہ انی لم اوتر فقام وصففنا وراءہ فصلی بنا ذلک احیانا کما فعل عمر رضی اللہ عنہ کان مباحا غیر مکروہ وان کان علی سبیل المواظبۃ کان بدعۃ مکروھۃ۔

"یعنی منصور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ دفن کیا ہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کو پھر فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میں نے وتر نہیں پڑھے ہیں پس آپ وتر پڑھنے کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی تو آپ نے ہمیں وتر پڑھائے، یہ فعل جماعت حضرت عمرؓ کا اتفاقیہ تھا جو مباح غیر مکروہ ہوگا، لیکن اگر اس کو معمول بنا لیا جاوے تو مکروہ ہوگا۔"

اتفاقیہ امور کا التزام ودوام بدعت ہے

پس اس کلام سے معلوم ہوا کہ ثبوت امر اتفاقیہ کو معمول بہ والتزام کر لینا بھی بدعت میں داخل ہے پھر محض بے ثبوت امر کو لازم وتعین کر لینا کیونکر بدعت شنیعہ نہ ہوگا۔ اہل فہم وانصاف غور فرمالیں

کر بظاہر کتنی ہلکی خفیف باتوں اور ادنے ادنے فرق پر حکم اجرائے بدعت کیا گیا کیونکہ یہ راہ بدعت بہت ہی پر خطر راہ ضلالت و گمراہی کی ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ شرک کے ستر دروازہ اور بدعت کے دو اوپر ستر دروازہ ہیں جن کی چال یعنی گذرگاہ سیاہ پتھر پر تاریک شب میں سیاہ چیونٹی کے چلنے کی مانند مخفی ہے ۔ مثلاً تعزیت میت بھی سنت ۔ قبر کی زیارت بھی سنت مگر دونوں کو ملا کر قبر کے اوپر تعزیت کرنا بدعت ۔ شروع طواف میں تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانا سنت مگر نیت کے ساتھ ہاتھ اٹھانا بدعت حالانکہ نیت اور تکبیر میں بہت ہی باریک فرق ہے اسی واسطے علامہ شامی رد المحتار ص۲۶۴ میں فرماتے ہیں

— کہ اہل بدعت اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں لوٹتے اور احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہیں ۔،،

نیز رد المحتار ص۵۰۶ میں فرماتے ہیں ۔

کہ جس بات کے بدعت اور سنت ہونے میں تردد ہو تو اس کو چھوڑ ہی دیوے ۔،،

اب اس بحث نذر و نیاز غیر اللہ اور فاتحہ مروجہ سے فراغت کے بعد مولوی نعیم الدین کا فیضان رحمت ص۵ ۱۳۳۰ھ میں یہ لکھنا کہ

" تیجہ ، چالیسواں ، ششماہی ، برسی ۔ کلام ربانی اور احادیث نبویہ اور روایات مفتی بہائے فقہا سے ثابت کیا گیا ہے ۔ اور اس کے چھپوانے میں یہ انتظار ہے کہ خریداروں کی درخواستیں بقدر کفایت آئیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ چھاپا جائے گا ۔،،

افسوس اس ناکامی کو آج تیس برس تو گذر چکے نہ معلوم کس خندق میں جا گرا ۔ اور کیسا برا حشر ہوا ۔

خانصاحب بریلوی کے استاذ کا فتویٰ فاتحہ مروجہ وغیرہ کے رد میں لیجئے اہل انصاف کی خدمت میں

مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی جن کی توصیف الکلمۃ العلیا ص۷۲ میں لکھ چکے ہیں ۔ اور بقول خود فیضان رحمت ص۱ میں جن کو وہ جناب فیض مآب استاذی قامع بدعت محی سنت حضرت مخدومی عین العلماء راس الفضلاء مولوی محمد گل خاں صاحب حاجی حرمین شریفین دام فیوضہم ،، کے اتنے بڑے بڑے القاب دے چکے ہیں ۔ دونوں کے فصل مدلل فتاویٰ تیجہ ، دسویں ، بیسویں ، چالیسویں ، برسی وغیرہ فاتحہ مروجہ کی بدعات میں حسب ذیل ہیں ۔

مولوی صاحب بریلوی کی احکام شریعت حصہ سوم ابو العلیٰ پریس آگرہ کے ص۱۶ میں مرقوم ہے ۔

مع الجواب بحمن اللہ اے مسلمان یہ پوچھتا ہے یا کیا یوں پوچھ کر یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں

سخت و شنیع حرامیوں پر مشتمل ہے اولاً یہ دعوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ قبیحہ ہے امام احمد اپنی مسند اور ابن ماجہ سنن میں بسند صحیح حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہم گروہ صحابہ اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرانے کو مردے کی نیاحت سے شمار کرتے ہیں جس کی حرمت پر متواتر حدیثیں ناطق ۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ ہے ۔ اسی طرح علامہ شرنبلالی نے مراقی الفلاح میں فرمایا ۔ فتاویٰ خلاصہ ، فتاویٰ سراجیہ ، و فتاویٰ ظہیریہ ، و فتاویٰ تاتارخانیہ اور ظہیریہ سے خزانۃ المفتین کتاب الکراہیۃ اور تاتارخانیہ میں فتاویٰ ہندیہ میں بالفاظ متقاربہ یہ ہے " غمی میں یہ تیسرے دن کی دعوت جائز نہیں کہ دعوت تو خوشی میں ہوتی ہے ،،

فتاویٰ امام قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے

" غمی میں ضیافت ممنوع ہے کہ یہ افسوس کے دن ہیں تو جو خوشی میں ہوتا ہے ان کے لائق نہیں ،،

تبیین الحقائق امام زیلعی میں ہے

" مصیبت کے لئے تین دن بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ کسی امر ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جائے جیسے مکلف فرش بچھانے اور میت والوں کی طرف سے کھانے ،،

امام بزازی وجیز میں فرماتے ہیں یعنی میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کرائے جاتے ہیں سب مکروہ و ممنوع ہیں ۔ علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں یعنی مصنف سراج الدین شرح ہدایہ نے اس مسئلہ میں بہت کلام طویل کیا اور یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے احتراز کیا جائے چنانچہ علامہ رد المحتار ج ۱ ص۶۰۳ میں فرماتے ہیں

وفی البزازیۃ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقراءۃ سورۃ الانعام او الاخلاص والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ ۔

یعنی فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ مکروہ ہے تیار کرنا کھانے کا پہلے دن اور تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد اور لے جانا کھانے کا قبر پر کسی موسم میں اور تیار کرنا دعوت کا قرآن پڑھنے والوں کے لئے اور جمع ہونا صلحاء اور قاریوں کا ختم کے لئے یا پڑھنے سورہ انعام یا سورۃ قل ہو اللہ کے لئے حاصل یہ کہ کھانا کھانے کا قرآن پڑھنے والوں کے سامنے کھانے کے لئے مکروہ ہے ۔،،

جامع الرموز آخر الکراہیۃ میں ہے یعنی تین دن یا کم تعزیت لینے کے لئے مسجد میں بیٹھنا منع ہے اور ان دنوں میں ضیافت بھی ممنوع اور اس کا کھانا بھی منع جیسا کہ ذخیرۃ الفتاویٰ میں تصریح کی فتاویٰ اتقرویٰ اور واقعات المفتیین میں ہے تین دن ضیافت اور اس کا کھانا مکروہ ہے۔ کہ دعوت تو خوشی میں مشروع ہوتی ہے۔ کشف الغطا میں ہے

ضیافت نمودن اہل میت اہل تعزیت را و پختن طعام برائے آنہا مکروہ است باتفاق روایات چہ ایشاں را بسبب اشتغال بمصیبت استعداد و تہیۂ آں دشوار است۔ اسی میں ہے۔ پس آنچہ متعارف شدہ از پختن اہل طعام را در سوم و قسمت نمودن آن میان اہل تعزیت و اقران غیر مباح و نا مشروع است و تصریح کردہ بہ آن در خزانہ چہ شریعت ضیافت نزد سرور است نہ نزد شرور و ہو المشہور عند الجمہور۔ ردیف صـ۲ ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیز و دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہو گی قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان نہ کہ اہل میت کا اہتمام طعام کرنا کہ سرے سے ناجائز ہے تو اس مجمع ناجائز کے لئے ناجائز تر ہو گا۔ کشف الغطا میں ہے۔ ساختن طعام در روز ثانی و ثالث برائے اہل میت اگر نوحہ گراں جمع باشند مکروہ است زیرا کہ اعانت است ایشاں را بر گناہ

مولانا محمد گل خاں مراد آبادی کی تائید میں دوسرے حنفی علماء کے فتاویٰ علی ہذا ذیل کے مطبوعہ فتاویٰ

نقل شدہ مولوی محمد گل خاں صاحب کی خدمت میں بغرض تصحیح پیش ہوئے جو بجنسہ محفوظ ہیں اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صـ۲۳ پر نقل ہو چکے ہیں

مستفتار حیم نے ہدیۃ الحرمین میں دیکھا ہے کہ حضرت نے اپنے بیٹے ابراہیم کے سیوم و دسواں و بیسواں و چہلم وغیرہ میں چھوہارے پر فاتحہ دیا اور صحابیوں کو کھلایا پس فی زمانہ لوگ پھول، پان وغیرہ کرنے سے چہلم و سیوم و دسواں و بیسواں میں مانع ہوتے ہیں کیسا ہے۔ ہو المصوب یہ قصہ جو ہدیۃ الحرمین میں لکھا ہے محض غلط ہے کتب معتبرہ میں اس کا نشان نہیں واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ سوال (مجلد سوم) فاتحہ مروجہ یعنی کھانے کو آگے رکھ کر ہاتھ اٹھانے کا کیا حکم ہے۔ الجواب یہ طور مخصوص نہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا نہ زمانہ خلفاء میں بلکہ وجود ان امور کا تینوں زمانوں میں جن کی خیریت اور بہتری کی شہادت دی گئی ہے منقول نہیں اور اب بھی حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً میں عادت خواص کی نہیں ہے اور اگر کوئی اس مخصوص طور کو عمل میں لاوے تو وہ کھانا حرام نہیں ہوتا لیکن بغیر مضائقہ نہیں ہے اور فعل کو ضروری جاننا مذموم ہے۔

اور بہتر یہ ہے کہ جو کچھ چاہیں پڑھیں ثواب اس کا میت کو پہنچا دیں اور کھانے کو بہ نیت تصدق فقراء کو کھلا دیں اور اس کا ثواب بھی اموات کو پہنچا دیں۔ سوال تیسرے یا پانچویں روز آدمی بلائے جاویں یا بلا بلائے جمع ہوں اور چند ختم کلام مجید کے پڑھیں بعضے آہستہ اور بعضے آواز سے اور چالیس خوشبو گل ثالیں اور دیگر خصوصیات و رسوم عمل میں لاویں ان کا کیا حکم ہے۔ الجواب مقرر کرنا تیسرے دن وغیرہ کا خاص کر اور اس کو ضروری جاننا شریعت محمدیہ میں ثابت نہیں ہے۔ صاحب نصاب الاحتساب نے ان امور کو مکروہ لکھا ہے رسم و راہ تخصیص سے کرنے کو اور جس روز چاہیں ثواب میت کی روح کو پہنچا دیں اور میت قریب اپنے مرنے کے زیادہ محتاج مدد پہنچانے کا ہوتا ہے جس قدر ایصال ثواب جس روز ہو موجب خیر کا ہے اسی طرح تفسیر فتح العزیز میں ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں اور عادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ تھی کہ میت کے لئے سوائے وقت نماز جنازہ کے جمع ہوں اور قرآن پڑھیں اور ختمات پڑھیں نہ قبر پر نہ سوائے قبر کے اور یہ جمع ہونا بدعت ہے اور مکروہ البتہ تعزیت اہل میت کو تسلی اور صبر دلانا سنت و مستحب ہے لیکن یہ اجتماع مخصوص تیسرے دن کا اور دوسرے تکلفات کا مرتکب ہونا اور یتیموں کا مال بے وصیت کے خرچ کرنا یہ جملہ امور بدعت اور حرام ہیں۔"

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

نقل مکتوب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح۔ از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند مجلس مولود مروجہ بدعت ہے اور بسبب خلط امور مکروہہ کے مکروہ تحریمہ ہے اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے اور امرد لڑکوں کا پڑھنا راگ میں بسبب اندیشہ ہیجان فتنہ کے مکروہ ہے اور فاتحہ مروجہ بھی بدعت ہے مع ہذا مشابہہ بفعل ہنود ہے در تشبہ غیر قوم کے ساتھ منع ہے۔ ایصال ثواب بدون اس ہیئت کے درست ہے اور سیوم دہم و چہلم جملہ رسوم ہنود کی ہیں اس تخصیص ایام میں مشابہت بھی ہوتی ہے اور تخصیص ایام کی بدعت بھی ہے اگرچہ افضل ایصال ثواب بدون کسی تخصیص و مشابہت کے درست ہے فقط و ذلک حق

المجیب مصیب محمد قاسم علی عفی عنہ۔ المجیب مصیب عبد الوہاب خاں رام پوری۔

[شگفتہ محمد گل] [محمد قاسم علی] [عبد الوہاب خان]

اما بعد الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ فاقول باللہ الجیب محق و جمیع الاجوبۃ حقۃ وانا المفتقر الی اللہ الغنی محمد طیب المکی المدرس الاول فی المدرسۃ العالیۃ الرامپوریۃ

[محمد طیب] عرب

الاجوبۃ صحیحۃ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب محمد لطف اللہ عفی عنہ قاضی ریاست رامپور

خادم شریعت رسول الکبد قاضی مفتی محمد لطف اللہ ۱۲۹۹ھ

ہذہ الاجوبۃ صحیحۃ محمد جعفر علی عفی عنہ محدث رامپوری

ولد محمد اکبر علیخاں محمد جعفر علیخاں

علاوہ بریں رسالہ فتوی قامع البدعۃ فی اخذ الطعام التعزیۃ مرتبہ ۱۲۹۹ھ مطبوعہ امداد الہند مراد آباد ۱۳۰۱ھ مطابق جولائی ۱۸۸۴ء جس کے مختصر الفاظ ص۳ میں یہ ہیں

"کھانا کھلانا اہل میت کا میت کی طرف سے فقراء و مساکین کو بغیر تعیین کسی دن و ساعت کے ایصال ثواب کے لئے درست ہے۔"

باقی روایات کتب فقہ جس طرح مولوی صاحب بریلوی کے فتوی میں مندرج تھیں اس میں بھی مرقوم ہیں۔ فتوی ہذا پر سب سے اول تصدیق مولوی محمد گل خاں صاحب بدین مضمون ثابت ہے۔ ذٰلک حق محمد گل خاں کابلی [مہر: محمد گل] جس کو زمانہ ۵۳ سال کا گذر چکا۔ ناظرین کی خدمت میں مندرجہ کتاب ہذا چار فتوی مولوی محمد گل خاں صاحب کے پیش کئے جا چکے۔ اول مولوی نعیم الدین کے ص۵۴–۵۸ کے جواب میں دربارہ ندا و استعانت اموات نذر و منت وغیرہ امور کا شرک و کفر ہونا اور دوم دربارہ تعزیہ داری کی کفریات و شرکیات مولوی نعیم الدین کے ص۸۸–۹۹ کے جواب میں گذر چکا۔ اور سوم و چہارم جس میں تمام بدعات زمانہ فاتحہ مروجہ تیجہ بیسواں ششماہی برسی مولود مروجہ قیام وغیرہا سب کو بدعت ضلالت قرار دیا جانا پس جبکہ جملہ عقائد توحید و سنت و رد شرک و بدعت میں مولوی محمد گل خاں صاحب کا کما حقہ تقویۃ الایمان کے ساتھ موافق ہونا ثابت ہے۔ پھر کس طرح تقویۃ الایمان کے عقائد کو باطل و کفر کہہ کے مولوی محمد گل خاں صاحب کو "مخدومی" "رئیس العلماء" "راس الفضلاء" کا خطاب و القاب دے سکیں گے۔ بلکہ بقول خود مولوی گل خاں صاحب کا مولانا شہید مرحوم کی طرح معاذ اللہ خروج عن الاسلام اور کفر ثابت ہو گیا۔

صراط مستقیم اور مسئلہ ایصال ثواب

قولہ ص۹۱ اب ایک عبارت مولوی اسمٰعیل کی بھی ملاحظہ فرمائیے جو صراط مستقیم میں لکھی ہے۔

"نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ این معنی بہتر و افضل" صراط مستقیم ص۶۴[1]۔ دریافت کرنا تو یہ ہے کہ اموات کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جائز سمجھ کر مولوی اسمٰعیل اپنی تقویۃ الایمان کے حکم سے شرک کے کس طبقہ میں پہنچے کوئی صاحب یہ عذر نہ کریں کہ یہاں صرف فاتحہ کا ذکر

[1] یہ صفحات مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۲ھ کے ہیں (ر ح ح)

کیا ہے نذر و نیاز کا نہیں ہے۔ اور شرک تو انہوں نے نذر و نیاز کو بتایا ہے کیونکہ یہ معاملہ خود مولوی اسمٰعیل نے اسی صراط مستقیم میں طے کر دیا ہے لکھتے ہیں

"پس در خوبی این قدر امر از امور مرسومہ فاتحہ ہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔"

صراط مستقیم ص۵۵ یہاں تو صاف نذر و نیاز اموات کا ذکر ہے جس کو تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے اور اس کے کرنے والوں کو ابو جہل کے برابر مشرک ٹھہرایا ہے۔ یہاں مولوی اسمٰعیل اس کی خوبی میں شک و شبہ نہیں بتاتے تو فرمائیے اپنے حکم سے مومن رہے یا مشرک اور مشرک ہوئے تو فقط ابو جہل کے برابر یا فرعون و ہامان بلکہ ابلیس کے برابر کیونکہ نذر و نیاز کرنے سے ابو جہل کے برابر مشرک بتا چکے ہیں اور یہاں تو نذر و نیاز کی ترغیب دے رہے ہیں اور اس کو خوب بتا رہے ہیں اور خوبی میں شک و شبہ لانے سے منع کر رہے ہیں تو تقویۃ الایمان کے لحاظ سے ابو جہل سے گئی درجے اور بڑھ گئے۔

اقول۔ اولاً صراط مستقیم ص۵۵ و ص۶۴ کی عبارات ہرگز مولانا شہید مرحوم کی نہیں ہیں۔ کیونکہ صراط مستقیم خود حسب صراحت مولانا شہید مرحوم کے از اول تا ختم باب اول ص۳۳ اور باب چہارم از ص۱۴۲–۱۶۹ آپ کی ہے چنانچہ اس کی تفصیل پورے طور پر آگے گذرے گی۔ پس یہ مغالطہ آمیز کلام ہے۔ ثانیاً درصورت صحت مضمون کے اس میں ہرگز فاتحہ مروجہ کا جواز نہیں ہے۔ بلکہ اس کے مضمون میں مؤلف نے خیانت کی ہے اور کاٹ چھانٹ کر خلق اللہ کو دھوکہ میں ڈالا ہے۔ سنئے بگوش ہوش صراط مستقیم کی پہلی عبارت ص۶۴ مع ترجمہ۔

"و در تقسیم طعام سوم و چہلم بسبب خوف مطعون شدن وسعت و کشادگی میکنند و بنا بر حفظ رسوم تعزیت و تہنیت و اعراس از ادائے حقوق واجب غفلت می نمایند و معرض میشوند بسا مے باشد کہ انجام و انفعال ترک رسم انسان را در مہلک می اندازد و اسباب معاش خود را برائے محافظت رسم فروختہ مفلس مے ماند محض محتاج جہان شبینہ گشتہ گدا گر میشود و گدا گری کہ مذلت دارین است برخود گوارہ میکنند"

یعنی سوم و چہلم کے کھانوں کی تقسیم میں طعنہ زنی کے ڈر سے فراخی کرتے ہیں اور ماتم و شادی کی رسوم کی حفاظت کے لئے واجبات حقوق میں غفلت کرتے ہیں اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ رسم کے ترک کرنے کی فکرمندی انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتی ہے اور رسم کی حفاظت کے لئے اپنی معاش کے اسباب کو بیچ کر مفلس ہو جاتا ہے محض رات کی روٹی سے محتاج ہو کر گداگری کو جو دونوں جہان کی ذلت کا باعث ہے اپنے اوپر گوارا کر لیتا ہے اور یہ خرابیاں لوگوں کے دلوں میں ان رسوم کے تحت پختہ ہو

[1] طبع مجتبائی ۱۳۲۲ھ (ر ح ح)

واین مفسدہ نیست مگر بسبب شدت و سوخ
نزد آں عادہ زنان مردم و توجہ مطاعن بحال تارک
آں رسم اگر خدا نماز نے عمداً ترک نماید آں قدر
ہر گز ملام نخواہد شد کہ در ترک غنا و رقص در محفل
شادی نکاح و لہذا این چنیں مردم را پیش می آید
کہ تکلف بسیار در اطعمہ می نمایند و در آرائش محافل
شادی جد و جہد و کوشش تمام بکار می برند حالانکہ
طفلان صغیر السن از گرسنگی جان بلب می باشند
و کمال جہل و سفاہت اینست کہ ایں امر معکوس
را کمال مروت و جوانمردی میدانند و وقت
پیش آمدن چنیں ضروریات در گرفتن مال از
جا بجا باکے نمیکنند و تمیز حلال و حرام نے
نمایند و چونکہ مال بدست مے آید صریح
خلاف شرع و عقل در مصرف آں بعمل می آرند
صرف در سبیل شیطانی در صرف می کنند بالجملہ
بنائے التزام رسوم و اہتمام آن بر غیرت دنیا
و عزت و نام دار فنا است و ہر کار یکہ بنائش
این چنیں باشد البتہ مرضی حق نیست بلکہ از
ملکوت آوازہ نفرین بر آن کار و عاملان آن
کار میرسد و مشاہدہ آں موجب ظلمت و
کدورت بواطن صافیہ اہل ایمان کامل میگردد
و مرتکب آں روز قیامت در مواخذہ و محاسبہ
آں گرفتار خواہد شد کہ این قدر اموال کثیر چرا
بیجا و بی محل خرچ کردہ شامل زمرہ اخوان الشیاطین
گردید؛ نحو

جانے اور ان کے چھوڑنے والے کے حال پر طعنوں
کے متوجہ ہونے کے باعث پیدا ہوئی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی
شخص نماز کو عمداً چھوڑ دے تو اس قدر ہر گز ملامت
کا سزاوار نہ ہوگا جس قدر شادی کی محفل میں ناچ
رنگ کے ترک سے ملامت کا مستحق سمجھا جاوے گا
اسی لئے ایسے آدمیوں کو کھانوں میں بہت تکلف
کرنا پڑتا ہے اور وہ شادی کی محفل کی آرائش
میں نہایت کوشش کرتے ہیں حالانکہ چھوٹے بچے بھوک کے
مارے جاں بلب ہو جاتے ہیں اور کمال جہالت اور
نادانی یہ ہے کہ اس الٹی بات کو کمال مروت اور جوانمردی
جانتے ہیں اور ایسی ضرورتوں کے پیش آنے کے موقعوں پر
حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے اور جہاں سے جس طرح مال ہاتھ
آتا ہے اس کے لینے کی پرواہ نہیں کرتے اور جب مال ہاتھ آ
جاتا ہے تو صریح خلاف شرع اور خلاف عقل محض شیطانی
راستے میں خرچ کرتے ہیں حاصل کلام رسموں کے التزام
کی بنا اور ان کا اہتمام دنیا کی غیرت اور عزت اور
نام کے وہم پر ہے اور جس کام کی بنا ایسی ہو بیشک
وہ حق تعالیٰ کی رضامندی کے مخالف ہے بلکہ عالم
ملکوت سے اس کام اور اس کے کرنے والوں پر آوازیں
نفرت کی آتی ہیں اور اس کا مشاہدہ کامل ایمان والوں کے
صاف دلوں میں کدورت اور تاریکی کا باعث ہوتا ہے
اور قیامت کے روز ان امور کا مرتکب حساب
کے مواخذہ میں گرفتار ہوگا کہ اس قدر کثیر مال بے جا
خرچ کر کے شیاطین کے بھائیوں کی جماعت میں
کیوں داخل ہوا،

اب مسئلہ ملاحظہ فرمایئے

و مے پندارند کہ نفع رسانیدن باموات با طعام
و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر و افضل
غرض آنست کہ مقید برسم نباید شد بے تعیین
تاریخ و روز و جنس و قسم طعام ہر وقت در قدر
کہ موجب اجر بیش بود بعمل آرد و ہر گاہ ایصال
نفع بمیت منظور دارد موقوف بر اطعام نگذارد
اگر میسر باشد بہتر است والا صرف ثواب سورہ
فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب ہا ست و در تعیین
تاریخ و روز و قسم و وضع طعام خفیۃ پیش می آید
و اعتقاد و اہتمام موجب اضاعت اوقات
میگردد و دیگر کار ہائی اہم معطل میمانند و بیگانہ و یگانہ
و آشنا و نا آشنا بروز و تاریخ منتظر و مترقب
میمانند و اقربا فراہم می آیند و انسان را خواہ
نخواہ بہ ہیچ کردن دشوار می بود و سر انجام آن ضرور
می افتد پس در حق میت بعد تجہیز و تکفین و دفن
بجز دعا و تعزیت ہیچ رسم را التزام نباید کرد و
ہمچنیں در نکاح بجز ولیمہ کہ سنت مؤکدہ است
و مانند آں کہ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ثابت
شود ہمہ رسوم ترک باید نمود خلاصہ کلام درین
مقام آنکہ محمد عربی را صلی اللہ علیہ وسلم از تمام
خلق پیشوا و محبوب مطلق اعتقاد کردہ و بدل
و جان راضی باں شد تمامی رسوم ہنود و سند
و فارس و روم را کہ خلاف وی صلی اللہ علیہ

اور یہ نہ سمجھیں کہ نفع پہنچانا مردوں کو کھانے اور فاتحہ خوانی
کے ذریعہ سے اچھا نہیں ہے اس لئے کہ یہ کام تو بہتر اور
افضل ہیں غرض یہ ہے کہ پابند رسم کا نہ ہونا چاہئے تعیین
تاریخ اور دن اور جنس اور قسم کھانے کے جس وقت اور
جس قدر کہ موجب ثواب ہو بجا لاوے اور جس وقت میت
کو کچھ نفع پہنچانا منظور ہو تو کھانا کھلانے ہی پر موقوف نہ
رکھے اگر میسر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ صرف ثواب سورہ
فاتحہ اور سورہ اخلاص کا بہترین ثواب ہے تعیین
اور دن اور قسم اور وضع کھانے کی مقرر کرنے میں تنگی پیش
آتی ہے اور اس کا اہتمام تضییع اوقات کا باعث ہوتا ہے
اور دوسرے ضروری اہم کام معطل رہ جاتے ہیں اور اپنا
اور بیگانہ دن اور تاریخ کا منتظر رہتا ہے اور اقربا جمع
ہو جاتے ہیں اور خواہ مخواہ انسان کو دشوار کام کا بھی سر انجام
ضروری کرنا پڑتا ہے پس میت کے حق میں تجہیز و تکفین اور
دفن کے بعد بجز دعا و تعزیت کے کسی رسم کا التزام نہ کرنا
چاہئے اور اسی طرح نکاح میں بجز ولیمہ کے کہ سنت
مؤکدہ ہے اور جو مانند اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کو پیشوا اور محبوب مطلق اعتقاد کر کے بدل و جان
ان سے راضی ہو وے تمام رسوم ہنود اور سندھ
اور فارس و روم کو جو کہ خلاف طریقہ نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و بارک
وسلم کے ہوں یا زیادتی طریقہ صحابہ
کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر لازم آوے

وانکار وکراہت برآن اظہار کند۔

کراہت کا اظہار کرے۔"

پس ناظرین اصحاب فہم وانصاف نے صراط مستقیم ص۱۲ کی صریح عبارت ملاحظہ فرمالی کہ مولوی نعیم الدین کی نقل کردہ عبارت کا اول وآخر مضمون اس عبارت سے تعلق رکھتا ہے خصوصاً "و نہ پندارند" کو اڑا کر چھوڑ کر لوگوں کو فریب میں ڈالا کہ یہ عبارت اپنے معنی میں مستقل جملہ معلوم ہو۔ حالانکہ خود مولوی نعیم الدین اپنے رسالہ قرابۃ النور ص۳۴ میں لکھ چکے ہیں۔

"کہ دو مسلمانی شدہ انصاف لیس صریح عبارت چھوڑ کر ایک ٹکڑا مفید مطلب خیال کر کے لکھ دینا کونسی دیانت ہے۔"

پس اس پوری عبارت صراط مستقیم میں رسومات فاتحہ مروجہ یعنی کھانا پانی رکھ کر فاتحہ خوانی کا خاص اہتمام کرنا اور کپڑے پیسے پر مثلاً ذکر نا مع دیگر تعینات وتخصیصات مروجہ کے نقصانات پر مطلع فرمایا گیا نہ کہ محض میت کی طرف سے کھانا کھلانے یا سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص وغیرہ پڑھ کر ثواب پہنچانے کو۔ جس طرح اس کی تفصیل وتشریح خصوصاً مسلمہ اکابر ومولوی نعیم الدین کے کلام سے گذر چکی جس میں فاتحہ مروجہ کی بندشی تخصیصات وتعینات کو بدعت وجہالت، واہیات وخرافات، جاہلانہ حماقات، بطلالات اور بے معنی بتایا گیا ہے۔ افسوس مولوی نعیم الدین کی روش پر کہ تقویۃ الایمان میں ایصال ثواب کو شرک کہنے کا صریح بہتان لگا کر مولانا شہید مرحوم پر شرک کا دھبہ لگا دیا۔ حالانکہ تقویۃ الایمان میں جس نذر ونیاز غیر اللہ کو شرک کہا ہے جملہ اکابر فقہاء اسی نذر ونیاز کو شرک فرماتے ہیں۔ نہ ایصال ثواب اور نذر ونیاز الی اللہ تعالیٰ کو۔ اگر مولوی نعیم الدین کی یہی فریب کاری ہے تو خود اپنے اکابر پر کیا بدرجہا زائد کفر وشرک عائد نہ کریں گے!

اب مؤلف کی بسلسلہ عبارت صراط مستقیم ص۵۵ دوسری کارستانی ملاحظہ ہو اسی مبحث میں مرقوم ہے۔

از جملہ بدعات مشرکین صوفی شعار وائے نذر ونیاز اولیاء اللہ است بوضعیکہ شرک خفی و اسراف اموال را اختراع بدعات بوجوہ متعددہ درآں راہ یافتہ بیانش آنکہ اگرچہ اصل این امر بہتر وخوب موافق حکم شرع شریف است لیکن چونکہ عوام ظنون واوہام خود را درآں دخل دادند وخلف آنہا تابع سلف خود شدہ دریں امور تجدید وتحمید نمودند وقاعدہ ہر کہ آمد برآں

یعنی ادا کرنا نذر ونیاز اولیاء اللہ اس طور پر کہ شرک خفی اور اسراف مال اور کتنی ہی بدعتوں کے رواج نے اس میں راہ پائی ہے بیان ان کا یہ ہے کہ اس امر کی اصل اگرچہ بہتر اور خوب موافق حکم شرع کے ہے لیکن جب عوام نے اپنے ظنون اور وہموں کو اس میں دخل دے دیا ہے اور ان کی اولاد اپنے سلف کے تابع ہو گئی۔ اور ان امور کی تجدید اور تحمید کر لی گئی اور حسب قاعدہ جو آیا اس نے

مزید کرد وا دستور العمل ساختند آں اصل محمود مخفی ومحتجب گردید وفروع خبیثہ کہ از سعی ونزاع خیالات مردم بہم رسیدہ ظاہر ورائج گشت ایضاً ص۵۹ وبنا علیہ ہر کہ بموجب معمول رائج فاتحہ وایصال ثواب نکند او را ناخلف ومنکر حق اہل الحقوق گمان مے برند ونمی فہمند کہ اگر ترک این رسوم فاتحہ وایصال ثواب ایشاں ناخلف ومنکر حق . . . .

اہل حقوق می شوند لازم می آید کہ اہل بیت عظام وصحابہ کرام وسائر طبقات مومنین وصلحاء وعلماء واولیاء کرام کہ پیش از اختیار این رسوم گذشتہ اند معاذ اللہ ناخلف بہ نسبت سلف خود باشند بلکہ ہمیں حرف در شان افضل المرسلین محبوب رب العالمین بہ نسبت امام الانبیاء خلیل باصفا حضرت خالق الارض والسماء در خاطر خطور خواہد کرد معاذ اللہ من ذلک ثم معاذ اللہ من ذلک

پس ازیں بیان واضح شد کہ این رسوم فاتحہ خوانی بوضع مخترع زائد از لوازم وارکان دین متین است کمال ایمانی موقوف بران نہ ایضاً ص۵۵

واگر آں کس کہ ثواب بروح میرسانند اہل حقوق اوست بہ مقدار حق او خوبی رسانیدن این ثواب زیادہ تر خواہد شد پس در خوبی این قدر امر از امور مروجہ فاتحہ واعراس

زیادتی کو دستور العمل بنالیا تو وہ اصل پسندیدہ پوشیدہ ہو جاتی ہے اور ناپاک فروعات جو لوگوں کی خواہش سے پیدا ہوئی تھیں ظاہر اور رائج ہو گئیں۔ اسی لئے کہ جو رواجی طور پر فاتحہ اور ایصال ثواب نہ کرے ناخلف اور منکر اہل حقوق کا گمان کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اگر فاتحہ اور ایصال ثواب کی ان رائج رسموں کے چھوڑنے سے آدمی ناخلف اور اہل حقوق کے حق کا منکر بن جاتا ہے۔ تو لازم آتا ہے کہ اہل بیت عظام اور صحابہ کرام اور مومنین اور صالحین اور علماء اور اولیاء جو ان رسوم کی شہرت سے پہلے گذر چکے ہیں معاذ اللہ اپنے اسلاف کی بہ نسبت ناخلف ہوں بلکہ یہی حرف افضل المرسلین محبوب رب العالمین کی شان میں بہ نسبت امام الانبیاء خلیل باصفا خالق الارض والسماء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں دل میں کھٹکے گا معاذ اللہ من ذلک ثم معاذ اللہ من ذلک پس اس بیان سے واضح ہوا کہ یہ رسم فاتحہ خوانی بوضع ایجادی دین متین کے لوازم اور ارکان سے زائد ہیں اور ایمان کا کمال ان پر موقوف نہیں ہے۔ اور اگر وہ شخص کہ جس کی روح کو ثواب پہنچا رہا ہے اس کے حق والوں میں سے ہے۔ اس کے حق کی مقدار پر اس ثواب پہنچانے کی خوبی بہت زیادہ ہو گی۔ پس اس قدر امر کی خوبی امور مروجہ فاتحوں اور عرسوں اور نذر ونیاز اباحات میں کچھ شک اور شبہ نہیں ہے۔ اور

ونذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست و تعین اوقات و قسم طعام و وضع آن و تناول کنندگان ہمہ از قبح خالی نیست ایضاً ص۵ و حقیقت آنست کہ کسانیکہ در نذر و نیاز ارتکاب معاصی و کفر میکنند ایشاں را ایصال ثواب منظور نیست بلکہ شرک میکنند و می دانند کہ کار برائے بزرگان میکنم معنی عبادت خدا ہر گز در ذہن شان نمے باشد دلیلش آنکہ ہر کہ در توشہا و نیاز ہائے بزرگان مبلغان کثیر صرف کردہ باشد اگر از دے پرسند کہ گاہے برائے خدا ہم چیزے دادہ خواہد گفت کہ نہ بالجملہ خدا او بہا را بعضے در مرتبہ مساوی تقرب و رضا جوئے می نہند پس چارہ کار طالب حق و صواب و تتبع مرضیات خدا و رسول دریں چیز و زمان آنست کہ بروح ہر شخصے کہ ایصال ثواب منظور باشد بلا قید وضع و جنس طعام و تناولان آن ہر چیز یکہ انفع و بہتر در حق فقراء و محتاجین آن وقت باشد و بصفائے نیت مقرون تربود صرف نمایند و از طرف آں شخص نیت کردہ بعمل آرد و اگر دعا ہم کند بہتر است و تمام قیود و رسوم بیک قلم دور کند اھ۔

وقتوں اور طعام کی قسموں اور اس کی وضعوں اور کھانے والوں کی تعیین تمام قباحتوں سے خالی نہیں ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ نذر و نیاز میں نافرمانیوں اور کفر کا ارتکاب کرتے ہیں ان کو ثواب پہنچانا منظور نہیں ہے بلکہ وہ تو شرک کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ کام بزرگوں کے لئے ہم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے معنی ان کے ذہن میں ہرگز نہیں ہوتے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جو لوگ توشوں اور نیازوں میں کثیر روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اگر ان سے دریافت کیا جائے کہ تم نے خدائے تعالیٰ کے لئے بھی کبھی کوئی چیز دی ہے تو کہیں گے نہیں غرض کہ بعض تو خدائے تعالیٰ اور بزرگوں کو تقرب اور رضا جوئی کے مرتبہ میں مساوی رکھتے ہیں پس اس وقت میں حق اور ثواب کے طالب اور خدا و رسول کی مرضیات کے تتبع کے لئے یہی چارہ ہے کہ جس شخص کی روح کو ثواب پہنچانا منظور ہو بلا قید وضع اور جنس طعام اور کھانے والوں کے جو چیز کہ اس وقت کے فقیروں اور محتاجوں کے حق میں زیادہ مفید اور بہتر ہو خالص نیت کے ساتھ خرچ کرے اور اگر دعا بھی کرے تو بہتر ہے اور ساری قیدوں اور رسموں کو یک لخت دور کر دے "

الحمد للہ کہ صراط مستقیم ص۶۳ کے ملحق اول و آخر سارے مضمون سے جس کا تھوڑا سا ٹکڑا نقل کر کے مولوی نعیم الدین نے لوگوں کو دھوکہ میں مبتلا کیا تھا جس کے فریب و دجل کا غبار صاف ہو کر مسئلہ آفتاب کی مانند روشن ہو گیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

" نذر و نیاز اولیاء میں شرک خفی اور اسراف اور بدعتوں کی آلودگی ہے اگرچہ اصل ایصال ثواب بہتر ہے۔ مگر ممنوعات کی وجہ سے خرابی پیدا ہو گئی کہ دعا بھی فاتحہ کے قیودات اگر کوئی نہ کرے تو اس کو ناخلف جانتے ہیں حالانکہ یہ ناخلف ہونے کا الزام انبیاء علیہم السلام تک پہنچتا ہے کہ وہ سب ان رسومات کے عامل و حامل ہرگز نہ تھے بلکہ ثواب پہنچانے میں میت کا جس قدر قریبی رشتہ دار ہوگا اس کے ثواب کی خوبی زیادہ ہوگی۔ بس اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے۔ الا ایصال ثواب امور مروجہ فاتحہ و نذر و نیاز میں یہ وقتوں، کھانوں اور کھانے والوں کی تعیین وغیرہ تمام قباحتوں سے خالی بھی نہیں ہے۔ اور جو لوگ نذر و نیاز میں کفر کا ارتکاب کرتے ہیں ان کا مقصود ثواب پہنچانا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ لوگ بتوقع نفع وغیرہ بزرگوں کے لئے کرتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ کے لئے جس طرح توشہ وغیرہ امور ہیں۔ پس متبع خدا اور رسول بلا قید وضع و جنس طعام وغیرہ لوجہ اللہ تعالیٰ خالص نیت سے ثواب پہنچا دے اور ساری قیدوں اور رسموں کو یک لخت چھوڑ دے "

چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے حیات الموات ص۲۴ میں مستند مانا ہے مکتوب جلد ثالث ص۶۸ مطبوعہ نولکشور میں جس کی عبارت اصل فارسی میں گذر چکی ہے۔ فرماتے ہیں۔

" اسی طرح حال عورتوں کے روزہ رکھنے کا ہے کہ بہ نیت پیروں اور بیبیوں کے رکھتی ہیں اور اکثر ان کے نام اپنی طرف سے گھڑتی ہیں اور اپنے روزوں کو ان کے نام سے نسبت کرتی ہیں اور افطار و قت ہر روزہ کے لئے خاص کھانا اور خاص وضع متعین کرتی ہیں اور دنوں کا تعین بھی ہر روزہ کے لئے کرتی ہیں اور اپنے مطالب و مقاصد کو ان روزوں سے متعلق کرتی ہیں اور ان روزوں کے وسیلے سے اپنی حاجت ان سے چاہتی ہیں اور اپنی حاجت روائی ان سے جانتی ہیں یہ عبادت میں شرک ہے اور بوسیلہ عبادت غیر کے اپنی حاجات کو ان غیر سے چاہنا ہے۔ برائی اس فعل کی خوب طرح سے جاننا چاہئے۔ حالانکہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے یعنی روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اور میرے غیر کو عبادت روزہ میں کوئی شرکت نہیں ہے ہر چند کسی عبادت میں شرکت حق تعالیٰ کے ساتھ جائز نہیں ہے لیکن تخصیص روزہ کے واسطے اہتمام اس عبادت کی غرض سے ہے اور تاکید نفی شرک اس عبادت کے لئے کرنا ہے اور حیلہ کرنا ہے جو کچھ کہ بعض عورتیں اس فعل کی برائی ظاہر ہونے پر کہتی ہیں اگر اس امر میں بچی ہو تیں تو تعین زمانہ اور دنوں کا روزوں کے واسطے کیا دیکار ہے اور تخصیص کھانے اور تعین طریقہ شنیعہ مختلف روزوں کے افطار میں

کس واسطے ہے ایسا اکثر ہوتا ہے کہ افطار کے وقت حرام چیزوں کا ارتکاب کرتی ہیں اور افطار حرام شئے سے کرتی ہیں اور بے ضرورت سوال اور گدائی کرتی ہیں اور اپنی حاجتوں کے پورا کرنے کو مخصوص ارتکاب ان حرام چیزوں سے جانتی ہیں۔ یہ خود عین گمراہی اور تسویل شیطان لعین ہے واللہ سبحانہ اعلم"

حضرت مجدد صاحب کے ارشاد میں مطابق بیان "صراط مستقیم" کے عوام کا نذر و نیاز غیر اللہ مانند توشہ وغیرہ کو بحیلۂ ایصال ثواب کہنے کو باطل فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ اگر لوجہ اللہ تعالیٰ ایصال ثواب ہوتا تو تخصیصات و تعینات کیوں کی جاتیں۔ پس مولوی نعیم الدین کی چالاکی کہ "صراط مستقیم" میں نذر و نیاز کی ترغیب دی گئی اور تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہزار افسوس کے لائق ہے۔ حالانکہ جس نذر و نیاز کو تقویۃ الایمان میں شرک فرمایا ہے۔ تمام فقہاء ائمہ دین بھی اسی کو شرک فرما چکے ہیں۔ اور جس ایصال ثواب کو صراط مستقیم میں بہتر اور خوب فرما کر رسومات مروجہ کو قبیح بتا رہے ہیں اسی کو تمام علماء دین خصوصاً مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی، بدعت و جہالت، واہیات، وخرافات، جاہلانہ حماقات و بطالات اور بے معنی بتا چکے۔ پس مولانا شہید مرحوم کو اگر ابو جہل فرعون، ہامان، ابلیس سے کوئی درجہ بڑھ کر مشرک قرار دیا جائے گا۔ تو ان کے اپنے بزرگ بھی اس "شرف" سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

قولہ ص۹۱-۹۳ "صراط مستقیم کی فصل دوم میں طریقہ چشتیہ کا بیان ملاحظہ کیجیے جہاں لکھتے ہیں"

"اول طالب را باید کہ باوضو دو زانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسل ایں بزرگاں نماید و بنیاز تمام و زاری بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دو ضربی شروع نماید۔ صراط مستقیم ص۱۲۲"

قرآن و حدیث صحابہ تابعین تبع تابعین سے یہ طریقہ ان ہیئات و تخصیصات کے ساتھ کہیں ثابت نہیں ہے تو وہابیہ کے مذہب کی بنا پر بدعت ہوا اور مولوی اسمٰعیل بدعتی ضال۔ تقویۃ الایمان ص۔۔ کی عبارات میں "علماء مشائخ بزرگان دین کسی کو نہ ماننا چاہیے اور کسی کے حکم کو سند سمجھنا شرک ہے۔ یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے۔ سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔" جب رسول کی بات بھی اسمٰعیل کے نزدیک ماننے کے قابل نہیں اور اس کو ماننے والا مشرک ہو جاتا ہے تو اسمٰعیل کا یہ طریقہ چشتیہ نکالا ہوا کیوں شرک نہ ہوگا۔ اور اس کو منوانے کے لئے کتاب لکھنے والا مشرک گر اور صراط مستقیم کی عبارت سے خود اس کے اوپر

جاری ہو گئے۔ اور وہ اپنے ہی مقرر حکموں سے مشرک ہوا ہے کوئی رہے ؟ جو اس کی حمایت کرے۔ اور اس شرک سے اس کو بری ثابت کر سکے نہیں ہرگز نہیں چشتی بزرگوں کے نام کی فاتحہ اور اس میں باوضو دو زانو بیٹھنے کا نہیں بلکہ یہ بھی تصریح کہ نماز کے طریقہ پر بیٹھے پوچھو تقویۃ الایمان سے کتنا ڈبل شرک ہے، اس سے بڑھ کر یہ ستم ڈھایا کہ کشود کار کی دعا میں بنہایت گریہ و زاری اور عجز و نیاز کے ساتھ بزرگان چشت کا وسیلہ بنانے کا حکم دیا یہ اس کے عقیدہ کا وہی شرک ہے جس کو تقویۃ الایمان ص۔۔ والی عبارت میں لکھا ہے کہ کسی کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا ہی ان کا کفر و شرک تھا۔ اب تو خواجگان چشت کو صراط مستقیم میں اپنا وکیل و سفارشی مان کر اسمٰعیل اپنے ہی علم سے ابوجہل کے برابر مشرک ہوا۔ اب یہ بات اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ اولیاء کی نذر و نیاز کرنا اور ان کو اپنا وکیل سمجھنا جس کو اسمٰعیل نے تقویۃ الایمان میں کفر و شرک کہا ہے خود اسمٰعیل اور اس کے بزرگوں کے قول سے بھی ثابت ہے اور اس کا یہ حکم شرک بے دلیل و باطل اھ ملخصاً بلفظہ

اقول وباللہ التوفیق: اولاً۔ یہ عبارت بھی مولانا شہید مرحوم کی نہیں ہے۔ سابقاً جس کی تفصیل اوپر گذر چکی۔ ثانیاً مولف کا اپنی زباندرازی سے مجتہدین طریقت کے طرق و معالجات مجوزہ پر غیر ثابت ہونے کا الزام رکھ کر اپنی بدعات مخترعہ اور بے اصل کو ثابت کرنے کا ادعا محض باطل ہے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

حالانکہ مجتہدین طریقت نے مبتدی کو ملکہ حضوری پیدا کرنے اجرائے قلب ذکر اللہ پر آداب و طریقہ تعلیم فرمائے ہیں جس کی اصل اذکروا اللہ ذکراً کثیراً وغیرہم نصوص میں وارد ہے۔ اور اگر وہ اس میں عند اللہ خالی بھی ہوں تب بھی بموجب حدیث شریف کے مستحق اجر ہیں۔ البتہ اگر اس کو مقصود اصلی جان کر اسی پر اکتفا کرے اور ترقی مدارج سنت سے غافل رہے۔ تو حد بدعت میں شامل ہو جاتا ہے۔ ورنہ فی نفسہ نہیں چنانچہ خود صراط مستقیم ص۱۲۲ ہی میں مرقوم ہے۔

ولیکن اگر انسان در ہمیں حجب متوقف گردد — یعنی بعض اوقات انسان ان ہی حجابوں میں
و از راہ وصول باصل مقصود بدست — اٹک جاتا ہے، اور راہ وصول اصل مقصود کی طرف
نیاید۔ — پہنچنا نہیں ملتا اھ

اور ص۱۲۶ میں مرقوم ہے۔

ہر چند ایں تنویر بہتر و خوب تر است لیکن ظرے — یعنی اگرچہ یہ منور کرنا لطائف کا بہتر اور خوب تر ہے لیکن

ف۱ اس لئے کہ اس طرح سے ملکہ حضوری پیدا کرنے کی کوشش خیر القرون سے ثابت نہیں (ح)

در مسافت سلوک پیدا می آید آں طول چنداں ضرور نیست

راہ سلوک میں طول مسافت پیدا ہوتی ہے اور وہ طول چنداں ضرور نہیں ہے۔"

در ص۱۴۳ میں مرقوم ہے۔

و ایں مرتبہ بمنزلہ ابجد خوانی است و مراتبے کہ از ابتدائے ذکر اینجا شدہ در کمالیکہ مطلوب و مقصود است معدودے نتواں شدہ

یعنی یہ مرتبہ بمنزلہ ابجد خوانی کے ہے اور جو مرتبے ابتداء سے یہاں تک ذکر کئے گئے ہیں مطلوب و مقصود کمال میں گنے جا سکتے ہیں۔"

در ص۱۴۴ میں مرقوم ہے

و اکثر ناواقفاں کہ امتیاز در سلوک اول و ثانی نمے کنند بلکہ از سلوک ثانی بیخبر محض اند می دانند کہ بہ تمامی سلوک اول کمال تمام میشود۔

یعنی اکثر ناواقفان جو سلوک اول اور ثانی میں تمیز نہیں کرتے۔ بلکہ سلوک ثانی سے بالکل بے خبر ہیں جانتے ہیں کہ سلوک اول کے تمام ہونے ہی کمال تمام ہو جاتا ہے۔"

در ص۷ میں مرقوم ہے۔

و ارباب ایں فن علامات و اسباب و معالجات آں را بطور طب تحقیق و تنقیح کردہ کتب ساختہ اند لیکن آں بیان باوجود شدت وضوح کفایت نمیکرد۔

یعنی اس فن کے بزرگوں نے طب کے طور پر ان کی علامات اور اسباب اور معالجوں کو تحقیق و تنقیح کر کے کتابیں مرتب کر دی ہیں لیکن وہ بیان باوجود واضح ہونے کے کفایت نہیں کرتا ہے۔"

اور خود مولانا شہید مرحوم صراط مستقیم ص۶ میں فرماتے ہیں۔

اکثر عوام صوفیاء اول را بجائے ثانی نہادہ و مشارٌ الیہ باشارات شرعیہ پنداشتہ۔

یعنی اکثر عوام صوفیہ نے قسم اول کو بجائے دوسرے کے رکھ کے اسی کو اشارات شرعیہ کا مشارٌ الیہ سمجھا ہے۔"

اور ص۸ میں فرماتے ہیں۔

اکابر طریقت اگرچہ در تعیین مبادی و اذکار و مراقبات و ریاضات و مجاہدات سعی بیش از بیش بکار بردہ اند اما الحکم لکل سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے وارد۔

یعنی اکابر طریقت نے اگرچہ اذکار اور مراقبات اور ریاضات اور مجاہدات کی تعیین میں جو کہ مبادی و لطائف ہیں نہایت کوشش کی ہے لیکن بمصداق اس مصرعے کے ہر بات اک وقت کے شایاں ہے اور نکتہ اک مقام کے لئے ہوتا ہے۔"

پس کس درجہ افسوس کرنا پڑتا ہے کہ عبارت صراط مستقیم کے اول آخر سے اولیاء اللہ کے عناد و بغض

میں چشم پوشی کر کے خیانت" لوگوں کو مغالطہ میں ڈالا جاتا ہے۔ تاکہ اولیاء اللہ کی ہمسری کر کے اپنی بدعات ضلالت کو فروغ حاصل ہو۔ پھر تقویۃ الایمان ص۱۴ کے ایک ٹکڑے سے لوگوں کو فریب میں پھانسنا نہایت سعی بین ہے۔ سنئے اصل عبارت تقویۃ الایمان کی یہ ہے۔

"و یہی اصل دین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے حکم پر چلئے اور کسی کا حکم اس کے مقابل میں ہرگز نہ مانئے۔ لیکن اکثر لوگ یہ راہ نہیں چلتے بلکہ اپنے پیروں کی رسموں کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کی خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی امام کی یا مجتہد کی یا غوث و قطب کی یا مولوی یا مشائخ کی یا باپ دادوں کی یا کسی بادشاہ و وزیر کی یا پادری یا پنڈت کی بات کو اور ان کی راہ و رسم کو رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے اور آیت حدیث کے مقابل میں پیر و استاد کے قول کی سند پکڑے یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی، سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ اصل حاکم اللہ جل جلالہ ہے پیغمبر خبر دینے والا ہے"

پس حکم خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کسی کے رسم و رواج کو مقدم جاننا کیونکر شرک میں داخل نہ ہوگا جب کہ امت کا اس پر اجماع ہے حسب آیت کریمہ

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (التوبہ)

یعنی ٹھہرا لیا انہوں نے اپنے پڑھے لکھوں کو اور اپنے درویشوں کو رب سوائے اللہ کے۔"

حدیث صحیح ترمذی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شرک قرار دیا حالانکہ وہ لوگ اپنے پڑھے لکھوں اور درویشوں کو رب نہیں کہتے تھے۔ بلکہ ان کے حلال و حرام کہنے کو حلال و حرام جانتے تھے۔" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا سب اللہ تعالیٰ ہی کا فرمانا ہے۔ کیونکہ قرآن پاک کی سورہ والنجم میں ارشاد ہے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

یعنی وہ نہیں بولتا ہمارا رسول اپنے چاؤ سے یہ تو حکم ہے جو پہنچتا ہے اس کو۔"

پھر جس کا اس کے مقابل یہ اعتقاد ہو کہ شرع انہی کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے معاذ اللہ کس قدر حق تعالیٰ اور اس کے رسول پر بہتان ہے اور رسول پر کس درجہ الزام اور تہمت ہے ہاں مجتہدین شریعت و طریقت کا فہم و اجتہاد بشرطیکہ صریح خلاف نہ ہو بحکم قرآن و حدیث لائق تسلیم ہے خود تقویۃ الایمان میں اکثر جگہ اس کی صراحت موجود ہے چنانچہ ص۳ تقویۃ الایمان میں فرماتے ہیں

"سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھئے اور اس کی سند پکڑیئے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کیجئے اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ پکڑیئے اور جو رسم اس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دیجئے"۔

اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رح تفسیر فتح العزیز ج ا صـ ۵۱۵ میں فرماتے ہیں۔

اطاعت امام مشروط و مقید است بہمان چیزہا کہ معصیت بودن آنہا از شرع معلوم نباشد والا اطاعت امام فرض نمے ماند و رجوع باحکام قرآن و امر و نواہی پیغمبر باید نمود۔

یعنی اطاعت امام کی مشروط اور مقید ہے انہیں امور سے کہ گناہ ہونا ان کا شرع سے معلوم نہ ہو ورنہ اطاعت امام کی فرض نہیں رہتی اور رجوع کرنا احکام میں قرآن کی طرف اور امر و نواہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چاہیے۔

پس مولوی نعیم الدین کا یہ نتیجہ نکالنا کہ "اسمٰعیل کے نزدیک رسول کی بات بھی ماننے کے قابل نہیں۔ اور علماء مشائخ و بزرگان دین کسی کو نہ ماننا چاہیے"، کس قدر ظلم ہے

علی ہذا صراط مستقیم میں اپنے کشود کار یعنی حل مشکلات کے لئے گریہ وزاری عجز و نیاز کے ساتھ حق تعالیٰ کی جناب میں وسیلہ و توسل ڈھونڈنے کے معنی حصول تقرب حق تعالیٰ کا بذریعہ طاعت و اعمال صالحہ کے ہے نہ کہ سوائے حق تعالیٰ کے دوسروں سے استمداد و طلب حاجات۔ پس طالب راہ آخرت کو بزرگان طریقت کے سلسلہ سے فیض باطنی کا یعنی اندرون قلب میں اللہ و رسول کی اطاعت کے حصول کا ملکہ ہوا ہے اور اس نے اس احسان میں ان پر بذریعہ دعا فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کیا ہے[1] اور تضرع و زاری میں مشغول ہوا ہے۔ یہی حصول فیض اور دعا تقرب باری تعالیٰ کا وسیلہ ہے جس کو بارگاہ الٰہی میں پیش کر کے طالب حل مشکلات ہوتا ہے۔ سوائے اس کے ہرگز کوئی معنی وسیلہ کے حق تعالیٰ کے سوا کسی کو وکیل و کارساز سمجھ کر بذریعہ ان کی نذر و نیاز کے دربار الٰہی میں نہیں ہیں چنانچہ تفسیر جلالین آیتہ "وابتغوا الیہ الوسیلۃ" کی تفسیر میں مرقوم ہے۔ "اطلبوا ما یقربکم الیہ من طاعتہ" اور تفسیر جامع البیان میں مرقوم ہے ای القربۃ لطاعتہ اور تفسیر موضح القرآن میں مولانا شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی رح فرماتے ہیں "ف یعنی رسول کی اطاعت میں جو چاہیئے نیکی کر وہ قبول ہے، اور بغیر اس کے اپنی عقل سے کرو قبول نہیں"۔ نیز متعدد احادیث صحیحہ صحیح بخاری وغیرہ کتب صحاح میں فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "میرے لئے وسیلہ کی دعا مانگا کرو، صحابہ رض نے عرض کیا وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے اس کے اوپر اور کوئی درجہ نہیں ہے نہ پہونچے گا اس درجہ میں مگر ایک مرد۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ مرد میں ہی ہوں گا"

[1] اگرچہ اس کا ثبوت خیر القرون کے عہد سے ثابت نہیں (ع - ح)

اور خود صراط مستقیم صـ ۱۲۶ ذکر نقشبندیہ میں فرماتے ہیں

واستمداد بواسطہ دعا و التجا محض از فضل آلٰہی جوید۔

یعنی مدد بوسیلہ دعاء و التجا محض فضل الٰہی سے چاہیئے"

مگر توسط اور واسطہ کے معنی مؤلف نے وسیلہ کے لکھ کر یہ افترا کیا کہ

"خواجگان چشت کو صراط مستقیم میں اپنا وکیل و سفارشی مان کر اسمٰعیل اپنے ہی حکم سے اولیاء کی نذر و نیاز کرنا اور ان کو اپنا وکیل سمجھنا جس کو تقویۃ الایمان میں کفر و شرک کہا ہے ابوجہل کے برابر مشرک ہوا"

پھر لفظ وسیلہ کے معنی تقرب باعمال صالحہ کو چھوڑ کر مؤلف نے اپنی جہالت سے اولیاء کو وکیل ماننے ان کی نذر و نیاز کرنے کے معنی میں صریح تحریف کر کے بہتان پر کمر باندھی جس طرح پہلے سے خود ان حرکات شنیعہ مردودہ کے توحید باری تعالیٰ کی ضد میں خوگر ہیں چنانچہ اپنے رسالہ فیضان رحمت صـ ۱۸ میں "ثم رفع رسول اللہ صلعم یدیہ وھو یقول اللھم اجعل صلوتک و رحمتک علی ال سعد" کا ترجمہ بجائے یا اللہ کے یارسول اللہ لکھا ہے یعنی "بعدہ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا یارسول اللہ آل سعد پر مغفرت اور رحمت فرما"۔ استغفر اللہ من ھذہ الالفاظ الشرکیۃ تا کہ جہلا اپنی ناواقفی کی وجہ سے شرک میں مبتلا ہوں اور اپنے حلوے مانڈے خوب چلیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا شہید مرحوم کو مشرک کہہ کر ان کا کیا بگاڑا۔ بلکہ اپنا بگاڑا۔ واللہ لا یھدی من ھو کاذب کفار۔

نذر و نیاز اور شاہ عبد العزیز رح

قولہ صـ ۹۴-۹۹ اب مسائل نذر و نیاز وغیرہ کے متعلق حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی چند عبارتیں نقل کر دی جاتی ہیں تا کہ اسمٰعیل کی فریب کاری خوب واضح ہو جائے شاہ صاحب فتاوی صـ ۱۲۸ میں فرماتے ہیں۔

حقیقت ایں نذر آں ست کہ اہدائے ثواب و انفاق و بذل مال بروح میت کہ امر یست مسنون و از روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ما ورد فی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہ الی قولہ حکمہ۔ انہ صحیح یجب الوفا بہ لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع اھ

اس عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ نذر کی حقیقت کھانے اور مال خرچ کرنے کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا ہے اور یہ امر سنت ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ام سعد وغیرہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے الی قولہ اور اس نذر کا حکم یہ ہے کہ یہ نذر صحیح ہے اس کی وفا واجب اس لئے کہ وہ شریعت میں قربت معتبرہ ہے"

میاں اسمٰعیل یہ کہہ رہے ہیں کہ کفار کا یہی شرک تھا، اور جو کوئی ایسا کرے وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مسلمان نذر اللہ تعالیٰ کی کرتے ہیں۔ ثواب اس کا کسی بزرگ کو پہنچاتے

ہیں۔ ابوداؤد شریف کی حدیث ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص نے مقام بوانہ میں ایک اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا وہاں مشرکین کا کوئی بت ہے جس کی پرستش کی جاتی ہو یا کفار کا کہیں میلہ لگتا ہے۔ عرض کیا نہیں فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نذر جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی مکان مخصوص یا خانقاہ یا درگاہ یا کسی آستانہ میں اس کو ادا کرے کیونکہ نہ وہاں بت ہوتا ہے جس کی پوجا کی جاتی ہو نہ کفار کا میلہ۔ ام سعد کی جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس حدیث کو خود مولوی اسمٰعیل نے صراط مستقیم صـ۶۳ میں نقل کیا ہے اور تمام عبادات کے ثواب پہنچنے کو تسلیم کیا ہے مولوی اسمٰعیل صاحب کی اس عبارت نے فاتحہ گیارہویں تیجہ، چالیسواں، عرس، نذر نیاز سب کو جائز کر دیا۔ غوث اعظم کی گیارہویں شیخ عبدالحق کا توشہ بی بی صاحبہ کی صحنک خواجہ صاحب کی دیگ شاہ بو علی قلندر کی سہمنی اماموں کی نیاز کا کھچڑا شربت اسی قسم کی نسبتوں کو مولوی اسمٰعیل نے شرک کہا ہے شرک کا حکم دینا بھی غلط خلاف شرع اور مسلمانوں کو بے وجہ مشرک بنانا ہے۔ ہر مسلمان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ ایصال ثواب ان بزرگوں کے لئے ہے اور اسی مناسبت سے وہ نسبت کر دیتے ہیں۔ ایسی نسبت خود قرآن کریم میں موجود ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ صدقات فقراء و مساکین وغیرہ کے لئے ہیں۔ حج کی نسبت بیت یعنی خانہ کعبہ کی طرف کی گئی ہے۔ نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز جنازہ، نماز خوف، نماز ظہر، نماز عصر، نماز مغرب، نماز عشاء، نماز فجر وغیرہ میں روزے رمضان کے زکوٰۃ سونے کی۔ زکوٰۃ چاندی کی۔ زکوٰۃ مال کی زکوٰۃ گائیوں کی زکوٰۃ بکریوں کی۔ ان تمام عبادتوں کی نسبتیں بھی غیر خدا کی طرف ہیں تو کیا یہ سب شرک ہیں۔ الحمد للہ کہ اب خوب واضح ہو گیا کہ مسلمان جو نذریں نیازیں کر کے بزرگوں کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں وہ بے شبہ جائز و درست ہو احادیث و آیات سے اسکا جواز ثابت اسکو شرک بتانیوالا گمراہ ،، -

اقول بیشک اس فتوی شاہ صاحب میں جس نذر اللہ میں ایصال ثواب مقصود ہوتا ہے یا جو نذر محض لوجہ اللہ تعالےٰ ایصال ثواب کے لئے ہو جس طرح ام سعدؓ کو ایصال ثواب کیلئے کنواں بنوا دینا حدیث شریف میں آیا ہے یا صراط مستقیم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اپنے بھائی کی طرف سے غلام آزاد کرنا طریقہ سلف سے ثابت ہے اور خود مولوی نعیم الدین نے مانا ہے کہ مسلمان نذر اللہ تعالیٰ کی مانتے ہیں ثواب اسکا کسی بزرگ کو پہنچاتے ہیں پس اس میں کسی کو کیا کلام ہو سکتا ہے۔ مگر بات تو یہ ہے کہ اس کو حیلہ بنا کر غیر اللہ کے تقرب کے لئے نذر و نیاز میں جاہلوں کو فریب دے کر مبتلا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ خود جناب شاہ صاحب رحمہ نے اسی فتوی صـ۱۲۱ میں طریقہ ایصال ثواب بتا کر اس کے اول اور آخر میں مؤلف کا حیلہ اور کید کھول دیا ہے چنانچہ فتوی

کے شروع الفاظ یہ ہیں۔

استعانت یا رواح دریں امت با فراط بوقوع آمدہ آنچہ جہال عوام آنہا میکنند و ایشاں را در ہر عمل مستقل دانستہ اند بلا شبہ شرک جلی است۔	یعنی یہ استعانت ارواح سے اس امت میں بہت وقوع میں آئی ہے اور عوام جاہل استعانت اس طور پر کرتے ہیں کہ ارواح کو ہر عمل میں مستقل جانتے ہیں اور یہ بلا شبہ شرک جلی کہلا ہوا ہے ،،

اور شاہ صاحب اسی فتوی کے لفظ قوریہ معتبرہ منقول کردہ مولوی نعیم الدین کے ہمراہ فرماتے ہیں

آرے اگر آن ولی را حلال مشکلات بالاستقلال یا شفیع غالب اعتقاد میکنند ایں عقیدہ و منجر بشرک و فساد میگردد۔	یعنی البتہ اگر اس ولی کو حل کرنیوالا مشکلات کا استقلال یا شفیع غالب اعتقاد کریں یعنی خیال یہ کرے کہ معاذ اللہ حضور والا اللہ مجبور ہو کر حاجت روائی فرادیگا تو یہ عقیدہ باعث شرک اور فساد کا ہو جاتا ہے ،،

اور شاہ صاحب صـ۹۵ میں فرماتے ہیں

و تحقیق مبتلا شدہ اند مردمان باین نذر ممنوع اھ	یعنی یقیناً مبتلا ہوئے ہیں آدمی اس نذر ممنوع میں ،،

علاوہ ازیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کو نذر اللہ پوری کرنے کے لئے بھی کسی ایسے مقام پر کہ وہاں کوئی وثن یعنی تھان وغیرہ کسی کی قبر یا کفر کا میلہ ہو اجازت نہیں فرمائی (سنن ابی داؤد) تو پھر مولوی نعیم الدین کا کہنا کہ وہ یہ بھی جائز ہے کہ کسی خانقاہ یا درگاہ یا کسی آستانہ میں اس کو ادا کرے کیونکہ نہ وہاں کوئی بت ہوتا ہے نہ کفار کا میلہ ،، کیسا فاسد و باطل قیاس ہے۔ ناظرین! یہ چالاکی قابل غور ہے کہ ترجمہ وثن کا بت کیا تاکہ جاہلوں کو معلوم ہو کہ محض وہ صورت مورت والا بت، اسے جس کو عربی میں صنم کہتے ہیں منع فرمایا گیا ہے۔ حالانکہ وثن ہر عام اس چیز کو کہتے ہیں جو سوائے حق تعالےٰ کے پوجی جاوے خواہ قبر ہو یا تعزیہ چھڑی ہو یا طاق یا پانی ہو یا درخت وغیرہم چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث صحیح ترمذی میں ارشاد فرمایا۔

تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان	یعنی مل جاویں گی کتنی قومیں میری امت میں سے مشرکین میں اور یہاں تک کہ پوجنے لگیں گی کتنی قومیں میری امت کی تھانوں کو،،

اور موطاء امام مالک میں صحیح روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد لا یعنی یا اللہ مت کر دینا میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے ،، پس کیا خانقاہ، درگاہ، آستانہ جس کو جاہل لوگ پوجتے ہوں حسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بت نہ ہوں گے؟ بیشک ہو گئے چنانچہ مشاہدہ ہے اسی لئے اس کو درگاہ اور آستانہ کہتے ہیں کہ مرادات کے لئے آستانہ بوسی کا مقام ہے۔ معاذ اللہ۔ پس ساری تعلی و فریب کاری مولوی نعیم الدین کی خاک میں مل گئی۔

علیٰ ہذا حدیث ام سعدؓ نہ صراط مستقیم میں محض ایصال ثواب کا ذکر ہے خود مولوی نعیم الدین نے یہ لفظ لکھے ہیں کہ اس حدیث کو صراط مستقیم ص۶۳ میں نقل کیا ہے اور تمام عبادات کے ثواب پہنچنے کو تسلیم کیا ہے۔ پھر یہ بیہودہ الزام کہ اس عبارت نے فاتحہ گیارہویں، تیجہ، نذر و نیاز وغیرہ سب جائز کر دیا۔ پناہ بخدائے لایزال اس کذب و بہتان کا کیا ٹھکانا ہے جس کا حرف اور شمہ بھی صحیح نہیں نہ صراط مستقیم کی اس عبارت میں اس کا وجود بلکہ برخلاف اس کے صراط مستقیم ص۶۴-۶۵ میں صراحتہً مرقوم ہے

پس صحنک و توشہا کہ ساختہ و پرداختہ پیشینیاں است۔ حقیقت آنست کہ کسانیکہ در نذر و نیاز ارتکاب معاصی و کفر میکنند ایشاں را ایصال ثواب منظور نیست بلکہ شرک میکنند۔

یعنی وہ صحنک اور توشہ وغیرہ پچھلے لوگوں کے ساختہ پرداختہ ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ نذر و نیاز میں گناہوں اور کفر کا ارتکاب کرتے ہیں ان کو ثواب پہنچانا منظور نہیں ہے بلکہ شرک کرتے ہیں۔"

یہی بات تقویۃ الایمان میں ہے اور یہی شاہ عبد العزیز صاحب کے فتوی سے اوپر ص۔۔ میں منقول ہو چکا ہے کہ یہ نذر لغیر اللہ داخل شرک ہے نیز فتاوی عزیزی ج ا ص۹۲ میں ہے

خوردن آں قریب بحرام است بشرطیکہ نیت نذر غیر اللہ باشد مانند گلگلہا شیخ سدو و سر منی بو علی قلندر وغیرہ۔

یعنی وہ بشرطیکہ نیت نذر غیر اللہ کی ہو جس طرح کہ گلگلے شیخ سدو کے اور سر منی بو علی قلندر وغیرہ کی۔ اس کا کھانا حرام ہے۔"

پس ناظرین اہل انصاف پر مؤلف الطیب البیان کی صریح خیانتیں ظاہر ہو کر اکابر ائمہ دین پر مشرک و گمراہ ہونے کے الزام کے بجائے خود ان کا اس فتوی کا استحقاق ثابت ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

علیٰ ہذا جو نسبتیں مثل صدقات فقراء مساکین کے لئے، حج خانہ کعبہ، اوقات نماز، اقسام زکوٰۃ، روزہ رمضان وغیرہم قرآن و حدیث میں وارد ہیں ان کا قیاس نذر و نیاز غیر اللہ پر کرنا قیاس مع الفارق اور نصوص کے مقابل مردود کام ہے کیونکہ صدقات کا فقراء کو دینا خانہ کعبہ کا حج کرنا، نمازوں کو وقتوں میں پڑھنا۔ زکوٰۃ سونے میں اتنی، چاندی میں اس قدر، گائے بکری میں اس مقدار پر، رمضان المبارک میں روزہ یہ سب قرآن و حدیث سے معہ تعیین اوقات و مقدار کے ثابت ہیں اور خالص حق تعالےٰ کی طاعات و عبادات ہیں ایصال ثواب کے لئے جس کی طرف سے کیا جاوے اس کی نیت کا اظہار شرعاً درست ہے مگر نذر و نیاز اولیاء جو غیر اللہ کی طرف نسبت کی جاویگی۔ حق تعالےٰ کا حق دوسروں کی طرف نسبت کرنے سے ضرور شرک لازم ہوگا چنانچہ جناب شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر فتح العزیز پ ص۲۴۳ میں بسلسلہ نسبت اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ فرماتے ہیں

اختصاص ایں خانہ بجناب الٰہی بآں است کہ بحکم

یعنی وہ اختصاص اس خانہ کعبہ کی نسبت بجناب الٰہی اس

او تعالیٰ برائے عبادت او و تقاضائے شوق طلب او بنا کردہ شدہ است و ہیچ گونہ از علاقہ بمخلوق ندارد۔ دوم آنکہ مکان را بوجہے از وجوہ علاقہ باہیچ مخلوق بنا شدہ والا در وقت توجہ بآں مکان شائبہ شرک لازم خواہد آمد و توحید صرف در آں عبادت نخواہد ماند و لہٰذا از قبلہ گرفتن قبور انبیا و ستارہ و آتش و آب و درخت منع شدید آمدہ ایضاً ص۲۱۳ پس کسے بجائز اقبلہ خود ساختہ و کسی ستارہ و آب را و کسے عنصر آتش را و کسے دریائے گنگ را و کسی درخت تلسی و پیپل را و کسے کوہ شوالک را و کسے قبور اولیا را و کسے تھانہائے شہیدان و جنیان را۔ پس واجب آنست کہ ازیں خیال بگذرید و کاری کہ مقصود بالذات است از دست ندہید انتہی۔

سبب سے ہے کہ بحکم حق تعالےٰ اس کی عبادت اور تقاضائے شوق کی طلب کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور کسی طرح کا کوئی علاقہ کسی مخلوق کے ساتھ نہیں رکھا گیا ہے۔ دوم یہ کہ اس مکان کو کسی وجہ سے کوئی علاقہ کسی مخلوق کے ساتھ نہ ہو ورنہ اس مکان میں کسی کی طرف متوجہ ہونے کے وقت شائبہ شرک کا لازم آوے گا۔ اور توحید خالص اس کی عبادت میں نہ رہے گی اسی واسطے قبلہ پکڑنے قبور انبیاء اور ستارہ اور آگ اور پانی اور درخت سے شدید ممانعت واقع ہے ملیں کوئی تو بتوں کو قبلہ اپنا بنا رہا ہے اور کوئی ستارہ یا آفتاب کو اور کوئی آگ کے عنصر کو اور کوئی دریائے گنگا کو اور کوئی درخت تلسی اور پیپل کو اور کوئی پہاڑوں کو اور کوئی اولیاء کی قبروں کو اور کوئی شہیدوں کے تھانوں کو اور جنوں کو پس واجب ہے کہ ان خیالات کو چھوڑ دے اور جو کام کہ مقصود بالذات ہے اس کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔"

پس جس طرح خانہ کعبہ کی نسبت حق تعالےٰ کی توحید کے لئے ہے اسی طرح جملہ عبادات صوم و صلوٰۃ کے اوقات کی نسبت حق تعالےٰ کے حکم سے اس کی رضامندی کے لئے ہے اور اس کے مقابل قبور انبیاء و اولیاء شہیدوں، تھانوں، طاقوں، تعزیوں کے ساتھ عبادت کے لوازمات مانند نذر و نیاز شرک و کفر میں داخل کئے گئے۔ اگر مولوی نعیم الدین کے نزدیک نذر و نیاز اولیاء کی نسبتوں کا اور خانقاہوں، درگاہوں آستانوں میں نذر و نیاز کے پورا کرنے کا جواز احکام خداوندی کی نسبتوں کی مانند ہے تو فقہائے عظام اور علمائے کرام کا نذر و نیاز اولیاء کو اور ان کی قبروں پر لے جانے کو جس کو خود مولوی نعیم الدین نے ص۸۹ پر بتایا ہے۔ کہ اسی کو چڑھاوا کہتے ہیں، شرک اور باطل قرار دینا باطل ہو جاوے گا۔ اور احکام شرع اور خصوصاً فقہاء حنفیہ کے ارشادات سے دست بردار ہو کر پورا پورا ملحد ہونا پڑے گا۔ اور خود مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی صاحب کے محترم والد ماجد صاحب کے مرنے کو ایمان جاتے رہنے کا باعث قرار دے چکے ہیں ان کو بھی ایمان سے خارج کر کے گمراہ کہنا پڑے گا چنانچہ اوپر ص۔۔ میں مذکور ہو چکا ہے۔ اب مثل آفتاب کے روشن ہو گیا کہ جو مسلمان محض اللہ کے لئے نذر و نیاز کر کے اس کا ثواب کسی کو پہنچا دیں تو بلا شبہ درست ہے اور جو جاہل یا جاہلوں کو گمراہ

کرنے والا نذرو نیاز اولیا مثل گیارہویں توشہ سہ منی مدار صاحب کے مرغے بکرے، سید احمد کبیر کی گائے کو جائز بتا کر قبروں پر توقع نفع و ضرر کے لے جانے والا جس طرح مشاہدہ عوام الناس جہلا کے عمل سے ثابت ہے کہ گیارہویں وغیرہ کو اسی نظر سے تبرک جان کر کرتے ہیں بیشک مردود گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے

استمداد غیر اللہ اور شاہ عبد العزیز رح

فتاوی عزیزی ص۱۳۳ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ایک فتوی۔

جواب اول آنکہ مدد خواستن چیزے دیگر است و پرستش چیزے دیگر است عوام مسلمین برخلاف حکم شرع از اہل قبور مدد میخواہند و پرستش نمی کنند و بت پرستان مدد ہم میخواہند و پرستش ہم میکنند پرستش آنست کہ سجدہ کند یا طواف نماید یا نام او را بطریق تقرب اورد ساز دیا ذبح جانور بنام او کند یا خود را بندۂ فلانے بگوید و ہرگاہ از مسلمانان جاہل با اہل قبور ایں چیزہا بعمل آمد فی العیوبکا فرے گردد و از مسلمانی می برآید دوم آنکہ مدد خواستن بد طورے باشد مدد خواستن مخلوقے از مخلوقے مثل آنکہ از امیر و بادشاہ نوکر و گدا در مہمات خود مددمے جوید و عوام الناس از اولیا میخواہند کہ از جناب الٰہی فلاں مطلب ما را درخواست نمائید ایں نوع مدد خواستن در شرع از زندہ و مردہ جائز است و دوم آنکہ باستقلال چیزیکہ خصوصیت بجناب الٰہی وارد مثل دادن فرزند یا بارش باراں یا دفع امراض یا طول عمر و مانند ایں چیزہا بے آنکہ دعا و سوال از جناب الٰہی در نیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نمایند ایں نوع حرام مطلق بلکہ کفر است و اگر از مسلمانان کسے از اولیائے مذہب خود خواہ زندہ باشند یا مردہ ایں نوع مدد خواہد از دائرہ مسلمانان خارج میشود بخلاف بت پرستان کہ ہمیں نوع مدد را از معبودان باطل خود میخواہند و آنرا جائز می شمارند و آنچہ بت پرست گفت کہ من ہم از بتان خود شفاعت میخواہم چنانچہ شما ہم از پیغمبران و اولیا شفاعت میخواہید پس دریں کلام ہم دغل و تلبیس است زیرا کہ بت پرستان ہرگز شفاعت نمی خواہند بلکہ معنی شفاعت را نمی دانند و نہ در دل خود تصور می کنند معنی شفاعت سفارش است و سفارش آنست کہ کسے مطلب کسے را از غیر خود بعرض و معروض ادا سازد سوم آنکہ استمداد از اہل قبور بطریق دعا است کہ از جناب الٰہی عرض کردہ مطلب ما برآرند و پرستش ایں چیزہا بنابر اعتقاد استقلال قدرت است کہ کفر محض است

(اس کے بعد اس عبارت کا اپنے مفید مطلب ترجمہ کیا ہے) اب بحمد اللہ تعالیٰ مولوی اسمعیل کے قول کا بطلان بخوبی واضح ہوگیا اور ثابت ہوگیا کہ نذروں نیازوں منتوں کا ثواب بزرگان دین کو پہنچانا اور انہیں بارگاہ حق میں اپنا شفیع جاننا بالکل حق اور موافق شرع ہے مولوی اسمٰعیل کا اس کو شرک بتانا باطل اور گمراہی ہے"

اقول اس فتوی ج ۱ ص۱۳۳ شاہ صاحب نے بھی نہایت واضح طور پر عوام مسلمین کے مدد چاہنے والے کو مخالف شرع بتا کر قبروں پر پرستش سجدہ طواف بزرگوں کے ناموں کو تقرباً ورد کرنے ان کے نام پر جانور ذبح کرنے ان کے ناموں کے ساتھ بندہ فلاں نام جیسے امام بخش پیر بخش وغیرہم نام رکھنے سے فوراً کافر ہوجانا (اور مسلمانی سے خارج ہوجانا) فرمایا ہے جس کا ترجمہ مؤلف نے چالاکی سے چھوڑ دیا۔ آپ کی ایک اور چالاکی و تحریف معنوی قابل غور رہے کہ فتوی شاہ صاحب میں لفظ بندہ فلاں کہنے کا ترجمہ پجاری کہنے کا کیا تا کہ جاہل لوگ جانیں کہ پجاری تو مندروں کے ہوتے ہیں اس کو مسلمانوں سے کیا تعلق، حالانکہ بندہ فلاں کے معنی فلانے کا بندہ نام رکھنا ہے چنانچہ جناب شاہ صاحب تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص۱۵۹ میں تصریح فرماتے ہیں

درنام نہادن خود را بندہ فلاں و عبد فلاں	یعنی اپنے نام رکھنے میں بندہ فلاں اور عبد فلاں جیسے
می گویند و ایں شرک در تسمیہ است۔	عبد النبی عبد المصطفیٰ وغیرہ کہتے ہیں اور یہ نام رکھنے میں شرک ہے"

اور فتاوی مذکورہ میں صرف شفاعت کے معنی بتلائے گئے ہیں کہ شفاعت کسے کہتے ہیں۔ اور شفاعت حق تعالیٰ کی اجازت سے قیامت میں گنہگار موحدین کی ہونی ثابت ہے سوائے اس کے ہرگز نہیں جس طرح اس کی تفصیل خود کلام شاہ صاحب سے مولوی نعیم الدین کے ص۱۴۷-۱۰۰ کے جواب میں گذر چکی۔ پس یہی مقصود تقویۃ الایمان میں مولانا شہید مرحوم نے بوضاحت تمام فرمایا ہے۔ کہ یہ امور باعث کفر و شرک ہیں اس پر بھی مؤلف کا فریب دہی سے یہ لکھنا کہ مولوی اسمٰعیل کے قول کا بطلان بخوبی واضح ہوگیا۔ فی الواقع الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کی مثال ہے یہ نہایت درجہ عنادی کا کام ہے، کیونکہ نذر اللہ اور لوجہ اللہ کا ثواب پہنچایا جاتا ہے۔ نہ کہ نذر اولیا و غیر اللہ کا کہ یہ شرک اور نامقبول و مردود ہے۔ اور ثواب پہونچانا اللہ کی عبادت کا یہ درست ہے۔ مگر ثواب پہنچانے کیلئے کوئی نذر اولیا نہیں مانتا اور جو نذر اولیا مانتا ہے، اسکو ثواب پہنچانا منظور نہیں ہوتا چنانچہ خود جناب شاہ صاحب تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص۱۶۷ میں فرماتے ہیں

اعمال نیک ایشاں مثل خیرات و صدقات	یعنی ان کے نیک اعمال مثل خیرات اور صدقات اور
و عبادتہا یکہ برائے خدا می کردند بسبب کفر	جو عبادتیں کہ حق تعالیٰ کے لئے کرتے تھے بوجہ کفر کرنے کے
نامقبول و حبط گشت و اعمال بد ایشاں مثل	سبب نامقبول اور اکارت ہو جاویں گی اعمال بد ان کے
عبادات بتاں و نذرو قرابین کہ بنام آنہا	مثل عبادتیں سوائے خدا اور نذریں قربانیاں جو ان
میدادند موجب شدت غیرت الٰہی و شدت	کے نام پر دیتے تھے موجب شدت غیرت الٰہی و شدت
عتاب او تعالیٰ گردید۔	عتاب حق تعالیٰ کا ہوگا"

علی ہذا بحث استمداد یعنی حق تعالیٰ سے بذریعہ کسی کے دعا کرنے کی تفصیل بارہا اوپر گذر چکی ہے۔ اس نذر

ونیاز اولیاء کے شرک ہونے سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ تقویۃ الایمان میں امور شرکیہ کی تفصیلات کا بیان کرنا مقصود ہے۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب فتاوی عزیزی جلد ۲ صفحہ ۱۰۳ میں فرماتے ہیں۔

وقسمے آنست کہ توجہ مقصود بر ایشاں باشد چناں پندارد کہ ایشاں ورد یا نیدن مطلب یا دادن آں مستقل اند مرتبہ از قرب حق دارند کہ تدبیر الہی را تابع مرضی خود توانند ساخت وہمیں قسم است کہ عوام بآں استمداد می طلبند واین قسم شرک محض است مشرکان زمان جاہلیت زیادہ بریں در حق اصنام خود اعتقاد داشتند فقط

یعنی ایک قسم یہ ہے کہ توجہ مقصود کی ان پر ہو اس طرح جانے کہ بزرگان کو مراد دلوانے میں یا خود دینے میں مستقل اختیار ہے کیونکہ حق تعالیٰ کے قرب کا ایسا مرتبہ رکھتے ہیں کہ تدبیر الہی کو اپنی مرضی کے تابع کر سکتے ہیں اور یہی وہ قسم ہے جو عوام اس طرح استمداد بزرگوں سے کرتے ہیں اور یہ قسم شرک خالص ہے مشرکان زمان جاہلیت اس سے زیادہ اپنے بتوں کے حق میں اعتقاد نہ رکھتے تھے فقط،،

پس اس فتوی میں شاہ صاحب نے مؤلف کی ترکی تمام کر کے گور پرستوں کے ساختہ پرداختہ کو کالعدم کر دیا۔ اسی لئے تو خود مؤلف نے حاشیہ صفحہ ۱۰۳ میں اس کو رد کر دیا کہ سجدہ اور طواف وغیرہ مطلقاً پرستش نہیں ہے عجیب! بوالہوس نے اگر اپنے لئے سفر جانا تھا تو نقل ہی کیوں کیا تھا۔ سچ ہے جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو شہر کی طرف رخ کرتا ہے۔ کیونکہ شاہ صاحب نے اس فتوی میں امور پرستش جاہل مسلمانوں کا قبروں پر سجدہ طواف بزرگوں کے نام کا ورد جانور ذبح کرنے بندہ فلاں نام رکھنے سے فوراً کافر اور مسلمانی سے خارج ہو جانا ارشاد فرمایا جن سب کو مؤلف صفحہ ۶۰-۶۷ میں جائز بتا کر ان کے کفر و شرک ہونے کو باطل و گمراہی ٹھہرا چکے ہیں، حالانکہ خود شاہ صاحب تفسیر فتح العزیز ج ا صفحہ ۲۱۳ میں حقیقت سجدہ کو واضح فرماتے ہیں

اسْجُدُوا لِآدَمَ یعنی سجدہ کنید بسوئے آدم بایں طریق کہ او را قبلہ سجود خود گردانید ایضاً صفحہ ۲۱۴ غرض از سجود حضرت آدم قبلہ ساختن ایشاں باشد و حقیقت سجدہ پیشانی را بر زمین رسانیدن است وایں معنی در شرع برائے غیر خدا جائز نیست، ایضاً صفحہ ۲۱۵ ایں نوع تعظیم مشعر نہایت تذلل است

یعنی فرمانا اللہ تعالیٰ کا کہ سجدہ کرو آدم کی طرف اس طریق سے کہ آدم کو سجدہ کے لئے قبلہ بناؤ، اور غرض حضرت آدم کو قبلہ بنانا تھا، کیونکہ حقیقت میں پیشانی زمین پر رکھنے کا نام سجدہ ہے اور یہ شریعت میں سوائے خدا کے کسی کے لئے جائز نہیں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اس قسم کی تعظیم نہایت تذلل کے اوپر دلالت کرتی ہے

وغایت تذلل بر کسے سزاوار است کہ غایت عظمت باشد وغایت عظمت آں است کہ ذاتی باشد وعظمت ذاتی خاص بحضرت حق است و ہیچ مخلوقے با خبر نیست ایضاً صفحہ ۲۱۶ و ازیں جا معلوم شد کہ سجدہ لغیر اللہ را علامت کفر ساختہ اند،،

اور نہایت تذلل اسی کے لئے زیبا ہے جو نہایت بڑائی اور عظمت والا ہو اور نہایت عظمت و بڑائی ذاتی ہوتی ہے اور عظمت ذاتی خاص حق تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو کسی مخلوق میں نہیں پائی جاتی ہے،، اور یہاں سے معلوم ہوا کہ سجدہ لغیر اللہ کو علامت اور نشان کفر کا ٹھہرایا گیا ہے،،

اسی بنا پر رد المحتار مصری جلد ۵ صفحہ ۲۶۸ میں (جو خود مؤلف کی مسلمہ ہے) مرقوم ہے

وفی الظھیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقا۔

یعنی فتاوی ظہیریہ میں ہے کہ وہ تکفیر کیا جاوے گا۔ سجدہ کرنے کے ساتھ مطلقاً،،

فتوی شاہ عبدالعزیز دربارہ عدم جواز استمداد از اولیائے زندہ و مردہ

رہا فتوی منقولہ میں عوام الناس کا اولیاء سے دعا کرانا الخ سو اس کی تشریح خود شاہ صاحب نے آئندہ اسی فتاوی کے صفحہ ۹۲ ج ا میں فرما دی ہے

بعد موت شاں استمداد بایں طور کہ یا فلاں از حق تبارک وتعالیٰ حاجت مرا بخواہ و شفیع من شو و دعائے من بخواہ درست است یا نہ۔ جواب۔ استمداد از اموات خواہ نزدیک قبور باشد یا غائبانہ بے شبہ بدعت است در زمان صحابہ وتابعین نبود،،

یعنی بعد وفات اولیاء و شہداء وصلحاء کے اس طور سے استمداد کہ یا فلاں حق تبارک وتعالیٰ سے میری حاجت روائی کے لئے عرض کریں اور میرے شفیع ہو دیں اور میرے لئے دعا کریں درست ہے یا نہیں،، الجواب،، استمداد اموات سے خواہ قبروں کے پاس کی جاوے یا غائبانہ بلاشبہ بدعت ہے زمانہ صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم میں یہ امر نہ تھا،،

ایضاً فتاوی عزیزیہ ج ۲ صفحہ ۱۰۶ میں ہے

واما استمداد باہل قبور منکر شدند آنرا بسیارے از فقہاء میگویند کہ نیست زیارت مگر برائے رسانیدن نفع باموات بدعا و استغفار و قائل گشتہ اند بآں بعضے از ایشاں۔

لیکن استمداد اہل قبور سے اکثر فقہاء نے انکار کیا ہے کہتے ہیں کہ نہیں ہوتی زیارت قبروں کی مگر واسطے نفع پہنچانے اموات کو دعا اور استغفار کرنے سے گویا بعضے فقہاء اس امر کے قائل بھی ہیں،،

پس جبکہ استمداد بمعنی دعا کرانا اموات سے بجناب الہی ثابت نہیں زمانہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے اسی لئے بے شبہ بدعت فرمایا اور بکثرت فقہاء کا اس کے جواز سے انکار فرمانا ثابت ہوا۔ تو کسی بعض کے قائل جواز کا کب اعتبار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل بکمال بسط خود جناب شاہ صاحب رحمہ اپنے

مستقل رسالہ در بحث منع استمداد و توسل میں بدلائل نقلیہ و عقلیہ مع جوابات مجوزین کے قلمیہ غیر مطبوعہ محررہ ۲۱ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ جو چار ماہ قبل از وفات خود ارقام فرمایا ہے جس کی نقل کہنہ کرم خوردہ کتب خانہ مولانا سید حسن شاہ صاحب محدث مرحوم ریاست رام پور میں محفوظ ہے حسب ذیل ہے

الحمد للہ الظاہر العزیز العلام والصلوٰۃ والصلوٰۃ علی محمد عبدہ و رسولہ خیر الانام وآلہ وصحبہ واولیاء امتہ ذوی الاحترام والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الی یوم القیام اما بعد معلوم باد کہ استمداد و استدعاء از اشخاص و ارواح غائبہ از نظر حسی بایں معنی کہ مدد کیند و دعا نمائید بلا شبہ و بلا خلاف بدعت است و ہیچ کس از علماء و اولیاء متقدمین و متاخرین ایں نوع احداث راسنت نگفتہ است بلکہ بسیار مشائخ ازیں بدعت منع فرمودہ اند و ناجائز داشتہ و چونکہ للاکثر حکم الکل فرمودہ اند مردود شدن ایں بدعت سیئہ بودن آن گویا باجماع امت ثابت گشت و اخبار نہی اکثر مشائخ از استمداد باہل قبور در میان علماء مشہور است چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ[۱] در ترجمہ مشکوۃ المصابیح درباب زیارۃ القبور آوردہ اند و اما استمداد باہل قبور در غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا غیر انبیاء علیہم السلام منکر شدہ اند آنرا بسیارے از فقہاء و میگویند نیست زیارت مگر برائے دعاء برائے موتی و استغفار برائے ایشان و رسانیدن نفع بایشان بدعاء و استغفار انتہی کلامہ و در فتاوی عالمگیری کہ از کتب معتبرہ است و در عہد عالمگیر بادشاہ بحکم آں تالیف یافتہ و بسیار علماء کبار آنرا جمع کردہ اند نیز میفرمایند و یکرہ عند القبر مالم یعہد من السنۃ والمعہود من السنۃ لیس الا زیارتہ والدعاء عندہ قائما کذا فی البحر الرائق انتہی کلامہ پس ازیں معنی دریافت شد کہ تا عہد عالمگیر بادشاہ انار اللہ برہانہ ہم بدعت استدعاء و استمداد در میان علماء زمانہ بلکہ ادنی ازاں مکروہ بودہ است و مذہب شان دریں باب اختیار قول حضرت امام اعظم رحمہ اللہ بودہ کہ قرأت قرآن نزد قبور مکروہ فرمودہ پس چونکہ منکر و مکروہ بودن ایں بدعت و ادنے ازیں بقول اکثر علماء ثابت ماندہ و در عہد عالمگیر بادشاہ غازی باجماع علماء وقت مکروہ بودن زائد بر زیارت معہودہ مسنونہ آنحضرت و خلفاء وی صلی اللہ علیہ وسلم مقرر گردید و بمقتضا بحکم حدیث کل بدعۃ ضلالۃ ایں بدعت ہم ضلالت است بی آنکہ حدیث صحیح صریح لدلالۃ معمول بہ در قرن صحابہ و قرن تابعین و قرن تبع تابعین درباب اباحت استدعاء و استمداد از ارواح اہل قبور وارد نباشد چگونہ بدعت مذکورہ از ضلالت خارج شود و بدعت جائزہ و مباحہ گردد و بی آنکہ منفعت دینی مثل نفع کتابت اعراب قرآن و مثل آن در استمداد و استدعاء از اہل قبور واضح نشود چگونہ بدعت حسنہ شود و موجب مزید قبولیت

[۱] اشعۃ اللمعات ص ۱۶۲ ج ۱ مطبع نول کشور (۱۳۰۱ھ) (ع ، ح)

دعا گردد پس ہرگاہ کہ در استمداد و استدعاء برخلاف منفعت در دین حضرت تجاوز از حد شریعت بالفعل موجود است و مضرت در شرک برائی عوام است کہ اصلاح ایشاں از مہمات دین است بالقوۃ مشہود استدعاء مذکور و استمداد معلوم بلاشبہ بدعت سیئہ شدہ جائز نشد برائے علماء آنکہ فتوی بر اباحت استدعاء گویند و برائے شرک و بدعت عوام الناس راہے بکشایند کہ جواب دہی از طرف خود یا اصالۃً و از طرف عوام وکالۃً بروز حشر ذمہ ایشان خواہد[۱]

بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ

مخفی نماند کہ استدعاء و استمداد بالدعاء با تزئین قبور و ترفیع آنہا سر دست پیر پرستی و گور پرستی نمی شود اما در وسیلہ بودن آن در تحصیل پیر پرستی ہیچ شبہے نیست پس چیزیکہ وسیلہ اشراک بود و ادنی بدعات خفیفہ را کہ ازاں چیز حسب ترد فقہ بودند اصحاب پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم رد کردہ باشند چگونہ بدعت حسنہ یا بدعت مباحہ باشد چرا حرام نشود و فاعل آن مبتدع نگردد و اگر بحسن تامل نظر نمایند آیت کریمہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ درباب استدعاء مذکور موجب مزید خوف شود زیرا کہ ہیچ گاہ جمیع مومنین از میان خلفاء راشدین و امثال شان کہ صحابہ کبار بودند استدعاء یعنی مسطور در مدینہ منورہ بر قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از آنحضرت کہ بخصوص حیات خود در آنجا موجود اند نکردہ اند چہ جائیکہ از دیگر اہل قبور استدعاء کردہ باشند از ینجا است کہ از تابعین صالحین و تبع تابعین کہ پیشوایان امت اند ایں بدعت دیدہ و شنیدہ نشد بلکہ کمترین را ازیں قدر رد کردہ ماندہ اند چنانچہ بروایت ثقات محدثین در کتب معتبرہ مسطور است و بر السنہ علماء باللہ مذکور کہ ان علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم رای رجلا یجیئ الی فرجۃ کانت عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیدخل فیہا فیدعو فنہاہ فقال الا احدثکم حدیثا سمعتہ من ابی عن جدی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تتخذوا قبری عیدا ولا بیوتکم قبورا فان تسلیمکم یبلغنی اینما کنتم پس اگر اہل اباحت استدعاء دریں حدیث تامل نمایند یقین کہ دعاء حاجت خود بجناب حق تعالے ہم عند القبر اگرچہ قبر پیغمبر باشد جائز نیست و منہی عنہ ہست چہ جائیکہ نزد قبور دیگراں بہ نیت استدعاء از ایشاں یا دعائے بجناب الہی بوہم مزید قبول دعا آنجا رفتہ آید پس اگر ہر چہار امامان مذاہب اربعہ حقہ برخلاف نہی آنجناب استدعاء یا دعاء خدا را عند القبر جائز می گفتند و مقلد امام زین العابدین ہم قول ایشاں را تصدیق نمی کرد و بر آن قول عمل نمی نمود نزد اہل حق معاتب نمی گشت و ہرگاہ کہ یک امام ہم از ائمہ اربعہ و امامان حدیث رحمۃ اللہ علیہم

[۱] حوالہ کے لیے مجالس الابرار ملاحظہ ہو نیز البلاغ المبین شاہ ولی اللہ طبع المکتبۃ السلفیہ لاہور (ع ، ح)

فتوی بدیں استدعار و دعار نگفتہ است و اباحت آں ثابت نکردہ بچہ طور دریں چاہ ضلالت افتیم الخ
یعنی "اما بعد معلوم ہو کہ استمداد اور استدعار بزرگوں سے اور ارواح غائبہ سے جو نظر میں نہیں آتیں۔
اس طور پر کہ مدد کرو اور دعا کرو ہمارے لئے بلا شبہ اور بلا خلاف بدعت ہے کسی نے علمار اور اولیار متقدمین
اور متاخرین سے اس صورت نو ایجاد کو سنت نہیں کہا۔ بلکہ بکثرت مشائخ اس بدعت سے منع فرماتے ہیں اور
ناجائز رکھتے ہیں اور چونکہ اکثر کا حکم کرنا مانند کل کے ہے مردود ہونا اس بدعت کا اور سیئہ بدعت ہونا اس
کا گویا باجماع امت ثابت ہوگیا۔ اور ثبوت ممانعت کا استمداد اہل قبور سے اکثر مشائخ کے درمیان علمار
کے مشہور ہے چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مشکوۃ المصابیح در باب زیارۃ القبور میں لائے ہیں
"لیکن استمداد اہل قبور سے سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یا سوائے انبیار علیہم السلام کے منکر ہوئے ہیں اس کے
اکثر سے فقہار اور کہتے ہیں نہیں کی جاتی زیارت مگر واسطے دعار کے میت کے لئے اور ان کے لئے استغفار اور
پہنچانے نفع دعار اور استغفار کے: "در فتاوی عالمگیری کہ منجملہ کتب معتبرہ کے ہے اور عہد عالمگیر بادشاہ میں
ان کے حکم سے اس کی تالیف ہوئی ہے اور بہت سے بڑے بڑے علمار نے اس کو جمع کیا ہے ایں فرماتے ہیں "اور
مکروہ ہے قبر کے پاس ہر وہ امور جو ثابت نہیں ہیں سنت سے مگر صرف زیارت کرنا قبروں کی اور دعار کرنا اللہ تعالی
سے ان کے لئے قبر کے پاس کھڑے ہو کر اسی طرح بحر الرائق میں ہے۔ پس اس کلام سے معلوم ہوا کہ عہد عالمگیر بادشاہ
انار اللہ برہانہ تک بھی بدعت ہونا استدعار و استمداد کا درمیان علمار زمانہ کے تھا بلکہ ادنے اس کا مکروہ ہونا
ہے۔ اور مذہب ان کا اس بات میں اختیار کرنا قول حضرت امام اعظم کا تھا کہ قرات قرآن نزدیک قبروں
کے مکروہ ہے پس چونکہ منکر اور مکروہ ہونا اس بدعت کا اور ادنے اس سے بقول اکثر علمار کے ثابت ہوا۔ اور
عہد عالمگیر بادشاہ غازی میں بالاجماع علمار وقت کے ہونا زاید امور کا سوائے زیارت کے جو طریقہ مسنونہ
آنحضرت اور آپ کے خلفار صلی اللہ علیہ وسلم سے مقرر ہوا ہے دمعہذا بحکم حدیث کل بدعۃ ضلالۃ
یعنی ہر وہ چیز جو دین میں نو ایجاد ہو گمراہی ہے یہ بدعت بھی گمراہی ہے سوائے اس کے کوئی حدیث صحیح صریح
الدلالۃ معمول بہ زمانہ صحابہ اور زمانہ تابعین اور زمانہ تبع تابعین میں در باب مباح ہونے استدعار
واستمداد ارواح اہل قبور سے وارد نہیں ہوئی ہے۔ کیونکر بدعت مذکورہ گمراہی سے خارج ہوگئی؟ اور
بدعت جائزہ اور مباحہ ہوگئی۔ اور جس طرح منفعت اپنی مثلاً قرآن کے اعراب لکھے جانے میں پائی گئی ہے اس
طرح کی منفعت جب تک استمداد و استدعار اہل قبور میں واضح نہ ہو اس وقت تک اس کو بدعت حسنہ کیسے کہا جا
سکتا ہے۔ اور کیسے سبب زیادہ ہونے قبولیت دعار کا ہوگا۔ بلکہ استمداد اور استدعار میں بجائے منفعت کے دین میں
نقصان اور حد شریعت سے تجاوز کرنا بالفعل موجود ہے اور مضرت نیچ شرک کے عوام کے حق میں ہے کہ اصلاح اور

کی مہمات دین سے ہے۔ جیسا کہ مشاہد ہے۔ استدعار مذکور و استمداد معلوم بلا شبہ بدعت گمراہی ہوئی اور علمار
کے لئے جائز نہ ہوگا۔ کہ فتوی مباح ہونے طلب دعار کا دیں اور واسطے شرک و بدعت کے عوام الناس کے لئے
راستہ کھولیں۔ اس لئے کہ جواب بھی اپنی طرف سے اصالتہً اور عوام کی طرف سے وکالتہً بروز حشر ان کے ذمہ ہوگی
ے نصف انڈے کے لئے اگر سلطان ظلم روا رکھے۔ تو اس کے لشکری ہزار مرغ کے کباب بنا دیں۔ پوشیدہ نہ رہے
کہ استدعار و استمداد دعار کے ساتھ یا زیب و زینت اور بلند عمارات قبروں پر براہ راست پیر پرستی اور گور پرستی
نہیں ہوتی ہے۔ لیکن وسیلہ ہونا ان کا تحصیل پیر پرستی میں کوئی شبہ نہیں ہے پس جو چیز وسیلہ شرک کا ہووے اور
جبکہ ادنے بدعات خفیفہ کو کہ ان چیزوں سے زیادہ بلکہ نقشہ میں ہوں اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
رد فرماتے تھے۔ کیونکر بدعت حسنہ اور بدعت مباحہ ہوگی۔ اور کس لئے حرام نہ ہوگی۔ اور فاعل ان کا مبتدع
نہ ہوگا۔ اگر اچھی طرح تامل و غور کریں آیت کریمہ ویتبع غیر سبیل المؤمنین الآیۃ میں در باب استدعار
مذکور کے زیادہ موجب خوف کا ہووے کیونکہ کبھی جمیع مومنین خلفار راشدین سے اور مانند ان کے بڑے بڑے
صحابہ سے استدعار مذکورہ مدینہ منورہ میں قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آنحضرت سے کہ خصوصی اپنی حیات
کے ساتھ اس جگہ موجود ہیں استدعار مذکور نہ کرتے تھے چہ جائیکہ دوسرے اہل قبور سے استدعار کرتے ہوں۔
اسی سے ثابت ہے کہ تابعین صالحین اور تبع تابعین کہ وہ بھی پیشوایان امت ہیں۔ یہ بدعت انہوں نے دیکھی نہ
سنی تھی بلکہ اس سے کمتر درجہ کی بدعات کو رد کرتے رہتے تھے چنانچہ بروایت ثقات محدثین کتب معتبرہ میں مسطور
ہے اور علمار باشد کی زبانوں پر مذکور کہ حضرت علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ ابن ابی طالب نے دیکھا ایک آدمی کو
کہ وہ آتا ہے ایک شگاف کی طرف جو تھا قریب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس اس کے اندر جا کر دعار کرتا ہے تو منع فرمایا
آپ نے اس کو اور فرمایا کیا میں تجھے وہ حدیث نہ سناؤں جو سنی ہے میں نے اپنے والد حضرت حسینؓ سے انہوں نے
اپنے والد یا جد میرے دادا علیؓ بن ابی طالب سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نہ ٹھہراؤ
میری قبر کو عید اور نہ ٹھہراؤ اپنے گھروں کو قبریں کیونکہ درود و سلام تمہارا مجھے پہنچایا جاتا ہے جہاں تم ہوگے وہاں سے
پس اگر مباح جاننے والے استدعار کے اس حدیث میں صدق دل سے تامل کریں تو دعار حاجت اپنی بجناب حق تعالے
قبر کے قریب اگرچہ قبر پیغمبر کی ہووے جائز نہیں ہے۔ اور ممنوع ہے چہ جائیکہ نزدیک دوسری قبروں کے بہ نیت
استدعار ان سے یا دعا بجناب الٰہی میں بوجہ ہم زیادہ قبولیت اس جگہ کے کی جاتی ہیں۔ پس اگرچاروں اماما ن
مذاہب اربعہ حقہ برخلاف ممانعت آنجناب کے استدعار یا دعا، خواہ قبر کے پاس جائز کہیں اور مقلد جناب
زین العابدین رح کے ان کے قول کی تصدیق نہ کرے اور اس قول پر عمل نہ کرے اہل حق کے نزدیک قابل عتاب
نہ ہوگا۔ اور جس وقت کہ ایک امام نے بھی ائمہ اربعہ میں سے اور امامان حدیث رحمۃ اللہ علیہم نے فتوی اس استدعا

اور دعا کے لئے نذر دیا ہے اور مباح ہونا اس کا ثابت نہ کیا ہے کس طرح اس چاہ ضلالت گمراہی میں ہم پڑیں الخ
پس الحمد للہ کہ مؤلف کی چالاکیوں کا انکشاف ہو کر ثابت ہو گیا کہ اولیاء کی نذر و منت ماننا جو شرک ہے اس کے لئے ثواب پہنچانے کو حیلہ بنانا محض باطل اور جاہلوں کو گمراہ کر کے خود ضال و مضل بنتا ہے اسی طرح استعانت و دعا کرانا اہل قبور سے ہے کہ اس میں بھی گور پرستی کی علت واضح ہو گئی۔

شرک کن باتوں سے متحقق ہو جاتا ہے؟

قولہ ص۱۰۶–۱۰۹ مولوی اسمعیل صاحب شرک کے معنی لکھتے ہیں شرک کے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی ٹھیرائے ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اس کے نام کا جانور کرنا اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے (تقویۃ الایمان ص۸)

حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو ملائکہ کا سجدہ جو قرآن پاک میں مذکور ہے اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے ان کے بھائیوں کے سجدہ کا قرآن پاک میں ذکر ہے۔ مولوی اسمعیل کے نزدیک مطلقاً سجدہ شرک ہے ان کے طور پر تمام ملائکہ مشرک برادران یوسف علیہ الصلوۃ والسلام مشرک اور خداوند عالم نے ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا معاذ اللہ اس نے بھی شرک کا حکم دیا موحد ہے تو اسمعیل کے نزدیک شیطان ہے۔ اللہ تعالے اس شیطانی توحید سے پناہ میں رکھے۔ اب اسمعیل اور اسمٰعیلیوں سے دریافت کیجئے کہ وہ کونسی دلیل ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ سجدہ تعظیمی کو اللہ تعالے نے اپنے لئے خاص کیا ہے اور اپنے بندوں کے حق میں نشان بندگی ٹھہرایا۔ اور جب کوئی دلیل نہیں تو شرک کس طرح ہوا محض تمہارے کہہ دینے سے کوئی چیز شرک نہیں ہو سکتی بلکہ بے دلیل تمہاری بات کا ماننا تقویۃ الایمان کے حکم سے خود شرک ہے،

مولوی اسمٰعیل نے شرک کی دوسری مثال یہ لکھی اور اس کے نام کا جانور کرنا اس پر بھی دلیل قائم کرنا تھی کہ اس کو اللہ تعالے نے اپنے لئے خاص کیا اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا مگر کوئی دلیل نہیں ہے محض اپنی رائے اور اپنا حکم۔ اور مسئلہ بعونہ تعالیٰ ہم اپنی اسی کتاب کے ص۶۶–۶۷ میں بیان کر آئے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر کے نام کا جانور کرنے سے اگر یہ مراد ہے کہ بجائے تکبیر کے وقت ذبح غیر خدا کا نام لیا جائے تو بے شک یہ ممنوع و حرام ہے مگر کوئی مسلمان ایسا نہیں کرتا یہ مسلمانوں پر افترا ہے۔ اور اگر یہ مراد ہے جانور کو وقت ذبح کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا اور یہ کہہ دینا کہ یہ گائے زید کی ہے۔ یا عقیقہ کی ہے یا فلانے کی دعوت کی ہے۔ یہ سب شرک ہے تو حکم غلط اور باطل خلاف شرع اور گائے یا جانور جائز حلال طیب اور اسی طرح مولوی اسمٰعیل کے نزدیک تمام دنیا شرک ہی مشرک ہو گئی انہ ملخصاً

اقول۔ اولاً وجہ اختصاص عبادات کا حق تعالے کے لئے اور دوسروں کے لئے ان کا شرک ہونا بدیہی امر ہے جس میں کسی اہل اسلام کو جائے مقال نہیں ہو سکتی پس بے شک جو چیزیں حق تعالے نے اپنے لئے تقرب اور عبادات کی خاص فرمائیں ہیں ان کا کسی دوسرے کے لئے کرنا کفر و شرک ہے۔ جس طرح خصوصاً سجدہ اور ذبح وغیرہ امور باری تعالیٰ کی ذات پاک کے لئے مختص ہیں۔ مگر مولوی نعیم الدین توحید باری تعالیٰ کی ضد اور بت پرستوں گور پرستوں کی حمایت میں لوازم عبودیت حق تعالے کے لئے خاص نہیں مانتے کیونکہ جوان کو قبروں کے چڑھاوے ذبیحہ حلوان گھر بیٹھے چلے آتے ہیں۔ اگر ان کو شرک کہہ دیں تو حرام کے ترلقموں کا مزہ پھر کہاں نصیب ہو گا۔ حالانکہ سارا قرآن خصوصیت عبادت باری تعالے اور رد شرک سے لبریز ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالے نے قرآن پاک کی سورہ نساء میں

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا	یعنی، عبادت کرو اللہ کی اور نہ شریک ٹھیراؤ اس کا کسی کو،،

اور فرمایا اللہ تعالے نے پارہ اول سورہ بقر میں

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ (الی) فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا	یعنی، اے لوگو عبادت کرو اپنے رب پیدا کرنے والے کی پس مت ٹھیراؤ اللہ کے لئے شریک،،

تفسیر مظہری مصنفہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رح میں مرقوم ہے۔

قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ما ورد فی القرآن من العبادۃ فمعناہ التوحید ای مثلا لا تعبدوا و تھم کعبادۃ اللہ او احسن ادا والله بری من المثل و الضد والجملۃ متعلق باعبدوا ۔	یعنی، فرمایا ابن عباس رض نے قرآن میں عبادت کے متعلق جو وارد ہوا ہے تو معنی اس کے توحید کے ہیں جس طرح عبادت کرتے ہیں وہ لوگ مانند اللہ کی عبادت کے مقابل میں اللہ کے اور اللہ بری ہے مثل اور ضد سے اور یہ جملہ متعلق اعبدوا کے ہے،،

پھر دیکھئے فقہ اکبر میں امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں۔

انہ لا شریک لہ باسمائہ وصفاتہ الذاتیۃ والفعلیۃ اما الذاتیۃ فالحیوۃ والقدرۃ والعلم والکلام والسمع والبصر والارادۃ واما الفعلیۃ	یعنی، حق تعالے کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس کے ناموں اور صفات ذاتیہ اور فعلیہ میں لیکن صفت ذاتی پس حیات لا یزال اور ہر چیز پر قدرت اور ہر چیز کا جاننا اور کلام کرنا اور ہر چیز کا سننا اور ہر چیز کا دیکھنا اور

فالتخليق والترزيق والانشاء الابداع والصنع وغير ذلك من صفات الفعل ۔

ارادہ کرنا اور لیکن صفات فعلیہ پس پیدا کرنا مخلوق کا اور روزی دینا اور پیدا کرنا اور ایجاد کرنا اور ازسرنو پیدا کرنا وغیرہ ''

اور کبیری شرح منیۃ المصلی ص ۲۵۶ میں مرقوم ہے۔ (مسلمہ مؤلف الکلمۃ العلیا ص ۱۱۲)

من اسماء الله تعالى وصفاته الّتي لا يشارك فيها كالرحمن والخالق والرازق وعالم الغيب والشهادة وعالم الخفيات والقادر على كل شئ والرحيم لعباده ۔

''اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفتوں میں کسی کو شرکت نہیں ہے، جیسے رحمٰن اور خالق اور رازق اور عالم الغیب ہر کھلی چھپی چیزوں کا جاننے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اور اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا ''

اور مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ (جن کو مولوی نعیم الدین مستند جانتے ہیں) مدارج النبوت جلد ا ص ۴۸ میں فرماتے ہیں۔

و توحید و رغبت و مناجات و تذلل و استعانت و استغاثہ و ایں معانی ہمہ خاصہ عبادت و زبدہ آنست ۔

یعنی ''توحید اور رغبت و مناجات اور عاجزی اور ذلت کا اظہار اور مدد اور التجا کا چاہنا یہ تمام امور خاصہ عبادت اور اس کا اصل اصول ہیں ''

اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی تفسیر الفوز الکبیر ص ۱۲ میں فرماتے ہیں۔

شرک آنست کہ غیر خدا را صفات مختصہ خدا اثبات نماید مثل تصرف در عالم (وغیرہم) و بملاحظہ ایں امور سجدہ بسوئے ایشاں و ذبح برائے ایشاں (وغیرہم) تجویز نمودند۔

یعنی ''شرک یہ ہے کہ غیر خدا کے لئے صفات مخصوصہ خدائے تعالےٰ کی اثبات کریں مثلاً عالم میں تصرف وغیرہم اور بوجہ اس کے ان کے لئے سجدہ اور ذبح تجویز کریں ''

اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز ج ا ص ۱۰ میں فرماتے ہیں۔

وجہ اختصاص عبادت باں ذات پاک آنست کہ حقیقت عبادت نہایت تذلل است برائے نہایت تعظیم غیر خود و آں ذات نیست مگر ذات او تعالیٰ (ایضاً ص ۴۸) عبادت یعنی غایت تذلل برائے غایت تعظیم مطلقاً مخصوص در یں ملت بحضرت حق است ۔

یعنی ''وجہ خاص ہونے عبادت کی حق تعالیٰ کی ذات پاک کے لئے یہ ہے کہ حقیقت عبادت کی نہایت ذلیل ہونا ہے واسطے نہایت تعظیم غیر کے، اور وہ ذات نہیں ہے مگر محض ذات اللہ کی۔ عبادت یعنی غایت اظہار ذلت کا واسطے نہایت تعظیم کے مطلقاً مخصوص اس ملت میں خدا تعالیٰ ہی کے لئے ہے ''

غیر اللہ کے لئے سجدہ

پس اس تمام وضاحت کے بعد خصوصاً سجدہ اور ذبح وغیرہم کا حق تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ مخصوص ہونا جو بندہ کے ذمہ اوصاف بندگی ٹھہرائے گئے ہیں۔ اس کے متعلق صرف چند آیات قرآن پاک کی قطعیۃ الدلالہ ملاحظہ ہوں حق تعالیٰ سورہ حم سجدہ میں ارشاد فرماتے ہیں

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ

یعنی ''نہ سجدہ کرو سورج اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو بنایا، اگر تم اسی کو پوجتے ہو ''

اور سورہ حج میں فرمایا

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمٰوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ

یعنی ''تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی اور بہت ہیں کہ ٹھہر چکا ان پر عذاب ''

اور سورہ رعد میں فرمایا

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَن فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ

یعنی ''اللہ کو سجدہ کرتا ہے، جو کوئی آسمان و زمین میں ہے ''

اور سورہ نحل میں فرمایا

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

یعنی ''اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے، جو کوئی آسمان و زمین میں ہے ''

علیٰ ہذا بکثرت احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہیں مگر صرف مولوی نعیم الدین کی نقل کردہ حدیث بجواز تفسیر کبیر ج ا ص ۲۷۴ ہی پر بس ہے جس کے الفاظ مع انہیں کے ترجمہ کے حسب ذیل ہیں۔

وعن صهيب ان معاذا لما قدم من اليمن سجد للنبي صلى الله عليه وسلم فقال يا معاذ ما هذا قال ان اليهود تسجد لعظمائها وعلمائها ورأيت النصارى تسجد لقسيسها وبطارقتها قلت ما هذا قالوا تحية الانبياء فقال عليه الصلوة والسلام

''صہیب سے مروی ہے کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن سے آئے انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ حضور نے فرمایا اے معاذ یہ کیا! عرض کیا کہ یہود اپنے عالموں اور بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ نصاریٰ اپنے عالموں اور بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی تحیت ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انہوں

كن نبوا على انبيا ئهم۔	نے اپنے انبیاء پر جھوٹ بولا۔

یعنی سجدہ انبیاء علیہم السلام کی تحیت معہودہ مستمرہ نہیں ہے یہود و نصاریٰ جھوٹے ہیں۔ پس اس حدیث سے بداہۃً ثابت ہوا کہ سجدہ کو تحیت انبیاء علیہم السلام کہنا نصاریٰ کا کذب و بہتان تھا پھر مولوی نعیم الدین کا ترجمہ کے ساتھ یہ شاخ لایعنی لگانا کہ تحیت معہودہ مستمرہ نہیں ہے محض غلط ہے۔ کیونکہ مطلقاً تحیت کی نسبت نصاریٰ کا جھوٹا ہونا حدیث مرفوع میں مصرح ہے جس کے مقابلہ میں ہرگز کسی کا قول مقدم ومساوی نہیں ہوسکتا۔ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی البلاغ المبین صہ میں فرماتے ہیں

ونیز از عادات یہود و نصاریٰ نوشتہ کہ سجدہ	"یہود و نصاریٰ کی عادات میں لکھا ہے کہ سجدہ بھی اپنے
ہم برائے بزرگان خود میکردند پس حق تعالےٰ	بزرگوں کے لئے کرتے ہیں پس حق تعالےٰ نے ان کے افعال کو
افعال ایشان را با شرک نامید۔	شرک کے ساتھ موسوم فرمایا۔"

نیز شاہ صاحب موصوف حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ مصر ص۱۲۲ میں فرماتے ہیں

انھم کانوا یسجدون للاصنام والنجوم	یعنی "کفار بتوں اور ستاروں کو سجدہ کرتے تھے تو حق تعالیٰ
فلذا نہی عن السجدۃ لغیر اللہ	نے ان کو مطلق سجدہ لغیر اللہ سے منع فرمایا۔"

اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ ص۲۹۴ میں فرماتے ہیں

در ایام عاشورہ را قبور ائمہ را تصویر کنند و	یعنی "عاشورہ کے دنوں میں اماموں کی قبروں کی تصویریں
بسوئے آنہا سجدہ کنند و در برو ئے آنہا دست	بنانا اور ان کی طرف سجدہ کرنے اور ان کے آگے ہاتھ باندھ
بستہ مانند موافق عمل نصاریٰ است کہ در کلیسا	کر کھڑا ہونا موافق عمل نصاریٰ کے ہے۔ کہ گرجا میں
صورت حضرت عیسیٰ و حضرت مریم میسازند و	حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کی صورت
تعظیم مینمایند و سجدہ میکنند۔	بناتے اور تعظیم اور سجدہ کرتے ہیں۔"

اسی لئے شاہ صاحب موصوف نے تفسیر فتح العزیز ص۱۲۷ میں سجدہ لغیر اللہ کو علامت کفر میں سے فرمایا ہے چنانچہ قریب ہی تفصیل تمام گزر چکا ہے۔ نیز شاہ صاحب ص۲۲۸ میں فرماتے ہیں

تعظیمے کہ شایان حضرت رب العزت است مثل	یعنی "وہ تعظیم کرنا جو شان حضرت رب العزت کے لئے ہے
عموم علم و قدرت و غیب دانی و مشکلکشائی یا ذبح	مثلاً ثابت کرنا عموم علم اور قدرت کا اور غیب دانی اور مشکل
لغیر اللہ یا سجدہ لغیر اللہ وغیر ذلک واقع شود بلا	کشائی یا ذبح لغیر اللہ یا سجدہ لغیر اللہ وغیرہ امور پائے جاویں
شبہ آن منجر بکفر است و صاحب آن مرتد میشود۔	بلاشبہ وہ کفر ہے اور صاحب اس کا مرتد ہوتا ہے۔"

اور کبیری شرح منیۃ المصلی ص۲۶۲ میں مرقوم ہے

لو سجد لغیر اللہ یکفر بخلاف القیام	یعنی "اگر غیر اللہ کو سجدہ کرے تو کافر ہو جاویگا بخلاف قیام کے"

پھر رد المحتار شرح درمختار میں فتاویٰ ظہیریہ سے مطلقاً سجدہ لغیر اللہ کا کفر ہونا قریب ہی مرقوم ہو چکا ہے اور مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ج ا ص۳۲۸ میں فرماتے ہیں۔

آنچہ شارع آن را امارت کفر ساختہ مثل زنار	یعنی "جو بھی باتوں کو شارع نے علامت کفر میں شمار فرمایا
و سجدہ صنم اگر امارت بودن بدلیل قطعی از	ہے مثلاً زنار اور بت کو سجدہ اگر علامت ہونا دلیل قطعی شارع
شارع ثابت شدہ از ارتکاب آن بیقین میتوان	سے ثابت ہوا ہے تو اس کا مرتکب کافر ہوگا بحکم شرع کے
پذیرفت باید کہ کافر باشد از جہتہ حکم شرع	اور بعضوں نے کہا کافر ہے بحکم ظاہر کے
بداں و در کلام بعضے مصنفین واقع شدہ است	اور بعضے اس کو کافر شرعی کہتے ہیں اور بعضے کافر
کہ کافر است بحکم ظاہر و بعضے آنرا کافر شرعی	حکمی اور اس بات سے کچھ حاصل نہیں ہے
گویند و بعضے کافر حکمی خواندند و این سخن محصلے	کیونکہ جب شارع نے اس کے کفر کا حکم
ندارد زیرا کہ چو شارع حکم بکفر او کرد ایمان	دیا ایمان اس کا معتبر نہ ہوگا۔ اور حقیقۃً
او معتبر نبود و کافر باشد حقیقۃً اھ	کافر ہوگا۔"

اور خود مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۹۵ میں بھی یہی لکھا ہے کہ

اگر کسی فعل کو کوئی مسلمان کرے اور وہ فعل شارع نے کفار کے ساتھ مختص اور اس کو کفر اور شرک کی علامت قرار دیا ہو جیسے زنار یعنی جنیو پہننا اور بت کو سجدہ کرنا تو مسلمان بالاختیار ایسے فعل کرنے سے اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ اگرچہ احکام شرع مانے اور ان پر عمل بھی کرے چنانچہ شرح عقائد نسفی میں موجود ہے۔ "خوب ع

مدعی لاکھ پہ ہے بھاری گواہی تیری۔

پس باوجود نصوص صریحہ قطعیہ سے سجدہ لغیر اللہ کے مطلقاً کفر و شرک ثابت ہونے کے مولوی صاحب نے خود اپنے قول کے مخالف بحمایت کفر و شرک گور پرستوں، تعزیہ پرستوں کے محض لالچ دنیا سے توحید حق تعالیٰ کو چھوڑ کر دین جدید نکالا اور تنکہ کا سہارا پکڑا کہ سجدہ آدم اور یوسف علیہما السلام کے لئے قرآن پاک میں ذکر ہے معاذ اللہ جس کی توجیہ تفسیر فتح العزیز سے قریب ہی مرقوم ہو چکی اور خود مولوی نعیم الدین نے ص۱۰ کے حاشیہ میں تفسیر فتح العزیز سے سنداً نقل کیا۔ کہ وہ تکریم و تحیۃ کے طور پر مانند سلام اور جھکنے کے تھا۔ پس حقیقۃً سجدہ شرعی نہ ہوا بحکم حق تعالےٰ اسی کی ذات پاک کے لئے ہوا۔ اور جبکہ خود مؤلف دروغ گو را حافظہ نباشد سجدہ لغیر اللہ کو علامت کفر و شرک قرار دے کر مسلمان کو باوجود احکام شرع ماننے اور اس پر عمل کرنے کے بھی بوجہ سجدہ لغیر اللہ کے اسلام سے خارج کر چکے تو اب

اس داخل خارج سے کفر خود ان پر لوٹ پھر آیا نہیں۔ اور قرآن و احادیث و ائمہ دین جنہوں نے سجدۂ لغیر اللہ کو کفر و شرک بتایا ان کی تکذیب کرنے والا مُنّ مجوّ کاذبٌ کفار میں داخل ہوا یا نہیں۔ العیاذ باللہ تعالے۔ پھر مولوی نعیم الدین کا یہ کہنا کہ وہ کونسی دلیل ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ سجدہ تعظیمی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے حق میں شان بندگی ٹھیرایا۔ پس اس بے علمی اور جہل وعناد سے آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ نعیم اور نعیمیوں کو چشم بینا ہو تو دیکھیں حق تعالیٰ قرآن پاک سورہ فتح میں اپنے ساجدین صالحین بندوں کے اوصاف میں فرماتے ہیں ؛

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۔ یعنی "ان کے چہروں پر نشان ہے سجدہ کی علامت سے"

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کی نسبت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات صفحہ ۹۵ میں ناقل ہیں، کہ جناب مرزا صاحب ان کے پیر و مرشد و ممدوح عظیم شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب ۵۷ میں انہیں فضیلت و ولایت مآب مروج شریعت و منور طریقت و نور مجسم و عزیز ترین موجودات و مصدر انوار فیوض و برکات لکھا اور منقول ہوا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب انہیں بیہقی وقت کہتے۔ تفسیر مظہری ج ۱ صفحہ ۵۲ میں فرماتے ہیں،

اسجدوا لآدم۔ والسجود فی الاصل التذلل وفی الشرع وضع الجبهة علی الارض علی قصد العبادة والمامور بہ اما المعنی الشرعی فالسجود لہ یکون بالحقیقة هو الله تعالی وجعل آدم قبلة ۔

یعنی "اور سجدہ اصل میں اظہار ذلت کو کہتے ہیں اور شرع میں پیشانی زمین پر رکھنے کو لغرض عبادت حکم برداری کے لئے۔ لیکن شرعی معنی سجدہ کے حقیقت میں آدم کو قبلہ قرار دے کر اللہ تعالے کے لئے ہیں"

نیز تفسیر مظہری میں ہے۔

قال البغوی ولم یکن فیہ وضع الوجہ علی الارض انما کان انحناء فلما جاء الاسلام ابطل ذلک بالسلام ۔

یعنی "فرمایا امام محی السنہ بغوی نے اور نہیں تھا اس میں پیشانی کا رکھنا زمین پر سوائے اس کے نہیں کہ جھکنا تھا پس جب اسلام آیا باطل کر دیا گیا یا جھکنا بدلے سلام کے"

اور تفسیر جلالین میں ہے۔

تحیتہ بالانحناء ۔ یعنی "وہ سلام تھا جھکنے کے ساتھ"

اسی طرح دیگر تفاسیر میں مرقوم ہے چنانچہ تفسیر روح البیان میں مرقوم ہے۔

اسجدوا لآدم ای خروا لہ واسجدوا والسجود فی الاصل تذلل وفی الشرع وضع الجبهة علی قصد العبادة والمامور بہ اما المعنی الشرعی فالمسجود لہ فی الحقیقة هو الله تعالی وجعل آدم قبلة لسجودهم ثم نسخ بقولہ علیہ السلام لسلمان حین اراد ان یسجد لہ لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا الله تعالی فمن یسجد لہ فقد سجد لله کما قال تعالی فی حق حبیبہ علیہ السلام ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله ۔

یعنی "سجدہ اصل میں تذلل یعنی جھکنا اور شرع میں پیشانی زمین پر رکھنا لغرض عبادت حکم کئے گئے کہ یہ سجدہ آدم میں حقیقۃً اللہ کے لئے آدم کو قبلہ قرار دے کر تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب منسوخ کر دیا گیا۔ جب سلمان نے آپ کو سجدہ کرنے کا ارادہ کیا تو فرمایا مخلوق کو لائق نہیں ہے کہ سوائے اللہ تعالے کے کسی کو سجدہ کرے۔ پس آدم کے سجدہ میں اللہ ہی کو سجدہ تھا جس طرح حق تعالے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا۔ جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں"

اور مزید تفصیل مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۴۲ میں مرقوم ہے (جس کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات صفحہ ۹۵ میں مستند جانتے ہیں)

ہفتم تجویز سجود برائے سلاطین ظلمہ کہ آخوند باقر مجلسی و دیگر علمائے ایشاں نمودہ اند صریح مخالف قواعد کلیات شریعت است قولہ تعالیٰ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذی خلقهن ان کنتم ایاہ تعبدون[1] وقولہ تعالیٰ الا یسجدوا لله الذی یخرج الخبء فی السموات والارض ویعلم ما تخفون وما تعلنون[2] ۔ و دیگر آیات بسیار دلالت بر انحصار سجدہ میکنند در حق خالق توانا و دانائے پنہا و آشکارا است خصوصاً در شریعت مصطفوی و تمسک

یعنی "ساتویں تجویز سجدہ کی سلاطین ظالموں کے لئے کہ آخوند باقر مجلسی وغیرہ علماء ان کے کرتے ہیں صریح مخالف قواعد کلیات شریعت کے ہے فرمایا اللہ تعالے نے سجدہ مت کرو سورج کو نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو پیدا کیا ہے اگر تم اس کو پوجتے ہو۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کس لئے سجدہ نہیں کرتے ہو اللہ کو جو ظاہر کرنے والا ہے مخفیات آسمان و زمین کی اور جانتا ہے جو کچھ پوشیدہ کرتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں اور دیگر کثرت آیات دلالت انحصار کرتے ہیں کہ ہو حق تعالیٰ جاننے والے مخفی کو جو جانے والا ہو پوشیدہ اور ظاہر کا ہے خصوصاً شریعت مصطفوی میں اور دلیل پکڑنا سجدۂ ملائکہ سے آدم کے لئے اس مقام میں بیجا ہے جب کہ احکام آدمی کی احکام ملائکہ پر"

[1] سورہ حم سجدہ [2] سورہ نمل

سجدہ ملائکہ برائے آدم مورد ین مقام نہایت بیجاست کہ احکام آدمی را با احکام ملائکہ قیاس نتواں کرد ہمچنیں تمسک بسجود اخوۃ یوسف برائے یوسف علیہ السلام کہ اول سجود مصطلح نبود دوم تمسک بشرائع من قبلنا وقتے درست می شود کہ در شریعت ما نسخ نیامدہ باشد وایں حکم بلاشبہ در شریعت ما منسوخ است والا احق واولے بایں تعظیم حضرت امیر رضی اللہ عنہ و سبطین و دیگر ائمہ میشد انتہا

قیاس ہرگز نہ کریں اور ایسے ہی دلیل پکڑنا سجدۂ برادران یوسف سے یوسف علیہ السلام کے لئے کہ اول تو سجدے اصطلاحی نہ تھے دوم دلیل پکڑنا پہلی شریعتوں سے اس وقت درست ہوتا ہے۔ کہ ہماری شریعت میں اس کا منسوخ ہونا نہ آیا ہو اور یہ حکم بلاشبہ ہماری شریعت میں منسوخ ہے ورنہ احق اور اولیٰ اس تعظیم سجدہ کے لئے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ اور دونوں نواسے اور دیگر ائمہ ہوتے۔“

علاوہ ازیں خود مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب الزبدۃ الزکیۃ (حسنی پریس محلہ سوداگران بریلی) میں مولوی صاحب کی ساری تعلی خاک میں ملاتے ہیں چنانچہ ص۵۸ میں ہے

”بیشک سجدہ افعال عبادت سے ہے سجدہ عبادت وسجدہ تحیت میں سوائے نیت کوئی فرق نہیں۔ بجدہ تو سجدہ زمین بوسی کی نسبت در مختار[1] سے گذرا کہ یشبہ عبادۃ الوثن بت پرستی کے مشابہ ہے۔“ ایضاً ص۷۔ ”ابن جریر وابن المنذر وابو الشیخ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج سے تفسیر قولہ تعالیٰ وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا میں راوی۔ یعنی ہمیں حدیث پہنچی کہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کے ماں باپ بھائیوں کا سجدہ سر سے اشارہ کرنا تھا۔ جیسے اہل عجم کے یہاں یہ ان کی تحیت تھی جس طرح اب بھی کچھ لوگ کرتے ہیں۔ کہ سلام میں سر جھکاتے ہیں۔ امام بغوی نے معالم التنزیل اور امام خازن نے لباب میں اسی کو اختیار فرمایا سجدۂ ملائکہ میں فرماتے ہیں یعنی وہ زمین پر منہ رکھنا نہ تھا صرف جھکنا تھا جب اسلام آیا اسے بھی سلام مقرر کرکے باطل فرمادیا۔ سجدہ یوسف میں فرماتے ہیں۔ یعنی سجدہ سے زمین پر پیشانی رکھنا مراد نہیں وہ صرف جھکنا اور تواضع کرنا تھا۔ دونوں امام جلیل جلال الدین نے تفسیر جلالین دال محلی میں اسی پر اقتصار فرمایا۔ تو ان چاروں اکابر کے نزدیک راجح یہی قول دوم ہے کہ محض جھکنا تھا نہ سجدہ معروف گروہ“ ایضاً ص۱۔ ”وجہ دوم اگر یہ سجدہ مشہورہ تھا تو ائمہ کو اس میں اختلاف ہے کہ سجدہ آدم و یوسف گویا سجدۂ اللہ عز وجل کو اور آدم و یوسف قبلہ۔ ابن عساکر ابو ابراہیم مزنی سے راوی یعنی ان سے سجدۂ ملائکہ کے

[1] در مختار ص۹۹۳ (بندہ عزیز نجی عفی عنہ)

بارہ میں استفسار ہوا فرمایا اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو کعبہ کی طرح کر دیا تھا معالم وخازن وغیرہما میں ہے یعنی بعض نے کہا معنی آیت یہ ہیں کہ آدم کی طرف سجدہ کرو تو آدم قبلہ تھے اور سجدہ اللہ تعالیٰ کو جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے اور نماز اللہ کے لئے۔ نیز سورہ یوسف میں ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے معنی یہی کہ اللہ کے لئے یوسف کے سامنے سجدہ میں گرے۔ اور اول زیادہ صحیح ہے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس قول دوم کی تحسین کی۔ اور ظاہر ہے کہ اس تقدیر پر محل نزاع سے خارج ہے نزاع اس میں ہے کہ غیر خدا کو سجدہ تعظیمی کیا جاوے“ ایضاً ص۹۔ ”ہم ثابت کر چکے کہ اس سجدہ کا جواز نص کا حکم نہیں ہوگا۔ تو قیاس جتنا اور قیاس مجتہدین پر ختم ہوگیا“ ایضاً ص۱۰۔ ”در مخلوق میں نہایت عظمت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے ہے۔ آدم و یوسف علیہما الصلاۃ والسلام دونوں نبی تھے تو غیر انبیاء مشائخ و مزارات کو ان پر قیاس کرکے ان کے لئے سجدہ تعظیمی جاننا ظلم شدید ہے۔ اور انبیاء کا حق تلف کرنا“۔ ”یہ سب اسے شریعت سابقہ مان کر ہے ہم بیان کر چکے کہ سرے سے اس کا ثبوت نہیں اب نہ حکم ثابت نہ نسخ کی حاجت۔“

پس الحمد للہ کہ مؤلف اطیب البیان کا مغالطہ صاف ہوگیا۔ اور سجدہ کا غایت درجہ کی تعظیم ہونا جو نہایت درجہ ذلیل ہونے کے لئے ہوتا ہے غایت درجہ کی تعظیم اسی ذات پاک حق تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے ایسی تعظیم اور ایسی ذلت کا اظہار ہرگز کسی اور کے لئے ہو نہیں سکتا اسی ذات وحدہ لاشریک لہ نے اپنے بندوں کے حق میں نشان بندگی سجدہ کے ٹھہرائے ہیں۔ اب اگر کوئی نادان عنید عقل کا دشمن کسی اور کے لئے سجدہ بجا لاوے۔ اسی کو شرک کہتے ہیں۔

غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ وغیرہ کے مسائل

علیٰ ہذا ذبیح جانور بھی محض اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے لئے خاص ہے اسی کے تقرب اسی کی نیت اسی کے نام پر ذبح ہوسکتا ہے۔ اگر کسی اور کا تقرب کسی اور کی نیت و شہرت، کسی اور کے نام پر بجائے اللہ تعالیٰ کے ذبح کیا جاوے گا، تو بلاشبہ شرک ہوگا۔ کیونکہ جانور منجملہ شعائر اللہ کے ہے۔ جو بندہ کے ذمہ نشان اور علامت بندگی ٹھہرا دیا گیا ہے۔ خواہ وہ جانور نذر اللہ اور قربانی کا ہو یا عقیقہ کا خواہ اپنے کھانے اور ضیافت وغیرہ کے لئے ہو کہ یہ سب انواع تقرباً الی اللہ ہی میں داخل ہیں کسی جانور کی جان بغیر تقرب الی اللہ کے ہرگز شرعاً وعقلاً ذبح نہیں کی جاتی چاہیئے برخلاف اس کے کسی کی نیاز و منت کے تقرب پر جانور ذبح کیا جانا شرک محض ہے۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ اس کی مفصل ومدلل تحقیق اگرچہ گذشتہ اوراق میں ہم کر چکے ہیں۔ تاہم مزید توضیح اس کی بھی یہاں کر دی جاتی ہے۔ حق تعالیٰ قرآن پاک سورہ حج میں فرماتے ہیں:

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى ”اور پڑھیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر

مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (۲۲-۲۸) وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ (۲۲-۲۹) وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (۲۲-۳۴) وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا (۲۲-۳۶)

چوپایوں مویشی کے جو اس نے دیئے ہیں ان کو،، ”اور پوری کریں اپنی منتیں،، ”اور ہر امت کے لئے ہم نے ٹھہرادی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ کا نام چوپایوں کے ذبح پر جو ان کو دیئے،، ”اور کعبہ کے چڑھانے کے اونٹ ٹھہرائے ہیں ہم نے تمہارے لئے نشانی اللہ کے نام کی تمہارا اس میں بھلا ہے سو پڑھو ان پر نام اللہ کا،،

مولانا شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی رح مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان کے چچا میاں اور استاذ شفیق جن کو مولوی نعیم الدین اپنے رسالہ فیضان رحمت میں فہرست اسنادمیں مستند جانتے ہیں۔ آپ فوائد تفسیر موضح القرآن میں فرماتے ہیں۔

”حاصل منت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں،، ف اور یعنی مواشی ذبح کرنے اور نیاز اللہ کی ہر دین میں عبادت رکھا ہے سو اللہ کی نیاز ذبح کرنا اس کی عبادت ہوگئی تو شرک ہوا،،

علی ہذا شاہ عبد القادر صاحب موصوف اپنی تفسیر موضح القرآن سورہ مائدہ آیت وما اھل بہ لغیر اللہ کے فائدہ میں فرماتے ہیں ”ف اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کے نام پر جانور ذبح ہوا یا غیر خدا کی تعظیم پر وہ مسمر دار ہے،، اسی طرح دیگر تفاسیر میں مرقوم ہے چنانچہ تفسیر رحمانی مصری سورہ انعام صفحہ ۲۳ میں مرقوم ہے

قوله اهل اى صوت فيه باسم لغير الله به اى بسبب ذبحه له فانه وان قرن اسم الله لا يؤثر معه فى التطهير۔

یعنی ”آواز بلند کرنا غیر اللہ کے نام پر بسبب ذبح کرنے کے اس کے لئے اور ایسی صورت میں ذبح کرنے والے کا وقت ذبح کے اللہ کا نام لینا کچھ اثر نہ کرے گا اس کے پاک ہونے کے لئے،،

اور تفسیر روح البیان سورہ بقرہ میں مرقوم ہے

واصل الاهلال رفع الصوت. قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبيحة وقصد بها التقرب الى غير الله صار مرتدا وذبيحته ميتة۔

یعنی ”اصل لفظ اہلال آواز بلند کرنے کے لئے ہے کہا علماء نے اگر مسلمان ذبح کرے ذبیحہ کو اور قصد اس کا ذبیحہ سے تقرب لغیر اللہ کا ہو تو ہو جاوے گا مرتد اسلام سے خارج اور ذبیحہ بھی مردار حرام ہو جاوے گا،،

اور یہی تفسیر کبیر میں مرقوم ہے قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبيحة وقصد بذبحها التقرب الى غير الله صار مرتدا وذبيحته ميتة اور تفسیر جامع البیان سورہ مائدہ صفحہ ۵۷ میں مرقوم ہے

فحرم الله اكل هذا اللحم وان ذكر عليها اسم الله لما فيه من الشرك۔

یعنی ”حرام فرمایا اللہ تعالیٰ نے کھانا اس گوشت کا اور اگرچہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا کیونکہ اس میں شرک ہے،،

اور پوری تفصیل اس کی مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز صفحہ ۴۹۱ میں فرماتے ہیں

”تحقیق این مسئلہ آنست کہ جان را برائے غیر جان آفرین نیاز کردن درست نیست، وجان جانور مملوک آدمی نیست تا او را بکسے تواند بخشید،، ”وچون جان جانور قابل انتفاع آدمی نیست در زندگی پس از مردگی نیز قابل انتفاع او نباشد آرے اضحیہ از طرف مردہ کردن در حدیث صحیح آمدہ است لیکن معنیش ہمیں است کہ دادن جان برائے خدا ثوابش کہ مارد بآن مردہ بخشیدہ شود نہ آنکہ ذبح برائے مردہ کردہ آید و بعضے جہال مسلمین دریں مقام کج فہمی می کنند ومی گویند کہ گوشت را پختہ بنام مردہا دادن بلا شبہ جائز است وما نیز از ذبح کردن جانور بنام آن مردہ ہمیں قدر قصد می نمائیم برائے فہمانیدن ایشان یک نکتہ کافی است کہ بایشان باید گفت کہ ہرگاہ شما ذبح کردن جانور بنام غیر خدا نذر می کنید اگر عوض آں جانور گوشت بہماں مقدار خرید وپختہ بفقراء بخورانید در ذہن شما آن نذر ادا می شود یا نہ اگر میشود راست میگوئید کہ مقصود شما از ذبح غیر از گوشت خورانیدن برائے ثواب آں مردہ نبود والا تقرب بذبح نذر ادا کردہ اید و شرک صریح لازم می آید ودر لفظ ایں آیت کہ چہار جا از قرآن مجید وارد شدہ

یعنی ”در حقیقت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جان واسطے غیر جان پیدا کرنے والوں کے نام کی نیاز کرنا درست نہیں ہے،، ”اور جانور کی جان آدمی کی مملوک نہیں ہے تاکہ دوسرے کو بخش دے،، ”اور چونکہ جان جانور کی اصلاً قابل انتفاع آدمی کے لئے زندگی میں نہیں ہے تو بعد مرنے کے بھی قابل انتفاع کے اس کے لئے نہ ہوگی البتہ قربانی مردہ کی طرف سے حدیث صحیح میں آئی ہے۔ مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ جان جانور کی خدا کے لئے دیں تاکہ ثواب اس کا مردہ کو پہنچایا جائے نہ کہ مردہ کے لئے ذبح کیا جاوے بعضے جاہل مسلمان اس مقام میں کج فہمی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گوشت کو پکا کر مردوں کے نام دینا بلا شبہ جائز ہے اور ہم جانور کے ذبح کرنے میں مردے کی جانب سے اسی قدر ارادہ کرتے ہیں جاہلوں کے سمجھانے کے لئے ایک نکتہ کافی ہے کہ ان سے کہنا چاہیئے کہ تم جو جانور کا ذبح کرنا بنام غیر خدا نذر کرتے ہو اگر عوض اس جانور کے گوشت اسی قدر خرید کے اور پکا کے فقراء کو کھلا دو تو تمہارے ذہن میں نذر ادا ہوگی یا نہیں اگر ادا ہو جاتی ہے تو تم سچے ہو کہ تمہارا مقصود ذبح کرنے سے فقیروں کو مردے کی طرف سے ثواب کے لئے کھلانا تھا ورنہ ذبح کرنے سے تقرب اس کا لیا گیا جس سے صریح شرک لازم آیا اور اس آیت کے لفظ

تامل باید کرد کہ ما اهل به لغیر الله فرموده اند نہ ما ذبح باسم غیر اللہ پس ذبح کردن بنام خدا ہمراہ شہرت دادن و آواز برآوردن بآنکہ فلانے گاؤ و فلانے و بز فلانے میکند ہیچ فائدہ نمی کند و گوشت آن جانور حلال نمے گردد و اہل را بر ذبح حمل کردن خلاف لغت و عرف است ہرگز اہلال در لغت عرب و عرف آن دیار و آن وقت بمعنی ذبح نیامدہ در ہیچ شعر و ہیچ عبارت بلکہ اہلال در لغت عرب بمعنی بلند کردن آواز و شہرت دادن است۔ ایضاً در تفسیر نیشاپوری میگوید اجمع العلماء لو ان مسلماً ذبح ذبیحۃ و قصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتداً و ذبیحتہ ذبیحۃ مرتد انتہی و کافران در جاہلیت در وقت بر آمدن از خانہ و در راہ بنام بتان آواز می کردند و چون بمکہ معظمہ میرسیدند طواف خانہ کعبہ می نمودند این طواف ایشان بجانب خدا ہرگز از ایشان مقبول نبود و لہذا حکم شد کہ فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ھذا پس دریں جا نیز چوں آواز برآوردند و شہرت دارند کہ این جانور از فلانے است و بنام او است و برائے او می نیم و در وقت ذبح کنانیدند اصلاً موجب ترتب حلیت نگشت اھ

میں کہ چار جگہ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے تامل کرنا چاہئے کہ ما اہل بہ لغیر اللہ فرمایا ہے نہ ما ذبح باسم غیر اللہ پس بنام خدا ذبح کرنا ہمراہ شہرت اور آواز دینے کے کہ فلاں گائے فلانے کے لئے اور بکری فلانے کے لئے کرتے ہیں کچھ فائدہ نہیں دیتا اور گوشت اس جانور کا حلال نہیں ہوتا اور اہل کو ذبح پر حمل کرنا خلاف لغت اور عرف کے ہے ہرگز اہلال لغت عرب اور عرف اس ملک میں کسی شعر اور عبارت میں بمعنی ذبح کے نہیں آیا ہے۔ بلکہ اہلال لغت عرب میں بمعنی آواز اور شہرت دینے کے ہے۔ تفسیر نیشاپوری میں کہا ہے کہ تمام علماء نے اجماع کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی جانور کو ذبح کرے اور ارادہ ذبح سے تقرب الی غیر اللہ رکھے۔ تو وہ مرتد ہو گیا۔ اور اس کا ذبیحہ بھی مرتد کا ہو گیا انتہی اور کفر جاہلیت میں گھر سے نکلتے ہوئے راہ میں بتوں کا نام لے کر آواز کرتے تھے اور جب مکہ معظمہ میں پہنچتے خانہ کعبہ کا طواف کرتے یہ طواف ان کا ہرگز قبول نہیں ہوتا تھا اسی واسطے حکم ہوا کہ بعد اس سال کے مسجد حرام کے نزدیک نہ آویں۔ پس اس جگہ جو آواز بلند کی اور شہرت دی کہ یہ جانور فلانے کا ہے اور اس کے نام کا ہے اور اسی کے لئے ہم کرتے ہیں۔ اور وقت ذبح کے نام خدا تعالےٰ کا لیا۔ ہرگز وہ حلال نہیں ہوتا۔

اسی طرح در مختار ص۲۸۳ اور فتاوی عالمگیری ج ۵ ص۱۱ حنفی مذہب کی مستند کتابوں سے بھی اوپر گزر چکا ہے (جن کو مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ فیضان رحمت اور اپنی اسی کتاب میں معتبر تسلیم کیا ہے) کہ ذبح کرنا جانور کا امیر رئیس وغیرہ بزرگوں کے آنے کے استقبال پر یا کسی کی ضیافت کی تعظیم کے لئے حرام ہے کیونکہ وہ

غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے حکم میں داخل ہے اگرچہ اس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جاوے۔۔ ناظرین اس کی تفصیل وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ پس اگر وقت ذبح محض تکبیر اور اللہ تعالیٰ کا نام لینا ہی حلال ہونے کے لئے کافی ہوتا اور بزرگوں کی تعظیم کے لئے نسبت کرنے سے (جس طرح مولوی نعیم الدین نے بلا دلیل محض اپنے خیال سے تقویۃ الایمان کی ضد میں بحمایت گور پرستوں پیر پرستوں کے اس کے شرک ہونے کو غلط اور باطل خلاف شرع قرار دے کر ایسے جانور کو جائز حلال طیب کہہ کے لوگوں کو شرک اور حرام میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے) اگر جائز حلال طیب ہوتا تو در مختار اور فتاوی عالمگیری جیسی مستند کتب مسلمہ مذہب میں کیوں حرام اور نذر لغیر اللہ میں داخل کیا جاتا۔ پھر مولوی نعیم الدین کا اپنے قیاس فاسد کیا بلکہ باطل سے ذبح لغیر اللہ کے جواز پر وقت ذبح کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا کہ یہ گائے زید کی ہے یا عقیقہ کی ہے یا فلانے کی دعوت کی ہے۔ معاذ اللہ کس درجہ نا واقفی ہے حالانکہ عقیقہ خود تقرب الی اللہ دم شکریہ جناب باری تعالیٰ میں کیا جاتا ہے جس کی دعا ریں پڑھا جاتا ہے۔

اللہم تقبلہا منی و فداء لہ بنی من النار۔

یا اللہ قبول فرما مجھ سے اور اس کو میرے بیٹے کے لئے آگ دوزخ سے فدیہ بنا دے۔

چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص ۶۲۹ میں فرماتے ہیں

در شرع چند چیز را برائے ادائے شکر چند نعمت مقرر فرمودہ اند شکر تولد ولد عقیقہ است و شکر ادائے حج قربانی عیدالاضحی است۔

یعنی شرع شریف میں چند چیزیں ادائے شکر چند نعمتوں کے لئے مقرر فرمائی ہیں فرزند کے تولد کا شکریہ عقیقہ ہے اور ادائے حج کا شکریہ قربانی عیداضحی ہے۔

دیکھئے اس قیاس فاسد مولوی نعیم الدین کو ائمہ فقہاء نے باطل فرما کر حل کر دیا چنانچہ در مختار ص۲۸۳ میں اہل لغیر اللہ سے پیوستہ مرقوم ہے

ولو ذبح للضیف لا یحرم لانہ سنۃ الخلیل و اکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ والفارق انہ ان قدمہا لیاکل منہا کان الذبح للہ والمنفعۃ للضیف او للولیمۃ او للربح و ان لم یقدمہا لیاکل منہا بل یدفعہا لغیرہ کان لتعظیم غیر

یعنی اور اگر ذبح کیا مہمان کے لئے تو حرام نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ سنت خلیل علیہ السلام اور عزت مہمان اللہ تعالیٰ کی عزت کے لئے ہے۔ اور فرق دونوں میں یہ ہے کہ اگر پیش کیا کھانے کے لئے اس کو تو ہوگا وہ ذبح اللہ کے لئے اور فائدہ کھانے کا مہمان کے لئے یا ولیمہ یا نفع تجارت کے لئے اور اگر نہیں پیش کیا کھانے کے لئے اسکو بلکہ اس کو غیر کی تعظیم کے لئے کیا تو حرام ہوگا

الله تعالیٰ فتحرم اھ — واسطے تعظیم غیر اللہ تعالیٰ کے سبب ہے"۔

اسی لئے فرمایا حق تعالیٰ نے قرآن پاک سورہ ذاریات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کے متعلق۔

فَرَاغَ اِلٰٓی اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَیْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۔

یعنی پھر دوڑا اپنے گھر کو تو لایا ایک بچھڑا گھی میں تلا ہوا پھر ان کے پاس رکھا کہا کیا تم کھاتے نہیں۔"

اور صحیح بخاری پارہ ۲۵ صفحہ ۵۹ میں روایت ہے۔

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من كان یؤمن بالله والیوم الاٰخر فلیكرم ضیفه ۔

یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان لایا ہے پس وہ عزت واکرام کرے مہمان کا۔"

پس یہ نسبت شرعی جواز ذبح اللہ تعالیٰ کے لئے ہے نہ کسی دوسرے کے تقرب کے لئے جس طرح نذرونیاز منت غیر اللہ قبور اولیاء وغیرہم کے لئے اپنے تئیں دمنزل کی توقع پر جاہل مانتے اور جانور چڑھاتے ہیں کہ یہ حرام اور شرک میں داخل ہے اسلام نے ایسی غیر اللہ کی نسبتوں کو قطع فرما دیا حتیٰ کہ طلوع غروب کے وقت سجدہ کرنے سے اور قبر کی طرف نماز پڑھنے سے منع فرمایا زمانہ جاہلیت کے نشانات وذبائح جن اور قبور وغیرہم پر ذبح کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔ چنانچہ ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۵ وغیرہم احادیث صحاح میں روایت ہے۔

لا فرع ولا عتیرة ولا عقر

یعنی نہ فرع ہے نہ عتیرہ نہ عقر۔"

جب اول بچہ جانور کا جو پیدا ہوتا اس کو بتوں کی طرف سے ذبح کرتے اس کو فرع کہتے رجب کے اول دہے جو بتوں کی طرف سے ذبح کرتے اس کو "عتیرہ" اور رجبیہ کہتے۔ ابتداء اسلام میں بھی مسلمان اللہ کے لئے یہی کرتے جس کی ممانعت فرمائی گئی چنانچہ فتاویٰ ابراہیم شاہی فقہ حنفیہ میں مرقوم ہے۔

لا یجوز ذبح البقر والغنم عند القبور لقوله علیه السلام لا عقر فی الاسلام ای عند القبور هكذا فی سنن ابی داؤد وكذا لا یجوز الذبح عند البناء الجدید وعند شراء الدار كان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن ذبائح الجن بناء علی انهم یكرمون مخافة انهم لو لم یذبحوا یؤذیهم الجن

یعنی جائز نہیں ہے ذبح کرنا گائے اور بکری کا قبر کے پاس جب فرمانے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہیں ہے اسلام میں عقر یعنی قبر کے نزدیک ذبح کرنا جس طرح سنن ابوداؤد میں ہے اور اسی طرح نہیں جائز ہے جدید مکان کے بنانے پر اور مکان کے خریدنے پر کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ذبائح جن سے کہ یہ لوگ تعظیم کرتے ہیں اس خوف سے کہ اگر ہم ذبح نہ کریں گے تو جن ایذا پہنچا دیں گے۔ پس باطل فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ

فابطل النبی علیه السلام ونهی عنه اھ — وسلم نے اس کو اور ممانعت فرما دی"

اسی طرح دیگر کتب فقہ میں وارد ہے چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات جلد ثالث صفحہ ۶۸ میں فرماتے ہیں۔

وحیوانات را نذر مشائخ میکنند وبر سر قبرہائی ایشاں رفتہ آں حیوانات را ذبح مینمایند در روایات فقہ ایں عمل را داخل شرک ساختہ ودریں باب مبالغہ نمودہ ایں ذبح را از جنس ذبائح جن انگاشتہ کہ ممنوع شرع ست وداخل دائرہ شرک اھ

یعنی جو حیوانات کو نذر مشائخ کی کرتے ہیں اور قبروں پر ان کی جا کر ان حیوانات کو ذبح کرتے ہیں روایات فقہ نے اس عمل کو شرک میں داخل کیا ہے اور اس باب میں مبالغہ کر کے اس ذبح کو جنس ذبائح جن سے جانا ہے کہ ممنوع شرع اور داخل دائرہ شرک ہے"

ناظرین اہل انصاف اصحاب فہم نے تقویۃ الایمان کی تائید اور صداقت میں آیات کلام ربانی۔ اور فوائد شاہ عبدالقادر صاحب اور دیگر تفاسیر معتبرہ رحمانی۔ روح البیان۔ جامع البیان۔ تفسیر کبیر۔ الفوز الکبیر۔ تفسیر پانی پتی مظہری۔ خصوصاً فتح العزیز کا دل نشین واضح بیان۔ اور صحاح احادیث وفقہ اکبر۔ مدارج النبوۃ۔ حجۃ اللہ البالغہ وغیرہم۔ در مختار۔ کبیری۔ فتاویٰ عالمگیری۔ فتاویٰ ابراہیم شاہی۔ مکتوبات امام ربانی سے سجدہ و ذبح جانور وغیرہم عبادات کا محض حق تعالیٰ کے لئے خاص ہونا اور لغیر اللہ کے لئے حرام و مردار اور شرک و کفر اور اس کے کرنے والے کے مرتد خارج از اسلام ہونے میں ملاحظہ فرما لیں جو یہ سب کتب شرعیہ مسلمہ مؤلف ہیں کیا اب تقویۃ الایمان کی ضد میں ان کے نزدیک غلط اور باطل ٹھہریں گی؟ کیا گور پرستوں کی حمایت میں عار کو نار پر معاذ اللہ مقدم ٹھہرایا جائے گا؟

قولہ صفحہ ۱۱۵ اس کی منت مانی یہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کی تیسری مثال لکھی ہے اس سے اگر یہ مراد ہو کہ نذر سے غیر اللہ کی طرف تقرب ہو۔ تو ایسا دنیا بھر کوئی مسلمان نہیں سمجھتا بلکہ کسی مومن کے دل میں اس کا خطرہ بھی نہیں ہوتا یہ مسلمانوں پر افترا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ شئے منذور کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو پہنچانا شرک ہے تو غلط بتاؤ اس کو کب اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا۔ اور کہاں نشان بندگی ٹھہرایا۔ مشکل کے وقت پکارنا تقویۃ الایمان میں شرک کی چوتھی مثال یہ لکھی ہے ہم اس مسئلہ کو بوضاحت تمام اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۵-۵۷ تک لکھ آئے ہیں وہاں ملاحظہ کیجئے۔ مگر مشکل کے وقت پکارنے کو شرک بتانے سے سخت مشکل پیش آئے گی کسی نے پکڑ کر پیٹنا شروع کیا آپ پولیس کو یا اور کسی اپنے رفیق و معاون کو پکاریں تو شرک ہو جائے چپ چاپ پٹتے رہئے کیسے جاہلانہ خیال ہیں رات دن اپنے حاجات وضروریات کے لئے آدمی اپنے متعلقین و خدام کو پکارتا ہے تو کیا بقول

دین میں ساری دنیا ہی مشرک ہوئی۔ ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا۔ اور قدرت تصرف ثابت کرنی مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کی پانچویں اور چھٹی مثالیں یہ دی ہیں۔ نہ اس پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل ہے نہ خود ان کی بنائی ہوئی تعریف شرک اس پر صادق آتی ہے کیونکہ کسی نبی و ولی یا فرشتہ کو کوئی مسلمان ہر جگہ ناظر و متصرف بالذات نہیں جانتا۔ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب باوجود اس کے بھی مسلمانوں کو مشرک ٹھہرا رہے ہیں۔ بلکہ صاف تصریح کرتے ہیں۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویۃ الایمان صفحہ اس عبارت میں علم و قدرت عطائی کے اثبات کو بے دریغ شرک بتایا ہے۔ تو ان کے نزدیک غیر کی تعلیم سے عالم ہونا اور غیر کے قدرت دینے سے متصرف ہونا ایسی چیزیں ہیں جو اللہ نے اپنے لئے خاص کی ہیں۔ معاذ اللہ ان کا مفروض خدا علم ذاتی نہیں رکھتا۔ ان بے دینوں کی سمجھ میں یہ شرکی ہوئی تو حید یہ لوگ خدا کے بھی قائل نہیں۔ تف ان بے دینی پر۔ حکومت و سلطنت کے تصرفات ماننا ہے کفار و فساق کے تصرفات کا قائل ہے شیطان تک کے تصرفات کا معتقد ہے قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں بیشمار مخلوق کے تصرفات کا بیان ہے شریعت طاہرہ نے جزا کا مدار ہی تصرف پر رکھا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا یہ شرع میں کسی کے لئے ثابت ہے یا نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین الانعام ایسے ہی دکھائے ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کے ملک تاکہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہو جائیں۔ تمام آسمانوں اور زمینوں کے ملک اون کے روبرو حاضر ہیں اور وہ ہر جگہ کا معائنہ فرما رہے ہیں اسی کو تقویۃ الایمان والے نے شرک بتایا تھا۔ حدیث فعلمت ما فی السموات والارض کی شرح میں حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات صفحہ ۲۶۲ میں فرماتے ہیں مدرس و انستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامۂ علوم جزوی و کلی و احاطۂ آن۔ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہو گیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اس سے یہ مراد ہے کہ تمام جزوی و کلی علوم حضور کو حاصل ہو گئے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے سب کا احاطہ فرما لیا۔ اب پوچھو اسمٰعیل سے سارا جہان محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے ذرہ ذرہ علم مصطفےٰ علیہ الصلاۃ والسلام میں حاضر ہے۔ تقویۃ الایمانی شرک کا منہ کالا ہوا۔ اسی اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۱۴ میں خطاب السلام علیک ایہا النبی کہہ کر سلام عرض کرنا اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اب ایک عبارت زمانہ موجودہ کے وہابیہ کی مایہ ناز کتاب المہند کی بھی پیش کر دی چاہیے تاکہ دیوبندی صاحبوں کو معلوم ہو جائے کہ تقویۃ الایمان کے حکم سے وہ کیسے پکے مشرک

ہیں۔ شیخ احمد مالکی اپنی تقریظ میں صفحہ ۶۳ میں فرماتے ہیں۔ پس کبھی خواص میں سے کسی بزرگ کے لئے کسی خاص وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا بر سر غلطی بھی نہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کونین جہاں میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔ اب دیوبندی بتائیں کہ وہ تقویۃ الایمان کو مان کر اپنا مشرک ہونا قبول کریں گے یا تقویۃ الایمان کو باطل و ضلالت بتائیں گے اھ ملخصاً بلفظہ

اقول میری مثال میں مراد نذر اولیاء سے تقرب غیر اللہ ہونا مثل آفتاب کے روشن ہے کیونکہ

غیر اللہ کی نذر تقویۃ الایمان میں خالص توحید باری تعالیٰ اور انواع شرک کا بیان ہے۔ اگر مؤلف کے زعم باطل میں بحمایت طمع گور پرستان دنیا میں کوئی مسلمان ایسا نہیں سمجھتا اور کسی کے دل میں اس کا خطرہ بھی نہیں ہوتا اور یہ مسلمانوں پر افترا ہوتا تو ہرگز اکابر ائمہ دین اور فقہاء متقین اور اولیاء کاملین اور علماء راسخین رحمہم اللہ اجمعین اس نذر کو جاہل مسلمانوں کی طرف کفر و شرک کی نسبت نہ کرتے چنانچہ مؤلف کی مستند کتاب در مختار صفحہ ۵۳ میں مرقوم ہے

واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصد واصرفھا لفقراء الانام وقد ابتلی الناس بذلک ولا سیما فی ھذہ الاعصار وقد بسطہ العلامۃ قاسم فی شرح الدرر البحار ولذا قال الامام محمد لو کان العوام عبیدی لاعتقتھم واسقطت ولائی وذلک لانھم لا یھتدون فالکل بھا۔

یعنی جان تو وہ نذر جو اموات کے لئے اکثر عوام لوگ کرتے ہیں درہم اور روشنی اور تیل وغیرہ اولیاء کرام کے مزار پر ان کے تقرب کے لئے لے جاتے ہیں باجماع باطل اور حرام ہے جبتک اس کے صرف کا اللہ کے فقیروں کو دینے کا ارادہ نہ کرے اور تحقیق مبتلا ہو گئے ہیں لوگ اس نذر ممنوع میں ہمارے زمانہ میں اور تحقیق مفصل بیان کیا ہے اس نذر عوام کو علامہ قاسم نے شرح درر بحار میں اور اسی وجہ سے فرمایا امام محمد نے کہ اگر عوام میرے غلام ہوتے تو میں ان کو آزاد کر دیتا اور اپنی ولاء ساقط کر دیتا کیونکہ یہ لوگ ہدایت نہیں پاتے پس سب کو [illegible]

علامہ شامی رد المحتار مصری ج ۲ صفحہ ۱۳۹ اور مجتبائی دہلی ج ۲ صفحہ ۱۳۰ میں جو مستند مولوی نعیم الدین ہیں فرماتے ہیں۔

لوجوہ منھا انہ نذر للمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون للمخلوق ومنھا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک ومنھا انہ ان ظن ان المیت

یعنی یہ اس نذر کا باطل ہونا ان وجوہ سے ہے کہ یہ نذر مخلوق کی ہے اور نذر مخلوق کے لئے جائز نہیں کیونکہ یہ عبادت ہے اور عبادت مخلوق کیلئے نہیں ہوتی اور جس کے لئے یہ نذر کی گئی ہے وہ میت ہے اور میت کسی چیز کی مالک نہیں ہے اور نذر کرنے

يتصرف في الامور دون الله تعالى واعتقاده ذلك كفر ولا يخفى على ذوي الافهام ان مراد الامام محمد رح بهذا الكلام انما هو

وہ یہ گمان ہے کہ میت کو سوائے اللہ کے امور میں تصرف کا اختیار ہے اور یہ اعتقاد اس کا کفر ہے اور اہل فہم پر یہ امر مخفی نہیں ہے کہ مراد اس قول امام محمد صاحب سے یہ ہے کہ وہ عوام کی مذمت کرتے ہیں،

پس اسی نذر کو تقویۃ الایمان میں اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کیا ہے اور شان جلنگی ٹھہرایا گیا ہے جس طرح تمام ائمہ دین نے بھی اس کو کفر و شرک بتایا ہے باقی ایصال ثواب لوجہ اللہ تعالیٰ کو اس نذر لغیر اللہ سے کچھ واسطہ نہیں ہے چنانچہ ان سب امور کی تفصیل اسی کتاب میں دندان شکن بجواب مؤلف گزر چکی

مشکل کے وقت غیر اللہ کو پکارنا

علی ہذا تقویۃ الایمان کی چوتھی مثال مشکل کے وقت حاضر و ناظر جان کر پکارنے کے شرک ہونے کے مسئلہ کو ہم بوضاحت تمام مدلل قرآن وحدیث اور فقہ اپنی اسی کتاب میں لکھ چکے ہیں جس سے مؤلف بفضلہ تعالیٰ ساکت ہو کر صم بکم کا مصداق ہو جائیں گے، پس ہاتھ کنگن کو آرسی کیا، ناظرین اہل انصاف ملاحظہ فرمالیں، مگر اس مقام پر مولوی صاحب جامہ سے باہر ہوئے نہیں سماتے کہ مشکل کے وقت پیروں دلیوں کو غائبانہ حاضر و ناظر متصرف جان کر پکارنے کو پولیس رفقا رخدام وغیرہم نظام عالم دنیا کی مانند ٹھہرا کر شرک کا جواز نکالتے ہیں جس بے عقلی پر مشرکین صنم پرست بھی ہنستے ہیں کہ دعویٰ مسلمانی اور دین پرستی اگر غائبانہ پولیس ورفقا اور خادم وغیرہم کو بھی حاضر و ناظر جان کر پکارا جاوے گا، تو کیا شرک نہ ہوگا، بیشک ہوگا، کہ صفت خاصہ باری تعالیٰ دوسروں میں ثابت کی گئی معاذ اللہ مؤلف کے کیسے عجیب خیالات ہیں تس پر بھی نہیں دیگرے نیست کا دعویٰ۔!

غیب دانی اور حاضر ناظر وغیرہ کی بحث

علی ہذا تقویۃ الایمان کی پانچویں چھٹی مثالیں ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھ کر پیروں دلیوں وغیرہم کے عموم علم و قدرت تصرف ثابت کرنے کا شرک ہونا مؤلف کے ص۸۲-۸۷ کے بجواب تصرف لغیر اللہ بقرآن وحدیث اور ائمہ فقہا و مسلمہ علماء سے ہو چکا ہے جبکہ خود مولوی نعیم الدین کسی کو حاضر و ناظر و متصرف بالذات نہیں جتے تو بعد گزرتے اس عالم نظام دنیا کے کون سی دلیل علم و قدرت عطائی کے رکھتے ہیں اگر رکھتے ہوں تو اپنے صدق کو نصوص قرآن وحدیث قطعی الدلالت قطعی الثبوت سے پیش کریں کیونکہ عقائد یہی معتبر ہوتا ہے نہ قصص اور حکایات محتملات اگر نہیں ثابت کر سکتے اور ہرگز نہیں ثابت کر سکتے کیونکہ حق تعالیٰ ہی کے لئے تمام کائنات عالم کا علم قدرت و تصرف حاضر و ناظر ہوتا مختص ہے تو حیف ان بدمذہبوں کی گندی مسلمانی پر جو شرکیات کو بحیلہ علم و تصرف عطائی کے آڑ بنا کر خلق اللہ کو گمراہ کرتے اور گمراہ ہوتے ہیں تف

اس بدمذہبی پر جو حکومت و سلطنت وغیرہم کے تصرفات عالم نظام دنیا پر کر شریعت مطہرہ نے جزا و سزا کا مدار ہی حق تعالیٰ کے قدرت عطا فرمانے پر بندوں سے رکھا ہے اس پر قیاس باطل کر کے پیروں دلیوں کے تصرفات کو بلا دلیل محض جانتے ہیں اور دلیل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ملکوت السمٰوات والارض کا عالم دنیا میں معائنہ کرانے کو ٹھہرایا جا کر کہا جاتا ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کے ملک ان کے روبرو حاضر ہیں اور ہر جگہ کا معائنہ فرما رہے ہیں، معاذ اللہ محض فریب اور تحریف کلام ربانی ہے، کیونکہ معائنہ کرا دینے سے علم تفصیلی و دوامی تمام عالم کا ہمیشہ کے لئے لازم نہیں ہے چنانچہ خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۱ میں شاہ عبدالحق صاحب سے نقل کر کے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے "وہ تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھایا تاکہ وہ وجود ذات وصفات و توحید کے ساتھ یقین کرنے والوں میں سے ہوں، اور خلیل کو وجوب ذاتی اور وحدت حق کا ملکوت آسمان و زمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا" پس جس غرض سے دکھایا گیا وہ غرض اسی آیت کے ملحق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر کو شرک سے باز رکھ کر توحید کی طرف بلانے کے لئے مفصل مرقوم ہے اسی لئے دلائل ربوبیت ملکوت السمٰوات والارض دیکھ کر ان کو معرفت حقائق و توحید حاصل ہوئی تب بت پرستی سے ان کو بدلائل عقلیہ الزام دے کر ان سے مناظرہ کیا چنانچہ سیاق و سباق آیت سے صراحتہً یہ امر واضح ہے اور اسی کی تشریح جملہ مفسرین نے فرمائی ہے چنانچہ سورہ مریم میں ارشاد ہے

يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي

یعنی "اے باپ میرے مجھ کو آئی خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل"

اگر مولوی نعیم الدین کے زعم باطل پر وہ ہر جگہ معائنہ فرما رہے ہیں، تو یہ ایک چیز کی خبر آنے کے کیا معنی پھر جب آپ کے روبرو سب کچھ حاضر ہے اور جانتے تھے کہ میرا باپ ایمان نہ لاوے گا تو اس کے لئے مغفرت مانگنے کے کیا معنی چنانچہ اسی آیت کے قریب ارشاد ہے

سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا الآیۃ

یعنی "میں مغفرت طلب کروں گا تیرے لئے اپنے رب سے بیشک وہ مجھ پر مہربان ہے"

اور سورہ شعراء میں فرمایا۔

وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ الآیۃ

یعنی "اور مغفرت فرما دے میرے باپ کی وہ تھا گمراہوں میں"

اور سورہ توبہ میں ارشاد ہوا۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ

یعنی "اور بخشش مانگنا ابراہیم کا باپ کے لئے سو نہ تھا مگر وعدہ کے سبب کہ وعدہ کر چکا تھا اس سے پھر جب اس پر کھلا کہ وہ دشمن ہے اللہ کا اس سے بیزار ہوا ابراہیم بڑا نرم دل تھا تحمل والا"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۹ صفحہ ۲۸۸ میں مرقوم ہے۔

ان اهل التفسير اختلفوا فى وقته قيل كان ذلك فى الحيوة الدنيا لما مات اذر مشركا۔ عن ابن عباس و اسناده صحيح۔ وفى رواية فلما مات لم يستغفر له۔ قال استغفر له ما كان حيا فلما مات امسك وقيل ان تبرءه منه يوم القيامة ۔

یعنی "اہل تفسیر نے اختلاف کیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے استغفار کے بارہ میں کہا گیا تھا استغفار کرنا حیات دنیا میں جب آذر شرک کی حالت میں مر چکے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت باسناد صحیح ثابت ہے اور ایک روایت میں کہ جب وہ مر گئے۔ تو استغفار نہیں کیا۔ کہا استغفار تھا ان کے لئے زندگی میں جب وہ مر گئے تو آپ خاموش ہو گئے۔ اور کہا بیزار ہوں گے آپ ان سے قیامت کے دن"

اور سورہ ہود (اور ایسے ہی ذاریات) میں ارشاد فرمایا۔

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ فَلَمَّا رَأَىٰ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ قَالَتْ يَا وَيْلَتَىٰ أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْلِي شَيْخًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ

یعنی "اور تحقیق آ چکے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر بولے سلام وہ بولا سلام ہے پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا پھر جب دیکھا ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر تو اوپری سمجھا اور دل میں ان سے ڈرا بولے مت ڈر ہم بھیجے آئے ہیں طرف قوم لوط کے اور اس کی بیوی کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی بولی اے خرابی کیا میں جنوں گی۔ اور میں بوڑھیا ہوں اور یہ خاوند میرا ہے بوڑھا یہ تو ایک عجیب چیز ہے وہ بولے کیا تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے اللہ کی مہر ہے اور برکتیں تم پر اے گھر والو وہی تعریف

حَمِيدٌ مَجِيدٌ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ

کیا گیا بڑا سلوک والا ہے پھر جب گیا ابراہیم سے ڈر اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے قوم لوط کے حق میں البتہ ابراہیم تحمل والا نرم دل ہے رجوع رکھنے والا اے ابراہیم چھوڑ یہ خیال وہ تو آ چکا حکم تیرے رب کا اور ان پر آتا ہے عذاب جو پھیرا نہیں جاتا"

علی ہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معائنہ کرانے کے بعد آپ کی زندگی کے سیکڑوں واقعات عدم علم اشیاء عالم کے ہیں چنانچہ تفسیر فتح العزیز صفحہ ۵۰۵ میں مرقوم ہے

اول کسے کہ موئے او سفید شد حضرت ابراہیم است چوں سفیدی خود دیدند عرض کردند بار خدایا ایں چیست حکم شد کہ وقار است"

یعنی "وہ شخص جس کے بال سفید ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جس وقت آپ نے بالوں میں سفیدی دیکھی عرض کیا بار خدایا یہ کیا ہے حکم ہوا کہ وقار ہے"

ایضاً صفحہ ۵۰۵ میں مرقوم ہے

وبیہقی در شعب الایمان روایت کردہ است وچوں حضرت ابراہیم میخواستند کہ طعام چاشت بخورند از چہار طرف وطن خود تا مسافت یک یک کروہ تلاش مہمان میفرمودند وتا وقتیکہ مہمان نمیرسید طعام چاشت نمی خوردند زیراکہ وقت چاشت وقت آمدن مہمان نیست"

یعنی "اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کھانا تناول فرمانا چاہتے۔ چاروں طرف اپنے وطن سے ایک ایک کوس تک مہمان کی تلاش فرماتے جب تک مہمان نہ آتا ناشتہ کا کھانا نہیں کھاتے کیونکہ وقت چاشت کے مہمان کے آنے کا وقت نہیں ہے"

ایضاً صفحہ ۵۰۹ میں مرقوم ہے

در مصنف ابن ابی شیبہ بطریق صحیح مروی است کہ سالے از سالہا در بلاد حضرت ابراہیم ع قحط رو داد حضرت ابراہیم ع برائے طلب غلہ بشہرے دیگر رفتند وہر چند تلاش کردند نیافتند باز گشتند الخ

یعنی "ایک سال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وطن میں غلہ کی قحط سالی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام غلہ کے لئے دوسرے شہر میں تشریف لے گئے ہر چند تلاش کیا نہ ملا مایوس ہو کر واپس تشریف لائے"

علی ہذا حضرت سارہ کی نسبت بادشاہ ظالم کا واقعہ اور اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خائف ہونا پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیدائش پر حضرت سارہ کا رشک کرنا اور کہہ دینا کہ ہاجرہ اور بیٹے کو میرے

گھر سے لے جاؤ ہر چند کہ سمجھانے پر بھی منظور نہ کیا بالآخر حق تعالے کی جانب سے وحی آئی کہ سارہ کے کہنے پر عمل کرو آپ منزل در منزل سفر طے فرما کے خانہ کعبہ پہونچے وہاں دونوں کو چھوڑ کر چلے آئے عرصہ دراز کے بعد جو آپ باجازت حضرت سارہ خانہ کعبہ پہونچے دریافت فرمانے پر مکان ملا۔ تو حضرت ہاجرہ وفات پا چکیں تھیں۔ وغیرہ ذٰلک کذا فی فتح العزیز۔

جن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عدم علم اشیاء عالم سے اظہر من الشمس ہے پھر وہ کون سی ایسی دلیل ہے جس سے آپ حاضر و ناظر اور تمام کارخانہ عالم کو معائنہ فرماتے تھے یا فرما رہے ہیں۔

علی ہذا حدیث فعلمت ما فی السموات والارض کا صرف اتنا فقرہ مختصر نقل کرکے مؤلف نے عام لوگوں کو فریب میں مبتلا کیا جس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ خواب کا ہے جس کے الفاظ مشکوٰۃ شریف جلد ا صـ۷۹ میں یہ ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت ربی فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت ما فی السموات و الارض (رواہ الدارمی مرسلا)

کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی صورت میں دیکھا اور فرمایا رب نے کہ ملائکہ کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہے فرمایا سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے"

اس پوری حدیث کو مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا صـ۴ میں نقل کرکے اس کا ترجمہ مندرجہ بالا خود کیا ہے اور یہاں بھی مولوی نعیم الدین خواب کا ذکر نہیں کرتے تاکہ فریب کی قلعی نہ کھل جائے حالانکہ مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ جس کو مولوی نعیم الدین نے مستند جان کر اپنی کتابوں میں اس کے حوالے نقل کئے ہیں اس حدیث کے ترجمہ کے الفاظ ج ا صـ۴۹۹ میں یہ ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا میں نے پروردگار اپنے کو الخ چنانچہ اس حدیث کے دوسرے طرق سے اس روایت کی کامل توضیح ہوتی ہے، مشکوٰۃ شریف کے صـ۷۲ پر مرقوم ہے

انی قمت من اللیل فتوضأت و صلیت ما قدر لی فنعست فی صلاتی

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں اٹھا رات کو پس وضو کیا میں نے اور نماز پڑھی میں نے جو کچھ مقدر تھی

حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارک و تعالی فی احسن صورۃ فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت لا ادری قالھا ثلاثا قال فرأیتہ وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت برد انا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیء و عرفت فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت فی الکفارات قال وما ھن قلت مشی الاقدام الی الجماعات والجلوس فی المساجد بعد الصلوات واسباغ الوضوء حین الکریھات قال ثم فیم قلت فی الدرجات قال وما ھن قلت اطعام الطعام ولین الکلام والصلوٰۃ والناس نیام۔

سلے میرے پس اونگھا میں یہاں تک کہ نماز میں بہت غالب ہوئی پس ناگہاں دیکھا میں نے پروردگار اپنے تبارک وتعالیٰ کو اچھی صورت میں پس کہا اے محمد میں نے کہا حاضر ہوں اے رب فرمایا کس چیز میں گفتگو کرتے ہیں فرشتے مقربین۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا فرمایا اللہ تعالے نے یہ کلمہ تین بار کہا پس دیکھا میں نے اس کو کہ رکھا ہاتھ اپنا درمیان مونڈھوں میرے کے یہاں تک کہ پائی میں نے سردی انگلیوں کی درمیان چھاتی اپنی کے پس ظاہر ہوئی میرے لئے ہر چیز اور پہچان لیا میں نے سب کو پس فرمایا یا محمد میں نے کہا حاضر ہوں میں اے رب فرمایا کس چیز میں جھگڑتے ہیں فرشتے مقربین میں نے کہا کفارات میں فرمایا کیا ہیں وہ میں نے کہا چلنا قدموں کے ساتھ جماعت کے لئے اور بیٹھنا مسجدوں میں نمازوں کے بعد اور پورا کرنا وضو کا وقت کراہت کے فرمایا پھر کس چیز میں گفتگو کرتے ہیں میں نے کہا درجات میں فرمایا کیا ہیں وہ میں نے کہا کھانا کھلانے کا اور نرمی کرنی بات میں اور نماز پڑھنی رات میں ایسی حالت میں کہ لوگ سوتے ہوں "

اس حدیث کو بھی مؤلف نے الکلمۃ العلیا صـ۱۰ میں اپنی چالاکی سے واقعہ خواب چھوڑ کر نقل کیا ہے، حالانکہ عالم دنیا میں ان آنکھوں سے بیداری میں حق تعالیٰ کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح تکمیل الایمان صـ۵ میں فرماتے ہیں

در جواز رؤیت وے سبحانہ تعالیٰ در دنیا بہ بصر در بیداری دو قول است و استاد ابوالقاسم قشیری صاحب رسالہ فرمودہ است کہ قول صحیح عدم جواز است ایں سخن در جواز امکان درست و لیکن علم وقوع و تحقیق آں مر غیر آنحضرت را در

یعنی دیدار خداوند حق تعالیٰ کے دنیا میں آنکھوں سے بیداری میں دو قول ہیں اور استاد ابوالقاسم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ قول صحیح اس میں عدم جواز ہے۔ یہ بات جواز امکان میں ہے لیکن علم وقوع اور اس کی تحقیق سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] معراج میں [illegible]

خبب معراج حقق علیہ است اھ

علیہ ہے۔"

نیز بذا فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۰ صفحہ ۲۴۲ میں مرقوم ہے

واما فی الدنیا فقال مالک انما لو یر سبحانہ فی الدنیا لانہ باقی والباقی لا یری بالفانی فان جازت الرؤیۃ فی الدنیا عقلا فقد امتنعت سمعا۔

یعنی: لیکن دنیا میں پس فرمایا امام مالکؒ نے نہیں دیکھ سکتا حق تعالیٰ کو دنیا میں کیونکہ وہ ذات باقی ہے اور باقی نہیں دکھائی دے سکتا فانی کو۔ پس اگر جائز ہو دیکھنا دنیا میں عقلاً تو ممنوع ہے دیکھنا شرعاً"۔

پس ناظرین کرام نے مؤلف کی سخن سازی ملاحظہ فرمائی کہ وہ قرآن و حدیث کے الٹ پلٹ کرنے میں کس قدر ہوشیار ہیں۔

پھر یہ کہنا مؤلف کا کہ سارا جہان محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے ذرہ ذرہ آپ کے علم میں حاضر ہے۔ پھر اس پر لمعات کی عبارت فریب دہی سے پیش کرنا جس کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کے جھگڑنے کا واقعہ آپ پر منکشف فرمایا وہ کل امور جن میں فرشتے گفتگو کرتے تھے منکشف ہو گئے۔ نہ کہ سارا جہان پیش نظر ہونا اور ذرہ ذرہ کا علم تفصیلی دوامی ہمیشہ کے لئے لازم ہونا۔ بلکہ اس وقت جو کچھ آسمان و زمین میں تھا اجمالاً دیکھا چنانچہ شیخ رحؒ کی عبارت میں لفظ بود اس پر دلالت کرتا ہے۔ کہ اسی وقت کا واقعہ ہے اور خود مؤلف نے الکلمۃ العلیا صفحہ ۹ میں اسی حدیث علمت کی شرح مرقاۃ سے نقل کر کے یہ ترجمہ کیا۔ یعنی وہ جو کچھ کہ اللہ سبحانہ نے تعلیم فرمایا ان چیزوں میں سے جو آسمان و زمین میں ہیں ملائکہ اور اشجار وغیرہما میں سے"، پس یہ آسمان و زمین میں سے بعض اور جزء چیزیں ہوئیں نہ کہ ذرہ ذرہ کا علم دوامی۔ پھر شیخ عبدالحق رحؒ مدارج النبوت ج ۱ صفحہ ۱۴۲ میں تصریحات فرماتے ہیں۔

بروے علوم واسرار ما کان وما یکون بضرورت حاصل شود وا ورا علم بر نبوت او بے خوب وشکوک وظنون قولہ تعالیٰ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما۔

یعنی: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علوم و اسرار جو کچھ تھے اور جو کچھ ہوں گے بضرورت حاصل ہوئے اور ان کو علم ان کی نبوت کا بلا ریب و شک دیا گیا حسب ارشاد خداوندی اور علم دیا تمہیں جو تم نہ جانتے تھے اور ہے فضل اللہ کا تم پر بڑا"۔

ایضاً مدارج النبوت ج ۱ صفحہ ۹ میں مرقوم ہے۔

حدیثے واقع شدہ است کہ یکباری ناقہ آنحضرت

یعنی: حدیث میں واقع ہوا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم گم شد بعضے منافقان گفتند کہ محمد خبر از آسمان میدہد و در نمی یابد کہ ناقہ او کجاست چوں ایں سخن منافقان با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسید گفت من نمیدانم و در نمییا بم مگر آنچہ بدانا ندو دریا ناند مرا پروردگار من و منصل بہیں گفت کہ تحقیق راہ نمود مرا پروردگار من وتعالیٰ بر آں ناقہ کہ وے در موضع است چنیں وچنیں بند شدہ است مہار وی در درختے پس رفتند چنانکہ خبر دادہ بود پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمی یابد مگر آنچہ دریا ناند وے پروردگار تبارک وتعالیٰ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی بعضے منافقوں نے کہا کہ محمد خبر آسمان کی دیتے ہیں اور یہ نہیں معلوم کہ اونٹنی ان کی کہاں ہے یہ بات منافقوں کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا میں نہیں جانتا ہوں اور نہ مجھے معلوم ہے۔ مگر جو کچھ بتا دے اور معلوم کرا دے مجھ کو پروردگار میرا اور اسی کے قریب فرمایا کہ تحقیق بتا دیا مجھ کو پروردگار تعالیٰ نے اس اونٹنی کو کہ وہ فلاں جگہ ہے اس طرح سے بندھی ہوئی ہے اس کی مہار ایک درخت میں پس اسی مقام پر گئے جس طرح خبر دی گئی تھی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں معلوم کر سکتے مگر جو کچھ معلوم کرا دے ان کو پروردگار تبارک وتعالیٰ"۔

اس روایت گمشدہ اونٹنی کو فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۳۰ صفحہ ۱۲۰ میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ایضاً مدارج النبوۃ ج ۲ صفحہ ۷ میں مرقوم ہے

یک وقت آں بود کہ آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم بر عرش اعلیٰ برائے ارائت آیات کبریٰ بردند و یک روز آنست کہ از خوف کفار بطریق حشرات زمین در غار مختفی شدند۔ بیت

گہی بر طارم اعلیٰ نشینم
دمے بر پشت پائے خود نہ بینم!

یعنی وہ ایک وقت تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش اعلیٰ پر واسطے دکھانے بڑی بڑی نشانیوں کے لے گئے اور ایک روز یہ ہے کہ کفار کے خوف سے بطریق حشرات الارض کے غار میں چھپے ہوئے ہیں" بیت

کبھی بلند مقام پر بیٹھا ہوتا ہوں میں اور ایکدم میں اپنے پاؤں کی پشت کا حال بھی نہیں دیکھتا ہوں میں"

ایضاً مدارج النبوت ج ۲ صفحہ ۴۲۴ میں مرقوم ہے

بعضے نادان گویند کہ چرا بر آں حضرت کار ایشاں و کفر ایشاں مکشوف نشد و چرا گذاشتند ایشاں را در میان مسلماناں و چرا امر کردند ایشاں را بخروج ایشاں بسوے اہل ایں سخن جاہلاں ست چہ کشف شدن احوال بر آں حضرت

یعنی وہ بعضے نادان لوگ کہتے ہیں کہ کیوں کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان لوگوں کا حال اور کفر ظاہر نہ ہوا۔ اور کس وجہ ان کو مسلمانوں کے درمیان میں چھوڑ دیا گیا۔ اور کس واسطے حکم کیا چلے جانے کا اہل کی طرف یہ بات جاہلوں کی ہے کیونکہ ظاہر ہونا احوال کا آنحضرت صلعم پر اور اطلاع ہونا اس کے نفاق کا۔

واطلاع بر انجام کار بوحی و اعلام الٰہی میشد این جا بجہت حکمتے کہ جز علام الغیوب لا اندر۔
یعنی حق تعالیٰ کی وحی اور اطلاع سے ہوتی ہے اور اس جگہ ایسی حکمتیں ہیں کہ سوائے علام الغیوب کے کوئی نہیں جانتا ہے۔

علی ہذا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے سیکڑوں واقعات عدم علم کے ہیں کہ بعد اطلاع اور وحی کے جس قدر معلوم کرایا گیا معلوم ہوا چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب قصہ حجۃ الوداع ص۲۲۶ میں بروایت صحیح مسلم مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخر سفر حج میں کہ مکہ پہونچ کر ارشاد فرمایا۔

لو استقبلت من امری ما استدبرت لما سقت الھدی۔
یعنی اگر پہلے سے اس امر کی خبر ہوتی جو اب بعد میں ہوئی تو میں اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا۔

اس کی شرح میں مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات ج ۲ ص۳۲۵ میں فرماتے ہیں۔

اگر من پیش ازیں می دانستم برآمدن از احرام بر شما شاق خواہد آمد من نیز سوق ہدی نمی کردم ومن نمیدانستم کہ حکم الٰہی چنیں خواہد بود۔
یعنی اگر اس سے پہلے میں جانتا کہ تم پر احرام سے نکلنا دشوار ہوگا۔ تو میں بھی قربانی ساتھ نہ لاتا اور میں نہیں جانتا تھا۔ کہ حکم الٰہی تعالیٰ شانہ ایسا ہو جاوے گا۔

پس اس حدیث اور ارشاد شیخ نے تمام مدعیان علم غیب پر پانی پھیر کر نسیاً منسیا کر دیا۔ اور خود شیخ محقق نے خطاب التحیات کا جواب بتفصیل تمام دیدیا ہے۔ جو الطیب البیان ص۳۰ کے جواب میں نقل ہو چکا ہے۔ علی ہذا کلام شیخ احمد مالکی کا "المہند" میں تو اس میں خود امر "الممکن" امکانی درجہ روح مبارک تشریف لانیکا باذن اللہ تعالیٰ غیر مستبعد ہونا لکھا ہے۔ پس محض امکان سے وقوع لازم نہیں آتا۔ مگر مؤلف کی ذہانت پر آفرین ہے کہ اسی کے ملحق مرقوم ہے کہ:-

مگر نہ بایں معنی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفع اور نقصان کے مالک ہیں۔ کیونکہ نفع اور ضرر پہنچانے والا تو بجز اللہ کے کوئی نہیں چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ کہدو اے محمد میں مالک نہیں اپنے نفس کے لئے بھی نفع کا اور نہ نقصان کا۔ مگر جو کچھ اللہ چاہے۔

پس جب مالک نفع و ضرر نہیں تو جو چاہیں تصرف کرنے کے کیا معنی اور اس میں علماء دیوبند پر کیا الزام۔

انبیاء وشہداء کی برزخی زندگی

اور مراد حیات قبر سے حیات برزخی ہے نہ مماثل حیات دنیوی اگرچہ انبیاء علیہم السلام کی حیات شہداء سے بھی اعلیٰ وارفع ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۲۵۸ میں مرقوم ہے

ولا شک ان الانبیاء ارفع رتبۃ من الشہداء۔
یعنی اس میں شک نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ شہداء سے بلند درجہ میں ہے۔

نیز پارہ ۱۲ ص۲۷۹ میں روایت ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ رفعہ ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد السلام ورواتہ ثقات۔
یعنی روایت ہے ابوہریرہ رض سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی مجھ پر سلام بھیجے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے یہانتک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ہکذا فی تصحیح المسائل ص۱۳۶ شیخ بدایونی مسلمہ مولوی نعیم الدین۔ ایضاً پارہ ۱۲ ص۳۶۱ میں مرقوم ہے۔

فھی حیاۃ اخرویۃ لا تشبہ الحیوۃ الدنیا۔
یعنی یہ حیات اخرویہ ہے نہیں ہے مشابہ حیات دنیا کے۔

اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ مدارج النبوۃ ج ا ص۱۵۹ میں فرماتے ہیں۔

ولازم نمی آید از بودن آن حقیقت حیات کہ باشد بر صفتی کہ در دنیا بودہ ونہ در احتیاج بطعام وشراب وغیر ذلک از صفات اجسام چنانکہ مشاہدہ میکنیم در دنیا بلکہ آنہا را در برزخ احکام دیگر باشد واحتیاج بطعام وشراب وامثال آن امرے عادی است وحال در آنجا بخلاف عادت باشد۔
یعنی "یہ لازم نہیں کہ حیات النبی ہونا حقیقت دنیا کی طرح مانند احتیاج کھانے پینے وغیرہ صفات اجسام کے ہو جس طرح دنیا میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ بلکہ برزخی طور پر ہوتی ہے۔ اور احتیاج کھانے پینے وغیرہ کی امر عادی ہے اور حال برزخ کا خلاف عادت کے ہوتا ہے۔"

پس اس سے نہ کسی قول تقویۃ الایمان کا بطلان ہوتا ہے نہ علماء دیوبند کا معاذ اللہ مشرک ہونا کیونکہ محض امکان سے کس طرح ثابت ہوگا۔ کہ فلاں کے لئے اذن حق تعالیٰ ہوا یا نہیں بلا ثبوت قطعی تیقن کر کے اس کے وقوع کا عقیدہ کرنا یا حاضر ناظر جاننا متصرف فی الامور سمجھ کر ان سے نفع وضرر کی توقع رکھنا بیشک شرک ہوگا۔ اگرچہ باذن اللہ تعالیٰ ہونے کا مدعی ہو تا وقتیکہ اذن تصرف وقدرت ثابت نہ کیا جاوے گا۔ شرک سے بری نہ ہوگا۔ مزید بحث علم غیب وتصرفات مفصل الطیب البیان کے ص۱۷۷-۱۷۸ کے جواب میں انشاء اللہ العزیز آوے گی۔

الزام گستاخی، اور اس کی حقیقت

قولہ ص۱۱۶-۱۱۷ اس کے بعد مولوی مذکور نے انبیاء واولیاء علیہم السلام کی شان عالی میں یہ گستاخانہ کلمہ لکھا ہے

اور اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں (تقویۃ الایمان ص ۔ تو اس بے ادبی سے دل لرزتے ہیں۔ مگر وہابیہ ایسی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے عادی ہوگئے ہیں اگر ان کی نسبت کہہ دیا جائے کہ مولوی اسمٰعیل اور شیطان و بھوت میں اس بات میں کچھ فرق نہیں تو آپے سے باہر ہوجائیں لیکن انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی شان میں کچھ پرواہ نہیں یہ کیا دین ہے۔ وہابیہ تو حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے فضائل و کمالات کا انکار کریں اور مسلمانوں کو حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تعظیم و توقیر کی بنا پر مشرک بتائیں اور اس مقصد کے لئے قرآن و حدیث اور ان کے معانی میں تحریف و تبدیل کریں اور اللہ تبارک و تعالیٰ جو سب کا خالق و رازق مالک و مولیٰ ہے وہ جب مسیح پرست نصاریٰ کا رد فرمائے، تو وہ مالک الملک ان کفار کے رد میں بھی کہیں کوئی ایسا کلمہ نہ فرمائے جو ذرا بھی شان انبیاء علیہم السلام کے لئے ہلکا ہو۔ اسی نے آدم انہیں عزت دی جس سے بے دین جلتے ہیں۔ اسمٰعیل کا کیا منہ ہے کہ اس طرح بے ادبانہ زبان کھولتا ہے۔ اور ان کے قلوب کیسے سیاہ ہوگئے۔ جو یہ باتیں دیکھ کر اس کی حمایت کے لئے جاتے ہیں اھ ملخصاً بلفظہ

اقول مولوی نعیم الدین کا سرقہ اور خیانت قابل ملاحظہ ہے۔ تقویۃ الایمان کی اس عبارت کے متعلق یہ عبارت ہے یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہوجاوے گا۔ خواہ انبیاء و اولیاء سے خواہ پیروں و شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے چنانچہ اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے والوں پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصاریٰ پر حالانکہ وہ اولیاء و انبیاء سے معاملہ کرتے تھے۔ اور تقویۃ الایمان ص ۹ میں فرمایا اور کسی انبیاء اور اولیاء کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے تو وہ مشرک ہوجاتا ہے۔

پس مؤلف کو بوجہ اہل اللہ سے عناد کے اتنی تمیز نہیں کہ افعال شرکیہ ہونے میں خواہ سونے و جواہر کو پوجے خواہ پتھر اور گوبر کو۔ کچھ فرق نہیں سب شرک ہونے میں برابر ہیں۔ سونے جواہر کی عزت اور پتھر گوبر کی ذلت سے اس میں کیا تعلق سونا جواہر اپنی جگہ پتھر گوبر اپنی جگہ۔ لیکن توحید جناب باری تعالیٰ جل شانہ کے مقابلہ میں کسے باشد لاشئے محض ہے۔ چنانچہ تقویۃ الایمان کے اس بیان کی تائید میں تصریحاً مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص ۶۶۸ میں فرماتے ہیں

وہرچہ غیر اوست محض نمود بی بود است	یعنی، جو کچھ سوائے اس کے ہے محض نمود بے بود ہے

واین معنی در کسر شان مردہ الجی مانند تیر بجگر می نشیند۔ ایضاً ص ۶۷ جنیان و شیاطین کہ عبارت از دیو و پری اند۔ ایضاً ص ۶۷	"اور یہ معنی کسر شان سرکش جن کے لئے مانند تیر جگر میں لگتا ہے" جنات اور شیاطین دیو پری سے عبارت ہیں"
نعمتہائی عامہ اند کہ غنی و فقیر و ضیع و شریف و صحیح و مریض و عالم و جاہل و مومن و کافر و صالح و فاسق در آں یکساں و برابر اند۔	"بہت سی نعمتیں ایسی ہیں۔ کہ ان میں غنی اور فقیر و شریف اور تندرست و مریض اور عالم و جاہل اور مومن و کافر و صالح و فاسق یکساں اور برابر ہیں"
ایضاً ص ۶۷ قدرت و قوت محض برائے خدا است در جمیع امور ہیچ چیز از مال و فرزند و یار و دوست و بادشاہ و امیر و پیغمبر و پیر و فرشتہ و پری بدون حکم او مدد نمی تواند کرد اھ	"قدرت و قوت محض خدائے تعالےٰ کے لئے ہے تمام امور میں کوئی چیز مال و اولاد و یار و دوست اور بادشاہ و امیر اور پیغمبر علیہ السلام اور پیر و فرشتہ اور پری بدون حکم اس کے مدد نہیں کر سکتے"

اور ملا علی قاری کی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القدر میں فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان قلوب بنی آدم کلہا بین اصبعین من اصابع الرحمٰن کقلب واحد یصرفہ کیف یشاء رواہ مسلم قولہ کلہا یشمل الانبیاء والاولیاء والفجرۃ والکفرۃ منہم الا شقیاء	یعنی ہو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق دل بنی آدم سب کے درمیان دو انگلیوں کے رحمٰن کی انگلیوں میں سے ہیں ایک دل کی طرح پھیرتا ہے اس کو جس طرح چاہتا ہے۔ شامل ہے یہ انبیاء اور اولیاء اور فاجروں اور کافروں تمام اشقیا کو"

اور شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۴۲ میں فرماتے ہیں

ہمہ بندگان در عبودیت برابر باشند اھ	یعنی وہ تمام بندگان عبودیت میں برابر ہوتے ہیں"

اور خود مولوی نعیم الدین کی مستند اعلیٰ تصحیح المسائل بدایونی ص ۱۵۳ میں لکھا ہے۔

افعال عباد ہمہ مخلوق خدا اند دریں حکم احیا و اموات آدم و ملک وغیرہم ہمہ یکساں اھ	یعنی بندوں کے تمام افعال خدائے تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں اور اس حکم میں زندہ و مردہ آدم و ملک وغیرہم سب یکساں ہیں"

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص ۱۸ میں لکھتے ہیں

"ایک نکتہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو بات شرک ہے اس کے حکم میں احیاء و اموات و انس و جن و ملک وغیرہم تمام مخلوق آپس یکساں ہیں۔ کہ غیر خدا کوئی ہو۔ خدا کا شریک نہیں ہوسکتا"

اسی طرح امام ابن حجر عسقلانی رح فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۸ ص ۱۵۹ میں فرماتے ہیں۔

وقت تمام ہوا جبکہ میں کا پورا قائل تھا اور سید بغدادی کے نام بھیجا گیا تھا جبکہ جاہلوں نے ان کے دل میں وسوسہ ڈال دیا اسے پڑھ لینے کے بعد وہ عذر کرتے ہوئے میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ تم نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے بالکل ٹھیک ہے اور میں نے جو کچھ آپ کی نسبت کہا وہ محض اس وجہ سے تھا کہ میں آپ کا کلام سمجھ نہ سکا کیونکہ آپ کا رسالہ اردو زبان میں تھا اور میں عرب کا رہنے والا ہوں اردو بالکل نہیں سمجھتا اس پنجابی نے آپ پر بہتان کیا اور مجھے غلط ترجمہ کرکے سنایا آپ مجھ سے خفا نہ ہوں۔ تمت"

پھر جب کہ مخلوق ہونے اور محتاج رزق ہونے میں سب بندے۔ انبیاء و اولیاء، غنی، فقیر، تندرست مریض، عالم، جاہل، مومن، کافر، صالح اور فاسق یکساں اور برابر ہیں کہ سب کا خالق و رازق مالک و مولیٰ وہی ہے۔ چنانچہ جب مسیح پرست نصاریٰ کا حق تعالےٰ نے رد فرمایا تو ساتھ ہی ساتھ مسیح علیہ السلام کی عبدیت و لوازم و حوائج عبدیت کھانے پینے اور ہلاک کر دینے کا اظہار فرمایا۔ تاکہ نصاریٰ کا زعم باطل ابن اللہ اور الوہیت کی نفی ہو کر عبدیت کا محتاج ہونا واضح ہو جاوے۔ اور یہ کچھ مسیح علیہ السلام کی عزت و شان میں جو حق تعالےٰ نے ان کو برگزیدہ فرمایا ہے نقصان کا باعث نہیں ہے، چنانچہ حق تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں دو مقام پر فرمایا۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (رکوع ۳) وَمَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (رکوع ۱۰)	یعنی بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا تو کہہ پھر کس کا چلتا ہے اللہ سے اور اگر وہ چاہے کہ کھپا دے مسیح مریم کے بیٹے کو اور اس کی ماں کو اور جتنے لوگ ہیں زمین میں سارے" "اور کچھ نہیں مسیح مریم کا بیٹا مگر رسول ہے گذر چکے اس سے پہلے بہت رسول۔ اور اس کی ماں ولی ہے دونوں کھاتے تھے کھانا دیکھ ہم کیسے بتاتے ہیں ان کو نشانیاں۔ پھر دیکھ کہاں الٹے جاتے ہیں"

تفسیر موضح القرآن میں شاہ عبدالقادر صاحب رح فرماتے ہیں و رفیع اللہ صاحب کسی جگہ نبیوں کے حق میں ایسی بات فرماتے ہیں تا ان کی امت ان کو بندگی کی حد سے زیادہ نہ ٹھہرا دیں" (یعنی اس سے زیادہ کیا نشانی کہ جو شخص کھانا کھاوے اسے سب حاجت بشری لگے اللہ کی ذات پاک اس لائق کب ہے" اگر مسیح علیہ السلام بقول نصاریٰ الٰہ ہوتے تو قدرت رکھتے اور ضعف و حوائج بشری کھانے پینے

کو توں اور دیگر لوگوں پر ترجیح نہیں ہو سکتی مگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک انبیاء کا قرب ان کے کمالات اور والی فضیلتیں بڑی اس رتبے کو ان کے سوا اور کوئی نہیں پہنچ سکتا پس یہ مسلم ہے۔ اور یہ دوسری بات ہے جس کو ربوبیت اور خدائی میں کچھ دخل نہیں آپ ہی اور آپ کی حالت پر تعجب آتا ہے کہ اس امر کے حق اور داخل عقیدہ ہونے کا اقرار کر چکے ہو اور پھر اسے بے ادبی بتاتے ہو یہ سوچنے کی بات ہے کہ جب یہ دلائل سے ثابت اور عقیدہ میں داخل ہے تو اس سے بے ادبی کیونکر خیال میں آسکتی ہے بس تو آپ کا کلام اجتماع ضدین کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور اس بات کی دلیل مانگی جاتی ہے جو خود دلیل سے ثابت ہے۔ یہ امر قرآن مجید سے مجملاً ثابت ہے میں نے اجمال کی تفصیل کر دی تو کیا گناہ کیا ہاں ہمہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا اے نبی ان سے کہدے کہ میں بھی تم جیسا ایک آدمی ہوں مجھ پر اس بات کی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود خدائے یکتا ہے اور یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ متکلم کا خطاب مشرکین کی طرف ہے۔ پس تو اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کو بشریت میں ان مشرکوں کی برابر کیوں کر دیا۔ جن کی نجاست قرآن مجید سے ثابت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ مشرک ناپاک ہیں اس لئے مسجد حرام کے پاس نہ پھٹکیں اور بت چونکہ پتھر اور جمادات ہیں اس لئے ان میں نجاست نہیں پائی جاتی ورنہ کل پتھروں کا نجس ہونا لازم آئے گا۔ بلکہ بتوں میں ان مشرکوں کے فعل سے نجاست آگئی ہے جنہوں نے ان کو گھڑا اور معبود بنا لیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مشرک بتوں سے زیادہ ناپاک ہیں ذرا سوچئے اور سمجھئے اگر یہ کہا جائے کہ یہ بات تو بیشک ٹھیک ہے لیکن اس کا ذکر نا ہی کیا ضرور تھا تو میں اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں، کہ اس کے ذکر کرنے سے عوام کا شبہ رفع کر دینا مقصود ہے جن کا یہ گمان ہے کہ انبیاء و اولیاء سارے جہان میں تصرف کرتے ہیں جو چاہتے ہیں کر ڈالتے ہیں اسے یاد رکھنا چاہیئے مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک پنجابی آپ کے دل میں کچھ وسوسہ ڈالتا ہے پس اے شیخ آپ اس کے حال سے واقف نہیں وہ تو ایک بے عقل مخبوط الحواس غبی اور جاہل آدمی ہے اور اپنے آپ کو بڑا فاضل جانتا ہے حالانکہ اسے داہنے بائیں کی تمیز نہیں وہ فی الواقع دجال کا نائب ہے کیونکہ کبھی کہتا ہے کہ میں محبوب سبحانی کا بندہ ہوں اور کبھی کہتا ہے کہ عبدالقادر جیلانی رح روزی دینے والے ہیں۔ ایسے کلمات کفر ہے کہ جن کو علماء سے قطع نظر جہلاء بھی گوارہ نہیں کر سکتے خدا کی پناہ آپ سے توقع ہے کہ میرے بارہ میں اس کے کلام کی تصدیق نہ کریں گے کیونکہ وہ شخص سامری صفت ہے۔ خدا اس کو سیدھی راہ دکھائے اور ہمیں تمہیں اپنے مضبوط دین پر ثابت رکھے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار مخدوم شفیع محمد ن المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو منتخب ہیں اور ان کی اولاد پر جو آفتاب ہدایت ہیں اور ان کے اصحاب پر جو اندھیری رات کے چاند ہیں اپنی رحمت نازل فرمائے فقط بخط سنہ بارہ سو چالیس میں اس

اور اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں تقویۃ الایمان ص۳ ۔ تو اس بے ادبی سے دل لرزتے ہیں۔ مگر وہابیہ ایسی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے عادی ہوگئے ہیں اگر ان کی نسبت کہہ دیا جائے کہ مولوی اسمٰعیل اور شیطان و بھوت میں اس بات میں کچھ فرق نہیں تو آپے سے باہر ہو جائیں لیکن انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی شان میں کچھ پرواہ نہیں یہ کیا دین ہے۔ وہابیہ تو حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے فضائل و کمالات کا انکار کریں اور مسلمانوں کو حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تعظیم و توقیر کی بنا پر مشرک بتائیں اور اس مقصد کے لئے قرآن و حدیث اور ان کے معانی میں تحریف و تبدیل کریں اور اللہ تبارک و تعالیٰ جو سب کا خالق و رازق مالک و مولیٰ ہے وہ جب مسیح پرست نصاریٰ کا رد فرمائے۔ تو وہ مالک الملک ان کفار کے رد میں بھی کہیں کوئی ایسا کلمہ نہ فرمائے جو ذرا بھی شان انبیاء علیہم السلام کے لئے ہلکا ہو۔ اسی نے تو انہیں عزت دی جس سے بے دین جلتے ہیں۔ اسمٰعیل کا کیا منہ ہے کہ اس طرح بے ادبانہ زبان کھولتا ہے۔ اور ان کے قلوب کیسے سیاہ ہوگئے۔ جو یہ باتیں دیکھ کر اس کی حمایت کے لئے جاتے ہیں اھ ملخصاً بلفظہ

اقول مولوی نعیم الدین کا سرقہ اور خیانت قابل ملاحظہ ہے۔ تقویۃ الایمان کی اس عبارت کے متعلق یہ عبارت ہے یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جاوے گا۔ خواہ انبیاء و اولیاء سے خواہ پیروں و شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے چنانچہ اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے والوں پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصاریٰ پر حالانکہ وہ اولیاء و انبیاء سے معاملہ کرتے تھے۔ اور تقویۃ الایمان ص۹ میں فرمایا اور کسی انبیاء اور اولیاء کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

پس مؤلف کو بوجہ اہل اللہ سے عناد کے اتنی تمیز نہیں کہ افعال شرکیہ ہونے میں خواہ سونے و جواہر کو پوجے خواہ پتھر اور گوبر کو کچھ فرق نہیں سب شرک ہونے میں برابر ہیں۔ سونے جواہر کی عزت اور پتھر گوبر کی ذلت سے اس میں کیا تعلق سونا جواہر اپنی جگہ پتھر گوبر اپنی جگہ۔ لیکن توحید جناب باری تعالیٰ جل شانہ کے مقابلہ میں کسے باشد لاشئے محض ہے چنانچہ تقویۃ الایمان کے اس بیان کی تائید میں تصریحاً مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ا صـ۲۶۸ میں فرماتے ہیں

وہر چہ غیر او ست محض نمود بی بود است — یعنی جو کچھ سوائے اس کے ہے محض نمود بے بود ہے

و این معنی در کسر شان مردہ الجی مانند تیر بجگر می نشیند ایضاً صـ۲۶۷ جنیان و شیاطین کہ — ”اور یہ معنی کسر شان سرکش جن کے لئے مانند تیر جگر میں لگتا ہے“ جنات اور شیاطین و لیو پری سے عبارت ہیں

عبارت از دیو و پری اند ایضاً صـ۲۶۷ نعمتہائی عامہ اند کہ غنی و فقیر و ضیع و شریف و صحیح و مریض و عالم و جاہل و مومن و کافر و صالح و فاسق در آں یکساں و برابر اند — ”عمومی سی نعمتیں ایسی ہیں۔ کہ ان میں غنی اور فقیر و شریف اور تندرست و مریض اور عالم و جاہل اور مومن و کافر اور صالح و فاسق یکساں اور برابر ہیں“

ایضاً صـ۲۶۷ قدرت و قوت محض برائے خدا است در جمیع امور ہیچ چیز از مال و فرزند و یار و دوست و بادشاہ و امیر و پیغمبر و پیر و فرشتہ و پری بدون حکم او مدد نمی تواند کرد اھ — ”قدرت و قوت محض خدا تعالیٰ کے لئے ہے تمام امور میں کوئی چیز مال و اولاد و یار و دوست اور بادشاہ و امیر اور پیغمبر علیہ السلام اور پیر و فرشتہ اور پری بدون حکم اس کے مدد نہیں کر سکتے“

اور ملا علی قاری مکی رح مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القدر میں فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان قلوب بنی آدم کلہا بین اصبعین من اصابع الرحمٰن کقلب واحد یصرفہ کیف یشاء رواہ مسلم قولہ کلہا یشمل الانبیاء والاولیاء والفجرۃ والکفرۃ من الاشقیاء — یعنی ہو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق دل بنی آدم سب کے درمیان دو انگلیوں کے رحمٰن کی انگلیوں میں سے ہیں ایک دل کی طرح پھیرتا ہے اس کو جس طرح چاہتا ہے۔ شامل ہے یہ انبیاء اور اولیاء اور فاجروں اور کافروں تمام اشقیاء کو“

اور شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ صـ۱۴۲ میں فرماتے ہیں

ہمہ بندگان در عبودیت برابر باشند اھ — یعنی وہ تمام بندگان عبودیت میں برابر ہوتے ہیں“

اور خود مولوی نعیم الدین کی مستند اعلیٰ تصحیح المسائل بدایونی صـ۱۵۳ میں لکھا ہے۔

افعال عباد ہمہ مخلوق خدا اند و در یں حکم احیا و اموات آدم و ملک وغیرہم ہمہ یکساں اھ — یعنی بندوں کے تمام افعال خدائے تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں اور اس حکم میں زندہ و مردہ آدم و ملک وغیرہم سب یکساں ہیں“

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات صـ۱۸ میں لکھتے ہیں

”وہ ایک نکتہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو بات شرک ہے اس کے حکم میں احیاء و اموات و انس و جن و ملک وغیرہم تمام مخلوق آپس یکساں ہیں۔ کہ غیر خدا کوئی ہو۔ خدا کا شریک نہیں ہو سکتا“

اسی طرح امام ابن حجر عسقلانی رح فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۸ صـ۱۵۹ میں فرماتے ہیں۔

پیشاب پاخانہ میں مانند حیوانات کے نہ ہوتے۔ اور جو اس طرح ہو وہ کیونکر الٰہ ہو سکتا ہے، چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رح تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں ولو کان المسیح الٰہا لقدر علیہ کغیرھا من الحیوانات ومن کان کذلک لا یکون الٰہا لترکیبہ وضعفہ وما ینشأ منہ من البول والغائط اور یہی دیگر تفاسیر بیضاوی وغیرہا میں مرقوم ہے ۔ یہی وہ امام جلال الدین سیوطی ہیں جن کو مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ فرائد النور ص۲۷ اور الکلمۃ العلیا ص۸۳ میں نہایت مستند جان کر لکھا ہے کہ

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی جو اپنے زمانہ کے مجدد ہیں، جیسا کہ علامہ علی قاری رحمہ اللہ الباری مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص۲۴۷ میں فرماتے ہیں یعنی ہمارے شیخ المشائخ سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی وہ ہیں جنہوں نے علم تفسیر کو در منثور میں زندہ کیا اور جمیع احادیث متفرقہ کو اپنی مشہور جامع میں جمع فرمایا کوئی فن نہیں چھوڑا جس میں کوئی متن یا شرح نہ لکھی ہو، وہ اپنے زمانہ کے مجدد ہونے کے مستحق ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے دعوٰی کیا ہے اور وہ اپنے دعوے میں مقبول و مشکور ہیں،، ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اسی دفع توہم جہلاء کے لئے امام طحطاوی شارح در مختار نذر غیر اللہ کے باب میں فرماتے ہیں،،

اعلموا ان بیان احکام الشریعۃ مما یجب	یعنی جاننا چاہیئے کہ احکام شریعت کا بیان کرنا علماء
علی العلماء ولیس فی ذلک تنقیص	پر واجب ہے اور اس میں ولی کی تنقیص نہیں ہے
الولی کما یظنہ بعض من لا خلاق لہ	جس طرح انجان لوگ گمان کرتے ہیں، بلکہ ولی اسی
بل ھذا مما یرضی بہ الولی لو	امر سے راضی ہیں اگر ان کی حیات میں ان سے اس
کان حیا وسئل عنہ ذلک	امر کا سوال ہوتا تو حق کے ساتھ جواب دیتے اور
اجاب بالحق واغضب نسبۃ التاثیر	اپنی طرف تاثیر کی نسبت کرنے سے ناراض ہوتے اور
لہ وتامل قولہ فی حق السید	تامل کر حق تعالٰی کے فرمانے میں حضرت عیسٰی علیہ السلام
عیسٰی علیہ السلام ان ھو الا عبد	کے متعلق یعنی وہ کیا ہے ایک بندہ ہے ہم نے اس
انعمنا علیہ (سورہ زخرف)	پر انعام کیا ہے،،

علیٰ ہذا مولوی نعیم الدین کے مسلمہ مستند مولوی محمد حسین صاحب تمنا مراد آبادی مرحوم اپنے رسالہ اثبات النقل بالعقل ص۲ میں لکھتے ہیں ۔

بقول نصاریٰ اگر یہ مانا جاتا ۔ کسی عمدہ حور سے نوری یعنی صورت و سیرت میں سارے عالم سے افضل و اعلیٰ جاتا ایک خاکی عورت سے جس کے شکم میں فضلات غذا موجود تھا کی اور خاکی آدمیوں کی مثل صورت و سیرت

میں دفع فضلات غذا کرتا ہوا،،

پس مولوی نعیم الدین نامعلوم اپنے جہل و عناد سے خصوصاً علامہ علی قاری رح اور علامہ جلال الدین سیوطی رح وغیرہم کو مولانا شہید مرحوم کی ضد کی بدولت کس درجہ گستاخ و بے ادب منکر فضائل و کمالات انبیاء و اولیاء بنا دیں گے ، حالانکہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کی عزت و تعظیم کا حق جس طرح مولانا شہید مرحوم نے خصوصاً خطبہ تقویۃ الایمان اور منصب امامت و صراط مستقیم وغیرہا کتب میں بیان فرمایا ہے ، یہ موحدین متبعین سنت ہی کا حق ہے مبتدعین قبر پرستوں بے دینوں خصوصاً مولوی نعیم الدین کا کیا منہ ہے۔ جو تعظیم و توقیر کر سکے اسے تو اپنے حلوے مانڈوں چڑھاووں سے کام ہے۔ اس کو اپنی روزی چھوٹ جانے کا شب و روز غم اور جلن ہے۔ افسوس جہلاء کے قلوب کس طرح زنگ آلودہ ہو گئے۔ اور ان امور شرکیہ کی ظاہر برائی دیکھتے ہوئے ناحق کی حمایت کئے جاتے ہیں ۔

قولہ ص۱۱۸ سے ۱۲۴ فہرست شرکیات وہابیہ مع جواب، نمبر شمار وہ امور جو مولوی اسمعیل کے نزدیک اللہ تعالٰی نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کے لئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے مختصر جواب الیٰ آخرہ

اقول یہ بصورت جدول نقشہ بنا کر گذشتہ مباحث محض لایعنی بغرض تطویل لوٹائے گئے ہیں جن کے مکمل جوابات ناظرین کے لاحظہ سے گزر چکے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

ذاتی اور عطائی کی بے نتیجہ تقسیم

قولہ ص۱۲۵ ـــ ۱۲۸ اتنے شرک لکھ کر مولوی اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں۔

سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں شرک ہیں اس کو اشراک فی العلم کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا۔ سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے۔ غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویۃ الایمان ص۱۰ ۔ اب غور فرمائیے کہ علم ذاتی کا اثبات غیر خدا کے لئے بیشک شرک ہے اور اس میں یہ شرط نہیں کہ تمام چیزوں کا علم اس کے لئے ثابت کرے یا غائب کا جبھی شرک ہو بلکہ اگر کوئی شخص کسی کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ثابت کرے تو بھی مشرک پھر خواہ وہ ذرہ سامنے ہی رکھا ہوا ہو بحمد اللہ دنیا میں کوئی مسلمان کسی مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی نہیں مانتا۔ لیکن مولوی اسمعیل

صاحب حکم شرک کو علم ذاتی کے اعتقاد تک محدود نہیں رکھتے۔ بلکہ علم عطائی کے اعتقاد پر بھی شرک کا حکم دیتے ہیں۔ اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا تو ان کے نزدیک ضرور خدا کا علم بھی عطائی اور غیر سے حاصل کیا ہوا ہوگا۔ اور یہ بے شبہ کفر ہے۔ دوسرا حصہ اشراک فی التصرف کے نام سے موسوم کیا ہے اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کرنا۔ فتح و شکست دینی اقبال و ادبار دینا مرادیں پوری کرنی حاجتیں برلانی بلائیں ٹالنی مشکل میں دستگیری کرنی برے وقت میں پہنچنا۔ یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیا و اولیا، کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے، اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱

نذر و نیاز کا مسئلہ تو ہم بیان کر چکے صاحب تقویۃ الایمان نیاز و نذر کا ایسا دشمن ہے کہ بے موقع اس کا ذکر لے آتا ہے۔ مسئلہ صرف اتنا تھا کہ غیر خدا کے لئے تصرف ثابت کرنا کیسا ہے۔ ایک تصرف بالذات اور بالاستقلال وہ تو اللہ تعالٰے کے ساتھ خاص ہے ایک ذرہ کو بے اس کے حکم کے کوئی جنبش نہیں دے سکتا۔ لہٰذا غیر خدا کو متصرف بالذات سمجھنا یقیناً شرک ہے۔ دوسری قسم تصرف بعطائے الٰہی ہے۔ اس قسم کا تصرف خود ہمیں حاصل ہے رات دن ہم دنیا میں تصرف کرتے رہتے ہیں۔ کسی کو تکلیف دیتے ہیں کسی کو آرام پہنچاتے ہیں۔ کسی کو مارتے ہیں کسی کو باندھتے ہیں۔ کسی پر سواری کرتے ہیں کسی کو شکار کرتے ہیں۔ کسی کو کھا جاتے ہیں۔ یہ تمام تصرفات ہی تو ہیں۔ تو تمام عالم ہی اسمٰعیل کے نزدیک مشرک ہوا۔ خدا تعالٰی کی عطا کی ہوئی قدرت سے متصرف سمجھے۔ جب بھی وہابیہ کے نزدیک مشرک۔ وہابی کو کوئی مار دے۔ تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مجھے فلانے نے مارا۔ مگر وہابی ان میں سے کسی بات کو شرک نہیں کہتے۔ رات دن اپنی تعلیمان کیا کرتے ہیں۔ کہ ہم نے یہ کیا اور وہ کیا۔ اور نہیں سمجھتے کہ تقویۃ الایمان کے حکم سے مشرک ہو گئے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ تقویۃ الایمان والے کا روئے سخن ہماری طرف نہیں ہے وہ بدنصیب انبیاء و اولیا محبوبان خدا کا دشمن ہے ان کے تصرف کا انکار کرتا ہے۔ مگر اس بدباطن کے انکار سے کیا ہو سکتا ہے اللہ تبارک و تعالٰے نے اپنی کتاب حکیم قرآن عظیم میں اپنے محبوبوں

کے تصرفات کا بکثرت ذکر فرمایا ہے اھ ملخصاً بلفظہٖ

اقول بیشک سارے علوم و قدرت اور تصرفات حق تعالٰی جل شانہ کے ذاتی اور ازلی ہیں کوئی ذرہ اس کے علم و قدرت اور تصرف سے باہر نہیں۔ چنانچہ یہ امر تقویۃ الایمان سے مدلل بالقرآن و حدیث واضح ہے۔ تاہم بلحاظ اس مقام کے ناظرین کے سامنے چند آیات کلام ربانی پیش کی جاتی ہیں۔ سورہ انعام میں حق تعالٰے نے فرمایا

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ

"یعنی وہ اور وہ جانتا ہے جو جنگل اور دریا میں ہے۔ اور نہیں جھڑتا کوئی پتہ مگر اس کو وہ جانتا ہے۔ اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ ہرا اور نہ سوکھا جو نہیں کھلی کتاب میں"

اور سورہ اعراف میں فرمایا۔

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ

"یعنی وہ اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوائے نہیں کر سکتے تمہاری مدد اور نہ اپنی جان بچا سکیں"

اور سورہ نمل میں فرمایا۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ

"یعنی وہ اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوا کچھ پیدا نہیں کرتے اور آپ پیدا ہوتے ہیں مردے ہیں جن میں جی نہیں اور خبر نہیں رکھتے کب اٹھائے جاویں گے"

اور سورہ کہف میں فرمایا۔

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا

"یعنی سو اب کیا سمجھے ہیں منکر کہ ٹھہراویں میرے بندوں کو میرے سوائے حمایتی ہم نے رکھا ہے دوزخ منکروں کی مہمانی"

اور سورہ فرقان میں فرمایا۔

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا

یعنی اور لوگوں نے پکڑے ہیں اس سے ورے کتنے حاکم جو نہیں پیدا کرتے کوئی چیز اور خود پیدا شدہ ہیں اور نہیں مالک اپنے نفسوں کے نقصان اور نفع کے اور نہیں مالک مرنے کے اور نہ جینے کے اور نہ جی

اٹھائے گے،،

اور سورہ نمل میں فرمایا۔

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ

یعنی ،،اور ان کو خبر نہیں کب اٹھائے جائیں گے،،

اور سورہ فاطر میں فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ

یعنی ،،اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوائے مالک نہیں ایک چھلکے کے اگر تم ان کو پکارو نہیں سنیں تمہاری پکار اور اگر سنیں پہنچیں نہیں تمہارے کام پر اور قیامت کے دن منکر ہوں گے، تمہارے شریک ٹھہرانے سے،،

نیز سورہ فاطر میں فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ

یعنی ،،تحقیق اللہ تھام رہا ہے آسمانوں کو اور زمین کو کہ ٹل نہ جاویں اور اگر ٹل جاویں تو کوئی نہ تھام سکے ان کو اس کے سوائے،،

اور سورہ احقاف میں فرمایا۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝

یعنی ،،اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو دن قیامت تک اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی اور جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے ان کے دشمن اور ہوں گے ان کے پوجنے سے منکر،،

علاوہ بریں سینکڑوں آیات قرآن پاک کی اس مضمون میں صراحۃً وارد ہیں لغرض طوالت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اخبار الاخیار ص۲۳۳ میں فرماتے ہیں۔

مثلاً عدد ریگ بیابان وقطرات باران اصلاً معلوم بشر نیست چہ ہیچ فرد از افراد بشری مطلع برآں نیست و نہ مجموع افراد بشری نیز۔

یعنی ،،مثلاً تعداد بیابان کے ذروں کی اور قطرات بارش کی بشر کے علم سے باہر ہیں کیونکہ کوئی فرد افراد بشر کا یا مجموعہ بشر کا ان پر مطلع نہیں ہے،،

ناظرین پر ان آیات بینات سے روشن ہو گیا کہ بعد گزرنے اس نظام عالم دنیا کے انبیاء و اولیاءؑ

کوئی کسی کی مدد مراد حاجت براری مشکل کشائی فریادرسی ہرگز نہیں کر سکتے کیونکہ ان امور کے لئے حاضر و ناظر ہونا قدرت و تصرف کا اختیار حاصل ہونا لازم ہے اور یہ بجز حق تعالیٰ مالک الملک شہنشاہ عالم جل شانہ کے ہرگز کسی کی شان ہو نہیں سکتی اگر مولوی نعیم الدین کے نزدیک تصرف بعطائے الٰہی جس طرح خود لکھتے ہیں کہ اس قسم کا تصرف خود ہمیں حاصل ہے کسی کو مارتے ہیں کسی کو تکلیف پہنچاتے ہیں وغیرہ یعنی جو احکام دنیا حق تعالیٰ کے اور امور لوازم حرفت و صنعت وغیرہم کے علوم و قدرت تصرف بندوں کو عطا فرمائے گئے ہیں حتیٰ کہ شہد کی مکھی کو بھی حق تعالیٰ نے الہام فرمایا چنانچہ سورہ نحل میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

یعنی ،،اور حکم بھیجا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنالے پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں چھپر ڈالتے ہیں پھر کھا ہر طرح کے میووں سے۔ پھر چل راہوں میں اپنے رب کی صاف پڑی میں نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیز جس کے کئی رنگ ہیں اس میں آزار چنگے ہوتے ہیں لوگوں کے اس میں پتہ ہے ان لوگوں کو جو دھیان کرتے ہیں،،

چہ جائیکہ انسان اشرف المخلوقات خصوصاً حضرات انبیاء علیہم السلام کے لئے علوم معارف عطا ہونے کو قیاس کر کے انبیاء و اولیاء و شہداء وغیرہم کو بعد گزرنے اس عالم اسباب کے حاضر و ناظر جان کر قدرت و تصرف کا عقیدہ رکھنا جیسے محض باطل ہے۔ کیونکہ یہ عقائد اور ایمان و کفر کا معاملہ ہے اس میں نص قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ لازم ہے حتیٰ کہ حنفیہ کے نزدیک خبر احاد بھی معتبر نہیں چہ جائیکہ محض پھکڑ بازی کہ اس قسم کا تصور ہمیں حاصل ہے، چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص۶ میں لکھتے ہیں حدیث الاحاد لا یفید الاعتماد فی باب الاعتقاد

پس مسئلہ زیر بحث تو یہ ہے کہ مولوی نعیم الدین صرف ایک ہی آیت قرآن پاک کی بعد گزرنے انبیاء و اولیاء کے اس عالم سے صراحۃً حاضر و ناظر قدرت و تصرف ہونے پر پیش کریں ورنہ حسب آیۂ کریمہ سورۂ احقاف کے خود حضرات انبیاء علیہم السلام قیامت میں مدد پکارنے والوں مردودوں بدبختوں کے دشمن ہوں گے باقی نذر و نیاز غیر اللہ کا شرک ہونا مفصل واضح ہو چکا ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے بحیلہ ایصال ثواب بتا کر عوام کو گمراہ کیا ہے نعوذ باللہ منہا۔ دیکھو مولوی نعیم الدین کے ص۹۹، ۸۹ کا جواب

قولہ ص۱۲۹ و ۱۳۰ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی جو اسمٰعیل کے دادا پیر ہیں آیہ کریمہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں جو میری خلافت کرے اور زمین کی چیزوں میں تصرف کرے اور بغیر اس کے متصور نہیں کہ ان اسباب میں جو آسمان کے ساتھ مربوط ہیں تصرف کرے اس لئے اگرچہ وہ خلیفہ زمین کے عناصر سے پیدا ہو اور محل کون وفساد میں سکونت کرے لیکن اس میں آسمانی روح پھونکوں گا جس کے سبب سے وہ ساکنان آسمان اور موکلان کواکب پر بھی حکمرانی کرے اور انہیں اپنے کام میں مصروف کرے۔ انتہی تفسیر عزیزی ص۱۹۷۔ شاہ صاحب نے اس تفسیر میں خلیفہ کے لئے اشیائے زمین و آسمان میں تصرف اور ساکنان افلاک اور کواکب کے موکلوں پر حکمرانی ثابت کی تقویۃ الایمان والے سے پوچھو یہ دادا پیر کا کتنا بڑا ڈبل شرک ہے اور ابھی کیا ہے دل جگر پھونک دینے والے جملے تو یہ ہیں جو شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کو ایسی قدرت دی جو اس کی اپنی قدرت کا نمونہ ہے۔ باین معنی کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ حقائق متاصلہ کے وجود کا سبب ہے ایسی ہی اس خلیفہ کی قدرت جمع وتفریق تحلیل وترکیب اور حکایات وتصویر میں بے شمار مصنوعات کا سبب ہے۔ شاہ صاحب اس کے بعد فرماتے ہیں۔ پس تمام صفات اور ان کے آثار میں اللہ تعالیٰ کی صفات علیا کا نمونہ ہو گیا۔ اور خلافت کے معنی ثابت ہو گئے۔ تفسیر عزیزی ص۱۹۸ پھر فرماتے ہیں اور اس علم شریف سے آسمانوں کے ملک میں تصرف کرنا شروع ہو گیا شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں حقیقت خلافت عالم کے کل منافع کے استیفا اور ان میں تصرف کرنا ہے جیسا کہ کی تفسیر میں مذکور ہوا۔ اور عالم کے منافع کل کے کل فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں۔ تفسیر عزیزی ص۲۰۲ پر اسی تفسیر میں فرماتے ہیں پیر میں بشریت کے احکام دیکھ کر اس سے نہ بھاگے اور بے اعتقاد نہ ہو۔ بلکہ اس کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ جانے اور طریقت کا دستگیر سمجھے۔ تفسیر عزیزی ص۵۷۶ لیکن تقویۃ الایمان کے حکم سے یہ بہت وزنی شرک ہے اب وہابی صاحبان فرمائیں کہ تقویۃ الایمان کو مان کر شاہ صاحب کو مشرک کہیں گے یا اسمٰعیل مصنف تقویۃ الایمان کو بے دین سمجھیں گے فیصلہ کریں شاہ ولی اللہ صاحب کے قصیدہ اطیب النغم کے اشعار اسی کتاب کے صفحہ ۵۶ ۔ نقل ہو چکے ہیں۔ شاہ صاحب موصوف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو واہب دافع البلا دافع مصیبت شفیع حاجت روا کہا ہے آپ سے مدد مانگی ہے عطاؤں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں جتائی ہیں تصرف کا ایسا زبردست اعتقاد رکھ کر شاہ صاحب مشرک ہوئے۔ یا تقویۃ الایمان والا گمراہ ہے وہابی فیصلہ کریں۔

اقول : مولوی نعیم الدین کی کمال [illegible]

بندوں کو نظام عالم اسباب کا علم وقدرت وتصرف عطا فرما کر مکلف بنایا ہے جس طرح علم خلافت آدم علیہ السلام علم آدم الاسماء کلہا فرما کر۔ پس اس پر قیاس باطل کر کے عالم برزخ میں قدرت وتصرف کا خرکیہ عقیدہ رکھ کر انبیاء و اولیا سے طالب حاجات وحل مشکلات مرادات کے عام لوگوں کو محض طمع دنیوی سے گمراہ کیا جاتا ہے چنانچہ خود جناب شاہ عبد العزیز صاحب مولانا شہید مرحوم کے دادا پیر دتایا باجث خلافت حضرت آدم علیہ السلام ہی کے ضمن میں تفسیر فتح العزیز ج ا ص۲۰۳ میں فرماتے ہیں

تعلیم اسماء حضرت آدم را بدو وجہ بود قدر ضروری را ازاں کہ تخاطب وافادہ واستفادہ را آں موقوف بود اھ

یعنی یہ تعلیم اسماء حضرت آدم علیہ السلام کے لئے دو وجہ سے تھی قدر ضروری ان میں سے کہ جس کے سبب خطاب کیا جاوے اور افادہ و استفادہ اس پر موقوف ہو۔“

اور ص۲۰۸ میں فرماتے ہیں

وقدرتے کہ بر افعال شاقہ ملائکہ دارند عشر عشیر آں نصیب آدم و آدمیان نشدہ ودر رفع حجب ومعاینہ تجلیات الٰہی وسماع خطاب او تعالیٰ بلا واسطہ و قرب ومنزلتے کہ عند اللہ ایشاں را حاصل است لا بلائکہ آدمیاں را میسر نیست۔

یعنی وہ جو قدرت کہ بڑے بڑے سخت کاموں میں ملائکہ رکھتے ہیں آدم اور آدمیوں کے لئے عشر عشیر بھی اس کا نصیب نہیں ہے۔ اور رفع حجابوں کا اور شاہدہ تجلیات الٰہی کا اور سننا خطاب حق تعالیٰ کا بنا واسطے اور قرب ومرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس قدر ان کو حاصل ہے آدمیوں کو میسر نہیں ہے۔“

اور ص۲۱۸ میں فرماتے ہیں۔

ای آدم ہر چند ما ترا برائے خلافت زمین وعمارت آں پیدا کردہ ام لیکن ترا وضع خلافت وطریق عمارت آں معلوم نمی تواند شد مگر وقتیکہ چندے در بہشت سکونت نمائی۔“

یعنی اے آدم ہر چند کہ ہم نے تجھ کو واسطے خلافت زمین اور اس کی عمارت کے لئے پیدا کیا لیکن تجھ کو وضع خلافت اور طریق اس کی تعمیر کا معلوم نہیں ہو سکتا۔ مگر جب کہ کتنی مدت بہشت میں رہے۔“

اور ص۲۳۰ میں فرماتے ہیں۔

ولہذا ہول روز قیامت کفار وفاسق ومومنین بلکہ انبیاء ومرسلین را نیز عام

یعنی اسی لئے ہول روز قیامت کا کافروں اور فاسقوں اور مسلمانوں کو بلکہ انبیاء ومرسلین کو

كَفُوْرًا

اٹھیں گے ،،

اور سورہ نمل میں فرمایا۔

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ

یعنی ،، اور ان کو خبر نہیں کب اٹھائے جائیں گے ،،

اور سورہ فاطر میں فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ

یعنی ،، اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوائے مالک نہیں ایک چھلکے کے اگر تم ان کو پکارو سنیں نہیں تمہاری پکار اور اگر سنیں پہنچیں نہیں تمہارے کام پر اور قیامت کے دن منکر ہوں گے، تمہارے شریک ٹھہرانے سے ،،

نیز سورہ فاطر میں فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ

یعنی ،، تحقیق اللہ تھام رہا ہے آسمانوں کو اور زمین کو کہ ٹل نہ جاویں اور اگر ٹل جاویں تو کوئی نہ تھام سکے ان کو اس کے سوائے ،،

اور سورہ احقاف میں فرمایا۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝

یعنی ،، اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو دن قیامت تک اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی اور جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے ان کے دشمن اور ہوں گے ان کے پوجنے سے منکر ،،

علاوہ بریں سینکڑوں آیات قرآن پاک کی اس مضمون میں صراحۃً وارد ہیں بغرض طوالت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اخبار الاخیار ص۲۲۳ میں فرماتے ہیں۔

مثلاً عدد ریگ بیابان و قطرات باران اصلاً معلوم بشر نیست چہ ہیچ فردے از افراد بشری مطلع برآں نیست و نہ مجموع افراد بشری نیز۔

یعنی ،، مثلاً تعداد بیابان کے ذروں کی اور قطرات بارش کی بشر کے علم سے باہر ہیں کیونکہ کوئی فرد افراد بشر کا یا مجموعہ بشر کا ان پر مطلع نہیں ہے ،،

ناظرین پر ان آیات بینات سے روشن ہوگیا کہ بعد گزرنے اس نظام عالم دنیا کے انبیاء اولیاء

کوئی کسی کی مدد مراد حاجت براری مشکل کشائی فریاد رسی ہرگز نہیں کر سکتے کیونکہ ان امور کے لئے حاضر و ناظر ہونا قدرت و تصرف کا اختیار حاصل ہونا لازم ہے اور یہ بجز حق تعالیٰ مالک الملک شہنشاہ عالم جل شانہ کے ہرگز کسی کی شان ہو نہیں سکتی اگر مولوی نعیم الدین کے نزدیک تصرف بعطائے الٰہی جس طرح خود کہتے ہیں کہ اس قسم کا تصرف خود نہیں حاصل ہے کسی کو مارتے ہیں کسی کو تکلیف پہنچاتے ہیں وغیرہ یعنی جو احکام دنیا حق تعالیٰ کے اوامر و نواہی حرفت و صنعت وغیرہم کے علوم و قدرت تصرف بندوں کو عطا فرمائے گئے ہیں حتیٰ کہ شہد کی مکھی کو بھی حق تعالیٰ نے الہام فرمایا چنانچہ سورہ نحل میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

یعنی ،، اور حکم بھیجا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنالے پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں چھپر ڈالتے ہیں پھر کھا ہر طرح کے میووں سے۔ پھر چل راہوں میں اپنے رب کی صاف پڑی ہیں نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیز جس کے کئی رنگ ہیں اس میں آزار چنگے ہوتے ہیں لوگوں کے اس میں پتہ ہے ان لوگوں کو جو دھیان کرتے ہیں ،،

چہ جائیکہ انسان اشرف المخلوقات خصوصاً حضرات انبیاء علیہم السلام کے لئے علوم معارف عطا ہونے کو قیاس کر کے انبیاء و اولیاء و شہداء وغیرہم کو بعد گزرنے اس عالم اسباب کے حاضر و ناظر جان کر قدرت و تصرف کا عقیدہ رکھا جائے محض باطل ہے۔ کیونکہ یہ عقائد اور ایمان و کفر کا معاملہ ہے اس میں نص قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ لازم ہے حتّٰی کہ حنفیہ کے نزدیک خبر احاد بھی معتبر نہیں چہ جائیکہ محض جھگڑ بازی کہ اس قسم کا تصور ہمیں حاصل ہے، چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی فتاوی رضویہ ج ا ص۶ میں لکھتے ہیں حدیث الاحاد لا یفید الاعتماد فی باب الاعتقاد

پس مسئلہ زیر بحث تو یہ ہے کہ مولوی نعیم الدین صرف ایک ہی آیت قرآن پاک کی بعد گزرنے انبیاء و اولیاء کے اس عالم سے صراحۃً حاضر و ناظر قدرت و تصرف ہونے پر پیش کریں ورنہ حسب آیۂ کریمہ سورۂ احقاف کے خود حضرات انبیاء علیہم السلام قیامت میں مدد پکارنے والوں مردودوں بدبختوں کے دشمن ہوں گے باقی نذر و نیاز غیر اللہ کا شرک ہونا مفصل واضح ہو چکا ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے بحیلہ ایصال ثواب بتا کر عوام کو گمراہ کیا ہے نعوذ باللہ منہا۔ دیکھو مولوی نعیم الدین کے ص۹۸ و ۹۹ کا جواب

خواہد بود۔ بھی عام ہو گا۔"

اسی طرح دیگر بکثرت واقعات ہیں بوجہ عدم علم درخت گیہوں سے اجتناب نہ فرمانا۔ اور حق تعالیٰ کا فرمانا کہ اے آدم میری عبادت کے لئے خانہ کعبہ بنا تو عرض کیا بار الٰہا اس گھر کو کہاں بناؤں۔ تو فرمایا اس مقام پر جہاں تیرے بدن کی خاک خمیر کی تھی۔ عرض کیا مجھے نشان اس مقام کا بتانا چاہئیے۔ جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آدم کو نشان بتا دو اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ زمین کی تہ سے بنیاد خانہ کعبہ بھر لا دیں۔ وغیرہ۔ کذا فی تفسیر فتح العزیز پس کس قدر شیطان لعین نے مولوی نعیم الدین کی عقل مار دی ہے کہ حق و باطل میں اور توحید و شرک میں تمیز جاتی رہی۔

علی ہذا کسی موحد متبع سنت صالح کے ہاتھ پر بیعت ہونا جو حقیقۃً اللہ کے ہاتھ پر عہد کرنا ہے بحکم قرآن پاک سورہ فتح کے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا۔

یعنی وہ جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوائے اس کے نہیں کہ وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔ اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھ کے اوپر۔ پھر جو کوئی توڑے قول سو توڑتا ہے اپنے برے کو اور جو کوئی پورا کرتا ہے جس پر اقرار کیا اللہ سے وہ دے گا اس کو اجر بڑا۔"

اور سورہ انفال میں فرمایا۔

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ۔

یعنی وہ پس تم نے ان کو نہیں مارا۔ لیکن اللہ نے مارا اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جو وقت پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی۔"

برخلاف اس کے مبتدعین قبر پرستوں کی بیعت حرام موجب ضلالت و گمراہی ہے۔ علی ہذا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کا جواب مولوی نعیم الدین کے ص۶۵ کے جواب میں مفصل گزر چکا کہ صلاۃ وسلام و اظہار کمالات و احسانات جود و سخا و شافع محشر ہونے پر مشتمل ہیں نہ طلب مرادات شرکیہ پر معاذ اللہ جس کا شرک ہونا بحوالہ آپ کی حجۃ اللہ البالغہ معہ تصدیق مولوی نعیم الدین کے استاد مولوی محمد گل خاں صاحب سے مرقوم ہوا۔ نیز شاہ صاحب موصوف البلاغ المبین ص۔۔۔ میں فرماتے ہیں

در عہد خلافت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ امساک باران شدہ بود خلیفہ با جم غفیر برائے استسقاء در مدینہ منورہ رفت و بعباس رضی اللہ عنہ کہ عم آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود توسل نمود و گفت اللہم انا کنا نتوسل بنبیک ونحن الآن نتوسل بعم نبیک یعنی ای بار خدایا بودیم کہ میکردیم توسل بہ پیغامبر تو و الحال توسل میکنیم بعم پیغامبر تو از ینجا ثابت شد کہ توسل بگذشتگان و غائبان جائز نداشتند و اگر نہ عباس رضی اللہ عنہ از سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر نبود چرا نگفت کہ توسل میکردیم بہ پیغمبر تو و الحال توسل میکنند بروح پیغمبر تو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنی وہ بوجہ نہ ہونے بارش کے امیر المؤمنین خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ جماعت کثیر کے ہمراہ طلب باران کے لئے نکلے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ چچا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے طلب باران کی حق تعالیٰ کے حضور میں درخواست کی کہ یا اللہ ہم بوسیلہ تیرے نبی کے درخواست کرتے تھے اور اب بوسیلہ چچا تیرے پیغمبر کے درخواست کرتے ہیں اس مقام پر ثابت ہوا کہ توسل گذرے ہوؤں اور غائبوں سے جائز نہ رکھتے تھے۔ ورنہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر نہ تھے۔ کس لئے نہ کہا کہ ہم توسل کرتے تھے تیرے پیغمبر کے ذریعے سے اور اب توسل ہم کرتے ہیں تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کے ذریعہ سے۔"

اور ص۔۔۔ میں فرماتے ہیں

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زیادہ از دو سال خلیفہ آنحضرت بود و انواع مشکلات بعہد دین اشعار در پیش آمد و ہیچ کس از راویان اخبار صحیحہ نیاورده است کہ ابوبکر در فلاں مہم استمداد و استعانت بقبر شریف آں سرور کردہ بود نعوذ باللہ من ذلک کہ ابوبکر صدیق ایں چنیں بدعت شرکیہ بصدور آمدہ باشد

یعنی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو سال سے زیادہ خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رہے اور طرح طرح کی مشکلات ان ایام میں پیش آئیں اور کسی راویان اخبار صحیحہ سے منقول نہیں ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فلاں مہم میں استمداد اور استعانت فلاں مشکل کی قبر شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہو۔ پناہ اللہ تعالیٰ کی اس امر سے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس قسم کی بدعت شرکیہ کا صادر ہونا واقع ہوا ہو وے۔"

اور ص۔۔۔ میں علامات شرکیہ مسلمین میں فرماتے ہیں۔

اعتقاد وسعت علم شیخ و اطلاع بر اسرار مخلوقین آنست کہ بیشتر اوقات از دور و

یعنی وہ منجملہ اعتقاد وسعت علم شیخ اور اطلاع ہونے پوشیدہ باتوں پر مخلوقات میں سے یہ ہے کہ اکثر اوقات دور و نزدیک

نزدیک در حاجات خود با ندا استغاثہ میکنند وبعضے وظائف بطریق اذکار مشتمل بر ندائے اسمائے بزرگان در صبح وشام التزام کردہ اند	سے اپنی حاجتوں میں ندائیں فریادیں کرتے ہیں اور بعضے وظیفوں میں بطریق اذکار جو ندا پر مشتمل ہوتے ہیں، بزرگوں کے نام صبح اور شام التزام کرکے ورد کرتے ہیں،،

اور ص۱۷۴ میں فرماتے ہیں۔

پیر پرستان در مقابلہ آیات الٰہی واحادیث نبوی واقوال اولیاء امت مرحومہ تاویلات عقلی می نمایند۔	یعنی ،، پیر پرست لوگ بمقابلہ آیات الٰہی اور احادیث نبوی واقوال اولیاء امت مرحومہ کے تاویلات عقلی کرتے ہیں ،،

اب عموماً جملہ مبتدعین گور پرست حضرات انبیاء اور اولیاء کو حاضر وناظر جان کر ندا کرنے والے فریاد رسی جاننے والے متصرف فی الامور سمجھنے والے اور خصوصاً سرغنہ مولوی نعیم الدین سب جمع ہو کر بتائیں کہ حسب کلام شاہ عبدالعزیز صاحب وشاہ ولی اللہ صاحب رحمہم اللہ کے بتائید تقویۃ الایمان شرک میں مبتلا ہوئے یا نہیں

بریلویت اور شیعہ

قولہ ص۱۳۱، ۱۳۲ ہم نے اسی کتاب کے صفحہ ۶۲، ۶۳ میں قرآن پاک اور حدیث شریف سے مقربان بارگاہ کے تصرفات کا ذکر کیا ہے مگر مصنف تقویۃ الایمان کو نہ قرآن کی پرواہ نہ حدیث کا لحاظ مسلمانوں کو مشرک کہنے پر اڑا ہوا ہے اور لطف یہ ہے کہ خود اس نے شرک کی جو تعریف کی ہے یہاں وہ بھی صادق نہیں آتی اور انبیاء واولیاء ودیگر مقربان بارگاہ حق کی شان میں نہایت بے باکانہ گستاخانہ کلمات لکھتا ہے اور اندھے مقلد معتقد قرآن وحدیث چھوڑ کر اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ تصرف کے متعلق تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۰، ۱۱ کی عبارت تو ہم اپنی اس کتاب کے صفحہ ۱۲۷ میں نقل کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اسی کے متعلق اور چند مقامات کی عبارتیں بھی ملاحظہ فرمائیے۔ ص۱ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ تقویۃ الایمان ص۸، س۲ کوئی فرشتہ اور آدمی غلام سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اور اس کے قبضہ میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا۔ تقویۃ الایمان ص۹، س۳ نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم سمجھے کہ کسی چیز میں کچھ تصور کرتا ہے نہ کسی کو اپنا مالک ٹھہرائے کہ اس سے اپنی کوئی مراد مانگے اور اپنی حاجت اس کے پاس لے جائے۔ تقویۃ الایمان ص۲۰، س۴ اس بات کی ان میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی

ہو۔ تقویۃ الایمان ص۲۸، س۵ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار تقویۃ الایمان ص۲۹ س۱ جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے تو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے۔ تقویۃ الایمان ص۴۳ س۶ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ تقویۃ الایمان ص۴۷ اس قسم کی عبارات سے کتاب بھری پڑی ہے۔ منقولہ عبارتوں میں گستاخانہ وبے ادبانہ طرز گفتگو کے علاوہ ساری مخلوق کے تصرف واختیار کا انکار کیا ہے وہ بھی اس طرح نہیں کہ کسی کو بالذات تصرف واختیار حاصل نہیں بلکہ تصریح کی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی تصرف بعطائے الٰہی کا انکار ہے اب تمام دنیا کے وہابی جمع ہو کر بتائیں کہ یہ مضمون قرآن یا حدیث میں کہاں ہے کوئی ہمت کرکے ایک آیت یا ایک حدیث تو پیش کر دے مگر پیش کہاں سے کرے یہ مضمون آیات واحادیث میں ہے کہاں البتہ صدہا آیتوں اور حدیثوں کے خلاف ہے۔

اقول ۔ جس تصرف غیر اللہ یعنی انبیاء واولیاء کا عالم برزخ میں اہل دنیا کی حاجات ومشکل کشائی مرادیں پوری کرنی۔ مولوی نعیم الدین اہل دنیا کے اختیارات وتصرفات اور علم وقدرت پر محض قیاس باطل سے ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا ساری کتاب میں کہیں ایک جگہ بھی کسی ایک آیت۔ نص قرآنی اور نص حدیث صحیح قطعی الثبوت سے ثابت نہ کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔ ع ۔ ایں خیال است ومحال است وجنون۔

پھر اس پر اتنی تعلی کہ جامہ سے باہر ہیں کہ ہمچو ما دیگرے نیست ۔ صدہا آیتوں اور حدیثوں کا نام لیتے ہیں۔ ناظرین کرام مولوی نعیم الدین کے حوالہ صفحہ ۶۲، ۶۳ اور ۱۲۷ کو بغور ملاحظہ فرما کر پھر اس کے جوابات کو ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر بکثرت نصوص آیات ونصوص احادیث صحیحہ اور اکابر ائمہ دین مسلمہ کے کلام صراحۃً منقول ہو چکے ہیں پس بلا شک وشبہ قطعاً ویقیناً۔ تقویۃ الایمان کے ساتوں نمبر نقل کردہ مولوی نعیم الدین صحیح اور بالکل صحیح ہیں فماذا بعد الحق الا الضلال جس کی تفصیل کما حقہ گذر چکی۔ کہ کوئی فرشتہ اور آدمی اللہ کی غلامی سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اس کے قبضہ میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا کہ کسی کی مرادیں بر لاوے ان امور میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں۔ نہ کوئی حاضر وناظر ہے نہ قدرت واختیار تامہ رکھتا ہے نہ علم تمام کائنات عالم کا رکھتا ہے جو مشکل کشائی حاجت بر لانے کے لئے لازم ہے چنانچہ اس کی تفصیل

بھی بحوالہ مسلمہ اقوال کے صراحۃً مرقوم ہوچکی۔ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رح مکتوب ۱۴۴ ص ۲۷۸ میں فرماتے ہیں۔

اینجا اولیا وانبیا وخواص وعوام ہم برابر اند اھ

یعنی "اس جگہ اولیاء اور انبیاء اور خواص وعوام سب برابر ہیں"

تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔ پس اس کو گستاخانہ وبے ادبانہ طرز کہنا مؤلف کی محض بے علمی اور جہل وعناد ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رح تفسیر فتح العزیز ج ا ص ۲۷۱ میں فرماتے ہیں۔

ونیز بدانید کہ غیر از ذات حق جل وعلاء در خدائد دنیا نیز بکار نمی آید زیرا کہ در آں وقت کسے از زندگان ومردگان بفریاد شما نرسید اھ

یعنی "یہ بھی جان لو کہ سوائے ذات پاک حق جل علٰی کے دنیا کی سختیوں میں بھی کوئی کام نہیں آئے گا اس واسطے کہ اس وقت میں کوئی زندوں اور مردوں سے تمہاری فریاد کو نہ پہنچے"

اور ص ۲۰۲ میں فرماتے ہیں۔

وظاہر است کہ مکنونات ضمائر وقلوب چیزے نیست کہ غیر از علام الغیوب بر آں مطلع نمی تواند شد اھ

یعنی "ظاہر ہے کہ دل کے بھیدوں پر سوائے علام الغیوب کے کوئی مطلع نہیں ہوسکتا ہے"

اسی طرح مختار نہ ہونے میں خاص ذکر محمد یا علی کا باعث بوجہ غلو کے الوہیت کے حق تعالیٰ جل وعلا تک پہنچا دینا جہلاء مبتدعین مثل مولوی نعیم الدین اور فرقہ روافض وغیرہم کا ہوا ہے چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تحفۂ اثنا عشریہ میں اس کی تفصیل ارقام فرماتے ہیں منجملہ ان کے چند مقام جن کے نقل کرنے سے چارہ نہیں ہے جو حسب ذیل ہیں ص ۵

فرقہ شیعہ غلاۃ کہ ارشد تلامذۂ واخص الخواص یاران آں خبیث بودند قائل بالوہیت آنجناب شدند۔ در جناب مرتضوی آثار منافیۂ الوہیت ومقتضیات بشریت موجود است۔ ایضاً ص ۱۳ فرقہ اثنینیہ اند گویند محمد وعلی ہر دو الٰہ اند ایضاً ص ۱۵

یعنی "فرقہائے شیعہ کا غلو کرنا کہ بڑے شاگردوں اور اخص الخواص یاران اس خبیث (ابن سبا) میں سے قائل معبود ہونے جناب علی کے ہوئے ہیں حالانکہ جناب مرتضوی میں خلاف مخالفہ الٰہ ہونے اور مقتضیات بشریت کی موجود ہیں۔ فرقہ اثنینیہ کہتے ہیں محمد اور علی ہر دو الٰہ ہیں۔" فرقہ مفوضہ کہتے ہیں باری تعالیٰ

مفوضہ گویند باری تعالیٰ خلقت دنیا را بہ محمد تفویض نمود۔ ایضاً ص ۱۵ فرقہ مفوضہ از شیعہ قائل اند بشرکت محمد وعلی در خلقت دنیا۔ ایضاً ص ۳۱۲ سند وہند وترک وچین نیز مثل ایران وخراسان یا علی یا علی میگفتند ایضاً ص ۳۵۳ آنکہ ہر کہ محبت علی در دل دارد گو یہودی ونصرانی وہندو باشد داخل بہشت است۔ ایضاً ص ۳۶۱ آنکہ ائمہ را علم ماکان ومایکون حاصل میباشد پس اجل خود را وکیفیت ووقت موت خود را بتفصیل میدانند پس پیش از آں وقت چرا از جان خود بترسند۔ ایضاً ص ۳۶۳ آنکہ حاکم روز جزا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی شیر خدا خواہند بود۔ ایضاً ص ۳۶۵ آنکہ گویند آنچہ از زمین مماس بدن معصوم شود از کعبہ ہزاران درجہ بہتر ست۔ واین لغو نیز صریح البطلان است زیرا کہ درین صورت لازم می آید کہ کنائس ومعابد یہود ونصاریٰ ودیرہ رہبان وآتش خانہائی مجوس وہیاکل اوثان کہ دراں گذر معصوم واقع شدہ باشد علی الخصوص منازل مابین کوفہ وصفین بہتر از کعبہ باشند بلکہ خانہائے خلفائی عباسیہ کہ دراں چندے از ائمہ معصومین محبوس بودند از کعبہ ہزاران درجہ افضل باشد وخانہ معاویہ کہ یکبار دراں حضرت امام

نے خلقت دنیا کو محمد کی سپرد کر دیا ہے۔" فرقہ مفوضہ شیعوں میں سے قائل ہیں محمد اور علی کی شرکت کے خلقت دنیا میں۔ سندھ اور ہند اور ترک اور چین بھی مثل ایران اور خراسان کے یا علی یا علی کہتے ہیں۔ کہتے ہیں جو شخص محبت علی کی اپنے دل میں رکھے اگرچہ یہودی اور نصرانی اور ہندو ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا اور کیونکہ ائمہ کو علم اگلے پچھلے سب کا حاصل ہوتا ہے پس اپنی موت اور کیفیت اور وقت موت کو بتفصیل جانتے ہیں۔ پس پہلے اس وقت سے کس لئے اپنی جان سے ڈرتے تھے" اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حاکم روز جزا کے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی شیر خدا ہوں گے" اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جس قدر زمین بدن معصوم سے مس ہوتی ہے ہزاروں درجہ وہ حصہ زمین کا کعبہ سے بہتر ہے۔ اور یہ کہنا بھی ان کا صریح باطل ہے کیونکہ اس صورت میں لازم آتا ہے۔ کہ یہود ونصاریٰ کے گرجے اور عبادت خانہ اور راہبوں کے مقام اور مجوس کے آتش خانہ اور بتوں کے مقام جن میں معصوم کا گذر واقع ہوا ہو خاص کر کوفہ اور صفین کے درمیان کی منزلیں بہتر کعبہ سے ہوں گی بلکہ مکان خلفائے عباسیہ کے جن میں کتنے ہی ائمہ معصومین قید میں رہے ہزاروں درجہ کعبہ سے افضل ہوں گے اور مکان معاویہ رضی اللہ عنہ کہ ایک بار اس میں حضرت حسین رضی اللہ

حسینی بتقریب عیادتش تشریف بردہ اند
و مولد یزید پلید است نیز از کعبہ ہزاران
مرتبہ بہتر باشد سبحانک ھذا بھتان
عظیم ایضاً صـ۲۸۳ و اعتقاد الوہیت
ایشاں یا حلول روح الٰہی در ایشاں و
آنہا معصوم دانستن و علم غیب ثابت
کردن و موت آنہا را باختیار آنہا و
حضرت امیر را قسیم النار والجنۃ و حاکم روز
جزا اقرار دادن و خود را بسبب محبت
حضرت امیر مغفور و ناجی گمان کردن ہمہ ماخوذ
از نصاریٰ است کہ معبودیت حضرت
مسیح ع را منکر بودند این ہمہ مراتب برائے
ایشاں ثابت کردند۔ ایضاً صـ۲۸۴ و نیز از
طرف خود اعیاد بسیار تراشیدہ اند در ایام
عاشورا قبور ائمہ را تصویر کنند و بسوئے
آنہا سجدہ کنند و در بروئے آنہا دست بستہ
مانند موافق عمل نصاریٰ است۔ ایضاً
و اما مشابہت بہنود پس در ایام عاشورا
چیزیکہ ہنود با بتان خود کنند اینہا با صورت
قبور ائمہ نمایند و غسل دہند و سوار کنند و
نوبتہا زنند و طعام را بحضور آں قبور نہند
و اوش را تقسیم نمایند و شادی نکاح و
حنابندی امام قاسم و حضرت سکینہ بدستور
زندگان بعمل آرند و ہم اینہا از وہم ہنود
ضعیف تر است اھ

تعالیٰ عنہ حضرت ان کی عیادت کو تشریف لے
گئے تھے اور وہی جگہ پیدا ہونے یزید کی ہے۔
یہ بھی کعبے سے ہزاروں مرتبہ بہتر ہوگا سبحانک ھذا
بھتان عظیم اور اعتقاد ان کے الٰہ ہونے یا حلول
الٰہی کا ان کی روح میں ہونا اور ان کو معصوم جاننا
اور علم غیب ثابت کرنا اور ان کی موت کو ان
کے اختیار میں جاننا اور حضرت امیر کو تقسیم دوزخ
اور جنت کا اور حاکم روز جزا کا قرار دینا اور اپنے
آپ کو حضرت امیر کی محبت کے سبب مغفور اور
نجات شدہ گمان کرنا یہ تمام باتیں نصاریٰ سے
اخذ کی ہوئی ہیں کہ جو بندے ہوئے حضرت مسیح
سے منکر تھے اور یہ لوگ تمام مراتب ان کے لئے
ثابت کرتے ہیں۔ اور نیز اپنی طرف سے بہت
ساری عیدیں تراشتے ہیں ایام عاشورہ میں قبور ائمہ
کی تصویر بناتے ہیں اور ان کو سجدے کرتے ہیں اور ان
کے آگے دست بستہ کھڑا ہونا مانند عمل نصاریٰ
کے ہے۔ اور لیکن مشابہت ہندوؤں سے پس ایام
عاشورہ میں جو امور ہندو اپنے بتوں کے ساتھ
کرتے ہیں یہ لوگ بھی صورت قبور ائمہ کے ساتھ
کرتے ہیں اور غسل دیتے ہیں اور سواری نکالتے ہیں
اور نوبت بجاتے ہیں اور کھانا قبروں کے سامنے رکھتے ہیں
اور اس کو تقسیم کرتے ہیں اور شادی نکاح اور
مہندی حضرت قاسم اور حضرت سکینہ کی مطابق رسم
زندوں کے عمل میں لاتے ہیں ان لوگوں کا وہم خیال ہنود کے
وہم و خیال سے بھی زیادہ گزرا ہوا ہے"۔

اب مولوی نعیم الدین کو تصدیق و تائید تقویۃ الایمان بکلام صدق مقام مولانا شہید مرحوم
کے مشفق استاد و شیخ اور حقیقی تایا جناب شاہ عبد العزیز صاحب سے کچھ پتہ چلا یا نہیں ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مزید برآں کلام جناب شاہ صاحب سے مؤلف کا تشابہ بر نفس بھی واضح ہو گیا۔ غرض اگر تمام
دنیا کے مبتدعین گور پرست سر پٹک کر مر جائیں تو ہرگز ایک آیت نص قرآنی اور صرف ایک
صحیح صریح قطعی الثبوت والدلالۃ انبیاء و اولیاء کے تصرف و قدرت عالم برزخ میں اہل
دنیا کے حل مشکلات و مرادات بر لانے کی نہیں لا سکتے۔ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان
کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین (البقرۃ)

مسئلہ تصرف و قدرت میں چند مغالطے اور ان کی حقیقت

قولہ صـ۱۳۲-۱۳۵ چند آیات پیش کی جاتی ہیں

پہلی آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باذن الٰہی پرند بنانا۔ مادرزاد اندھوں اور برص والوں
کو تندرست کرنا مردوں کو زندہ فرمانا مذکور ہے۔ یہ کیسے بڑے اور کتنے عظیم تصرفات ہیں جن
کے اسمٰعیل صاحب منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت
نہیں دی۔ دوسری آیت اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو زمین میں تصرف کی قدرت عطا فرمائی اور
خلق کو یا بادشاہوں کو جن سامانوں کی حاجت ہوتی ہے سب مرحمت ہوئے۔
مگر تقویۃ الایمان والا نہیں مانتا خداوند عالم اور قرآن پاک کی مخالفت پر اڑا
ہوا ہے تیسری آیت حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں ارشاد ہے اور مسخر و مطیع
کر دیا ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے ساتھ کہ تسبیح کرتے اور پرندوں کو۔ چوتھی آیت انہیں
حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں فرمایا۔ اور بیشک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑا
فضل عطا کیا کہ حکم فرمایا اے پہاڑو اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو۔ اور
ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا (پانچویں آیت) اور یاد کرو ہمارے بندہ داؤد صاحب قوت کو
بیشک وہ رضائے الٰہی کی طرف بڑا رجوع کرنے والا ہے بیشک ہم نے مسخر کیا پہاڑوں کو
اس کے ساتھ تسبیح کرتے شام و پگاہ سب اس کے فرمانبردار ہیں اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط
کیا اور اس کو حکمت اور قول فیصل عطا فرمایا۔ تقویۃ الایمان والے ان آیات کو آنکھیں کھول
کر دیکھیں اور قرآن پاک کی مخالفت سے ڈریں (چھٹی آیت) حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں

ارشاد ہوا۔ اور مسخر کردی ہم نے سلیمان کے لئے تیز ہوا کہ ان کے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہم ہر چیز کے عالم ہیں اور ہم نے شیطانوں میں سے ان کو مسخر کیا جو سلیمان کے لئے غوطہ لگاتے اور اس کے سوا اور کام کرتے اور ہم ان کے حافظ تھے۔ (ساتویں آیت) اور ہم نے سلیمان کے لئے ہوا مسخر فرمادی اس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی راہ اور شام کی منزل ایک ماہ کی راہ اور بنایا ہم نے اس کے لئے گداختہ تانبے کا چشمہ اور مسخر کردیے جناں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اور ان میں سے جو ہمارے حکم یعنی اطاعت سلیمان سے عدول کرے ہم بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے وہ جنات اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں اور بڑے حوضوں کی برابر لگنیں اور لنگر دار دیگیں (آٹھویں آیت) حضرت سلیمان نے عرض کیا یارب میری مغفرت فرما اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو۔ بیشک تو ہی ہے بڑا عطا فرمانے والا۔ تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کردی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا اور دیو بس میں کردیئے ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔ کیا تقویۃ الایمان والے نے یہ آیتیں نہیں دیکھیں یا ان پر ایمان نہیں رکھتا کس طرح کہتا ہے کہ خدا نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اس کے قول سے کتنی آیتوں کا انکار لازم آتا ہے (نویں آیت) ان سے فرما دیجئے تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔ وفات دینا تصرف ہے یا نہیں۔ اسی تصرف کا صاحب تقویۃ الایمان منکر ہے (دسویں آیت) پھر ان کی قسم جھڑک کر چلائیں۔ ابلانا لیجانا تصرف ہے تقویۃ الایمان والا کس کس تصرف کا انکار کریگا (گیارہویں آیت) قسم ان فرشتوں کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور ان کی جو نرمی سے بند کھولیں اور ان کی جو آسانی سے پھیریں پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں، پھر کام کی تدبیریں کریں۔ سکتے یہ عالم میں تصرف ہوا یا کچھ اور۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے ترجمہ یہ لکھا ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ کر کے مولوی اشرف علی بھی تقویۃ الایمان کے حکم سے مشرک ہو گئے کہ انہوں نے ملائکہ کو مدبر اور عالم میں متصرف مانا۔ اہل اسلام غور فرمائیں کہ صاحب تقویۃ الایمان کا تصرف بعطائے الٰہی کو شرک قرار دینا قرآن پاک کی صریح مخالفت ہے۔ اور اس سے بکثرت آیات اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا انکار لازم آتا ہے اھ ملخصًا۔

اقول ۔ مولوی نعیم الدین کی عقل ضد کے غلبے سے مغلوب ہو رہی ہے کہ حق نہیں سوجھتا۔

ناظرین اہل انصاف غور فرمائیں کہ جو آیات معجزات انبیاء علیہم السلام حیات عالم دنیا میں عطا ہوئے یا جن امور کا علم و تصرف ملائکہ کو نظام عالم کے لئے سپرد ہوا۔ اس سے زائد پر ذرہ بھر ان کو اختیار حاصل نہیں اس پر قیاس باطل مردود کر کے مولوی نعیم الدین انبیاء و اولیاء کو غائبانہ حاضر و ناظر متصرف و قادر جان کر ان سے حل مشکلات و مرادات بر لانے کی توقع پر ندائیں فرمادیں ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اگر ان کے پاس کوئی ایک دلیل بھی قرآن و حدیث کی صراحۃً ہوتی تو اس قیاس بیہودہ کو کیونکر اختیار کرتے، حالانکہ در بارہ مسائل عقائد ایمان و شرک جس پر تمام دنیا کے مسلمانان اہل علم کے مسلمات سے دلیل قطعی ثبوت قطعی الدلالت لازم ہوتی ہے چنانچہ خود مولوی نعیم الدین کے مسلمہ مقتدار مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی منیر العین فی تقبیل الابہامین حسنی پریس بریلی کے صا۳ میں لکھتے ہیں:

”آحاد اگرچہ کیسے ہی قوت سند و نہایت صحت پر ہوں ان کے معاملہ میں کام نہیں دیتیں یہ اصول عقائد اسلامیہ ہیں“

علامہ تفتازانی رح شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں۔

خبر الواحد علی تقدیر اشتمالہ علی جمیع الشرائط المذکورۃ فی اصول الفقہ لا یفید الا الظن ولا عبرۃ بالظن فی باب الاعتقاد — ”حدیث آحاد اگرچہ تمام شرائط صحت کی جامع ہو ظن ہی کا فائدہ دیتی ہے اور معاملہ اعتقاد میں ظنیات کا کچھ اعتبار نہیں“

مولانا علی قاری منح الروض الازہر میں فرماتے ہیں۔

الآحاد لا تفید الاعتماد فی الاعتقاد — ”احادیث آحاد در بارہ اعتقاد نا قابل اعتماد ہیں“

مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خان صاحب جواہر البیان فی اسرار الارکان حسینی پریس محلہ سوداگران بریلی کے صہ۱ میں لکھتے ہیں۔

”پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت و ریاضت جلا کر خاک بناتی ہے“

ایضاً صہ۱۳۲ میں لکھتے ہیں۔

”مخلوقات و ممکنات سے کہ خود محتاج اور اپنی صفات میں ہالک ہیں دست بردار ہو کر مالک کائنات و خالق ارض و سماوات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو باقی و دائم ہے اور سب اس کے محتاج ہیں“ الخ

وہ ہے کہ مراد و مقصود اس ذات مطلق کے سوا دوسری چیز نہ ہو اور اس کی عظمت کے سامنے تمام عالم کو نیست سمجھے سب خوبیاں اور کمالات اور تمام عیوب سے پاکی اسی کے لئے سمجھے "

ایضاً ص۳۷ میں لکھتے ہیں۔

" ایاک نعبد و ایاک نستعین ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں، ہنوز یہ کلمہ پورا نہیں نکلتا کہ تازیانہ خوف کا دل پر مارا جاتا ہے، مبادا غیب سے ندا ہو اے کاذب خموش صبح سے شام تک تیرا دل اغیار کی طرف جھکا رہتا ہے اور ہماری عبادت کا دعویٰ کرتا ہے، بندہ وہ ہے کہ سب کو چھوڑ کر ہماری طرف توجہ کرے کسی سے کام نہ رکھے جو فرمائیں بجا لائے اور جس سے روکیں باز آئے اپنی خواہش کو دخل نہ دے ہماری تقدیر پر راضی و شاکر رہے اسی طرح استعانت ہم سے یہ ہے کہ ہر مصیبت میں ہماری طرف رجوع کرے اور جو مانگے ہم سے مانگے "

ایضاً ص۳۹ میں لکھتے ہیں۔

" دربار خانہ الٰہی میں کوئی چیز خاک سے زیادہ ذلیل و خوار نہیں رفعت و بلندی کا اقتضاء اس میں کہاں مگر مالک اپنی ملک میں مختار ہے جس بندۂ خوار و ذرہ بے مقدار کو چاہے تشریف کرامت سے مخصوص فرما کر اپنی درگاہ میں بلا دے اور بیٹھنے کی اجازت دے "

ایضاً ص۱۴۰ میں لکھتے ہیں

" آخر اس دربار کے سوا دوسرا ٹھکانا ہی تو نہیں نہ عالم میں کوئی بات سننے والا نہ فریاد کو پہنچنے والا اور سنے بھی تو کیا حاصل اپنے درد کی دوا اور محتاجی کا علاج تو یہاں کے سوا کہیں نہیں ناچار جس بادشاہ کی نافرمانی میں عمر کاٹی آنکھیں نیچی کئے گردن جھکائے اس کی رحمت و کرم کی امید رکھتے اور غضب و عتاب سے لرزتے کانپتے اسی کی طرف دست تمنا بلند کر کے پکارتے ہیں "

ایضاً ص۱۸۷ میں لکھتے ہیں۔

" پس باعتقاد اس کے کہ سوا حق جل وعلا کے کوئی قادر و مالک عالم معطی و مانع و ضار و نافع نہیں اور اگر بفرض محال تمام اولین و آخرین جن و انس ارواح و ملائکہ چھوٹے اور بڑے تمام عالم ایک ذرہ کو اس کی جگہ سے حرکت دینے پر اکٹھے ہو جائیں اور بیک بار اس پر زور آزمائی کریں اور اسی کیفیت سے لاکھ برس گذر جائیں اور ان کی قوتیں یوماً فیوماً ترقی پر ہوں، یہاں تک کہ ہر ایک ان میں سے ہفت طبق زمین ایک ہاتھ پر اٹھالے

مگر ارادۂ الٰہی اس ذرہ کا تحرک نہ چاہے ہرگز ہرگز ممکن نہیں کہ اسے جنبش دے سکیں مخلوق کے علم و قدرت و سمع و بصر کو اس کی صفات کاملہ سے کوئی نسبت نہیں، اگر سرمہ توحید لگا کر دیکھئے تو بالکل سن سان لق و دق بیابان ہو کا عالم یعنی ہو ہے اور ہو کے سوا سب ہی نہیں ہیں "

پس مقام توحید اور رد شرک کے سلسلہ میں تقویۃ الایمان کی یہ بین تائید مولوی نعیم الدین صاحب کے عاجز ہونے اور عام لوگوں کو فریب میں لا کر گمراہ کرنے کی تردید کے کافی ہے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال

دربارہ اشتراک فی التصرف، احادیث کا غلط استعمال

قولہ ص۱۳۶-۱۳۸ اب چند احادیث بھی ملاحظہ فرمایئے حدیث ۱ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں۔ رواہ البخاری عن عقبہ بن عامر۔ پوچھو تقویۃ الایمان والے سے کچھ ہوئی خبر حضور کس کس چیز کے مالک و مختار ہیں۔ حدیث ۲ بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا، اور رعب سے میری نصرت فرمائی گئی اور میں نے بحالت خواب دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں مشکوۃ ص۵۱۲ یہ ہے حضور کا تصرف و اختیار اور اس سے ظاہر ہے اسمٰعیل کے اس قول ناپاک کا بطلان کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں اور اسی سے تقویۃ الایمان کے اس قول کا بطلان ثابت ہوا جو اس نے صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے۔ کہ کوئی اس کا خزانچی نہیں۔ نادان خزانچی کیسا خزانے ان کو عطا فرما دیئے گئے۔ آنکھ ہو تو دیکھ مسلم شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حدیث ۳ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا مجھے دونوں خزانے سرخ و سفید عطا فرما دیئے گئے۔ مشکوۃ ص۵۱۲ یہی نہیں کہ صرف دنیا ہی کے خزانوں کا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مالک بنایا گیا۔ آخرت کے خزانوں کی کنجیاں بھی حضور کو عطا فرما دی گئیں۔ حدیث ۴ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کرامت اور مفاتیح کنجیاں اس روز میرے دست اقدس میں ہوں گی۔ مشکوۃ ص۵۱۴۔ کچھ دیکھا دنیا و آخرت کی کنجیاں حضور کے دست مبارک میں ہیں۔ حدیث ۵ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ میں چاہتا

توسونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے۔ مشکوۃ ص۵۱۲ یہ ہے تصرف واختیار یہ ہے حکومت واقتدار جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا جن سے نہ دیکھا جائے وہ اپنی آنکھیں پھوڑیں سروں پر خاک ڈالیں۔ حدیث ۱۷ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازہ پر آگر دروازہ کھلواؤں گا۔ خازن دریافت کرے گا آپ کون ہیں۔ میں جواب دوں گا محمد وہ عرض کریگا آپ ہی کے سبب سے مجھے حکم دیا گیا۔ کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔ مشکوۃ ص۵۱۱ حدیث ۱۸ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا میں بروز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں گا فخراً نہیں کہتا میرے دست مبارک میں لواء حمد ہو گا فخراً نہیں کہتا اس دن آدم اور ان کے ماسوا ہر نبی میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہو گا۔ مشکوۃ ص۵۱۳۔

اقول پہلی حدیث صحیح بخاری کی بروایت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ جسکا اول آخر مولوی نعیم الدین نے خیانتہً بطور فریب دہی چھوڑ کر نقل کیا۔ پوری حدیث بغرض اظہار خیانت ناظرین کی خدمت میں حسب ذیل ہے۔

عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ	”عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر تشریف
انہ خرج یوما فصلی علی اھل	لائے اور اپنے شہداء احد پر نماز جنازہ پڑھی
احد صلوتہ علی المیت ثم انصرف الی	بعد اس کے منبر پر تشریف لائے پس فرمایا
المنبر فقال انی فرطکم وانا شہید	میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور میں تمہارا گواہ
علیکم وانی واللہ لا نظر الی حوضی	ہوں اور میں واللہ اس وقت اپنے حوض
الان وانی قد اعطیت مفاتیح	کی طرف دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین
خزائن الارض وانی واللہ	کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور میں
ما اخاف بعدی ان تشرکوا	واللہ نہیں خوف رکھتا تم پر کہ میرے بعد
ولکن اخاف ان تنافسوا	شرک ہو جاؤ گے اور لیکن مجھے خوف ہے
فیھا (صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۳۴۱	تم پر کہ تم رغبت کرو گے۔ یعنی دنیا کی سادگی
باب علامات النبوۃ ومسلم ج۲ ص۲۵۰)	میں پڑ جاؤ گے“

. . . . چنانچہ اس حدیث کو امام بخاری مختلف ابواب میں پارہ ۵ کتاب الجنائز ص۱۹۳ اور پارہ ۱۶ ص۳۶ اور پارہ ۲۶ ص۹۶

میں روایت فرماتے ہیں۔ اولاً ان احادیث میں شہداء احد پر نماز جنازہ غائب پڑھنا ثابت ہے کیونکہ واقعہ احد کے آٹھ سال بعد کا یہ واقعہ ہے چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۱۶ ص۳۶ میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و	یعنی ”نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سلم علی قتلی احد بعد ثمانی سنین	نے شہداء احد پر بعد آٹھ سال کے“

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔

ان ذلک کان بعد ثمان سنین و	یعنی ”یہ واقعہ تھا بعد آٹھ سال کے اس لئے کہ
کانت احد فی شوال سنۃ ثلث	واقعہ احد شوال ۳ھ میں ہوا۔ اور وفات نبی
ومات صلی اللہ علیہ وسلم فی ربیع	صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیع الاول ۱۱ھ
الاول سنۃ احدی عشرۃ	میں ہوئی“

پس اس واقعہ شہداء احد پر نماز جنازہ غائب پڑھنے کو مولوی نعیم الدین نے خیانتہً اس وجہ سے چھپایا کہ اس کے مستند اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی الہادی الحاجب ص۲۳ میں اپنے غیظ وغضب سے کہہ چکے ہیں

کہ ”نماز غیب وتکرار نماز جنازہ دونوں ہمارے مذہب میں ناجائز ہیں اور ہر ناجائز گناہ ہے اور ہر گناہ میں کسی کا اتباع نہیں“

پس یہ ہے مولوی نعیم الدین کا اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ جان کر آپ کی حدیث کے ایک جزو اول کا اخفاء کرنا۔ تف ایسی بدمذہبی اور بے ادبی پر نعوذ باللہ من الرفض الجلی والخفی کھل گیا تقیہ پر کھل گیا۔ حالانکہ الباری الحاجب ص۱۰ ہی میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ کے رسالہ تبییض الصحیفہ سے منقول ہے۔ کہ

”امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے جنازہ مبارک پر چھ بار نماز ہوئی اور کثرت ازدحام خلائق سے عصر تک ان کے دفن پر قدرت نہ پائی“

اور مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ مدارج النبوت ج ۲ ص۵۲۴ میں فرماتے ہیں

والآن در حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما	یعنی ”اس وقت حرمین شریفین زادھما اللہ
وتشریفا متعارف است چوں خبر میرسد	تعظیما وتشریفا میں معمول ہے کہ جس وقت
کہ فلاں مرد صالح در بلدے از بلاد اسلام	خبر پہنچی ہے کہ فلاں مرد صالح نے کسی شہر میں وفا

فوت کردہ است شافعیہ نماز بروے می کنند وبعضے حنفیہ نیز بایشاں شریک میشوند از قاضی علی بن جاراللہ کہ شیخ حدیث این فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چوں شریک میشوند در گزاردن این نماز گفت دعائے است کہ می کنند فلا باس بہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ در فتوح الغیب میفرمایند کہ ہر روز کہ طریق وردو نماز جنازہ بر اموات آں روز بگذاردو ایشاں حنبلی اند و نزد امام احمد حنبل جائز است ایضاً ص۱۵۴ ونماز گذارد بر شہداء احد بعد از ہشت سال از شہادت اینہا۔

باقی ہے۔ شافعیہ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور بعضے حنفیہ بھی ان کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ قاضی علی بن جاراللہ جو اس فقیر کے شیخ الحدیث تھے ان سے پوچھا گیا کہ حنفیہ جو اس نماز میں شریک ہوتے ہیں تو فرمایا کہ دعا ہے جو کرتے ہیں کچھ مضائقہ اس کا نہیں ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح فتوح الغیب میں فرماتے ہیں۔ کہ ہر روز بطریق ورد کے نماز جنازہ اس روز کی اموات پر پڑھا کرو۔ اور آپ حنبلی تھے۔ اور امام احمد رح کے نزدیک جائز ہے۔ اور نماز پڑھی گئی شہداء احد پر بعد آٹھ سال کے ان کی شہادت سے "

اور فوائد الفواد ملفوظات شاہ نظام الدین اولیاء دہلوی رح ص۱۴۳ مطبوعہ نولکشوری میں مرقوم ہے۔

نخست سخن دران افتاد کہ بعضے بر جنازہ غائب نماز میگزارند چگونہ باشد خواجہ ذکراللہ بالخیر فرمودہ کہ روا باشد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر نجاشی ہمیں نماز کردہ است او در غیب مردہ بود۔

یعنی "گفتگو اس امر میں ہوئی کہ بعضے نماز جنازہ غائب پڑھتے ہیں۔ یہ کیونکر ہے آپ نے ارشاد فرمایا روا ہے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھی تھی "

علی ہذا ملا علی قاری مکی حنفی رح کے جنازہ غائب پر نماز پڑھی گئی چنانچہ طرب الاماثل بتراجم الافاضل ص۲۵۵ میں مرقوم ہے۔

وکانت وفاتہ بمکۃ سنۃ ۱۰۱۴ھ ودفن بالمعلی ولما بلغ خبرہ علماء

یعنی "ہوئی وفات ان کی مکہ میں ۱۰۱۴ھ میں اور دفن کئے گئے معلی میں اور جب خبر پہنچی

صلوا علیہ بجامع الازھر صلوۃ الغیبۃ فی مجمع یجمع اربعۃ آلاف للجمعۃ

علماء مصر کو تو ان پر جنازہ غائب کی نماز پڑھی گئی جامع ازہر میں چار ہزار مجمع کے ہمراہ جمعہ میں "

اور خود احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص۱۳ میں بلا تردید لکھتے ہیں کہ

"ایک بی بی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں ان کا انتقال ہو گیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی نے خبر نہ دی حضور ان کی قبر پر گذرے دریافت فرمایا یہ قبر کیسی ہے لوگوں نے عرض کیا ام محجن کی فرمایا وہی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی عرض کی ہاں حضور نے صف باندھ کر نماز جنازہ پڑھائی "

الحمد للہ کہ اس روایت سے علاوہ ثبوت نماز غیب و تکرار جنازہ کے آنحضرت صلعم کو غیب کا نہ ہونا بھی پورے طور پر روشن ہو گیا۔ ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری!

اب ناظرین زمین کے خزانوں کی کنجیوں کی حقیقت ملاحظہ فرمادیں۔ جس سے پتہ چلے گا کہ مولوی نعیم الدین کا یہ قول کہ

"حضور دنیا اور آخرت کے خزانوں کے مالک و مختار ہیں "

محض اعتقاد کا فتور اور وہم باطل کا تصور ہے جس طرح مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں اس کی تفصیل فرما چکے۔ جو پہلے درج ہو چکا۔ ہاں تو سنئے شارحین حدیث کے اقوال۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

وفی ھذا الحدیث معجزات لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان معناہ الاخبار بان امتہ تملک خزائن الارض وقد وقع

"اس حدیث میں کئی معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ پس اس میں خبر دی گئی ہے کہ آپ کی امت کو یہ خزانے زمین کے ملیں گے اور یہ واقع ہو چکا "

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد سوم ص۲۰۱ میں فرماتے ہیں

اشارت ست بمالک شدن امت خزائن ملوک را ضمیر و خبر آنرا حوالہ

"اس میں اشارہ ہے آپ کی امت کے مالک ہو جانے کا گذشتہ بادشاہوں کے خزانوں کے خبر دینے کا۔ پس اس وجہ سے امت کو ڈرایا گیا کہ کہیں دولت دنیا میں مبتلا نہ ہو جاویں "

اور مزید تشریح اس حدیث کی حدیث ہے نقل کردہ مولوی نعیم الدین کے جس کے آخر الفاظ خلاف

توسونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے۔ مشکوٰۃ ص۵۱۲ یہ ہے تصرف واختیار یہ ہے حکومت واقتدار جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا جن سے نہ دیکھا جائے وہ اپنی آنکھیں پھوڑ لیں سر دیوار پر خاک ڈالیں۔ حدیث ۱۲ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازہ پر آکر دروازہ کھلواؤں گا خازن دریافت کرے گا۔ آپ کون ہیں۔ میں جواب دوں گا محمد وہ عرض کریگا آپ ہی کے سبب سے مجھے حکم دیا گیا۔ کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔ مشکوٰۃ ص۵۱۱ حدیث ۱۳ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں بروز قیامت تمام آدمیوں کا سردار رہوں گا فخراً نہیں کہتا میرے دست مبارک میں لواء حمد ہوگا فخراً نہیں کہتا اس دن آدم اور ان کے ماسوا ہر نبی میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوگا۔ مشکوٰۃ ص۵۱۳۔

اقول: پہلی حدیث صحیح بخاری کی بروایت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ جسکا اول آخر مولوی نعیم الدین نے خیانۃً بطور فریب دہی چھوڑ کر نقل کیا۔ پوری حدیث بغرض اظہار خیانت ناظرین کی خدمت میں حسب ذیل ہے۔

عن عقبة بن عامر رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه خرج یوما فصلی علی اهل احد صلوته علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال انی فرطکم وانا شهید علیکم وانی واللہ لانظر الی حوضی الآن وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی واللہ ما اخاف بعدی ان تشرکوا ولکن اخاف ان تنافسوا فیها (صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص۳۴۱ باب علامات النبوۃ و مسلم ج۲ ص۲۵۰)	"عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر تشریف لائے اور اپنے شہداء احد پر نماز جنازہ پڑھی بعد اس کے منبر پر تشریف لائے۔ پس فرمایا میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں اور میں واللہ اس وقت اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور میں واللہ نہیں خوف رکھتا تم پر کہ میرے بعد شرک ہو جاؤ گے اور لیکن مجھے خوف ہے تم پر کہ تم رغبت کرو گے۔ یعنی دنیا کی سادگی میں پڑ جاؤ گے"

.... چنانچہ اس حدیث کو امام بخاری مختلف ابواب میں پارہ ۵ کتاب الجنائز ص۱۹۳ اور پارہ ۱۶ ص۳۶ اور پارہ ۲۶ ص۹۶

میں روایت فرماتے ہیں۔ اولاً ان احادیث میں شہداء احد پر نماز جنازہ غائب پڑھنا ثابت ہے کیونکہ واقعہ احد کے آٹھ سال بعد کا یہ واقعہ ہے چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۱۶ ص۳۶ میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علی قتلی احد بعد ثمانی سنین	"یعنی وہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد پر بعد آٹھ سال کے"

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔

ان ذلک کان بعد ثمان سنین و کانت احد فی شوال سنة ثلث ووفاته صلی اللہ علیه وسلم فی ربیع الاول سنة احدی عشرة	"یعنی یہ واقعہ تھا بعد آٹھ سال کے اس لئے کہ واقعہ احد شوال ۳ھ میں ہوا۔ اور وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوئی"

پس اس واقعہ شہداء احد پر نماز جنازہ غائب پڑھنے کو مولوی نعیم الدین نے خیانۃً اس وجہ سے چھپایا کہ اس کے مستند اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی الہادی الحاجب ص۲۳ میں اپنے غیظ وغضب سے کہہ چکے ہیں

کہ "نماز غیب وتکرار نماز جنازہ دونوں ہمارے مذہب میں ناجائز ہیں اور ہر ناجائز گناہ ہے اور ہر گناہ میں کسی کا اتباع نہیں"

پس یہ ہے مولوی نعیم الدین کا اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ جان کر آپ کی حدیث کے ایک جز اول کا اخفاء کرنا۔ تف ایسی بدمذہبی اور بے ادبی پر نعوذ باللہ من الرفض الجلی والخفی کھل گیا تقیہ پر کھل گیا۔ حالانکہ الہادی الحاجب ص۳ ہی میں امام جلال الدین سیوطی رح کے رسالہ تبییض الصحیفہ سے منقول ہے۔ کہ

"امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے جنازہ مبارک پر چھ بار نماز ہوئی اور کثرت ازدحام خلائق سے عصر تک ان کے دفن پر قدرت نہ پائی"

اور مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح مدارج النبوت ج۲ ص۵۲۲ میں فرماتے ہیں

والآن در حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما وتشریفا متعارف است چوں خبر میرسد کہ فلاں مرد صالح در بلدے از بلاد اسلام	یعنی وہ اس وقت حرمین شریفین زادھما اللہ تعظیما وتشریفا میں معمول ہے کہ جس وقت خبر پہنچتی ہے کہ فلاں مرد صالح نے کسی شہر میں وفا

دیانت چھوڑ دیئے گئے واضح ہے۔

قال ابو ھریرۃ وقد ذھب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتم تنتثلونھا (صحیح البخاری کتاب الجہاد پارہ ۱۲ صفحہ ۱۰)

"فرمایا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے تشریف لے گئے اور اب تم ان خزانوں کو نکال رہے ہو"

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے

المراد منھا ما یفتح لامتہ من بعدہ من الفتوح وقیل المعادن

"مراد ان خزانوں سے جو امت کے لئے بعد آپ کے فتوحات واقع ہوئیں اور کانیں نکلیں"

نیز فتح الباری پارہ ۲۹ صفحہ ۲۱۴ میں فرماتے ہیں

قال النووی یعنی ما فتح علی المسلمین من الدنیا وھو یشمل الغنائم والکنوز

"کہا نووی نے جو فتوحات مسلمانوں پر دنیا میں واقع ہوئے وہ شامل ہیں غنیمتوں اور خزانوں کو"

چونکہ اس حدیث میں واقعہ صادقہ خواب ہے اور ہر خواب کی تعبیر ضروری اس لئے خصوصاً کلام صحابی میں اس کی یہ تعبیر واقع ہوئی۔ چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب اشعۃ اللمعات ج ۴ صفحہ ۲۴۹ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

پس نہادہ شد آن کلید ہا پیش من مراد فتوحات ست کہ کشاد باری تعالیٰ بر امت وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از بلاد شرق و غرب و استخراج کنوز و دفائن یا مراد کانہائے زمین کہ در وے سیم و زر است اھ

"پس رکھی گئیں وہ کنجیاں آگے میرے مراد فتوحات ہیں کہ باری تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے شرق و غرب کے شہروں کے خزانے اور دفینے یا کانیں جن میں چاندی اور سونا وغیرہ ہیں نکال دیں"

نیز شاہ صاحب موصوف مدارج النبوت ج ۱ صفحہ ۱۳۹ میں فرماتے ہیں

دادہ شدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح خزائن و سپردہ شدہ بوے و ظاہر شد آنست کہ خزائن ملوک فارس و روم ہمہ بدست صحابہ رضی اللہ عنہم افتاد"

"یعنی دی گئیں اور سپرد کی گئیں خزانوں کی کنجیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ظاہر ہے کہ خزانے ملوک فارس و روم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں آگئے"

نیز حدیث بخاری پارہ ۲۰ صفحہ ۵۰۶ و صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۲۴۴ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم اذا اوتیت خزائن الارض فوضع فی یدی سواران من ذھب فکبرا علی فاوحی الی ان انفخھما فنفختھما فذھبا فاولتھما الکذابین الذین انا بینھما صاحب صنعاء وصاحب الیمامۃ اھ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۵) باختلاف الفاظ

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین کے خزانے مجھے دیئے گئے اور دو کنگن سونے کے میرے ہاتھوں میں رکھ دیئے گئے وہ مجھے گراں معلوم ہوئے یعنی ان کے ہونے کی وجہ سے مجھے تکلیف ہوئی پھر وحی کی گئی میری طرف کہ ان میں پھونک مارو، پس میں نے پھونک ماری میں نے ان کی یہ تعبیر لی کہ یہ دونوں جھوٹے ہیں جن کے میں اب درمیان ہوں ایک صاحب صنعاء دوسرا صاحب یمامہ"

مراد ان سے اسود عنسی مدعی نبوت جو قتل کیا گیا۔ دوسرا مسیلمہ کذاب مدعی نبوت جو قتل کیا گیا فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔

المراد بخزائن الارض ما فتح علی الامۃ من الغنائم من ذخائر کسریٰ وقیصر وغیرھما ویحتمل معادن الارض التی فیھا الذھب والفضۃ قال غیرہ بل یحمل علی اعم من ذلک

"مراد زمین کے خزانوں سے فتوحات قیمتیں ذخائر کسریٰ و قیصر روم وغیرہا امت کے لئے حاصل ہونا ہیں اور زمین کی کانیں جس میں سونا چاندی وغیرہ بلکہ عموماً اس کے علاوہ دیگر امور ہیں"

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں

قال العلماء ھذا محمول علی سلطانھا وملکھا وفتح بلادھا واخذ خزائن اموالھا وقد وقع ذلک کلہ وللہ الحمد وھو من المعجزات۔

"فرمایا علماء نے خزانوں کا ملنا اس پر محمول ہے کہ ان کی سلطنتیں اور ملک اور فتوحات شہروں کے اور خزانے مالوں کے سب بحمد اللہ تعالیٰ حاصل ہو گئے اور یہ منجملہ آپ کے معجزات کے ہے"

اور شیخ محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۳ صفحہ ۶۰۸ میں فرماتے ہیں

اشارت کرد بشیوع و بسطت دین و

"اس میں اشارہ فرمایا ہے ملت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی

ملت دے در عالم ۱ھ — اشاعت کے پھیل جانے کا تمام عالم میں ''

علی ہذا حدیث ۳۱ صحیح مسلم بروایت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نقل کردہ مولوی نعیم الدین جس کے اول الفاظ ہوشیاری سے چھوڑ دیے گئے جو انکشاف واقع کے لئے لازم تھے۔ ناظرین منصفین ملاحظہ فرمائیں۔

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال	'' روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ
سلم ان اللہ زوی لی الارض	نے سمیٹی میرے لئے زمین (مثل ہتھیلی کے) پس دیکھا
فرأیت مشارقہا ومغاربہا	میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو اور بیشک
وان امتی سیبلغ ملکہا	میری امت قریب ہے کہ پہنچے ملک اور بادشاہی
ما زوی لی منہا واعطیت	اس کی جس قدر کہ سمیٹی گئی میرے لئے زمین اور
الکنزین الاحمر والابیض	دیئے گئے میرے لئے دو خزانے سرخ اور
(مسلم ج ۲ ص۳۹۰)	سفید ''

امام نووی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وھذا الحدیث فیہ معجزات	'' اس حدیث میں معجزات ظاہرہ ہیں اور تحقیق
ظاہرۃ وقد وقعت کلہا بحمد	بحمد اللہ وہ سب واقع ہو چکے جس طرح نبی
اللہ کما اخبر بہ صلی اللہ علیہ وسلم	صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی علماء نے
قال العلماء المراد بالکنزین الذھب	فرمایا مراد دو خزانوں سے سونا اور چاندی ہے
والفضۃ والمراد کنزی کسریٰ وقیصر	جن سے کسریٰ اور قیصر شاہ عراق اور شام کے
ملکی العراق والشام فیہ اشارۃ	خزانے مراد ہیں اس میں اشارہ ہے کہ تحقیق ملک
الی ان ملک ھذہ الامۃ +	اس امت کا ہوگا ''

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص۴۶۹ میں اس حدیث کا ترجمہ معہ شرح اسی طرح فرماتے ہیں

بدرستی خدائے تعالیٰ فراہم آورد و در نوردید برائے من زمین را پس دیدم من بلاد مشرق و مغرب آنرا و بدرستی امت من نزدیک است کہ برسد ملک وے و بادشاہی وے چیزے را کہ فراہم آوردہ شد کہ در نوردیدہ شدہ است برائے من از زمین یعنی در مشرق و مغرب بادشاہ شوند و تصرف کنند و دادہ شدہ مرا دو گنج سرخ و سفید مراد بہ گنج سرخ و سفید مراد بگنج سرخ خزینہ ہائے اکاسرہ کہ خسروان فارس اند کہ غالب برایں زر است و بگنج سفید خزینہائے قیاصرہ کہ بادشاہان روم اند غالب برایشاں نقرہ است و بعضے گفتہ اند کہ مراد باحمر ملک شام است از جہت سرخی رنگ ایشاں و بابیض ملک فارس از جہت سفیدی رنگ ایشاں و معنی اول ظاہر تر است اھ

اسی طرح حدیث ۱۹ بحوالہ ترمذی منقولہ مشکوٰۃ ص۵۱۳ جس کو صاحب مشکوٰۃ نے قال الترمذی ھذا حدیث غریب کہا ہے۔ اگرچہ مولوی نعیم الدین نے اخفا کیا ہے۔ تاہم ترمذی شریف میں لفظ والمفاتیح نہیں ہے معہذا مولانا شیخ دہلوی رح اشعۃ اللمعات ج ۴ ص۴۶۹ میں اس کے معنی میں لکھتے ہیں۔

بزرگی و داون و کلید ہائے بہشت و ابواب	'' یعنی بزرگی دینی اور کنجیاں بہشت و ابواب رحمت
رحمت آں روز بدست من است ،	کی اس روز میرے ہاتھوں میں ہوں گی ''

کیونکہ اکرام شفاعت اور لواء الحمد، فتح ابواب جنت و کوثر جملہ اعزاز سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نوازا جاوے گا۔ اس میں کسی اہل ایمان کو ہرگز جائے مقال نہیں ہو سکتا۔ اور یہی حاصل بقیہ ہر سہ احادیث کا ہے۔ خود جناب مولانا شہید مرحوم تقویۃ الایمان ص۵۱ میں فرماتے ہیں۔

'' یعنی سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہیں کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی ''

اور ص۵۸ میں فرماتے ہیں۔

'' اب سنا چاہیئے کہ سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ خود مالک و مختار ہو۔ اور کسی کا محکوم نہ ہو۔ خود آپ جو چاہے سو کرے۔ جیسے ظاہر میں بادشاہ سو یہ بات اللہ ہی کے شان ہے ان معنوں کر اس کے سوائے کوئی سردار نہیں اور دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو۔ کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آئے اور اس کی زبانی اوروں کو پہنچے۔ جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا۔ کہ یہ بڑے لوگ اول اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے

چھوٹوں کو سکھاتے ہیں۔ سو اس طرح سے ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں۔ اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں ان معنوں کر ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضروریوں ہی جاننا چاہیئے کہ ان پہلے معنوں میں ایک چیونٹی کا بھی سردار ان کو نہ جانیے، کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف نہیں کر سکتے"

نیز مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان منصب امامت ص۳۰ میں فرماتے ہیں

پس میگویم کہ مقامات انبیاء و کمالات ایشاں ہر چند بسیار از بسیار است و خارج از حد شمار کہ در احصاء آں از مثل ما مردم کہ از آحاد امتیم متعسر است بل متعذر اھ

یعنی "پس کہتا ہوں میں کہ مقامات انبیاء و کمالات ان کے ہر چند بسیار از بسیار خارج از حد شمار ہیں اور ہم جیسے آدمیوں سے کہ ان کی امت سے ہیں اس کا احاطہ اور احصار دشوار ہے"

باقی کمالات و محامد انبیاء علیہم السلام خصوصاً جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مولانا شہید مرحوم کے کلام سے آئندہ انشاء اللہ العزیز ہدیہ ناظرین ہوں گے جس سے ثابت ہوگا۔ کہ یہ حق، اعتدال اہل توحید متبع سنت ہی کا خاصہ ہے۔

پس ناظرین پر مسلمات مؤلف الطیب البیان سے عطائے خزائن اور کنجیوں کی حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ ہرگز کوئی عالم میں حق تعالے کے خزانوں کا مالک و مختار اور متصرف نہیں ہو سکتا الا جس قدر جس کو مالک الملک عز شانہ کی طرف سے عطا ہو۔ چنانچہ حق تعالے قرآن پاک سورہ شوریٰ میں فرماتے ہیں۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (شوریٰ)

یعنی "وہ اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمینوں کی پھیلا دیتا ہے روزی جس کے لئے چاہے اور اندازہ کی روزی دیتا ہے جس کے لئے چاہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے"

اور صحیح بخاری پارہ ۱۲ ص۴۳۹ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اعطیکم ولا

یعنی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ میں تمہیں دیتا ہوں اور نہ میں تم سے روکتا ہوں

امنعکم انما انا قاسم اضع حیث امرت

میں تو قاسم ہوں جہاں مجھے حکم ہوتا ہے صرف کر دیتا ہوں"

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔

والمعنی لا اتصرف فیکم بعطیۃ ولا منع برائی ای لا اعطی احدا ولا امنع احدا الا بامر اللہ

یعنی "میں نہ کسی کو عطا کر سکتا ہوں اور نہ کسی کو منع کر سکتا ہوں سوائے حکم اللہ تعالیٰ کے"

اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۳ ص۳۰۳ میں مرقوم ہے۔

عطا نمیکنم من شمارا یعنی از نزد خود و من قسمت کنندہ ام می نہم آنجا کہ امر کردہ شدہ ام و میدہم کسے را کہ میدہانند مراد دادن و یا دادن مال ست یا تبلیغ وحی و علم و احکام است یعنی حق سبحانہ میدہد کسے را کہ میخواہد از علم و فہم و دہندہ اوست سبحانہ و قسمت آں بدست من ست اھ

"میں تمہیں نہ دیتا ہوں نہ منع کرتا ہوں تم کو اپنی طرف سے میں تقسیم کرنے والا ہوں جس کے لئے حکم مجھے دیا جاوے مراد دینے سے مال ہے یا احکام وحی کے پہنچانا ہے۔ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ دیتا ہے جس کو چاہے علم و فہم دینے والا وہی حق سبحانہ و تعالیٰ ہے اور تقسیم کرنا اس کا میرے ہاتھ میں ہے"

نیز صحیح مسلم جلد ۲ ص۲۰۸ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا مالک الا اللہ

یعنی "فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مالک نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے"

اور صحیح بخاری پارہ ۱۲ ص۴۳۲ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الغلول فعظمہ وعظم امرہ قال لا الفین احدکم یوم القیامۃ علی رقبتہ شاۃ لہا ثغاء علی رقبتہ فرس لہ حمحمۃ یقول یا رسول اللہ اغثنی فاقول لا املک لک شیئا

"کہا کھڑے ہوئے ہمارے درمیان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ نے مال غنیمت میں خیانت کرنے کا ذکر فرمایا پس بڑا گناہ اور اس کے معاملہ کا بڑا سخت امر بتایا فرمایا میں تم میں سے کسی کو قیامت کے روز اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری سوار ہو اور وہ بول رہی ہو۔ اس کی گردن پر گھوڑا سوار ہو ہنہنا رہا ہو وہ کہے یا رسول اللہ میری فریاد رسی فرمائی

قد ابلغتك وعلى رقبته بعير له رغاء يقول يا رسول الله اغثني فاقول لا املك لك شيئا قد ابلغتك وعلى رقبته صامت فيقول يا رسول الله اغثني فاقول لا املك لك شيئا قد ابلغتك وعلى رقبته رقاع تخفق فيقول يا رسول الله اغثني فاقول لا املك لك شيئا قد ابلغتك ۔

پس میں کہوں کہ تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق میں پہنچا چکا تجھ کو احکام شریعت کے اور اس کی گردن پر اونٹ بلبلاتا ہو وہ کہے یا رسول اللہ میری فریاد رسی فرمائیں پس میں کہوں کہ تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق میں پہنچا چکا تجھ کو احکام شریعت کے اور اس کی گردن پر کپڑے وغیرہ لدے ہوئے ہوں وہ کہے یا رسول اللہ میری فریاد رسی فرمائیں پس میں کہوں کہ تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق میں پہنچا چکا تجھ کو احکام شریعت کے اور اس کی گردن پر کوئی چیتھڑا ہو وہ کہے یا رسول اللہ میری فریاد رسی فرمائیں پس میں کہوں کہ تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق میں پہنچا چکا تجھ کو احکام شریعت کے ۔"

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔

ای من المغفرة لان الشفاعة امرها الی الله

یعنی "میں تمہاری مغفرت کا مالک نہیں ہوں کیونکہ شفاعت کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔"

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۳ ص ۲۸۹ میں فرماتے ہیں۔

پس میگویم من مالک نیستم من مرترا چیزے را از خلاص دادن در دفع کردن ایں عذاب بتحقیق رسانیدم من ترا شریعت را و رسانیدم ومبالغہ کردم وتو نکردی۔

"پھر میں کہونگا مالک نہیں ہوں میں تیرے لئے کسی چیز کے خلاصی دلانیکا اور اس عذاب کے دفع کرنیکا تحقیق پہنچا دیا میں نے تیرے لئے شریعت کو اور خوب ترغیب دلائی اور تو نے نہ مانا یعنی شریعت کے احکام پر عمل نہ کیا۔"

اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۷۲ میں فرماتے ہیں۔

در تفویض امر دین به پیغمبر سخن است تا چہ رسد مذہب صحیح آنست کہ امر تشریع مفوض به پیغمبر نمی باشد زیرا کہ منصب پیغمبری منصب رسالت وایلچی گری ست نہ نیابت خداوند شرکت در کارخانہ خدا آنچہ کہ خدا تعالیٰ حلال وحرام فرماید آنرا رسول تبلیغ می کند وبس از طرف خود اختیارے ندارد و اگر تفویض امر دین به پیغمبر مے شد ور اعتاب چرا میشد۔ حالانکہ ور امواضع بسیار مثل اخذ فدا از اساری بدر و تحریم ماریہ قبطیہ و اذن دادن منافقین در تخلف از غزوہ تبوک وغیرہ ذلک عتاب شدید واقع شدہ

یعنی "دین پر سارا اور حوالے کر دینے پیغمبر کو دین کی باتوں میں تو کلام ہے پھر کسی دوسرے کی کیا مجال ہے مذہب صحیح اسی میں ہے کہ امر تشریعی حوالے پیغمبر کے نہیں ہوتا ہے کیونکہ منصب پیغمبری منصب رسالت پہنچا دینا ہے نہ نیابت خدا اور نہ شرکت کارخانہ خدا ہے یعنی جو کچھ کہ خدا تعالیٰ حلال وحرام کا حکم فرماتا ہے اس کو رسول پہنچا دیتا ہے اور بس رسول اپنی طرف سے کچھ اختیار نہیں رکھتا ہے۔ اور اگر حوالے کر دینا امر دین کا پیغمبر کو ہوتا تو ان کو عتاب کیونکر ہوتا حالانکہ ان کو بہت سے مواقع میں مثل اخذ فدیہ اسیران بدر اور تحریم ماریہ قبطیہ اور اجازت دینے منافقین کو تخلف غزوہ تبوک وغیرہ ذلک اور میں عتاب شدید واقع ہوا۔"

مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی کے ملفوظات حصہ سوم یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ ص ۹ میں مرقوم ہے۔

"وہ نبی کلام آلہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے ثم ان علینا بیانہ"

اب ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول مغالطہ آمیز مولوی نعیم الدین کے دنیا اور آخرت کے خزانوں کے مالک ومختار ہوتے تو جس کو چاہتے بلا حکم حق تعالیٰ کے دے دیتے کیونکہ مالک ومختار کسی کے حکم کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔ حالانکہ نصوص احادیث صحیحہ اور ارشادات شارحین ائمہ دین سے واضح ہو چکا کہ آپ کسی شے کے مالک امر خداوندی میں نہیں ہیں اگر مولوی نعیم الدین کو ان احادیث کشف وخواب میں کچھ گنجائش ہوتی تو ضرور شارحین ائمہ کا کلام اپنی تائید میں پیش کرتے یوں ہی کان دبا کر نکل نہ جاتے۔ پس ان نصوص احادیث سے اعراض کرنے والے خود اپنی آنکھیں پھوڑیں اور سر میں خاک ڈال کر اپنے اندھے دل پر پتھر ماریں اور اپنی بدبختیوں بدنصیبیوں کو سر پکڑ کر رو دیں۔

قولہ۔ ص ۱۳۹ - ۱۴۳ حدیث ۵ جنگ حنین میں جب کافروں نے ہجوم کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا آپ نے زمین سے ایک مشت خاک لے کر ان کے مونہوں پر۔ پس ہر آفریدہ کی دونوں آنکھوں میں مٹی بھر گئی۔ اور وہ پیٹھ دے کر بھاگے۔ رواہ مسلم مشکوۃ ص ۵۲۲۔ اسی کو تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے وہابیو! خدا رسول سے شرم کرو جس کا نام پاک محمد مصطفےٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اختیار کا یہ عالم ہے۔ تھوک دو اس بے حیا کے منہ پر۔ حدیث ۶ حضرت عبداللہ بن عتیک

ابو رافع یہودی کو قتل کرکے اس کے کوٹھے سے گر پڑے اور پنڈلی ٹوٹ گئی فرماتے ہیں میں اس کو عمامہ سے باندھ کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا حضور نے دست مبارک پھیرا تو یہ حال ہوا کہ گویا دکھا بھی نہ تھا۔ رواہ البخاری مشکوٰۃ صہ ۵۳۱۔ تصرف اس کو کہتے ہیں۔ تندرست کرنا مرادیں پوری کرنا، حاجت برلانا، مشکل میں دستگیری کرنا جس کو تقویۃ الایمان والے نے شرک بتایا تھا حدیث ۱۱ ایک واقعہ حضرت سلمہ بن اکوع کو پیش آیا کہ جنگ خیبر میں ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضور نے تین مرتبہ دم فرمایا۔ اس وقت تک تو شکایت ہوئی نہیں۔ مشکوٰۃ صہ ۵۳۳۔ حدیث ۱۱ ترمذی شریف میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں بیمار تھا حضور مجھ پر گذرے شدت مرض میں اس وقت میں یہ دعا کر رہا تھا کہ یارب اگر وقت آگیا ہے تو مجھے موت کے ساتھ اس مرض کی تکلیف سے راحت دے اور اگر ابھی زندگی باقی ہے تو تندرستی کے ساتھ زندگانی میں وسعت عطا فرما اور اگر یہ مرض بلا ہے تو صبر عنایت کر حضور نے فرمایا تم کیا کہہ رہے تھے۔ میں نے وہ کلمے دہرا دیئے۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھوکر ماری فرمایا یارب اس کو عافیت عطا فرما یا فرمایا شفا عطا فرما حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد اس مرض کی مجھے کبھی شکایت ہی نہیں ہوئی مشکوٰۃ صہ ۵۶۵۔ وہابی کو ٹیڑھی آنکھ سے شرک ہی نظر آتا ہے۔ یہ حدیثیں انہیں نظر نہ آئیں۔ حدیث ۱۲ بخاری ومسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ حدیبیہ میں پانی نہ رہا لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک چھاگل میں ڈالا تو انگشت ہائے مبارک کے درمیان چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ اور وہ کثرت پانی کی ہوئی کہ ہم سب نے پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ (نے) فرمایا کہ ہم لاکھ ہوتے تو پانی سب کو کفایت کرتا تھے ہم پندرہ سو۔ مشکوٰۃ صہ ۵۳۲۔ یہ ہے مشکل میں دستگیری اور حاجت برآری۔ یہ معجزات ہیں دلیل نبوت ہیں۔ مگر وہابی احادیث میں یہ سب دیکھ کر تصرف کا منکر ہی رہتا ہے۔ حدیث ۱۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ ایک اعرابی حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ اس نے عرض کی اور کون گواہی دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا یہ درخت اور اس کو بلایا وہ درخت زمین چیرتا ہوا حاضر ہوا اور سامنے کھڑا ہو گیا حضور نے اس درخت سے تین مرتبہ شہادت دلوائی اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ حضور کا ارشاد بالکل صحیح ہے۔ پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس گیا۔ مشکوٰۃ صہ ۵۴۱ ملخصاً بلفظہ

اقول — یہ چند احادیث منقول کردہ مولوی نعیم الدین معجزات ہیں۔ اسی طرح سینکڑوں سے زائد معجزات کا ظہور و صدور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا ہے۔ اس پر افتراء پردازی سے یہ کہنا کہ اسی کو تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین جس کا کہیں تقویۃ الایمان میں نام و نشان تک نہیں ہے۔ پھر اپنی بے لگامی سے یہ کہنا کہ تھوک دو اس بے حیا کے منہ پر۔ جواب جاہلاں باشد خموشی کے علاوہ اس کا جواب یوم الجزاء پر چھوڑا جاتا ہے۔ پس جبکہ امور مندرجہ احادیث معجزات ہیں چنانچہ اچھا ہوا خود جناب مؤلف سے بھی گو اپنی بدحواسی میں ہی ہو امر حق کا اقرار تو ہو گیا، کہ یہ معجزات ہیں ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

معجزہ رسول کے اختیار میں نہیں ہوتا

اگر معجزہ کا اظہار تو رسول کے اختیار میں نہیں ہوتا بلکہ وہ حق تعالےٰ کے اختیار و فعل سے بذریعہ نبی کے ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ جن کو خود مولوی نعیم الدین صہ ۱۳۲ میں محی السنہ حضرت امام حجۃ الاسلام رضی اللہ عنہ لکھ چکے اور ان کی احیاء العلوم کو مستند جان چکے۔ آپ احیاء العلوم کتاب المحبۃ والشوق میں فرماتے ہیں

ولیس ذلک باختیار العبد

یعنی وہ نہیں ہے یہ (معجزہ) بندے کے اختیار میں۔

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ تکمیل الایمان صہ ۲ میں فرماتے ہیں۔

ومعجزہ فعل الٰہی است نہ فعل رسول زیرا کہ خرق عادت پروردگار تعالیٰ از بندہ ممکن نباشد۔

یعنی معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے رسول کا فعل نہیں ہے اس لئے کہ خلاف عادت پروردگار تعالیٰ ولیعنی (معجزہ) بندہ سے ہو نہیں سکتا۔

نیز شاہ صاحب موصوف مدارج النبوۃ جلد ۲ صہ ۱۱۶ میں فرماتے ہیں۔

معجزہ فعل نبی نیست بلکہ فعل خدا است کہ بر دست وے اظہار نمودہ بخلاف افعال دیگر کہ کسب ایں از بندہ است و خلق از خدا و در معجزہ کسب نیز از بندہ نیست پس معنی ایں آیۃ اینست کہ ما رمیت اذ رمیت صورۃ ولکن اللہ رمی حقیقۃ

معجزہ فعل نبی کا نہیں ہے بلکہ فعل خدا کا ہے کہ نبی کے ہاتھ پر اظہار کیا گیا بخلاف دوسرے فعلوں کے کہ کسب ان کا بندہ کی طرف سے ہے اور پیدا کرنا ان کا خدا کی طرف سے اور معجزہ میں کسب بھی بندے کی طرف سے نہیں ہے پس معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ نہیں پھینکا تو نے جبکہ تو نے پھینکا صورۃ اور لیکن اللہ نے پھینکا حقیقۃ۔

اور جناب مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ تفسیر فتح العزیز ۵ اطبع ۱۲۸۱ھ صہ ۱۹۱ میں فرماتے ہیں۔

افعال خارقِ عادت خواہ شبیہِ معجزات پیغمبران باشند خواہ از جنس دیگر ہمہ منعقد در قدرتِ الٰہی اند و بارادہ ایجاد او صادر میشوند ہ و در علامات و معجزات ایں شرط نیست کہ موافق فرمائش منکران بیاید یا بحد اضطرار رساند بلکہ ایں معنی در صحت ایمان خلل می کند۔ بتحقیق ما فرستادیم ترا بہ معجزات حقہ و بر وجہ صواب و بانچہ مقتضائے حکمت است و لکن آں اسست کہ ترا قدرت جبر کردن ایشاں بر ایمان ندہیم۔

یعنی ”افعال خارقِ عادت خواہ مشابہ معجزات پیغمبران کے ہوں خواہ اور جنس سے سب اختیارِ قدرت الٰہی میں ہیں اور اسی کے ارادہ اور ایجاد سے صادر ہوتے ہیں“ ”علامات اور معجزات پیغمبروں میں یہ شرط نہیں ہے کہ موافق فرمائش منکروں کے آوے یا لاچاری کی حد کو پہنچا دے یعنی مجبوری کے سبب قبول کرنا پڑے بلکہ یہ امر صحت ایمان میں خلل پیدا کرتا ہے۔ تحقیق ہم نے بھیجا ہے تجھ کو ساتھ معجزات حقہ کے بر وجہ صواب کے اور جو کچھ مقتضائے حکمت کا ہے یہ ہے کہ تجھ کو قدرت جبر کرنے کی ان پر ایمان کے لئے ہم نے نہیں دی ہے۔“

اور خود جناب شاہ صاحب کے خلف الصدق جناب مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان منصب امامت ص۲۳ میں یہی فرماتے ہیں۔

پس بیانش آنکہ حق جل و علا بقدرت کاملہ خود در عالم تکوین تصرفے عجیب و غریب بنا بر تصدیق مقبولے از مقبولان خود می نماید نہ آنکہ قدرت صدور خرق عادت در وایجاد می فرماید و را بہ اظہار آں مامور می نماید حاشا و کلا قدرت تصرف در عالم تکوین از خواص قدرت ربانی ست نہ آثار قوت انسانی اھ

یعنی ”پس بیان اس کا یہ ہے کہ حق جل و علا اپنی قدرت کاملہ سے عالم موجودات میں اپنے مقبولین بارگاہ کی تصدیق کے بارہ میں عجیب و غریب تصرف فرماتا ہے نہ یہ کہ خرق عادت کے صدور کی قدرت اس میں پیدا فرماتا ہے اور اس کو اس کے اظہار کے لئے مامور فرماتا ہے حاشا و کلا ہرگز نہیں عالم ایجاد میں تصرف کی قدرت قدرت ربانی کا خاصہ ہے قوت انسانی کے آثار سے نہیں ہے۔“

نیز مولانا شہید مرحوم ص۶۳ میں فرماتے ہیں۔

سنت اللہ بریں طریق جاری گردید کہ ہرگاہ آفتاب طلوع میکند تمام عالم پر از انوار میشود و روئے زمین از غبار ظلمت پاک میگردد و ہم چنیں از بسکہ اکابر ایشاں ملکی اند و لبشر فلکی وجود با جود ایشاں آفتابے ست کہ بر اوج چرخ ملکوت تابندہ و قمرے ست از جبروت کہ در شب تار ناسوت درخشندہ لا بد ہمراہ نزول ایشاں یک نورے از غیب الغیب بروز میفرماید کہ بسبب اصلاح عالم و انتظام بنی آدم و باعث تقلب ادوار و تغییر اطوار میگردد پس آنچہ از تغیرات و تقلبات مذکورہ در اقطار عالم و اطوار بنی آدم حادث میگردد ہمہ از قدرت کاملہ ایشاں نیست نہ از نتائج طاقت امکانی نہ ایں کہ حق جل و علا ایشاں را قدرت آثار تصرف عالم عطا فرمودہ و کاروبار بنی آدم بایشاں تفویض نمودہ پس ایشاں بامر الٰہی قدرت خود صرف می نمایند و ایں تصرفات گونا گوں و تغیرات بوقلموں در عالم کون بروئے کار می آرند کہ ایں اعتقاد شرک محض ست و کفر بحت ہر کہ بجناب ایشاں ایں عقیدہ قبیحہ داشتہ باشد بے شک مشرک مردود است و کافر مطرود بالجملہ نزول تقدیر الٰہی بنا بر وجاہت کسے یا دعاء کسے از مقبولیں امرے دیگر و صدور تصرفات کونی از ہماں مقبول اگرچہ بامر اللہ باشد امرے دیگر کہ اول عین اسلام ست و ثانی محض کفر اھ

یعنی ”عادت اللہ اس طریق پر جاری ہوئی کہ جس وقت آفتاب طلوع کرتا ہے تمام عالم پر انوار ہو جاتا ہے ایسے ہی مقربان بارگاہ ملکی ہیں اور لبشر فلکی ان کا وجود با جود ایک آفتاب ہے کہ اوج چرخ ملکوت

پر درخشاں ہے اور ایک قمر ہے عالم جبروت کہ شب تار ناسوت میں تاباں ہے لا بد ان کے نزول کے ساتھ ایک نور غیب الغیب سے ظہور فرماتا ہے کہ سبب اصلاح عالم و نظام بنی آدم اور باعث گردش ادوار و تغییر اطوار بن جاتا ہے۔ پس جو کچھ تغیرات اور تقلبات مذکورہ اطراف عالم اور اطوار بنی آدم میں حادث ہوتے ہیں یہ تمام ان کی قدرت کاملہ سے نہیں اور طاقت امکانی کے نتائج سے بھی نہیں اور یہ بات بھی نہیں۔ کہ حق جل و علا نے ان کو تصرف عالم کے آثار کی قدرت عطا فرما کر بنی آدم کے کاروبار ان کو تفویض کئے کہ بامر الٰہی یہ ان امور میں خود قدرت کو صرف کرتے ہیں اور یہ تصرفات گونا گوں اور تغیرات بوقلموں عالم ظہور میں لاتے ہیں اس لئے کہ یہ اعتقاد شرک محض ہے اور کفر بحت جو کوئی ان کی جناب میں ایسا عقیدہ قبیحہ رکھتا ہو بیشک مشرک مردود ہے اور کافر مطرود بالجملہ نزول تقدیر الٰہی کسی مقبول بارگاہ کی وجاہت یا دعاء کی بنا پر امر دیگر ہے۔ اور صدور تصرفات کونی اس مقبول سے اگرچہ بامر اللہ ہو امر دیگر کہ پہلا عین اسلام ہے اور دوسرا محض کفر۔“

اور خود مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی سبحان السبوح الزار محمدی لکھنؤ کے ص۲۳ میں لکھتے ہیں۔

”انسان کو فقط کسب پر ایک گونا اختیار ملا ہے۔ اس کے سارے افعال مولیٰ عز و جل ہی کی پیدا کی قدرت

سے واقع ہوتے ہیں آدمی کی کیا طاقت کہ بے اس کے ارادہ وتکوین کے پلک مار سکے انسان کا صدق کذب کفر ایمان طاعت عصیاں جو کچھ ہے سب اسی تقدیر مقدر جل وعلا نے پیدا کیا ہے اور اسی کی عمیم قدرت عظیم ارادہ سے واقع ہوتا ہے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین

تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار سارے جہان کا ۶ اس کا چاہا ہوا ہمارا نہ ہوا،،

اور فتاوی رضویہ ج ۹ مطبوعہ اہلسنت بریلی کے ص۱۹۰ میں لکھتے ہیں۔

“مسئلہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے اسی کے ارادہ سے ہوتا ہے اس کے ارادہ کے سوا عالم میں کوئی شئے مؤثر حقیقی نہیں نہ آگ جلاتی ہے نہ پانی بجھاتا ہے، بلکہ اسی کے ارادہ سے جلنا بجھنا پیدا ہوتا ہے اس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اسباب بنائے ہیں۔ اور فرمادیا ہے کہ وہ بھی اسی کے ارادہ کا ہر وقت محتاج ہے وہ چاہے تو چیز پانی سے جل جائے آگ سے بجھ جائے آنکھیں سنیں کان دیکھیں وغیرہ ذلک چاہے تو اسباب کو معطل کردے لاکھ سبب موجود ہوں اور مسبب نہ ہوسکے چاہے تو اسباب کو معزول فرمادے کوئی سبب نہ ہو۔ اور مسبب موجود ہوجائے اعلموا ان اللہ علی کل شیء قدیر۔

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ سوم ابوالعلی پریس آگرہ کے ص۲ میں لکھتے ہیں

“اللہ اکبر حاکم حقیقی عزوجل جلالہ پاک ہے اس سے کہ کسی سے توسل کرے وہی اکیلا حاکم اکیلا خالق اکیلا مدبر ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں،،

پس مولوی نعیم الدین نے ان اکابر ائمہ اور اپنے اعلیٰحضرت کے مخالف معجزات کو باختیار وتصرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بتا کر مرادیں حاجات بر لانے مشکل میں دستگیری کرنے کا ثبوت نکالنا چاہا اور اپنی الکلمۃ العلیا ص۱۷ کے الفاظ ذیل میں یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ

“افعال خارقہ کی ایک ایسی صفت عطا فرمائی جیسے ہمیں حرکات ارادیہ کی کہ ہم جب چاہیں حرکات کریں ایسے ہی وہ جب چاہیں افعال خارقہ ظاہر فرمائیں،،

جو سراسر محض باطل ہے حیرت ہے جو فعل حق تعالیٰ کا بندہ سے ہونا محال ہو اس کو بندہ کا فعل اختیاری بتا کر لوگوں کو گمراہ کرتا ہے مشرکین واہل کتاب کا بھی یہی عقیدہ اپنے بزرگوں اور انبیاء علیہم السلام کے حق میں تھا جس کو مسلمانوں میں پھیلایا جا کر اپنے مسلم ائمہ وعلمائے اکابر دین کو منکر حدیث قرار دیا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک

مسئلہ تصرف میں مزید حدیثی مغالطوں کی حقیقت

قولہ ص۱۴۳-۱۴۸ احادیث ۱۴ امام ترمذی نے حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں کس دلیل سے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں فرمایا بایں دلیل کہ میں اس درخت خرما کے اس خوشہ کو بلاتا ہوں وہ میری رسالت کی گواہی دے گا۔ حضور نے اس کو بلایا حضور کی طرف گرا اور رسالت کی گواہی دی۔ پھر حضور نے اس کو واپس ہونے کا حکم دیا۔ وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا یہ دیکھ کر اعرابی اسلام لایا۔ یہ ہیں تصرفات۔ مگر وہابی پر کچھ اثر نہیں وہ احادیث دیکھتا ہے اور منکر کا منکر رہتا ہے۔ حدیث ۱۵ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضور کے ساتھ تھا۔ مکہ مکرمہ میں حضور کسی طرف روانہ ہوئے جو پہاڑ اور جو درخت سامنے آیا اس نے اس طرح سلام عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول اللہ رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص۵۴۰ حدیث ۱۶ سرزمین روم میں حضرت سفینہ لشکر کی راہ بھول گئے جنگل میں لشکر کو تلاش کرتے پھرتے تھے۔ کہ ایک شیر سامنے آگیا تو آپ نے اس سے فرمایا: اے شیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور اس طرح راہ گم کردہ ہوں یہ سنتے ہی شیر خوشامد کرتا سامنے آیا اور آپ کے پہلو میں آکر کھڑا ہوگیا جب کوئی کھٹکا ہوتا اس طرف متوجہ ہوجاتا پھر آپ کے پہلو میں آجاتا اسی طرح شیر آپ کے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ لشکر میں پہنچے پھر شیر واپس گیا۔ مشکوٰۃ ص۵۴۵ تقویۃ الایمان والے دشمن دین نے کیسے کہا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ حدیث ۱۷ مدینہ طیبہ میں قحط شدید ہوا خلق پریشان ہوئی لوگوں نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی آپ نے فرمایا حضور کی قبر مبارک سے منفذ آسمان کی طرف بناؤ کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا تو کثرت بارش ہوئی۔ سبزہ جما اور سیلدار ہوئی کہ اونٹ اس قدر موٹے ہوگئے کہ چربی کی کثرت سے کھالیں پھٹ گئیں اسی وجہ سے اس سال کا نام عام الفتق رکھا گیا۔ حضرت صدیقہ نے یہ نہ فرمایا۔ کہ بندے سے کیا شکایت کرتے ہو بندہ کا کیا اختیار ایسا اعتقاد شرک ہے بلکہ وہابیہ کی ناک کاٹ دی اور قبر مطہر سے حاجت برآری کی تلقین فرمائی اور تقویۃ الایمانی شرک کے پرخچے اڑا دیئے۔ حدیث ۱۸ ترمذی وبیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے ژولیدہ مو غبار آلودہ پرانے کپڑوں میں گذر کرنے والے ایسے ہیں جن کی طرف التفات بھی نہیں کرتے اور لوگ حقارت سے انہیں خیال میں بھی نہیں لاتے مگر بارگاہ الٰہی میں ان کا مرتبہ یہ ہے کہ اگر وہ خدا کے فضل پر اعتماد کرکے قسم کھائیں کہ خدا ایسا کرے گا۔ اور ایسا ہوگا تو خدا تعالیٰ ان کی قسم پوری فرماکر انہیں صادق کر دیتا ہے انہیں میں سے حضرت براء بن مالک ہیں

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مشکوٰۃ ص۵۷۹۔ تقویۃ الایمان والوں سے کہہ دو اس دربار کے غلاموں کے اس قدر اختیارات ہیں وہ بد نصیب سرکار کے اختیار کا انکار کرتا ہے۔ حدیث ۱۹ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے ابدال شام میں رہتے ہیں، یہ چالیس مرد ہیں جب ان میں سے کسی کا وصال ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کا بدل اور قائم مقام فرما دیتا ہے ان ابدال کی برکت سے ابر کو سیرابی دی جاتی ہے اور دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اہل شام سے عذاب دفع کیا جاتا ہے[1] (مشکوٰۃ ص۵۳۸) اب تقویۃ الایمانی شرک کا مزاج پوچھیے روزی کی کشائش فتح و شکست دینا بلا دفع کرنا سب حدیث شریف میں ابدال کے لئے ثابت فرمایا گیا اب وہابی اپنے عقیدہ سے توبہ کر کے تقویۃ الایمان کو آگ میں پھونکیں گے یا معاذ اللہ قرآن و حدیث پر بھی شرک کا حکم جاری کریں گے۔ شیخ کبیر ابو عبداللہ قرشی فرماتے ہیں جب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک کے قریب پہنچا تو آپ نے مجھ سے ملاقات فرمائی میں نے عرض کیا اہل مصر کے لئے دعا فرمائیں آپ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے وہ گرانی رفع فرما دی۔ شیخ ابن عربی نے تصریح فرمائی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کی زیارت آپ کی روح و جسد شریف کے ساتھ ناممکن نہیں ہے کیونکہ آپ اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں ان کی روحیں بعد قبض واپس فرما دی گئیں بحوالہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ۔ تقویۃ الایمان کے اس افترا کا بطلان بھی واضح ہو گیا جو اس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ تقویۃ الایمان ص۹۶ الحمد للہ کہ مسئلہ تصرف کی کما ینبغی تحقیق ہو گئی۔ اور ثابت ہو گیا کہ تقویۃ الایمان کا حکم شرک قرآن پاک و حدیث شریف اور تمام ائمہ کے مخالف اور باطل ہے اھ ملخصاً بلفظہ

اقول۔ علیٰ ہذا یہ چند احادیث و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم بھی منجملہ معجزات و کرامات ہیں جن کے حق ہونے کا عقیدہ اہل توحید و متبعین سنت ہی کا خاصہ ہے کہ معجزات و کرامات حق تعالیٰ کے اختیار و فعل سے بذریعہ انبیاء اور اولیاء بوجہ اظہار حق اور ان کی عزت افزائی کے لئے صادر فرمائے جاتے ہیں ورنہ خود بندہ کا اس میں اختیار و تصرف نہیں ہو سکتا جس طرح اس کی تفصیل گذر چکی۔ پس اس واقعہ قحط باراں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قبر مبارک

(۱) حافظ سخاوی رحمہ اللہ تلمیذ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ طرق عن انس مرفوعاً کلہا ضعیفۃ یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بہت سے طرق سے مروی ہے لیکن وہ سب ضعیف ہیں (المقاصد الحسنۃ) ملا علی قاری حنفی نے موضوعات کبیر میں امام ابن تیمیہ سے ان روایات کا باطل ہونا نقل

کی چھت میں روشندان کھلوا دینا تاکہ باران رحمت کا نزول ہو۔ اور فقہ حنفیہ کی بعض کتابوں میں ایک روایت یہ بھی مذکور ہے کہ قبر کا کھلا رہنا باعث رحمت باری تعالیٰ کا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ جامع الرموز شرح مختصر وقایہ میں منقول ہے

وفی المضمرات عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال صفق الریاح وقطر الامطار علی قبر المؤمن کفارۃ لذنوبہ قہستانی ص۱۷۵

"مضمرات میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہواؤں کا چلنا اور بارش کی بوندوں کا مومن کی قبر پر گرنا باعث کفارہ ذنوب ہے"

اور فتاویٰ برہنہ ص۲۶۱ میں مرقوم ہے۔

فی الحدیث صفق الریاح وقطر الامطار علی قبر المؤمن کفارۃ لذنوبہ۔

یعنی حدیث میں وارد ہے کہ ہواؤں کا چلنا اور بارش کی بوندوں کا قبر مومن پر گرنا باعث کفارہ ذنوب ہے"

اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد میں یہ کرامت واقع ہوئی چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج۴ ص۵۹۵، ص۵۹۶ میں فرماتے ہیں۔

پس شکایت کردند بسوئے عائشہ رضی اللہ عنہا تا دعا کنند وظہور اثر آں کرامت ست مر عائشہ را و در حقیقت معجزہ است مر آنحضرت را و خود کرامات اولیا ہمہ معجزات است مر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔

"پس شکایت کی لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تاکہ دعا کریں اور ظاہر ہونا اس کے اثر کا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کرامت ہے جو در حقیقت معجزہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور خود کرامات اولیا کی تمام تر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہی ہیں"

اور ملا علی قاری مکی رحمہ اللہ شرح فقہ اکبر ص۹۳ میں فرماتے ہیں۔

کان کرامۃ التابع کرامۃ المتبوع

"کرامت تابع معجزات نبوت کے ہوگی"

پس مولوی نعیم الدین کا فریبانہ یہ کہنا کہ حضرت صدیقہ نے یہ نہ فرمایا کہ بندے سے کیا شکایت کرتے ہو بندہ کا کیا اختیار ایسا اعتقاد شرک ہے۔ بلکہ وہابیہ کی ناک کاٹ دی۔ پس اس فریب کی شاہ عبدالحق نے قلعی کھول دی کہ شکایت در بارہ دعا کرانے حق تعالیٰ سے وہ لوگ آئے تھے نہ کہ خود ان سے

(۱) لیکن یہ تو روایت ہی ضعیف اور روایۃً سخت کمزور ہے روایۃً اس لئے کہ اس کی سند میں ایک راوی مختلف فیہ ہیں محمد بن الفضل سعید بن زید اور ثقہ ہے پر جرح ونقد مجارحین کی جرح مفصل یعنی با دلیل ہونے کی وجہ سے مقدم ہے لہٰذا یہ روایت سخت مجروح ہے اور ما قابل حجت ہے تفصیل کے لئے دیکھئے الرد علی البکری ص۲۷، ۲۸ اور صیانۃ الانسان ص، شیخ دحلان ص۲۵۱-۲۵۲ طبع مصر

مینہ طلب کرنے کو جو شرک محض ہے۔ جس طرح مولوی نعیم الدین نے لکھا کر قبر مظہر سے حاجت برآری کی تلقین فرمائی۔ حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمایا۔

من اخبرك ان محمدا صلى الله عليه وسلم راى ربه او كتم شيئا مما امر به او يعلم الخمس التى قال الله تعالى ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث فقد اعظم الفرية رواه الترمذى (مشکوۃ ص۵۰۱)۔

جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا یا کسی حکم پروردگار کو چھپایا یا ان پانچ چیزوں کا علم آپ کو تھا جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور برساتا مینہ کا اور علم پیٹ کے بچے کا اور نہیں جانتا کوئی کیا کریگا کل کو اور نہیں جانتا کوئی کس زمین میں مریگا بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے سو بیشک وہ شخص بڑا جھوٹا بہتان باندھنے والا ہے۔"

پس اسکے مقابلہ میں تو مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیاء ص۱۰۲ میں لکھا کہ یہ بات ہرگز قابل قبول نہیں یہ رائے تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

تف اس بدعقلی پر اس حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تو مبتدعین گور پرستوں سوائے حق تعالےٰ کے دوسروں کو علم غیب جاننے والوں کے ناک کان دونوں کاٹ دیئے۔ اسی طرح صلحاء امت کی دعائیں اور اعمال صالحہ کی برکات حق تعالےٰ خلق میں ظاہر فرماتا ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے۔

عن مصعب بن سعد رضى الله عنه قال راى سعد ان له فضلا على من دونه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هل تنصرون وترزقون الا بضعفائكم رواه البخارى (مشکوۃ ص۴۴۶)

"روایت ہے مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہا خیال کیا سعد نے کہ وہ فضل ہیں دوسروں یعنی غرباء فقراء وغیرہم سے جوان سے کمتر ہیں پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں مدد کئے جاتے تم اور نہیں رزق دیئے جاتے تم مگر اپنے ضعیفوں کی برکت سے۔"

اور خود مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان کی منصب امامت ص۶۳ میں مرقوم ہے۔

قال النبى صلى الله عليه وسلم الابدال يكونون بالشام وهم اربعون رجلا كلما مات رجل ابدل الله مكانه

"فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابدال ہونگے ملک شام میں اور وہ چالیس مرد ہیں جب کوئی ان میں انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بدل دیتا ہے اس کی جگہ

رجلا يسقى بهم الغيث وينصر بهم على الاعداء ويصرف عن اهل الشام بهم العذاب

اور انہیں کی برکت سے مینہ برستا ہے اور دشمنوں پر فتح ہوتی ہے اور شام والوں پر عذاب نہیں آتا ہے"

نیز مولانا شہید مرحوم تقویۃ الایمان ص۲۳ میں فرماتے ہیں۔

"انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں اور اللہ ان کے بتانے میں تاثیر دیتا ہے بہت لوگ اس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہیں۔"

نیز مولانا شہید مرحوم مکتوب بنام سید عبد اللہ بغدادی میں فرماتے ہیں۔

اما قرب الانبياء عند الله تعالى وكمالاتهم وفضائلهم التى لا يصل دون مرادقاتها غيرهم فسلم وهو امر اخر لا دخل له فى الربوبية والالوهية۔ رد شبهة العوام حيث يزعمون ان الانبياء والاولياء يتصرفون فى العالم ويفعلون ما يشاؤن۔ وصلى الله على سيدنا ومطاعنا وشفيعنا محمد ن المصطفى وعلى اله شموس الهدى واصحابه بدور الدجى فقط۔

"لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء کا قرب اور ان کے کمالات اور ان کی فضیلتیں اس رتبہ کو ان کے سوا اور کوئی نہیں پہنچ سکتا یہ تمام امور مسلم ہیں اور یہ دوسری بات ہے جس کو ربوبیت اور خدائی میں کچھ دخل نہیں۔ عوام کا شبہ رد کرنا مقصود ہے جن کا یہ گمان ہے کہ انبیاء اور اولیاء سارے جہان میں تصرف کرتے ہیں جو چاہتے ہیں کر ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار اور ہمارے مخدوم اور ہمارے شفیع محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اولاد پر جو آفتاب ہدایت ہیں اور آپ کے اصحاب جو اندھیری رات کے چاند ہیں اپنی رحمت نازل فرما دے فقط"

پس بعد توضیح کلام مولانا شہید مرحوم دربارہ عظمت و اکرام حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کے ناظرین اہل انصاف پر واضح ہو گیا کہ مولوی نعیم الدین نے اپنی جہالت و سفاہت سے معجزات و کرامات کو باختیار و تصرف انبیاء اور اولیاء حاضر و ناظر جان کے مرادیں طلب کرنے کا عقیدہ تراش کر مولانا شہید مرحوم کیا بلکہ در پردہ تمام اکابر ائمہ دین کو منکر احادیث دشمن دین بدنصیب قرار دیا جو بدتر از رفض اور محض یہودیت ہے۔

علی ہذا الحکایت شیخ ابو عبداللہ قرشی بروقت زیارت قبر[1] حضرت خلیل علیہ السلام کا ملاقات فرمانا اور

[1] حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر ہے کہاں؟ کہیں نہیں! جو ہے تخمینی ہے (تاریخ اسلام حیثیت روایت پکلام ابھی پور گری (رجا ص۲)

حق تعالیٰ سے دعا کرنا اور اس کا اثر ہونا۔ اور شیخ ابن عربی کے قول میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مع الروح والجسد کا ناممکن نہ ہونا۔ کہ ایک وقت میں بہت سے لوگ دیکھیں (منقول ابن حجر مکی)

پس یہ اولیاء کرام کا بوجہ تزکیہ نفس و تصفیہ باطن کے[1] بحالت استغراق و کشف بطور خرق عادت کرامات کے مشاہدہ مع الروح ہے نہ مع الجسد حقیقی چنانچہ واقعہ[2] معراج بیت المقدس میں ارواح انبیاء کا جمع ہونا فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۵ صفحہ ۱۵۲ میں روایت ہے۔

وفی حدیث ابی ھریرۃ عند البزار والحاکم انہ صلی فی بیت المقدس مع الملٰئکۃ وانہ اتی ھناک بارواح الانبیاء۔

"حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں فرشتوں کے ہمراہ مع ارواح انبیاء کے نماز پڑھی"

اور خود مولوی نعیم الدین کے بڑے دعوی کی مستند مسلمہ کتاب انوار ساطعہ جس کی توصیف ہر رسالہ سواد اعظم میں لکھا کرتے ہیں صفحہ ۳۰۰ میں فتاویٰ سراجیہ سے نقل کیا ہے۔ امامۃ النبی علیہ السلام لیلۃ المعراج لارواح الانبیاء علیہم السلام ثابت ہوا کہ سب پیغمبران کی روحیں اپنے اپنے مقامات سمٹ کر بیت المقدس میں حاضر ہو گئیں۔ اب یہ ارواح انبیاء آسمانوں پر ملیں انتہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۳ صفحہ ۲۰ میں فرماتے ہیں

ومراد آنحضرت ازاں کہ فرمود مرا دیدہ آنست کہ جسم مرا دید و بدن مرا دید بلکہ مثالی دید و امام حجۃ الاسلام محمد غزالی در کتاب المنقذ من الضلال گفتہ کہ ارباب قلوب مشاہدہ میکنند در یقظہ ملائکہ را وارواح انبیاء را و مے شنوند ازایشاں اصوات و کلمات"

"مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے کہ فرمایا مجھ کو دیکھا یعنی جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو مجھ ہی کو دیکھا یہ نہیں ہے کہ میرے جسم کو دیکھا اور میرے بدن کو دیکھا بلکہ مثالی طور پر دیکھنا ہے اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی نے فرمایا ہے کہ ارباب قلوب مشاہدہ کرتے ہیں جاگتے میں ملائکہ اور ارواح انبیاء کا اور سنتے ہیں ان سے آواز اور کلمات کو"

مگر یہ احوال اولیاء کرام نہ ہر کسی کے حق میں دلیل ہو سکتے ہیں اور نہ یہ حجۃ شرعیہ ہوتے ہیں کہ اس پر مدار احکام دینی ہو سکے کہ ارواح کو حاضر و ناظر قدرت و تصرف کا عقیدہ کر کے ان سے مرادات طلب کی جاویں کہ یہ بحکم نصوص قطعیات و احادیث کے شرک ثابت ہو چکا ہے۔ پس جبکہ معجزات انبیاء علیہم السلام اور کرامات اولیاء

[1] یہ بھی اگر حسن ظنی سے کام لیا جائے ورنہ زیادہ احتمال لغو و حقیقت میں قوت خیالی کی کارفرمائی کا ہے۔ بلکہ لیبا اوقات شیطانی اور [illegible] تخیل کی کارستانی ہوتی ہے کہ بزرگوں اور اولیاء کرام کی صورت دکھاتے ہیں [illegible] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح نے الوسیلہ اور الفرقان بین اولیاء الشیطان و اولیاء الرحمن میں دلائل و شواہد سے اس کی وضاحت کی ہے (ابو سعید)
[2] یہ معجزہ معراج جسدی کا ایک حصہ ہے۔ جو [illegible]

کرام خود ان کے قبضہ قدرت و تصرف میں نہیں ہیں۔ تو پھر یہ کشف اور مشاہدات کیونکر ان کے قبضہ میں ہو سکتے ہیں۔ مولوی نعیم الدین کا دلائل شرعیہ سے عاجز ہو کر بزرگوں کے مکاشفات و مشاہدات پر تار عنکبوت پکڑنے کا وقت آ گیا جو محض باطل ہے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر   گرچہ ماند از نوشتن شیر و شیر

چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۱ صفحہ ۱۵۸ میں فرماتے ہیں۔

فرقہائے بسیار در چیزہائے دیگر از راہ غفلت بائے او تعالیٰ شرکا مقرر کردہ اند چوں نیک تامل کنند شرکت آں چیزہائے منجر باعتقاد شرکت دریں صفت چہار گانہ میگردد پس در حقیقت اعتقاد شرک مناقض و منافی اعتقاد توحید دریں چہار صفت است کہ آنرا عند التفتیش والتحقیق ہر کسے مسلم مے دارد پس مشرکین خود بزبان خود ملزم میشوند و تفصیل انواع شرک کہ در عالم واقع است ایں است "اور چہارم پیر پرستان گویند چوں مرد بزرگے کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعت عند اللہ شدہ بود ازیں جہاں میگذرد روح او قوتے عظیم و وسعتے بس فخیم بہم میرسد ہر کہ صورت او را برزخ سازد یا در مکان نشست و برخاست او یا بر گور او سجود و تذلل تمام نماید روح او بسبب وسعت و اطلاق براں مطلع شود و در دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید"

"بکثرت فرقوں نے اور چیزوں میں از راہ غفلت اللہ تعالیٰ کے لئے شریک مقرر کئے ہیں تامل کرنے سے ان چیزوں میں شرکت سے ان چار صفتوں میں بھی اعتقاد شرکت کا آ جاتا ہے پس درحقیقت اعتقاد شرک مناقض اور منافی اعتقاد توحید ان چار صفتوں میں ہے کہ اس کو تفتیش و تحقیق کرنے سے ہر شخص مسلم رکھتا ہے پس مشرکین خود اپنی زبان سے آپ ملزم ہوں گے اور تفصیل انواع شرک کی جو عالم میں واقع ہے یہ ہے "اور چہارم فرقہ پیر پرستوں کا کہتے ہیں کہ جو کوئی بزرگ بسبب کمال ریاضت اور مجاہدہ کے مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعت عند اللہ ہوا تھا اس جہاں سے گزرتا ہے اس کی روح کو قوت عظیم اور وسعت نہایت درجہ کی پہونچتی ہے جو کوئی اس کی صورت کو برزخ کرے یا اس کی نشست و برخاست کی جگہ یا اس کی قبر پر سجدہ و تذلل کرے اس کی روح بسبب وسعت اور اطلاق کے اس کے اوپر مطلع ہوتی ہے اور دنیا اور آخرت میں اس کے حق میں شفاعت کرے"

اور جناب واصل الی اللہ حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رح منجملہ ارشد خلفاء حضرت مرزا مظہر جان جاناں رح جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات میں مستند جانتے ہیں

آپ ارشاد الطالبین ص۲۳-۲۴ میں فرماتے ہیں :-

اگر فیض بعد موت بہمان قسم باشد کہ در حیات باشد پس تمام اہل مدینہ از عصر پیغمبر خدا تا ایں وقت برابر اصحاب باشند و نیز ہیچ کس محتاج صحبت اولیاء نباشد چگونہ فیض مردہ مثل زندہ باشد کہ در مفیض و مستفیض مناسبت شرط است و آن بعد وفات مفقود - ولہذا بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از قبر شریف فیض نمے تواند رسید لعدم المناسبۃ الصوریۃ پس واسطہ دیگرے باید نائب پیغمبر و وارث او و قال علیہ السلام العلماء ورثۃ الانبیاء علماء ظاہر و باطن وارثان پیغمبران اند ۔

"اگر فیض بعد موت کے اسی قسم کا ہووے کہ جو حیات میں ہوئے پس تمام اہل مدینہ زمانہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت تک برابر سب صحابی ہو دیں گے اور پھر کوئی شخص محتاج صحبت اولیاء کا نہ ہوگا کیونکہ فیض مردہ کا مثل زندہ کے ہوگا کہ مفیض اور مستفیض میں مناسبت شرط ہے اور وہ بعد وفات کے مفقود" لہذا بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر شریف سے فیض نہیں پہنچتا بوجہ عدم مناسبت صوری کے پس دوسرا واسطہ نائب پیغمبر اور آپ کے وارثوں کا چاہیئے اور فرمایا نبی علیہ السلام نے علماء ظاہر اور باطنی وارثان پیغمبروں کے ہیں"

پس اگر نبی اور ولی سے بعد انتقال کے دعاء و توسل کی شرعاً اجازت ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے عظیم القدر خلیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا توسل چھوڑ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا توسل جم غفیر حضرات اکابر صحابہ کے روبرو طلب باراں میں حق تعالیٰ سے نہ کرتے جیسا کہ صحیح بخاری اصح الکتب سے صراحۃً متفق علیہ قطعی الدلالۃ گذر چکا ہے جس کے سامنے ہر گز کسی امتی کا قول و فعل قابل عمل و لائق قبول نہیں ہو سکتا - چہ جائیکہ ان کو حاضر و ناظر متصرف جان کر ندائیں مرادیں طلب کرنا اور حیات دنیا کے تصرفات و اختیارات اور معجزہ و کرامات کشف و مشاہدات اولیاء کو اپنے شرکیات کے جائز ہونے کی دلیل قرار دینا کسی متدین اہل توحید متبع سنت کا ہرگز شیوہ نہیں ہو سکتا - بجز اس کے کہ محض طالب دنیا اس طرح کا دھندہ کرے جس طرح مولوی نعیم الدین نے اتنی سرگرمی سے اس پر جان اڑائی ہے باقی رہا مسئلہ "مر کر مٹی میں ملنے کا" سو مؤلف نے ص۲۵۱ پر مکرر اس کو لکھا ہے وہیں انشاء اللہ العزیز مفصل جواب دندان شکن دیا جائے گا - جو ناظرین اہل انصاف کے لئے تسلی بخش ہوگا -

الحمد للہ علی احسانہ کہ مسئلہ تصرف اختیار و قدرت کی مفصل حقیقت - بتصریح آیات و احادیث اور اکابر ائمہ تفاسیر و محدثین اور فقہاء و ائمہ صوفیاء رحمہم اللہ سے واضح ہو کر تمام اباطیل مولوی نعیم الدین تسیاً منسیاً ہو چکے جس سے تقویۃ الایمان کے توحیدی احکام بے غبار منور و درخشاں ہو گئے والحمد للہ علی ذالک حمداً کثیراً

عبادت میں شرک کی بحث

قولہ ص۱۴۹-۱۵۲ صاحب تقویۃ الایمان نے اپنے شرکیات کا تیسرا حصہ اشراک فی العبادت کے نام سے موسوم کیا ہے اس میں لکھتے ہیں تیسری بات یہ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں - جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا - اور اس کے نام پر مال خرچ کرنا اور اس کے نام کا روزہ اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اور راستہ میں اس مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے جا کر طواف کرنا اور اس گھر کی طرف سجدہ کرنا اور اس کی طرف جانور لے جانے اور وہاں منتیں ماننی اس پر غلاف ڈالنا اور اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین و دنیا کی مرادیں مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا اور اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی اور اس کے گرد روشنی کرنی اور اس کا مجاور بن کر اس کی خدمت میں مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی اور روشنی کرنی اور فرش بچھانا - پانی پلانا وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا اور اس کے کوئیں کو تبرک سمجھ کر پینا - بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے لے جانا رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا درخت کاٹنا گھاس نہ اکھاڑنا مویشی نہ چگانا - یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو کسی کے تبرک یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے ان کی قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جھلے اس پر شامیانہ کھڑا کرے چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھ کر التجا کرے مراد مانگے مجاور بن کے بیٹھ رہے وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے - اس کو شرک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی پھر خواہ یوں سمجھے کہ

یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے تقویۃ الایمان ص۱۱۔۱۲

اس تمام یاوا گوئی کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ تعظیم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے غیر کی تعظیم شرک۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبولان بارگاہ کی تعظیم کا حکم فرمایا ہے۔ اور بکثرت آیات و احادیث اس پر ناطق ہیں۔ عبادات بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ غیر کی عبادت پرستش یقیناً شرک ہے لا تعبدوا الا ایاہ یہی ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ مگر صاحب تقویۃ الایمان کا یہ مطلب نہیں اس کی عبارت میں بڑا فریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہجرت کرنا عبادت ہے۔ اگر حصول مال یا زوج کی نیت سے ہو تو عبادت نہیں۔ مسجد میں اپنے آپ کو روکنا اعتکاف عبادت ہے۔ اگر اپنی کسی غرض دنیوی کے لئے مسجد میں پابندی سے رہا تو عبادت نہ ہوگا۔ مگر شرک بھی لازم نہ آئیگا نماز کے افعال سجدہ رکوع ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا تو صاحب تقویۃ الایمان نے ذکر کیا مگر ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا جیسا قومہ میں یا بیٹھنا جیسا بین السجدتین اور تشہد میں یہ بھی افعال نماز ہیں جس طرح سجدہ و رکوع و قیام نماز میں فرض ہیں اسی طرح قعدہ اخیرہ فرض ہے یہ افعال عبادۃ غیر خدا کے لئے کرنا شرک اور اگر جہت عبادت پر نہ ہوں تو لزوم شرک کا حکم باطل ورنہ ہر شخص مشرک ہو جائے۔ اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا تو شرک ہو جائے اور ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا اور بیٹھنا شرک نہ ہو جیسے وہ عبادت ایسے ہی یہ عبادت حضرت جبریل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے زانوؤں پر ہاتھ رکھ کر بہیئت نماز بیٹھے کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ شرک ہوا۔ اگر صاحب تقویۃ الایمان مسئلہ صحیح لکھتا کہ یہ افعال بوجہ عبادت شرک ہیں اگر دوسری جہت سے کئے جائیں تو شرک نہیں تو اس کا مدعا حاصل نہ ہوتا مقبولان بارگاہ حق کی تعظیم جس کا وہ دشمن ہے اس کو کس طرح روکتا وہ جانتا تھا کہ دنیا کے پردہ پر کوئی مسلمان کسی بزرگ کے روبرو بہ قصد عبادت ہاتھ باندھ کر کھڑا نہیں ہوتا پھر بوجہ عبادت کی قید لگاتا تو مسلمانوں کو مشرک کس طرح ٹھہراتا دست بستہ بہیئت نماز کھڑا ہونا ص۱۱ میں فاتحہ کے لئے نماز کی طرح بیٹھنا خود صاحب تقویۃ الایمان نے صراط مستقیم میں لکھا ہے جو ہم ص۱۰۹ میں نقل کر چکے ہیں اس سے وہ اپنے اس حکم سے خود مشرک ہو گیا۔ سجدہ و طواف کا حکم ص۱۰۴، ص۱۰۵ میں اور سجدہ کی قسمیں ص۱۰۷ میں بیان کر آئے ہیں الملخصاً بلفظہ۔

اقول۔ بیشک جو امور عبادۃ و تعظیماً حق تعالیٰ کے لئے فرمائے جاتے ہیں جس طرح بعض امور کا ذکر تقویۃ الایمان کے انواع شرک میں واقع ہوا۔ مثلاً سجدہ۔ رکوع۔ دست بستہ قیام روزہ طواف خانہ کعبہ۔ نذر و منت مرادیں وغیرہم جن کا بیان بطور حصر کے نہیں ہے بلکہ ہر وہ شئے جو حق تعالیٰ کی عبادت کے مقابلہ میں کسی دوسرے کے لئے عمل میں لائی جاویگی شرک ہوگی۔ جس طرح قبر پرستوں تعزیہ پرستوں وغیرہم کا نفع و ضرر کی توقع پر عمل در آمد ہے اسی لئے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لَا تَعْبُدُوا اِلَّا اِیَّاہُ
یعنی عبادت نہ کرو اللہ کے سوا کسی کی "

اور سورہ حٰم سجدہ میں فرمایا۔

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ
یعنی مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو۔ اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو بنایا اگر تم اسی کو پوجتے ہو "

اور مثلاً سورہ حج میں فرمایا

وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَھُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ
یعنی اور پوری کریں منتیں اپنی اور طواف کریں اس قدیم گھر کا "

اور حدیث میں وارد ہے۔

الطواف حول البیت مثل الصلوٰۃ مشکوٰۃ ص۲۲۴ یعنی طواف خانہ کعبہ مثل نماز کے ہے "

اور خود مولوی نعیم الدین کے قلم سے بھی نکل گیا کہ غیر کی عبادت یقیناً شرک ہے۔ مگر دل میں شرک کا چور گھسا ہوا ہے چنانچہ اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۱۸ میں اللھم جعل صلوٰتک و رحمتک علی سعد کا ترجمہ بجائے یا اللہ کے یا رسول اللہ آل سعد پر مغفرت اور رحمت فرما، کیا گیا تاکہ جہلاء شرک میں مبتلا ہوں۔ پس بعض امور عبادت میں معین و مخصوص مہتم بالشان ہیں بعض نیت پر موقوف ہیں چنانچہ کبیری شرح منیۃ المصلی ص۲۶۳ میں مرقوم ہے

لو سجد لغیر اللہ یکفر بخلاف القیام
یعنی اگر غیر اللہ کو سجدہ کرے تو کافر ہو جاویگا بخلاف قیام کے "

اور رد المحتار فقہ حنفیہ ج ۵ ص۲۴۸ میں مرقوم ہے۔

وفی الظھیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقاً
یعنی ظہیریہ میں ہے کہ کفر کیا جاویگا سجدہ کے ساتھ مطلقاً "

اور دربارہ قعدہ اخیرہ نماز کے کبیری شرح منیۃ المصلی ص۲۵۸ میں مرقوم ہے واما القعدۃ فلا نص فیہا اور ص۲۸۷ میں مرقوم ہے وقد تقدم انہ غیر منصوص عنہ یعنی "لیکن قعدہ کے لئے نص یعنی دلیل صریح نہیں ہے"، پس قیام بصورت دست بستہ خاص کر عبادت ہے نہ کہ کھڑا ہونا بیٹھنا مطلقاً عبادت اس میں اور اس میں فرق بین ہے مولوی نعیم الدین کا ان میں فرق نہ جاننا فقہ سے بھی ناواقفیت کی کھلی دلیل ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز جلد ا ص۱۶۷ میں اس کی پوری تشریح فرماتے ہیں۔

بارواح انبیاء و اولیاء و عباد و رہابین و احبار و علماء از روئے ملاحظہ علاقہ بندگی خدا و محبوبیت او بالاستقلال در محبت برابر خدا می سازند و نذور و قرابین بنام آنہا می دہند و احکام ایشان را بے تامل در ماخذ آنہا برابر وحی ناطق مے شمارند بلکہ بعضے از ایشان با صور و ہیاکل و قبور و معابد و مسکن و مجالس آنہا افعالے کہ در مسجد و کعبہ برائے خدا باید کرد بعمل مے آرند مانند سر بر زمین نہادن و گرد اگرد گشتن و دست بستہ بصورت استقبال قبلہ در نماز استادن حالانکہ این محبت ایشان مقتضائے ایمان بخدا و برائے خدا نیست تا نزد خدا مفید افتد و در رضامندی او بکار آید زیرا کہ این محبت از حد محبت مخلوق در گذشتہ است و در ایمان لازم است کہ در محبت مخلوق و خالق فرق کردہ شود۔

"وہ ساتھ ارواح انبیاء و اولیاء، عابدین و زاہدین درویشاں اور علماء کو بلا ملاحظہ علاقہ بندگی خدا کے اور ان کی محبوبیت کے بالاستقلال خدا کی محبت کے برابر کرتے ہیں اور نذریں و قربانیاں ان کے نام کی کرتے ہیں اور ان کے احکام کو بے تامل وحی ناطق آلہی کے برابر شمار کرتے ہیں بلکہ بعض ان میں سے صورتوں اور شکلوں کے ساتھ اور قبروں اور معابد و مساکن کے ساتھ وہ افعال کرتے ہیں جو خدا کے لئے مسجد اور خانہ کعبہ میں کرنے چاہئیں۔ مثلاً زمین پر سر رکھنا اور گرد اگرد پھرنا اور دست بستہ بصورت استقبال قبلہ نماز میں کھڑا ہونا حالانکہ یہ محبت ان کی مقتضائے ایمان اور خدا کے واسطے نہیں ہے۔ کہ وہ خدا کے نزدیک مفید ہو۔ اور اس کی رضامندی میں کام آوے اس واسطے کہ یہ محبت حد محبت مخلوق سے گزر گئی اور ایمان میں لازم ہے کہ محبت مخلوق اور خالق میں فرق کیا جاوے"۔

اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رح مکتوب ج ۳ ص۶۸ میں فرماتے ہیں۔

ہر چند در ہیچ عبادت شرکت او تعالیٰ جائز نیست اما تخصیص صوم برائے اہتمام این عبادت و تاکید نفی شریک در آن عبادت کردہ است۔

"یعنی ہر چند کہ کسی عبادت میں شرکت حق تعالیٰ کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ لیکن تخصیص روزہ کے واسطے اہتمام اس عبادت کی غرض سے ہے اور تاکید نفی شریک کی اس عبادت کے لئے کرنا ہے"۔

پس صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کا کلام صریح آیات و احادیث مع تائیدات ائمہ علماء کرام کے واضح ہوا کہ بلاریب جہلاء و قبر پرستوں کے اعمال شرک میں داخل ہیں۔ جن کی حمایت بطمع دنیوی مؤلف کو دامن گیر ہے۔ اور بس۔ مزید تشریحات و تحقیقات سجدہ و قیام دست بستہ و ذبح غیر اللہ وغیرہم گذشتہ صفحات میں مفصل آچکی ہے ناظرین اہل انصاف ملاحظہ فرمالیں۔

قولہ ص۱۵۳-۱۵۴ صاحب تقویۃ الایمان سجدہ کو مطلقاً شرک کہتا ہے اور ستم اس نے یہ کیا ہے کہ شرک ان کو پچھلی شریعتوں میں اس کے ثبوت کا قائل ہوا۔ گویا اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم دیا اور انبیاء نے شرک کیا معاذ اللہ اس کا یہ ملعون کفر تقویۃ الایمان کے ص۱۴ میں ملاحظہ کیجئے۔ جو کوئی یہ بات کہے کہ اگلے دینوں میں کسی کسی مخلوق کو بھی سجدہ کرتے تھے۔ جیسے فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو ہم بھی اگر کسی بزرگ کو کرلیں تو کچھ مضائقہ نہیں سو یہ بات غلط ہے آدم کے وقت کے لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کر لیتے تھے چاہئے لوگ ایسی ایسی حجتیں لانے والے اپنی بہنوں سے نکاح کرلیں۔ طرز گفتگو تو دیکھئے کتنا شریفانہ ہے۔ خیر یہ تو ان کی تہذیب ہے میں کہتا ہوں ہماری شریعتوں میں جائز نہ ہونا اور بات ہے۔ یقیناً ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہی سمجھ کر سجدہ کیا تھا کہ ہماری اس طرح کی تعظیم سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے تو اسمٰعیل کے حکم سے یہ ان کا شرک ہوا معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم کیا۔ لعنت ہے اس عقیدہ ناپاک پر یہ ہے اسمٰعیل شرک کی حقیقت جس کی وہابیہ نے پکار مچا رکھی ہے۔ اسمٰعیل صاحب نے اس سلسلہ شرکیات میں کسی کے نام پر مال خرچ کرنا اور کسی کے نام کا روزہ رکھنا بھی شمار کیا ہے۔ دنیا میں ایسا تو کوئی مسلمان نہیں جو اتفاق یا روزے سے غیر خدا کی عبادت کا قصد کرتا ہو۔ البتہ اموات کے ایصال ثواب کے لئے مال بھی خرچ کرتے ہیں روزہ بھی رکھتے ہیں اور اس میں ان اموات کے نام بھی لیتے ہیں جیسے گیارہویں۔ اور شاہ عبدالحق کا تو شہ ان بزرگوں کے نام لینے سے یہ مقصود ہے کہ اس عمل خیر کا ثواب ان کی ارواح کو پہنچایا جائے۔ حدیث سے ثابت ہے انہیں اسمٰعیل

صاحب کی صراط مستقیم کے حوالے سے ص۹۷ میں نقل ہو چکیں۔ پھر اسی کو شرک بتانا خود اپنے اوپر شرک کا حکم کرنا ہے۔ اس کے بعد تقویۃ الایمان میں کسی کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا شرک بتایا ہے۔ شرک کے یہ تمام احکام امام الوہابیہ کے طبعزاد ہیں شریعت نے ان میں کسی کو شرک نہ فرمایا۔ اب مرید پیر کے گھر جائے تو شرک طالب علم استاد کے مکان پر جائے تو شرک محدثین نے تو ایک ایک حدیث کے لئے اپنے اساتذہ کے مکانوں کی طرف بڑے بڑے سفر کئے ہیں۔ خود صحابہ نے ایسے سفر فرمائے ہیں۔ اس بے دین کے شرک سے کوئی نہ بچے گا۔ دنیوی ضرورتوں کے لئے احباب سے ملنے اعزہ واقارب کی زیارت کرنے شادیوں میں شریک ہونے تعزیت کرنے کے لئے لوگ رات دن دور دور کے سفر کرتے ہیں۔ شریعت نے یہ سب سفر جائز فرمائے مگر تقویۃ الایمان کے حکم سے ساری دنیا مشرک تمام سفر شرک۔ نجدی کا بیٹا تو لندن ہو آیا۔ نصاریٰ کے گھر کے قصد سے اس نے سفر کیا یہ کتنا ڈبل شرک ہوا اھ ملخصاً بلفظہ۔

اقول سجدہ آدم علیہ السلام کی بحث و تحقیق کما حقہ مدلل و مفصل گزر چکی۔ در حقیقت سجدہ آدم کو نہ تھا۔ بلکہ آدم کو قبلہ قرار دے کر حق تعالیٰ کو سجدہ تھا چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز ج ص۱۸۷ میں فرماتے ہیں۔

یعنی سجدہ کنید بسوئے آدم باین طریق	"سجدہ کرو آدم علیہ السلام کی طرف اس طرح سے
کہ او را قبلہ سجود گردانید تا دلیل باشد	کہ ان کو قبلہ سجود گردانو تا دلیل تمہاری اطاعت پر
بر اطاعت شما احکام مرا۔	ہمارے احکام کی ہووے۔"

نیز مولوی نعیم الدین کے مستند اعلیٰ مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ چہارم حسنی پریس بریلی شکریہ کے ص۷ میں مرقوم ہے۔

"آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام قبلہ تھے جیسے کعبہ قبلہ ہے اور سجدہ اللہ کو"

اور خود مولوی نعیم الدین نے ص۲۱ میں بحوالہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ کہ

"یہود و نصاریٰ اپنے عالموں بزرگوں کو جو سجدہ کرتے تھے اور اس کو انبیاء علیہم السلام کی تحیۃ جانتے تھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے اپنے انبیاء پر جھوٹ بولا"

اور مولوی نعیم الدین نے ص۳۰ کے حاشیہ پر تفسیر فتح العزیز سے سنداً لکھا ہے کہ

"تکریم و تحیۃ کے طور پر مانند سلام اور جھکنے کے تھا"

نیز مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۵۹ میں لکھا کہ

"اگر کسی فعل کو کوئی مسلمان کرے اور وہ فعل شارع نے کفار کے ساتھ مختص اور اس کو کفر اور شرک کی علامت قرار دیا ہو۔ جیسے زنار یعنی جنیو پہننا اور بت کو سجدہ کرنا تو مسلمان بالاختیار ایسے فعل کرنے سے اسلام سے خارج ہوتا ہے اگرچہ احکام شرع مانے اور ان پر عمل بھی کرے چنانچہ شرح عقائد نسفی میں موجود ہے"

پس جبکہ خود مولوی نعیم الدین دروغ گورا حافظہ نباشد۔ سجدہ لغیر اللہ کو مسلمانوں کے حق میں باوجود احکام شرع ماننے اور اس پر عمل کرنے کے اسلام سے خارج کر چکے تو پھر اب کیا آنا کانی ہے۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک سجدہ صنم یعنی مورت اور سجدہ وثن یعنی بے مورت قبر وغیرہ میں کوئی فرق ہے۔ جو آدم پر قیاس باطل کر کے قبروں پر سجدہ کا حکم نکالا جاتا ہے جس کی نسبت شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر ص۲۱۶ میں فرماتے ہیں۔

پس ایں استدلال صحیح نیست۔ واز	یعنی "یہ استدلال صحیح نہیں ہے اور اسی مقام
ہمیں جا معلوم شد کہ سجود لغیر اللہ را	سے معلوم ہوا۔ کہ سجدہ لغیر اللہ کو علامت کفر
علامت کفر ساختہ اند اھ	قرار دیا گیا ہے"

اسی وجہ سے مولانا شہید مرحوم نے مولوی نعیم الدین جیسے مجتہی لا امتی کے قیاس باطل کہ جیسے حضرت آدم کو کیا تو ہم بھی اگر کسی بزرگ کو کرلیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جواب دیا کہ یہ بات غلط ہے آدم کے وقت کے لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کر لیتے تھے۔ ایسی حجتیں لانے والے اپنی بہنوں سے نکاح کر لیں۔ در حقیقت نہایت موزوں الزامی جواب ہے کیا بہنوں کے ساتھ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نکاح کو حلال جاننا کفر نہ ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی طرف سجدہ کا حکم خود خوشنودی باری تعالیٰ تھا اس شریعت میں باعث غضب اور شرک و کفر ہے۔ مولوی نعیم الدین کی طرز گفتگو تو دیکھئے کتنی جاہلانہ ہے کہ ہماری شریعتوں میں جائز نہ ہونا اور بات ہے۔ معلوم ہوا مولوی نعیم الدین کی کئی شریعتیں ہیں۔ جبھی تو گور پرستوں کے لئے نئی شریعت گھڑ کر شریعت طاہرہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ اور آیات واحادیث اور ائمہ کرام کی تکذیب کی جاتی ہے افسوس ہے۔ اس عقیدہ باطلہ پر۔

علیٰ ہذا کسی کے نام پر مال خرچ کرنا روزہ رکھنا جس طرح گیارہویں۔ توشہ۔ نذر و منت ملاوغیرہ دفع ضرر کی توقع پر جیسا کہ کرتے ہیں۔ اسی کو ص۹۹ میں مولوی نعیم الدین چڑھا دیتے ہیں جس کو آیات واحادیث، اور کلام ائمہ دین۔ فقہاء، محدثین خصوصاً مولوی نعیم الدین کے مسلمہ بریلویان کفر و

شرک، واہیات وخرافات جاہلانہ حماقات وبطالات، باعث زوال ایمان بتاتے ہیں۔ دیکھو تفصیل اور جہاں اس کی دی گئی ہے۔ جس کو مغالطہ سے ایصال ثواب بتا کر لوگوں کو شرک میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

حصول فیض کے لئے کسی قبر کے سفر کا مبحث

علی ہذا القرب غیر اللہ کے قصد سے نذر و منت چڑھانے کو یا کسی قبر کی کوئی تقریب خصوصیت سمجھتے ہوئے مشقتیں اٹھا کر اس کی زیارت کے لئے دور و دراز کا سفر کرنا جس طرح بحکم حق تعالیٰ بیت اللہ کا سفر عبادۃً وتقرباً حصول برکت کے لئے کیا جاتا ہے تو بیشک ممنوع اور مظنہ شرک ہے۔ احادیث صحیحہ متعددہ اس باب میں وارد ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری پارہ پانچ صـ۱۲۱ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور پارہ ۷ صـ۲۲ اور پارہ ۸ صـ۱۱۳ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد المسجد الحرام ومسجد الرسول ومسجد الاقصی۔

یعنی "نہ باندھے جاویں کجاوے اونٹ پر یعنی سفر کے لئے سوائے تین مساجد کے مسجد خانہ کعبہ اور مسجد نبوی مدینہ طیبہ اور مسجد اقصےٰ بیت المقدس کیلئے"

اور موطا امام مالک ؒ صـ۹۹ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال لقیت بصرة بن ابی بصرة الغفاری رضی الله عنه فقال من این اقبلت فقلت من الطور فقال لو ادرکتك قبل ان تخرج الیه ما خرجت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا تعمل المطی الا الی ثلثة مساجد الی المسجد الحرام والی مسجدی هذا والی مسجد ایلیا او بیت المقدس یشك اه

"کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی میں نے بصرہ بن ابی بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے تو کہا انہوں نے مجھ سے کہاں سے آئے تم تو کہا میں نے کوہ طور سے تو کہا انہوں نے اگر ملتا میں تم سے پہلے اس سے کہ تم کوہ طور کو جاؤ تو نہ جاتے تم طرف کوہ طور کے یعنی میں تم کو روک دیتا کہ تم وہاں جاتے۔ سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ کام میں لائی جاوے سواری یعنی سفر نہ کیا جاوے مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد کعبہ کی طرف اور میری مسجد کی طرف اور مسجد ایلیا یا فرمایا بیت المقدس کی طرف اور دونوں ایک ہی ہیں"

فتح الباری شرح صحیح بخاری مسلمہ مولوی نعیم الدین میں مرقوم ہے۔

فقال الشیخ ابو محمد الجوینی یحرم شد الرحال الی غیرها عملا بظاهر هذا الحدیث واشار القاضی حسین الی اختیاره وبه قال عیاض وطائفة ویدل علیه ما رواه اصحاب السنن من انکار بصرة الغفاری علی ابی هریرة خروجه الی الطور واستدل بهذا الحدیث فدل علی انه یری حمل الحدیث علی عمومه ووافقه ابو هریرة۔

"کہا شیخ ابو محمد جوینی نے حرام ہے جانا سوا تین جگہوں کے بوجہ عمل کرنے ظاہر اس حدیث کے اور اشارہ کیا قاضی حسین نے اس کے پسند کرنے کی طرف اور یہی کہا قاضی عیاض نے اور ایک جماعت نے اور دلالت کرتی ہے اس پر وہ روایت جس کو اصحاب سنن نے ذکر کیا کہ بصرہ غفاری پر انکار کیا ابوہریرہؓ نے کوہ طور پر جانے کے بارے میں اور استدلال کیا اس حدیث سے جو دلالت کرتا ہے اس پر کہ انہوں نے شامل کیا حدیث کو اس کے عموم پر اور موافقت کی ان کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے"

اور جناب مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ مستند مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور مسلمہ مولوی نعیم الدین) مصفّٰے شرح موطا صـ۹ میں فرماتے ہیں۔

مترجم گوید تحقیق درینجا آنست کہ در جاہلیت سفر میکردند بمواضع متبرکہ بزعم خویش پس آنحضرت صلعم سدباب تحریف فرمود وسفر را برائے مواضع متبرکہ غیر مساجد بقصد خصوصیت تبرک بآن مواضع منع فرمود تا امر جاہلیت رواج نگیرد ایا نمی بینی کہ بصرہ غفاری نہی را شامل طور داشت وابوہریرہ را از طور منع کرد واللہ اعلم۔

"مترجم کہتا ہے کہ تحقیق اس مقام میں یہ ہے کہ جاہلیت میں لوگ سفر کرتے تھے مقامات متبرکہ کا اپنے گمان پر۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریف کا دروازہ بند فرمایا اور سفر مقامات متبرکہ کا سوائے تین مساجد کے بقصد خصوصیت تبرک ان مواقع کے منع فرمایا تا امر جاہلیت کا رواج نہ پکڑے کیا تو دیکھتا نہیں کہ بصرہ غفاری نے منع کو کوہ طور پر شامل رکھا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کوہ طور پر جانے سے منع کیا واللہ اعلم۔"

نیز شاہ صاحب موصوف حجۃ اللہ البالغہ صـ۶۲ و صـ۱۹۷ میں فرماتے ہیں۔

ومنها الحج لغیر الله تعالی وذلك ان یقصد مواضع متبرکة مختصة بشرکائهم یکون الحلول بها تقربا من هولاء فنهی الشرع عن ذلك وقال النبی صلی الله علیه و

"اور انہیں امور شرکیہ میں سے سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرے کے لئے حج کرنا ہے اور یہ قصد کرنا مواضع متبرکہ مخصوصہ کا اپنے شرکاء کے لئے ہے اس طرح پر کہ وہاں کا تقرب حاصل کرنے میں منہمک ہو جائے پس شریعت نے اس کو منع فرمایا ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

وسلم لا تشدوا الرحال الا الی ثلثۃ مساجد۔ اقول کان اہل الجاہلیۃ یقصدون مواضع معظمۃ بزعمہم یزورونہا ویتبرکون بہا وفیہ من التحریف والفساد مالا یخفی فسد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفساد لئلا یلحق غیر الشعائر بالشعائر ولئلا یصیر ذریعۃ لعبادۃ غیر اللہ والحق عندی ان القبر ومحل عبادۃ ولی من اولیاء اللہ والطور کل ذلک

[illegible]

"نہ کجاوے کسے جاویں سفر کے لئے اور شہروں پر سوائے تین مساجد کے میں کہتا ہوں تھے اہل جاہلیت کہ قصد کرتے تھے مقامات بزرگ کا اپنے گمان میں زیارت کرتے تھے ان کی اور برکت ڈھونڈتے تھے ان کے ساتھ اور اس میں تحریف اور فساد ہے کہ پوشیدہ نہیں ہے پس بند فرما دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فساد کو کہ نہ ملجاوے غیر شعائر ساتھ شعائر کے تاکہ نہ ہو جاوے ذریعہ عبادت غیر اللہ کا اور حق میرے نزدیک یہ ہے کہ قبر اور جگہ عبادت کسی ولی کی اولیاء اللہ سے اور کوہ طور سب برابر ہیں منع ہونے میں۔"

نیز شاہ صاحب موصوف تفہیمات الٰہیہ ص۴۵ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔

من ذہب الی بلدۃ اجمیر او الی قبر سالار مسعود غازی او ما ضاہاہا لاجل حاجۃ یطلبہا فانہ اثم اثما اکبر من القتل والزنا لیس مثلہ الا مثل من کان یعبد المصنوعات او مثل من کان یدعو

[illegible]

"جو جاوے اجمیر یا سالار مسعود غازی کی قبر کی طرف یا جہاں چاہے اپنی حاجت کے لئے مانگے اس سے تو گناہ ہے کبیرہ گناہ بڑھ کر قتل اور زنا سے نہیں ہے مثل اس کے مگر عبادت کرنا مصنوعات یا اس کے مثل کی جس طرح پکارتے ہیں لات اور عزی بتوں کو۔"

اور شاہ صاحب موصوف کے خلف الصدق مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رح (مستند مولوی نعیم الدین) بشرح حدیث لاتشدوا الرحال تعلیق علی البخاری فرماتے ہیں۔

ویؤیدہ ما روی ابو ہریرۃ عن بصرۃ بن ابی بصرۃ الغفاری حین رجع عن الطور وتمامہ فی المؤطا وھذا اقوی من جہۃ مدلول حدیث بصرۃ واللہ اعلم بالصواب (تفہیم المسائل ص۳۵)

"اور تائید کی کرتا ہے اس کو روایت کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بصرہ بن ابی بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے کہا جبکہ واپس ہوئے تھے کوہ طور سے اور تمام واقعہ اس کا مؤطا میں ہے اور یہی وجہ قوی ہے بسبب مدلول حدیث بصرہ کے واللہ اعلم بالصواب۔"

علی ہذا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جیسے زاہد عاشق زار صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے بحالت قیام وسکونت مقام ربذہ سے زیارت مسجد نبوی ہی کے لئے حاضر ہوتے چنانچہ شاہ صاحب کے تحفہ اثنا عشریہ ص۲۳۲ میں مرقوم ہے۔ بعد چندے برائے زیارت مسجد نبوی وملاقات عثمان رض می آید۔ نیز شاہ عبد العزیز صاحب رح تفسیر فتح العزیز ج ا ص۵۳۸ پر بیان اضافت مکہ معظمہ بطرف حق تعالیٰ کے فرماتے ہیں۔

واگر کسے از قاصدان معابد کفار تفتیش نماید کہ شما برائے چہ وبرائے کہ میروید البتہ واضح خواہد شد کہ ایشاں در رفتن ایں مکانات قصد تقرب بمخلوقے از مخلوقات خواہ روحانیہ باشد خواہ جسمانیہ می نمایند واز توجہ بذات خالق غافل محض اند ایں قسم مکانے کہ محض برائے توجہ الی اللہ مقرر ومعین باشد در اقطار زمین غیر از خانہ کعبہ وصخرہ بیت المقدس یافتہ نمے شود ولہذا ہمیں دو مکان را لیاقت قبلہ بودن حاصل شد واز ہمیں جا واضح شد سر تاکیدات بلیغہ کہ در حدیث شریف ورود نہی از زیارت قبور واز شد رحال بسوئے موضع غیر از مساجد ثلثہ وازانکہ قبور انبیاء را مساجد سازند وارد شدہ مدعا ہمیں است کہ در عمل اکثر جہال را اعتقادے کہ مشرکین را در بزرگان خود بہم میرسد وتوجہ الی اللہ صرف باقی نمی ماند مگر در پردہ حجاب آں ارواح وایں قدر توجہ در آخرت کہ وقت ظہور صلاح وفساد نفس انسانیہ است بکار نمی آید اھ

"اگر کوئی شخص کفاروں سے جو اپنے معابد میں پرستش کرتے ہیں تفتیش کرے کہ تم لوگ کس لئے اور کیونکر ان معابد میں جاتے ہو البتہ واضح ہو جاوے گا کہ یہ لوگ ان مکانات کے جانے میں ارادہ تقرب کسی مخلوق کا مخلوقات سے خواہ روحانیہ ہوں خواہ جسمانیہ کرتے ہیں اور توجہ ذات خالق حق تعالیٰ کی طرف سے محض غافل ہیں اس قسم کے مکان کہ محض توجہ الی اللہ کے لئے مقرر اور معین ہو کہیں زمین میں سوائے خانہ کعبہ اور صخرہ بیت المقدس کے پایا نہیں جاتا ہے لہٰذا انہیں دو مکانوں کو لیاقت قبلہ ہونے کی حاصل ہوئی۔ اس سے واضح ہوا سر تاکیدات بلیغہ کا کہ حدیث شریف میں ممانعت زیارت قبور سے وارد اور کجاوے باندھنے کی کسی مقام کے لئے سوائے تین مسجدوں کے اور اس بات سے کہ قبور انبیاء کو سجدہ گاہ بنالیں وارد ہوئی ہے مدعا یہی ہے کہ عمل اکثر جہال کا جس اعتقاد پر کہ مشرکین کو اپنے بزرگوں کی نسبت پہنچا ہے حاصل ہوتا ہے اور محض توجہ الی اللہ باقی نہیں رہتی مگر در پردہ اور حجاب ان ارواح کے اور اس قدر توجہ آخرت میں کہ وقت ظاہر ہونے صلاحیت اور فساد نفس انسانیہ کا ہے کام نہیں آتی۔"

و در امام ابن القیم رح جن سے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے بھی حیات الموات ص۱۴۳

ہیں اور مولوی فضل رسول بدایونی نے تصحیح المسائل ص۱۳۵ در ۱۲۲ میں استناد کیا ہے (خلاصۃ الشفاء الغیاث مطبوعہ صدیقی بریلوی کے ص۲۲۲ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق فرماتے ہیں۔

کرہ ان یقصد الرجل القبر اذا لم یکن یرید المسجد ورای ان ذلک من اتخاذہ عیدا۔

"برا جانا اس امر کو کہ کوئی شخص قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کرے ایسی صورت میں کہ مسجد کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور اس کو یہ تصور فرمایا کہ قبر مبارک کا عید ٹھہرانا ہے"

حسب حدیث صحیح کے لا تتخذوا قبری عیدا یعنی "فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ٹھہراؤ میری قبر کو عید یعنی مثل عید میلہ گاہ کے" اور فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲ ص۱۸۲ میں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

انہ رأی الناس فی سفر یتبادرون الی مکان فسأل عن ذلک فقالوا قد صلی فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من عرضت لہ الصلاۃ فلیصل والا فلیمض فانما ھلک اھل الکتاب لانھم تتبعوا آثار انبیائھم فاتخذوھا کنائس وبیعا

"یعنی دیکھا آپ نے لوگوں کو سفر میں کہ جلدی کرتے ہیں ایک مکان کی طرف جانے میں پس دریافت فرمائی اس کی وجہ تو کہا گیا تحقیق نماز پڑھی ہے اس جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا آپ نے جس کو نماز کا وقت آجاوے پس وہ نماز پڑھ لے ورنہ چلا جاوے کیونکہ اہل کتاب ان ہی باتوں سے ہلاک ہوگئے کہ انہوں نے آثار انبیاء کو اختیار کیا پس ٹھہرا لیا ان کو گرجے اور عبادت خانے"

پس ان احادیث اور ارشادات حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وائمہ کرام علماء عظام سے مولوی نعیم الدین کا خود طبع زاد مخالف شریعت ہونا اور تقویۃ الایمان کا صدق مطابق احادیث وائمہ امت سے واضح ہوگیا۔ کیونکہ عبادت اور قرب حق تعالیٰ و برکت حاصل کرنے کے لئے یہی تین مساجد عالم میں مخصوص ہیں جن کے لئے سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کا حکم فرمایا گیا۔ خانہ کعبہ معظمہ میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں ایک ہزار یا پچاس ہزار نمازوں کا ثواب (رواہ ابن ماجہ ص۱۰۲ مطبوعہ فاروقی دہلی۔ نقلہ فی طراز الخمرہ ص۲۷) جس میں زیارت مرقد مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبور حضرات صحابہ وغیرہم کے فضائل و برکات بھی ضمناً لقد وقت میں اور اتباع احادیث شریعت اور مساجد اللہ الحرام کا لحفظ مراتب لاموقوف الادب کا مقتضی بھی ہے۔ اور

مسجد بیت المقدس پہلے خانہ کعبہ میں پانچ سو نمازوں کا ثواب ہے علی ہذا دیگر بکثرت فضائل و برکات ہیں۔ جو جملہ متبعین سنت ہی کا حصہ ہے نہ مبتدعین ضالین کا۔ اب مریدوں اور طالبعلموں کا پیر واستاد کے یہاں اور حضرات صحابہ اور محدثین کا احادیث کی تلاش میں بڑے بڑے سفر فرمانا اسی طرح احباب واقارب کی ملاقات کو سفر کرنا تجارت و کاروبار وغیرہم کے لئے جانا نصوص آیات و احادیث سے صراحتاً ثابت اور تقرب الی اللہ کا باعث ہے چنانچہ قرآن پاک پارہ گیارہ سورہ توبہ میں ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۔

"اور اس طرح نہیں کہ مسلمان سارے کوچ میں نکلیں تو کیوں نہ جاوے ہر فرقہ میں سے ان کا ایک گروہ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور تاکہ خبر پہنچا دیں ڈرا دیں اپنی قوم کو جب کہ پلٹ آویں ان کی طرف شاید کہ وہ لوگ بچتے رہیں"

اور پارہ ۲۲ سورہ فاطر میں ارشاد ہوا۔

وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

"اور نکالتے ہو (دریاؤں میں سے) گہنا زیور (موتی) جس کو پہنتے ہو اور تو دیکھے جہازان میں چلتے ہیں پھاڑتے تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور شاید تم شکر گذار ہو"

اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم الحدیث (مصفی شرح موطا ص۳)

"قریب ہے کہ ماریں گے لوگ اونٹوں کے جگر یعنی سفر کریں گے اونٹوں پر اور تیز روی سے چلا دیں گے ان کو علم کی طلب میں"

پس متنازعہ امر کو اس پر قیاس فاسد کرنا محض فریب سے لوگوں کو گور پرستی میں مبتلا کرنا ہے اور بس۔ اگر ان سفروں کی مانند قبروں کے لئے سفر کرنا باعث اجر و ثواب ہوتا۔ تو کسی حدیث کسی صحابی سے بسند صحیح صریح مولوی نعیم الدین کو ثابت کرنا لازم تھا۔ جو احادیث مرفوعہ صحیحین پر راجح ہوتا اگر ممکن ہوتا تو کر دکھاتے فمن ادعی فعلیہ البیان۔

قولہ ص۱۵۵۔ مگر مقصود اس بے دین کا اس سفر کو شرک بتانا ہے جو سرمایہ سعادات و ذخیرہ برکات

ہے یعنی بقصد زیارت مدینہ طیبہ کا سفر چنانچہ لکھتا ہے۔ "کسی کی قبر یا چلہ یا کسی کے تھان پر جانا اور دور دور سے قصد کرنا اور سفر کے رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا اور جا کر جانور چڑھانے اور منتیں پوری کرنی اور کسی قبر یا مکان کا طواف کرنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا۔ اور اسی قسم کے کام کرنے اور ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدے کی توقع رکھنی یہ سب شرک کی باتیں ہیں (تقویۃ الایمان ص۲۵)

اب وہابی جہاں کہیں کا سفر کریں تو شکار کرتے درخت کاٹتے گھاس اکھاڑتے پھرا کریں ورنہ تقویۃ الایمان کے حکم سے مشرک ہو جائیں گے۔ تقویۃ الایمان ص۱۱ میں نامعقول باتوں سے بچنے کو بھی شرک جتایا ہے، تو فرض ہوا کہ وہابی جب سفر کرے تو ضرور نامعقول باتیں کیا کرے ورنہ تقویۃ الایمان کے حکم سے مشرک ہو جائے گا مگر بختوں کی عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں۔ ایسی بے ہودہ کتاب کو اپنا دین بنائے ہوئے ہیں۔

اقول ۔ ناظرین اہل انصاف نے ملاحظہ فرمایا کہ ہرگز عبارت تقویۃ الایمان میں سفر مدینہ طیبہ کے شرک ہونے کا ذکر تک نہیں ہے۔ یہ محض مولوی نعیم الدین کی تکبندی اور فریب کاری ہے۔ بلکہ جو لوگ دور دور سے قصد کر کے مثل تعظیم و تکریم خانہ کعبہ کی خصوصیات کے بتقریب غیر اللہ کسی کی قبر یا چلہ تھان پر جا کر جانور چڑھاتے منتیں پوری کرتے طواف کرتے اس کے جنگل کا ادب کر کے شکار نہیں کرتے درخت نہیں کاٹتے ہیں ان پر شرک عائد ہو جاتا ہے، چنانچہ معراج الدرایہ معتبر کتاب حنفیہ میں مرقوم ہے

لو طاف حول مسجد سوی الکعبۃ الشریفۃ یخشی علیہ الکفر اھ — "اگر طواف کرے کسی مسجد کے گرد سوائے کعبہ شریف کے تو اس پر کفر کا ڈر ہے"

پس جبکہ کسی مسجد کے طواف میں خوف کفر ہے تو کسی دوسری جگہ کے لیے خصوصیات کعبہ معظمہ کو تقریباً عمل میں لانا کس درجہ کھلا ہوا شرک و کفر ہوگا۔ مگر یہ سب کچھ مولوی صاحب کی من گھڑت شریعت میں ایمان سمجھا گیا ہے۔ علی ہذا نامعقول باتیں تو ہر وقت ہر جگہ کرنا منع ہیں، مگر خانہ کعبہ کی حرمت و عظمت کے لئے وہاں بہت زائد بری ہیں کیونکہ وہاں کا اجر و ثواب جس طرح زائد ہے گناہ و نامعقول کام بھی زیادہ برے ہیں حق تعالیٰ قرآن پاک سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں۔

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ (البقرۃ) — "تو جس نے لازم کر لیا ان میں سے حج کرنا۔ تو بے پردہ ہونا عورت سے جائز نہیں ہے اور گناہ کرنا نہ جھگڑا کرنا حج میں"

معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ کی عظمت کے لئے بعض حلال امور بھی حرام فرما دیئے گئے چنانچہ فرمایا۔

وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ — "اور حجامت نہ کرو سر کی جب تک پہنچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر"

اب مولوی نعیم الدین کا اپنی بے عقلی سے یہ کہنا کہ "جہاں کہیں کا سفر کریں تو شکار کرتے درخت گھاس کاٹتے اکھاڑتے پھرا کریں ضرور نامعقول باتیں کیا کرے" محض کلام رب العزۃ تعالیٰ شانہ کی جناب میں مضحکہ پن ہے۔

قولہ ۔ ص۱۵۵ و ۱۵۶ اب احادیث ملاحظہ کیجئے تو اس بیدینی کا بطلان ظاہر ہو اور معلوم ہو کہ معاند بدبخت زیارت روضہ طاہرہ سے روکنے کے لئے یہ تمام بکواس کر رہا ہے۔ حدیث ۱ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی حدیث ۲ من زار قبری حلت لہ شفاعتی حدیث ۳ من جاء نی زائرا لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیمۃ حدیث ۴ من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی حدیث نمبر ۵ من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی خلاصۃ الوفاء ص۱۲۱ و ص۱۲۳ ۔ حدیث ۶ من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامۃ مشکوۃ ص۲۴۱۔ "احادیث سے ثابت ہوا کہ زیارت روضہ طاہرہ کے لئے قصد کر کے حاضر ہونا اور اس سے دینی نفع کی توقع رکھنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے اسی کو تقویۃ الایمان میں شرک بتلایا ہے، معاذ اللہ آستانہ کے سامنے کھڑے ہو کر دعا مانگنے اور التجا کرنے کو بھی شرک کہتا ہے۔ باوجودیکہ یہ آداب زیارت میں سے ہے۔ مفصل بیان ص۲۵ سے ۴۴ تک گذر چکا ہے۔ اب یہ بھی دیکھئے کہ مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کے جنگل کو محترم کس نے فرمایا حرم کس نے بنایا وہاں شکار کرنے درخت کاٹنے گھاس اکھاڑنے سے کس نے منع کیا یہ جاہل بد لگام خاکش بدہن مشرک کس کو کہہ رہا ہے، حدیث ۷ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی احرم ما بین لابتی المدینۃ ان یقطع عضاھھا او یقتل صیدھا مشکوۃ ص۲۳۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مدینہ طیبہ کے دونوں سنگستانوں کے مابین حرام کرتا ہوں اس کے خاردار درختوں کا کاٹنا اور اس کے شکار کو مارنا۔ اسی کو تقویۃ الایمان میں شرک لکھا ہے بے دینوں سے پوچھو کہ ان کے عقیدہ فاسدہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی شرک ہے۔ تو پھر توحید کیا وہ شیطان سے سیکھیں گے۔

اقول ۔ ہرگز ہرگز تقویۃ الایمان میں زیارت مدینہ طیبہ اور اس کے حرم محترم ہونے کو جو

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے معاذ اللہ شرک وممنوع نہیں لکھا اس میں اس کے متعلق ایک حرف تک نہیں ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین یہ محض مؤلف کا اتہام اور بغض وعناد ہے۔

حقیقت روایات متعلقہ زیارت قبر نبوی ﷺ

علاوہ ازیں روایات نمبر ۱، ۲، ۳ منقولہ مؤلف بلا سند وصحت کے عند المحدثین قابل حجت نہیں ہو سکتیں جبکہ ائمہ محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان پر حکم ضعف اور موضوع ہونے کا دیا ہے چنانچہ الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ صفحہ ۱۲۴ میں مرقوم ہے۔

حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔ قال فی المقاصد ان ابن خزیمۃ اشار الی تضعیفہ ورواہ البیہقی بلفظ من زارنی فی حیوتی وضعفہ وروی من زار قبری کنت لہ شفیعا قال النووی انہ موضوع لا اصل لہ قال السیوطی فی الذیل ولکن الماوردی بلفظہ لم یزرنی فقد جفانی فانہ قال الصغانی انہ موضوع وکذا قال الزرکشی وابن الجوزی اہ

نیز روایت نمبر ۱ میں مسلمہ بن سالم الجہنی اور عبداللہ بن عمر العمری واقع ہیں:۔

فاما مسلمۃ الجہنی البصری فقال ابوداؤد السجستانی انہ لیس بثقۃ نص علیہ الحافظ ابن حجر فی اللسان واما عبداللہ بن العمری فقال الترمذی فی جامعہ انہ لیس بالقوی عند اہل الحدیث وقال احمد کان یزید فی الاسانید ویخالف وکان یحیی بن سعید یضعفہ وقال عبداللہ بن علی بن المدینی عن ابیہ ضعیف وقال یعقوب بن شیبۃ فی حدیثہ اضطراب وقال النسائی ضعیف الحدیث کذا فی تہذیب الکمال وغیرہ من کتب اسماء الرجال اھ

اور روایت نمبر ۲ میں حسن بن الطیب اور حفص بن سلیمان واقع ہیں:۔

فاما حسن بن الطیب فقال البرقانی انہ ذاہب الحدیث وقال الدارقطنی لا یساوی شیئا حدث بما لا یسمع وعن مطین انہ کذاب واما حفص بن سلیمان فکان واہیا فی الحدیث وقال عبداللہ بن احمد عن ابیہ انہ متروک الحدیث وقال ابن معین لیس بثقۃ وقال البخاری ترکوہ وقال ابوخثیم متروک لا یحتج بہ وقال ابن خراش کذاب یضع الحدیث کذا فی میزان الاعتدال للامام الذہبی اھ وقال الحافظ ابن حجر العسقلانی اکثر متون ہذہ الاحادیث موضوعۃ۔ کذا فی ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل صفحہ ۲۰۵ مع التفصیل فمن شاء فلیرجع الیہ۔

پھر جبکہ باوجود صحاح خصوصاً صحیح بخاری وصحیح مسلم اور موطا امام مالک کتب احادیث طبقہ اولیٰ کی احادیث صحیح لاتشد الرحال کے جن میں سفر مدینہ طیبہ مسجد نبوی کی زیارت کا فرمان ہے ان کو چھوڑ کر روایات ضعیفہ وموضوعہ جن کو ائمہ محدثین حاملان دین ونقادان فن حدیث نے ضعیف وموضوع قرار دیا ہے۔ استدلال میں لانا محض مؤلف کی سینہ زوری ہے اور اس تحریر کا مصداق ہے جو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے حیات الموات صفحہ ۱۵۳ میں لکھا ہے کہ

"صحاح جلیلہ مشہورہ بخاری ومسلم کے مقابل ایسی شواذ غریبہ روایات مجہولۃ الاجزائے خاطر ذکر کرتے شرم نہ آئی۔ اور ایک کتاب میں رطب ویابس مقبول ومردود جوڑلے محض جمع کر دینا مقصود ہو دوسری جگہ استدلال وتفریع وتحقیق وتنقیح موجود ہو ان میں فرق کی تمیز نہ پائی"

اور صفحہ ۲۰۱ میں لکھتے ہیں

"صحت وضعف حدیث میں تحقیقات فن حدیث کی طرف طلبی مسئلہ نحو سے نہ لیں گے نہ نحوی طب سے"

نیز احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۳۲ میں لکھتے ہیں۔

"امیر دا علیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے بعض جہال بددست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی بادبدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے"

اگر جناب مؤلف کو اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے شرم دلانے پر بھی شرم نہ آئی۔

پس سفر بہ نیت مسجد نبوی میں عظمت مساجد اللہ کا احترام ونشان ہے اور اسی مقام انور پر زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی حسب طریقہ سنت وسلام کا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔

اہل حدیث کا امتیازی وصف

یہ تقدم وتاخر مراتب توحید وسنت میں بفرمان حق تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل توحید اور اہل حدیث وسنت کو ہی امتیاز حاصل ہے نہ معتقدین گور پرستوں بدنصیب بدبختوں کو چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ مدارج النبوت ج ۱ صفحہ ۲۴۲ میں فرماتے ہیں۔

و اصحاب علم حدیث را نسبتے تام و آشنائی مخصوص بآنجناب است کہ دیگران را نیست کہ ہمیشہ احوال و صفات شریف ذکر زبان و ورد جان ایشان است و معرفت صفات و شناخت احوال تعیینی و تشخیص مر ذات بابرکات او را نزد ایشان حاصل و ہمیشہ تمثال جمال شریف ملحوظ نظر و نصب العین ایشان باشد و پیوند باطن بصورت خیال وی قوی و متصل شود و چوں نام شریف مذکور گردد لذت آں در دل بیابند و عظمت مسمی در دل مشاہدہ کنند و مستحضر یابند و ہمیشہ حاضر در بارگاہ باشند و ایشان را دریں باب مشارکت و مشابہت است بحضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کہ مطلع اند بر احوال و افعال و اقوال آنحضرت و مخصوص اند بمصاحبت و مجالست و مکالمت شریف غیر آنکہ ایشان را صحبت معنوی است و از صحبت صوری مہجور اند ایضاً ص۱۷۵ و ابدال اہل علم اند و امام احمد گفتہ ابدال اگر اصحاب حدیث نباشند پس چہ کسان باشند اھ

یعنی اصحاب علم حدیث کو وہ نسبت خاص اور پہچان مخصوص آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاصل ہے کہ دوسروں کو نہیں ہے کہ ہمیشہ احوال وصفات شریف کا ذکر ان کی زبان اور ورد جان میں ہے اور معرفت صفات و شناخت احوال و تعیین و تشخیص خاص آپ کی ذات بابرکات کے ساتھ ان کو حاصل ہے اور ہمیشہ شکل جمال شریف کی ان کے ملحوظ نظر اور نصب العین رہتی ہے اور رشتہ باطن ان کی صورت خیالیہ میں قوی اور متصل رہتا ہے اور جب آپ کے نام شریف کا ذکر آتا ہے لذت اس کی اپنے دل میں پاتے ہیں اور عظمت اس نام کی دل میں مشاہدہ کرتے اور مستحضر پاتے اور ہمیشہ حاضر بارگاہ میں رہتے ہیں اور ان کو اس باب میں شارکت اور شابہت حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ حاصل ہے کہ مطلع ہیں احوال و افعال یا اقوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہ مخصوص ہیں آپ کی مصاحبت اور آپ کی مجالست اور آپ کے کلام شریف کے ساتھ ہاں ان کو صحبت معنوی ہی حاصل ہے اور صحبت ظاہری سے محروم ہیں۔ اور ابدال اہل علم ہوتے ہیں اور امام احمد نے فرمایا کہ ابدال اگر اصحاب حدیث نہ ہوں گے تو پھر کون ہوں گے"

اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح عجالہ نافعہ میں فرماتے ہیں۔

و مزاولت ایں علم حدیث شخص را معنی صحابیت می بخشد زیرا کہ در حقیقت معنی

وہ علم حدیث کی مزاولت صحابیت کے معنی بخشتی ہے اس لئے کہ در حقیقت صحابیت کے

صحابیت اطلاع بر جزئیات احوال رسول است و مشاہدہ اوضاع آنجناب در عبادات و در عادات و دریں معنی در صورت بعد زمان در مدرکہ و خیال شخص بنوعے متمکن و راسخ میشود کہ حکم مشاہدہ دارد و اشارہ ہمیں معنے کردہ است آنکہ گفتہ۔

اهل الحديث هموا اهل النبي وان
لم يصحبوا نفسه انفاسه صحبوا

معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال جزئیات سے اطلاع ہونا اور عبادات و عادات آنجناب کی وضع مشاہدہ کرنا ہے اور یہ بات بعد زمان کی صورت میں انسان کی مدرکہ اور خیال میں ایسی جم جاتی اور راسخ ہو جاتی ہے کہ حکم مشاہدہ کا رکھتی ہے اور اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے جس نے کہا ہے "اہل حدیث ہی اہل نبی ہیں اگرچہ انہیں آپ کی صحبت نہیں آپکے انفاس وکلام کی صحبت پائے ہوئے ہیں"

زیارت قبر نبوی کا طریقہ

مؤلف فرماتے ہیں، برخلاف مبتدعین گور پرستوں کے کہ انہوں نے رحمن کی سرپرستی معاذ اللہ آستانہ کے سامنے کھڑے ہو کر دعا مانگنے اور التجا کرنے کو عبادت میں شمار کیا ہے، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول قبروں پر سلام کے بعد قبلہ رو ہو کر ان کے لئے حق تعالےٰ سے دعا مانگنا تھا اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی معمول آپ کی زیارت قبر مبارک پر بعد عرض صلوٰۃ وسلام کے قبلہ رو ہو کر دعا مانگنا حق تعالےٰ ہی سے رہا۔ اور کتب فقہ ائمہ دین سے بھی یہی عمل در آمد مرقوم ہے کسی صحابی سے اس کے خلاف روایت نہیں چنانچہ اوپر مفصل کتب احادیث و فقہ سے گذر چکا ہے۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح مدارج النبوت ج ۲ ص ۵۰ میں فرماتے ہیں۔

مراد از اتخاذ قبور مساجد سجدہ کردن بجانب قبور است و ایں بر دو طریق متصور است یکی آنکہ سجدہ بر قبور برند و مقصود عبادت آن دارند چنانکہ بت پرستان می پرستند دوم آنکہ مقصود و منظور عبادت مولی تعالی دارند ولیکن اعتقاد کنند کہ توجہ بقبور ایشان در نماز و عبادت حق موجب قرب و رضائے وے تعالی است و موقع عظیم است نزد

مراد قبروں کو مساجد ٹھہرا لینے سے قبروں کی طرف سجدہ کرنا ہے اور یہ دو طریق پر ہوتا ہے ایک یہ کہ سجدہ قبروں کو کریں اور مقصود ان کی عبادت رکھیں جس طرح بت پرست بتوں کو پوجتے ہیں دوسرے یہ کہ مقصود اور منظور عبادت مولیٰ تعالیٰ کی رکھیں لیکن اعتقاد کریں کہ توجہ ان کی قبروں کی طرف نماز اور عبادت حق میں موجب قرب اور رضائے حق تعالیٰ کا باعث ہے اور بڑا موقع ہے نزدیک

حق تعالٰی از جہت احتمال وے عبادت و مبالغہ در تعظیم انبیاء وے وایں ہر دو طریق نامرضی و نامشروع است اول خود شرک جلی وکفر صریح است وثانی نیز حرام وممنوع از جہت احتمال بر شرک خفی و بر ہر تقدیر لعن متوجہ است ونماز کردن بجانب قبر نبی یا مردے صالح بقصد تبرک و تعظیم حرام است وہیچ کس را از علماء دران اختلاف نیست۔

حق تعالٰی کے شامل کرنے ہیں ان کو عبادت میں اور مبالغہ کرنا اس کے انبیاء کی تعظیم میں اور یہ دونوں طریق نامرضی اور نامشروع ہیں اول خود شرک جلی کھلا ہوا اور کفر صریح ہے اور دوسرا بھی حرام اور ممنوع بوجہ شمول شرک خفی کے اور دونوں طور پر لعنت متوجہ ہے اور نماز پڑھنا نبی یا کسی صالح شخص کی قبر کی طرف بقصد تبرک اور تعظیم کے حرام ہے اور کسی شخص کو علماء دین میں سے اس میں اختلاف نہیں ہے۔"

اور مفصل و مدلل دندان شکن جواب گذشتہ صفحات میں آچکا ہے۔

اس کے بعد مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ مدینہ طیبہ کے حنفیہ مدینہ منورہ کو حرم نہیں مانتے گرد و پیش کے جنگل کو محرم کس نے فرمایا یہ جاہل بد لگام ناکس بددین مشرک کس کو کہہ رہا ہے۔ اسی کو تقویۃ الایمان پر شرک لکھا ہے معاذ اللہ ایسی سنو کہ مدینہ طیبہ کے گرد کا حرم ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا احادیث صحیحہ میں وارد ہوا چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم ج ۱ ص۴۴۰ میں فرماتے ہیں۔

وهذه الاحاديث حجة ظاهرة للشافعي ومالك وموافقيهما في تحريم صيد المدينة وشجرها واباح ابو حنيفة ذلك ..... صريح في الدلالة لمذهب الجمهور في تحريم صيد المدينة وشجرها وسبق خلاف ابي حنيفة . ايضا ص۴۴۱ هذا الحديث صريح في الدلالة لمذهب مالك والشافعي واحمد والجماهير في تحريم صيد المدينة وشجرها كما سبق وخالف

"یہ احادیث حجۃ ظاہرہ ہیں امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور ان کے موافقین کی حرام ہونے میں شکار مدینہ طیبہ اور اس کے درختوں کے اور جائز کہا ہے اس کو امام ابو حنیفہ نے "صریح دلالت ہے مذہب جمہور ائمہ پر حرام ہونا شکار مدینہ طیبہ اور اس کے درختوں کا اور خلاف کہنا امام ابو حنیفہؒ کا اوپر بیان ہو چکا" "یہ احادیث صریح دلالت کرتی ہیں مذہب امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور جمہور ائمہ کے لئے حرام ہونے شکار مدینہ طیبہ اور اس کے درختوں

فيه ابو حنيفة وقد ذكرنا عنه . فلا يلتفت الى من خالف هذه الاحاديث الصحيحة المستفيضة .

کے حرام ہونے پر جس طرح اوپر بیان ہوا اور خلاف کیا ہے اس میں امام ابو حنیفہؒ نے جس طرح مذکور ہوا ان سے پس التفات نہ کیا جائے گا اس پر جس نے ان احادیث صحیحہ مستفیضہ کے خلاف کیا ہے۔"

علی ہذا حامی سنت و حدیث خود جناب مولانا شہید فی سبیل اللہ صاحب تقویۃ الایمان ایضاح الحق ص۲۳ میں منجملہ اصول دین بطریق لزوم و شرع کے فرماتے ہیں۔

ومواضع مخصوصہ از حرمین برائے دعاء ومساجد ثلثہ برائے سفر لسوئی آن بجہت تحصیل منفعت اخرویہ

" اور مقامات مخصوصہ حرمین شریفین مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ دعا کے لئے اور تینوں مساجد خانہ کعبہ مسجد نبوی بیت المقدس کا سفر جو حاصل کرنے نفع آخرت کے لئے "

اور ص۲۵ میں فرماتے ہیں

وزیارت مسجد نبوی و مسجد قبا در باب حج۔

"اور مسجد نبوی اور مسجد قبا حج کے باب میں ہیں"

نیز مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان منصب امامت ص۱۰۲ میں فرماتے ہیں۔

در کتب سابقہ الٰہیہ در نعت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل شدہ مہاجرہ طیبۃ وملکہ بالشام پس آنچہ انقیاد کامل واطاعت بالغ بہ نسبت نبی باید کرد،

"کتب سابقہ الٰہیہ میں جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت میں نازل ہوا ہے کہ مقام ہجرت ان کا طیبہ ہے اور ملک ان کا شام ہے پس جو کچھ کہ اتباع کامل اور اطاعت بالغ ہے نبی علیہ السلام کی نسبت کرنا چاہیئے۔"

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۳۰ ص۲۳۶ بہ روایت کعب۔

اور دوسرے باب تقویۃ الایمان فصل اول ص۲۷ میں حدیث صحیح بخاری نقل فرماتے ہیں۔

ابغض الناس الى الله ثلث ملحد في الحرم

"سب سے زیادہ غضب اللہ تعالٰی کا تمام آدمیوں سے تین پر ہے پہلا جو حرم میں گناہ کرے۔"

الحق کہ خود مولانا شہید مرحوم نے مثل روز روشنی ماہتاب کے کس در .... بہ لو صاحب تمام مدینہ طیبہ کے حرم محترم ہونے کی تشریح فرما دی۔ اور یہی مذہب حسب احادیث صراحتاً محدثین حاملان سنت اور ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ کا ہے۔ مگر مذہب امام ابو حنیفہؒ اس کے مخالف ہے چنانچہ در مختار ص۱۷۹ میں مرقوم ہے

لا حرم للمدینۃ عندنا۔ "مدینہ حرم نہیں ہے ہمارے نزدیک"

اسی طرح دیگر کتب فقہ حنفیہ میں مرقوم ہے مثلاً غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار وجسے مؤلف نے فیضان رحمت ص۱۳ میں مستند تسلیم کیا ہے جلد اول ص۶۱۹ کو دیکھ لیا جائے۔ پس کس طرح ظلمت کے گہرے خندق میں مؤلف گرے ہیں جن کا بڑے زور و شور سے فیضان رحمت ص۵۳ میں یہ دعوی ہے کہ ہم اہل سنت وجماعت مقلد حنفی المذہب ہوں اور مجھ کو سوائے تقلید کے اور چارہ نہیں۔ انوار فرائد النور ص۱۰۴ میں دوسروں کو بھی فہمائش کی جاتی ہے۔ کہ فقہ حنفی چھوڑتے شرم آنا چاہیئے اپنی فقہ حنفی کی پیروی کیجئے۔

حیف اس مقلدی پر کہ مولانا شہید مرحوم کو الزام بیہودہ کا اتہام لگانے کے جوش میں بے ہوش ہو کر کیا اس سے حضرت امام الاعظم امام ابو حنیفہ رح پر شرک عاید ہوتا تو لازم نہ آئے گا۔ ع

چون خواہد کہ پردہ کس درد   میلش اندر طعنہ پاکان برد

حالانکہ حقیقت میں جن مقامات کا حرم محترم ہونا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے جس طرح قبروں، چلوں، تھانوں کے مقامات پرستش کے صحرا و حوالی کو مثل حرم پاک خانہ کعبہ کے کر لینے کو تقویۃ الایمان میں ارشاد فرمایا گیا ہے وہ بیشک داخل شرک ہیں۔ بخلاف مدینہ طیبہ کے کہ حرم محترم ہونا احادیث صحیحہ سے منصوص ہے۔ جس سے مولانا مرحوم کو ہرگز انکار نہیں۔

قولہ ص۱۵۷۔ یہ تو ان بدنصیبوں کو کیا معلوم ہوگا کہ روضہ طاہرہ کعبہ مکرمہ بلکہ عرش معلی سے بھی افضل ہے

اکثر حنفیہ کا مذہب کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے

علامہ ابن عابدین شامی رد المختار ج ۲ ص۲۶۳ میں فرماتے ہیں

فان الکعبۃ افضل من المدینۃ ماعدا الضریح الاقدس وکذا الضریح افضل من المسجد الحرام وقد نقل القاضی عیاض وغیرہ الاجماع علی تفضیلہ حتی علی الکعبۃ وان الخلاف فیما عداہ ونقل عن ابی عقیل الحنبلی ان تلک البقعۃ افضل من العرش وقد وافقہ السادات البکریون علی ذلک

جس روضہ پاک کا یہ مرتبہ ہے اس کی زیارت کے لئے حاضر ہونا اس کے سامنے دعا کرنا اور مرادیں مانگنا شرک بتایا جائے خدا کی پناہ

اقول پھر اسی غرض شرکیہ کے لئے تو مؤلف نے روضہ مطہرہ کو کعبہ مکرمہ معظمہ اور عرش معلے

سے افضل بنا کر اس کے سامنے دعا کرنا مرادیں مانگنا بتایا اور اس کے خلاف کہنے والوں کو بدنصیب کہا حالانکہ یہ وہ شرک ہے جس کے متعلق جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ڈرا کر فرمایا

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد	"اے اللہ نہ بنا دیجیو میری قبر کو بت کہ پوجی
غضب اللہ تعالیٰ علی قوم اتخذوا	جاوے شدت سے غضب ہوا اللہ تعالیٰ کا ان
قبور انبیاءھم مساجد رواہ مالک	لوگوں پر جنہوں نے کر لیا اپنے پیغمبروں کی قبروں
فی الموطا ص۹۲	کو مسجدیں"

اور خود مولوی نعیم الدین نے بھی اپنے رسالہ اسواط العذاب ص۸۷ میں لکھا

"مدعی حدیث میں اس سے بھی زیادہ صراحت ہے کہ ارشاد فرمایا میری قبر کو بت نہ بنانا کہ پوجی جائے اللہ کا سخت غضب ہے اس قوم پر جس نے انبیاء کی قبور کو مساجد بنایا۔ اس حدیث نے بتا دیا کہ قبروں کو مسجد بنانے کے یہ معنی ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے یا کم از کم انہیں قبلہ بنا کر ان کی طرف نماز پڑھی جائے" "اور اسی وجہ سے حضور نے یہود و نصاری پر لعنت فرمائی اور اس سے اپنی امت کو باز رہنے پر متنبہ فرمایا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے اور ہر مومن قبر کی عبادت کو شرک جانتا ہے۔ معاذ اللہ کون مومن ہوگا کہ قبر کو معبود بنائے"

حالانکہ برخلاف اس کے یہ امر بدیہی طور پر مثل آفتاب روشن ہے کہ معتقدین قبروں کو سجدے طواف نذر و منت چڑھاتے، مرادیں مانگتے ندائیں کرتے ہیں جس طرح خود مولوی نعیم الدین نے بھی قبر کے سامنے تقویۃ الایمان کی ضد میں مرادیں مانگنے کو شرک نہ ٹھہرایا۔ معاذ اللہ منہ رہا یہ کہ قبر انور عرش سے بھی افضل ہے۔ تو ائمہ کرام نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ طیبہ کیونکہ شرعاً حرم تو دونوں ہی ہیں اور افضلیت بھی من وجہ دونوں میں ہے بلکہ طائف کے جنگل وج کو بھی حدیث میں حرم فرمایا ہے۔ مگر جمہور ائمہ اس جانب ہیں کہ مکہ مکرمہ افضل ہے اور بعض اس طرف ہیں کہ مدینہ طیبہ افضل ہے چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم ج ۱ ص۴۴۶ میں فرماتے ہیں۔ فی مکۃ والمدینۃ ایتھما افضل ومذھب الشافعی وجماھیر العلماء ان مکۃ افضل من المدینۃ وان مسجد مکۃ افضل من مسجد المدینۃ قال اھل مکۃ والکوفۃ والشافعی وابن وھب وابن حبیب المالکیان مکۃ افضل اور امام حافظ ابن حجر العسقلانی جن کو مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۱۰ میں شیخ المشائخ قاضی القضاۃ لکھا ہے۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۵ ص۲۲۳ میں فرماتے ہیں۔ قولہ الا المسجد الحرام واستدل

بهذا الحديث على تفضيل مكة على المدينة لان الامكنة تشرف بفضل العبادة فيها على غيرها مما تكون العبادة مرجوحة وهو قول الجمهور اور پارہ ۷ صفحہ ۲۳۴، صفحہ ۲۳۶ میں فرماتے ہیں ان بعض البقاع افضل من بعض ولم يختلف العلماء في ان للمدينة فضلا على غيرها وانما اختلفوا في الافضلية بينها وبين مكة ولكن لا يلزم من حصول الافضلية المفضول في شئ من الاشياء ثبوت الافضلية على الاطلاق والى آخرہ

نیز رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۵۶ میں مرقوم ہے۔ وفي آخر الباب وشرحه اجمعوا على ان افضل البلاد مكة والمدينة زادهما الله تعالى شرفا وتعظيما واختلفوا ايهما افضل فقيل مكة وهو مذهب الائمة الثلاثة والمروي عن بعض الصحابة وقيل المدينة وهو قول بعض المالكية والشافعية وهو مروي عن بعض الصحابة اھ اور خان صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۵۱ میں مرقوم ہے "عرض حضور مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ معظمہ میں ایک لاکھ کا اس سے مکہ معظمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے۔ ارشاد: جمہور حنفیہ کا یہی مسلک ہے اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مدینہ افضل ہے"، پس بخلاف جمہور ائمہ کے بعض مالکیہ میں قاضی عیاض رحمہ کے قول کی بنا پر جو اسی اختلاف افضلیت کی فرع ہے ضریح الاقدس کو بلا خلاف بتانا کیونکر صحیح ہوگا چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۵ صفحہ ۲۲۶ میں مرقوم ہے۔ واستثنى عياض البقعة التي دفن فيها النبي صلى الله عليه وسلم فحكى الاتفاق على انها افضل البقاع وتعقب بان هذا لا يتعلق بالبحث المذكور لان محله ما يترتب عليه الفضل للعابد وسبب تفضيل البقعة التي ضمت اعضاءه الشريفة انه روي ان المرء يدفن في البقعة التي اخذ منها ترابه عندما يخلق رواه ابن عبد البر في اواخر تمهيده من طريق عطاء الخراساني موقوفا وعلى هذا فقد روى ابن بكار ان جبرئيل اخذ التراب الذي خلق منها النبي صلى الله عليه وسلم من تراب الكعبة فعلى هذا فالبقعة التي ضمت اعضاءه من تراب الكعبة فيرجع الفضل المذكور الى مكة ان صح ذلك والله اعلم اور رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۲ میں مرقوم ہے وقدمه في التاج الفاكهي بتفضيل الارض على السماء لحلوله صلى الله عليه وسلم بها وقال النووي الجمهور على تفضيل السماء على الارض اھ

پس مطابق روایت امام ابن عبد البر اور زبیر بن بکار رحمہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر زمین مکہ مکرمہ سے مخلوق ہوا اور مدفن مبارک مدینہ طیبہ میں بہرحال دونوں مقامات متبرکات کی

فضیلت من وجہ محقق ہے اور حسب تصریح علامہ شامی کے بقول جمہور ائمہ تفضیل سما علی الارض ثابت ہو کر فضیلت عرش اعظم بھی واضح ہو گئی۔

مگر حیف ہے مولوی نعیم الدین کی تبرا گوئی پر کہ اس بنا اختلاف بقول بعض کے اپنی مرادیں مانگنے کے لئے شرکیات میں جمہور اکابر ائمہ کرام رحمہم اللہ جن میں بقول امام نووی اہل کوفہ اور بقول شیخ الطائفہ مولوی صاحب بریلوی جمہور حنفیہ بھی ہیں سب کو بد نصیب قرار دے کر خود اپنی بد نصیبی پر مہر ثبت کرالی۔

قولہ صفحہ ۱۵۷ رد المحتار ج ۲ صفحہ ۲۶۴ میں ہے "ثم يأتي القبر الكريم فيسلم ويدعو ويسال الله الخ" خلاصہ یہ ہے کہ رخصت کے وقت حاضر ہو کر سلام عرض کرے اور دعا کرے، یہ تو فقہ کی عبارت ہے قرآن کریم میں رب العزت ارشاد فرماتا ہے ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما، تقویۃ الایمان والے کا شرک تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تعلیم فرما دیا وہ آستانہ پاک کے سامنے دعا کرنے کو شرک بتا رہا ہے، یہ نہیں ارشاد ہوتا کہ گنہگار مسجد میں جائیں کعبہ شریف میں آئیں اور بقول اسمٰعیل کسی کی جگہ کے آگے دعا نہ مانگیں کہ یہ تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے۔ بلکہ یہ ارشاد ہے، کہ آستانہ رسول پر حاضر ہوں اھ ملخصاً بلفظہ۔

اقول۔ رد المحتار کی عبارت ..... میں قبر مبارک پر عرض سلام کے بعد دعا و سوال اللہ تعالیٰ سے صراحتاً مرقوم ہے۔ مگر مولوی نعیم الدین نے بلا ترجمہ مجملاً باطل خلاصہ نکالا کہ اور دعا کرے۔ تاکہ اپنی اوپر کی بات بن جائے کہ کہ زیارت کے لئے حاضر ہونا اور اس کے سامنے دعا کرنا اور مرادیں مانگنا، پس اگر یہ شرکیہ روگ نہ ہوتا تو صاف مطابق اصل کے ترجمہ کیا جاتا کہ دعا و سوال اللہ تعالیٰ سے کرے۔ پس یہ ہے شرکیات نعیمیہ کی دسیسہ کاری علی ہذا آیت ولو انهم اذ ظلموا۔ پارہ ۵ سورہ نساء کا حکم جو بزمانہ حیات کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھا نہ بعد وفات شریف۔ خود مولوی نعیم الدین کی مسلمہ مستندہ بہارت بدایونی صفحہ ۲۲۶ میں اس کا ترجمہ مرقوم ہے۔ "اور اگر ان لوگوں نے جس وقت اپنا برا کیا تھا گر آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور بخشواتا ان کو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان"، یعنی اگر وہ اپنے نفاق پر نادم ہو کر رسول کے پاس آتے اور خود بھی اللہ سے اپنی مغفرت چاہتے اور رسول بھی ان کے لئے معافی کی دعا مانگتا تو اللہ ان کی دعا قبول فرما لیتا۔ کیونکہ منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج پہنچایا

تھا اس لئے حاضر ہونے کو شرط فرمایا گیا۔ یہی اس آیت کا سیاق و سباق ہے چنانچہ تفسیر مظہری میں مرقوم ہے "المعنی ای المنافقون اذ ظلموا انفسھم بالنفاق والتحاکم الی الطاغوت جاؤک تائبین بالاخلاص فاستغفروا اللہ بالتوبۃ واعتذروا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاخلاص اھ"

پس مولوی نعیم الدین کا یہ کہنا کہ یہ نہیں ارشاد ہوتا کہ گنہگار مسجد میں جائیں۔ کعبہ شریف میں آئیں اور بقول اسمٰعیل کسی کی چوکھٹ کے آگے دعا نہ مانگیں۔ بلکہ یہ ارشاد ہے کہ آستانہ رسول پر حاضر ہوں۔ کس قدر ظلم اور بے انصافی ہے۔ کیونکہ مولانا شہید مرحوم کا یہ فرمانا کہ "کسی قبر کی چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھ کر التجا کرے مرادیں مانگے۔ تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے"۔ بلا شبہ حق ہے جس طرح علامہ شامی جو مولوی نعیم الدین کے بڑے مستند ہیں ردالمحتار ج ۲ صـ۱۱۳ ایضاً مصری صـ۱۳۹ میں فرماتے ہیں کہ "جو اکثر عوام مزارات پر جاکر کہتے ہیں یا سیدی فلاں اگر میرا غائب آجائے یا مریض اچھا ہو جاوے یا میری حاجت پوری ہو جاوے تو تمہارے لئے اتنا سونا اتنی چاندی اتنا کھانا اور چراغ تیل دوں گا تو یہ اعتقاد اس کا کفر ہے"۔ جس کی تفصیل مع اصل عبارت عربیہ اوپر کہیں گزر چکی ہے۔ مگر مولوی نعیم الدین کی شریعت جدیدہ لذیذہ میں مسجد و کعبہ معظمہ سے قبر کی چوکھٹ پر مرادیں مانگنا التجائیں کرنا مقدم ہے۔ معاذ اللہ من ھذہ الکفریات۔

قولہ صـ۱۵۸ ردالمحتار جلد ۱ صـ۲۹ میں ہے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک پر حاضر ہوتا ہوں۔ اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے۔ تو دو رکعتیں پڑھ کر حضرت امام کی قبر کے پاس دعا کرتا ہوں تو مراد جلد حاصل ہو جاتی ہے قال انی لاتبرک بابی حنیفۃ واجئی الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وسالت اللہ تعالیٰ عند قبرہ فیقضی سریعاً تقویۃ الایمان کے اسی سلسلہ شرکیات میں زائر کا راہ میں اس بزرگ کے نام کا ورد رکھنا بھی لکھا ہے۔ یہ بھی خاص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت پر حملہ ہے کہ درود شریف کا ورد آداب زیارت میں سے اور موجب سعادت ہے۔ مگر وہابی دین میں یہ شرک کا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اھ ملخصاً بلفظہ

اقول۔ ردالمحتار میں جو قول امام شافعی رح کا مناقب امام ابو حنیفہ رح میں منقول ہے۔ محض بلا حوالہ سند و صحت ہے جو حجت نہیں ہو سکتا کیونکہ عند القبر نماز پڑھنا خوف فتنہ

[1] حاشیہ بر صفحہ ۲۶۵ ملاحظہ فرمائیں۔

قبر پرستی سے خالی نہیں ہے چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۲ صـ۲۶۱ میں تعلیقاً روایت ہے

ورای عمر بن الخطاب انس بن مالک یصلی عند القبر فقال القبر القبر

"حضرت عمر نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا یہ قبر ہے یہ قبر ہے"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۵ صـ۶۸۸ ج ۱ صـ۴۲۳ میں مرقوم ہے

فیلزم اتخاذ المسجد عند القبر وقد یکون القبر فی جھۃ القبلۃ فتزداد الکراھۃ۔ وقد یقول بالمنع مطلقاً من یری سد الذرائع وھو ھنا متجہ قوی اھ

"پس لازم آوے گا ٹھہرانا مسجد کا قبر کے پاس اور اگر جہت قبلہ میں ہوگی تو زیادہ کراہت لازم آوے گی اور تحقیق فرمایا گیا ہے مطلقاً منع ہونا بوجہ بند کرنا ذریعہ فساد کے اور اس کی وجہ قوی ہے"

اور مجمع البحار صـ۳۳ ج ۲ میں مرقوم ہے

فان منھم من قصد لزیارۃ قبور الانبیاء والصلحاء ان یصلی عند قبورھم ویدعو عندھا ویسألھم الحوائج فھذا لا یجوز عند احد من علماء المسلمین فان العبادۃ وطلب الحوائج والاستعانۃ حق اللہ وحدہ الخ

"بعض ایسے ہیں جو اس لئے قصد کرتے ہیں قبور انبیاء اور صلحاء کی زیارت کا کہ ان کی قبروں کے پاس نماز پڑھیں اور قبروں کے پاس دعا اور حاجات کا سوال کریں پس یہ جائز نہیں ہے کسی صاحب علم کے نزدیک کیونکہ عبادت اور طلب حاجات اور مدد مانگنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے"

پس یہ کیونکر متیقن ہو سکتا ہے کہ امام شافعی جیسے مقتدا و جامع اصول و فروع مسدود ذریعہ فساد کو مفتوح فرمادیں۔ پھر اس میں صاف تصریح ہے کہ نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں جس کو مؤلف نے اپنے مدعائے شرکیہ کے حاصل کرنے کے لئے صرف یہ کہا کہ امام کی قبر کے پاس دعا کرتا ہوں۔ تاکہ قبر پرست باور کریں کہ صاحب قبر سے دعا مانگتے تھے۔ کیونکہ خود بدولت نے اس پر دعویٰ کیا ہے کہ زیارت قبر کی غرض قبر کے سامنے دعا کرنا اور مرادیں مانگنا ہے ورنہ لفظ عربی سالت کا ترجمہ بھی کرنا تھا کہ اللہ سے سوال کرتا ہوں۔ پس کہا یہ صریح دھوکہ

[1] حاشیہ بقیہ صـ۲۶۴ یہ گپ حافظ خطیب کی تاریخ بغداد صـ۱۲۳ ج ۱ سے نقل ہوا نقل ہوا ہی ہے اور اس میں مذکور سند میں ایک راوی عمر بن احمد ہے جس نے فضائل امام ابو حنیفہ میں ایک کتاب لکھی تھی جس کے متعلق حافظ دارقطنی رح جیسے محدث کبیر کا فیصلہ ہے موضوع ہے تاریخ بغداد صـ۱۲۳ ج ۱۱ اور سب کچھ یہی ہے اس کے علاوہ بعض دیگر راوی بھی اس میں ایسے ہیں جن کا کوئی اتا پتا نہیں اسی لئے تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس کہانی کو امام شافعی کی طرف منسوب کرنا جھوٹ قرار دیا ہے جبکہ یہ سند بھی یہود کسی طرح صحیح نہیں مانا جا سکتا [illegible]

ادبی سے عوام کو گمراہی میں مبتلا کرنا نہیں نعوذ باللہ من سوء الاعتقاد اسی طرح تقویۃ الایمان کے اسی سلسلہ شرکیات میں زیارت کا راہ میں اس بزرگ کے نام کا ورد کرنا،، جس کو مولوی نعیم الدین نے نقل کیا ہے اگرچہ اس میں اس جگہ نہیں ہے، مگر مضمون اصل معنی میں صحیح ہے۔ کیونکہ دوسرے مقام پر اس کے قریب الفاظ مرقوم ہیں چنانچہ تقویۃ الایمان صث میں لکھا ہے۔

وو سو جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلہ میں اس کی دہائی دیوے اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے، تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری بات کوئی چھپی نہیں رہ سکتی اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں۔ سب کی ہر وقت اسے خبر ہے اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں،،

لہٰذا اس میں کیا کلام ہو سکتا ہے جس کی تفصیل تائیدات از کلام ربانی اور احادیث رسول یزدانی مع اقوال ائمہ کرام اور علمائے ذوالاحترام سے واضح ہو چکی۔ بھلا اس میں خاص فداہ امی وابی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مرقد مبارک پر کیا حملہ ہے۔ جس کا تقویۃ الایمان میں ہرگز ذکر تک نہیں ہے یہ محض ان مولوی صاحب کا بہتان و عناد ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین۔ باقی درود شریف پڑھنا خصوصاً مدینہ طیبہ کے سفر میں خیر و برکات اور افضل عبادات ہے کہ یہ حق تعالیٰ کی جناب میں التجا اور دعا ہے۔ البتہ آپ کو مستقل حاضر و ناظر جان کر سنانے کا عقیدہ شرک ہے، چنانچہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ ص۵۷ میں فرماتے ہیں

المقصود بالصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم التقرب الی اللہ تعالیٰ بامتثال امرہ اھ	"مقصود درود شریف پہنچانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حق تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا ہے اس کے اطاعت حکم کے بنا پر،،

در خود مولانا شہید مرحوم دوسرے باب تقویۃ الایمان کی پانچویں فصل ص۱۸۱ میں حدیث نقل فرماتے ہیں۔

وصلوا علیّ فان صلوٰتکم تبلغنی	"درود بھیجو مجھ پر اس لئے کہ درود تمہارا

حیث کنتم رواہ النسائی۔	پہنچایا جاتا ہے مجھ کو جہاں تم کہیں ہو،،

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح البلاغ المبین ص۱۲ میں دربارہ افعال شرکیہ فرماتے ہیں۔

وبعضی وظائف بطریق اذکار مشتمل بر ندائے بزرگان در صبح و شام التزام کردہ اند اھ	"بعضے وظائف بطور اذکار مشتمل ندائے بزرگان کے نام کے صبح اور شام لازم کرتے ہیں،،

اور جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رح ارشاد الطالبین ص۱۲ میں فرماتے ہیں

وذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بروجہے کہ در شرع وارد نشدہ است چنانچہ کسی بطور وظیفہ یا محمد یا محمد یا محمد گفتہ باشد روا نباشد اھ	"ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طریقہ پر جو شرع میں وارد نہ ہوا ہو۔ جیسے کوئی شخص بطور وظیفہ کے یا محمد یا محمد یا محمد کہتا ہو روا نہ ہوگا،،

پس افسوس ان مولوی صاحب نے تحریف و بہتانات کا دروازہ کھول کر کس بری طرح عام لوگوں کو گمراہی کی راہ پر ڈالنے کی کوشش کی ہے معاذ اللہ من سوء العقیدۃ والعمل

قولہ ص۱۵۹، ۱۶۰ خانہ کعبہ سے مختص کام قبروں کے ساتھ کرنے کی بحث

تقویۃ الایمان میں شرک کی باتوں میں یہ بھی لکھا ہے۔ اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا اور اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی تقویۃ الایمان ص۱۱ اگرچہ دیوار سے منہ اور چھاتی ملنا اور غلاف پکڑنا آداب زیارت میں سے نہیں ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ زائر روضہ شریف سے کسی قدر فاصلہ پر رہے۔ کہ اس میں ادب زیادہ ہے، غرض کہ دیوار سے چپٹنا یا پردوں سے لپٹنا آداب زیارت میں نہیں ہے، چہ جائیکہ اس کو شرک بتا کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا جائے نابینا کو یہ نظر نہ آیا۔ کہ اس کا طبع زاد شرک کہاں تک پہنچے گا۔ دیوار رکجا خاص قبر شریف پر رخسار رکھ دینا تو صحابہ کرام سے ثابت ہے ایسا ہی خلاصۃ الوفاء ص۶۱ میں ہے۔ قبور صالحین کو بوسہ دینے کا جواز منقول ہے۔ اگرچہ عوام کی گمراہی کے اندیشہ سے اس میں احتیاط مناسب ہے لیکن جو افعال کہ ثابت ہیں ان کو محض اپنی رائے فاسد سے بے دھڑک شرک بتا دینا صحابہ پر الزام شرک لگانا اور کھلی گمراہی ہے اھ ملخصاً بلفظہ۔

اقول۔ ہرگز یہ عبارت تقویۃ الایمان فہرست شرکیات کے ذیل میں نہیں ہے یہ محض ان مولوی صاحب کا بہتان ہے۔ بلکہ یہ خانہ کعبہ کی خصوصیات میں واقع ہے چنانچہ

فرماتے ہیں

"یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں"

پس خانہ کعبہ کی دیوار مقام ملتزم سے چھاتی کا ملنا ثابت اور عبادت و برکت کا موجب ہے چنانچہ موطا امام مالک رح ص۳۲۲ میں روایت ہے مالك انه بلغه ان عبد الله بن عباس رض كان يقول ما بين الركن والمقام الملتزم۔ جس کا ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں۔

عبد اللہ بن عباس رض گفت درمیان رکن اسود و مقام ابراہیم ملتزم است یعنی جائیکہ معانقہ با دیوار کعبہ باید کرد و علیہ اهل العلم انه يجتهد فی الدعاء فی المواضع المتبرکۃ ویلتزم بين الركن والباب اھ (مصفیٰ)

"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا درمیان حجر اسود اور مقام ابراہیم کے ملتزم ہے یعنی اس مقام میں معانقہ دیوار کعبہ سے کرنا چاہیئے۔ اور اسی طریقہ پر اہل علم کا عمل ہے کہ بہت کوشش کرے دعا مانگنے میں مواضع متبرکہ میں اور ملتزم درمیان رکن اور دروازہ کے واقع ہے"

پس جس طرح حصول برکت کے لئے ملتزم میں چمٹ کر دعا کی جاتی ہے اسی طرح قبور کے ساتھ یہ افعال بجا لانے مفضی الی الشرک ہوں گے۔ جیسا کہ خود مولوی نعیم الدین نے بھی ان امور کو آداب زیارت سے باوجود نقل کرنے آثار مردودہ بلا سند کے خود رخسار و بوسہ وغیرہ قبر کو گمراہی کا باعث قرار دیا ہے لہٰذا یہی دلیل اس کے شرک و کفر ہونے کی قبر پرستوں کے حق میں بس ہے ورنہ اگر شرک کہنے سے کھلی گمراہی ہے۔ تو گمراہ بتانے سے بھی کھلی گمراہی واضح ہو گئی کیونکہ گمراہی کا مآل کار شرک تک پہنچتا ہے۔

چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رح البلاغ المبین ص۱۷ میں فرماتے ہیں۔

ونیز مشابہت بعضے عبادات کہ در خانہ کعبہ از برائے خدائے تعالیٰ کردہ میشود نسبت قبور پیران خود باہتمام بجا مے آرند چنانچہ پوشش غلاف پردہ ہائے رنگا رنگ و استلام و تقبیل و طواف۔

"مشابہت بعضے عبادات میں کہ جو خانہ کعبہ میں خدا تعالیٰ کے لئے کی جاتی ہیں اپنے پیروں کی قبروں کی نسبت بڑے اہتمام سے بجا لاتے ہیں جیسے غلاف پردہ ہائے رنگین اور قبروں کا چھونا بوسہ دینا طواف کرنا"

اور کبیری شرح منیۃ المصلی ص۵۶۲ میں مرقوم ہے

وقال شرف الائمۃ وضع اليد على القبر بدعۃ وعن جار الله العلامۃ مشائخ مكۃ ينكرون ذلك ويقولون انه عادة اهل الكتاب وفی احياء علوم الدين انه من عادة النصارى انتهى ولا شك انه بدعۃ لا سنۃ فيه ولا اثر عن صحابی ولا عن امام ممن يعتمد عليه فيكره ولم يعهد الاستلام فی السنۃ الا للحجر الاسود والركن اليمانی خاصۃ اھ

"فرمایا شرف الائمہ نے ہاتھ رکھنا قبر پر بدعت ہے اور مروی ہے مشائخ مکہ مکرمہ سے کہ اس کا انکار فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ عادت اہل کتاب کی ہے اور احیاء العلوم میں ہے کہ یہ عادت نصاریٰ کی ہے اور اس میں شک نہیں۔ کہ یہ بدعت ہے اس میں سنت سے کچھ ثابت نہیں اور نہ کسی ایک صحابی کے اثر سے ثابت اور نہ کسی امام معتمد سے ثابت پس یہ مکروہ ہے اور سنت نہیں ہے چھونا سوائے حجر اسود اور رکن یمانی کے خاصۃً"

اور خود علامہ سمہودی مدنی رح وفاء الوفاء[1] تاریخ مدینہ طیبہ میں فرماتے ہیں۔

ومنها اجتناب الانحناء للقبر عند التسليم قال ابن جماعۃ قال بعض العلماء انه من البدع ويظن من لا علم له انه من شعائر التعظيم واقبح منه تقبيل الارض للقبر اذ لم يفعله السلف الصالح والخير كله فی اتباعهم ومن خطر بباله ان تقبيل الارض ابلغ فی البركۃ فهو من جهالته وغفلته لان البركۃ انما هی فيما وافق الشرع واقوال السلف وعملهم قال وليس عجبی ممن جهل ذلك فارتكبه بل عجبی ممن افتی بتحسينه مع

"منجملہ ممنوعات کے قبر کے واسطے سلام کے وقت جھکنا ہے فرمایا ابن جماعہ نے کہ بعض علماء نے اس کو بدعت کہا ہے۔ اور جو شخص بے علم ہے وہ اس کو تعظیم کے طریقوں میں سے خیال کرتا ہے۔ اور اس سے زیادہ برا قبر کے پاس کی زمین کو چومنا ہے کیونکہ اس کو سلف صالحین نے نہیں کیا ہے۔ اور تمام بھلائیاں سلف صالحین کے اتباع میں ہیں۔ اور جس کے دل میں یہ وسوسہ گذرا کہ زمین کو بوسہ دینا زیادہ برکت کا سبب ہے تو یہ اس کی جہالت اور غفلت کی وجہ سے ہے کیونکہ برکت انہیں چیزوں میں ہے جو شرع اور سلف کے اقوال اور ان کے اعمال کے مطابق ہوں فرمایا کہ مجھے تعجب اس سے نہیں ہے جو بوجہ اپنی جہالت کے اس نے کیا۔ بلکہ

[1] ص۱۷۰ ج ۲ طبع مصر ۱۳۲۶ھ (ح۔ ح)

علمه بالجهة ومخالفته لعمل السلف استشهد لذلك بالشعر انتهى قلت وقد شاهدت بعض جهال القضاة فعل ذلك بحضرة الملأ وزاد عليه وضع الجبهة كما يفعله بالمساجد فتبعه العوام ولا حول ولا قوة الا بالله انتهى (صواعق ص۱۲۳)

تعجب اس سے ہے جو باوجود اس عمل کے صحیح ہونے اور سلف کی مخالفت کے اس کی تحسین پر فتویٰ دیتا ہے اتنی میں کہتا ہوں کہ میں نے بعض جاہل قاضیوں کو حضرت عوام کے سامنے اس فعل کو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور پیشانی رکھنے کو مثل سجدہ کرنے والے کے اس نے زیادہ کیا، پھر دیکھا دیکھی عوام نے اس کا اتباع کیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ"

نیز علامہ سید سمہودی مدنی وفاء الوفا جلد اول ص۳۸۹ میں فرماتے ہیں۔

بنى عمر بن عبد العزيز على ذلك البيت هذا البناء الظاهر وعمر بن عبد العزيز انما بناه لئلا يتخذه الناس قبلة تخص فيه الصلاة من بين مسجد رسول الله صلعم ذلك لان رسول الله صلعم قال قاتل الله اليهود اتخذوا قبور انبيائهم مساجد وقال اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد الحديث اھ

"حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے آنحضرتؐ کی قبر انور والے کمرے کے اوپر عمارت بنادی تھی تاکہ لوگ اسکو قبلہ توجہ نہ بنالیں اور مسجد نبوی کو چھوڑ کر اسمیں نمازیں مخصوص نہ کرلیں اور یہ اس لیے کہ آنحضرتؐ نے قبروں کو سجدہ قرار دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور اپنی قبر کے متعلق دعا بھی کی تھی۔"

وقال العلامة الزعفراني وضع اليد على القبر ومسه وتقبيله من البدع التي تنكر شرعا وروى عن انس بن مالك راى رجلا وضع يده على قبر النبي صلى الله عليه وسلم فنهاه وقال ما كنا نعرف هذا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد انكره مالك والشافعي واحمد اشد الانكار انتهى (صواعق ص۱۲۳)

"ہاتھ رکھنا قبر پر اور بوسہ دینا بدعت ہے جس پر شرع میں انکار کیا گیا ہے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا تو اس کو منع کیا اور فرمایا کہ ہم اس فعل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جانتے بھی نہ تھے اور تحقیق اس کا امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ نے بہت سختی کے ساتھ انکار کیا ہے۔"

ل وفاء الوفا ص۳۸۹ ج ۲

پس الحمد للہ کہ کلام اکابر ائمہ امت خصوصاً امام سید سمہودی مستند مولوی نعیم الدین سے حسب تصریح احادیث وائمہ دین کے سخت انکار ثابت ہوا کہ پیشانی رکھنا اور چومنا قبر کو مانند ہیئت سجدہ کے ہے اور بمشابہت خصوصیات خانہ کعبہ بیت اللہ الحرام وحجر اسود کے تقرباً و تعظیماً قبروں پر غلاف پردے ڈالنا بوسہ دینا، ہاتھ سے چھونا منجملہ عادات یہود و نصاریٰ کے ہے جن پر قبور انبیاء علیہم السلام کو سجدہ گاہ بنالینے پر لعنت فرمائی گئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ڈرا کر دعا فرمائی کہ یا اللہ میری قبر کو بت نہ بنا دینا کہ پوجی جاوے ورنہ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ تنبیہ کسی غیر مسلم کے لئے تھی؟ نہیں بلکہ مبتدعین گور پرستوں مدعیان توحید وحب نبوی کے لئے یہ تنبیہات ارشاد ہوئیں۔

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمٰى وَأَضَلُّ سَبِيْلًا (الاسراء ع ۸)

"اور جو اس میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں اندھا اور راستہ سے بھٹکا رہا"

پس یہ سب امور باعث گمراہی اور مآل شرک کے ہیں کسی اثر صحابی اور معتمد علماء سے ثابت نہیں لہٰذا کما حقہ تقویۃ الایمان کی تائید و تصدیق واضح ہوگئی اور مولف الطیب کے انکار و بہتانات کی قلعی کھل گئی۔ اور مزید تفصیل اس کی اوپر گذر چکی جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (الآیہ)

قولہ ص۱۶۰ و ۱۶۱ تقویۃ الایمان میں انہیں شرکیات کے سلسلہ میں یہ بھی لکھا ہے۔ اس کے کنویں (کے پانی) کو تبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے لے جانا۔ (یعنی یہ سب باتیں شرک ہیں) تقویۃ الایمان ص ظالم نے کنوئیں کے پانی کو تبرک سمجھ کر استعمال کرنا کھانے سے شرک بتادیا۔ جو بات ہے بے دلیل من گھڑت ہے اور چھانٹ چھانٹ کر ان چیزوں کو بتایا ہے جن کا ثبوت شریعت میں موجود ہے اور جن کی تعلیم دی گئی ہے ان کنوؤں کی زیارت کے لئے جانا اور ان کے پانی کو تبرک بنانا مستحب ہے جن سے حضور نے پانی پیا طہارت فرمائی۔ مدینہ طیبہ کے خدام اپنے برتن لاتے جن میں پانی ہوتا تو آپ ہر برتن میں اپنا دست مبارک ڈال دیتے۔ اب تقویۃ الایمان والا کس کو شرک کہے گا حضور سید عالم کا جبہ جس کو حضور پہنتے تھے۔ اس کو بیماروں کے لئے دھویا کرتے تھے اس سے مقصد یہ ہوتا تھا کہ اس جبہ شریف کے دھوون سے بیماروں کو شفا حاصل ہو تقویۃ الایمان والا تو بزرگوں کے کنوئیں کے پانی کا بطور تبرک استعمال کرنا بھی شرک کہتا تھا یہاں ملبوس

شریف کا غسالہ تبرک ہے۔ خلاصۃ الوفا ص۶۳ مشکوٰۃ شریف ص۵۱۹ و ص۲۷۲ اھ ملخصاً بلفظہ

اقول وباللہ التوفیق:۔ یہ محض ان مولوی صاحب کا کذب وافتراء وعناد ہے جس میں ہرگز سچائی کا شمہ تک نہیں۔ کہ تقویۃ الایمان میں اس کے کنوئیں کے پانی کو تبرک جان کر پینا وغیرہ شرک لکھا ہے معاذ اللہ منہ۔ جھوٹے مفتری پر حق تعالیٰ کی ہزاروں بلکہ لاکھوں لعنت۔ جس پر کھلی دلیل یہ ہے کہ خود ہی اس کو بریکٹ میں لکھا (یعنی یہ سب باتیں شرک ہیں) اور نسبت مولانا شہید مرحوم کی طرف کیا گیا اگر یہ فی الواقع تقویۃ الایمان میں ہوتا۔ تو بریکٹ میں لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ محض مغالطہ وفریب دہی عوام کے لئے کیا گیا۔ اس پر مولانا شہید مرحوم کو ظالم بتا کر ان کا کیا بگاڑا خود اپنا ہی ٹھکانا جہنم میں بنایا۔

اب ناظرین بالانصاف چشم حق بین سے ملاحظہ فرمادیں کہ تقویۃ الایمان ص۹ میں تو خصوصیات کعبہ معظمہ کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ اس کے کنوئیں (زمزم) کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے لئے لے جانا وغیرہم۔

چنانچہ احادیث میں زمزم شریف کی خصوصیت کے بہت فضائل وارد ہیں صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۲۲۷ میں روایت ہے۔

فقال ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم برکۃ زمزم بدعوۃ ابراھیم علیہ السلام

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آب زمزم برکت دعا ابراہیم علیہ السلام ہے"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۶ ص۱۲۴ میں مرقوم ہے

قال ابن بطال وغیرہ اراد البخاری ان الشرب من ماء زمزم من سنن الحج وفی المصنف عن طاؤس قال شرب نبیذ السقایۃ من تمام الحج اھ

"فرمایا ابن بطال وغیرہ نے ارادہ کیا امام بخاری نے کہ پینا آب زمزم کا منجملہ سنن حج کے ہے اور مصنف میں حضرت طاؤس سے روایت ہے فرمایا پینا شربت سقایہ زمزم کا منجملہ پورا ہونے حج کے ہے"

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۶ ص۱۲۳ میں مرقوم ہے۔ وفی المستدرک من حدیث ابن عباس ماء زمزم لما شرب لہ رجالہ موثوقون اھ۔ اور سنن ابن ماجہ شریف ص۲۲۶ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ماء زمزم لما شرب لہ۔

"فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی زمزم کا جس کام ومقصد کے لئے ہے جس کے لئے پیا جاوے"

یعنی جس مطلب کے لئے پیا جاوے وہی مدعا حاصل ہو شفا کے لئے پیو تو شفا ہو پناہ کے لئے پیو تو پناہ ملے۔ پیاس کے لئے پیو تو پیاس بجھے۔ بھوک کے لئے پیو تو بھوک رفع ہو حاشیہ ابن ماجہ میں امام سراج الدین بلقینی سے منقول ہے زمزم شریف حوض کوثر سے بھی افضل ہے نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۵ ص۲۵۵ میں مرقوم ہے۔

فغسل قلبی، فی روایۃ مسلم ففرج قلبی فغسل بماء زمزم وفیہ فضیلۃ ماء زمزم علی جمیع المیاہ قال ابن ابی جمرۃ وانما لم یغسل بماء الجنۃ لما اجتمع فی ماء زمزم من کون اصل مائہ من الجنۃ ثم استقر فی الارض فارید بذلک بقاء برکۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الارض اھ

"در نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج واقعہ شق صدر میں فرمایا پس غسل دیا گیا میرے قلب کو روایت صحیح مسلم میں ہے پس نکالا گیا میرے قلب کو پھر دھویا گیا آب زمزم سے۔ اور اس میں فضیلت ہے آب زمزم کی تمام پانیوں پر کہا ابن ابی جمرہ نے اور سوائے اس کے جو نہیں غسل دیا گیا جنت کے پانی سے اس لئے کہ آب زمزم کی اصل جنت کے پانی سے ہے۔ پھر ٹھہرایا گیا زمین میں پس ارادہ کیا گیا اس کے ساتھ باقی رہنے برکت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین میں"

سنن ترمذی شریف جلد اول ص۱۲۲ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

انھا کانت تحمل من ماء زمزم وتخبران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یحملہ۔

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زمزم کو غائبین کے لئے مدینہ طیبہ لے جایا کرتیں اور فرماتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لے جایا کرتے تھے"

علی ہذا احادیث میں وارد ہے کہ تپ جہنم کی بھاپ ہے تم اس کو آب زمزم سے بجھاؤ رواہ احمد وابن ابی شیبۃ وابن حبان فی صحیحہ روئے زمین پر کوئی کنواں زمزم سے بہتر نہیں ہے رواہ الطبرانی وابن حبان بسند حسن عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا درمیان مومن اور منافق میں یہ فرق ہے کہ مومن خوب تن کر کھینچ کر پیتے ہیں جس سے کوکھیں بھر جاتی ہیں اور منافق تن

کر نہیں پیتے۔ ،، حدیث مرفوع ابن عباس رضی اللہ عنہ میں ہے بہتر پانی روئے زمین پر زمزم کا پانی ہے اس میں طعام طعم شفا سقم ہے یعنی کہانے کا کام دیتا ہے بیماری کو دفع کرتا ہے ،، رواہ الطبرانی فی الکبیر ورواتہ ثقات وابن حبان فی صحیحہ ،،

ہاں اطبا جو یہ کہتے ہیں کہ کوئی پانی غذا کے قائم مقام نہیں ہو سکتا تو آب زمزم اس سے مستثنیٰ ہے جس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیثیں ہیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جب ابتدا اسلام میں مکہ مکرمہ میں آئے ان کے پاس کچھ کھانا نہ تھا ایک مہینہ تک زمزم شریف پیتے رہے ایسے توانا فربہ ہو گئے کہ پیٹ میں شکنیں پڑ گئیں رواہ مسلم وغیرہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جب زمزم پیتے تو یہ دعا کرتے اے اللہ میں تجھ سے علم نفع دینے والا رزق گنجائش کرنے والا شفا ہر بیماری سے مانگتا ہوں ا نتہی کذا فی الترغیب والترھیب صفحہ ۲۳۰ امام المنذری رحمہ

پس یہ مختصر کعبہ معظمہ کی منجملہ خصوصیات کے فضائل زمزم شریف کے ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمائے جس سے تقویۃ الایمان کی تائید اظہر من الشمس واضح ہے۔

تبرکات کی شرعی حیثیت؟ اس کے سوا مدینہ طیبہ کے کنوؤں یا کسی تبرکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا منع ہونا تقویۃ الایمان میں ہرگز نہیں ہے۔ یہ مؤلف کا بہتان ہے۔ معہذا جس خصوصیت سے تبرک جان کر زمزم کا استعمال ثابت اور مؤکد ہے۔ کسی دوسرے کنوئیں اور پانی کا اس کی مثل جاننا بھی ثابت نہیں۔ البتہ انبیاء و صالحین کے تبرکات صحیحہ کو تبرک جان کر اس سے مشرف ہونا مستحب اور باعث اقتضائے محبت ہے۔ جس طرح خود مولوی نعیم الدین نے بھی مستحب ہی لکھا ہے اس میں کیا جائے مقال ہے چنانچہ چند مواقع حسب احادیث صحیحہ ہدیہ ناظرین ہیں صحیح بخاری پارہ اول صفحہ ۱۳۷ میں حضرت محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے (یہ دونوں تابعین ہیں) میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ہیں جو پہنچے ہیں مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تو فرمایا عبیدہ نے میرے پاس ایک بال بھی ہو جائے تو دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنے سر مبارک کے بال مبارک تقسیم فرمائے۔ امام احمد کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ آپ نے فرمایا ان کو خوشبو میں رکھو۔ اور اس میں تبرک ہونا بالوں مبارک کا ثابت ہوا۔ (فتح الباری) ایضاً پارہ اول صفحہ ۱۷۷ و پارہ ۱۷ صفحہ ۱۰۵ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ میں پانی منگا کر اس میں دونوں ہاتھ اور منہ مبارک دھویا۔ اور

ہے ، [illegible] ، جس کی تقریب تام ہی نے ؟ (ح ح)

اس میں کلی کی پھر ابو موسیٰ اور بلال رضی اللہ عنہما سے فرمایا اس میں سے تم دونوں پیو اور اپنے منہ اور سینوں پر چھڑک لو اور خوش رہو دونوں نے پیالہ لے کر تعمیل کی ام سلمہ رضی اللہ عنہا پردہ کے پیچھے سے بولیں میرے لئے بھی چھوڑ دو انہوں نے باقی ام سلمہ کو دے دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تو صحابہ غسالہ وضو کو لے کر اپنے بدن پر پھیر لیتے۔ نیز پارہ اول صفحہ ۱۲۸ میں روایت ہے کہ محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کے منہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی فرمائی تھی۔ اور صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسالہ وضو لینے پر آپس میں لڑتے تھے۔ اور سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے سر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا اور وہ سات برس کے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غسالہ پانی پیا۔ ایضاً صحیح بخاری پارہ ۵ صفحہ ۱۶۶ اور پارہ ۲۵ صفحہ ۹۲۲ میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چادر حاشیہ دار بن کر لائی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میں نے آپ کے لئے بنی ہے کہ میں آپ کو پہناؤں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرما لیا اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ آپ نے اس کا تہبند بنا لیا۔ پھر ایک شخص نے آپ کو پہنے ہوئے دیکھ کر عرض کیا کہ کیا اچھی ہے یہ مجھے دے دیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا پس آپ مکان میں تشریف لے گئے۔ اور چادر اتار کر بھیج دی تو صحابہ نے اس کو ملامت کی کہ تو نے اچھا نہ کیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چادر کو قبول فرمایا اور آپ ضرورت مند تھے اور تو نے آپ سے سوال کیا اور تو جانتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی سائل کو رد نہیں فرماتے ہیں تو اس نے جواب دیا قسم اللہ کی میں نے پہننے کے لئے نہیں سوال کیا۔ بلکہ میں اس میں برکت کی امید رکھتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہنا ہے اس چادر میں میرا کفن کیا جاوے۔ پس اس کو اسی چادر میں کفنایا گیا۔ ایضاً صحیح بخاری پارہ ۲۳ صفحہ ۴۷ مع فتح الباری روایت ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ مبارک تھا جس میں تبرکاً پیا جاتا۔ اور عاصم الاحول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ مبارک اور امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا اس پیالہ مبارک کو بصرہ میں اور پیا اس سے اور وہ خریدا گیا تھا میراث نضر بن انس رضی اللہ عنہ سے آٹھ ہزار کو۔ نیز صحیح بخاری پارہ ۲۴ صفحہ ۴۷ میں روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو

کا پانی لئے ہوئے تھے اور لوگ لپک لپک کر آپ کے غسالہ وضو کو لے کر منہ پر ملتے تھے۔ اور جسے نہ ملتا وہ دوسرے کے تر ہاتھ سے اپنا ہاتھ تر کر کے منہ پر ملتا۔ ایضاً پارہ ۲۴ صفحہ ۱۹۹ میں روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے جب ان کے پاس کوئی بیماری یا کسی حاجت والا آتا تو ان کو پانی میں ہلا کر پانی دے دیتیں نیز صحیح بخاری پارہ ۲۶ صفحہ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو کر اٹھے تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے آپ کا پسینہ اور بال مبارک جو گرے ہوتے ایک شیشی میں خوشبو کے ساتھ جمع کر لئے تھے اور قریب وفات کے وصیت فرمائی تھی کہ ان کو میرے کفن میں لگانا۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ علیٰ ہذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تھے وفات کے قریب وصیت کی کہ ان کو میری ناک میں رکھ دینا۔ اھ۔ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل پنجم صفحہ ۱۷۲

علاوہ بریں ہزاروں واقعات تبرکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث صحیحہ میں وارد ہیں جن کا شمار دشوار در دشوار ہے جو محب سنت ہی کے لئے باعث محبت ہیں چنانچہ مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان منصب امامت صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔

پس میگویم کہ مقامات انبیاء و کمالات ایشاں ہر چند بسیار از بسیار ست و خارج از حد شمار کہ در احصار آں از خیل مردم کہ از احاد ہم متعسر ست بل متعذر محب ایشاں محبوب حضرت رب الارباب است و مبغض ایشاں مبغوض آنجناب محبت ایشاں باعث رفع درجات ست الخ

"پس میں کہتا ہوں کہ مقامات اور کمالات انبیاء علیہم السلام ہر چند زیادہ سے زیادہ اور حد شمار سے باہر ہیں اور ہم جیسے آدمیوں سے کہ احاد امت سے ہیں ان کا حاطہ اور احصار دشوار ہے۔ ان کا محب حق تعالیٰ کا محبوب ہے اور ان سے بغض رکھنے والا حق تعالیٰ کا دشمن ہے ان کی محبت باعث ترقی درجات ہے"

پس جبکہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ وضو دکلی مبارک فرمانا اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس مار مستعمل غسالہ مبارک کو تبرکا پینا اور جسم پر ملنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا۔ جو مولوی نعیم الدین کے مذہب میں ناپاک نجاست غلیظہ تک ہے چنانچہ کبیری شرح منیۃ المصلی صفحہ ۱۰۲ میں مرقوم ہے اما الماء المستعمل تتنجس نجاسۃ غلیظۃ عند ابی حنیفۃ دیکھو

فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۲۶۴ میں مرقوم ہے۔

"ماء مستعمل طاہر ہے مطہر نہیں اس سے وضو نہ ہوگا۔ اور پینا مکروہ۔ صحیح یہی ہے کہ اس سے پانی مستعمل ہو جائے گا۔ اور اس سے وضو صحیح نہ ہوگا۔ نہ یہ کہ صرف کراہت ہو"

اگر تبرک کی حد اعتدال سے بڑھ جاوے گا تو البتہ ممنوع اور شرک تک کی بھی نوبت پہنچ جاوے گی چنانچہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی شعب الایمان میں عبدالرحمان بن قراد صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضأ یوما فجعل اصحابہ یتمسحون بوضوئہ فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یحملکم علی ہذا قالوا حب اللہ ورسولہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یحب اللہ ورسولہ او یحبہ اللہ ورسولہ فلیصدق حدیثہ اذا حدث ولیؤد امانتہ اذا اؤتمن ولیحسن جوار من جاورہ

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۴)

"نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز وضو فرمایا تو صحابہ نے آب وضو لے کر اپنے بدن پر ملا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم اس کو کس لئے کرتے ہو تو عرض کیا گیا اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے باعث تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم میں سے جس کو خوش آوے کہ دوست رکھے اللہ اور اس کے رسول کو یا دوست رکھے اس کو اللہ اور اس کا رسول پس سچ بولے جس وقت بولے اور چاہیئے کہ امانت کو ادا کرے جو امانت رکھی جاوے اور چاہیئے کہ نیکی کرے اپنے پڑوس سے جو اس کے پڑوس میں ہو"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد رابع صفحہ ۱۳۹ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

یعنی دعوائے محبت خدا و رسول خدا یا امثال ایں امور کہ تمسح آب وضو ست خلاچنداں موقوف نہ دارد و بر نفس شاق نیست و ثابت نمیگردد مجرد آں

"یعنی دعویٰ محبت خدا و رسول خدا کا محض ایسی ہی باتوں پر موقوف نہیں ہے کہ غسالہ پانی وضو کا مل لیا جاوے کہ چنداں نفس پر شاق نہیں ہے بجز اس کے بجا لانا و ادا کرنا اور

امتثال اوامر و نواہی ست خصوصاً ایں امور کہ صدق حدیث و ادائے امانت و حسن جوار است اھ

بچنا نواہی سے ہے خصوصاً یہ امور کہ صدق حدیث اور ادائے امانت اور احسان ہمسایوں کے ساتھ کرنا ہے،،

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ البلاغ المبین صـ۱ میں فرماتے ہیں

مخفی نماند کہ تعظیم اشیاء منسوبہ بزرگان دفعۃً موجب کفر و اشراک نیست اما رفتہ رفتہ این وار عضال از حد خود گذشتہ بیماری نفاق پیدا مے آرد و ایں نفاق آنست کہ چون علماء ربانیین تعظیم کنندگاں را مانع مے آیند ایشاں حیلہ و اعتذار غلبہ محبت بہ نسبت بزرگان دین میکنند و میگویند حرکات ما از بہ سبب غلبہ حال صادر میشود پس گاہی کہ ایں بیماری از حد میگزارد و در دام شرک جلی گرفتار میشوند اھ نیز مشابہت بعضے عبادات کہ در خانہ کعبہ از برائے خدائے تعالیٰ کردہ میشود نسبت بقبور پیراں خود باہتمام بجا مے آرند چنانچہ الخ تبرک نمودن غسالہ قبر بجائے آب زمزم۔

یعنی ،، یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ تعظیم کرنا اشیاء منسوب کردہ بزرگان کا دفعۃً موجب کفر و شرک نہیں ہے لیکن رفتہ رفتہ یہ وار عضال اپنی حد سے گزر کر مرض نفاق لے آتا ہے اور سبب اس نفاق کا یہ ہے کہ جو علماء ربانیین ایسی تعظیم کرنے والوں کو مانع ہوتے ہیں یہ لوگ حیلہ اور عذر غلبہ محبت نسبت بزرگان دین کے کرتے ہیں اور کہتے ہیں حرکات ہمارے بسبب غلبہ حال کے صادر ہوتے ہیں پس کبھی یہ بیماری اپنی حد سے گزر جاتی ہے تو شرک جلی میں صاف صاف گرفتار ہو جاتے ہیں ،، ۔۔ نیز مشابہت بعضے عبادات میں کہ خانہ کعبہ میں حق تعالیٰ کے لئے کی جاتی ہے نسبت اپنے پیروں کی قبروں کے ساتھ اہتمام سے بجا لاتے ہیں جس طرح تبرک جاننا غسالہ قبر کا بجائے آب زمزم کے ،،

علاوہ ازیں خود مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت مولوی صاحب بریلوی الستۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ رضوی پریس بریلی کے صـ۱۲ میں لکھتے ہیں

،، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہزاروں طرح جس کا انسداد فرما دیا ہے۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ان کے کمالات عالیہ دیکھ کر حد سے گزری اور ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر کافر ہوئے ہمارے حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات اعلیٰ کے برابر کس کے

کمال ہو سکتے ہیں جن کے کمال میں سب حضور ہی کے کمال پر تو اجلال ہیں۔۔۔ ایضاً لہٰذا حضور اقدس بالمومنین رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت نے اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن ہر ادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرمائی۔ کلمہ شہادت میں رسولہ سے پہلے عبدہٗ رکھا کہ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں،،

الحمد للہ لاشریک لہ تقویۃ الایمان کا بیان توحید معہ اس کے اجزاء و فروع اور اس کے مقابل شرک الوہیت معہ اس کے جزئیات و فروعات رسوم و عادات جاہلیت کے کما حقہٗ تفصیل کے ساتھ مؤید ہو گیا۔ جس طرح کلام مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی میں حفظ الایمان کے لئے توحید الوہیت کلمہ شہادت میں رسولہ سے پہلے عبدہٗ مقدم رکھا گیا باقی انبیاء اور اولیاء کے مراتب و فضائل سے توحید میں کیا بحث اور لگاؤ ہے اس کا باب جداگانہ اس کے بعد موجود ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

چنانچہ اس بیان کی تائیدات میں تمام اکابر ملت متفق اللسان ہیں۔ مگر برخلاف اس کے مبتدعین گور پرستوں کی تائید جس کا کھائے اسی کا گائے کے مصداق ہے۔ بلکہ مؤلف الطیب نے تو مخالفت توحید میں اللہ تعالیٰ کا کھانا ہی فراموش کر کے احیاء رسومات شرکیات کی دل کھول کر داد دی اور اس میں نہ اس کو آخرت یاد رہی اور نہ یہ کہ تائید شرک کا ٹھکانا جہنم ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک ۔

عجیب و غریب مغالطے!

قولہ صـ۱۲۱ اسمٰعیل صاحب نے اس سلسلہ شرکیات میں بعض ایسی چیزوں کو شرک کہا ہے جن کو شرک کہنا مضحکہ خیز ہے مثلاً جھاڑو دینی۔ روشنی کرنی۔ فرش بچھانا۔ پانی پلانا۔ وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا۔ مورچھل جھلنا۔ شامیانہ کھڑا کرنا۔ آداب سے کھڑا ہونا۔ ان میں سے اگر کوئی کام بھی غیر خدا کے لئے کیا تو تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۷ میں لکھ دیا ہے۔ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں۔ انہیں کی مثال میں آپ نے جھاڑو وغیرہ کو شمار کر دیا ہے۔ یہ تو اسمٰعیل پرست تلاش کریں کہ کس آیت یا حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جھاڑو دینا۔ روشنی کرنا۔ فرش بچھانا پانی پلانا۔ وضو اور غسل کا سامان درست کرنا۔ مورچھل جھلنا۔ شامیانہ کھڑا کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہے اور یہ خاص کام وہاں کہاں ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے کس کو خدا فرض

کیا ہے جس پر مورچھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا اس کی تعظیم کے لئے خاص ہو مذہب وہابیوں کا کیا عجیب دین ہے خدانخواستہ ان کی سلطنت ہو تو دنیا کو کوڑے کچرے سے اٹا دیں کیونکہ جھاڑو دینا تو شرک ٹھہرا اب ہر مکان تاریک اور اندھیر اپٹ رہے گا اس لئے کہ روشنی کرنا شرک ہے۔ پانی پلانا بھی شرک بتایا ہے۔ یزیدیوں سے بھی بڑھ گئے۔ انہوں نے صرف اہل بیت پر پانی بند کیا تھا۔ مگر پانی پلانے پر شرک کا فتویٰ دینے کی انہیں بھی نہیں سوجھی تھی کسی نمازی کے لئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا کیوں شرک ہے اسی لئے نہ کہ تعاونوا علی البر والتقوی میں داخل ہے اس سے نماز پر اعانت ہوتی ہے۔ جس کام سے خدا کی عبادت پر اعانت ہو۔ وہابی دین میں وہ بھی شرک لطیفہ شرک کی تعریف میں تقویۃ الایمان ص میں یہ لکھا ہے کہ وہ چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے ذمہ بندگی ٹھہرائی ہوں تو لازم آیا کہ جھاڑو دینا روشنی کرنا۔ مورچھل جھلنا، شامیانہ کھڑا کرنا نشان بندگی ہے۔ اب تو ہر وہابی پر فرض ہے۔ کہ جھاڑو دئے پھرے۔ ورنہ نشان بندگی جاتا رہے گا۔ مورچھل ہاتھ میں رکھے کہ وہابی دین میں یہ نشان بندگی ہے۔ حیرت ہے ان کوتہ عقلوں پر جو ایسی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور ان مزخرفات کو مانتے ہیں انتہی۔

اقول وباللہ التوفیق ان مولوی صاحب کی مخبوط الحواسی بے عقلی پر حیف ہے۔ جب انسان توحید جناب باری تعالےٰ کو چھوڑ کر شرک جیسی گندگی میں ملوث ہو جاتا ہے۔ تو پھر شیطان اخبث لعین اپنا جیسا بنا کر عقل سے کلیۃً بے بہرہ کر دیتا ہے۔ سیدھی راہ بھی ٹیڑھی نظر آتی ہے۔ قرآن پاک احادیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار بھی ظلمت و تاریک دکھائی دیتے ہیں۔ حتی کہ حق تعالےٰ ارحم الراحمین کی مہر بھی اس سے اٹھ جاتی ہے اور اس آیت کے مصداق ہو جاتا ہے۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَا	وہ جو منکر ہیں سو کہتے ہیں کیا غرض تھی۔
اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِهٖ	اللہ کو اس مثال سے گمراہ کرتا ہے اس سے
كَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ	بہتیرے اور راہ پر لاتا ہے اس سے بہتیرے
بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ (پ ۱ ع ۳)	اور گمراہ کرتا ہے انہیں کو جو بے حکم ہیں۔

ہر چند کہ ان امور کا تفصیلاً جواب اوپر گذر چکا ہے۔ مگر مختصراً یہاں بھی ناظرین اہل انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مولوی صاحب نے تقویۃ الایمان کے مبحث توحید عبادت حق تعالےٰ کو

مبحث شرک تقرب لغیر اللہ کے ساتھ خلط کر کے فریب ہی خلق اللہ پر کمر باندھی ہے جو ہر گز اس میں اس طرح نہیں ہے۔ بلکہ تقویۃ الایمان کے اس مقام پر اولاً اقسام عبادت اللہ عز و جل علیحدہ اور ثانیاً اقسام تقرب لغیر اللہ علیحدہ علیحدہ مذکور ہیں جن کو پہلے کا دوسرے پر اور دوسرے کا پہلے پر مخلط کر کے مولانا شہید پر بہتان باندھا ہے۔ سنیئے منجملہ مبحث اول خدمات خانہ کعبہ معظمہ" جیسے جھاڑو دینی اور روشنی کرنی فرش بچھانا پانی پلانا وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا۔ یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں"۔ اور منجملہ مبحث دوم "وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے، چادر چڑھا دے۔ ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے۔ رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے۔ ان کی قبر کو بوسہ دیوے۔ مورچھل جھلے۔ اس پر شامیانہ کھڑا کرے۔ اور ایسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے" (تقویۃ الایمان ص ۱۰۹)

اب کیا بجز مؤلف جیسے دشمن شہید کے کوئی متدین اہل توحید متبع سنت کہہ سکتا ہے کہ جھاڑو دینی روشنی کرنی فرش بچھانا پانی پلانا۔ وضو غسل کا سامان درست کرنا عبادت و موجب ثواب و اجر نہیں ہیں۔ مگر برخلاف اس کے گور پرست قبروں پر روشنی غلاف چادر چڑھاتے چھڑی کھڑی کرتے بوقت رخصت مانند خانہ کعبہ کے الٹے پاؤں چلتے قبر کو بوسہ دیتے مورچھل جھلتے۔ شامیانہ وغیرہم لگاتے ہیں۔

پس ناظرین اس فریب دہی کو بغور مقابلہ کر کے حق و باطل میں امتیاز فرمالیں۔ اور پھر کچھ انہیں امور پر منحصر نہیں۔ بلکہ ہر وہ کام جو حق تعالےٰ کے لئے عبادۃ ہوگا۔ وہ غیر اللہ کے حصول تقرب عبادات کیلئے شرک ہوگا۔ پھر یہ کیا لازم ہے کہ جو عبادات گور پرست قبروں کے لئے تقرباً کرتے ہوں۔ وہ بعینہ حق تعالےٰ کے لئے بھی جائز و ضروری ہوں۔ بلکہ فعل معصیت و مشابہت افعال شرک پر بھی حکم کفر و شرک ہوتا ہے چنانچہ جس طرح ایمان کی ستر سے زائد شاخیں چھوٹی بڑی حدیث میں وارد ہیں کہ اعلیٰ ان میں حکم لا الہ الا اللہ اور ادنے تکلیف دہ چیز راستہ سے دور کرنا ہے۔ اسی طرح کفر و شرک کے انواع بھی چھوٹے بڑے وارد ہیں جیسے قسم لغیر اللہ کو تسمیہ لغیر اللہ کو شگون بد کو ریا و غیرہم کو احادیث میں شرک فرمایا ہے۔ چنانچہ رد المحتار فقہ حنفیہ ج ۱ ص ۲۲۰ ر بڑی مستند مولوی نعیم الدین ہیں مرقوم ہے

ان الحلف بغیر اسمہ و تعالیٰ — سوائے نام اور صفات حق تعالےٰ عز و جل کے قسم

وصفاته عز وجل مكروه كما صرح به النووي في شرح صحيح مسلم بل الظاهر من كلام مشائخنا انه كفر۔	"کما مکروہ ہے جس طرح امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں تصریح فرمائی ہے بلکہ ظاہر ہمارے مشائخ کے کلام سے یہ ہے کہ ایسا کرنا کفر ہے۔"

نیز رد المحتار ص۲۵۲ میں مرقوم ہے۔

اصل عبادة الاصنام اتخاذ قبور الصالحين مساجد۔	"بتوں کے پوجے جانے کی اصل صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا ہے۔"

اس کے علاوہ مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت راس الطائفہ بریلوی عطایا القدیر فی حکم التصویر حسنی پریس بریلی کے ص۲۳ میں لکھتے ہیں۔

"اللہ عز وجل ابلیس کے کر سے پناہ دے دنیا میں بت پرستی کی ابتداء یوں ہوئی۔ کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر رکھیں اور انہیں لذت عبادت کی تائید سمجھی شدہ شدہ وہی معبود ہو گئیں۔"

چنانچہ مکروہات ومنکرات امور پر بھی بمآل کار مفسدہ ومشابہت اہل کفر کے حکم کفر وشرک کا شرع میں وارد کیا گیا ہے۔ چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری مستند مولوی نعیم الدین، پارہ ۱۳ ص۲۰۵ میں مرقوم ہے

والمراد باطلاق الكفر ان فاعله فعل فعلا شبيها بفعل اهل الكفر وفيه جواز اطلاق الكفر على المعاصى لقصد الزجر كما قررناه۔	"مراد اطلاق کرنے کفر سے اس کے فاعل پر وہ فعل ہے جو مشابہت رکھتا ہو اہل کفر سے۔ اور اس میں جواز ہے اطلاق کرنے کفر کا گناہ کرنے پر بوجہ زجر وتنبیہ کے جس طرح مقرر ہو چکا ہے۔"

پھر مولوی نعیم الدین کا مضطربانہ متضاد امور الٹ پلٹ ایک ہی صفحہ میں کرکے یہ کہنا کہ کس آیت یا حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جھاڑو دینا، روشنی کرنا، فرش بچھانا، پانی پلانا وضو اور غسل کا سامان درست کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہے۔ پھر اس کے برعکس جو پلٹی کھائی تو یہ کہا کہ جھاڑو دینا تو شرک ٹھیرا روشنی کرنا شرک ہے پانی پلانا بھی شرک بتایا۔ پھر جو تیسری پلٹی کھائی تو کہا کہ کس نمازی کے لئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا کیوں شرک ہے اس لئے کہ اس سے نماز پر اعانت ہوتی ہے پھر اس کے برخلاف چوتھے الٹ پھیر میں یہ گپ اڑائی کہ اب تو ہر وہابی پر فرض ہے کہ جھاڑو لئے پھرے ورنہ نشان بندگی جاتا رہے گا مورچھل ہاتھ میں رکھے کہ یہ نشان بندگی ہے۔

پناہ بخدائے لایزال حالانکہ تقویۃ الایمان میں یہ متضاد امور ہرگز جمع نہیں ہیں۔ اس میں تو صرف جھاڑو روشنی فرش پانی پلانے وضو غسل کے سامان کو خانہ کعبہ معظمہ اور مساجد اللہ کے لئے عبادت میں داخل کئے ہیں نہ کہ شرک میں کیونکہ جھاڑو دینا خانہ کعبہ و مسجد میں بیشک نشان بندگی عبادت اور علامت ایمان ہے۔ اور مورچھل قبروں پر تقرباً بجائے جھاڑو مسجد کے بلا شبہ شرک میں داخل ہے۔ گور پرستوں بے دینوں کا یہ عجیب الوکھا دین ہے چنانچہ بیشتر مساجد جو قبور بزرگان کے قریب ہوتی ہیں ان میں جھاڑو وصفائی تو کیا گرد وغبار سے آلودہ ہوتی ہیں بجائے ان کے قبروں پر شامیانہ، مورچھل، اطلس وکمخواب کے پردہ غلاف زرین کے زرق وبرق سامان کے ٹھاٹھ کئے جاتے ہیں۔ بھلا قبر پرست قبروں کو پوجیں۔ ان پر تقرباً غلاف ڈالیں، فرش بچھائیں۔ جھاڑو دیویں۔ قبر کے غسالہ آب کو تبرک بنا کر پیویں جسم کو ملیں۔ غائبین کے لئے لے جاویں۔ یا کعبہ معظمہ کو جاویں۔ نماز لئے ہیں مسجدوں میں جھاڑو وفرش پانی وضو غسل کا سامان مہیا کریں۔ اصل یہ ہے کہ قبروں پر جھاڑ پھونک۔ روشنی شامیانہ کھڑا کرنا عموماً گور پرستوں کا وطیرہ ہے۔ لیکن موحدین خانہ کعبہ مساجد میں یہ کام عبادتاً وتقرباً الی اللہ کرتے ہیں چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز پارہ اول ص۲۷۲ آیت وسعی فی خرابها کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وبجهت تعصب یهودیان مسجد بیت المقدس را که بلا شبه بنائے حضرت داؤد وحضرت سلیمان بود از آں وقت همیشه عبادت گاه انبیائے بنی اسرائیل مانده ومملو بذکر خدا بوده خراب ساختند ونجاسات وخس وخاشاک انباشتند وآنرا کن سر ومزبله گردانیدند وهرجا توریت یافتند بسوختند وبدل آں مکان متبرک در مکان شرقی آں که مولد حضرت عیسیٰ بود عبادت گاه مقرر کردند وآں مسجد متبرک تا وقت شیوع اسلام خراب ماند تا آنکه حضرت امیر المومنین عمر	"اور نصاریٰ نے بوجہ تعصب دشمنی یہود کے مسجد بیت المقدس کو کہ بلاشبہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی بنائی ہوئی تھی اور اس زمانہ سے برابر عبادت گاہ انبیاء بنی اسرائیل کی رہی اور ہمیشہ ذکر الٰہی تعالیٰ سے اس میں ہوتا تھا خراب کر ڈالا اور نجاستوں اور گرد وغبار سے بھر دیا اور کوڑا کچرا اس میں ڈالا کرتے اور جس جگہ توریت کو پاتے جلا دیتے اور بیت المقدس کے بدلے شرق کی طرف مقام مولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عبادت گاہ مقرر کر لیا اور وہ مسجد متبرک زمانہ اسلام کے شیوع تک خراب ہی پڑی رہی یہاں تک کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رض

ایمان وعید دوم آنکہ مسجد را از خس و خاشاک و آب بینی و آب دہن و دیگر مکروہات طبعی و نجاسات شرعی پاک دارد و با فروختن مجامر و عود و خوشبو معطر سازد و فرش لطیف پاک نیز تحف دراں بگسترانند در حدیث شریف است کہ خس و خاشاک از مسجد دور کردن مہجاور حب کشی نمودن آں متبرک مہر حوراں بہشت است ایضاً ص ۴۹۳ دہم چنیں و مہیا داشتن اسباب طہارت از بنائے غسلخانہ و ترمیم چاہ مسجد و اجرائے آب رسید مہیا داشتن فرش بوریا وغیرہ و روشن کردن چراغ در آنجا تا آں مدت کہ مردم دراں باشند عبادت است در حدیث صحیح بروایت حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض وارد شدہ کہ امر رسول اللہ صلعم ببناء المساجد فی الدور وان تطیب و تنظف یعنی آنحضرت حکم فرمودند بنا کردن مسجد ہا در محلہا و آں مساجد را پاک و صاف باید داشت و خوشبو و معطر باید نمود ایضاً ص ۵۱۹ بہ تفسیر آیت وطہر بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود یعنی آنکہ پاک دارید خانہ مرا از ناپاکی ہا و از آنچہ طبع سلیم بدیدن آں نفرت می کند مثل آب دہن و آب بینی و خس و خاشاک الخ ایضاً ص ۵۲۷ دوم آنکہ آں مکان را بوجہے از وجوہ علاقہ با ہیچ مخلوق نباشد الا وقت را قبلہ گرفتن قبور انبیاء

اس میں بچا ہوا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ کوڑا گرد و غبار مسجد سے دور کرنا اور جھاڑو دینا اس مقام متبرک میں بہشت کی حوریں ان کا مہر ہے"۔ اسی طرح درست کرنا سامان طہارت کا مثل غسل خانہ اور تعمیر کنوئیں مسجد اور بدرو پرنالہ کا اور فرش بوریا وغیرہ کا اور روشن کرنا چراغ کا جبتک اس میں رہیں عبادت ہے۔ کہ حدیث صحیح میں بروایت حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے وارد ہوا ہے۔ کہ حکم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بنانے مسجدوں کے محلات میں اور ان کو پاک و صاف اور خوشبو سے معطر کرنے میں"۔ آیت۔ ان طہرا بیتی یعنی پاک رکھو تم میرے گھر کو ناپاکیوں سے اور اس چیز سے جس کو طبع سلیم دیکھنے سے نفرت کرتی ہے۔ مثل آب دہن آب بینی تھوک وغیرہ گرد و غبار سے دوسری وجہ یہ کہ اس مکان متبرک کو کسی وجہ سے کسی مخلوق کے ساتھ کچھ بھی علاقہ نہ ہو ورنہ توجہ کے وقت شائبہ شرک کا لازم آئیگا اور خالص توحید اس عبادت میں نہ رہیگی اور اسی واسطے قبلہ ٹھہرالینے قبور انبیاء

بن الخطاب رض آں شہر را فتح نمودند و خود بہ نفس نفیس خود و دیگر صحابہ کرام رض آں مکان را از نجاسات پاک کردند و بآب شستہ مطیب و منظف گردانیدہ محل عبادت و نماز قرار دادند۔ و اگر مدعی توحید و اتباع ملت اند پس کار ایشاں مخالف گفتار ایشاں شد کہ تعظیم معبود مستلزم تعظیم عبادت اوست و تعظیم عبادت او مستلزم تعظیم عبادت گاہ او پس خراب کردن عبادت گاہ دلیل انکار عبادت است و انکار عبادت علامت انکار معبود و چوں کار ایشاں مخالف گفتار ایشاں برآمد داغ نفاق بر ایشاں ثابت گشت و از زمرہ اہل دین برآمدند ایضاً ص ۸۱ چوں خراب کنندہ مساجد را ایں وعید شدید فرمودند بطریق مقابلہ فہمیدہ شد کہ معمور سازندہ مساجد را در بدل آں حکم بعمل و ایمان خواہند فرمود چنانچہ در آیت انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ۔ می آید انشاء اللہ تعالیٰ۔ لہذا در حدیث شریف وارد است کہ اذا رأیتم الرجل یتعاهد المسجد فاشہدوا لہ بالایمان یعنی چوں بہ بینید شخصے را کہ خبر گیری مسجد می کند و بار بار در آں خانہ متبرک آمد و رفت می نماید پس برائے او گواہی

نے اس شہر کو فتح فرمایا اور خود بنفس نفیس اور دیگر صحابہ کرام رض نے اس مسجد کو نجاستوں سے پاک کیا اور پانی سے دھو کر خوشبوؤں سے معطر کیا اور جگہ عبادت اور نماز کی قرار دی۔ اور اگر مدعی توحید اور اتباع ملت کے ہیں پس ان کا کام مخالف ان کی گفتار کے ہوا۔ کیونکہ تعظیم معبود کی مستلزم تعظیم اس کی عبادت گاہ کے ہے۔ پس خراب کرنا عبادت گاہ کا دلیل انکار اس کی عبادت کا ہے اور انکار کرنا عبادت کا علامت انکار معبود کا اور جب فعل ان کا مخالف ان کے قول کے ہوا تو داغ نفاق کا ان پر ثابت ہو گیا اور زمرہ اہل دین سے خارج ہوئے جب مسجدوں کے خراب کرنے والوں کے حق میں یہ وعید شدید فرمائی گئی بطریق مقابلہ کے سمجھا گیا۔ کہ آباد کرنے والے مسجدوں کے لئے اس کے بدلے میں حکم صفت عمل اور ایمان کی ثابت ہو گی چنانچہ آیت۔ وہی آباد کرے مسجدیں اللہ کی اور یقین لایا اللہ پر"۔ انشاء اللہ ذکر اس کا آوے گا اس لئے حدیث میں وارد ہے یعنی جس وقت تم دیکھو کسی شخص کو کہ خبر گیری مسجد کی کرتا ہے اور بار بار اس گھر متبرک میں آمد و رفت رکھتا ہے۔ پس اس کے لئے گواہی ایمان کی تم دو۔ دوسرے یہ کہ مسجد کو گرد و غبار اور کوڑے تھوک وغیرہ مکروہات طبعی اور نجاسات شرعی سے پاک رکھے اور روشن کرنے عود وغیرہ خوشبو سے معطر کرنے اور فرش لطیف ستھرا بچھانے کے

وستارہ و آتش و آب و درخت منع فرمود آمدہ اھ

"اور ستارہ اور آتش اور پانی اور درخت سے سخت ممانعت آئی ہے"

نیز صحیح بخاری پارہ ۲ صفحہ ۶۷ میں ہے۔

باب کنس المسجد والتقاط الخرق والقذی والعیدان

"اس باب میں مسجد میں جھاڑو دینا اور وہاں کے چیتھڑے کوڑا اور لکڑیاں تنکے چننے کا بیان ہے"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان رجلا اسود او امرأة سوداء کان یقم المسجد فمات فسأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنہ فقالوا مات فقال افلا کنتم اٰذنتمونی بہ دلونی علی قبرہ او قال علی قبرھا فاتی قبرہ فصلی علیھا ۔

"ایک کالا مرد یا ایک کالی عورت مسجد میں جھاڑو دیتا یا دیتی تھی وہ مرگیا (یا مرگئی) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال دریافت فرمایا لوگوں نے عرض کیا وہ مرگیا (یا مرگئی) تو آپ نے فرمایا تم نے مجھے خبر نہ کی مجھے اس کی قبر بتاؤ پس آپ اس کی قبر پر تشریف لائے تو نماز پڑھی اس پر"

اور خود مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی حیات الموات مطبوعہ گلزار حسنی ۔ بمبئی صفحہ ۱۰۶ میں روایت کرتے ہیں۔

"ایک بی بی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں ان کا انتقال ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے خبر نہ دی حضور ان کی قبر پر گزرے دریافت فرمایا یہ قبر کیسی ہے لوگوں نے عرض کی ام محجن کی فرمایا وہی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ عرض کی ہاں۔ حضور نے صف باندھ کر نماز جنازہ پڑھائی اوس پر ان بی بی کی طرف خطاب کرکے فرمایا تونے کون سا عمل افضل پایا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وہ سنتی ہے فرمایا کچھ تم اس سے زیادہ نہیں سنتے پھر فرمایا اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینی[1]"

قبر پر نماز جنازہ کا ثبوت

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ دوبارہ قبر پر پڑھی اور یہ مولوی نعیم الدین کے مذہب جدید میں ناجائز اور گناہ ہے۔ دیکھو مولوی صاحب بریلوی الہادی الحاجب مطبوعہ اہل سنت وجماعت بریلی صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں

[1] اور اس کی سند ؟ (ح ۔ ح)

"نماز غائب و تکرار نماز جنازہ دونوں ہمارے مذہب میں ناجائز ہیں اور ہر ناجائز گناہ ہے۔ اور گناہ میں کسی کا اتباع نہیں"

پس یہ عجیب مولوی نعیم الدین کا دین و مذہب جدید ہے جس سے بغض و عناد حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر و عیاں ہے پھر دیکھئے ابوداؤد ج ۱ صفحہ ۶۸ باب السراج فی المساجد (مسجد میں چراغ جلانے کے بیان میں) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

انھا قالت یا رسول اللہ افتنا فی بیت المقدس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ائتوہ فصلوا وکانت البلاد اذ ذاک حربا فان لم تاتوہ وتصلوا فیہ فابعثوا بزیت یسرج فی قنادیلہ (ابو داؤد)

"کہا انہوں نے یا رسول اللہ آپ ہمیں بیت المقدس کے متعلق کیا فتویٰ دیتے ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہاں جاؤ تو نماز پڑھو اور اس زمانہ میں ان شہروں میں لڑائی پھیلی ہوئی تھی آپ نے فرمایا اگر وہاں نہ جاسکو اور اس میں نماز نہ پڑھ سکو تو تیل بھیجو کہ اس کی قندیلوں میں جلایا جائے"

اور سنن ابن ماجہ صفحہ ۵۶ میں روایت ہے۔

وعن ابی سعید الخدری قال اول من سرج فی المساجد تمیم الداری ۔

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا سب سے اول جس نے مسجدوں میں چراغ روشن کئے وہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ تھے"

نیز سنن ابن ماجہ صفحہ ۵۵ میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال واتخذوا علی ابوابھا المطاھرۃ ۔

"یعنی روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ارشاد فرمایا اللہ مسجدوں کے دروازوں پر طہارت کے سامان مہیا کرو"

مگر برخلاف مساجد اللہ و خانہ کعبہ معظمہ کے گور پرست قبروں پر یہ سامان روشنی فرش و فروش جھاڑ و فانوس مورچھل شامیانہ مہیا کرکے مرتکب ممنوعات رسومات شرکیہ کے ہوتے ہیں حالانکہ مشکوٰۃ شریف باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ صفحہ ۶۱ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیھا المساجد

"لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں کو جو زیارت کریں قبروں کی

والسرج رواه ابوداؤد والترمذی والنسائی انتہی۔

اور ان لوگوں پر جو ٹھہراویں قبروں کو مسجدیں اور روشنی کریں قبروں پر چراغ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

اور مجالس الابرار مصنفہ ملا اسعد رومی حنفی رح (جس کی تعریف و توصیف مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب فتاوی عزیزی جلد دوم میں فرما چکے ہیں) ص۲۳۵ میں مرقوم ہے

وقد آل الامر بھؤلاء الضالین المضلین الی ان شرعوا للقبور حجا ووضعوا له المناسک حتی صنف بعض غلاتهم فی ذلک کتابا وسماه مناسک حج المشاهد تشبیها منه للقبور بالبیت الحرام ولا یخفی ان هذا مفارقة لدین الاسلام ودخول فی دین عباد الاصنام فانظر الی ما بین ما شرعه النبی علیه السلام فی القبور من النهی عما تقدم ذکره وبین ما شرعه هؤلاء وما قصدوه من التباین العظیم ولا ریب ان فی ذلک من الفساد ما یعجز الانسان عن حصره منها تعظیمها الموقع فی الافتتان بها ومنها تفضیلها علی المساجد التی هی خیر البقاع واحبها الی الله فانهم اذا قصدوا القبور لیقصدونها مع التعظیم والاحترام والخضوع والخشوع ورقة القلب وغیر ذلک مما لا یفعلونه فی المساجد ولا یحصل لهم فیها نظیره ولا مثله

یہ تحقیق اب یہ کیفیت ہو گئی ہے، اس طائفہ گمراہ اور گمراہ کرنے والے کی کہ قبروں کا حج کرنا شروع کر دیا ہے اور اس کے آداب و طریقہ مقرر کئے ہیں حتی کہ بعضے غلو کرنے والوں نے اس باب میں کتاب تصنیف کر کے اس کا نام مناسک حج المشاہد رکھا ہے اس نے قبور کو بیت الحرام کے مشابہ ٹھہرایا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد گویا دین اسلام سے الگ ہو کر بت پرستوں کے دین میں داخل ہونا ہے اب دیکھو تو کہ درمیان طریقہ نبی علیہ السلام کے در بارہ قبور جو منع فرمایا ہے جو مذکور ہوا۔ اور درمیان طریقہ اس گروہ کے جو یہ ارادہ کرتے ہیں کس قدر بڑا فرق ہے اور بلا شبہ اس میں اتنے فساد ہیں کہ انسان گنتے گنتے عاجز ہو جاتا ہے ایک یہ کہ قبروں کی اس قدر تعظیم کرنی جس سے لوگ فتنہ میں پڑ جاویں ایک یہ کہ قبروں کو فضیلت مسجدوں پر دینی جو تمام مقاموں سے بہتر اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہیں کیونکہ یہ لوگ جب قبروں پر جاتے ہیں تو نہایت درجہ تعظیم اور حرمت و انکسار اور خوف و نرمی دل کی کرتے ہیں۔ اس قدر کہ مسجدوں میں نہیں کرتے اور نہیں حاصل ہوتا ان کو مساجد میں اس کا نظیر اور نہ مثل اور ایک یہ

ومنها اتخاذ المساجد والسرج علیها ومنها العکوف عندها وتعلیق الستور علیها واتخاذ السدنة لها حتی ان عبادها یرجحون المجاورة عندها علی المجاورة عند المسجد الحرام ویرون سدانتها افضل من خدمة المساجد ومنها النذر لها ولسدنتها ومنها زیارتها لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخدود علیها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والعافیة والولد وقضاء الدیون وتفریج الکربات وغیر ذلک من الحاجات التی کان عباد الاوثان یسئلونها من اوثانهم ولیس شیء منها مشروعا باتفاق ائمة المسلمین اذ لم یفعله شیئا رسول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین اھ

کہ قبروں کو مسجد ٹھہراتے ہیں اور روشنی کرتے ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر مجاوری کرتے ہیں اور قبروں پر غلاف چڑھاتے ہیں اور مجاور بٹھلاتے ہیں حتی کہ گور پرست قبروں کے مجاور ہونے کو مسجد الحرام کی مجاورت سے بہتر سمجھتے ہیں جانتے ہیں کہ قبروں پر بیٹھے رہنا مسجدوں کی خدمت کرنے سے بہتر ہے اور ایک یہ کہ قبروں کی اور مجاوروں کی منتیں مانتے ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر جانا نماز کے لئے اور طواف کرنا اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبروں کی مٹی اٹھا کر منہ پر ملنی اور قبر والوں کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنی اور ان سے نصرت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرض کی ادائیگی کا سوال کرنا اور مصیبتوں کی کٹ مکی وغیرہ حاجتیں طلب کرنی جو بت پرست اپنے بتوں سے مانگتے تھے اور ان میں سے کوئی بات مشروع کسی امام اہل اسلام کے نزدیک نہیں ہے کیونکہ ان میں سے کسی بات کو رسول رب العالمین نے کچھ نہیں کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی امام دین نے۔

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح ص[illegible] البلاغ المبین طبع محمدی لاہور میں مجالس الابرار سے نقل فرماتے ہیں۔

واز آں جملہ است سجدہ گاہ ساختن قبور را و چراغاں نمودن بر آنہا و اعتکاف نزد آنہا و آویختن پردہ ہا و مقرر نمودن خدمت کہ جاروب کشی و عود سازی در آنجا نمایند و مردم را برائے گور پرستی

و منجملہ افعال گور پرستوں کے قبروں کو سجدہ گاہ بنانا اور ان پر چراغ روشن کرنا۔ اور ان کے نزدیک اعتکاف کرنا اور پردے لٹکانا اور خدمت جاروب کشی مقرر کرنا اور خوشبو اگربتی اور لوبان سلگانا اور لوگوں کو گور پرستی کی دعوت دینا یہاں تک کہ قبروں

دعوت میکنند تا آنکه عابدان قبور ترجیح میدہند مجاورت قبور را بر مجاورت مسجد الحرام و یقین میکنند کہ خدمت ایں آستانہا افضل از خدمت مساجد است مترجم گوید واقعی راست گفتہ است بچشم خود دیدہ باشد و مقالہ ایں گروہ بگوش خود شنیدہ اھ

کی دعوت کرتے ہیں یہاں تک کہ قبر پرست لوگ ترجیح دیتے ہیں مجاورت قبور کو مجاورت مسجد الحرام پر اور یقین کرتے ہیں کہ خدمت ان آستانہ قبر کی افضل ہے خدمت کرنے مساجد سے مترجم کہتا ہے واقعی سچ فرمایا میں نے بچشم خود دیکھا ہے اور ان باتوں کو اس گروہ کی اپنے کانوں سے سنا ہے''

نیز صفحہ ۱۳۰ البلاغ المبین میں فرماتے ہیں

بدانکہ بت پرستاں خود لباس ابریشمی و کمخواب می پوشانند پیر پرستاں نیز مرگور ہائے بزرگان خود را ہم چنیں می پوشانند

"جیسے بت پرست لوگ اپنے بتوں کو لباس ریشمی و کمخواب کے پہناتے ہیں اور پیر پرست لوگ بھی خاص اپنے بزرگوں کی قبروں کو اسی طرح پہناتے ہیں''

نیز صفحہ ۱۳۱ میں فرماتے ہیں

ونیز عادت بت پرستاں ست کہ علمہا بنام بتان خود می افرازند پس آنہا بر داشتہ کمال ادب بجائے بتان خود ہا می برند پیر پرستان نیز علمہا رنگا رنگ بنام شاہ مدار وخواجہ معین الدین چشتی و سالار مسعود غازی و سرور سلطان در روز ہائے معینہ استادہ میکنند باز آنہا را برداشتہ بر قبور مذکورین میرسانند و ایں فعل را عبادت دانستہ حاجت روائی خود ہائے ازیں کار می جویند اھ

"یہ بھی عادت بت پرستوں کی ہے کہ علم بتوں کے نام کے ٹھہراتے ہیں پھر ان کو اٹھا کر کمال ادب بتوں کی جگہوں میں لے جاتے ہیں پیر پرست لوگ بھی رنگا رنگ کے علم نشان جھنڈے چھڑی شاہ مدار اور خواجہ معین الدین چشتی و سالار مسعود غازی اور سرور سلطان کے نام پر معین دنوں میں کھڑے کرتے ہیں۔ پھر ان کو اٹھا کر قبور مذکورین پر پہنچاتے ہیں اور اس فعل کو عبادت جان کر حاجت روائی اپنی ایسے کاموں سے ڈھونڈتے ہیں''

نیز صفحہ ۱۳۲ میں فرماتے ہیں

ونیز عادات مشرکان است کہ بنام گذشتگان آب می نوشانند و آں سبیل را بنام غیر خدا مشہور میدانند پیر پرستان نیز آب برائے

یعنی یہ بھی عادت مشرکوں کی ہے کہ گذرے ہوؤں کے نام کا پانی پلاتے ہیں اور اس کو سبیل بنام غیر خدا مشہور کرتے ہیں پیر پرست لوگ بھی

امام حسین می نوشند و آں را نذر امام میگویند"

پانی حضرت حسین کے لئے پیتے ہیں اور اس کو نذر امام کی کہتے ہیں"

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۷۷ میں فرماتے ہیں

واما مشابہت ہنود پس در ایام عاشورا چیزے کہ ہنود با بتان خود کنند ایں ہا باصورت قبور ائمہ نیز کنند و غسل دہند اھ

"لیکن مشابہت ہنود سے پس ایام عاشورا میں جو چیز کہ ہنود اپنے بتوں کے لئے کرتے ہیں یہ لوگ بھی ائمہ شہداء کی قبروں کے لئے کرتے ہیں اور غسل دیتے ہیں"

اور خود مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ اسواط العذاب صفحہ ۵ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور ان پر مسجدیں بنانے اور چراغ رکھنے والوں پر لعنت فرمائی ہے''۔ مگر یہاں مولوی نعیم الدین نے محض تقویۃ الایمان کی ضد اور عناد میں یا اپنے محض جہل سے یہ اعتراض لغو و باطل کیا کہ کس آیت یا حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جھاڑو دینا روشنی کرنا فرش بچھانا پانی پلانا وضو اور غسل کا سامان درست کرنا اللہ تعالے نے اپنے لئے خاص کیا ہے''

جس کا جواب باصواب دندان شکن آیات و احادیث و تفاسیر و شروح احادیث اور کلام اکابر ائمہ دین فقہاء اہل یقین سے صراحتاً بتائید تقویۃ الایمان بوضاحت تمام ثبوت کو پہنچا اور مزید تفصیل کے ساتھ مولوی نعیم الدین کے صفحہ ۱۵۲ کے جواب میں گزر چکا ہے کہ وہ شئے جو حق تعالیٰ کی عبادت کے مقابلہ میں بہ تقرب غیر اللہ عمل میں لائی جاوے گی شرک ہوگی اسی لئے اسباب و ذرایع عبادت کے بھی عبادت ہی ہوتے ہیں اور معصیت کے معصیت بعض امور عبادت کے لئے معین بعض معین و مخصوص مہتم بالشان بعض نیت پر موقوف''، لہذا گور پرستوں کے افعال قبروں کے ساتھ کعبہ معظمہ مساجد اللہ کے مانند مشابہ داخل شرک و ضلال ہیں والحمد للہ اولا و آخرا فماذا بعد الحق الا الضلال۔

قول ص ۱۶۳ —— ۱۶۵

مباحث متعلقہ "عادات میں شرک" مولوی اسمعیل نے اپنے شرکیات کا چوتھا حصہ اشراک فی العادات کے نام سے موسوم کیا ہے اس میں اکثر وہی باتیں ذکر کی ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا بعض باتیں نئی بھی کہی ہیں وہ یہ ہیں حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں۔ شاہ عبد الحق کا توشہ حقہ والا نہ کھائے

برائی بھلائی کسی کی طرف نسبت کرنا کہ فلاں ان کی پھٹکار میں آکر دیوانہ ہو گیا۔ فلانے کو نواز فتح و اقبال مل گیا۔ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا۔ کسی کو مالک الملک شہنشاہ کہنا ان سب باتوں کو شرک بتایا ہے اور لکھا ہے۔ سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان ص۱۱)

اب ان کی حقیقت پر نظر ڈالئے حضرت بی بی کی صحنک اس کا شرک ہونا صاحب تقویۃ الایمان نے بزعم خود آیت سے ثابت کیا ہے اور آیہ کریمہ ان یدعون من دونہ الا اناثا لکھ کر کہا ہے یعنی سوا اللہ کے سوا جو اور لوگوں کو پکارتے ہیں سو اپنے خیال میں عورتوں کا تصور باندھتے ہیں۔ پھر کوئی حضرت بی بی کا نام ٹھہرا لیتا ہے کوئی بی بی آسیا کوئی۔ بی بی اناد لی کوئی لال پری کوئی سیاہ پری کوئی سیتلا کوئی مسانی کالی کو" (تقویۃ الایمان ص۵۵) اس گستاخی و بے ادبی سے تو ہر مسلمان کا دل کانپ جائے گا کہ حضرت بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بی بی آسیہ کا ذکر پریوں اور مسانی اور کالی کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔ اللہ ہی اس کا بدلہ دے۔ یہ کیسا ستم اور کیسی بے باکی ہے کہ قرآن پاک کے معنی بدل ڈالے یدعون جو عبادت کرنے کے معنی میں ہے اس کا ترجمہ پکارنا کیا اور اناثا جو منات عزے وغیرہ بتوں کے حق میں وارد ہے اس کو اہل بیت رسالت اور پاک بیبیوں پر ڈھالا اور صحنک کو شرک قرار دینے کے شوق میں قرآن پاک پر افترا کر دیا معنی میں تحریف کر ڈالی۔ تفسیر مدارک مطبوعہ مصر جلد اول ص۲۴۲ یدعون عبادت کرنے کے معنی میں ہے اور اناثا سے لات عزی بت مراد ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے آیت کا ترجمہ لکھا ہے۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں (ترجمۃ القرآن محبوب المطابع دہلی ص۱۰۱) یہ ہے اس کے شرک کی حقیقت اور اس طرح اس بے دین نے قرآن پاک کی آیات لکھ کر عوام کو گمراہ کیا ہے گمراہ سمجھتے ہیں کہ شاید آیت ہی میں یہ مضمون ہو گا۔ معاذ اللہ اہل بیت رسالت سے کیا عداوت ہے کہ ان کے ایصال ثواب کو شرک کہہ دیا۔ صدقہ عبادت ہے۔ اور ہر عبادت کا ایصال ثواب نصوص معتبرہ سے ثابت اور خود اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں اس کو تسلیم کیا ہم صفحہ ۹۰ و ۹۱ میں اس کی عبارتیں نقل کر چکے ہیں اب یہ شرک کیسے ہو گیا۔ اگر صدقہ پر غیر خدا کا نام شرک ہو تو ایسا شرک قرآن و حدیث میں بہت ہو گا۔ انما الصدقات للفقراء والمساکین الآیۃ "صدقات فقرا و مساکین کے لئے ہیں" اور صدقہ سے بھی یہاں صدقہ فرض زکوٰۃ مراد ہے۔ حدیث شریف میں ہے کلا مرسعہ دہابی دین میں یہ بھی شرک ہوا بی بی صاحبہ کی صحنک صرف عورتوں کو کھلائی جاتی ہے۔ اور شاہ عبد الحق صاحب کا توشہ حقہ نہ پینے والوں

کو اس کی یہ وجہ تو ہے نہیں کہ مردوں کے لئے صحنک اور حقہ والوں کے لئے توشہ کوئی حرام سمجھتا ہو بلکہ ان بزرگوں کو جن سے انس اور مزید ارتباط ہے ان کو دیا جائے۔ یہ حدیث سے ثابت ہے حدیث بخاری و مسلم (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۳) یعنی بارہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکری ذبح فرما کر اس کے اعضا جدا جدا کر کے پھر اس کو ان عورتوں کے پاس بھیجتے جو بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوست دار تھیں۔ صحنک اگر مردوں کو نہیں دی جاتی تو اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ اس کو شرک بتانا سخت گمراہی ہے۔ اس حدیث سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔ کسی کے ایصال ثواب کے لئے جانور ذبح کرنا اس کو بھی اسمٰعیل نے شرک قرار دیا ہے۔ صدقہ کا میت کے احباب اور ایسے لوگوں پر صرف کرنا جن سے ان کو انس ہو۔ اگر وہ موجود نہ ہوں تو ان کے پاس بھیجنا شاہ عبد الحق صاحب علیہ الرحمۃ کو حقہ سے نفرت تھی۔ اس لئے ان کے ایصال ثواب کا توشہ حقہ نہ پینے والوں کو کھلایا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی بزرگ کے ایصال ثواب کا کھانا اس کے مریدین خدام یا آستانہ پر تلاوت کرنے والوں کو پہنچانا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا جس کا تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵ بایں الفاظ انکار کیا ہے کوئی کسی کی قبر پر لے جاتا ہے۔ غرض اس شخص کی جو بات ہے۔ قرآن و حدیث کے مخالف ہے اھ ملخصاً بلفظہ

اقول وباللہ التوفیق۔ جناب مؤلف کی مخبوط الحواسی قابل ملاحظہ ہے۔ اولاً اس جگہ بطور مغالطہ تقویۃ الایمان کا چوتھا حصہ اشراک فی العادت کے نام سے لکھا جاتا ہے۔ جو محض غلط ہے کیونکہ یہ فصل پانچویں اشراک فی العادت کے بیان میں ہے۔ ثانیاً جن امور اور جن الفاظ کا اس کے شروع کی تین سطروں میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ تقویۃ الایمان کے پہلے باب توحید و شرک میں مذکور ہیں یہ محض الٹ پلٹ کر کے عوام میں اپنے جہل کو علمیت جتلاتا ہے۔

البتہ اس فصل پنجم میں قرآن پاک کی آیت سورہ نساء ان یدعون من دونہ الا اناثا یعنی نہیں پکارتے سوائے اللہ کے مگر عورتوں کو، "ترجمہ اصل حقیقی پکارنا عورتوں کو جو بمعنی عبادت ہے۔ کیا گیا ہے۔ اس کو معنی بدلنا" قرآن پر افترا و تحریف" اور غلط ترجمہ بتانا" اور اناثا سے صرف لات و عزیٰ تجویز کرنا محض جہل و عناد ہے۔ حالانکہ مولانا شہید مرحوم کے جد امجد مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ تفسیر فتح الرحمن ترجمہ فارسی میں یہی ترجمہ فرماتے ہیں۔

نمی خوانند از جز خدائے مگر مادہ — یعنی نہیں پکارتے ہیں سوائے خدا تعالیٰ کے مگر عورتوں کو"

نیز مولانا شہید مرحوم کے چچا میاں استاد محترم جناب مولانا شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی رحمہ

اپنی مشہور تفسیر موضح القرآن قلمی ص۱۹۵ میں جو تمام ہندوستان میں مقبول ہے اور خود مولوی نعیم الدین نے رسالہ فیضان رحمت ص۳۲ میں مستند جانتے ہیں یہی ترجمہ فرماتے ہیں کہ اس کے سوائے پکارتے ہیں سو عورتوں کو،، ۔ اور تفسیر مدارک و ترجمہ قرآن مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ اللہ سے مولوی نعیم الدین نے جو بمعنی عبادت نقل کیا ہے۔ یہ تفسیری ترجمہ ہے اور خود اس میں اناثا۔ یعنے عورات و زنانی چیزوں کی عبادت کرتا مذکور رہے پھر اسی طرح تفسیر جلالین و جامع البیان اور تفسیر مظہری میں بھی مرقوم ہے کہ اناثا۔ اصناما مؤنثۃ کاللات والعزی و مناۃ (جلالین ص۸۶) پس اس میں ہرگز نہ کوئی مغائرت ہے نہ کوئی تحریف کیونکہ دعا ندا پکارنا سب عبادت ہی ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ ص۱۹۱ اور پارہ ۳۰ ص۴۷۹ میں مرقوم ہے

وقال الراغب الدعاء والنداء واحد الدعاء فی القرآن علی وجوہ ومنها العبادة ولا تدع من دون الله ما لا ینفعك ولا یضرك فالمراد الدعاء اما بمعنی النداء واما بمعنی العبادة واما بمعنی الاعتقاد اھ

،،فرمایا امام راغب نے دعاء اور نداء کے ایک معنی ہیں۔ دعاء قرآن میں منجملہ کئی معنی کے عبادت کے معنی میں وارد ہے اور مت پکارو سوائے اللہ کے جو نہ نفع پہنچائے تم کو اور نہ نقصان پہنچائے اور مراد دعاء سے نداء اور عبادت اور اعتقاد ہے،،

لہٰذا جب کوئی کسی کو نداء غائبانہ بتوقع نفع و دفع ضرر حاضر و ناظر جان کر پکارے گا۔ تو یہ یقیناً اس کی عبادت اور اس کا پوجنا ہوگا۔ بکثرت آیات ربانی صراحتاً اس مضمون پر واضح ہیں چند بطور نمونہ بمعہ ترجمہ موضح القرآن حسب ذیل ہیں۔

أَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (پ انعام) ۔

،،کیا اللہ کے سوائے کسی اور کو پکارو گے بتاؤ اگر تم سچے ہو،،

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ (پ انعام و پ۲۴ مومن)

،،تو کہہ مجھ کو منع ہوا ہے کہ پوجوں جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے،،

قُلْ أَنَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا (پ انعام)

،،تو کہہ کیا ہم پکاریں اللہ کے سوائے جو نہ بھلا کرے ہمارا نہ برا،،

أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ (پ اعراف)

کہاں گئے جن کو تم پکارتے تھے سوائے اللہ کے۔

لہ اب مرحوم (ع۔ح)

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (پ اعراف)

،،جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے بندے ہیں تم جیسے بھلا پکارو ان کو تو چاہیے کہ قبول کریں تمہارا پکارنا۔ اگر تم سچے ہو،،

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ (پ اعراف)

،،اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوائے نہیں کر سکتے تمہاری مدد اور نہ اپنی جان کا بچا سکیں گے،،

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ (پ یونس)

،،اور مت پکار اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ بھلا کرے تیرا نہ برا پھر اگر تو نے یہ کیا تو تو اس وقت سے گنہگاروں میں،،

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ (پ۱۳ رعد)

،،اسی کا پکارنا سچ ہے اور جن کو پکارتے ہیں اس کے سوائے نہیں پہنچتے ان کے کام کچھ مگر جیسے کوئی پھیلا رہا دونوں ہاتھ طرف پانی کے کہ آ پہنچے اس کے منہ تک اور وہ کبھی نہ پہنچے گا اور جتنی پکار ہے منکروں کی سب گمراہی ہے،،

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (پ۱۴ نحل)

،،اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوائے کچھ پیدا نہیں کرتے اور آپ پیدا ہوئے ہیں مردے ہیں جن میں جان نہیں اور خبر نہیں رکھتے کب اٹھائے جائیں گے،،

ف شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ (پ۱۴ نحل)

،،اور جب دیکھیں شریک پکڑنے والے اپنے شریکوں کو بولیں اے رب یہ ہمارے شریک ہیں جن کو ہم پکارتے تھے تیرے سوائے تب وہ ان پر ڈالیں بات کہ تم جھوٹے ہو،،

ف جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو کہ وہ بزرگ بے گناہ ہیں ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر آپ کو پوجواتا ہے اسی لئے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔

وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَأَدْعُو رَبِّي (پ مریم) ۔

،،اور کنارہ پکڑتا ہوں تم سے اور جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے اور میں پکاروں گا اپنے رب کو،،

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ (پ۱۷ حج)

"جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ہرگز نہ بنا سکیں ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہوں۔"

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلٰهًا آخَرَ (پ۱۹ فرقان)

یعنی وہ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور حاکم کو۔"

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلٰهًا آخَرَ (پ۱۹ شعراء)

"سو مت پکار اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم۔"

وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ (پ۲۰ قصص)

"اور کہیں گے پکارو اپنے شریکوں کو پھر پکاریں گے تو وہ جواب نہ دیں گے۔"

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ (پ۲۲ فاطر)

"اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوائے مالک نہیں ایک چھلکے کے اگر تم ان کو پکارو سنیں نہیں تمہاری پکار اور اگر سنیں پہنچیں نہیں تمہارے کام پر اور دن قیامت کے منکر ہوں گے تمہارے شریک ٹھہرانے سے اور کوئی نہ جتاوے گا تجھ کو جیسا جتاوے خبر رکھنے والا۔"

ناظرین پر مؤلف کی کذب بیانی بہتان بندی نسبت ترجمہ تقویۃ الایمان اظہر من الشمس واضح ہو گئی۔ کہ پکارنا بمعنی عبادت ترجمہ تقویۃ الایمان کا بلا غبار صحیح ہے کیونکہ جس طرح سوائے حق تعالےٰ کے سجدہ وطواف وغیرہم کرنا شرک ہے اسی طرح غائبانہ حاضر وناظر عالم الغیب جان کر توقع نفع وضرر پکارنا بھی شرک ہے جس کی مزید تشریح مدلل مولوی نعیم الدین کے ص۱۷۱، ص۱۷۶ وص۱۷۷ وص۸ کے جواب میں گذر چکی ہے۔ پس اپنے تصور وخیال میں خواہ کوئی کسی پاک بیوی کو پکارے یا ان کی نذر ومنت مانے خواہ کسی پری بھوت سیتلا مسانی کو پکارے ان کی نذر ونیاز پوری کرے یہ سب شیطان مردود ان کے نام سے جو کر دے کر کرشمہ دکھلا کر شرک میں مبتلا کرتا ہے۔ پاک بیبیاں اس تلبیس ابلیس لعین سے مبرا ہیں چنانچہ سورہ نحل کی آیت پاک سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بزرگوں کو پوجتے یعنی ان کو پکارتے ہیں ان کی نذر ومنت مانتے ہیں وہ بزرگ تو بے گناہ ہیں محض شیطان اپنا وہی نام رکھ کر اپنے آپ کو پوجاتا ہے۔ اسی واسطے حق تعالےٰ نے پ۵ آیت سورہ نساء منقولہ تقویۃ الایمان میں صراحتاً ارشاد فرمایا۔

إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا۔ لَعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا أُولٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا۔

"نہیں پکارتے سوائے اللہ کے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے ہیں مگر شیطان سرکش کو کہ لعنت کی اس کو اللہ نے اور اس نے کہا کہ بیشک میں الگ نکال لوں گا تیرے بندوں میں سے ایک حصہ اور بے شک بے راہ کروں گا ان کو اور خیالات میں ڈالوں گا ان کو سو کاٹیں گے جانوروں کے کان اور بے شک سکھاؤں گا میں ان کو سو بدل ڈالیں گے صورت بنائی ہوئی اللہ کی اور جس نے ٹھہرایا شیطان کو حمایتی اللہ کو چھوڑ کر سو بے شک صریح ٹوٹے میں پڑا جو وعدہ دیتا ہے ان کو شیطان سو محض دغا ہے ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور نہ پاویں گے اس سے چھٹکارا۔"

پس اس صریح ارشاد حق تعالیٰ کی تحریف کر کے مؤلف کا جہلاء کو فریب میں ڈال کر امور مندرجہ تقویۃ الایمان بی بی کی صحنک توشہ وغیرہ بزرگوں کے نام کی چوٹی بدہی بیڑی تقیر بنانا ذبح جانور پھر ان کا کسی کی قبر پر لے جانا جملہ امور شرکیات کو بحیلہ ایصال ثواب وصدقہ بتایا جاتا اور یہ کہنا کہ یہ گستاخی وبے ادبی ہے پاک بی بیوں کا ذکر پریوں سانی وغیرہ کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔ اہلبیت سے کیا عداوت ہے کہ ان کے ایصال ثواب کو شرک کہہ دیا۔ الخ تو یہ محض باطل وتسویل شیطان لعین ہے کیونکہ جس کے ساتھ شرک کیا جاوے گا۔ خواہ پاک بیبیاں ہوں یا پریاں سب کو ائمہ کرام وعلمائے عظام ساتھ ہی ذکر کر کے داخل شرک فرما چکے ہیں چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رح مکتوبات جلد ثالث مطبوعہ نولکشور ص۶۸ میں فرماتے ہیں

وازیں قبیل است صیام نساء کہ بہ نیت پیران وبیبیاں نگاہ دارند واکثر نامہائے ایشاں را از نزد خود تراشیدہ روزہائے خود را بنام آنہا نیت کنند ودر وقت افطار از برائے ہر روزہ طعام خاص بوضع مخصوص تعین مینمایند وتعین ایام نیز نمایند برائے

"اسی طرح حال عورتوں کے روزہ رکھنے کا ہے کہ بہ نیت پیروں اور بیبیوں کے رکھتی ہیں اور اکثر ان کے نام اپنی طرف سے گھڑتی ہیں اور اپنے روزوں کو ان کے نام سے نسبت کرتی ہیں اور افطار کے وقت ہر روزہ کے لئے خاص کھانا اور خاص وضع متعین کرتی ہیں اور دنوں کا تعین بھی ہر روزہ کے لئے کرتی

صیام میکنند و مطالب و مقاصد خود را بایں روزہا مربوط میسازند و توسل ایں روزہا از آنہا حوائج خود میخواہند و روائے حاجات خود را از آنہا میدانند ایں شرک در عبادت ست و توسل عبادت غیر حاجات خود را ازاں غیر خواستن ست شناعت ایں فعل را نیک باید دریافت وحیلہ است آنچہ بعضے از زناں در وقت اظہار شناعت ایں فعل گویند کہ ما ایں روزہا را برائے خدا نگاہ میداریم و ثواب آں را بہ پیران می بخشیم اگر دریں امر صادق مے باشند تعیین ایام از برائے صیام چہ در کار ست و تخصیص طعام و تعیین اوضاع مخصوصہ مختلفہ در افطار از برائے چیست - ایں خود عین ضلالت و تسویل شیطان لعین ست واللہ سبحانہ العاصم اھ ملخصاً

ہیں۔ اور اپنے مطالب و مقاصد کو ان روزوں سے متعلق کرتی ہیں اور ان روزوں کے وسیلہ سے اپنی حاجت ان سے چاہتی ہیں اور اپنی حاجت روائی ان سے جانتی ہیں، یہ عبادت میں شرک ہے۔ اور بوسیلہ عبادت غیر کے اپنی حاجت کو ان غیر سے چاہنا ہے برائی اس فعل کی خوب طرح سے جاننا ہے اور حیلہ کرنا ہے جو کچھ کہ بعض عورتیں اس فعل کی برائی ظاہر ہونے پر کہتی ہیں کہ ہم ان روزوں کو خدا کے لئے رکھتی ہیں۔ اور ثواب ان کا پیروں کو ہم بخش دیتے ہیں۔ اگر اس امر میں سچی ہوتیں تو تعیین زمانہ اور دنوں کا روزوں کے واسطے کیا در کار ہے اور تخصیص کھانے اور تعیین طریقہ خصوصیہ مختلفہ روزوں کے افطار کے لئے کس واسطے ہے، یہ خود عین گمراہی اور تسویل شیطان لعین ہے۔ واللہ سبحانہ العاصم

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز جلد ۱ ص ۱۳ میں فرماتے ہیں۔

کسے بتان را قبلہ خود ساختہ و کسے ستارہ آفتاب را و کسے عنصر آتش را و کسے دریائے گنگ را و کسے درخت تلسی و پیپل را و کسے کوہ شوالک را و کسے قبور اولیاء را و کسے تھانہائے شہیدان و جنیان را اھ

"کسی نے بتوں کو اپنا قبلہ ٹھہرایا ہے اور کسی نے ستارہ آفتاب کو اور کسی نے عنصر آتش کو اور کسی نے دریائے گنگا کو اور کسی نے درخت تلسی اور پیپل کو اور کسی نے پہاڑ کو اور کسی نے اولیاء کی قبروں کو اور کسی نے شہیدوں اور جنات کے تھانوں طاقوں کو۔"

ایضاً ص ۶۷۴ میں فرماتے ہیں۔

قدرت و قوت محض برائے خدا ست در جمیع امور ہیچ چیز از مال و فرزند یا رو

"قدرت اور قوت محض خدا تعالیٰ کے لئے ہے تمام امور میں کوئی چیز مال اور فرزند اولیاء اور دوست اور بادشا

دوست و بادشاہ و امیر و پیغمبر و پیر و فرشتہ و پری بدون حکم او مدد نمی توانند کرد اھ

اور امیر اور پیغمبر علیہ السلام اور پیر اور فرشتہ اور پری بدون حکم اس کے مدد نہیں کر سکتے۔"

ایضاً جلد دوم ص ۱۳۸ میں فرماتے ہیں

و ارواح خبیثہ شیاطینیہ بجائے آنہا ایشاں را بخود راغب ساختہ می فریفتند تا آنکہ نام اولیاء بود در حقیقت حقیقت شیطان،

"ارواح شیاطین خبیثہ بجائے ان کے ان کے لئے ہر کرامت ان کی طرف مائل کر کے اپنا فریفتہ کرتے ہیں یہاں تک کہ نام تو اولیاء کا ہوتا ہے اور حقیقت میں وہ سب شیطانی رہ میں ہوتی ہیں۔"

ایضاً ص ۱۴۸ میں فرماتے ہیں

چنانچہ بعضے جہلاء اسلام تشبیہ حضرت امیر المومنین را بصورت شیر میکنند

"چنانچہ بعض جاہل اسلام کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تصویر کو شیر کی صورت پر بناتے ہیں۔"

ایضاً ص ۱۶۳ میں فرماتے ہیں

بلکہ جہال مسلمین نیز دریں ورطہ گرفتار اند بعضے را از اشخاص ان عالم پیراں مے نامند و استعانت و استعلام مغیبات از آنہا می کنند و برخی را پریاں و پارہ را پیر و علی ہذا القیاس۔

"بلکہ جاہل مسلمان بھی اس بلا میں گرفتار ہیں اس عالم کے بعض شخصوں کا پیر نام رکھا ہے اور غیب کی باتیں ان سے دریافت کرتے ہیں ان سے مدد لیتے ہیں اور بعضوں کا نام پریاں رکھا اور بعضوں کو پیر ٹھہرایا اور اسی پر دوسروں کو قیاس کر لینا چاہیئے۔"

ایضاً ص ۱۶۸ میں فرماتے ہیں

و خود را بحیلہا دیگر ہا در زمرہ ارواح طیبہ بزرگان معتقد می سازند و نام بزرگان برائے خود مے گیرند تا مردم زود گرویدہ شوند و انکار نکنند و در رفتہ رفتہ خباثت و بد طینتی خود ظاہر مے نمایند و شرک صریح مے کنانند و ایں مرض صعب جمیع طوائف بنی آدم را لاحق است حتی کہ دریں امت نیز شیوع تمام پیدا کردہ

"اور شیاطین جنات اپنے آپ کو حیلہ کر کے فریب دے کر ارواح طیبہ بزرگوں میں ظاہر کرتے ہیں اور نام ان بزرگوں کا اپنا نام رکھتے ہیں۔ تاکہ آدمی وہ نام سن کے جلد گرویدہ اور فریفتہ ہو جاویں۔ اور کسی طرح سے انکار نہ کریں اور رفتہ رفتہ خباثت اور بد طینتی اپنی ظاہر کرتے ہیں اور شرک صریح کرانے لگتے ہیں، اور اس مرض مہلک نے جمیع بنی آدم کو گھیر لیا ہے۔ یہاں تک کہ اس امت میں بھی

ـــہ یعنی تفسیر پ ۲۹ (ع ۲، ع ۲)

وکثیر الرواج گشته والعیاذ باللہ من ذلک اھ "اس کا رواج تمام ہو گیا ہے۔"

ایضاً صـ۱۷۵ میں فرماتے ہیں

و می گویند که خود را بہ بھوانی داس و خیبوداس و گز بخش و اند بخش نامیده باشند و سوای ما بدیگراں التجا نبرند بلکه پیروی رسولاں خداوند خود که بدون وساطت ما بشما پیغامی از آن طرف برسانند نیز نکنند و الا ما از وکالت شما دست بردار خواہیم شد و حاجات شما نا روا خواہند ماند و جماعتی دیگر که سخت طماع اند در برآوردن ہر مطلب و رسانیدن ہر خبر رشوتی از ہر جنس بز و گوسفند و خروس و ماکیان و جامه و لقد و پکوان و گل و تنبول و نغمه و رقص و مدح خوانی خود و غیر ذلک شرط می کنانند و اگر آدمیان در ادائے آن شرط قصورے کنند بسبب قوت وہم و خیال خود که کمال تاثیر دارند بہ آدمیان ضررے بدنی یا مالی مے رسانند و معہذا مرغوبات یک کس از اینہا با مرغوبات دیگر مطابق نمی افتند و فرمائش یکے موافق فرمائش دیگرے نمی آید و حاجات و مطالب نیز با خود قسمت کرده گرفته اند برائے دفع مرض چیچک یکے خود را منصوب ساخته و اصلاح مزاج و از فساد خون یکے متکفل میشود و آوردن اخبار را نیز تقسیم کرده اند بلکه طوائف و اقالیم و بلدان را نیز بخش بخش کرده اند اھ

"بلکہ کہتے ہیں کہ اپنا نام بھوانی داس خیبوداس وگز بخش واند بخش رکھو اور سوائے ہمارے دوسروں سے التجا نہ کیا کرو بلکہ پیروی خدا کے رسولوں کی جو بدون ہمارے واسطے کے تم کو پہنچاتے ہیں اس کو نہ مانو ورنہ ہم تمہاری وکالت سے دست بردار ہو جائیں گے اور حاجات تمہاری پوری نہ ہو سکیں گی اور بعضان میں بہت ہی طماع و لالچی ہیں ہر مطلب اور ہر خبر کے پہنچانے میں رشوت ہر جنس کی جس طرح بھیڑ بکری مرغ مرغی کپڑا لقد پکوان پھول پان ناچ گانا اپنی تعریف اور سوا اس کے بہت چیزیں ہیں جو شرط کرتے ہیں اور اگر آدمی اس شرط کے پوری کرنے میں کچھ قصور کرتے ہیں بسبب قوت وہم و خیال اپنی کے جو تاثیر میں بہت زور پر ہوتی ہیں ان آدمیوں کو نقصان جانی و مالی پہنچاتے ہیں اسی لئے ہر ایک کے مرغوبات دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہیں اور ایک کی فرمائش دوسرے کی فرمائش کے موافق نہیں ہوتی اور حاجات و مطالب بھی ہر ایک نے آپس میں تقسیم کر کے اختیار کر لئے ہیں۔ چیچک کے دفع کے لئے ایک کو مقرر کر دیا ہے۔ اور فساد خون کی اصلاح کے لئے ایک دوسرا مقرر ہوا ہے۔ اور خبریں پہنچانے کے لئے بھی ہر ایک اقلیم اور شہر بستیوں کو آپس میں تقسیم کر کے ہر ایک وہاں کے لئے حاکم بن بیٹھا ہے۔"

ایضاً صـ۱۷۷ میں فرماتے ہیں

پس اہل ہر مذہب در خواب و بیداری بر آدمیان اخبار موافق مذہب خود القا می نمایند و آدمیان می دانند که تصدیق این مذہب از عالم غیب شده و زیاده تر گمراه میشوند و علی ہذا القیاس جنیان ہر مذہب در حاجات و مہمات و دفع بلیات امداد و اعانت اہل مذہب خود می کنند تا اہل آن مذہب از آدمیان بدانند که این مذہب نیز در عالم غیب واقعی دارد که حاجات ما را روا می کنند و بلیات ما را دفع می نمایند اھ

"ہر مذہب والے جن اپنے مذہب والے آدمیوں کو موافق اپنے مذہب کے خواب و بیداری میں خبریں پہنچاتے ہیں۔ اور آدمی یہ جانتے ہیں کہ غیب سے تصدیق اس مذہب کی ہوئی اس لئے اور زیادہ گمراہ ہوتے ہیں اسی طور سے ہر مذہب کے جنات حاجات مہمات و دفع بلیات میں امداد و اعانت اپنے اہل مذہب کی کرتے ہیں تاکہ اس مذہب کے آدمی جان لیں کہ یہ مذہب بھی عالم غیب میں واقعیت رکھتا ہے کہ ہماری مشکل کشائی اور دفع بلیات کرتا ہے۔"

ایضاً صـ۱۹۱ میں فرماتے ہیں

دوم منافقان جن که خود را در زمره اہل اسلام داخل کرده جعل و تلبیس شروع کردند و خود را نزد آدمیان بنام یکے از بزرگان پاک مسمی کرده پیران می گویانند مثل شیخ سدو و زین خان و سرور و بالے میان وغیره و در پرده ادعائے ولایت و غیب دانی و مشکل کشائی دعوی الوہیت و خدائی میکنند و از لوازم شرک و بت پرستی چیزی را فرو نمی گذارند که از معتقدان خود نمی خواہند سوم فرقه فاسقان جن که مانند قطاع الطریق آدمیان را انواع اذیت میرسانند و از ایشاں نذر و ہدایا و شیرینی و آب و شراب و امثال ذلک برائے خود می گیرند اھ

"دوسرا فرقہ منافق جنوں کا جو ظاہر میں اپنے آپ کو اہل اسلام میں داخل کرتے ہیں اور پوشیدہ مکر و فریب شروع کرتے ہیں اور اپنے آپ کو کسی جگہ کے نام سے مشہور کر کے آدمیوں میں پیر کہلوانے لگتے ہیں مثل شیخ سدو اور زین خان و سرور اور بالے میاں وغیرہ در پردہ دعوے ولایت اور غیب دانی و مشکل کشائی و الوہیت اور خدائی کا دعوی کرتے ہیں اور لوازم شرک و بت پرستی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے جو اپنے معتقدوں سے نہ کرا لیں۔ تیسرا فرقہ فاسق جنوں کا مانند ڈکیت آدمیوں کو طرح طرح کی ایذا و تکلیف پہنچاتے ہیں اور ان سے نذریں اور ہدیے اور مٹھائی اور پانی اور شربت وغیرہ چیزیں اپنے لئے لیتے ہیں۔"

ایضاً ص۱۹۵ میں خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا گیا۔

کادوا یکونون علیہ لبداً قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احدا یعنی قریب است کہ آدمیان و جنیان بر آں بندہ ہجوم آوردہ مانند تودہ تو بر تو شوند یکی ازاں بندہ طلب فرزند می کند دیگری طلب روزی و دیگری طلب خدمات دنیا و دیگری کشف کون و علی ہذا القیاس بسبب این ہجوم آں بندہ ہمہ اوقات اورا منقص و مشوش میکنند و ہم خود در ورطہ شرک و کفر گرفتار میشوند و می فہمند کہ چوں نور الٰہی بخانہ درونی این بندہ بسبب کمال ذکر و عبادت نزول فرمود گویا این بندہ شریک کارخانہ خدائی شدہ و اورا وجاہتی و قدرتی نزد حق تعالیٰ پیدا شدہ کہ ہر چہ این بگوید حق تعالیٰ بعمل آرد چنانچہ در دنیا مہمان را خاطر داری میزبان ہمیں مرتبہ می باشد و لہٰذا اہل دنیا تجسس مے باشند کہ بادشاہ امیر و حاکم و فوجدار در خانہ ہر کسے آیند از وی بحل مشکلات و حاجات روائی مے جویند و ہمیں خیال فاسد کہ در حق بندگان خدا باخدا ہم سرشان در ورطہ پیر پرستی و گور پرستی می افتند و دریں حادثہ جنیان و آدمیان ہر دو شریک اندو ترا منصب رسالت تلقین است اگر ازیں امر در حق خود خوف

مقرر ہے کہ آدمی اور جن اس بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجوم کرکے تمدے کی طرح تر برتر جم جاویں کوئی اس بندہ سے لڑکا مانگتا ہے کوئی روزی مانگتا ہے اور کوئی دوسری دنیا کی طلب مانگتا ہے اور کوئی کشف کی طلب کرتا ہے وعلی ہذا القیاس۔ بسبب اس ہجوم کے تمام اوقات میں اس بندہ کے خلل ڈالتے اور اس کی خاطر پریشان کرتے ہیں۔ اور آپ خود بھی شرک و کفر میں گرفتار ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نور الٰہی نے اس بندہ کے اندرون قلب میں بسبب کمال ذکر و عبادت کے نزول فرمایا ہے گویا یہ بندہ شریک کارخانہ خدا تعالیٰ کا ہو گیا اور اس بندہ کی وجاہت و قدرت درگاہ حق تعالیٰ میں پیدا ہے کہ جو یہ کہے حق تعالیٰ عمل میں لاوے جس طرح دنیا میں مہمان داری میزبان کر اسی مرتبہ کی ہوتی ہے اسی لئے اہل دنیا تلاش میں رہتے ہیں کہ بادشاہ امیر و حاکم و فوجدار جن کے گھر میں آتے ہیں اس سے حل مشکلات اور حاجات روائی چاہتے ہیں اور یہی خیال فاسد حق میں بندگان خدا کے حق تعالیٰ کی جناب میں کہ پیر پرستی اور گور پرستی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اسی امر میں جنات اور آدمی دونوں شریک ہیں اور تم کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت تلقین ہے اگر اس امر کا اپنے حق میں خوف رکھتے ہو پس ان دونوں فرقوں کو صاف صاف جتا دو۔ یعنی

کنی پس بایں ہر دو فرقہ وا شگاف قل انما ادعوا ربی یعنی بگو سوائے ایں نیست کہ من مے خوانم پروردگار خود را تا ظلمت کدہ دل مرا بنور تجلی خود مشرف سازد۔ ولا اشرک بہ احدا۔ پس دیگر ہرگز شریک نمیکنم باو ہیچکس را و چون من با او ہیچکس را شریک نکردم و بخواندن پروردگار خود مشغول شدم پس از دیگراں کے روا خواہم داشت کہ مرا بخوانند یا مرا با او شریک مقرر کنند و اگر ایں ہر دو فرقہ از تو توقع نفعے یا ضرے داشتہ ترا بخوانند و شریک مقرر کنند پس صاف قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا یعنی بگو تحقیق من ہرگز مالک نیستم برائے شما ضررے و نہ تدبیر طلب من پس چنانچہ پیش ازمن وکلا و سفرائے جنیان وارواح صالہ بنی آدم اہل دنیا را بطمع منفعتی و خوف مضرتہا دی می فریفتند و خود را نزد آنہا مالک نفع و ضرر نمود میکردند کہ حالا این دفتر گاؤ خورد و اگر از حادثہ و مصیبتی تو پناہ آرند و بخواہند کہ از غضب خدا در دامن تو پناہ گیرند پوست برکندہ قل انی لن یجیرنی من اللہ احد یعنی بگو تحقیق من خود دریں حالت ام کہ ہرگز پناہ نمی تواند داد مرا از غضب خدا ہیچ کس ولن اجد من دونہ ملتحدا یعنی ہرگز نخواہم یافت در وجدان

کیونکہ سوائے اس کے نہیں کہ میں تو پکارتا ہوں اپنے پروردگار کو تاکہ مجھ کو دل کی تاریکیوں سے اپنے نور تجلی سے مشرف فرما دے۔ یعنی اور ہرگز شریک نہیں کرتا ہوں اس کے ساتھ کسی کو اور جب میں نے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا اور اپنے پروردگار کے پکارنے میں مشغول ہوا تو دوسروں سے کس طرح میں روا رکھوں گا کہ مجھ کو پکاریں یا مجھ کو اس کے ساتھ شریک مقرر کریں۔ اور یہ دونوں فرقہ مجھ کو شریک ٹھہرا کے کچھ اپنے نفع و نقصان کی مجھ سے امید رکھ کر تجھے پکاریں تو صاف۔ کیونکہ اور تحقیق میں ہرگز مالک نہیں ہوں تمہارے نقصان کا اور نہ مطلب دہی کی تدبیر کا جس طرح وکیل اور سفیر جنات اور گمراہ لوگوں کی روحیں اہل دنیا کو نفع کے لالچ اور نقصان کے خوف سے اپنا گرویدہ کرتے تھے اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے نزدیک مالک نفع اور ضرر ظاہر کرتے تھے۔ کہ اب یہ دفتر گاؤ خورد ہوا۔ اور اگر کسی حادثہ اور کسی مصیبت سے تیری طرف پناہ لاویں اور چاہیں کہ خدا تعالیٰ کے غضب سے تیرے دامن میں پناہ پکڑیں تو بے لاگ کھلی بات کہہ دے اور تحقیق میں خود ہی اس حال میں ہوں کہ ہرگز پناہ نہ دے سکے گا۔ مجھ کو کوئی شخص خدا تعالے کے غضب سے۔ یعنی اور ہرگز نہ پاؤں گا میں اپنے لئے کسی وقت خدا تعالے کے سوائے کوئی جگہ رجوع لانے اور مائل ہو جانے

خود در ہیچ وقت سوائے خدا ہیچ جائی رجوع ومیلان نا بسوئے آن رجوع والتجا کنیم اھ

کی تاکہ اس کی طرف رجوع اور التجا کریں میں۔"

ایضاً صفحہ ۱۹۷ میں فرماتے ہیں۔

ہزاران پیر وپری را کارساز خود ساختہ بودند اھ

"ہزاروں پیر اور پریوں کو اپنا کارساز ٹھہرا رکھا تھا۔"

اسی لئے جناب شاہ صاحب رحمہ دربارہ فرق نذر غیر اللہ اور ایصال ثواب کے صراحۃً فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۹۷ میں فرماتے ہیں۔

سوال اگر کسے جاندار را منت بکسے سازد آن جانور حرام گردد یا نہ وطعام منت بزرگان وطعامیکہ برائے اولیائے مردگان پختہ میفرستند خوردن آن جائز است یا نہ؟ جواب جانور دریں صورت حرام میشود ودیگر اشیائے بیجان کہ بطور منت باشد خوردن آن قریب بحرام است بشرطیکہ نیت نذر غیر اللہ باشد مانند گلگلہا شیخ سدو وسہ منی بوعلی قلندر ونان حلوائی مردگان بطور خیرات برسانیدن ثواب بایشان میکنند وآن را مانند دیگر طعام تبرک نمیدانند اگر محتاجان را دہند واحسان برایشان ننہند ودرمیان برادری آنرا بطور بھاجی تحجرہ تقسیم نکنند امید ثواب دارد وفقط وطعام فرستادن بخانہ اہل میت تا سہ روز مباح است اھ

"اگر کوئی شخص کوئی جانور کسی کی منت مانے تو وہ جانور حرام ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اور بزرگوں کی منت کا کھانا اور جو کھانا اولیائے متوفی کی نیت سے پکا کر بھیجے ہیں وہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: جانور اس صورت میں حرام ہو جاتا ہے اور دوسری بے جان چیزیں جو بطور منت کے ہوں وہ بھی کھانا قریب حرام کے ہیں بشرطیکہ نذر غیر اللہ کی نیت ہو جیسے کہ گلگلے شیخ سدو کے اور سہ منی بوعلی قلندر وغیرہ کی اور نان حلوا بطور خیرات کے مردوں کی طرف سے ثواب رسانی کو پکاتے ہیں اور دوسرے کھانوں کی مانند اس کو تبرک نہیں جانتے اگر محتاجوں کو دے کر ان پر احسان نہ رکھیں اور برادری میں بطور بھاجی تحجرہ کے تقسیم نہ کریں۔ تو اس میں امید ثواب ہے اور اہل میت کو تین روز تک کھانا مباح ہے اھ

علیٰ ہذا مولوی نعیم الدین صاحب کے اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب سرور القلوب مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۹ھ صفحہ ۱۱۲ میں

فرماتے ہیں۔

"علماء قرآن وحدیث سے سمجھا دیں کہ خدا ورسول کا حکم کسی کی خوشی کے لئے ٹلانا نہ چاہیے مگر جب گھر کی بی بی نے شیخ سدو کا بکرا یا مدار صاحب کا مرغا مان لیا تو میاں کو کرنا ضرور ہے ایمان رہے یا نہ رہے"

اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی احکام شریعت حصہ اول ابو العلی پریس آگرہ کے صفحہ ۱۴ میں لکھتے ہیں۔

"مسئلہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں اور فلانے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں اور اس درخت اور اس طاق کے پاس جا کر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں ہار لٹکاتے ہیں لوبان سلگاتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں اور ایسا دستور شہر میں بہت جگہ واقع ہے کیا شہید مردان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر۔ جواب دام فیضہم مع دستخط کے تحریر فرمائیے بینوا بالکتاب توجروا بالثواب الجواب یہ سب واہیات وخرافات اور جاہلانہ حماقات وبطالات ہیں ان کا ازالہ لازم ما انزل اللہ بہا من سلطان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ سوم حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ صفحہ [illegible] میں مرقوم ہے

"عرض: امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے اس کی کوئی اصل ہے؟ ارشاد: کچھ نہیں فقط۔"

پس کلام حضرت مجدد صاحب سے (جو صفحہ ۲۹۷ پر گزر چکی ہے) ثابت ہوا کہ جاہل مسلمان عورتوں کا بیبیوں اور پیروں کے نام کا روزہ رکھنا اس کے ذریعہ سے طلب حاجات کرنا اور اس میں ثواب پہنچانے کا حیلہ بوجہ تعیین وتخصیصات عین گمراہی ہے۔ نیز اس عبارت میں مجدد صاحب رحمہ ایسی سب عادتوں کو داخل فرماتے ہیں۔ اسی طرح جناب شاہ عبد العزیز صاحب کے رسالہ سے واضح ہوا کہ شیاطین خبیثہ پریاں وغیرہ اولیاء وپیروں کے نام سے بحیلہ مکر وفریب اپنے آپ کو زمرہ ارواح طیبہ بزرگان میں ظاہر کرکے بھیڑ، بکری، مرغ، مرغی، کپڑا، نقد، پکوان، پھول، پان، وغیرہ بنام پیروں اور شیخ سدو وزین خاں وغیرہم کی نذر ونیاز منت مرادیں مبتلا کر کے شرک صریح کراتے ہیں۔ نیز گلگلے وبکرا شیخ سدو کا اور سہ منی بوعلی قلندر وغیرہ ما تشد گیارہویں اللہ بخشی شاہ عبد القادر وتوشہ، کونڈا صحنک کہہ ملا گائے سید احمد کبیر مرغی

و مالیدہ شاہ مدار، پیر امام ضامن حاضری حضرت عباس، دلیہ حضرت خضر وغیرہم اولیاء کبار کی نذر مانتے ہیں۔ نہ کہ ایصال ثواب کیونکہ جہلاء اس نذر و منت غیر اللہ کو بتوقع نفع و ضرر متبرک جان کر کرتے ہیں اور ایصال ثواب لوجہ اللہ کے کھانے کو متبرک نہیں جانتے۔ علاوہ اس میں غور کرنے کی یہ بھی بات ہے کہ دریائے گنگا و درخت تلسی و پیپل وغیرہم کو قبور اولیاء اور شہیدوں کے طاقوں کے ساتھ ملا کر ذکر کیا گیا اور اسی طرح مال و فرزند یار و دوست، بادشاہ و امیر پری کے ساتھ پیغمبر و پیر اور فرشتہ کو ذکر کیا گیا اور شیخ سدو جن کے ساتھ بو علی قلندر وغیرہم اولیاء کا ذکر کیا گیا۔ نیز مولوی صاحب بریلوی مقتدار مولوی نعیم الدین کے کلام میں شیخ سدو کا بکرا اور صاحب ول اللہ کا مرغا ایک ہی ساتھ ذکر کیا اور شہیدوں کے طاق پر جمعرات کو فاتحہ خیرنی وغیرہا لوبان ہار رتکا نامرادیں مانگنا سہ ماہیات و خرافات و جاہلانہ حماقات و بطالات قابل ازالہ و نابود بنانے سے کسی میں کوئی گستاخی اور بے ادبی نہ ہوئی۔ اگر مولوی نعیم الدین کا دیدہ حق بین ہوتا تو حق تعالیٰ کی توحید کے مقابل ان شرکیات سے دل کانپ جاتا۔ اور بحیلہ ایصال ثواب لوگوں کو فریب دے کر شرک و ضلالت میں مبتلا نہ کیا جاتا۔

کیونکہ صراط مستقیم میں جس طرح بلا پابندی رسوم مروجہ بدعات تعیین یوم و تاریخ اور جنس طعام کے بطریق سنت ایصال ثواب کو بہتر اور افضل فرمایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ص ۶۵ میں یہ بھی فرمایا گیا کہ۔

"در حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ نذر و نیاز میں نافرمانیوں اور کفر کا ارتکاب کرتے ہیں ان کو ثواب پہنچانا منظور نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو شرک کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ کام بزرگوں کے لئے ہم کرتے ہیں اللہ تعالے کی عبادت کے معنی ان کے دین میں ہرگز نہیں سمجھتے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جو لوگ توشوں اور نیازوں میں کثیر روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اگر ان سے دریافت کیا جائے کہ تم نے خدا تعالیٰ کے لئے بھی کبھی کوئی چیز دی ہے تو کہیں گے نہیں۔ غرض کہ بعض تو خدا تعالیٰ اور بزرگوں کو تقرب اور رضا جوئی کے مرتبہ میں مساوی رکھتے ہیں پس اس وقت میں حق اور ثواب کے طالب اور خدا و رسول کی مرضیات کے متبع کے لئے یہی جاننا ہے کہ جس شخص کی روح کو ثواب پہنچانا منظور ہو بلا قید وضع اور جنس طعام اور کھانے والوں کے جو چیز کہ اس وقت کے فقیروں اور محتاجوں کے حق میں زیادہ مفید اور بہتر ہو۔ خالص نیت کے ساتھ خرچ کرے اور دعا بھی کرے تو بہتر ہے اور ساری تیسوں اور رسموں

کو یک لخت دور کر دے۔" اھ

پس یہ مضمون صراط مستقیم کا مولوی نعیم الدین کے نمبر ۹ کے جواب میں مفصل مع اصل عبارت کے گذر چکا ہے۔ لہٰذا اس فریب کاری بد دیانتی پر جو تقویۃ الایمان میں ایصال ثواب کو شرک بتانے کا بہتان و افترا کیا گیا۔ حالانکہ ہرگز ایک حرف بھی اس میں کوئی نہیں دکھلایا جا سکتا۔ تقویۃ الایمان فصل پنجم میں اس مقام کے متعلق جو مرقوم ہے وہ یہ ہے کہ "یہ تعیین کرنا کہ فلانے کی نیاز گائے ہی ہوتی ہے اور فلانے کی بکری اور فلانے کی مرغی یہ سب رسمیں بیہودہ ہیں اور خلاف اللہ کے حکم کے" اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورہ نحل میں کہ نہ کہو جھوٹی باتیں کہ بیان کرتی ہیں تمہاری زبانیں کہ یہ کیا چاہیے اور یہ نہ کیا چاہیے کہ باندھتے ہو اللہ پر جھوٹ بیشک جو لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ وہ مراد نہیں پاتے ف یعنی اپنی طرف سے جھوٹ مت ٹھہراؤ کہ فلانا کام کیجئے اور فلانا کام نہ کیجئے کہ کسی کام کو روا یا ناروا کر دینا اللہ ہی کی شان ہے سو اس میں اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور یہ خیال باندھنا کہ فلانے کام کو یوں کیجئے تو مرادیں ملتی ہیں اور نہیں تو کچھ خلل ہو جاتا ہے سو یہ خیال غلط ہے کیونکہ اللہ پر جھوٹ باندھنے سے کبھی مرادیں نہیں ملتی اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ محرم کے مہینے میں پان نہ کھایا چاہیے لال کپڑا نہ پہنئے۔ حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھاویں اور جب ان کی نیاز کیجئے تو اس میں بالضرور فلانی فلانی ترکاریاں ہوں اور مسی اور مہندی ہو اور اس کو لونڈی نہ کھاوے اور جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہے۔ وہ بھی نہ کھاوے اور جو نیچ قوم ہو یا بدکار وہ بھی نہ کھاوے اور شاہ عبد الحق کا توشہ حلوا ہی ہوتا ہے اور ان کو اچھیا طرح سے بنائے اور حقہ پینے والے کو نہ دیجئے اور شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی چڑھتا ہے اور بو علی قلندر کی سہ منی اور اصحاب کہف کی گوشت روٹی اور بیاہ میں فلانی فلانی رسمیں ضرور ہیں اور موت میں فلانی فلانی اور موت کے بعد نہ آپ شادی کیجئے نہ شادی میں بیٹھئے نہ اچار ڈالئے اور فلانے لوگ نیلا کپڑا نہ پہنیں اور فلانے لال سوکا نہ پہنیں سو سب جھوٹے ہیں اور شرک میں گرفتار اور اللہ کی حکومت کی شان میں اپنا دخل کرتے ہیں کہ ایک شرع جدی قائم کرتے ہیں"

اس پر مولوی نعیم الدین کی حمایت جہلاء یہ حیلہ سازی کہ اس کی یہ وجہ تو ہے نہیں کہ مردوں کے لئے توشہ نک اور حقہ والوں کے لئے توشہ کوئی حرام سمجھتا ہے، محض فریب دہی ہے جبکہ ہر بزرگ کی نیاز کے لئے اقسام طعام جنس اور کھانے والوں کی تخصیص قرار

رہنا پھر ان میں نفع وضرر کی توقع پر اپنی اپنی منت ومرادات متعلق کرنا جس طرح خصوصاً اکثر جاہل عورتوں کا عمل درآمد شاہد ہے کہ جس کا بچہ زندہ رہے تو سات سال تک بچھوا لٹکانے کی منت پوری ہوگی چنانچہ حضرت مجدد صاحب کے ارشاد میں بیبیوں پیرمن کے نام کا روزہ اور اس میں تخصیصات اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے کلام میں سہ منی بوعلی قلندر وغیرہ نذر غیر اللہ میں داخل ہے جو اس کو متبرک سمجھا جاتا ہے اور ایصال ثواب کے کھانے کو جو لوجہ اللہ ہے متبرک نہیں جانتے۔

اور مولوی صاحب بریلوی جو مولوی نعیم الدین کے مخصوص اعلیٰ حضرت ہیں۔ شیخ سدو کے بکرے مدار صاحب کے مرغے سے ایمان جاتا رہنا اور شہیدوں کے طاقوں پر فاتحہ شیرینی وغیرہ مرادیں مانگنا سب واہیات وخرافات، جاہلانہ حماقات وبطالات بتاتے ہیں پس اگر صحنک وتوشہ وغیرہ ایصال ثواب لوجہ اللہ ہوتا تو ہرگز یہ لوازمات وتخصیصات نہ ہوتے اس پر طرہ یہ کہ قیاس فاسد وباطل مع الفارق کرکے صحنک کے لئے عورتوں کی تخصیص اور صدقہ و ایصال ثواب کے لئے بحوالہ مشکوٰۃ حدیث بخاری ومسلم پیش کی جاتی ہے جو محض بہتان بندی ہے اگر زعم خود ایسا ہوتا تو مولوی صاحب بریلوی جن کو حیات الموات ص۱۹۶ میں وہ "سیف اللہ المسلول مولانا المحقق معین الحق،، (بدایونی) کا خطاب دیتے ہیں اور مولوی نعیم الدین اپنے رسالہ فرائد النور ص۲ میں "حضرت مولانا شاہ قدس سرہ،، کا لقب دیتے ہیں۔ وہ اپنے بوارق ص۱۲۰ میں یہ نہ لکھتے کہ "ترکیب توشہ کی اصل لم معلوم نہیں ہے اور امور تشریعیہ سے نہیں ہے" پس جس کا حال اور وجہ تسمیہ بھی معلوم نہیں اور امور تشریعیہ میں سے بھی نہیں ہے،، چہ جائیکہ اس کو ثابت بالحدیث بتایا جاوے حالانکہ امام محی السنۃ بغوی رح تفسیر معالم التنزیل ص۳۳۷ میں تحت آیت وقالوا ھذہ انعام وحرث حجر لا یطعمھا الا من نشاء بزعمھم کے فرماتے ہیں یعنون الرجال دون النساء یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام میں اور کہتے ہیں یہ مواشی اور کھیتی اچھوتی یعنی منع ہے کہ نہ کھاوے اس کو مگر وہی کہ چاہیں ہم اس کو اپنے گمان سے۔ یعنی منع کرتے ہیں۔ عورتوں کے سوائے مردوں کو۔

حالانکہ حضرت بی بی خدیجہ رضی کی فضیلت وبزرگی احادیث میں بہت کچھ وارد ہے۔ حق تعالیٰ کا ان پر سلام آنا جنت میں ان کے لئے ایک موتی کا محل تیار ہونا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر ان کی خوبیوں کو یاد فرماتے رہنا چنانچہ ان کی بہن ہالہ بنت خویلد بھی بعد ان کے انتقال کے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئیں تو آپ ان کی خاطر ومدارات اکرام محبت کے ساتھ فرماتے۔ اسی لئے جب بکری ذبح فرماتے یا کوئی دیگر شے ہوتی تو اس میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قرابت مند ورشتہ داران مرد وعورت میں بطور صلہ رحمی ہدیۃً عطا فرماتے۔ نہ صدقہ کا اس میں ذکر ہے نہ ایصال ثواب کا نہ صحنک مروجہ کی وجہ تسمیہ سے انکو کوئی نسبت! صحیح بخاری پارہ ۱۵ ص[illegible] میں حدیث مذکورہ کے متصل حدیث میں ہدیہ کی صراحت مذکور ہے

فیھدی فی خلائلھا منھا ما یسعھن۔ — یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بکری کا ہدیہ بھیجتے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو جن کے لئے کافی ہو جاتا ،،

نیز پارہ ۲۴ ص۵۳۹ کی حدیث میں وارد ہے۔

ثم یھدی فی خلتھا منھا۔ — پھر ہدیہ بھیجتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بکری سے ان کی سہیلیوں کو

اسی طرح صحیح مسلم ج ۲ ص۲۸۴ میں مذکور ہے۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے فرمایا امام خطابی نے

الخلۃ مصدر یستوی فیہ المذکر والمؤنث والواحد والجماعۃ وللبخاری فی الادب المفرد من حدیث انس کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بالشیء یقول اذھبوا بہ الی فلانۃ فانھا کانت صدیقۃ لخدیجۃ

— خلۃ مصدر ہے اس میں مذکر ومؤنث یعنی مرد وعورت اور واحد اور جماعت سب برابر شامل ہیں اور امام بخاری کی الادب المفرد میں حضرت انس کی حدیث میں ہے جب کوئی شے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتی تو فرماتے لے جاؤ اس کو فلانی کے پاس کیونکہ وہ خدیجہ کی سہیلی ہے —

نیز ترمذی جلد ثانی ص۲۲۵ میں روایت ہے۔

فیتتبع بھا صدائق خدیجۃ فیھدیھا لھن۔ — وہ پس تلاش فرماتے خدیجہ کی سہیلیوں کو ہدیہ عطا فرماتے ان کو،،

پس صحنک اور توشہ مروجہ کے شوق میں مولوی نعیم الدین کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ صدقہ کا کیا حکم ہے اور ہدیہ کا کیا یا عناداً دانستہ چشم پوشی کی جاتی ہے۔ کیونکہ فتح الباری پارہ ۱۵ ص۴۳۰ میں مرقوم ہے کہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی جمع ہو جاتا ہے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قصی تک اور وہ اقرب ہیں عورتوں میں سے آپ کے نسب میں۔ اور اکمال فی اسماء الرجال صاحب مشکوٰۃ میں مرقوم ہے کہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد قریشیہ ہیں۔ علیٰ ہذا جبکہ

شاہ عبدالحق صاحب کو بقول من گھڑت مولوی نعیم الدین کے حقہ سے نفرت تھی کہ ان کا توشہ حقہ نوش کو نہ کھلایا جاوے۔ مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو حقہ سے نفرت کجا بلکہ ان کو بہت لذت آتی ہے اسی لئے ان کو بھی توشہ کھانے والوں کے دسترخوان سے خصوصاً خارج کر دیا گیا۔ اسی طرح قبر پر نذر و نیاز دے جانے کو جو تقویۃ الایمان میں شرک ہونا مرقوم ہے۔ مولوی نعیم الدین کا بحیلہ فریب سازی جہلار کی حمایت سے ایصال ثواب بتانا جس کو بالفاظ دیگر ص۹۹ میں لکھا جاتا ہے کہ اسی کو چڑھاوا کہتے ہیں بحجٗ معاذ اللہ بمصداق اول من قاس ابلیس کے قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے مگر دیکھئے تقویۃ الایمان فصل پنجم ص۱۳۲ کی اصل عبارت یہ ہے۔

"پھر جب وہ (مالک الملک) اولاد بخشتا ہے تو اوروں کو ماننے لگتے ہیں ان کی نذر و نیاز ہیں کرتے ہیں کوئی کسی کی قبر پر لے جاتا ہے کوئی کسی کے تھان پر کوئی کسی کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسی کی بدھی پہنتا ہے کوئی کسی کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسی کا فقیر بنتا ہے" الخ

اور یہی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ مولانا شہید مرحوم کے جد امجد البلاغ المبین ص۳ میں فرماتے ہیں۔

نیز علویت پرستان ست کہ در اوقات حاجات نذر و نیاز برائی بتان و خادمان بتخانہ برخود لازم میگردانند پیر پرستان ہم در مرادات خویش نسبت بگورستان بزرگان و مجاوران آنجا ہمچنیں بعمل مے آرند و گلہا و شیرینی و نقد و جنس و نذر و نیاز در آنجا ہمیدہند ایضاً ص۲۲ و نیز عادات مشرکان است کہ بنام گذشتگان آب مینوشانند و آں سبیل را بنام غیر خدا مشہور میدارند پیر پرستان نیز آب برائے امام حسین می نوشند و آں را نذر امام میگویند و ایں نمی فہمند کہ نذر بجز ذات

"یہ بھی بت پرستوں کا طور ہے۔ کہ اپنی حاجتوں میں بتوں اور خادمان بت خانہ کی نذر و نیاز اپنے ذمہ لازم جانتے ہیں پیر پرست بھی اپنی مرادوں میں قبرستان کے بزرگوں اور مجاوروں کے ساتھ یہی معاملہ کرتے ہیں اور پھول و شیرینی نقد و جنس بطریق نذر و نیاز کے اس جگہ دیتے ہیں۔ اور یہ بھی عادت مشرکوں کی ہے کہ گذرے ہوؤں کے نام پر پانی پلاتے ہیں اور سبیل غیر خدا کے نام پر مشہور کرتے ہیں۔ پیر پرست بھی پانی امام حسین رض کے لئے پیتے ہیں اور اس کو نذر امام کہتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ نذر سوائے ذات حق تعالیٰ

او تعالیٰ کردن حرام ست کے کرنا حرام ہے"

پس حیف ہے مؤلف کی بددیانتی اور بے تمیزی پر کہ مولانا شہید مرحوم پر تقویۃ الایمان میں ایصال ثواب کو شرک کہنے کا صریح بہتان لگا کر اہلبیت رسالت سے عداوت کا موجب بتایا گیا۔ معاذ اللہ منہ۔ حالانکہ تقویۃ الایمان میں جس نذر و نیاز غیر اللہ کو شرک لکھا گیا ہے تمام اکابر ائمہ فقہاء کرام و علمائے عظام اسے شرک و کفر فرماتے ہیں۔ نہ ایصال ثواب نذر و نیاز الی اللہ تعالیٰ کو۔ اگر مولوی نعیم الدین کی یہی حیا ہے تو خود اپنے اکابر مسلمہ پر اس سے بدرجہا زائد کفر و شرک گمراہی گستاخی بے ادبی عائد ہوتی ہے۔

قولہ ص۱۶۶ سے ۱۶۷ اسی سلسلہ شرکیات میں صاحب تقویۃ الایمان نے یہ بھی لکھا ہے۔

کہ برائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے اس کو ان کی طرف نسبت کرے کہ فلانا ان کی پھٹکار میں آکر دیوانہ ہو گیا۔

اس کو شرک کہنا انتہا درجہ کی جہالت و گمراہی ہے قرآن پاک میں صدہا آیتیں ہیں۔ نوح علیہ السلام کی قوم نے جب رسولوں کو جھٹلایا ہم نے ان کو غرق کر دیا۔ دیکھی پھٹکار۔ کتب حدیث میں ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ خود صاحب تقویۃ الایمان بھی گستاخیوں کی پھٹکار میں مبتلا ہوا۔ اب تو اس کو یقین ہو گیا ہوگا۔ کہ پھٹکار کا انکار بھی پھٹکار ہے۔ ظالموں! کہاں تک آیات و احادیث کا انکار کرو گے۔ اسی طرح بزرگوں کے نوازنے سے فتح و اقبال ملنا بکثرت نصوص سے ثابت ہے ابدال کی حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ ابدال کی بدولت مینہ برسایا جاتا ہے انہیں کی برکت سے دشمنوں پر فتح دی جاتی ہے اس کو بے دریغ شرک قرار دینا کیسی بے ایمانی ہے

اقول۔ یہ عبارت تقویۃ الایمان بھی پہلے باب توحید و شرک ص۱۱ میں گذر چکی جس کا ذکر اس فصل پنجم میں لانا مؤلف کا بددیانتی سے مغالطہ میں ڈالنا مقصود ہے۔ ورنہ اصل عبارت ماقبل سے یہ ہے۔

"پھر جو کوئی کسی انبیاء، و اولیاء کی اماموں اور شہیدوں کی بھوت و پری کی اس قسم کی تعظیم کرے جیسے اڑے کام پر ان کی نذر مانے مشکل کے وقت ان کو پکارے بسم اللہ کی جگہ ان کا نام لیوے جب اولاد ہو ان کی نذر و نیاز کرے اپنی اولاد کا نام عبدالنبی امام بخش پیر بخش رکھے کھیت و باغ میں ان کا حصہ لگا دے جو کھیتی باڑی میں سے آوے پہلے ان کی نیاز کر دے جب اپنے کام میں لاوے اور ریوڑ میں سے ان کے نام کے جانور ٹھہرا دے اور پھر ان جانوروں کا ادب

کہ بارش ہوتی ہے تو اس کے لئے کوئی پتھر سے زمانے اثر اور برائی اور بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے اس کو ان کی طرف نسبت کرے کہ فلانا ان کی پھٹکار میں پکڑ دیوانہ ہو گیا ہے اور فلانے کو انہوں نے راندا تو محتاج ہو گیا اور فلانے کو نواز دیا تو اس کو فتح و اقبال مل گیا اور قحط فلانے ستارے کے سبب سے پڑا۔ فلانا کام جو فلانے دن شروع کیا تھا۔ یا فلانی ساعت میں سو پورا نہ ہوا "

پس ان جملہ امور کو سوائے ذات حق تعالےٰ کے دوسروں کی طرف نسبت کرنا ان کی نذر و منت ماننا ان کو پکارنا ان کے نام کا بجائے اللہ تعالےٰ کے نام کے وظیفہ کرنا عبد فلاں نام رکھنا برائی بھلائی سے نوازا راندہ جانا۔ ستاروں کے سبب سے قحط و مینہ کا برسنا سمجھنا اچھی بری ساعت کا ماننا۔ خواہ پیغمبروں سے جانے اولیاء یا بھوت پری وغیرہم سے بیشک یہ شرک ہے کسی ادنٰے مومن کو بھی اس میں جائے مقال نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ فصل پنجم تقویۃ الایمان کی نصوص آیات اور احادیث سے صراحۃً واضح ہے فرمایا حق تعالےٰ نے سورہ اعراف میں۔

فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (سورہ اعراف)

"پھر جب اس نے دیا ان کو اچھا نیک بچہ ٹھہرانے لگے اس کے شریک اسی چیز میں کہ اس نے دیا ان کو سو بہت دور ہے اللہ ان کے شریک بتانے سے"

اور فرمایا سورہ انعام میں۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۔

"لوگ ٹھہراتے ہیں اللہ کا اس چیز میں کہ اس نے پیدا کیا ہے کھیتی اور مواشی سے ایک حصہ سو کہتے ہیں اپنے خیال میں کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا سو جو ٹھہرایا ان شریکوں کا وہ نہ مل جاوے اللہ کی طرف اور جو ٹھہرایا اللہ کا وہ مل جاوے ان کے شریکوں کی طرف بہت برا حکم کرتے ہیں"

اور صحیح بخاری و صحیح مسلم میں روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فاما من قال مطرنا بفضل الله و رحمته فذلك مؤمن بي وكافر بالكواكب واما من قال مطرنا بنوء كذا فذلك كافر بي ومؤمن بالكواكب ۔

"فرمایا تمہارے رب نے جس نے کہا کہ ہم کو مینہ ملا اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے سو مجھ پر یقین لایا اور ستاروں کا منکر ہوا اور جس نے کہا کہ ہم کو مینہ ملا فلانے نچھتر سے سو وہ میرا منکر ہوا اور ستاروں پر یقین لایا"

اور ابو داؤد میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

الطيرة شرك الطيرة شرك الطيرة شرك ۔

"شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے"

نیز ابو داؤد اور نسائی میں روایت ہے

انه لما وفد الى رسول الله صلى الله عليه وسلم مع قومه سمعهم يكنونه بابي الحكم فدعاه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان الله هو الحكم واليه الحكم فلم تكنى ابا الحكم ۔

"شریح بن ہانی کا باپ جب آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی قوم کے ساتھ تو آپ نے سنا ان لوگوں کو کہ کہتے ہیں اس کو ابو الحکم یعنی اس قضیہ چکا دینے والا پھر فرمایا اس کو آپ نے کہ بیشک اللہ ہی ہے اصل قضیہ چکا دینے والا اور اسی کا حکم پھر تجھ کو کیوں کہتے ہیں ابو الحکم"

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مرحوم البلاغ المبین ص۳۲ میں دربارہ افعال شرکیہ فرماتے ہیں۔

وبعضے وظائف بطریق اذکار مشتمل بر ندائے بزرگان در صبح و شام التزام کردہ اند

"بعضے وظائف بطور اذکار مشتمل ندائے بزرگان صبح و شام لازم کرتے ہیں"

اور جناب قاضی ثناء اللہ صاحبؒ پانی پتی مستند مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ارشاد الطالبین ص۲۱ میں فرماتے ہیں

و ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ کہ در شرع وارد نہ شدہ است چنانچہ کسی بطور وظیفہ یا محمد یا محمد گفتہ باشد روا نباشد

"ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اس طریق پر جو شرع میں وارد نہ ہوا ہے۔ جیسے کوئی شخص بطور وظیفہ کے یا محمد یا محمد کہتا ہو روا نہ ہو گا"

اسی طرح مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص ۱۳۳ میں فرماتے ہیں۔

پس مرد با ایمان را کہ معتقد تاثیر واحد است از ہیچ چیز غیر از خدا نباید ترسید کہ سر کلاہ عالم اسباب و مسببات بدست او ست بلکہ در حقیقت ورائے تاثیر او تاثیر نیست افعال او تعالیٰ است کہ درپے یکدیگر شدہ میروند ارباب وہم وخیال مے پندارند کہ فلاں موجب فلاں فعل شد اھ

"پس مرد مومن کو کہ ذات واحد لاشریک کو مؤثر حقیقی سمجھتا ہے کسی چیز سے سوائے خدا کے ڈرنا نہ چاہیے کہ کل اختیار عالم اسباب اور مسببات کا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ بلکہ حقیقت میں سوائے تاثیر اس کی کے کوئی تاثیر نہیں جتنے کام اور فعل جہاں میں ہوتے ہیں سب اسی کے ہیں وہم و خیال والے جانتے ہیں کہ فلاں نے فلاں کام کیا۔"

ایضاً ص ۱۵۸ میں فرماتے ہیں

از انجملہ کسانیکہ در ذکر دیگراں را با خدا ہمسر مے کنند و نام دیگراں را مانند نام خدا بطریق تقرب ذکر مے نمایند۔ و از انجملہ اند کسانیکہ در ذبح و نذر و قربانی ہا با خدا دیگراں را ہمسر مے کنند۔ و از انجملہ اند کسانیکہ در نام نہادن خود را بندہ فلاں و عبد فلاں مے گویند و ایں شرک در تسمیہ است۔ و از انجملہ اند کسانیکہ در دفع بلاہا دیگراں را مے خوانند اھ

"بعض ان میں سے وہ لوگ ہیں کہ ذکر کرنے میں دوسروں کو خدا کے ساتھ برابر کرتے ہیں اور نام دوسروں کا مانند نام خدا کے براہ تقرب ذکر کرتے ہیں۔ اور بعضے وہ لوگ ہیں کہ ذبح و نذر اور قربانیوں میں خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور بعضے وہ آدمی ہیں کہ نام رکھنے میں بندہ فلاں اور عبد فلاں کہتے ہیں اور یہ شرک ناموں میں ہے اور بعضے وہ لوگ ہیں کہ دفع بلاؤں کے لیے دوسروں کو پکارتے ہیں۔"

نیز حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رح مستند مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ملفوظ حصہ دوم ص ۵۴ کے مکتوبات پنجاہ و ششم مطبوعہ اسلامی لاہور ۱۳۱۹ھ ص ۲۲۴ میں فرماتے ہیں۔

انبیاء و اولیاء و سلاطین و امراء و ملوک چندیں چیز خواہند کہ شود و نشود و چندیں چیز خواہند کہ نشود و شود

"انبیاء اور اولیاء و سلاطین و امراء اور ملوک کتنی ہی چیزیں چاہتے ہیں کہ ہو جویں اور نہیں ہوتی ہیں اور کتنی ہی چیزیں چاہتے ہیں کہ نہ ہوویں اور

پس بر آنچہ حکم کردہ است رضا باید داد و ہم تسلیم باید شد و بندگی پیش باید گرفت چنانکہ بندہ را از مرگ چارہ نیست از بندگی نیز چارہ نیست شود آنچہ خواست او ست جل جلالہ اھ

ہوتی ہیں پس جس کسی چیز کے لئے حکم کیا گیا ہے رضا مند رہنا چاہیے اور تسلیم کرنا چاہیے اور بندگی کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے جس طرح بندہ کو مرنے سے چارہ نہیں ہے بندگی سے بھی چارہ نہیں ہے ہوتی وہی جو وہ چاہے جل جلالہ،،

علی ہذا ملفوظات الفتح الربانی امام ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح ص ۱۲۶ مجلس ۱۸ میں مرقوم ہے۔

یا موحدین یا مشرکین لیس بید احد من الخلق شیٔ الکل عجزۃ الملوک والممالیک والسلاطین والاغنیاء والفقراء کلھم اسراء قدر اللہ عز وجل قلوبھم بیدہ یقلبھا کیف یشاء

"اے موحدو اور اے شرک کرنے والو مخلوق میں سے کسی کے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں ہے سب عاجز ہیں کیا بادشاہ اور کیا غلام کیا سلاطین اور کیا اغنیاء اور کیا فقراء سب تقدیر خداوندی کے قیدی ہیں سب کے قلوب اس کے ہاتھ میں ہیں کہ ان کو جس طرح چاہتا ہے الٹتا پلٹتا ہے،،

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ ج ۳ ص ۳۸۹ میں فرماتے ہیں

پس بگویم من مالک نیستم من ترا چیزے را از خلاص دادن و رفع کردن ایں عذاب تحقیق رسانیدم من ترا شریعت را و ترسانیدم و مبالغہ کردم و تو نہ کردی اھ

"پس میں کہوں گا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے مالک نہیں ہوں میں تیرے لئے کسی چیز کے خلاص دلانے کا اور اس عذاب کے رفع کر دینے کا تحقیق پہنچا دیا میں نے تیرے لئے شریعت کو اور خوب ڈرا دیا میں نے اور تو نے نہ مانا یعنی شریعت کے احکام پر عمل نہ کیا۔"

اور یہی مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان حسنی پریس بریلی کے ص ۸۵ میں لکھتے ہیں۔

"زکوٰۃ نہ دینے والے کے لئے حدیث میں وارد ہوا جب عذاب میں گرفتار ہوگا اور اس کی نگاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر جا پڑے گی بے اختیار ہو کر چلائے گا یا رسول اللہ یا رسول اللہ حضور فرمائیں گے میں نے تجھے خدا کا حکم پہنچا دیا تھا۔ اے غافل ابھی کا ہے پر بھولا بیٹھا۔ کیا یہ عذاب تیرے

وہ یک مبل ہیں۔" الیضاً ص۱۵ [?] میں لکھتے ہیں "خاص خدا کے سوا دوسرا ٹھکانا بھی تو نہیں نہ عالم میں کوئی بات سننے والا نہ فریاد کو پہنچنے والا اور سنتے بھی تو کیا حاصل اپنے مقصد کی روا اور حاجت کا علاج تو یہاں کے سوا کہیں نہیں ناچار جس بادشاہ کی نافرمانی میں عمر کاٹی آنکھیں نیچے کئے گردن جھکائے اسی کی رحمت و کرم کی امید رکھے اور غضب و عتاب سے لرزتے کانپتے اسی کی طرف دست تمنا بلند کرکے پکارتے ہیں۔" ایضاً ص۱۵ [?] میں لکھتے ہیں: "جو دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ان پر اختصار کہ حضور نے کوئی حاجت نیک و دنیا کے مانگنے کو نہیں چھوڑی۔" ایضاً ص۱۸۱ [?] میں لکھتے ہیں "پس باعتقاد اس کے کہ سوا حق جل وعلا کے کوئی قادر مطلق و مالک۔ معطی و مانع و ضار و نافع نہیں اور اگر بفرض محال تمام اولین و آخرین جن و انس ملائک و فلک چھوٹے بڑے تمام عالم ایک ذرہ کو اس کی جگہ سے حرکت دینے پر اکٹھے ہو جائیں اور یکبارہ اس پر زور آزمائی کریں اور اسی کیفیت سے لاکھ برس گذر جائیں اور ان کی قوتیں روز افزوں ترقی پر ہوں یہاں تک کہ ہر ایک ان میں سے ہفت جبل زمین ایک ہاتھ پر اٹھائے مگر ارادہ، الٰہیہ اس ذرہ کا تحرک نہ چاہا ہے ہرگز ہرگز ممکن نہیں کہ اسے جنبش دے سکیں۔"

اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی سبحن السبوح ص۱۳ میں لکھتے ہیں

"انسان کو فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے اس کے سارے افعال مولیٰ عزوجل ہی کی سچی قدرت سے واقع ہوتے ہیں آدمی کی کیا طاقت کہ بے اس کے ارادہ تکوینی کے پلک بھی ہلا سکے انسان کا صدق کذب کفر ایمان طاعت عصیان جو کچھ ہے سب اسی تقدیر مقتدر جل وعلا نے پیدا کیا ہے اور اسی کی عظیم قدرت عظیم ارادہ سے واقع ہوتا ہے، وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار سارے جہان کا ع اس کا چاہا ہوا ہمارا نہ ہوا"

اور فتاوی رضویہ ج ا ص۱۹ [?] میں لکھتے ہیں

"ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہے جو کچھ ہوتا ہے اسی کے ارادہ سے ہوتا ہے اس کے ارادہ کے سوا عالم میں کوئی شئے مؤثر حقیقی نہیں نہ آگ جلاتی ہے نہ پانی بجھاتا ہے بلکہ اسی کے ارادہ سے جلنا بجھنا پیدا ہوتا ہے اس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اسباب بنائے ہیں اور فرمایا کہ وہ بھی اسی کے ارادہ کا ہر وقت محتاج ہے وہ چاہے تو چیز پانی سے جل جائے اور آگ سے بجھ جائے آنکھیں سنیں اور کان دیکھیں وغیرہ ذلک چاہے تو اسباب معطل کردے لاکھ سبب موجود ہوں اور مسبب نہ ہو سکے چاہے تو اسباب کو معزول فرما دے کوئی سبب نہ ہو اور مسبب موجود ہو جائے اعلموا ان اللہ علی کل شیء قدیر"

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ سوم ص۲۵ میں لکھتے ہیں۔

"اللہ اکبر حاکم حقیقی عزوجل پاک ہے اس سے کہ کسی سے توسل کرے وہی اکیلا حاکم اکیلا خالق اکیلا مدبر ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔"

پس ناظرین کرام پر مولوی نعیم الدین کا تحریف آیات اور احادیث غیر اللہ کی طرف نسبت کرانے برائی سے پھٹکار کا اور بھلائی سے نوازنے فتح و اقبال کا بے حقیقت ہونا خود صراحتاً نصوص آیات و احادیث و کلام ائمہ دین اور خود اپنے اکابر بریلویاں سے بخوبی واضح ہو گیا۔ کہ سب کچھ باختیار و تصرف حق تعالیٰ جل شانہ مالک ملک ہی کے چاہنے پر ہے کسی دوسرے کا ہرگز ذرہ بھر اختیار ممکن نہیں جس طرح خود مولوی نعیم الدین کے قلم سے بھی از راہ غفلت امر حق نکل گیا کہ رسولوں کے جھٹلانے سے ہم نے (یعنی اللہ نے) ان کو غرق کردیا۔ ابدال کی برکت سے مینہ برسایا جاتا دشمنوں پر فتح دی جاتی ہے ——— بیشک انبیاء اور اولیاء صالحین کے جھٹلانے سے حق تعالیٰ کے غضب و قہر کی پھٹکار اور بشیران کی قبولیت دعا رجناب باری تعالیٰ میں اور ان کے مراتب و اعمال صالحہ کی برکات سے مینہ برسایا جانا دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرمانا دشمنان توحید اوثان پرستوں کو غرق کردینا بجائے خود صحیح اور عین حق اقتضائے ایمان ہے چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان منصب امامت ص۱۰ میں فرماتے ہیں

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یسقی بھم الغیث وینصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب۔

"فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابدال ہوں گے ملک شام میں اور وہ چالیس مرد ہیں جب کوئی ان میں انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بدل دیتا ہے اس کی جگہ اور انہیں کی برکت سے مینہ برستا ہے اور دشمنوں پر فتح ہوتی ہے اور شام والوں پر عذاب نہیں آتا ہے۔"

نیز تقویۃ الایمان ص۲۲ میں مرقوم ہے:

"انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں اور اللہ ان کے بتانے میں تاثیر دیتا ہے بہت لوگ اس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہیں۔"

نیز مولانا شہید مرحوم بر دفع شبہات جہلاء مشرکین مثل فرقہ نعیمیہ بنام سید عبداللہ بغدادی اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں۔

اما قرب الانبیاء عند الله تعالٰی وکمالاتھم وفضائلھم التی لا یصل دون سرادقاتھا غیرھم فسلم وھو امر اخر لا دخل له فی الربوبیة والالوھیة زد شبھة العوام یزعمون ان الانبیاء والاولیاء یتصرفون فی العالم یفعلون ما یشاؤن" وصلی الله علی سیدنا ومطاعنا وشفیعنا محمدن المصطفٰی وعلی اله شموس الھدی واصحابه بدور الدجی فقط ۔

"اور لیکن اللہ تعالے کے نزدیک انبیاء کا قرب اور ان کے کمالات اور ان کی فضیلتیں کہ اس مرتبہ کو ان کے سوا اور کوئی نہیں پہنچ سکتا یہ تمام امور مسلم ہیں اور یہ دوسری بات ہے جس کو ربوبیت اور خدائی میں کچھ دخل نہیں "رد" عوام کا شبہ رد کرنا مقصود ہے جن کا یہ گمان ہے کہ انبیاء اور اولیا سارے جہان میں تصرف کرتے ہیں جو چاہتے ہیں کر ڈالتے ہیں" اور اللہ تعالے ہمارے سردار اور ہمارے مخدوم اور ہمارے شفیع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اولاد پر جو آفتاب ہدایت ہیں اور آپ کے اصحاب پر جو اندھیری رات کے چاند ہیں اپنی رحمت نازل فرمائے فقط"۔

پس بعد توضیح ہر دو کلام مولانا شہید مرحوم عظمت توحید حق تعالیٰ و اکرام حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کے معلوم ہو گیا کہ مولوی نعیم الدین صاحب نے اپنی ضد سے مولانا شہید مرحوم کو نہیں۔ بلکہ درپردہ تمام اکابر خصوصاً اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو جاہل و گمراہ بے ایمان قرار دے دیا ہے۔ نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات۔

قولہ ص۱۶۸-۱۷۰ صاحب تقویۃ الایمان نے اپنے خرکیات کے چوتھے حصہ میں تیسری بات یہ لکھی ہے۔ یا یوں کہیں کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیر چاہے گا تو یہ بات ہو جائے گی۔ تقویۃ الایمان ص۱۲ اسی مضمون کو پھر دوبارہ لکھا۔ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے

اخرج فی شرح السنۃ عن حذیفۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقولوا ما شاء اللہ وشاء محمد وقولوا ما شاء اللہ

"ذکر شرح السنہ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہؓ نے کہ پیغمبر نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط"

ف یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ مخلوق کو نہ ملاوے خواہ کتنا ہی بڑا اور کیسا ہی مقرب ہو مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا۔ کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا

تقویۃ الایمان ص۶۵-۶۶ اول تو یہ جائے کہ اس کو خرکیات میں کس دلیل سے داخل کیا دوم حدیث منقطع ہے خود مشکوٰۃ شریف ص۴۰۸ میں یہ لفظ موجود و فی روایۃ منقطعا ایک مغالطہ اور خیانت ہے کہ حدیث منقطع لکھی جاتی ہے اور اشارہ تک بھی نہیں کیا جاتا کہ یہ منقطع ہے۔ سوم یہ چوری و بددیانتی کہ وہ غیر منقطع روایت ترک کی جاتی ہے جس کے ضمن میں یہ منقطع روایت درج تھی منقطع کو لینا اور غیر منقطع کو چھوڑ دینا کتنی بڑی فریب دہی ہے۔ پنجم فائدہ میں مطلقاً یہ حکم دینا کہ اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملا دے۔ حدیث کی صریح مخالفت ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ کہو جو چاہا اللہ نے اور چاہا فلاں نے لیکن یہ کہو جو چاہا اللہ نے پھر چاہا فلاں نے"۔ (مشکوٰۃ ص۴۰۸) یہاں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ادب تعلیم فرما رہے ہیں۔ کہ ما شاء اللہ وشاء فلان۔ واو جمع کے ساتھ نہ کہو بلکہ ثم فلان کہو تاکہ معلوم ہو کہ مشیت الٰہی مقدم ہے اور مشیت عبد تابع۔ یہی مجمع البحار میں فرمایا۔ لیکن صاحب تقویۃ الایمان نے مطلقاً ملانے کو خرکیات میں شمار کیا اور حدیث شریف کا اصلاً لحاظ نہ کیا بلکہ اسی تغلیط و فریب دہی کے لئے غیر منقطع حدیث کو دیدہ و دانستہ چھوڑ گیا۔ ششم صاحب تقویت کا یہ قول کہ اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائے۔ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ اس کی شان و صف خاص میں کسی طرح کسی مخلوق کو نہ ملائے۔ اور یہاں صاحب تقویت نے یہی معنی مراد لئے ہیں کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے سوا کسی مخلوق کو نہ ملائے۔ جیسے معطی بالذات ہونا اللہ تعالیٰ کی شان ہے کسی مخلوق کو اس میں دخل نہیں۔ تو صاحب تقویت کے نزدیک معطی بالذات ہونے میں اللہ تعالے کے ساتھ کسی کو نہ ملائے اور لغیر ملائے تنہا غیر کو معطی بالذات کہے تو میاں اسمٰعیل اس کو منع نہیں کرتے یہ شرک انہیں گوارا ہے بر زید و عمر کو خالق بالذات مالک بالذات عالم بالذات قادر بالذات سمیع بالذات بصیر بالذات وغیرہ سب کچھ کہو مگر خدا کے ساتھ ملا کر نہیں تو میاں اسمٰعیل اس پر ناراض نہیں۔ بلکہ حدیث مذکورہ بالا پر نظر کر کے وہابیہ کے طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صرف واؤ کے ساتھ عطف نہ کرے اور ثم کے ساتھ لائے تب بھی حرج نہیں یہ ہے وہابیہ کا ایمان۔ ظالم کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ حضرت باری عزاسمہ کی صفت خاص کا اطلاق غیر پر کسی حال میں درست نہیں نہ ملا کر نہ تنہا نہ واؤ کے ساتھ عطف کر کے نہ ثم کے ساتھ نہ بلا عطف اور جو وصف خاص نہیں ہے جیسے کہ مشیت تابعہ لمشیۃ اللہ اس کا اثبات کسی طرح شرک نہیں ہو سکتا۔ اب اگر صاحب تقویت حدیث مذکورہ میں مشیت سے مشیت

ذاتیہ مراد ہے جیسا کہ اس کے کلام سے ظاہر ہے۔ تو اس کے قول سے لازم آئے گا کہ تم کہہ کر غیر کے لئے مشیت ذاتیہ کا اثبات جائز ہو کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔ ولکن قولوا ماشاء اللہ ثم شاء فلان لیکن حدیث کے یہ معنی بتانا۔ اور اس مضمون کا معتقد ہونا خالص بے دینی اور شرک ہے

اب ثابت ہوا کہ حدیث میں مشیت سے مشیت ذاتیہ مراد ہو ہی نہیں سکتی تو دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ بندوں کی مشیت ذاتیہ نہیں ہے تاہم کمال ادب یہ ہے کہ مشیت الٰہیہ کے ساتھ اسکا ذکر واؤ عطف کیساتھ نہ کیا جائے بلکہ ثم کے ساتھ کیا جائے اس سے لازم نہیں کہ واؤ کے ساتھ عطف کر کے ذکر کرنا شرک ہو صاحب تقویت کا اسکو شرکیات میں داخل کرنا نہایت جہل و بطلان اور فریب دہی ہے بلکہ اس نے تو مطلق ملانے کو شرکیات میں شمار کیا ثم کے ساتھ حدیث شریف میں جو اجازت ہے اس کو خاطر میں نہ لایا۔ یہ فریب مسلمانوں پر کیسے چل سکتا ہے۔ اھ ملخصاً بلفظہ۔

اقول وباللہ التوفیق تقویۃ الایمان فصل پنجم ص۵۲ حدیث مشکوٰۃ منقولہ شرح السنہ کے ترجمہ میں بجائے اس کے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا۔ تحریفاً یہ نقل کیا کہ پیغمبر نے فرمایا پھر مولوی نعیم الدین کا اپنے جہل و تعصب اور عناد سے اولاً یہ اعتراض کہ اسکو شرکیات میں کس دلیل سے داخل کیا لیکن

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حالانکہ خود الفاظ حدیث باواز دہل منہ سے بول رہے ہیں کہ

قولوا ماشاء اللہ وحدہ — "بولا کرو جو چاہے اللہ اکیلا"

فقط یعنی اکیلا بلا مشیت غیر ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۲۷ ص۲۵۰ میں ہے۔

باب لا یقول ماشاء اللہ وشئت — "یہ نہ کہے جو چاہا اللہ نے اور آپ نے"

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ علی ہذا دیگر کتب حدیث سنن ابوداؤد ج ۲ ص۳۲۴ اور نسائی ج ۲ ص۱۰۹ اور ابن ماجہ ص۱۵۲ وغیرہ میں بروایت حضرت ابن عباسؓ اور حضرت حذیفہؓ وغیرہ جو فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۷ ج ۲ ص۲۵۰ میں مرقوم ہے

اخرج النسائی فی کتاب الایمان والنذور وصححہ من طریق عبد اللہ بن یسار عن امرأۃ من جھینۃ ان یھودیا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم تشرکون تقولون ماشاء اللہ وشئت

"عبد اللہ بن یسار کہتے ہیں ایک یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا تم لوگ شرک کرتے ہو کہتے ہو جو چاہا اللہ نے اور تم نے اور کہتے ہو کعبہ کی قسم پس حکم فرمایا۔ لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت ارادہ

وتقولون والکعبۃ فامرھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ارادوا ان یحلفوا ان یقولوا ورب الکعبۃ وان یقولوا ماشاء اللہ ثم شئت واخرج النسائی وابن ماجۃ ایضا واحمد من روایۃ یزید بن الاصم عن ابن عباس رفعہ اذا حلف احدکم فلا یقل ماشاء اللہ وشئت ولکن لیقل ماشاء اللہ ثم شئت وفی اول حدیث النسائی قصۃ وھی عند احمد ولفظہ ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ماشاء اللہ وشئت فقال لہ اجعلتنی واللہ عدلا لا بل ماشاء اللہ وحدہ واخرج احمد والنسائی وابن ماجۃ ایضا عن حذیفۃ ان رجلا من المسلمین رای رجلا من اھل الکتاب فی المنام فقال نعم القوم انتم لولا انکم تشرکون تقولون ماشاء اللہ وشاء محمد فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال قولوا ماشاء اللہ ثم شاء محمد قولہ ماشاء اللہ وشئت تشریک فی مشیئۃ اللہ تعالیٰ قولہ ماشاء اللہ

کہ جو تم قسم کھانے کا تو کہو قسم رب کعبہ کی اور یہ کہو جو چاہا اللہ نے پھر تم نے۔ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں کوئی قسم کھاوے تو نہ کہے جو چاہا اللہ نے اور تم نے ولیکن کہے جو چاہے اللہ پھر تم۔ دوسری روایت میں ہے ایک آدمی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو چاہا اللہ نے اور آپ نے پس فرمایا اس سے آپ نے کیا ٹھہرایا تو نے مجھ کو اللہ کو برابر نہیں بلکہ جو چاہے اللہ اکیلا اور حذیفہؓ سے روایت ہے ایک مسلمان نے خواب میں دیکھا ایک آدمی کو اہل کتاب میں سے تو کہا اس نے اچھی قوم ہو تم اگر تم شرک نہ کرتے کہتے ہو تم جو چاہا اللہ نے اور چاہا محمد نے پس ذکر کیا گیا اس کا حضرت سے تو فرمایا کہو جو چاہا اللہ نے پھر چاہا محمد نے ... اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ... اللہ نے پھر تم نے جائز ہے لیکن استدلال بقولہ انا باللہ ثم بک اور تحقیق آیا ہے اس معنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے جائز رکھا داخل کرنا ثم کا کیونکہ مشیت اللہ کی پہلے ہے مشیت خلق سے"

نیز ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص۶۱ میں فرماتے ہیں۔

لو قالوا ماشاء اللہ وشاء محمد لکان شرکا جلیا۔ — "اگر کہیں جو چاہے اللہ اور چاہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ہوگا کھلا ہوا شرک"

اسی طرح مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص۱۵۹ میں ارقام فرماتے ہیں۔

ازاں جملہ اندکسانیکہ نام دیگری را با نام خداوند — "منجملہ ان لوگوں کے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ دوسرے

مقام عموم علم وقدرت برابر مے سازند چنانچہ نسائی وابن ماجہ از ابن عباسؓ روایت کردہ اند بعضے شخصے آنحضرت را گفت کہ ماشاء اللہ وشئت یعنی ہر چہ خدا خواست وتو خواہی در خواست خواہد شد آنحضرت فرمودند جعلتنی للہ ندا بل ماشاء اللہ وحدہ وامام احمد وابو داؤد ونسائی وابن ماجہ از حذیفہ بن الیمان روایت کردہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند لا تقولوا ماشاء اللہ وشاء فلان قولوا ماشاء اللہ ثم شاء فلان انتہی۔

کو شریک کرتے ہیں اور وہ لوگ ہیں کہ جو مشرکین کے جاہل کو خدا کے نام کے ساتھ مقام عموم علم اور قدرت کے برابر کرتے ہیں چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یعنی جو چیز کہ خدا نے چاہی ہو جاوے گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیرا لیا تو نے مجھ کو اللہ کا شریک بلکہ ایک اللہ کے چاہنے سے ہو تا ہے اور امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یعنی نہ کہو تم جو چاہا اللہ نے اور چاہا فلاں نے کہو تم جو چاہا اللہ نے پھر چاہا فلاں نے انتہی۔

اور خود مولوی صاحب نے بفحوائے دروغ گو را حافظہ نباشد اپنے رسالہ فیضان رحمت صفحہ ۱۶ وصفحہ ۱۷ میں لکھا ہے "حدیث میں وارد ہے کہ رسول کریم نے صحابہ کرام کو استعمال واؤ سے ایسے موقع میں منع فرمایا ہے کہ اس میں استعمال واؤ موہم شرک اور جواز امر ناجائز تھا چنانچہ بروایت احمد وابو داؤد ونسائی حذیفہ سے مروی ہے کہ سرور اکرم نے فرمایا کہ یہ مت کہو کہ جو خدا نے چاہا اور فلاں نے وہ ہوگا اور مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس میں خدائے پاک کے ساتھ مشیت میں بندہ کو برابر کرنا ہے اس لئے کہ واؤ جمع اور اشتراک کے لئے ہے،،

"جہاں چند امور کا جمع کرنا ناجائز ہو ان کو آپس میں واؤ کے ساتھ عطف کرنا زبان عربی میں ممنوع ہے چنانچہ سرور کائنات نے فرمایا نہ کہو ما شاء اللہ وشاء فلان لیکن کہو ماشاء اللہ ثم شاء فلان اور ایسی ہی فارسی زبان میں اگر کوئی کہے ہر چہ خدا خواست وفلاں خواہد خواست خواہد شد ممنوع ہے" پس ناظرین پر مؤلف کی جہالت احادیث وکلام اکابر ائمہ علماء کرام خصوصاً خود اپنے قول سے شرک ہونا بتائید تقویۃ الایمان بخوبی آشکارا ہو گیا۔

ثانیاً وثالثاً وخامساً یہ کہنا کہ حدیث منقطع ہے۔ منقطع کو لینا اور غیر منقطع کو چھوڑنا فریب دہی ہے۔ فائدہ میں مطلقاً یہ حکم دینا کہ اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملادے۔ حدیث کی صریح مخالفت ہے۔

یہ محض الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کی مثال ہے۔ مولوی صاحب کی اس درجہ ناواقفی ہے کہ اتنی خبر بھی نہیں کہ ان کے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اپنے رسالہ منیر العین فی تقبیل الابہامین حنفی پریس بریلی کے صفحہ ۱۵ میں لکھتے ہیں "سند کا منقطع ہونا مستلزم وضع نہیں ہمارے ائمہ کرام اور جمہور علماء کے نزدیک تو انقطاع سے صحت وحجیت ہی میں کچھ خلل نہیں آتا۔ امام محقق کمال الدین محمد بن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں ضعف بالانقطاع وھو عندنا کالارسال بعد عدالۃ الرواۃ وثقتھم لا یضر امام ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں۔ لا یضر ذلک فان المنقطع کالمرسل فی قبولہ من الثقات مولانا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔ قال ابو داؤد ھذا مرسل ای نوع مرسل وھو المنقطع لکن المرسل حجۃ عندنا وعند الجمھور"

پس جبکہ یہ خود مولوی نعیم الدین کا اپنا مذہب ہے تو پھر دوسرے پر اعتراض چہ معنی دارد چہ جائیکہ دیگر احادیث حضرت حذیفہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سند منقطع بروایت حذیفہ کے ہم معنی والفاظ وارد ہیں۔ جو گذر چکیں اور خود حدیث منقطع غیر منقطع کے ضمن میں داخل جو خود مولوی نعیم الدین کے بھی یہ امر مسلمہ ہے

صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم نے تو باب شرک میں اسی لئے اس کو اختیار فرمایا کہ اسمیں واؤ عطف کے ساتھ شرک ہونے کی تصریح ہے اور غیر منقطع میں لفظ ثم سے اجازت ہے اور واؤ عطف کے ساتھ کہ اس کے ممنوع وشرک ہونے کی اس میں بھی تصریح ہے پس اس میں نہ خیانت نہ چوری نہ بددیانتی نہ حدیث کی ذرہ بھر مخالفت بلکہ باہم ہر دو احادیث میں موافقت در موافقت ہے۔ مولوی نعیم الدین کو اپنے نشہ جواز شرکیات میں۔۔۔۔ جواز اور شرک میں بھی تمیز نہ رہی چنانچہ مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رح مستند مولوی نعیم الدین کی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ صفحہ ۲۵ سے اس کید وفریب نعیمیہ کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

قال لا تقولوا گفت آنحضرت کہ مگوئید ماشاء اللہ وشاء فلان آنچہ خدا خواہد وخواہد فلاں زیرا کہ ایں مساوی وقرین ساختن ست اسوائے حق را بادے در ارادت ومشیت ولکن

"فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ کہو جو چاہے خدا اور چاہے فلاں کیونکہ اس میں برابری ہے اور سوائے حق تعالیٰ کے اللہ کے ساتھ ارادہ اور مشیت میں ہاں لیکن کہو جو چاہا اللہ نے پھر چاہا فلاں نے یعنی اگر چاہے کرے اور کسی کو

والارادة ای من الصفات الذاتیة وهی کالمشیئة وهذا لاینافی ان یکون للعبد مشیئة لقوله تعالی اعملوا ما شئتم ۔

اور ارادہ صفات ذاتیہ میں سے ہے جس طرح مشیئت۔ اور یہ منافی نہیں ہے بندہ کی مشیئت کے حق تعالیٰ کے فرمانے سے عمل کرو جس طرح تم چاہو۔

اور فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۳۰ صفحہ ۹۵ میں مرقوم ہے

کالحیوة والقدرة والعلم والارادة والسمع والبصر والکلام من صفات ذاته ۔

جس طرح حیات اور قدرت اور علم اور ارادہ اور سننا اور دیکھنا اور کلام سب صفات ذات باری تعالیٰ میں سے ہیں۔

اور صفحہ ۴۵۵ میں مرقوم ہے

وقال ابن بطال غرض البخاری اثبات المشیئة والارادة وهما بمعنی واحد وارادته صفة من صفات ذاته قوله وما تشاؤن الا ان یشاء الله وغیرها من الآیات فثبت بهذه الآیة ان کسب العباد انما هو بمشیئة الله وارادته ملخصا

اور کہا ابن بطال نے غرض امام بخاری کی ثابت کرنا مشیئت اور ارادہ کا ہے اور وہ دونوں ایک ہی معنی میں ہیں اور ارادہ اللہ تعالیٰ کا منجملہ صفات ذاتیہ میں سے ہے فرمانا حق تعالیٰ کا اور تم جب ہی چاہو گے جب چاہے گا اللہ۔ وغیرہ آیات میں پس ان آیات سے ثابت ہوا کہ کسب و فعل بندوں کا سوائے اس کے نہیں کہ مشیئت اور ارادہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

اور مولوی نعیم الدین کے بڑے معتمد مولوی صاحب سبحان السبوح صفحہ ۴۲ میں لکھتے ہیں۔

"انسان کو فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے اس کے سارے افعال مولیٰ عزوجل ہی کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں آدمی کی کیا طاقت کہ بے اس کے ارادہ و تکوین کے پلک مار سکے انسان کا صدق کذب کفر ایمان طاعت عصیاں جو کچھ ہے سب اسی قدیر مقتدر جل و علا نے پیدا کیا ہے اور اسی کی عظیم قدرت عظیم ارادہ سے واقع ہوتا ہے وما تشاؤن الا ان یشاء الله رب العالمین تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار سارے جہان کا ہے" یعنی ۶-۱ اس کا چاہا ہوا ہوا نہ ہوا۔

پس اس قول مولوی صاحب سے کیوں لازم نہیں آتا کہ واؤ کے ساتھ عطف کر کے ذکر کرنا شرک ہوا الخ اگر لازم نہیں آتا تو اپنے رسالہ فیضان رحمت کی [illegible] کیوں شرک ہونا لازم

بتایا تھا۔ اب تقویۃ الایمان کی ضد و عناد میں کیوں انکار کیا جاتا ہے۔

قولہ صفحہ ۱۲۔ یہ ہم دیکھیں گے کہ قرآن پاک میں جابجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر۔ ذکر الٰہی کے ساتھ ملایا گیا ہے اور واؤ عطف کے ساتھ ملایا گیا۔ آیت

وما نقموا الا ان اغناهم الله ورسوله من فضله ۔

اور انہیں کیا برا لگا یہی۔ نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

ولو انهم رضوا ما اتاهم الله ورسوله وقالوا حسبنا الله سیؤتینا الله من فضله ورسوله انا الی الله راغبون ۔

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں

انما ولیکم الله ورسوله والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوة ویؤتون الزکوة وهم راکعون ۔

یعنی اے مسلمانو تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے۔ جو نماز قائم رکھتے اور زکوۃ دیتے اور رکوع کرنے والے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ ملایا ہے اور واؤ عطف کے ساتھ وہ بھی غنی کرنے فضل فرمانے عطا کرنے مدد فرمانے میں تقویۃ الایمان والے کے نزدیک یہ سب باتیں شرک ہیں۔ اور قرآن میں موجود ہیں۔ تف اس بے دینی پر۔

اقول۔ مولوی نعیم الدین کو توحید حق تعالیٰ کی ضد اور حمایت شرکیات میں اپنی گندہ ذہنی سے ایسی مدہوشی طاری ہے کہ اپنا قول فیضان رحمت بھی تقویۃ الایمان کی عداوت میں فراموش کر دیا کہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو استعمال واؤ سے ایسے موقع میں منع فرمایا ہے کہ اس میں استعمال واؤ موہم شرک اور جواز امر ناجائز تھا۔ کہ اس میں خدائے پاک کے ساتھ مشیت میں بندہ کو برابر کرنا ہے۔ جہاں چند امور کا جمع کرنا ناجائز ہو ان کو آپس میں واؤ کے ساتھ عطف کرنا زبان عربی میں ممنوع ہے۔ الخ ملخصاً۔ پس نہر مقام میں جمع کرنا واؤ کا عطف کے ساتھ ممنوع و شرک ہے چنانچہ یہ امر خود تقویۃ الایمان میں حدیث شریف [illegible] کے ناظرین پر واضح ہو چکا [illegible] آیات قرآن پاک [illegible] شرک

کے جائز کرنے کے لئے بغرضِ فریب دہی پیش کی جاتی ہیں جس فریبانہ نقاب کا انکشاف امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ جن کے اوصاف میں خود مولوی نعیم الدین نے اپنے کلمۃ العلیا صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے «شیخ المشائخ، قاضی القضاۃ، اوحد الحفاظ، الرواۃ شہاب الدین ابو الفضل ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ» فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۷ و صفحہ ۲۵ میں واضح طور پر ارقام فرماتے ہیں۔

وما نقموا الا ان اغناہم اللہ ورسولہ من فضلہ۔ فانما اخبر اللہ تعالیٰ انہ اغناہم وان رسولہ اغناہم وہو من اللہ حقیقۃ لانہ الذی قدر ذلک ومن الرسول حقیقۃ باعتبار تعاطی الفعل وکذا الانعام انعم اللہ علی زید بالاسلام وانعم علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالعتق وہذا بخلاف المشارکۃ فی المشیئۃ فانہا منصرفۃ للہ تعالیٰ فی الحقیقۃ واذا نسبت لغیرہ فبطریق المجاز۔

«آیت وما نقموا الخ میں جو خبر دی گئی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کہ غنی کر دیا اللہ نے ان کو اور غنی کر دیا ان کو رسول نے اور ہے وہ اللہ کی طرف سے حقیقتاً، کیونکہ وہ قادر ہے غنی کر دینے پر اور رسول کی طرف سے باعتبار صادر ہونے فعل کے حقیقۃً ہے اور اسی طرح انعام فرمانا اللہ تعالیٰ کا حضرت زید پر اسلام لانے میں اور انعام کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کو آزاد کر دینے میں اور یہ بخلاف شرکت مشیت کے ہے، پس اس کا پھیرا جانا اللہ تعالیٰ کی طرف ہے حقیقت میں اور جس وقت نسبت کیا جاتا ہے غیر کی طرف پس بطریق مجاز کے ہوتا ہے»

نیز تفسیر جلالین صفحہ ۱۲۵ آیت اول کی تفسیر میں مرقوم ہے بالغنائم بعد شدۃ حاجتہم اور آیت دوم کی تفسیر صفحہ ۱۲۳ میں ہے۔ من الغنائم ونحوہا اور تفسیر جامع البیان صفحہ ۱۳۱ میں ہے اعطاہم اللہ ورسولہ من الغنیمۃ والصدقۃ وفعل الرسول بامر اللہ یعنی وہ تقسیم کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غنیمتوں وغیرہ کو بعد ان کی سخت حاجتوں کے عطا فرمایا ان کو اللہ تعالیٰ اور رسول نے غنیمت اور صدقہ میں سے اور فعل رسول کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مراد غنی کر دینے سے نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم غنیمت اور صدقات وغیرہ ہیں نہ کہ شرکت مشیت باری تعالیٰ میں جس کا شرک اللہ ممنوع ہونا احادیث و کلام ائمہ کرام سے واضح ہو چکا۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ملفوظ حصہ سوم لیہ نائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ کے صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں وہ نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان نبی کا محتاج ہوتا ہے مرقاۃ ثم ان علینا بیانہ

نیز صفحہ ۱۷ وہ حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہ نے عرض کی ولا انت یا رسول اللہ آپ بھی نہیں یا رسول اللہ ارشاد فرمایا ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے گناہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے دنیا ہی کا قاعدہ دیکھئے اگر اجیر ہے مزدوری کرے گا اجرت پائے گا، اور اگر عبد ہے مملوک ہے کتنی ہی خدمت کرے کچھ نہ پائے گا۔ ہم سب تو اسی کی مخلوق و مملوک ہیں۔ اس کی رحمت ہی رحمت ہے آپ ہی بندوں کو توفیق دے آپ ہی ان کو اسباب دے آپ ہی آسان فرمایا اور فرماتا ہے بدلے ان کے نیک عملوں کا نعم العبد کیا اچھا بندہ ہے ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنے عرصہ تک بلا میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا جب اس سے نجات ملی عرض کیا الٰہی میں نے کیسا صبر کیا۔ ارشاد ہوا اور توفیق کس گھر سے لایا۔ ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر مبارک پر خاک اٹھائی عرض کیا بیشک اگر توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں سے کرتا " ایضاً ملفوظ حصہ چہارم حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ صفحہ ۳۷ میں لکھتے ہیں وہ فرمایا گیا تمہارا دین یہ ہے اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ عبدہ پہلے ہے رسولہ بعد کو کہ عبد کے درجے سے نہ بڑھا دینا "

پس مولوی نعیم الدین کی جعل سازی بر نسبت آیات ربانی آشکارا ہو کر ساری ملمع سازیوں پر پانی پھر گیا۔ تف اس بدمذہبی پر!

بعض مغالطے اور ان کے جواب

قولہ صفحہ ۱۷۲ دو ایک حدیثیں بھی پیش کی جاتی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ تقویت الایمان والے نے قرآن و حدیث دونوں کا خلاف کیا اور اس چیز کو شرک بتایا جس سے قرآن و حدیث مملو ہیں۔ حدیث ۱ بخاری شریف ج ۱ صفحہ ۱۹۸ میں مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی ابن جمیل کو یہی ناگوار ہوا کہ وہ فقیر تھا اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو غنی کر دیا۔ اس میں غنی کرنے کا بیان ہے اور خود حضور نے اللہ کے ساتھ اپنے آپ کو ملایا اور واؤ ہی کے ساتھ عطف فرمایا پوچھو اسمٰعیلیوں سے اس کو بھی شرک کہو گے۔

حدیث ۲ ترمذی و ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اللہ ورسولہ مولیٰ من لا مولیٰ لہ اللہ و رسول اس کے حافظ و نگہبان ہیں جس کا کوئی نگہبان نہ ہو یہ آیات و احادیث اور صدہا نصوص تقویۃ الایمان کے بطلان پر قاہر دلیلیں ہیں۔ ظالم نے جو کہا قرآن و حدیث کے

خلاف ہی کہا۔ اسی عبارت کے آخر میں لکھا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تقویت علاوہ اس نابینا کو وہ آیات و احادیث دکھاؤ جو ہم نے پیش کیں۔ اس جاہل نے کبھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بھی نہیں سنے اتنا ہر جاہل جانتا ہے کہ چاند حضور کے اشارہ سے شق ہوا سورج حکم سے غروب کے بعد پھر پلٹ آیا درخت اپنی جگہ سے چل کر فرمانبردارانہ خدمت کے لئے حاضر ہوئے یہ سب کچھ باذن اللہ تعالیٰ حضور کے چاہنے سے ہو رہا ہے یا کسی اور کے یا دشمن دین تمام معجزات کا منکر ہے حدیث لوشئت لسارت معی جبال الذھب جو ہم نقل کر چکے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعنایت الٰہی رسول کے چاہنے سے کیا کچھ ہوتا ہے۔ یہ کلمہ کیسا مکروہ اور خلاف ادب ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ایسا کلمہ کسی نیاز مند کے منہ سے کسی مخدوم کی شان میں نہیں نکلتا۔ مگر اسمٰعیل دہلوی کی زبان سے ایسے کلمے خاص حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نکلتے ہیں۔

اقول۔ مولوی نعیم الدین نے اپنی الٹی فہمی سے حدیث اول صحیح بخاری پیش کی جس میں وہی واقعہ پہلی آیت قرآن پاک وما نقموا الخ منقولہ مولوی نعیم الدین مذکور ہے جس کی تفصیل صاحب فتح الباری سے واضح ہو چکی چنانچہ بشرح اس حدیث کے فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۶ صفحہ ۲۳۴ میں مرقوم ہے

فاغناہ اللہ ورسولہ انما	"فرمانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پھر غنی کر
ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ	دیا اس کو اللہ اور اس کے رسول نے سوائے
وسلم نفسہ لانہ کان سببا	اس کے نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لدخولہ فی الاسلام فاصبح غنیا	نے ذکر فرمایا اپنے نفس کا کیونکہ تھا سبب اس کے
بعد فقرہ بما افاء اللہ علی	داخل ہونے کا اسلام میں تو ہو گیا غنی بعد فقیری کے
رسولہ واباح لامتہ من	بوجہ اسکے غنیمت دی اللہ نے اپنے رسول کو اور
الغنائم اھ	مباح کیا امت کے لئے غنیمتوں کو"

اسی طرح دوسری حدیث ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۲۴ اہل ایمان کے لئے اللہ اور رسول ہی دوست و رفیق ہو سکتے ہیں یعنی اللہ و رسول ہی کی محبت اور فرمانبرداری حقیقت میں کام آسکتی ہے۔ پس اس میں کوئی وجہ محبت کی سوائے فریب دہی کے مولوی نعیم الدین کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ و رسول کو واؤ عطف کے ساتھ ملانے کا جواز مواقع ثابتہ میں ہے جہاں ممنوع و شرک نہ ہو اور جہاں

ممنوع و شرک ہو جس طرح حسب احادیث مذکورہ مشیت حق تعالیٰ میں خود مولوی نعیم الدین نے فیضان رحمت میں ممنوع و شرک برابر کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرار دیا ہے۔ اور یہی مضمون تقویۃ الایمان کے فائدہ کا صراحتہ ہے۔ مگر یہاں بعنایت شرک تقویۃ الایمان کی ضد میں ظالم عنید بعبث افعال شرکیہ کو بطور تلبیس جواز سے بدلتا ہے۔ اور معجزہ شق القمر وغیرہ درختوں کا حاضر ہونا جو بطور خرق عادت انبیاء علیہم السلام سے صادر ہوتے ہیں ان کو مشیت رسول میں داخل مانا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ افعال باختیار حق تعالیٰ ہیں کسی نبی کا اس کے اظہار میں ذرہ بھر اختیار نہیں خود مولوی نعیم الدین نے اپنی بے خیالی سے کلمہ حق۔ باذن اللہ و بعنایت الٰہی کی قید لگائی ہے! ع

—— لو اپنے جال میں صیاد آگیا۔

پھر منکر معجزات بتانا چہ معنی دارد۔ معجزات کا باذن اللہ تعالیٰ و باختیار حق تعالیٰ ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے چنانچہ حضرت امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ جن کی نسبت خود مولوی نعیم الدین نے صفحہ ۲۲ میں محی السنہ حضرت امام حجۃ الاسلام ؒ لکھا ہے۔ اور ان کی احیاء العلوم کو مستند جانا ہے۔ آپ احیاء العلوم کتاب المحبۃ والشوق میں فرماتے ہیں۔

ولیس ذلک باختیار العبد	"نہیں ہے یہ معجزہ بندے کے اختیار میں"

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی ؒ تکمیل الایمان صفحہ ۲۸ میں فرماتے ہیں۔

ومعجزہ فعل الٰہی است نہ فعل رسول زیراکہ	"معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے رسول کا فعل نہیں
خرق عادت پروردگار تعالیٰ از بندہ ممکن	ہے اس لئے کہ خلاف عادت پروردگار تعالیٰ یعنی معجزہ
نباشد۔	بندہ سے ہو نہیں سکتا"

نیز شاہ صاحب موصوف مدارج النبوۃ ج ۲ صفحہ ۱۲۲ میں فرماتے ہیں

معجزہ فعل نبی نیست بلکہ فعل خدا است کہ	"معجزہ فعل نبی کا نہیں ہے بلکہ فعل خدا کا ہے کہ
بدست وے اظہار نمودہ بخلاف افعال	نبی کے ہاتھ پر اظہار کیا گیا۔ بخلاف دوسرے فعلوں
دیگر کہ کسب ایں از بندہ است و خلق از	کہ کسب ان کا بندہ کی طرف سے ہے اور پیدا کرنا
خدا و در معجزہ کسب نیز از بندہ نیست	ان کا خدا کی طرف سے اور معجزہ میں کسب بھی بندہ کی
پس معنی ایں آیت اینست کہ وما	طرف سے نہیں ہے پس معنی اس آیت کے یہ ہیں
رمیت اذ رمیت صورۃ ولکن	کہ نہیں مارا تو نے جس وقت مارا صورۃً اور لیکن اللہ
اللہ رمی حقیقۃ۔	نے مارا حقیقۃً"

در مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی در تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص۲۹۷ و ص۲۹۳ میں فرماتے ہیں۔

افعال خارق عادت خواہ شبیہ معجزات پیغمبران باشند خواہ از جنس دیگر ہمہ مقدور قدرت الٰہی اند و بارادہ و ایجاد او صادر میشوند" "و در علامات و معجزات پیغمبران ایں شرط نیست کہ موافق فرمائش منکران بیاید یا بحد اضطرار رساند بلکہ ایں معنی در صحت ایمان خلل می کند بتحقیق ما فرستادیم ترا بمعجزات حقہ و بر وجہ صواب و آنچہ مقتضائے حکمت است و آں آن است کہ ترا قدرت جبر کردن ایشاں بر ایمان ندہیم اھ

"افعال خلاف عادات خواہ مشابہ معجزات پیغمبروں کے ہوں خواہ اور جنس سے سب اختیار قدرت الٰہی میں ہیں اور اسی کے ارادہ اور ایجاد سے صادر ہوتے ہیں اور علامات اور معجزات پیغمبروں میں یہ شرط نہیں ہے کہ موافق فرمائش منکروں کے آویں یا لاچاری کی حد کو پہنچاویں یعنی مجبوری کے سبب قبول کریں بلکہ یہ امر صحت ایمان میں خلل پیدا کرتا ہے۔ تحقیق ہم نے بھیجا ہے تجھ کو ساتھ معجزات حقہ کے بر وجہ صواب کے اور جو کچھ مقتضائے حکمت کا ہے وہ یہ ہے کہ تجھ کو قدرت جبر کرنے کی ان پر ایمان کے لئے ہم نے نہیں دی ہے۔"

بلکہ خود جناب مولانا شہید مرحوم تقویۃ الایمان ص۲۱ میں فرماتے ہیں۔

"سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہیں کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی۔"

نیز تقویۃ الایمان ص۵۸ میں فرماتے ہیں۔

"سنا چاہیئے کہ سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ خود مالک مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر میں بادشاہ سو یہ بات اللہ ہی کی شان ہے ان معنوں کر اس کے سوائے کوئی سردار نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو مگر اور عیتوں سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آتے اور اس کی زبان اوروں کو پہنچے جیسا ہر قوم کا چودہری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ ان کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں

کو سکھاتے ہیں اسی طرح سے جانئے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں ان معنوں کر ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضرور یوں ہی جاننا چاہیئے اور ان پہلے معنوں سے ایک چیونٹی کا بھی سردار ان کو نہ جانئے۔ کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف نہیں کر سکتے۔"

پس ناظرین پر کلام ائمہ کرام سے معجزات کی حقیقت اور تقویۃ الایمان میں خصوصاً مولانا شہید مرحوم کی روشن بیانی سے معجزات کا ثبوت اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعریف اور مرتبہ آفتاب کی مانند واضح ہو کر مولوی نعیم الدین کی ساری ملمع سازی فریب کاری کھل گئی۔ مزید برآں مولوی صاحب کے اعلیٰ حضرت بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان حسنی پریس بریلی کے ص۲۴ میں لکھتے ہیں۔

"پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت در یا کثرت جلا کر خاک بناتی ہے۔"

نیز ہدایۃ البریۃ حسنی پریس بریلی کے ص۲۴ میں لکھتے ہیں "تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین اس کے خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں۔" اور خود مولوی نعیم الدین نے اپنی الکلمۃ العلیاء ص۳ میں لکھا ہے۔

"حضور اقدس علیہ الصلاۃ کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق۔ کہاں مخلوق۔ مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں۔ کوئی ہستی نہیں رکھتے۔"

اہل انصاف نے ملاحظہ فرما لیا کہ "نیاز منفعل" اُسی کے منہ سے خصوصاً مخدوم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شان میں ایسے کلمے نکلتے ہیں۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

قولہ ص۴۷ "اور اپنے پیروں اور دوسرے لوگوں کے لئے یہ سب باتیں ثابت کرتا ہے جن کا ثابت کرنا حضور کے لئے شرک بتاتا ہے" ملاحظہ کیجئے صراط مستقیم ص۴۴

"و بسبب ہمیں اعتبار و اصطفا و رضائے حق در وصاف شاں مندرج شدہ و اتباع حق قدر اتباع

ایشاں منصر گزیدہ و محظاحق بالمحظ ایشاں تلازمے و تلامعنے پیدا کردہ ۱ھ۔

یہاں صدیقوں کے لئے اجتباء و اصطفاء ثابت کیا اور ان کی رضا کو خدا کی رضا ان کے اتباع کو خدا کا اتباع اور ان کی ناراضی کو خدا کی ناراضی قرار دیا۔

اقول۔ مولوی صاحب کی کس درجہ بے عقلی اور جہالت ہے جب بھیڑیا کی موت آتی ہے تو شہر میں گھستا ہے۔ کچھ چارہ کار نہ ہوا تو حضرات صدیقین پر حملہ کر کے مولانا شہید مرحوم پر صراط مستقیم کے متعلق محض اتہام سے اپنا رفض ظاہر کیا۔ چنانچہ صراط مستقیم میں مراتب و کمالات و صدیقیت کے ضمن میں جو مضمون آیات کلام ربانی، اس عبارت منقولہ کے صدر سے ملحق ہے حسب ذیل ہے۔

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ وَاِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ وَمِنْ اٰبَآئِہِمْ وَذُرِّیّٰتِہِمْ وَاِخْوَانِہِمْ وَاجْتَبَیْنٰہُمْ وَھَدَیْنٰہُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاذْکُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ اِنَّآ اَخْلَصْنٰہُمْ بِخَالِصَۃٍ ذِکْرَی الدَّارِ وَاِنَّہُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ

"اللہ تعالیٰ چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں سے پیغام پہونچانے والا اور آدمیوں میں سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کو اور آل عمران کو سارے جہان سے اور ہر ایک کو ہم نے جہان والوں پر فضیلت دی ہے اور ان کے باپ دادوں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں کو اور پسند کیا ان کو اور سیدھے راستہ پر چلایا ان کو اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب ہاتھوں اور آنکھوں والوں کو ہم نے ان کو چنے ہوئے آخرت کی یاد سے امتیاز دیا ہے۔ اور بیشک وہ ہمارے یہاں پسندیدہ نیک لوگوں میں سے ہیں۔"

بیان ہمیں معاملہ است و بسبب ہمیں اجتبا و اصطفا الخ،

جس سے واضح ہوا کہ حق تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو مع ان کی ذریات و اخوان و آباء و اجداد کے برگزیدہ فرمایا اور بعد انبیاء کے تمام امت میں مرتبہ و فضیلت صدیقین کو حاصل ہوا۔ چنانچہ مولانا شہید مرحوم کے جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ حجۃ اللہ البالغہ عربی ص۲۸۳ مع مترجمہ ص۲۴۴ میں فرماتے ہیں۔

"سادہ انجملہ صدیقیت و محدثیت ہے اور ان کی حقیقت یہ ہے کہ امت میں سے ایک شخص ایسا ہو کہ وہ اپنی فطرت ذاتی کے اعتبار سے انبیاء کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جیسے کہ شاگرد فطین کو شیخ محقق کے ساتھ نسبت ہوتی ہے پھر اگر اس شخص کو قوائے عقلیہ کے اعتبار سے تشبیہ ہو تو وہ صدیق یا محدث ہے اور اگر اس کو مشابہت قوائے عملیہ کے اعتبار سے ہو تو وہ شہید اور حواری ہے اور صدیق اور محدث میں یہ فرق ہے کہ صدیق کا نفس نبی کے نفس سے قریب الاخذ ہوتا ہے۔ جیسے گندھک کو آگ کے ساتھ نسبت قریبہ ہے پھر جب وہ شخص آپ سے کوئی خبر سنتا ہے تو اس کے نفس میں اس کی بے انتہا وقعت ہوتی ہے اور اس کو دلی شہادت سے قبول کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ گویا اس کا علم اس کے نفس میں بغیر تقلید کے حاصل ہوا ہے،، اھ ملخصا۔

پس مولوی نعیم الدین کی یہ بے تکی ہے کہ اپنے پیروں اور دوسرے لوگوں کے لئے یہ سب باتیں ثابت کرتا ہے جن کا ثابت کرنا حضور کے لئے شرک بتاتا ہے نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات حضرت ہر نکتہ مکانے وارد۔ مقام توحید باری تعالیٰ عز اسمہ کی صفات خاصہ میں خواہ کوئی کسی اعلیٰ کو یا ادنیٰ کو شریک ٹھیراوے، سب شرک ہوگا۔ یہی عین مقصد تقویۃ الایمان ہے۔ اور مقام فضیلت مخلوقات میں علی حسب مراتب امر جدا ہے۔ چنانچہ مولانا شہید مرحوم کی تقویۃ الایمان اور دیگر تصنیفات اوصاف و کمالات فضائل و محامد حضرات انبیاء کرام خصوصاً جناب نبی کریم فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے لبریز ہیں۔ خود صراط مستقیم کے خطبہ ص۲ میں مولانا شہید مرحوم عرض کرتے ہیں۔

"درود نا محدود بر علم عرصہ وجود صاحب مقام محمود مطلع جریدہ اصفیاء مقطع قصیدۂ انبیاء رونق افزائے چمن اصطفاء گل سرسبد گلشن اجتباء مضمون کتاب ایجاد و تکوین، مقصود خطاب ارشاد و تلقین طغرائے فرامین تکلیف و تشریع، خط کش دعاوی تدلیس و تلمیع اعنی احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ وعلی وراثہ ونوابہ الی یوم الدین وعلینا معہم وفیہم برحمتک یا ارحم الرحمین۔

منصب امامت ص۲ میں مولانا شہید مرحوم فرماتے ہیں۔

پس میگویم کہ مقامات انبیاء و کمالات ایشاں ہرچند بسیار از بسیار ست و ...

میں کہتا ہوں کہ مقامات انبیاء علیہم السلام و کمالات ان کے ہرچند بسیار از بسیار ہیں

خارج از حد شمار کہ احصار آن از مثل ... از حد شمار ہیں۔ اللہ ہم جیسے آدمیوں سے

ما مردم کہ از آحاد امتیم حصر ست بل متعذر۔ | کہ آحاد امت سے ہیں اس کا احاطہ اور احصاء دشوار ہے"

نیز مولانا شہید مرحوم خطبہ ایضاح الحق صلا میں فرماتے ہیں والصلوۃ والسلام علی اکرم الخلق محمدن البشیر النذیر الذی بعثہ اللہ الی الناس کافۃ وسماہ بالسراج المنیر وعلی آلہ واصحابہ الذین فازوا بنصرۃ الدین وکبت المشرکین بلسان المناظرۃ وسیف التدمیر۔

پس مولوی صاحب کی دیدہ دلیری مثل آفتاب آشکارا ہوئی مولانا شہید رح کی تصریحات سامنے رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

قولہ ص۱۷۳ اور ص۶۶ میں حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کی نسبت لکھا۔

قطبیت وغوثیت وابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشاں ست ودر سلطنت سلاطین وامارت امراء ایشاں را دخلے ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔

"قطبیت غوثیت ابدالیت وغیرہا تمام مناصب حضرت علی مرتضیٰ رض کے زمانہ مبارک سے دنیا کے اختتام تک سب انہیں کے وسیلہ و واسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت اور امیروں کی امیری میں انہیں ایسا دخل ہے جو سیاحین عالم ملکوت پر ظاہر ہے"

یہاں تو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہ اختیار ماننا کہ قطب غوث ابدال بنانا سب ان کے ہاتھ میں ہے بادشاہوں کو بادشاہت اور امیروں کو امیری ان کے فیض و کرم سے ملتی ہے تقویۃ الایمان میں کونسی شرارت کی رگ اچھلی کہ حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ لکھ ڈالا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تقویۃ الایمان کے حکم سے صراط مستقیم کی یہ عبارات شرک اور اسمٰعیل اپنے حکم سے آپ مشرک۔ تقویۃ الایمان میں حضرت علی مرتضیٰ کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ جن کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اس تناقض کو دیکھئے تقویت میں تو کسی چیز کا مختار نہیں اور صراط مستقیم میں سلطنتیں دینا اور قطبیت وغیرہ کے مناصب عطا کرنا سب حضرت مرتضیٰ کے ہاتھ میں جانا

اقول۔ مولوی نعیم الدین کی اولاً یہ جہالت یا بددیانتی ہے کہ صراط مستقیم کا باب دوم ص۴۹ سے شروع ہوتا ہے جس میں یہ عبارت ص۶۶ پر واقع ہے یہ باب ہرگز مولانا شہید مرحوم کا نہیں ہے بلکہ مولانا عبدالحی مرحوم کا ہے۔ ظالم بددیانت نے کسی کی عبارت کسی کے ذمہ لگا دی جس سے ساری فریب کاری نسیاً منسیاً ہو کر تہ خاک مذلت ہو گئی معاذ اللہ منہ ثانیاً اپنی بددیانتی سے اول آخر عبارت کا چھوڑ کر جاہلوں کو فریب میں مبتلا کیا۔ حالانکہ تفضیل مرتضوی پر پوری عبارت من اولہ و آخرہ مع نقل کردہ مولوی نعیم الدین یہ ہے۔

وحضرت مرتضیٰ را لیکن نوع تفضیل بر حضرت شیخین لہم ثابت است و آں تفضیل بجہت کثرت اتباع ایشاں و وساطت مقامات ولایت بل سائر خدمات است مثل قطبیت وغوثیت وابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشاں ست ودر سلطنت سلاطین وامارت امراء ایشاں را دخلے ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔ واین عطیۂ العیہ بمقابلۂ آنست کہ گاہے انتظام خلافت ومملکت وسلطنت در آں اظہار ایشاں صورت نہ بستہ باوجود دیکہ بعضے کبرائے ایشاں علی اللہ درجاتہم فی العلیین مساعی وافرہ دریں کار مبذول فرمودند ورنجہائے فراواں در تحصیل ایں کار بر خود تحمل نمودند و اکثر سلاسل اہل ولایت ہم منتسب بجناب مرتضیٰ است پس روز رستخیز بسبب کثرت اتباع کہ اکثرے در آنہا صاحب شانہائے بلند و مراتب ارجمند خواہند بود موکب مرتضوی را آں ابہت وجلال نمودہ خواہد شد کہ تماشائیان آں انتظام ونظارگیان آں مجمع بے نظیر را موجب تعجب بسیار خواہد گشت وظہور ہمیں مقام بر بعضے متصوفان رخفائے مقام شیخین رض باعث آں گردیدہ کہ در تفضیل جناب شیخین رض تردد بہم رسانیدہ از عقیدہ راسخہ اہل سنت متزلزل شدہ اند و اگر تہ فی الحقیقت شانیکہ جناب شیخین رض را بسبب انتظام خلافت بلکہ قطع نظر ازیں ثابت است باین ابہت وجلال نسبت افضلیت ومساوات ندارد بلکہ شان آں ہر دو برگزیدہ جمیع اتباع انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات قطع نظر از خلافت بسبب شرح صدر و وسعت حوصلہ وتحقق اعتدال در ہر باب از اخلاق وتدبیر منزل ومدنی وسیاست ملک وملت کہ آں را بہ تشبہ بالانبیاء تعبیر تواں کرد الخ۔

پس اس جملہ عبارت صراط مستقیم میں مولوی نعیم الدین کی یہ فریب کاری دجل سازی کہ حضرت

علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہ اختیار مانا کہ قطب غوث ابدال بنانا سلطنتیں دنیا ان کے ہاتھ میں ہے۔ معاذ اللہ منہ۔

اس بہتان بندی اور ظلم کا کچھ ٹھکانا ہے جس کا شمہ تک بھی اس میں ذکر نہیں۔ بلکہ اکثر سلاسل ولایت آپ کے واسطہ سے منسوب ہونے کی اس میں تصریح و تشریح ہے نہ کہ ان کا اختیار آپ کے ہاتھ میں کہ یہ حق تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ اسی طرح امور سلطنت و امارت میں دخل کے معنی اسی طرح ہے جو حدیث میں آپ کی شان میں واقضاھم علی الحدیث وارد ہے۔ مگر بحکمت حق تعالیٰ آپ کی آل اطہار میں خلافت و سلطنت کا جو ظہور نہ ہوا۔ اس کے مقابلہ میں انجلیہ آپ کو تمام کمالات ظاہر و باطن کے منصب و فضیلت کے تاج سے سرفراز فرمانے کی تصریح اس میں موجود ہے۔ کہ بڑے بڑے اہل کمال ولایت و خلفاء رشاہان عادل آپ کے لشکر میں محشور ہوں گے۔ یہ حلوقات میں فضائل و مراتب کے ملنے ہیں۔ اور تقویۃ الایمان میں اظہار الوہیت و قدرت حق تعالیٰ اور ذلت عبدیت کا بیان ہے۔ لہٰذا تقویۃ الایمان میں یہ وہی خالص توحید ایمانی صالحیت کی مبارک رگ ہے جس کو خود مولوی نعیم الدین نے بھی فیضان رحمت میں مشیت باری تعالیٰ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مساوات مان کر داخل شرک کہا ہے۔ اور یہاں اس توحید مشیت سے منحرف ہو کر تقویۃ الایمان کی ضد میں شرک کو جائز کہا ہے۔ جس سے بقول خود مولوی نعیم الدین کو قطع نظر تناقض کے شرک میں گرفتار ہونا پڑا۔ اور جس طرح تقویۃ الایمان میں در باب توحید حق تعالیٰ کے محمد و علی کا مختار نہ ہونا مذکور ہے جس کی تائیدات مولوی نعیم الدین کے جواب میں مفصل مذاق شکن بحوالہ شاہ عبد العزیز صاحب رح تحفہ اثنا عشریہ سے گذر چکی ہے۔ اسی طرح تقویۃ الایمان خصوصاً باب دوم الفصل الرابع فی ذکر الصحابۃ و اہل البیت رضی اللہ عنہم میں فضائل و محامد اوصاف و کمالات انبیاء و اولیاء آل و اصحاب مذکور ہیں۔ ہر نکتہ مکانے دارد۔ وما علینا الا البلاغ

قولہ صـ۱۷۳ صراط مستقیم کے صـ۱۲۱ میں لکھا۔

ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون	اس رفیع منصب کے لوگ عالم مثال و عالم
مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت	شہادت میں تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں
می باشند ایں کبار لعل الایدی لا یعنا	ماذون مطلق ہیں ان بڑے قدرت و علم والوں کو
می رسد کہ تمامی کائنات را بسوئی خود	حق ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف نسبت

نسبت نمایند مثلاً ایشاں را میرسد کہ گویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔ | کریں مثلاً کہیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔

یہ وہی اسمٰعیل ہے جو تقویۃ الایمان میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا ہے کہ وہ کسی چیز کا مختار نہیں اور ان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور ان کی نسبت ایسی عقیدت رکھنا داخل شرک قرار دیتا ہے۔ یہاں صراط مستقیم میں اولیاء کے لئے تصرف تام و اختیار کامل ان کر اور یہ کہہ کر بقول خود مشرک ہو گیا۔ کہ ان کا حق ہے کہ وہ تمام عالم کو اپنی سلطنت بتائیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عناد بدنصیب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی ذات پاک سے ہے۔ قاتلہ اللہ اھ

اقول۔ اولاً یہ عبارت صـ۱۲۱ بھی باب دوم مؤلفہ مولانا عبد الحی مرحوم کی ہے نہ کہ مولانا شہید مرحوم کی خلاف نہ بد نصیب خائن مفتری کذاب نے مولانا شہید مرحوم کی طرف بہتان لگا کر اور مشرک قرار دیکر خسر الدنیا والاخرۃ کا اپنے آپ کو مصداق بنایا۔ ثانیاً اصل مضمون ان کا اکابر اولیاء عارفان حق کی شان میں ہے جو اپنے احوال سے توحید حق تعالیٰ شانہ میں فانی ہو چکے ہیں چنانچہ اس مضمون کو اوپر سے ملا کر ان کے احوال میں ملاحظہ فرمایئے۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے

"قطع تعلق ماسوائے اللہ سے کر دیتے ہیں اور ان تمام کو اپنے منعم حقیقی و مولائے حقیقی کا سمجھتے ہیں مثلاً اپنے ہاتھ کو ہاتھ نہیں جانتے اور اپنے سر کو اپنا سر نہیں خیال کرتے اور تمامی حشمت و شوکت اور مال و منال اور تمام اسباب دنیا کو حضرت حق جل شانہ کا سمجھ کر ہرگز کسی قسم کا مصرف ان پر نہیں کرتے اور ان کے صرف کرنے میں مرضیات حق سبحانہ کے مطابق کسی قسم کا دریغ و قصور نہیں کرتے اور یہ وسوسہ کہ زندگانی اور معاش کس طرح سے گزرے گی۔ ہرگز خیال میں نہیں گزرتا وغیرہم اھ ملخصاً جس طرح حدیث میں وارد ہے کہ حق تعالیٰ ایسے بندوں کے حق میں فرماتا ہے کہ میں ان کی آنکھ کان زبان وغیرہم ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتے سنتے پکڑتے چلتے ہیں) الغرض جب یہ معنی یعنی امور منافی حقیقی سے جبری بے تعلقی اس کے دل کے اندر جاگزین ہو جاتی ہے اور اس کی طبیعت کی تہ میں مستحکم ہو کر بیٹھ جاتی ہے اور مقام فنا کا بطور پورا ادارہ حاصل ہو چکا ہے تو عنایت غیبی اس کو برگزیدہ کر کے بمنزلہ چیلہ خاص کے جس طرح بادشاہان ذی الاقتدار اپنے بعض مطیعین کو تمام رعایت سے ممتاز کر کے چیلہ خاص کے خطاب سے اسے ملقب فرماتے ہیں پس جس طرح چیلہ خاص کو اجازت مطلق تصرف کرنے متاع اسباب خانہ داری وغیرہ اپنے مولیٰ کی ہوتی ہے

اور اس کی تمام سلطنت کو اپنی طرف نسبت کرتا ہے مثلاً چیلا خاص بادشاہ ہندوستان کو پہنچتا
ہے کہ کہہ دے کہ سلطنت ہماری شہر کابل سے لے کر سندھ کے کنارہ تک ہے اسی طرح
اصحاب ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ باجازت مطلق تصرف کرنے عالم مثال اور شہادت
کے ہوتے ہیں اور ان بڑے بڑے اولی الایدی والابصار کو پہنچتا ہے کہ تمام کلیات
کو اپنی طرف نسبت کریں مثلاً ان کو پہنچتا ہے کہ کہہ دیں کہ عرش سے فرش تک سلطنت ہماری
ہے و معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ عرش سے فرش تک سلطنت ہمارے مولیٰ کی ہے ورنہ ان سب
چیزوں کی طرف نسبت تمساوی ہے کسی چیز کو ہمارے ساتھ خصوصیت نہیں ہے کہ وہ چیز ہماری
طرف منسوب ہو اور ان کے سوائے چیزیں ہماری طرف منسوب نہ ہوں واللہ اعلم بالصواب انتہی
پس ناظرین کرام جملہ عبارت کی کاٹ چھانٹ خط کشیدہ میں مولوی نعیم الدین کی بددیانتی
اور فریب دہی کو ملاحظہ فرمائیں۔ کہ اصل عبارت میں بھی بجائے لفظ کلیات کے کائنات بنایا گیا
پھر ترجمہ میں یہ تحریف کہ تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں" جو اس میں اس طرح ہرگز نہیں ہے
اصل میں لفظ ماذون مطلق ہے۔ جو بلا ترجمہ چھوڑ دیا گیا تاکہ عوام میں فریب پوشیدہ رہے۔ کیونکہ
اس کے معنی اجازت مطلق کے ہیں۔ مالک الملک۔ جل شانہٗ ہی کو اختیار کامل حاصل ہے۔ نہ کہ
کسی دوسرے کو وہ اپنی اجازت و حکم سے جس کو جس قدر چاہے عطا فرما دے وما تشاؤن الا
ان یشاء اللہ رب العلمین فی الواقع مولوی نعیم الدین کے زعم باطل میں اولیاء گذشتگان کے
متصرف اور ان کے اختیار کامل ہونے کا عقیدہ ہے جو ہرگز اس عبارت سے نہیں ثابت ہو سکتا۔
بلکہ اہل اللہ عارفان حق کو عالم مثال و شہادت میں علیٰ حسب حالات و مراتب کشف
و سیر کی اجازت مطلق عطا فرمائی جاتی ہے بعہدا اس میں وہ بلا اجازت ذرہ بھر تصرف کی
قدرت و اختیار نہیں رکھتے اور یہ سب امور ظنیات ہیں نہ کہ قطعیات و اعتقادات۔ پھر اس کے
اول و آخر عبارت کو چھوڑ دیا گیا جس سے یہ پتہ چلتا کہ تمام عالم کو اپنی سلطنت بتانے کے کیا
معنی ہیں۔ کیونکہ یہ رموز تصوف ہیں چنانچہ تصنیف را مصنف نیکو میداند مقولہ مشہور کے
مطابق اس میں خود تصریح ہے کہ معنی اس کلام کے یہ ہیں الخ تفصیل اس بیان کی خود صراط مستقیم
میں مرقوم ہے۔ پس تقویۃ الایمان میں مشیت حق تعالیٰ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی شرکت مشیت کو جس طرح حسب احادیث و اقوال ائمہ علمائے کرام شرک فرمایا گیا ہے
اسی طرح مولوی نعیم الدین نے فیضان رحمت میں اللہ کے ساتھ رسول کی مساوات ماننے کو

شرک قرار دیا ہے۔ یہاں اس کے انکار سے بقول خود اپنے مشرک ہونا لازم آیا۔ بدبخت یہ
نہیں دیکھتا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی سبحٰن السبوح صفحہ ۲۲ میں لکھتے ہیں "انسان کو
فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے جو اس کے سارے افعال مولیٰ عزوجل ہی کی پیدائش سے
واقع ہوتے ہیں آدمی کی کیا طاقت کہ بے اس کے ارادہ و تکوین کے پلک مار سکے"
نیز مولوی صاحب بریلوی ملفوظات حصہ چہارم حسنی پریس بریلی کے صفحہ ۲۴ میں لکھتے ہیں
"قلب مبارک (نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی عظمت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی عظمت
رب العزۃ جل جلالہ سے یہ غیر متناہی تو متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت
محال"
اور مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان صفحہ ۲۷ میں
لکھتے ہیں۔
"اس دربار میں مقرب فرشتے اور اولوالعزم پیغمبر نہایت فروتنی اور عاجزی سے سر جھکانے
اور اولیاء و اصفیا کس ادب و تعظیم سے بندگی بجا لاتے ہیں"
اور خود مولوی نعیم الدین نے اپنی الکلمۃ العلیا صفحہ ۳ میں لکھا ہے
"حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں۔ ذرہ کو آفتاب
سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں۔ کہاں خالق اور کہاں مخلوق
مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اتنی قلیل ہیں
کوئی ہستی نہیں رکھتے"
پس اس سے واضح ہوتا ہے کہ مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی کو بھی بقول خود شان
اقدس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ازحد عداوت و دشمنی ہو گی معاذ اللہ
من غضبہ تعالیٰ و عقابہ۔
قولہ صفحہ ۱۷۲ اسی صراط مستقیم کے صفحہ ۳ میں لکھا۔ اکابر ایں طریق در زمرۂ ملائکہ مدبرات
الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملاء اعلیٰ الہام شدہ در اجرائے آں میکوشند معدود اند۔ یہاں
محدثین و شہداء کو مدبرات الامر میں داخل کیا اور عالم میں تصرف مان لیا غرض تقویۃ الایمان
کا بطلان جیسا کہ نصوص صریحہ سے ظاہر ہے خود مصنف کے کلام سے بھی واضح ہوا۔
اقول اولاً صراط مستقیم صفحہ ۳۶ میں عبارت بالجملہ ائمہ ایں طریق و اکابر ایں فریق در

ومزہ اٹھا ہے۔ نہ کر کسی طرح مولف رسالہ نے نقل کیا۔ ثانیاً پھر اس میں کون سا لفظ ختم
مان لینے کا ہے۔ سو ہاں قرآن اکابر اہل توحید کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں جو توحید خالص اور اتباع
سنت میں راسخ القدم عارف کامل خلق اللہ کے امام ہادی، اہل خدمات اقطاب و اوتاد وغیرہ
سے موسوم ہیں۔ سو وہ اکابر اولیاء عظام جو اس دار فانی سے گذر گئے۔ مولوی نعیم الدین کی فریب کاری
پر تعجب ہے کہ اس کے بعد کی عبارت جو اس سے ملحق ہے چھوڑ دی جو یہ ہے پس احوال ایں کرام بر
احوال ملائکہ عظام قیاس باید کرد اھ یعنی جس طرح ملائکہ تدبیر امور پر مامور ہیں اسی طرح یہ اکابر
بھی ہدایت خلق اللہ پر مامور ہیں ان میں بڑی فضیلت اور مرتبہ والے محدث اور شہداء ہیں۔
محدث صاحب الہام ربانی کو کہتے ہیں جن کی فطرت ذاتی انبیاء علیہم السلام کے مشابہ تجلی الیقین
سے ہوتی ہے اور شہداء کی پاک طینت قوائے عملیہ کے ساتھ اتحاد رکھے ہوتی ہے پس ایسے
نفوس طیبہ حق تعالیٰ کی جانب سے مثل ان ملائکہ عظام کے جو تدبیر امور عظام پر ملاء اعلیٰ سے ملہم
و مامور ہیں گنتی کے چند ہوتے ہیں اور ان امور کے اجراء میں ساعی رہتے ہیں اھ ملخصاً"
صراط مستقیم ص۳۶

یعنی توحید خالص اور اتباع سنت اور قلع و قمع رسومات شرک و بدعت گور پرستی وغیرہم
میں خلق اللہ کی تربیت کے لئے کوشاں و مصروف رہتے ہیں اور تا قیام ساعت رہیں گے۔ ان
کے ساتھ حق تعالیٰ کی حمایت و نصرت شامل حال ہمیشہ رہے گی چنانچہ حدیث میں وارد ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرھم من خذلھم حتی تقوم الساعۃ قال ابن المدینی ھم اصحاب الحدیث رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح (مشکوٰۃ ص۵۸۳)

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہے گا۔ ایک گروہ میری امت سے مدد کیا گیا نہ ضرر کرے گا ان کو جو ان کی مدد کرنا چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ قائم ہوگی قیامت۔ فرمایا امام ابن المدینی رحمہ اللہ نے وہ گروہ اہل حدیث ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت ج ۱ ص۱۷۵ میں فرماتے ہیں۔

و ابدال اہل علم اند و امام احمد گفتہ ابدال اگر اصحاب حدیث نباشند پس چہ کسان

"ابدال اہل علم ہوتے ہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا ابدال اگر اصحاب حدیث (یعنی اہل حدیث)

باشند ... [illegible]

اسی طرح علمائے کرام نے اپنی اپنی تالیفات لطیفہ حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ میں اس کی تفصیل فرمائی
ہے یہ مرتبہ اعزاز نیابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز گور پرستوں پیر پرستوں مبتدعین کو جو
غیر اللہ کو متصرف فی الامور جانیں۔ نصیب نہیں ہو سکتا۔ مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی
محمد نقی علی خاں صاحب سرور القلوب فی ذکر المحبوب مطبوعہ لولکشور ص۱۲ میں لکھتے ہیں

"فرمایا میری امت کا ایک گروہ خدا کے حکم پر ہمیشہ قائم رہے گا۔ انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا۔
جو ان کو چھوڑے گا۔ اور ان کا خلاف کرے گا یہاں تک کہ خدا کا حکم آئے گا۔ اور وہ اسی
حال پر قائم ہوں گے۔"

مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ سوم ابوالعلی پریس آگرہ کے ص۲۷ میں لکھتے ہیں۔
"وہی اکیلا حاکم اکیلا خالق اکیلا مدبر ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اس
نے عالم اسباب میں ملائکہ کو تدابیر امور پر مقرر فرمایا ہے۔ قال تعالیٰ والمدبرات امرا۔"
الغرض تقویۃ الایمان کے مقصد توحید کے ہر جزئی کی تائید جس طرح کلام ربانی و احادیث
رسول صمدانی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صراحۃً واضح ہے اسی طرح تقویۃ الایمان مع دیگر کتب
مصنفہ مولانا شہید مرحوم صراط مستقیم، منصب امامت، مثنوی سلک نور وغیرہم سے فضائل
و محامد اور اوصاف و کمالات مراتب حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم
اللہ بشرح و بسط حسب نصوص صریحہ ظاہر ہیں۔ فمن شاء فلیطالعہا۔

حاصل یہ کہ مولوی صاحب نے اپنی بے سمجھی سے عبارت "صراط مستقیم" میں حضرات
اکابر ائمہ گزشتگان کے تصرف کا اتہام مولانا شہید مرحوم پر لگایا ہے!

کسی شخص کو شہنشاہ کہنے کی ممانعت

قولہ ص۱۶۷ و ص۱۶۵ "شہنشاہ" تقویۃ الایمان ص۱۱ میں کسی مخلوق کو "شہنشاہ" کہنا بھی شرک
بتایا ہے۔ اور ص۶۵ میں اس کی تفصیل اس طرح کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لفظ
اللہ ہی کی شان کے لائق اور اسی میں پایا جاتا ہے۔ اور کسی کو نہ کہیے۔ جیسے بادشاہوں کا بادشاہ
مالک سارے جہان کا۔ تقویۃ الایمان کا یہ مضمون اس کی نقل کی ہوئی حدیث میں نہیں ہے
حدیث شریف کی طرف اس کی نسبت کر دینا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ہے
حدیث میں نہ شہنشاہ کہنے کو شرک فرمایا نہ مالک کہنے کو یہ سب من گھڑت ہے حدیث شریف

میں صرف اس قدر ہے کہ حضور نے سنا کہ ایک شخص کو لوگ ابوالحکم کہہ کر پکارتے ہیں تو حضور نے نہایت ادب کی تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ حکم اللہ ہے تو ابوالحکم کنیت کیوں رکھتے ہو ان اللہ ھو الحکم فلم تکنوا بنی الحکم اس میں تو ابوالحکم نام رکھنے کو بھی شرک نہیں فرمایا۔ نہ کسی کو حکم کہنے کی ممانعت فرمائی۔ بلکہ خود قرآن عظیم میں فرمایا فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما۔ دیکھئے تقویۃ الایمان والے کو قرآن پاک کی کیسی مخالفت ہے قرآن تو فرماتا ہے کہ وہ حضور کو حکم نہ مانیں اور حضور کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم نہ کریں تو ایمان دار نہیں اور تقویۃ الایمان والا کہتا ہے۔ کہ حکم ماننا شرک۔ اس بدنصیب کو ہر جگہ قرآن و حدیث میں شرک ہی نظر آیا اور اس بدبخت نے خدا و رسول کے ارشادات کو شرک ٹھہرایا طرفہ یہ کہ قرآن پاک نے حکم کا اطلاق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی خاص نہیں فرمایا بلکہ اوروں پر بھی جائز قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا اسمعیلیوں سے پوچھو اب غیر نبی پر حکم کے اطلاق کو شرک بتا کر کس کو مشرک کہو گے قرآن کو یا خدا کو یا اپنے اس بددین پیشوا کو جس نے یہاں تو کسی کو شہنشاہ اور مالک سارے جہان کا کہنا شرک بتایا اور صراط مستقیم صـ۶۶ میں لکھا

در سلطنت سلاطین و امارت امرا ایشاں را دخلے ست۔

جب امیروں کی امیری اور بادشاہوں کی بادشاہت حضرت مرتضی کرم اللہ وجہہ کی بدولت ہے تو شہنشاہ ہوئے اور شہنشاہی کیا چیز ہے۔ یہاں حضرت علی مرتضی کو شاہنشاہ مان کر خود اپنے قول سے مشرک ہوا۔ صراط مستقیم صـ۱۳ میں لکھا۔

ایشاں را مے رسد کہ گویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ما ست۔

اس میں شاہنشاہ اور مالک سارے جہان کا۔ یہ دونوں باتیں آگئیں کیونکہ جب عرش سے فرش تک ان کی سلطنت ہوئی تو سارے جہان کے مالک بھی ہوئے اور روئے زمین پر جتنے بادشاہ ہیں۔ ان سب کے بادشاہ بھی۔ تقویۃ الایمان والے نے خود اپنے اوپر شرک کا فتوی دے دیا۔

اقول وباللہ التوفیق۔ مولوی نعیم الدین کی فریب کاری اور جعل سازی خباثت باطنی اور گندہ ذہنی بنسبت مولانا شہید مرحوم کے ناظرین بہت کچھ دیکھ چکے ؎

چو خواہد کہ پردہ کس درد ... میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اسی وجہ سے تو تقویۃ الایمان صـ۱۱ کی عبارت نقل بھی نہ کی جس سے ساری افترا پردازیوں کی حقیقت واضح ہو جاتی۔ پس اس مقام کے اصل الفاظ یہ ہیں

"یعنی اللہ کے نام کو ایسی تعظیم سے لینا کہ جس میں اس کی مالکیت نکلے اور اپنی بندگی جیسے یوں کہنا ہمارا رب ہمارا مالک ہمارا خالق الخ۔ برخلاف اس کے پھر جو کوئی کسی کے تئیں پرستے ہیں یا معبود و داتا بے پرواہ خدا و ند خدائیگاں، مالک الملک شہنشاہ بولے الخ سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے الخ اور دوسرے مقام تقویۃ الایمان صـ۱۱۵ پر حدیث ابوالحکم کا پورا فائدہ جس کو مولوی نعیم الدین نے اپنی بددیانتی سے خیانۃً چھوڑ دیا وہ یہ ہے ف یعنی یہ بات کہ ہر قضیہ چکا دے اور ہر جھگڑا مٹا دے یہ اللہ ہی کی شان ہے کہ آخرت میں ظہور کرے گی۔ کہ پہلے پچھلے دین و دنیا کے جھگڑے سب صاف ہو جائیں گے اس بات کی مخلوق کو طاقت نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق ہے اور اس میں وہ پایا جاتا ہے۔ اور کسی کو نہ کہیئے جیسے بادشاہوں کا بادشاہ مالک سارے جہان کا خداوند جو چاہے کر ڈالے معبود بڑا داتا بے پرواہ علی ہذا القیاس انتہی پس اس حدیث کے فائدہ سے ناظرین پر واضح ہوا کہ بادشاہوں کا بادشاہ مالک سارے جہان کا سوائے حق تعالی کے کسی کے لئے کہنے کو منع فرمایا ہے مولوی نعیم الدین کی بدلگامی ہے کہ تقویۃ الایمان والا کہتا ہے کہ حکم ماننا شرک ہے۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اب اہل انصاف تھوڑے سے تفصیل تائید تقویۃ الایمان ملاحظہ فرما دیں تا کہ تصدیق کلام مولانا شہید مرحوم اور تکذیب بہتانات مولوی نعیم الدین مانند آفتاب و ماہتاب کے روشن ہو جاوے صحیح بخاری پارہ ۲۵ صـ۹۱۶ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اخنی الاسماء یوم القیامۃ عند اللہ رجل تسمی ملک الاملاک قال سفیان یقول غیرہ تفسیرہ شاہان شاہ۔

وہ بدترین ناموں کا قیامت کے دن اللہ تعالی کے نزدیک وہ آدمی ہے کہ نام رکھا جاوے شہنشاہ۔ بادشاہوں کا بادشاہ۔

اور صحیح مسلم ج ۲ صـ۲۰۸ میں بسند مذکور روایت ہے

اغیظ رجل علی اللہ یوم القیامۃ واخبثہ واغیظہ علیہ رجل کان یسمی ملک الاملاک لا ملک۔

وہ سب سے زیادہ غضب والا اللہ تعالی کے نزدیک قیامت کے دن اور سب سے زیادہ خبیث غضب والا وہ آدمی ہے کہ نام رکھا جاوے شہنشاہ

الا اللہ۔ بادشاہوں کا بادشاہ نہیں ہے بادشاہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی"

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے

ویلتحق بہ ما فی معناہ مثل خالق الخلق واحکم الحاکمین وسلطان السلاطین و امیر الامراء۔ وایضا قال وفی الحدیث مشروعیۃ الادب فی کل شئ لان الزجر عن ملک الاملاک والوعید علیہ یقتضی المنع منہ مطلقا

"اسی طرح جو اس کے ہم معنی الفاظ ہوں مثل پیدا کرنے والا خلق کا اور حاکموں کا حاکم اور بادشاہ بادشاہوں کا اور امیر امیروں کا۔ کہا اور اس حدیث میں مشروع ہونا ادب کا ہر شئے میں ہے کیونکہ زجر اور وعید اس کے اوپر مطلقاً منع ہونے کا مقتضی ہے"

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد رابع صـ۹۴ میں فرماتے ہیں۔

یعنی خوار ترو زشت ترین نامہا در جل یسمی مردے ست کہ نام کردہ میشود یعنی نام کردہ شود ملک الاملاک بادشاہ بادشاہان و بفارسی شاہنشاہ۔ زیرا کہ لا مالک الا اللہ نیست بادشاہ بحقیقت مگر خدا عز اسمہ چہ جائے بادشاہ بادشاہان کہ اصلاً توہم شرکت در آں راہ ندارد۔

"سب سے زیادہ خوار وہ ذلیل وہ نام رکھنا آدمی کا ہے کہ نام رکھا جاوے اپنا بادشاہوں کا بادشاہ اور فارسی میں شہنشاہ۔ کیونکہ کوئی بادشاہ حقیقی نہیں ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے چہ جائے کہ بادشاہ۔ بادشاہوں کا کہ اصلاً وہم شراکت کا بھی اس راہ میں نہیں رکھتا ہے"

اور اسی کا حاصل مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری رح ج ۴ صـ ۵۶۰ میں ہے چنانچہ فرماتے ہیں
لا مالک ای لا سلطان الا اللہ فمن سمی ھذا الاسم نازع اللہ برداءہ وکبریاءہ وقد قال تعالیٰ فی الحدیث القدسی الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی فیھما قصمتہ۔ ولما استنکف ان یکون عبد اللہ جعل لہ الخزی علی روس الاشہاد

حتیٰ کہ حدیث صحیح مسلم میں فرمایا گیا۔

ولا یقل العبد ربی۔ "نہ کہے غلام اپنے آقا کو اپنا رب"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات ج ۴ صـ ۲۳ میں فرماتے ہیں

ونگوید مملوک مالک خود را ربی زیرا کہ رب بمعنی مربی و تربیت کنندہ است و لیکن ربوبیت علی الاطلاق خاص حضرت پروردگار تعالیٰ ست پس اطلاق آں بر آدمی موہم شرک ست۔

"نہ کہے مملوک اپنے مالک کو میرا رب کیونکہ اگرچہ رب بمعنی مربی اور تربیت کرنے والے کے ہے مگر ربوبیت علی الاطلاق صفت خاص حضرت پروردگار تعالیٰ کی ہے پس اطلاق اس لفظ کا آدمی پر موہم شرکت ہے"

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح حجۃ اللہ البالغہ مصری جزء اول صـ۶۳ میں فرماتے ہیں

ان یعتقد التوحید والتعظیم علی وجھھما لکن ترک الامتثال لما امر بہ فی حکمۃ البر والاثم۔

"اور انواع کفر کی ادنیٰ حالت یہ ہے، کہ حق تعالیٰ کی توحید و تعظیم کا اس کے مطابق اعتقاد تو ہو مگر تعمیل احکام نہ کرتا ہو جو بموجب حکمت اچھے برے کام قرار دیئے گئے ہیں"

ایضاً جزء ثانی صـ۶۳ میں فرماتے ہیں

ومنھا ان یکون سبب حدوثہ نسیان جلال اللہ والغفلۃ عما عند اللہ کقولہ للملک ملک الملوک۔

"منجملہ اس کے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جلال و عظمت سے غافل ہونا اللہ کے نزدیک اس کا سبب ہوا ہو۔ جیسے کسی بادشاہ کو شہنشاہ کہنا"

علی ھذا احادیث ابو الحکم ذو شریح مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد رابع صـ۲۱ میں فرماتے ہیں

ان اللہ ھو الحکم خدا است حکم نہ غیر او والیہ الحکم بسوئے او راجع و منتہی ست حکم نہ بسوئے غیر او وظلم تکنی با ابا الحکم پس چرا کنیت کردہ میشوی تو با بی الحکم و چرا راضی می شوی تو باں زیرا کہ حکم حاکمے را گویند کہ چوں حکم کند رد کردہ نشود حکم او و ایں صفت خاصہ جناب عزت او ست و لائق نیست بغیر وے تعالیٰ کذا قال الطیبی۔

"خدائے تعالیٰ ہی ہے حکم نہ اس کے سوا کوئی غیر اسی کی طرف راجع اور منتہی ہے حکم نہ سوائے اس کے غیر کی طرف پس کس واسطے کنیت کی جاتی ہے تیرے ساتھ ابو الحکم کی اور کیوں تو راضی ہے اس کنیت سے کیونکہ حکم اس حاکم کو کہتے ہیں کہ جو حکم کرے تو رد نہ کیا جاوے اس کا حکم اور یہ صفت خاصہ جناب باری تعالیٰ شانہ کے لئے ہے اور لائق نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے لئے اسی طرح فرمایا امام طیبی رح نے"

اور اسی طرح مرقاۃ شرح مشکوۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مصری ج ۴ صفحہ ۵۶۱ میں مرقوم ہے
(بابی الحکم) وان ھذا الوصف مختص بہ لا یتجاوز الی غیرہ (والیہ الحکم)
ای منہ یبدأ الحکم والیہ ینتہی الحکم لہ الحکم والیہ ترجعون۔ لا
راد لحکمہ ولا یخلو حکمہ عن حکمتہ وفی اطلاق ابی الحکم علی غیرہ یوھم
الاشتراک فی وصفہ علی الجملۃ۔

نیز اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد رابع صفحہ ۵۱ میں مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحت
حدیث تغیر الاسماء میں فرماتے ہیں۔

وتغیر داد نام حکم را کہ دال ست بر حکومت
وحکومت نیست مگر اللہ تعالیٰ را۔

"اور بدل دیا نام حکم کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ دلالت کرتا ہے
حکومت پر اور حکم کسی کا نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے"

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز جلد اول صفحہ ۱۱ میں فرماتے ہیں

بجا آوردن حکم کسے است کہ او شایان
حکمرانی است ولیاقت حکم رانی در غیر
او تعالیٰ نباید۔

"بجا لانا حکم اسی کا ہے کہ وہ لائق حکم چلانے کے
ہے اور لیاقت حکمرانی کی سوائے اللہ تعالیٰ کے
کسی غیر میں نہیں ہوتی"

پس احادیث اور اکابر ائمہ علماء کے کلام سے جن کو خود مولوی نعیم الدین نے مستند جانا ہے اظہر من الشمس ہو گیا کہ سوائے حق تعالیٰ کے کسی کو شہنشاہ اور مالک جہان کہنا اور ابوالحکم نام رکھنا ممنوع وموہم شرک وباعث غضب حق تعالیٰ کا ہے۔ کیونکہ یہ صفت خاصہ جناب باری تعالیٰ عز اسمہ ہے۔ پھر احادیث اور کلام شارحین سے اتنی جہالت کہ مرغی کی ایک ہی ٹانگ ہانکے جانا کہ "نہ شہنشاہ کہنے کو شرک فرمایا نہ ابوالحکم نام رکھنے کو شرک فرمایا نہ ممانعت فرمائی" معاذاللہ آفتاب پر خاک اڑانے سے کم نہیں کیونکہ خود آسمان کی طرف تھوکا اپنے ہی اوپر میں آتا ہے۔ خود مولوی نعیم الدین نے لکھا "حضور نے غایت ادب کی تعلیم فرمائی کہ حکم اللہ ہے تم ابوالحکم کنیت قبول رکھنے کہ ہوا تو حسب حکم در اصل اللہ ہی ہے۔ تو پھر ابوالحکم یعنی حکم کا باپ بھی کہلانے کا مستحق کون ہو سکتا ہے۔ یہ تو ممانعت میں بھی اشد وابلغ باعث شرک ہوا۔ اور اگر برخلاف اس کے بقول خود کسی کا نام ابوالحکم رکھنے کے جواز کا صراحتاً آیت سے استدلال صحیح وجزو ایمان ہے تو اس کے ترک میں پھر غایت ادب کی تعلیم کے کیا معنی؟ الغرض بلحاظ ان اللہ ھو الحکم کے حکم نام بدل دینا بحکم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم واضح ہو چکا؟

ہاں آیت قرآن پاک میں نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے لئے حکم تجویز فرمانا مطلقاً خود حق تعالیٰ ہی کا حکم ناطق ہونا جزو ایمان ہے کہ کسی دوسرے کو اپنا نام ہی حکم مقرر کر لینا چنانچہ یہ امر خود تقویۃ الایمان کے باب دوم صفحہ ۶۸ میں مفصل مرقوم ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا
مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا
(سورۃ النساء)

فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ نساء میں کہ
"سو قسم ہے تیرے رب کی ان کا ایمان نہ ہوگا
جب تک تجھی کو منصف نہ جانیں جو جھگڑا
اٹھے آپس میں پھر نہ پاویں اپنے جی میں خفگی
تیرے فیصلہ سے اور قبول رکھیں مان کر"

ف۔ "یعنی جب کسی عبادت یا دنیا کے معاملے یا رسم اور عادت کی بابت لوگوں کے آپس میں جھگڑا اٹھے ایک کہتا ہو یوں کیا چاہیے دوسرا کہتا ہو یوں نہیں یوں کیا چاہیے ایک دعوے کرے میرا ہے دوسرا کہے میرا ہے کوئی کہے یہ کام یا رسم یا عادت بد ہے کوئی کہے نیک ہے تو ایسے وقت میں چاہیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف بدین اور حاکم ٹھیرادیں پھر جو حکم حضرت فرمادیں یا حضرت کی حدیث سے ثابت ہو اس حکم کو خواہ اپنی مرضی کے موافق ہو خواہ خلاف جان ودل سے خوش ہو کر قبول کریں اور مان لیں تب مسلمانی کا دعوے سچا معلوم ہو اور جو شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منصف اور حاکم نہ بدے یا حضرت کے حکم سے دل ناخوش ہو اور حکم کو نہ مانے اور چون وچرا کرے وہ ہرگز مسلمان نہیں۔ بلکہ کافر ومنافق ہے ظاہر میں آپ کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں کہتا ہے پھر حضرت کے فیصلہ سے اور حکم سے راضی نہیں ہوتا۔ اور دل میں خفگی اور تنگی لاتا ہے"

پس خدارا انصاف کر مولوی نعیم الدین کا اپنے گھر میں میاں مٹھو بن کے جاہلوں میں مولوی کہلا کر یہ کہنا کہ تقویۃ الایمان والے کو قرآن پاک کی کیسی مخالفت آئی ہے کہتا ہے کہ حکم ماننا شرک الخ یہ محض بغوات بے سر وپا ہے جو ہرگز ایک حرف بھی تقویۃ الایمان میں نہیں ہو سکتا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین۔ علی ہذا دوسری آیت سورۂ نساء میں دربارہ نزاع زوجین میں بطرفین حکم تجویز فرمانا بحکم حق تعالیٰ کا لمشروط عدم مخالفت امر ونہی حق تعالیٰ کے حسب آیت قرآن پاک (سورۂ النساء)

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۔ "پھر اگر جھگڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو اللہ اور رسول کی طرف"۔

اور حسب حدیث شریف۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ ۔ "کسی مخلوق کی فرمانبرداری نہیں ہے حق تعالیٰ کی معصیت میں"۔

جس کا بیان واضح اس آیت سے بھی جو سورہ نساء ہی میں واقع ہے۔

وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ۔ "اور جس وقت حکم کرو یعنی فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے"۔

پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی معاملہ میں بطور حکم فیصلہ صادر فرمانا حق تعالیٰ ہی کا حکم اور فیصلہ ناطق قطعی ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی کے لئے یہ منصب حاصل نہیں ہے اور نہ ہی شہنشاہ اور احکم الحاکمین اور ابو الحکم جیسے نام رکھنا جس کو مولوی نعیم الدین نے اپنی من گھڑت شریعت میں حق تعالیٰ کی مخالفت سے جائز بتایا۔ اور صراط مستقیم پر یہ افترا پردازی کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہنشاہ اور سارے جہان کا مالک مانا الخ

لعنۃ اللہ علی الکاذبین جس کا مفصل جواب دندان شکن گزر چکا۔ وما علینا الا البلاغ

مبحث علم غیب

قولہ ص۷۷ انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہ کے کمالات کا انکار کرنا اور ان کو شرک بتانا اس گروہ ناحق پژوہ کا مدعائے دلی اور مقصد قلبی ہے جو کمال نظر آیا اس کا بے دینوں نے انکار کیا کمالات میں علم اعلیٰ درجہ کا کمال ہے جو حق تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علیٰ وجہ الکمال عطا فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۔ "اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رب نے آپ کو تعلیم فرمایا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے"۔

وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ ۔ "اور اللہ کی شان نہیں ہے کہ تم کو غیب پر مطلع کرے لیکن اللہ جل شانہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں"

رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَاءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۔ "سے جس کو چاہے پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ گے اور پرہیزگاری کرو گے تو تم کو بڑا ثواب ہے"۔

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ۔ "ہم نے آپ پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک نازل فرمایا ہر شے کا بیان واضح"۔

اَلرَّحْمٰنُ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۔ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۔ "مطلب یہ کہ حضرت رحمٰن نے قرآن کی تعلیم فرمائی، انسان یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا ان کو بیان ما کان وما یکون تعلیم فرمایا"۔ (سورۃ الرحمٰن)

تفسیر معالم التنزیل میں ہے خلق الانسان یعنی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ما کان وما یکون ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء تمام کائنات کا علم عطا فرمایا۔ غیب پر مطلع کیا ما کان وما یکون کی تعلیم فرمائی۔

اقول بتوفیق اللہ العزیز۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ۔۔۔ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

عقیدہ علم غیب کا یہ مسئلہ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء تمام کائنات کے علم غیب پر مطلع کیا جس کی مزید تشریح مولوی نعیم الدین نے گذشتہ ص۱۱۳ میں یہ کی ہے "ذرہ ذرہ علم مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہے"۔ اور الکلمۃ العلیا ص۳ ص۱۲ و ص۱۵ و ص۲۵ و ص۲۶ وغیرہم میں یہ کی ہے کہ "حضور سب کے عالم ہیں ذرہ ذرہ حضور پر ظاہر و روشن ہے۔ حتیٰ کہ بدء الخلق یعنی ابتدائے آفرینش یعنی مخلوق کے پیدا کرنے کے وقت سے لے کر جنت اور دوزخ میں داخل ہونے کے وقت کا تمام احوال اور امت کا سب خیر و شر تعلیم فرمایا۔ بخوبی جانتے اور بالتفصیل پہچانتے ہیں"۔

اس سے بھی زائد وضاحت مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی انباء المصطفےٰ ص۲ میں کرتے ہیں۔ "روز اول سے آخر تک کا سب ما کان وما یکون انہیں بتایا۔ اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر و کبیر

رطب و یابس جو پیدا کرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا،، اور بہار شریعت حصہ اول ص۱۳ میں لکھا ہے ،، زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے، حتی کہ مولوی نعیم الدین کے بقول الکلمۃ العلیا ص۱۳ ،، جملہ تفصیلاً ،، مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری، اعلام الاذکیا ص۱۹ میں لکھتے ہیں ،، ہمارے سردار کے کہ وہ علم حاوی اور محیط جملہ ماکان و مایکون کو ہے نہ صرف موجودات یا بعض کا ،، ،، ہمارے سردار کائنات کا علم بطریق اطلاق و عموم اور احاطہ کو شامل ،، ایضاً ص۱۶ ،، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علام الغیوب اور احاطہ علمی جملہ ماکان و مایکون کے واسطے کافی ،،

پس ان صفات مذکورہ حق تعالیٰ کو جو قرآن پاک میں مفصل مرقوم ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کرنے کے لئے بزعم خود مولوی نعیم الدین کی کل پونجی صرف یہ چار آیتیں پیش کردہ ہیں آیت اول پ۵ نساء - آیت ثانیہ پ۴ آل عمران - آیت ثالثہ پ۱۴ النحل آیت رابعہ پ۲۷ الرحمن جس سے بحیلہ عطائی و تعلیمی علم غیب کی آڑ بنا کر حضرات انبیاء علیہم السلام کو مثل افعال یہود و نصاریٰ غائبانہ حاضر و ناظر جان کر ان سے ندائیں حاجات مرادات مشکل کشائی طلب کرنے کے اعتقاد سے خلق اللہ کو شرک میں مبتلا کر کے کھانے کمانے کا ڈھنگ نکالا گیا، حالانکہ یہ محض باطل ہے، ہرگز ان آیات قرآن پاک میں اس عقیدۂ باطلہ کا شمہ بھی ممکن نہیں ہو سکتا - کیونکہ صفت علم غیب، منجملہ صفات خاصہ جناب باری تعالیٰ عز اسمہ ہے، کسی دوسرے میں ایک ذرہ بھی اگرچہ بطور عطیہ ہی جان کر اس کو غیب دان و عالم الغیب کہے داخل شرک ہے چنانچہ خود مولوی نعیم الدین کے مقتداء مسلم بدایونی بوارق ص۱۲ میں لکھتے ہیں

شرعاً معتبر در توحید و شرک ہماں صفت الوہیۃ است و بس کہ آں صفت در غیر ذات واحد حق نتیجے یافتہ نمی شود نہ بالذات و نہ بعطائے او تعالیٰ شانہ نہ کامل و نہ ناقص و ہمیں سبب شرک اخبث الخبائث گردید کہ مستلزم تعمیم صفت خاص است

،، شرعاً معتبر توحید اور شرک میں وہی صفت الوہیت یعنی معبود حق تعالیٰ کا معبود ماننا ہے کہ وہ صفت غیر ذات واحد حق تعالیٰ میں کسی طرح نہیں پائی جا سکتی ہے نہ بالذات نہ حق تعالیٰ کے عطا فرمانے سے نہ کامل اور نہ ناقص اور اسی سبب سے شرک اخبث الخبائث ٹھہرا ہے کہ اس سے عموم ہونا صفت خاص باری تعالیٰ کا لازم آتا ہے ،،

ایضاً ص۱۰ میں لکھتے ہیں

پس ہر کہ غیب خاصۂ خدا را برائے مخلوقے ،، پس جو شخص کہ غیب خاصہ خدا کو مخلوق کے لئے

ثابت کند ایں اعتقاد باطل و مخالف شرع است ،، ثابت کرے یہ اعتقاد باطل و مخالف شرع کے ہے ،،

اب جو شخص یہی کہے باشد صفت علم غیب کو لوازم الوہیت باری تعالیٰ عز اسمہ سے خارج کرے یا جمیع اشیاء ذرہ ذرہ عالم پر حق تعالیٰ کے سوا کسی کا علم محیط جانے اس کا باعث شرک ہونا خود مولوی نعیم الدین کے مقتداء سے بھی ثابت ہوا - اسی طرح مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص۵۵ میں منجملہ عقائد باطلہ کے فرماتے ہیں -

وانبیاء و مرسلین را لوازم الوہیت از علم غیب و شنیدن فریاد ہر کس در ہر جا و قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کنند -

،، انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کے لئے لوازم الوہیت جیسے کہ علم غیب اور سننا فریاد ہر شخص کی ہر جگہ سے اور قدرت جمیع مقدورات پر ثابت کرے ،،

پس یہ مقولہ کہ جمیع اشیاء کے ذرہ ذرہ کا علم آپ کو عطا ہوا ،، بالکل غلط و بہتان عظیم ہے چنانچہ خود مولوی نعیم الدین نے ان آیات مذکورہ میں علم محدود امور شرعیہ و معارف ربانیہ کے معنی الکلمۃ العلیا ص۱۶ میں تسلیم کئے ہیں بحوالہ تفسیر بیضاوی وغیرہ من خفیات الامور او من امور الدین و الشرائع اور ص۴۲ میں لکھا کہ آیت شریفہ و علمک ما لم تکن تعلم سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کی تعلیم ہوئی "مسلمنا" علیٰ ہذا دیگر تفاسیر میں یہی معنی مرقوم ہیں چنانچہ تفسیر مظہری پارہ ۵ ن ص۲۲ میں مرقوم ہے و علمک ما لم تکن تعلم قال قتادۃ علمہ اللہ بیان الدنیا و الآخرۃ من حلالہ و حرامہ اور تفسیر جامع البیان ص۱۷۹ میں ہے بیانا بلیغا لما یحتاجون الیہ من امور الدین نیز اس کے ہم معنی الفاظ قرآن پاک میں بکثرت وارد ہیں چنانچہ پ۹ اعراف میں فرمایا و تفصیلا لکل شیء تفسیر جلالین ص۱۰۸ میں مرقوم ہے یحتاج الیہ فی الدین اور تفسیر جامع البیان ص۱۱۳ میں ہے مما الیہ یحتاجون فی امور دینہم من امور و نہی حلال و حرام اور پارہ ۱۴ نحل میں فرمایا

فَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ

،، اور نازل کیا ہم نے تیری طرف ذکر یعنی قرآن تاکہ بیان کر دے لوگوں کو جو نازل ہوا ان کی طرف ،،

اور پارہ ۶ سورہ مائدہ میں فرمایا -

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ

،، اے رسول پہنچا جو تیری طرف نازل ہوا رب سے

مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ○

رب کی طرف سے اور اگر یہ نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام "

اور پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ میں فرمایا۔

مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتَابُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ ○

"تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان پر ہم نے رکھی ہے روشنی اس سے راہ دیتے ہیں"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح مدارج النبوت ج ۱ ص۱۴۴ میں فرماتے ہیں

وافاضہ کردہ است بروے علوم واسرار ماکان ومایکون بعضرورت حاصل شود واو راعلم بے ثبوت او بے شوب وشکوک وظنون قولہ تعالیٰ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ○

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم اسرار گذشتہ وآئندہ کے بضرورت حاصل ہوئے اور آپ کے علم آپ کی نبوت کا بے ریب وشکوک وظنون کے حسب فرمان حق تعالیٰ کے وَعَلَّمَكَ الخ یعنی اور علم دیا تجھ کو جو تو نہ جانتا تھا"

اسی طرح مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تحفہ اثنا عشریہ ص۱۲۱ میں فرماتے ہیں

در احکام شرعیہ بدون ورود وحی ایشاں را علم حاصل نمے شود ودر ہمیں علم وارد است قولہ تعالیٰ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

"احکام شرعیہ میں بدون وارد ہونے وحی کے ان کو یعنی انبیاء علیہم السلام کو علم حاصل نہیں ہوتا اور اسی علم کے بارہ میں وارد ہوا ہے حق تعالیٰ کا فرمان کہ اور علم دیا تجھ کو جو تو نہ جانتا تھا"

پس اگر مولوی نعیم الدین کے زعم باطل کے مطابق یہ علم احکام قرآن پاک جمیع اشیاء ذرہ ذرہ کے ثبوت کے لئے عام ہوتا تو یہی الفاظ عام مسلمانوں کے حق میں بھی وارد ہیں چنانچہ پ۲ بقرہ میں فرمایا

وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○

"اور تم کو سکھاتا ہے ہمارا رسول جو تم نہ جانتے تھے"

اور پ۷ سورہ انعام میں فرمایا یہود کے حق میں

وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ○

"اور تم کو سکھائے گئے جو تم نہ جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادے"

اور پارہ ۳۰ سورہ علق میں فرمایا۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○ "سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا"

لہٰذا یہ سب لوگ بھی مولوی نعیم الدین کے خیال کے مطابق بحکم علوم جمیع اشیاء ذرات عالم کے عالم الغیب ہوئے، حالانکہ ہرگز ایسا ممکن نہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم واحکام دینی معارف ربانی جو آپ کو معلوم نہ تھے وہ علوم آپ کو سکھائے اور عطا فرمائے گئے اسی طرح دوسرے لوگ بھی جو علوم قرآن وحدیث سے ناآشنا تھے وہ بذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھلائے گئے اس سے علم غیب کا کیا تعلق۔ کیونکہ صفت علم غیب جس کی خود مولوی نعیم الدین نے آئندہ ص۸۲ ایں نیز الکلمۃ العلیا ص۲۳ و ص۲۵ و ص۳۶ و ص۹۰ میں یہ تعریف اور معنی لکھے ہیں کہ "اب غیب کے معنی سنیئے تفسیر بیضاوی میں ہے یعنی غیب اس پوشیدہ چیز کا نام ہے جس کو حس ادراک نہیں کرتی اور بداہت عقل پا نہیں سکتی"، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں

ومراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچ کس ایں ہا را نداند انہا از امور غیب اند کہ جز خدائے کسے آں را نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند۔

"اور مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الٰہی کے بحساب عقل کوئی شخص ان کو نہ جانے وہ امور غیب ہیں کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی ان کو نہیں جانتا ہے لیکن حق تعالیٰ خود اپنی طرف سے کسی کو بذریعہ وحی والہام کے جتلاتا ہے"

اسی طرح مولوی نعیم الدین کے مقتدیان کہتے ہیں مثلاً مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی انباء المصطفےٰ ص۱۰ میں لکھتے ہیں "نفی علم غیب کے یہ معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے بتائے جاننا"، اور مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کی اعلام الاذکیاء ص۲۰ میں لکھا ہے "غیب اس کو کہتے ہیں جو حواس ظاہرہ وباطنہ سے خارج ہو"

پس علم غیب کے یہ معنی ہوئے کہ اپنی ذات سے بے بتائے کسی کے خود جانتا ہو تو ایسا علم سوائے ذات پاک حق تعالیٰ واحد مالک الملک علام الغیوب کے کسی کو نہیں ہو سکتا جب کسی کو جو کچھ معلوم ہوگا اطلاع سے ہوگا۔ اگر امور اطلاعیہ پر عالم الغیب کہنا مانا جاوے گا تو ہر ایک شخص عالم الغیب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہر کسی کو کسی شئے کا علم کسی ذریعہ واسطہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علام الغیوب نے اطلاع فرمائی اور آپ نے دوسروں کو سلسلہ بسلسلہ حسب ارشاد حدیث

بلغوا عنی ولو اٰیۃ "پہنچاؤ میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو"

ہر جیب قرآن خداوندی بلغ ما انزل الیک من ربک لہٰذا اس عقیدہ باطلہ پر جس طرح آپ

عالم الغیب ہوئے تمام لوگ بھی معاذ اللہ عالم الغیب ہوں گے۔ پس خود مولوی نعیم الدین کی اس تعریف ومعنی علم غیب سے صراحۃً معلوم ہوا کہ علوم عطیہ بذریعہ کسی اطلاع وحی والہام حواس ظاہرہ وباطنہ کے جس کسی کو حق تعالیٰ کی طرف سے معلوم کرائے گئے اس کو غیب دان عالم الغیب ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ اسی لئے فتاوی بزازیہ فقہ حنفیہ مستند مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی میں مرقوم ہے۔

واما اعلم الله تعالی لخیار عباده بالوحی او الالهام لم یبق بعد الاعلام غیبا	جو علم اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو بذریعہ وحی یا الہام کے عطا فرماتا ہے بعد اطلاع کے اس پر غیب کا اطلاق نہیں رکھتا"

اور کبیری شرح منیۃ المصلی (مسلّمہ مولوی نعیم الدین الکلمۃ العلیا صفحہ ۱۱۳) کے صفحہ ۲۵۶ میں مرقوم ہے

من اسماء الله تعالی وصفاته التی لا یشارك فیها کالرحمن والخالق والرازق وعالم الغیب والشهادة وعالم الخفیات وقادر علی کل شیء والرحیم لعباده	"اللہ تعالیٰ کے ان اسموں اور صفتوں میں جن میں کوئی شرکت نہیں ہے جیسے رحمٰن اور خالق اور رزاق اور عالم الغیب ہر کھلی چھپی چیزوں کا جاننے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اور اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا"

تو باوصف صفات مذکورہ حق تعالیٰ کے حضرات انبیاء علیہم السلام کو خصوصاً جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کو جو بدرجہا کثیر علوم ومعارف سب سے اعلیٰ وارفع بطریق وحی تمامی قرآن ناطق وغیر ناطق کے بذریعہ معجزات واحکام وغیرہم حق تعالیٰ کی طرف سے عنایت فرمائے گئے اس عطا سے وہ عالم الغیب حسب تصریح مذکورہ بالا نہیں ہو سکتے اگر اطلاع امور غیب کی وجہ سے اطلاع کرنا علم غیب کا عقیدہ درست ہوتا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی علم غیب کی قرآن وحدیث میں صراحۃً وارد نہ ہوتی۔

حالانکہ مخصوص ہونا علم غیب کا حق تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ سیکڑوں آیات قرآن پاک اور احادیث صحیحہ سے صراحۃً قطعیۃ الدلالۃ وارد ہے منجملہ ان کے چند آیات مطابق ترجمہ مقبول الانام موضح القرآن شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی کے جو مستند مولوی نعیم الدین کا بھی ہے حسب ذیل ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پارہ اول سورۃ بقرہ میں

اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	"مجھ کو معلوم ہیں پردے آسمان وزمین کے"

اور فرمایا پارہ ۷ سورہ مائدہ میں

یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝	"جس دن اللہ جمع کرے گا رسولوں کو پھر کہے گا تم کو کیا جواب دیا بولیں گے ہم کو خبر نہیں تو ہی ہے چھپی بات جانتا"

اور فرمایا پارہ ۷ سورہ انعام میں

قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ اَعْلَمُ الْغَیْبَ ۝	"تو کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے نہ میں جانوں غیب کی بات"

ایضاً پارہ ۷ سورہ انعام میں فرمایا

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝	"اور اسی کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا اور وہ جانتا ہے جو جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پات جو وہ نہیں جانتا۔ اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ ہرا نہ سوکھا جو نہیں کھلی کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں"

اور فرمایا پارہ ۹ سورہ اعراف میں

یَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً یَسْــَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۔۔۔ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ	"اور تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کس وقت ہے اس کا ٹھہراؤ تو کہہ اس کی خبر تو ہے میرے رب ہی پاس وہی کھول دکھاوے گا اس کو اپنے وقت بھاری بات ہے آسمان وزمین میں تم پر آوے گی تو بے خبر آوے گی تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں گویا تو اس کی تلاش میں ہے تو کہہ اس کی خبر ہے خاص اللہ پاس۔ تو کہہ میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے کا نہ برے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں جانا کرتا غیب کی بات تو بہت خوبیاں لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی میں تو یہی ہوں ڈر اور

السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ — خوشی سنانے والا مانتے لوگوں کو"

اور فرمایا پارہ ۱۰ سورہ توبہ میں

وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ

"اور یہ کہ اللہ جانتا ہے ہر چھپے کو"

اور فرمایا پارہ ۱۱ سورہ توبہ میں

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

"جاننے والا چھپے اور کھلے کا"

ایضاً فرمایا پارہ ۱۱ سورہ یونس میں

فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ

"سو تو کہہ کہ چھپی بات اللہ ہی جانے"

اور فرمایا پارہ ۱۲ سورہ ہود میں

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

"اور میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی"

ایضاً فرمایا پارہ ۱۲ سورہ ہود میں

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

"اور اللہ کے پاس ہے چھپی بات آسمانوں اور زمین کی"

اور فرمایا پارہ ۱۳ سورہ یوسف میں

وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ

"برادران یوسف علیہ السلام اور ہم غیب کی خبر کے حافظ نہ تھے"

اور فرمایا پارہ ۱۳ سورہ رعد میں

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝

"جاننے والا چھپے اور کھلے کا سب سے بڑا"

اور فرمایا پارہ ۱۴ سورہ نحل میں

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

"اور اللہ پاس ہیں بھید آسمان اور زمین کے"

اور فرمایا پارہ ۱۵ سورہ کہف میں

قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

"تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت وہ رہے اسی پاس ہیں چھپے بھید آسمانوں اور زمین کے"

اور فرمایا پارہ ۱۸ سورہ مومنون میں

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

"جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے جو یہ شریک بناتے ہیں"

اور فرمایا پارہ ۲۰ سورہ نمل میں

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ

"تو کہہ خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں چھپی چیز کی مگر اللہ اور ان کو خبر نہیں کب جلائے جاویں گے"

اور فرمایا پارہ ۲۱ سورہ لقمان میں

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝

"مقولہ لقمان اے بیٹے اگر کوئی چیز ہو دے برابر رائی کے دانہ کے پھر وہ ہو کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں لا حاضر کرے اس کو اللہ بیشک اللہ چھپی جانتا ہے خبردار"

ایضاً پارہ ۲۱ سورہ لقمان میں فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

"اللہ جو ہے اسی پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو ہے ماں کے پیٹ میں اور کوئی جی نہیں جانتا کیا کرے گا کل اور کوئی جی نہیں جانتا کس زمین میں مرے گا تحقیق اللہ ہی سب چیز جانتا ہے خبردار"

اور فرمایا پارہ ۲۲ سورہ احزاب میں

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۝

"لوگ پوچھتے ہیں تجھ سے قیامت کو تو کہہ اس کی خبر ہے اللہ ہی پاس اور تو کیا جانے شاید وہ پاس ہی ہو"

اور فرمایا پارہ ۲۲ سورہ سبا میں

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ عٰلِمِ الْغَيْبِ

"جانتا ہے جو بیٹھتا ہے زمین میں اور جو نکلتا ہے اس سے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو چڑھتا ہے اس میں اور وہی ہے رحم والا بخشنے والا اور کہنے لگے منکر نہ آوے گی ہم پر وہ گھڑی تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی البتہ آئے گی تم پر اس چھپے جاننے والے کی غائب نہیں

يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۔

ہو سکتا اس سے کچھ ذرہ بھر آسمانوں میں اور زمین میں اور کوئی چیز نہیں اس سے چھوٹی نہ اس سے بڑی جو نہیں ہے کھلی کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں"

ایضاً فرمایا پارہ ۲۲ سورہ سبا میں

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۔

"پھر جب تقدیر کیے ہم نے اس پر (یعنی سلیمان علیہ السلام) موت، نہ جتایا ان کو اس کا مرنا مگر کیڑے نے گھن کے کھاتا رہا اس کا عصا پھر جب وہ گر پڑا معلوم کیا جنوں نے کہ اگر خبر رکھتے ہوتے غیب کی نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں"

ایضاً فرمایا پارہ ۲۲ سورہ سبا میں

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۔

"تو کہہ میرا رب پھینکتا جاتا ہے سچا دین وہ جاننے والا چھپی چیزیں"

ایضاً فرمایا پارہ ۲۲ سورہ فاطر میں

إِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهٗ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۔

"اللہ بھید جاننے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں"

اور فرمایا پارہ ۲۳ سورہ یٰس میں

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهٗ ۔

"ہم نے نہیں سکھایا اس کو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) شعر کہنا اور یہ اس کے لائق نہیں"

اور فرمایا پارہ ۲۴ سورہ زمر میں

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۔

"تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کے جاننے والے چھپے اور کھلے کے"

ایضاً فرمایا پارہ ۲۴ سورہ زمر میں

لَهٗ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۔

"اسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی"

اور فرمایا پارہ ۲۴ سورہ مومن میں

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ

"وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو چھپا ہے سینوں میں"

اور فرمایا پارہ ۲۵ سورہ حم سجدہ میں

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثٰى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهٖ

"اس کی طرف حوالہ ہے خبر قیامت کی اور کوئی میوے نہیں جو نکلتے ہیں اپنے غلاف سے اور گابھ (یعنی حمل) نہیں رہتا کسی مادہ کو اور نہ وہ جنتی ہیں کہ اس کو خبر نہیں"

اور فرمایا پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ میں

لَهٗ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۔

"اسی پاس ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی پھیلا دیتا ہے روزی جس کو چاہے اور ناپ دیتا ہے وہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے"

ایضاً پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ میں فرمایا

وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ۔

"اور تجھ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو"

اور فرمایا پارہ ۲۵ سورہ زخرف میں

وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

"اور اسی پاس ہے خبر قیامت کی اور اسی تک پھر جاؤ گے"

اور فرمایا پارہ ۲۶ سورہ احقاف میں

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ۔

"تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا اور مجھ کو معلوم نہیں کیا ہونا ہے مجھ سے اور تم سے"

ایضاً پارہ ۲۶ سورہ احقاف میں فرمایا

قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ

"(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی طلب ذات پہ) کہا یہ خبر تو اللہ ہی کو ہے"

اور فرمایا پارہ ۲۶ سورہ حجرات میں

إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ

"اللہ جانتا ہے چھپے بھید آسمانوں کے اور

وَالْاَرْضِ — زمین کے "

اور فرمایا پارہ ۲۸ سورہ حشر میں

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ — "وہ اللہ ہے جس کے سوائے بندگی نہیں کسی کی

وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ — جانتا ہے چھپا اور کھلا وہ ہے بڑا مہربان رحم والا"

پس ان آیات مذکورہ منصوصہ ربانیہ قطعیۃ الدلالت قرآن پاک سے بصراحت تمام کس درجہ تاکید شدید سے مثل آفتاب کے روشن وآشکارا ہوا کہ علم غیب کلیہ وجزئیہ بجمیع افراد جناب باری تعالیٰ جل شانہٗ کی ذات پاک علام الغیوب کے ساتھ مخصوص ہے کسی کو ذرہ بھر شرکت اسمیں بھی نہیں ہو سکتی کجا خالق کجا مخلوق۔ اس میں نہ کسی تاویل کی نہ کسی مفسر کی توضیح وتشریح کی گنجائش ہے چنانچہ خود مولوی نعیم الدین کے مقتدا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی انباء المصطفےٰ ص۳ میں لکھتے ہیں۔

"اور لفظ کل تو ایسا ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گے بے دلیل شرعی تخصیص وتاویل کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے نہ حدیث آحاد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو عموم قرآن کی تخصیص کر سکے بلکہ اس کے حضور مضمحل ہو جائے گی۔ بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے"

واقعہ یہ ہے کہ علم غیب ارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ سے حسب اصول مسلمہ عقائد ثابت نہیں ہے کیونکہ اثبات عقائد دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ ہی پر موقوف ہے۔ پس جو قاعدہ اصولیہ اپنے مدعائے باطل کے لئے جاہلوں کو فریب میں پھانسنے کا تھا خود اس میں آپ ہی پھنس گئے۔ بمصداق چاہ کندن را چاہ در پیش۔ اسی لئے تو خود ہی مولوی صاحب نے اس عقیدۂ باطلہ کی کمزوری اور بے بنیادی محسوس کر کے پس الکلمۃ العلیا ص۲۶ میں کہہ دیا

"اس کو دینی تعلیم نبی کو علم غیب نہیں کہتے یہ ایک لفظی نزاع ہے علم غیب نہیں کہتے تو اور کچھ نام رکھ لو"

نیز الکلمۃ العلیا حاشیہ ص۱۱۸ میں لکھ دیا

"کہ یہ مقام عقائد ہے یا مبحث فضائل۔ جو وہ دلیل قطعی پر موقوف کرتے ہیں"

حاشا! تو پھر دعوی علم غیب کی کچھ حقیقت ہی نہ رہی تار عنکبوت سے بھی کہیں زیادہ بودا اوھن البیوت بقول خود ہو گیا یعنی وہی بات کہ۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

بسلسلہ مسئلہ علم غیب مغالطوں کا ازالہ

مولوی نعیم الدین صاحب نے آیات صریحہ قرآن پاک در بارہ نفی علم غیب سوائے حق تعالےٰ کے مقابلہ میں اپنے دعوئے اثبات جمیع اشیاء تمام ذرات عالم کے علم غیب سے عاجز ہو کر الکلمۃ العلیا ص۶۹ میں بذیل آیت دوم نقل کردہ وماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب الخ یہ لکھا ہے کہ ایام ونزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا تھا اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی چنانچہ تبیاناً لکل شیٔ تمام کلام اللہ کی صفت ہے نہ بعض کی پس بے شبہ ایام نزول قرآن شریف میں بعض بعض مغیبات کا جتنا کلام اللہ اترا تھا علم ہوتا تھا اس سے یہ لازم نہیں کہ تمام کلام اللہ کے نزول کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہ ہوا الجواب یہ ہے کہ جب بقول مولوی نعیم الدین کے تمام زمانے ۲۳ سالہ ایام نزول وحی سارے قرآن پاک میں جمیع اشیاء عالم کے ہر ہر ذرات پر تا دخول جنت ونار تفصیلاً مطلع نہ فرمایا گیا۔ تو پھر کلام مردود وسقیم کہ بعد تمام نزول قرآن کے جملہ اشیاء کے ذرہ ذرہ علوم پر اطلاع ہو گئی چہ معنی دارد۔ بلکہ باقرار خود مولوی نعیم الدین کے صراحۃً کوئی ثبوت بھی سارے غیبی علوم کے عطا کئے جانے کا قرآن پاک سے تو ہرگز نہیں ہوا لہٰذا مولوی صاحب کے سب مادی ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا ہو گئے کیونکہ سب سے آخری آیت پ۶ سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی اور اذا جاء نصر اللہ جو حجۃ الوداع ۱۰ھ میں نازل ہوئیں جس کے تقریباً تین ماہ بعد ربیع الاول ۱۱ھ میں رسول کریم نے وفات شریف پائی چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز ج۱ ص۱۱ میں فرماتے ہیں۔

آیت سورہ مائدہ کہ روز عرفہ حجۃ الوداع	"آیت سورۂ مائدہ یوم حجۃ الوداع
نازل گشت دلالت برآں می کند کہ ہماں	میں نازل ہوئی دلالت اس امر پر کرتی ہے کہ اسی
روز اتمام نعمت شد وھو قولہ تعالیٰ	روز نعمت خداوندی تمام ہوئی حسب فرمانے اللہ
الیوم اکملت لکم دینکم واتممت	اللہ کے یعنی آج کے دن کامل کر دیا تمہارے لئے دین
علیکم نعمتی و اتمام نعمت در مقدمہ	تمہارا اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت۔ اور تمام

جمیع ارکان دین و سائر امور شرعیہ تمام ... کہ لغت کا دریا جمیع ارکان کے ... معنی میں گفت، کہنا چاہیے"

پس یہ تکمیل دین شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نعمتوں کا پورا ہونا تمام ارکان دین و احکام شریعت کا پورا ہونا تھا۔ پھر اگر اس عرصہ تین ماہ میں کوئی وحی خفی سوائے قرآن پاک کے جس کا ثبوت احادیث صحیحہ سے صراحۃً ہوتا کہ تمام غیوب جملہ کائنات عالم کے سب ذرات پر آپ کا علم ازازل تا ابد دخول جنت و دوزخ تک محیط ہے تو پیش کر کے بحوالہ تاریخ اپنی صداقت پہونچانا لازم تھا۔ حالانکہ ہرگز ہرگز مولوی نعیم الدین کا تو کیا بساط ہے۔ ان کے چھوٹے بڑے سب کے سب جمع ہو جائیں۔ تو بھی نہیں ثابت کر سکتے۔ این خیالست و محالست و جنون۔ در حقیقت صرف عوام جہلا کو دہوکہ دے کر فریب میں مبتلا کرنا ہے۔ لہذا بغرض مزید اطمینان اتمام حجۃ ناظرین کی خدمت میں بعد تمام ہونے نزول قرآن کے تین ماہ میں جو امور بذریعہ وحی و بارشاد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دربارہ نفی علم غیب سوائے حق تعالٰے کے تا وقت وفات شریف صادر ہوئے ہیں منجملہ ان کے حسب ذیل ہیں جس سے مولوی نعیم الدین کی فریب کاری و دجل سازی پورے طور پر واضح ہوتی ہے۔

عن جابر قال سمعت النبی صلی اللہ	" روایت ہے حضرت جابرؓ سے کہا سنا میں نے
علیہ وسلم یقول قبل ان یموت	نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے قبل وفات
بشہر تسالونی عن الساعۃ و	ایک مہینہ پہلے تم لوگ مجھ سے قیامت کو دریافت
انما علمہا عند اللہ الحدیث	کرتے ہو حالانکہ اس کا علم اللہ تعالٰے ہی کو ہے۔
رواہ مسلم و مشکوۃ ص ۴۸۰،	روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم نے"

اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ وفات شریف سے ایک ماہ قبل بھی علم قیامت حق تعالی ہی کے لئے مخصوص فرمایا، چہ جائیکہ تین ماہ جس طرح مولوی نعیم الدین کی کذب بیانی افترا پردازی سراسر باطل ہے۔ اسی طرح مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحنے اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۴ ص ۳۵۵ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ایسے ہی فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ اول ص ۶۲ میں تحت حدیث مشہور جبرئیل علیہ السلام فی خمس لا یعلمہن الا اللہ الحدیث منقول ہے۔

رواہ ابن مندۃ فی کتاب الایمان	" روایت کیا ابن مندہ نے کتاب الایمان

باسنادہ الذی علی شرط مسلم ... ساتھ اس سند کے جو شرط مسلم پر ہے بطریق

من طریق سلیمان التیمی فی	سلیمان تیمی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں
حدیث عمر ان اولہ ان رجلا اتی اخر	کہ اول یہ ہے کہ ایک آدمی یعنی جبرئیل علیہ السلام
عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم جاء	آخر عمر شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پھر ذکر
فذکر الحدیث بطولہ ۔	کیا پوری حدیث کو"

یعنی پانچ چیزیں جن کو کوئی بھی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالٰے کے۔ اس حدیث میں کسی کو قیامت کے علم نہ ہونے کا واقعہ بھی آخر عمر شریف میں صراحۃً ثابت ہوا۔ نیز شاہ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ج اول ص ۲۸۳ میں نقل فرماتے ہیں

اسود عنسی کہ در یمن دعوی نبوت کردہ گشت	" اسود عنسی نے یمن میں جو دعوی نبوت کا کیا تو
او را فیروز دیلمی پیش از وفات آنحضرت	اس کو فیروز دیلمی نے قبل وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ
و وحی آمد بوے صلی اللہ علیہ وسلم بقتل	وسلم کے قتل کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے
وے در مرض موت قبل موت پس خبر داد	قتل کی وحی آئی مرض وفات میں قبل وفات کے پس خبر دی
بقتل وے و فرمود قتلہ العبد الصالح فیروز	آپ نے اس کے قتل کی اور فرمایا قتل کیا اس کو بندہ نیک
الدیلمی و فرمود فاز فیروز	فیروز دیلمی نے اور فرمایا مراد کو پہنچا فیروز"۔

ایضاً ج ۲ مدارج النبوۃ ص ۴۸۶ میں اتنی اور تفصیل مرقوم ہے۔

عمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر بحضرت	" عاملان صحابہ ابو موسی اشعری و معاذ بن جبل رضی
فرستادند و بعد از وفات آنحضرت این خبر	اللہ عنہما نے جو یمن میں متعین تھے آنحضرت صلی اللہ
بمدینہ رسید فاما پیش از وفات بیک شبانہ	علیہ وسلم کو خبر پہنچائی اور بعد وفات آنحضرت صلی
روز حضرت را کیفیت واقعہ بوحی معلوم	اللہ علیہ وسلم کے یہ خبر مدینہ طیبہ میں پہنچی لیکن پہلے
شدہ بود فرمود کہ امشب عنسی کشتہ شد مرد	وفات سے ایک رات دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مبارک از اہل بیت مبارک او را بقتل	کو کیفیت واقعہ وحی سے معلوم ہو گیا تھا فرمایا آج کی رات
آورد کہ نام او فیروز است و فرمود	عنسی قتل ہوا ایک مرد مبارک نے اہل بیت مبارک سے اس کو
فاز فیروز	قتل کر ڈالا کہ نام اس کا فیروز ہے اور فرمایا بامراد ہوا فیروز"۔

تعداد وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | یہ بھی واضح ہو کہ تعداد وحی بزمانہ رسالت

علیہ الصلاۃ والسلام کس قدر تھی۔ مدارج النبوۃ ج ۲ ص۲۶ میں مواہب لدنیہ سے منقول ہے

وبعضے از علماء گفتہ اند کہ فرود آمد جبرئیل علیہ السلام بر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیست وچہار ہزار بار۔

"بعضے علماء فرماتے ہیں کہ آنا جبرئیل علیہ السلام کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چوبیس ہزار مرتبہ تھا"

اور صحیح بخاری پارہ ۱۷ ص۶۲۴ میں روایت ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا امین من فی السماء یاتینی خبر السماء صباحا ومساءً

"فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور میں آسمان والوں کا امین ہوں میرے پاس خبر آسمان کی صبح اور شام آتی ہے"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۷ ص۶۲۴ میں روایت ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لجبرئیل ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا فنزلت وما نتنزل الا بامر ربک الآیۃ

"فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے کس چیز نے منع کیا تمہیں جتنی بار تم آتے ہو اس سے زیادہ آنے کو تو جبرئیل علیہ السلام آیت سورہ مریم لے کر اترے یعنی اور نہیں اترتے ہم مگر حکم سے آپ کے رب کے"

پس ان روایات نے مانند آفتاب کے روشن کر دیا کہ بعد انقطاع نزول قرآن پاک کے تین ماہ بعد یوم وفات تک نفی علم غیب قیامت سے جو ابتداء عالم آخرت ہے دخول جنت تک جو اس کے بعد ہے کالعدم کر دیا۔ یعنی جبکہ مولوی نعیم الدین کے دعاوی فاسدہ باطلہ میں تمام عالم کے ذرہ ذرہ پر تا دخول جنت و نار کے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم محیط ہے۔ تو پھر مرض وفات تک نزول وحی کی برابر صبح و شام ہمراہ کے لئے جدا جدا ہونے کے کیا معنے ہو سکتے ہیں چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۱۰ ص۱۳۷ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ولا یعلم متی تقوم الساعۃ الا اللہ

"اور نہیں جانتا کوئی سوائے اللہ تعالیٰ کے کہ قیامت کب ہوگی"

صاحب فتح الباری جو مولوی نعیم الدین کے مستند ہیں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

اشارۃ الی علوم الآخرۃ فان [illegible] "یعنی اس میں اشارہ ہے علوم آخرت کی طرف [illegible]"

یوم القیامۃ اولها واذا انتفی علم الاقرب انتفی علم ما بعدہ فجمعت الآیۃ انواع الغیوب وازالت جمیع الدعاوی

"کیونکہ امور آخرت میں سب سے اول قیامت ہوگی اور جب علم اقرب کی نفی ہو گئی تو امور آخرت جو بعد کو ہوں گے ان کی بدرجہ اولیٰ نفی ہو گئی پس یہ آیت (سورہ لقمان) غیب کی سب قسموں کو جامع ہے اور اس سے دفع ہو گئے سب کے سب دعاوی فاسدہ"

ایسے ہی قیامت میں علوم غیب کا سوائے حق تعالیٰ کے اوروں سے مخفی رہنا صراحتاً ثابت ہے چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۲۷ ص۱۷، ص۲۱۵ میں حضرت ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت میں مجھ پر وارد ہوں گے کئی فرقے جن کو میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان میں پردہ ہو جاوے گا۔

فاقول یا رب اصحابی فیقول انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی (الحدیث)

"تو میں کہوں گا اے رب یہ میرے امتی ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے نہیں معلوم کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا نئی باتیں نکالی تھیں تو میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو اس کو جس نے متغیر کر دیا میرے بعد دین کو"

ایضاً صحیح بخاری پارہ ۲۷ ص۱۹۶ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فیاتونی فاستاذن علی ربی فاذا رایتہ وقعت ساجدا فیدعنی ما شاء اللہ ثم یقال لی ارفع راسک سل تعط وقل یسمع واشفع تشفع فارفع راسی فاحمد ربی بتحمید یعلمنی (الحدیث)

"پس میری امت کے لوگ میرے پاس آویں گے تو میں اپنے رب سے اجازت لوں گا پس جب اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر پڑوں گا جب تک اللہ چاہے گا مجھے پڑا رہنے دیگا پھر مجھ سے کہا جائے گا اپنا سر اٹھا جو سوال کرو گے عطا کیا جائے گا اور جو کہو گے سنا جائے گا اور جو شفاعت کرو گے قبول ہوگی تو میں سر اٹھا کر اپنے رب کی ایسی مدح کروں گا جو اسی وقت مجھے تعلیم کی جائے گی"

اس حدیث کی شرح میں صاحب فتح الباری فرماتے ہیں۔

وفی روایۃ فیلھمنی محامد لا اقدر علیھا الآن	"ایک روایت میں ہے پس الہام کی جائیں گی مجھے ایسی تعریفیں جن پر اس وقت میں بیان سے قاصر ہوں"

ایضاً صحیح بخاری پارہ ۳۰ صفحہ ۱۱۲۹ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے

ویلھمنی محامد احمدہ بھا لا تحضرنی الآن	"الہام کی جاوے گی مجھ پر ایسی تعریف جو اب حاضر نہیں ہے۔"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی (جو مستند مولوی نعیم الدین) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ صفحہ ۳۸۴، صفحہ ۳۸۵، صفحہ ۳۸۶ میں فرماتے ہیں۔

کہ بیاموزد پروردگار تعالیٰ مرا محامد آں وقت حاضر نمے شود مرا آں محامد دریں وقت کہ نہ کشادہ و الہام نکردہ بر ہیچ یکے پیش از من بلکہ بر من نیز پیش ازیں وقت"	"سکھاوے گا مجھے پروردگار میرا اسی وقت کہ حاضر نہیں ہے مجھے وہ تعریف و محامد اس وقت میں، کہ نہ کھولا جاوے گی نہ الہام کی جاوے گی کسی ایک پر بھی مجھ سے پہلے ایسی محامد بلکہ میرے اوپر بھی اس وقت سے پہلے"

اسی طرح مدارج النبوۃ ج ۱ صفحہ ۱۷۱ میں مرقوم ہے۔

علی ہذا بہت وقائع ہیں جن سے مولوی نعیم الدین کی کذب بیانی افتراء پردازی واضح ہے چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق منجملہ عطائے علوم اشیائے عالم کے مدارج النبوۃ ج ۱ صفحہ ۱۶۵ میں فرماتے ہیں۔

از بعضے علماء از اہل نقل شنیدہ شدہ است کہ بعضے از عرفاء کتابے نوشتہ و اثبات کردہ کہ آنحضرت را تمام علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند و ایں سخن بظاہر مخالف بسیارے از ادلہ ست تا قائل آں چہ قصد کردہ باشد واللہ اعلم

پس مولوی نعیم الدین کے تمام قیاسات باطلہ کی حقیقت واہیہ بمقابلہ نصوص آیات واحادیث اور خود اپنے مستندہ اقوال ائمہ کرام وعلمائے عظام سے کما حقہ آشکارا ہو چکی جس سے تمام علوم غیب کے دعاوی کا کلیۃً خاتمہ ہو گیا۔ اب کسی کی ذرہ بھر گنجائش باقی نہ رہی۔ آئندہ جو کچھ ہوگا وہ مولوی نعیم الدین کا اپنی نادانی۔ فریب کاری اور منہ زوری سے منہ چڑانا ہے۔ جس کی

حقیقت میں اشارۃ انشاء اللہ العزیز عن قریب کما حقہ واضح کی جاتی ہے۔ دیکھو کہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا بیخ کنی کا قاعدہ اصولیہ کلیہ انباء المصطفیٰ جو قریب ہی گذر چکا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۶۲

اس حدیث کی تشریح کہ آنحضرت صلعم نے خواب میں اللہ تعالےٰ کو دیکھا

قولہ ۱۲۷ صفحہ ۱۷۰

اب دو ایک حدیثیں بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ حدیث ۱۔ عن ثوبان۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے سمیٹی میرے لئے زمین یعنی اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۲ مظاہر حق صفحہ ۵۰۳ حدیث ۲ عبدالرحمٰن بن عائش حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب عزوجل کو بہترین صورت میں دیکھا فرمایا رب تبارک وتعالیٰ نے ملائکہ کس بات میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا تو ہی خوب جانتا ہے فرمایا حضور نے پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنے دونوں پستانوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۶۹) علامہ ابن حجر محدث نے فرمایا کہ ما فی السموات آسمانوں بلکہ ان سے اوپر کی تمام کائنات کا بھی علم مراد ہے جیسا کہ واقعہ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں بلکہ جو ان سے بھی نیچے ہیں معلوم ہو گئیں الخ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ صفحہ ۴۶۳۔ اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۶۲ میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آں۔ حدیث ۳ حضرت معاذ بن جبل رض سے یہ الفاظ مروی ہیں یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پس ظاہر ہو گئی مجھ کو ہر چیز اور میں نے سب کو پہچان لیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۷۲) حضرت شیخ اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۶۹ میں فرماتے ہیں پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو آسمان و زمین عرش و فرش تمام کائنات و جمیع اشیاء کے جزوی و کلی علوم مرحمت فرمائے حضور پر غیب کے دروازے کھول دیئے تو حضور کے لئے غیبی علوم ایسے ہی اختیاری ہو گئے جیسے ہمارے لئے محسوسات کہ جب ہم آنکھ کھولیں دیکھ لیں بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ محسوسات کا کشف تب ہوتا ہے جبکہ آلات حواس سے کام لیا جائے یہاں اس کی بھی احتیاج نہیں۔ زرقانی میں امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے

ثالثهان له صفة بها يبصر الملائكة ويشاهدهم كما ان للبصير صفة بها يفارق الاعمى رابعها ان له صفة بها يدرك ما سيكون فى الغيب

یہ تمام علوم عطائی ہیں خاتی علم کسی مخلوق کو ایک ذرہ کا بھی نہیں علم ذاتی حضرت حق تعالٰے کے ساتھ خاص ہے جن آیات یا احادیث میں علم کی نفی وارد ہے وہاں علم ذاتی مراد ہے بحمد اللہ تعالٰی مسئلہ کامل طور پر واضح ہو گیا اور مخالفین کے شکوک سب قطع ہو گئے۔ ملخصا بلفظہ

اقول و باللہ التوفیق۔ ناظرین کرام مؤلف کی فریب کاری جعل سازی اور دھوکہ بازی ان احادیث کی نسبت ملاحظہ فرمائیں۔ اولاً حدیث ۱۸ جس کے پورے مضمون متعلقہ کو بمعہ ترجمہ مظاہر حق بوجہ فریب دہی عوام الناس کے چھوڑ دیا تاکہ حقیقت واقعیہ ظاہر نہ ہو جاوے حالانکہ اس سے ملحق مضمون متعلقہ یہ ہے

"اور بیشک میری امت قریب ہے کہ پہنچے اس کی بادشاہی اس مسافت کو کہ اکٹھی کی گئی میرے لئے زمین سے یعنی مشرق اور مغرب میں بادشاہ ہو دیں اور تصرف کریں اور دیئے گئے میرے دو خزانہ سرخ اور سفید ف ۴ از مولانا عبد الحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۶۹ یعنے سونے اور چاندی کے یعنی ایک تو کسری کا خزانہ جو بادشاہ ہے فارس کا کہ وہاں سونا بہت ہے اور ایک قیصر کا خزانہ کہ جو بادشاہ ہے روم کا کہ وہاں چاندی بہت ہے (مظاہر حق ج ۴ ص ۵۰۳)۔

ثانیاً اس حدیث کے ملحق مشکوٰۃ میں حدیث متفق علیہ صحیح بخاری پارہ ۲۸ ص ۵۰۶ و صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴۲ بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں

وبينا انا نائم رايتني اتيت بمفاتيح خزائن الارض فوضعت في يدي

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں کہ میں سوتا تھا دیکھا میں نے کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ رکھ دی گئیں"

مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۴۶۹ میں فرماتے ہیں

مراد فتوحات ست کہ کشاد باری تعالٰی برامت وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از بلاد مشرق ومغرب واستخراج کنوز وکان یا مراد کانہائے زمین کہ درو ے سیم وزرد

"مراد فتوحات ہے کہ باری تعالٰے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے مشرق ومغرب کے شہروں کے خزانے نکالے یا مراد کانیں زمین کی ہیں کہ اس میں چاندی

ست۔

اور سونا ہے"

اسی طرح شاہ صاحب موصوف مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۸۳ میں فرماتے ہیں

ابو ہریرہ روایت میکند کہ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در اثنائے آنکہ بودم من در خواب ناگاہ دادہ شد مرا خزائنہا زمین کنایہ است از خزائن کسری وقیصر وغیرہا کہ فتح کردہ شد برامت وے

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اثنا میں کہ میں سوتا تھا ناگہاں دیئے گئے مجھ کو خزانے زمین کے کنایہ ہے خزانے کسری بادشاہ فارس اور قیصر بادشاہ روم وغیرہ کے کہ فتح کئے گئے آپ کی امت کے لئے"

اسی طرح فتح الباری شرح صحیح بخاری اور نووی شرح صحیح مسلم میں مرقوم ہے پس یہ ہے ظاہراً مولوی نعیم الدین کی چوری اور سینہ زوری

اسی طرح حدیث ۲۱ میں بھی واقعہ خواب ہی ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے اخفا کیا تاکہ جعل سازی کا پردہ فاش نہ ہو جائے۔ حالانکہ مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جس کا خود مولوی نعیم الدین نے حوالہ دیا ہے اس حدیث کے ترجمہ کے الفاظ ج ۱ ص ۳۹۹ میں یہ ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا میں نے پروردگار اپنے کو الخ پھر بحوالہ ابن حجر کی رح مرقات سے جو عبارت نقل کی اس میں مولوی صاحب نے اپنی بد دیانتی سے اول کی عبارت مرقاۃ کو چھوڑ دیا جس کا کلمۃ العلیا ص ۹ میں خود یہ ترجمہ کیا کہ "اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اس فیض کے حاصل ہونے کے سبب سے میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی جو کچھ کہ اللہ سبحانہ نے تعلیم فرمایا ان چیزوں میں سے جو آسمان وزمین میں ہیں ملائکہ اور اشجار وغیرہما میں سے" پس یہ آسمان وزمین میں سے بعض اور جزئی چیزیں جن میں ملائکہ گفتگو کرتے تھے یا ان میں سے وہ کل امور ضروریہ منکشف فرمائے گئے نہ کہ تمام عالم کے ذرہ ذرہ کا علم تفصیلی دوامی ہمیشہ کے لئے لازم و مستحضر رہنا! ؎

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نیز اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کی بھی ادھوری عبارت بغرض دھوکہ دہی پیش کی ہے حالانکہ شروع عبارت یہ ہے

پس دانستم ہرچہ در آسمان ہا وہرچہ در زمین بود۔

"پس جانا میں نے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں تھا۔"

چنانچہ خود مولوی [illegible] بیان کرتا ہے حضرت یا نبی اس مقام کے متعلق خود کا ترجمہ تھا، کیا بات [illegible] ہوا کہ اس وقت جو کچھ تھا بلحاظ واقعہ کے دیکھا تھا کر ذرات عالم پر [illegible] تمام واقعات جو ہر آن اور آئندہ مختلف زمانوں میں واقع ہونے رہتے ہیں، علی ہذا حدیث [illegible] حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ میں بھی وہی واقعہ خواب ہے۔ جو حدیث ۵ میں گذرا [illegible] نجم الدین نے چھپا کر مختصر الفاظ اول آخر چھوڑ کر عوام کو فریب میں مبتلا کیا [illegible] خاطر ناظرین اہل انصاف کے پوری حدیث من اولہ الی آخرہ نقل کی جاتی ہے [illegible] پوری تشریح ہو جائے گی اور ادعائے باطل مولوی صاحب کا پول کھل جائے گا [illegible] دیگر مفید احکام نبوت جن کے سیکھنے سکھانے کا امت کو امر سکھایا گیا [illegible] ہوں گے۔

مشکوٰۃ [illegible] میں ہے

عن معاذ [illegible] حتبس عنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ [illegible] الصبح حتی کدنا [illegible] الشمس فخرج سریعا [illegible] بالصلوٰۃ فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتجوز [illegible] دعا بصوتہ فقال [illegible] مصافکم کما انتم ثم [illegible] قال اما انی ساحدثکم [illegible] عنکم الغداۃ انی [illegible] باللیل فتوضات [illegible] قدر لی فنعست [illegible] استثقلت فاذا انا [illegible] فی احسن صورۃ فقال یا محمد قلت لبیک

روایت ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہا دیر کی ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صبح کی نماز سے یعنی وقت عادت کے نہ آئے یہاں تک کہ نزدیک تھے ہم کہ دیکھیں قرص آفتاب کو پس نکلے جلدی پس تکبیر کہی گئی ساتھ نماز کے پس نماز پڑھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تخفیف کی نماز اپنی میں پس جب سلام پھیرا پکارا ساتھ آواز اپنی کے پس فرمایا واسطے ہمارے کہ بیٹھے رہو اوپر صفوں اپنی کے جیسے کہ ہو تم بیٹھے پھر مڑے طرف ہماری پھر فرمایا آگاہ ہو تحقیق میں خبر دوں گا تم کو اس چیز سے کہ روکا مجھ کو تم سے آج کی صبح وہ یہ ہے کہ تحقیق اٹھا رات کو یعنی تہجد کے لئے پس وضو کیا میں نے اور نماز پڑھی میں نے جو کچھ مقدر تھی واسطے میرے پس اونگھا میں بیچ نماز اپنی کے یہاں تک کہ بھاری ہو جاتا ہوں یعنی نیند غالب ہوئی پس ناگہاں

رب قال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت لا ادری قالھا ثلاثا قال فرأیتہ وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت برد انا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیٔ وعرفت فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت فی الکفارات قال وما ھن قلت مشی الاقدام الی الجماعات والجلوس فی المساجد بعد الصلوٰۃ واسباغ الوضوء حین الکریھات قال ثم فیم قلت فی الدرجات قال وما ھن قلت اطعام الطعام ولین الکلام والصلوٰۃ باللیل والناس نیام قال سل قال قلت اللھم انی اسئلک فعل الخیرات وترک المنکرات وحب المساکین وان تغفر لی وترحمنی واذا اردت فتنۃ فی قوم فتوفنی

دیکھا میں نے پروردگار اپنے کو بابرکت اور بلند قدر کو بیچ اچھی صورت کے یعنی اچھی صفت کے پس کہا اے محمد کہا میں نے حاضر ہوں اے رب میرے فرمایا کس چیز کے گفتگو کرتے ہیں فرشتے مقربین کہا میں نے نہیں جانتا میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ کلمہ تین بار یعنی تین بار یہی بات پوچھی اور میں نے یہی جواب دیا ہر بار کہا حضرت نے پس دیکھا میں نے اللہ کو کہ رکھا ہاتھ اپنے درمیان مونڈھوں میرے کے یہاں تک کہ پائی میں نے سردی انگلیوں اللہ تعالیٰ کی درمیان چھاتی اپنی کے پس ظاہر ہوئی واسطے میرے ہر چیز اور پہچان لیں میں نے سب کو پس فرمایا اے محمد کہا میں نے حاضر ہوں میں اے رب میرے فرمایا کس چیز میں جھگڑتے ہیں فرشتے مقربین کہا میں نے کفارات میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا ہیں وہ کہا میں نے چلنا ساتھ قدموں کے طرف جماعتوں کے اور بیٹھنا مسجدوں میں پیچھے نمازوں کے اور پورا کرنا وضو کا وقت کراہت کے یعنی جب ناخوش لگے طبیعت کو استعمال پانی کا مثل سردی و بیماری کے فرمایا پھر کس چیز میں گفتگو کرتے ہیں کہا میں نے بیچ درجوں کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور کیا ہیں وہ کہا حضرت نے کہا میں نے کھانا کھلانا اور نرمی کرنی بات میں اور نماز پڑھنی رات میں اس حالت میں کہ لوگ سوتے ہوں کہا اللہ تعالیٰ نے دعا کر اپنے لئے جو چاہے کہا حضرت نے دعا کی میں نے یا اللہ تحقیق میں سوال کرتا ہوں تجھ سے کرنے نیکیوں کا اور چھوڑنے برائیوں کا اور دوستی مسکینوں کی اور یہ کہ بخشے واسطے میرے

غیر مفتون واسئلك حبك وحب من يحبك وحب عمل يقربني الى حبك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انها حق فادرسوها ثم تعلموها رواه احمد والترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح سالت محمد بن اسمعيل عن هذا الحديث فقال هذا حديث صحيح ٭

اسلام کرے مجھ پر اور جس وقت ارادہ کرے تو فتنہ کا ایک قوم میں پس اٹھا مجھ کو غیر فتنہ میں اور مانگتا ہوں میں تجھ سے محبت تیری یعنی تجھے دوست رکھوں یا تو مجھے دوست رکھے اور مانگتا ہوں محبت اس شخص کی کہ محبت رکھے تجھ سے یعنی اسے دوست رکھوں یا وہ تجھے دوست رکھے اور مانگتا ہوں محبت اس عمل کی کہ نزدیک کرے مجھ کو طرف محبت تیری کے پس فرمایا رسول خدا نے تحقیق یہ خواب حق ہے پس یاد رکھو اسکو پھر سکھلاؤ اسکو اور لوگوں کو ۔ مظاہر حق شرح مشکوۃ جلد اول ص ۱۲

پس حدیث ۲ ، ۳ میں ایک ہی واقعہ خواب کی تفصیل ہے جو انبیاء علیہم السلام کے حق میں خواب بھی وحی ہوتی ہے ۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات ج ۳ صفحہ ۶۰ میں اس امر کی تصریح کرتے ہیں نیز مدارج النبوۃ ج ا صفحہ ۲۷ میں فرماتے ہیں

ورؤیائے انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم وحی است بخلاف غیر ایشاں

"اور انبیاء علیہم السلام کی خواب وحی ہے بخلاف دیگر لوگوں کے"

حتی کہ تعبیر خواب بھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ بھی بوحی ہوتی ہے ۔ مدارج النبوۃ ج ا ص ۲۸۶ میں مرقوم ہے

بلکہ ہمہ بوحی والہام ند۔

"بلکہ تعبیر خواب سب بوحی والہام سے ہیں"

پس اگر ایسے مشاہدات خصوصاً خواب میں ہر امر اور ذرہ ذرہ کے حصول علم ہمیشہ کے لئے کافی ہو جایا کرتے تو ہر جزی امر میں جدید وحی کی ضرورت نہ رہتی ۔ یہ تو خواہ ہائے انبیاء علیہم السلام میں وہ سلسلہ کو بھی خواب میں عجائبات عالم کی سیر کرائی جاتی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمیشہ کے لئے وہ امور تمام ہا مستحضر ہی رہیں ۔ پھر اس خواب کے آخری حصہ احکام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب تعالی عزوجل کے حضور میں چند امور کا سوال و دعا کرنا عدم علم جمیع امور پر دلیل واضح ہے اگر ذرہ ذرہ تمام اشیاء عالم پر آپ کا علم محیط ہو چکا تھا تو پھر اس طلب دعا کی خواہش چہ معنی دارد ؟ یہ حدیث تو جناب مؤلف کی جہالت

وحماقت پر دلیل بین ہے ۔ چنانچہ واقعہ شب معراج اس امر پر شاہد عدل ہے کہ بیت المقدس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لیجانا وہاں جماعت انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا ان سے ملاقات کرنا امامت نماز کرانا وغیرہ امور مشاہدہ میں آچکے تھے مگر پھر بعد اس کی صبح ہی کو جب قریش کفار مکہ نے واقعات نشانات مفصل بیت المقدس پر سوالات کئے تو آپ ان کے جوابات میں متفکر و غمگین ہوئے ۔ چنانچہ مشکوۃ ص ۵۲۹ میں یہ حدیث صحیح مسلم سے منقول ہے

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد رأيتني في الحجر وقريش تسئلني عن مسراي فسألتني عن اشياء من بيت المقدس لم اثبتها فكربت كربا ما كربت مثله قط فرفعه الله لي انظر اليه ما يسئلوني عن شيء الا انبأتهم الحديث

"روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ تحقیق دیکھا میں نے حطیم کعبہ میں قریش نے مجھ سے سوال کیا میرے جانے کا پس سوال کیا مجھ سے اشیاء بیت المقدس کا کہ نہیں تھا اس وقت مجھے استحضار ان کا پس متفکر ہوا میں ایسا فکرمند کہ اس کے مثل غمگین نہ ہوا تھا پس اٹھا دیا اللہ تعالے نے میرے لئے بیت المقدس کو دیکھتا تھا میں اس کی طرف جو کچھ کہ وہ سوال کرتے تھے کسی شے کا مجھ سے میں خبر دیتا تھا ان کو"

نیز مشکوۃ میں بحوالہ صحیح بخاری پارہ ۱۵ ص ۲۵۲ ، پارہ ۱۹ ص ۲۳۳ اور صحیح مسلم ج ا ص ۹۶ ہے

عن جابر انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لما كذبني قريش قمت في الحجر فجلى الله لي بيت المقدس فطفقت اخبرهم عن اياته وانا انظر اليه (الحديث)

"جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جس وقت جھٹلایا مجھ قریش نے کھڑا ہوا میں حطیم کعبہ میں پس ظاہر کیا اللہ تعالی نے بیت المقدس کو میرے لئے یعنی حجاب درمیان سے اٹھا دیا پس شروع کیا میں نے کہ خبر دیتا قریش کو بیت المقدس کی نشانیوں سے اور میں دیکھتا تھا اس کی طرف"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۴ صفحہ ۵۴۰ میں

[illegible] فرماتے ہیں

پس روشن گردانید و نمود خدائے تعالیٰ مرا بیت المقدس را و دور کرد پردہ را میان من و وے چنانکہ دیدم آن را بی شبہہ"

"پس روشن کر دیا اور دکھا دیا خدائے تعالیٰ نے مجھے بیت المقدس کو اور دور کر دیا پردہ کو میرے اور بیت المقدس کے درمیان سے اس طرح سے کہ دیکھا میں نے اس کو بے شبہہ"

جس سے بداہتہً روشن ہے کہ باوجود مطلع ہونے کے بھی ہر وقت مستحضر رہنا ہر شے کا تفصیلاً طاقت بشری سے باہر ہے مگر مولوی نعیم الدین بایں ہمہ تصریحات نصوص احادیث صحیحہ کے بھی لا نسلم کٹ حجتی کرکے اپنے انکار سے مرغی کی ایک ہی ٹانگ الکلمۃ العلیا صـ۱۲۲ میں ہانکے جاتے ہیں کہ

"حضور کو بیت المقدس کے متعلق ان باتوں کا علم تھا جو کفار نے دریافت کی تھیں"

پناہ بخدائے لایزال ایس مولوی نعیم الدین کا اولاً خلاف دیانت خواب کو مخفی کرکے ایک ٹکڑا حدیث شریف نقل کرنا بغرض اپنے احیاء شرک باثبات علم غیب لغیر اللہ کے محض باطل ہے چنانچہ خود مولوی نعیم الدین بمصداق دروغ گو را حافظہ نباشد۔ اپنے رسالہ فرائد النور صـ۲۲ میں اس طریقہ نامرضیہ کو معیوب لکھا ہے۔ کہ

"مسلمانو! للہ انصاف ایسی صریح عبارت چھوڑ کر ایک ٹکڑا مفید مطلب خیال کرکے لکھ دینا کونسی دیانت ہے"

پھر ثانیاً اس خلاف دیانت پر بقول شخصے چوری اور سینہ زوری۔ اس حدیث منقولہ مولوی نعیم الدین ۳ میں دوسری فریب دہی اشعۃ اللمعات صـ۳۶۹ کے ترجمہ میں ملاحظہ ہو

"پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را"

کہ جس کا ترجمہ خود غرضی سے چھوڑ کر دیا گیا۔ اگر یہ ترجمہ فارسی حضرت شیخ موصوف مولوی نعیم الدین کے زعم باطل میں بے غبار صحیح اور مفید ہوتا تو بے علموں کو ترجمہ کرکے ضرور آگاہ کیا جاتا حالانکہ خود اس میں تصریح ہے۔

"پس ظاہر ہوئی اور روشن ہوئی میرے لئے ہر چیز علوم میں سے اور پہچانا میں نے تمام کو"

یعنی علوم میں سے بعض وہ اشیاء جو ظاہر ہوگئیں وہ سب پہچان لیں۔ نہ کہ تمامی کائنات ذرات عالم ازل سے ابد تک تادخول جنت و دوزخ کے جو دیگر علوم جو زعم باطل مولوی نعیم الدین

کا ہے۔ علی ہذا ملا علی قاری کی مرقات شرح مشکوٰۃ ج۱ صـ۴۷۵ میں [illegible] کی حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی شرح میں فرماتے ہیں

"ای مما اذن اللہ فی ظہورہ لی من العوالم العلویۃ والسفلیۃ مطلقا او مما یختصم بہ الملأ الاعلی خصوصا"

"یعنی ان اشیاء میں سے جن کا حکم حق تعالیٰ نے میرے لئے دیا عوالم علویہ و سفلیہ سے مطلقاً یا ان میں سے جن میں ملائکہ گفتگو کرتے تھے خصوصاً"

نیز مرقات ہی میں بشرح اسی حدیث کے فرماتے ہیں

"لا یلزم منہ دوام المکاشفۃ"

"لازم نہیں آتا اس حدیث سے ہمیشہ کھلا رہنا اشیاء کا"

پس اگر مولوی نعیم الدین کو ہر سہ احادیث خواب میں کچھ بھی گنجائش ہوتی تو شارحین علیہم کا کلام اپنی تائید میں ضرور پیش کرتے۔ یوں ہی کان دبا کر نہ نکل جاتے!

علاوہ بریں جبکہ مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا صـ۶۹ میں اثبات علم غیب سے عاجز ہو کر نفی علم غیب سوائے باری تعالیٰ کے مقابلہ میں یہ حیلہ بہانہ کر دیا کہ ایام تنزیل وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا تھا اور تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اخبار پر اطلاع ہوگئی چنانچہ بحث آیات میں بتفصیل تمام گذر چکا۔ پس باقرار خود اتنا تو محقق مسلم ہو چکا کہ تمامی ایام نزول قرآن پاک میں تا آخری آیات الیوم اکملت لکم دینکم (آیۃ حجۃ الوداع میں نازل ہوئی) بعض بعض امور پر حسب ضرورت احکام شرعیہ مطلع فرمایا جاتا تھا آمنا وصدقنا جس سے تفصیلاً تمام اشیاء عالم کے ذرات پر تادخول جنت و دوزخ مطلع فرمائے جانے کے تو تمام دعاوی باطل ہوگئے جس کی تفصیل بذیل آیات کلام ربانی واضح ہو چکی کہ بعد نزول تمامی قرآن پاک کے بھی کوئی دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ صراحتہً اپنے دعوی باطلہ میں مولوی نعیم الدین پیش نہ کر سکے

تو پھر یہ حدیث ۳ واقعہ خواب بروایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جو فرمودہ قبل اختتام نزول قرآن پاک ہے دعوی مولوی نعیم الدین میں کس طرح حجت ہو سکتی ہے کیونکہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ منجملہ عمال صحابہ کے قاضی و معلم یمن کے بنا کر قبل حجۃ الوداع بھیجے جا چکے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف تک یمن ہی میں رہے چنانچہ صحیح بخاری کے پارہ ۱۷ صـ۶۲۰ کے باب سے

باب بعث ابی موسیٰ ومعاذ بن جبل الی الیمن قبل حجۃ الوداع۔ "بھیجنا ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف قبل حجۃ الوداع کے"

سے واضح ہے۔ حتیٰ کہ خبر واقعہ قتل اسود عنسی کاذب مدعی نبوت کی عمال صحابہ نے یمن سے مدینہ طیبہ بھیجی جو بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ خبر پہنچی مگر قبل از وفات ایک رات دن کے بذریعہ وحی آپ کو اطلاع دی جا چکی تھی تو آپ نے فرمایا آج کی رات عنسی قتل ہوا چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۷ ص۷۷ میں مرقوم ہے۔ وارسلوا الخبر الی المدینۃ فوافی بذلک عند وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو الاسود عن عروۃ اصیب الاسود قبل وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیوم ولیلۃ فاتاہ الوحی فاخبر بہ اصحابہ ثم جاء الخبر الی ابی بکر رضی اللہ عنہ وقیل وصل الخبر بذلک صبیحۃ دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص۷۰۸ میں مرقوم ہے

کرد آخر عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ نبوت کرد و فیروز دیلمی در مرض وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم او را کشت پس آنحضرت در صحابہ از ان حال خبر داد و فرمود فاز فیروز

اور بہ تفصیل مدارج النبوت ج ۱ ص۲۸۳ سے و ج ۲ ص۴۸۷ سے بذیل آیات قرآنیہ قریب ہی گذر چکی ہے۔

پس اس واقعہ سے دو امر ثابت ہوئے اولاً حضرت معاذ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا یمن سے خبر پہونچانا اگر وہ حسب حدیث ۳۳ بروایت اپنی کے جانتے تھے کہ تمام اشیاء عالم کے ذرہ ذرہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعی علم عطا فرما دیا گیا ہے تو پھر خبر بھیجنے کے کیا معنی! ثانیاً قبل ایک شبانہ روز وفات شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی محض ایک امر جزئی میں وحی کا نازل ہونا اس پر بین دلیل ہے کہ بعد نزول تمامی قرآن پاک کے تمام کلیات و جزئیات اشیاء و ذوات عالم از ازل تا ابد دخول جنت و نار پر مطلع کئے جانے کا دعویٰ محض عاجزانہ فریب ڈھکوسلا اور باطل ہے جس پر کوئی دلیل قطعی تو کیا ظنی بھی عقلاً و نقلاً قائم نہیں ہو سکتی۔ پھر اس سے زیادہ سخت گمراہی مولوی نعیم الدین کا یہ کہنا کہ حضور کے لئے غیبی علوم ایسے ہی اختیاری ہو گئے۔ جیسے ہمارے لئے محسوسات کہ جب ہم آنکھ کھولیں دیکھ لیں۔ اور اس کو بحوالہ زرقانی امام غزالی کی طرف نسبت کرنا قطعاً محض باطل بلا دلیل بالکل فریب دہی ہے۔ سلف سے آج تک کوئی بھی اس کا قائل نہ گزرا۔

معجزے انبیاء کے اختیار میں نہیں ہوتے

بلکہ یہ امر جملہ امت کا متفق علیہ ہے کہ خارق عادات یعنی معجزات، افعال حق تعالیٰ ہوتے ہیں نہ کہ باختیار رسول حق تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنے نبی کے ہاتھ پر غیب سے امور خلاف عادت ظاہر فرما دیتا ہے چنانچہ جو عبارت زرقانی مولوی نعیم الدین نے ادھوری نقل کی ہے فریب کاری پر مبنی ہے اس عبارت کے ملحق خود بہولے نے الکلمۃ العلیا ص۱۶ میں نقل کیا ہے شانیہا ان لہ فی نفسہ صفۃ بہا تتم الافعال الخارقۃ للعادۃ الخ پس یہاں بوجہ دہوکہ دہی خارقۃ للعادت کو اڑا کر غیبی علوم کو اختیاری مثل محسوسات کے مانا حالانکہ عبارت زرقانی کا حاصل یہ ہے کہ منجملہ اوصاف نبوت کے ہے جو حق تعالیٰ نے بطور خارق عادات یعنی معجزات عطا فرمائے ہیں انہیں کے سبب سے نبی اور غیر نبی میں فرق اور امتیاز ہے جس طرح حرکات ارادیہ میں بینا اور نابینا یعنی اندھے اور دیکھنے کا فرق ہے کہ سوائے نبی کے کسی میں یہ اوصاف نہیں ہو سکتے چنانچہ خود امام محمد غزالیؒ احیاء العلوم کتاب المحبۃ والشوق میں فرماتے ہیں

ولیس ذلک باختیار العبد۔ "یہ نہیں ہے بندہ کے اختیار میں"

اور مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ تکمیل الایمان ص۲۸ میں فرماتے ہیں۔

معجزہ فعل الٰہی است نہ فعل رسول زیرا کہ خرق عادت پروردگار تعالیٰ از بندہ ممکن نباشد

"معجزہ فعل الٰہی ہے نہ فعل رسول کیونکہ خلاف عادت پروردگار تعالیٰ بندہ سے ممکن نہیں ہوتا ہے"

نیز شاہ صاحب موصوف مدارج النبوۃ ج ۲ ص۱۶۱ میں فرماتے ہیں

معجزہ فعل نبی نیست بلکہ فعل خدا است کہ بر دست وے اظہار نمودہ بخلاف افعال دیگر کہ کسب ایں از بندہ است وخلق از خدا و در معجزہ کسب نیز از بندہ نیست پس معنی ایں آیت این ست کہ وما رمیت اذ رمیت صورۃ ولکن اللہ رمیٰ حقیقۃ۔

"معجزہ فعل نبی کا نہیں ہے بلکہ فعل خدا کا ہے کہ نبی کے ہاتھ پر اظہار کیا گیا بخلاف دیگر فعلوں کے کہ کسب ان کا بندہ کی طرف سے ہے اور پیدا کرنا ان کا خدا کی طرف سے ہے اور معجزہ میں کسب بھی بندہ کی طرف سے نہیں ہے پس معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ نہیں مارا تو نے جس وقت مارا صورۃً اور لیکن اللہ نے مارا حقیقۃً"

اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص ۲۹۱ و ص ۲۹۲ میں فرماتے ہیں

افعال خارقہ عادت خواہ شبیہ معجزات پیغمبران باشند خواہ از جنس دیگر ہمہ بمقدور قدرت الٰہی اند و بارادۂ ایجاد او صادر میشوند در علامات و معجزات پیغمبران این شرط نیست کہ موافق فرمائش منکران بیاید یا بحد اضطرار رساند بلکہ این معنی در صحت ایمان خلل می کند تحقیق ما فرستادیم ترا بہ معجزات حقہ و بر وجہ صواب و آنچہ مقتضائے حکمت ست و آن آن است کہ ترا قدرت جبر کردن ایشان برایمان ندادیم۔

"افعال خلاف عادت خواہ مشابہ معجزات پیغمبر کے ہوں خواہ اور جنس سے سب اقتدار قدرت الٰہی میں ہیں اور اسی کے ارادہ اور ایجاد سے صادر ہوتے ہیں اور علامات اور معجزات پیغمبروں میں یہ شرط نہیں ہے کہ موافق فرمائش منکروں کے آوے یا لاچاری کی حد کو پہنچا دے یعنی مجبوری کے سبب قبول کرنا پڑے بلکہ یہ امر صحت ایمان میں خلل پیدا کرتا ہے بالتحقیق ہم نے بھیجا ہے تجھ کو ساتھ معجزات کے بروجہ صواب کے اور جو کچھ مقتضائے حکمت کا ہے یہ ہے کہ تجھ کو قدرت جبر کرنے کی ان پر ایمان کیلئے ہم نے نہیں دی ہے۔"

پس مولوی نعیم الدین کی فریب کاری خود اپنے ہی مسلمہ اکابر امام محمد غزالی و شاہ عبد الحق و شاہ عبد العزیز رحمہم اللہ سے کما حقہ واضح ہو گئی۔ پھر یہ کہنا کہ یہ تمام علوم (جن کی تفصیل کلام مولوی نعیم الدین میں گذری) عطائی ہیں الخ۔ ہرگز درست نہیں کیونکہ یہ صفت علم غیب جناب باری تعالیٰ شانہ کی ذات کے ساتھ مختص ہے جو کسی میں سوائے حق تعالیٰ کے ایک ذرہ بھی اگرچہ بعلم عطائی جانے غلط ہو گا چہ جائیکہ تمام۔ خود مولوی نعیم الدین نے لاچار ہو کر الکلمۃ العلیا ص ۶۹ میں اس امر کا اقرار کیا ہے کہ "ایام نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا تھا اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی" اگر فی الواقعہ ایسا ہوتا تو بعد تمامی نزول قرآن پاک کے کوئی نزول وحی احادیث صحیحہ میں صراحۃً قطعی الدلالۃ یقینی الثبوت وارد ہوتی تو مولوی نعیم الدین اپنے دعوی میں اس کو ضرور پیش کرکے سچے بنتے حالانکہ وہ نہ کر سکے اور کہاں سے ایسی کوئی نص لا سکتے۔ بالآخر خود الکلمۃ العلیا حاشیہ ص ۱۱۸ میں اثبات علم غیب سوائے باری تعالیٰ کے دعوی کو اعتقادیات سے خارج کر دیا تاکہ نص قطعی پیش کرنے سے جان بچے محض قصص و حکایات گور پرستی کی تصنیفات پر دار و مدار رکھا گیا۔ اب اس مقام پر صرف دو تین بندی شہادتیں مسلمہ مولوی نعیم الدین ہدیہ ناظرین ہیں

(۱) حضرت شیخ الشیوخ بڑے پیر صاحب سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی [illegible] الربانی اپنے ملفوظات مطبع بلال ساڈھورہ ص ۷۵ مجلس ۲۹ میں فرماتے ہیں

هذا شئ ما تعلمه انت ولا غيرك هو من جملة الغيوب۔

"یہ ایک چیز ہے جس کو نہ تو جانتا ہے نہ کوئی دوسرا وہ منجملہ علم غیب کے ہے"

جس کا علم صرف خدا کو ہے۔ نیز حضرت شیخ موصوف مرآۃ الحقیقت مطبوعہ مصر ص ۱۸ میں فرماتے ہیں

قولہ من یعتقد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب فہو کافر لان علم الغیب صفۃ من صفات اللہ اھ

"جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں غیب کو تو وہ کافر ہے کیونکہ علم غیب صفت منجملہ صفات اللہ کے ہے یعنی علم غیب خاص خدا کا ہے"

اور ثانیاً مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب احسن الوعاء لآداب الدعاء مطبع اہلسنت و جماعت بریلی ص ۷۸ میں لکھتے ہیں

"کسی نے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا آپ نے حضرت یوسف کی بوئے پیراہن مصر سے سونگھی اور کنعان کے کنوئیں میں ان کی خبر نہ لی فرمایا ہمارا حال یکساں نہیں رہتا۔"

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

اللہ الحمد الملک العلام علام الغیوب۔ ناظرین کرام نے آیات و احادیث، کلام حق جل مجدہ اور فرمان رسول برحق سید الثقلین علیہ الصلاۃ والسلام کے مقابلہ میں مولوی نعیم الدین کے بے سروپا دعوی کی حقیقت بخوبی دیکھ لی۔ المختصر اولاً خود ہی معنی غیب کے الکلمۃ العلیا ص ۳۳ میں یہ بتائے کہ "علم غیب وہ ہے جو بے تعلیم الٰہی کے کوئی شخص نہ جانے" تو ایسا علم سوائے ذات پاک حق تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہو سکتا۔ ثانیاً خود الکلمۃ العلیا ص ۲۶ میں تعلیمی علم پر غیب کا اطلاق نہ کیا جانا تسلیم کر لیا۔ ثالثاً خود ہی الکلمۃ العلیا ص ۶۹ میں تمام زمانہ ایام نزول وحی قرآن میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمائے جانے اور بعد تمام کلام اللہ نازل ہو چکنے کے تمام اشیاء پر اطلاع ہو جانے کے دعوی کے ساتھ کوئی ایک دلیل بھی پیش نہ کر سکنا۔ بالآخر خود الکلمۃ العلیا حاشیہ ص ۱۱۸ میں علم غیب سوائے حق تعالیٰ کو مقام عقائد سے خارج کرکے دلیل قطعی پر موقوف نہ رکھنا (ملخصاً) جس سے تمام دعوؤں کی ترکی تمام کرکے بے دست و پا رہ گئے۔ لہٰذا تائید مسلمہ مولوی

نعیم الدین سے ثابت ہوا کہ علم غیب من جملہ صفات حق تعالیٰ کے ہے مخلوقات میں افضل ترین انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر جبکہ خصوصاً جناب سید المرسلین خاتم النبیین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب کا اعتقاد رکھنے والا کافر ہوا تو پھر عموماً کسی نبی کیلئے یہ اعتقاد کس طرح کفر نہ ہوگا۔"

قولہ ۱۷۹

علم غیب کے خاصۂ الٰہی ہونیکے دلائل قرآن مجید سے اور ان پر بحث

تقویۃ الایمان والا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات دیکھ نہیں سکتا حضور کے فضائل جلیلہ تو اس کے لئے موت ہیں وہ علم جیسے جلیل کمال کا کس طرح انکار نہ کرتا۔ انکار کرنے کے لئے اپنی کتاب میں ایک خاص فصل بنائی ہے۔ اس فصل میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علمی علوم کا اثبات شرک قرار دیا اور نہایت گستاخانہ کلمات لکھ کر اپنی سیاہ دلی کا اظہار کیا۔ آیات واحادیث پیش کر کے حسب عادت ان کے غلط معنی بتائے آیت ۱۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ — "اسی پاس کنجیاں غیب کی نہیں جانتا ان کو مگر وہی"

تقویۃ الایمان ص۲۲۔ اس آیت میں علم سے اگر ذاتی مراد ہو تو وہابی کو کیا مفید ذاتی بیشک اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس سے محبوبان حق کے علم عطائی کی نفی کب ہوئی ہے اور اگر عطائی مراد ہو تو صحت استثناء کی کوئی صورت نہیں بجز اس کے کہ علم الٰہی کو بھی معاذ اللہ عطائی کہا جائے صاحب تقویت اس گمراہی میں گرفتار ہے اور آیت میں علم عطائی ہی مراد لیتا ہے چنانچہ لکھا ہے کسی ولی و نبی کو جن و فرشتہ کو پیر و شہید کو امام وامام زادے کو بھوت پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ تقویت ص۲۳ جب لایعلمہا کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے طاقت نہیں بخشی اس لئے کوئی بعلم عطائی نہیں جانتا تو لازم آیا کہ الا ہو کے معنی یہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ بعلم عطائی جانتا ہے۔ جاہل نے علم الٰہی کو عطائی قرار دے لیا کس درجہ گمراہی ہے اھ ملخصاً بلفظہ

اقول واستعین باللہ العزیز۔ مولوی صاحب نے اپنی خبث باطنی سے مولانا شہید مرحوم کو فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کا ثمرہ بنا کر آیات قرآن ربانی

کی توحید پر آمادہ ہوکے اپنے کفریہ عقائد سے شکار جہنم میں بنایا

تصریحات مولانا شہید دربارہ فضائل ومحامد محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

ناظرین کرام

اب مولانا شہید مرحوم کی تقویۃ الایمان کے چند حوالے بطور نمونہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و فضائل میں سن کر ایمان کو تازگی بخشیں۔ تقویۃ الایمان ص۷ میں مرقوم ہے۔

"سو ہم ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کو کہ ہم کو تو نے ہزاروں نعمتیں دیں اور اپنا سچا دین جتایا اور سیدھی راہ چلایا اور اصل توحید سکھائی اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنایا اور ان کی راہ سیکھنے کا شوق دیا اور ان کے تابعوں کی کہ جو ان کی راہ بتاتے ہیں اور ان کے طریقہ پر چلاتے ہیں ان کی محبت دی سو اے پروردگار ہمارے تو اپنے حبیب پر اور ان کے آل واصحاب پر اور اس کے سب تابعوں پر ہزار ہزار درود اور سلام بھیج۔ آمین یا رب العالمین۔" "اور سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھیئے اور اس کی سند پکڑیئے اور اپنی عقل کو دخل نہ دیجئے۔" ایضاً ص۸ "یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے ایسا رسول بھیجا کہ اس نے بے خبروں کو خبردار کیا اور ناپاکوں کو پاک اور جاہلوں کو عالم اور احمقوں کو عقلمند اور راہ بھٹکتے ہوؤں کو سیدھی راہ پر چلایا" ایضاً ص۱۰ "سو پیغمبروں کی کو بڑی شان ہے ان کے خبر دینے سے کیونکر نہ یقین آوے۔" ایضاً ص۲۱ "سب انبیاء واولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے ان ہی سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو ان ہی کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی۔" ایضاً ص۲۲ "انبیاء اور اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں اور اللہ ان کے بتانے میں تاثیر دیتا ہے بہت لوگ اس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہیں۔" ایضاً ص۴۳ "اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کو خبر دینا ہے۔" ایضاً ص۵۹ "ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں۔" ایضاً ص۶۰ "پیغمبر خدا اپنی امت

کے بڑے مربی شفیق تھے اور ان پر بہت مہربان اور ہدایت دل ان کو اسی امت کے دین ہی درست کرنے کی فکر تھی" سوائے اللہ مالک ہمارے اپنے ایسے پیغمبر رحیم وکریم پر ہزاروں درود و سلام بھیج اور انھوں نے جیسا ہم سے جاہلوں کو دین سکھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی سو تو ہی اس کوشش کی قدر دانی کر کہ ہم تو ایک عاجز بندے ہیں محض بے مقدور۔ آمین یا رب العالمین"۔

علی ہذا مولانا شہید مرحوم نے دربارہ شبہات ڈال دینے مبتدعین گور پرستوں کے تقویۃ الایمان پر جو مکتوب بنام سید عبداللہ بغدادی تحریر فرمایا ہے جس میں سے محامد نبوی علیہ الصلاۃ والسلام کے الفاظ معہ ترجمہ حسب ذیل ہیں:

"صلی علی: فضل انبیاء یا شفیع الانام الذی لولاہ ما اخرجت الدنیا من العدم والذی علمنا براهین التوحید والاسلام واخرجنا من ظلمات الاشراک وعبادۃ الاصنام وعلی آلہ واصحابہ وعلی ناصرہ و محبہ اما قرب الانبیاء عند اللہ تعالی وکمالاتہم التی لا یصل دون مراد قاتہا غیرہم فسلم و صلی اللہ تعالی علی سیدنا و مطاعنا و شفیعنا محمد ن المصطفی وعلی آلہ شموس الہدی واصحابہ بدور الدجی فقط۔

"ہم اس افضل الخلائق شفیع انام کے درود بھیجتے ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا ہی نہ ہوتی اور جو نے ہمیں توحید و اسلام کی دلیلیں بتائیں اور شرک و بت پرستی کی اندھیریوں سے نکالا اور ان کے تمام آل و اصحاب اور دین کے مددگاروں اور محبوں پر رحمت بھیجتے ہیں اور لیکن انبیاء کا قرب اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور ان کے کمالات اور ایسی فضیلتیں کہ اس مرتبہ کو ان کے سوا اور کوئی نہیں پہنچ سکتا ہے ان سب کو ہم تسلیم کرتے ہیں" اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار مخدوم شفیع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی اولاد پر جو آفتاب ہدایت ہیں اور ان کے اصحاب پر جو اندھیری رات کے چاند ہیں رحمت نازل فرماوے فقط"

پس یہ چند کلمات طیبات محامد و فضائل نبوی علیہ الصلوۃ والسلام جو محض تقویۃ الایمان ہی میں سے باعث سرمہ توحید بعین الیقین اہل توحید ہو کر مولف کی کذب بیانی بہتان بندی شقاوت قلبی واضح ہو گئی۔ اگر اسی کا نام انکار فضائل کمالات و گستاخانہ

کمالات حضور کا علم رب تعالیٰ کے علم الشان جل اعلی کا ہے اولاً خود مولوی صاحب کی کلمۃ العلیا کا نمونہ ملاحظہ ہو کہ

"حضور اقدس علیہ الصلوۃ کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق"

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ چہارم حسنی پریس بریلی صفحہ ۴۲ میں ہے

"اور قلب مبارک رضوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی۔ عظمت رب العزۃ جل جلالہ سے یہ غیر متناہی وہ متناہی اور غیر متناہی کو غیر متناہی سے نسبت محال" پس فما هو جوابکم فهو الجواب من مولانا الشہید المرحوم

ترجمہ و تفسیر آیت وعندہ مفاتح الغیب الآیۃ

ثانیاً آیت وعندہ مفاتح الغیب الآیۃ کا یہ ترجمہ تقویۃ الایمان تمام ترجموں کے مطابق بلاشک صحیح ہے۔ دیکھو موضح القرآن مولانا شاہ عبدالقادر صاحب، فتح الرحمٰن مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح۔ اور خود مولوی نعیم الدین نے بھی الکلمۃ العلیا صفحہ ۹۵ میں یہی ترجمہ لکھا

"یعنی اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں نہیں جانتا ہے کوئی اس کو مگر وہی"

پس محض فریب کاری سے تقویۃ الایمان کی مخالفت میں عام لوگوں کو دھوکہ میں مبتلا کر کے بسبب ندار غیر اللہ کے غائبین کو حاضر و ناظر عالم الغیب مشکل کشا بتا کر شرک میں گرفتار کیا جاتا ہے۔ معاذ اللہ منہ کیونکہ یہی اصل مقصد سوائے حق تعالیٰ کے دوسروں کو عالم الغیب بتانے کا ہے کہ بلا اس کے سب کارخانہ شرکیات نعیمیہ کا درہم برہم ہو جاتا ہے حالانکہ علم غیب منجملہ صفات خاصہ الوہیت حق تعالیٰ کے ہے جس پر کوئی دوسرا ہرگز اختیار نہیں پا سکتا نہ یہ صفت کسی کو عطا ہو سکے جس طرح مولوی نعیم الدین کا خبط ہے کہ

"حضور کے لئے غیبی علوم ایسے ہی اختیاری ہو گئے جیسے ہمارے لئے محسوسات کہ ہم جب آنکھ کھولیں دیکھ لیں"

اسی لئے تو نص قطعی الدلالۃ قرآن پاک کے مقابلہ میں مولوی نعیم الدین کی یہ بیہودہ گوئی مفہوم مخالف کہ "اگر عطائی مراد ہو تو صحت استثناء سے علم الٰہی کو بھی عطائی کہا جائے اور اس آیت میں علم عطائی ہی مراد لیتا ہے الخ" محض باطل اتہام مولانا شہید مرحوم پر ہے

جو ہرگز تقویۃ الایمان میں نہیں ہے اور نہ لازم آتا ہے۔ کیونکہ استثنار میں جو کل ضمیر متعلقہ نفی علم غیب میں حق تعالیٰ ہی کی طرف راجع ہے۔ ذاتی وعطائی کا اس میں کوئی فرق نہیں چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم نے جب اس کی صاف تصریح فرما دی کہ

"اللہ صاحب نے یہ طاقت کسی کو نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کریں بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادہ سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے سو یہ اپنے ارادہ کے موافق نہ ان کی خواہش پر"

یعنی اللہ غیب کسی کو عطا نہیں فرمایا گیا کہ جب وہ چاہے اپنے اختیار سے علم غیب معلوم کرے چنانچہ آیت مفاتیح الغیب کی بہترین تفسیر صحیح بخاری پارہ ۱۹ تفسیر سورہ رعد میں مرفوعاً مروی ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مفاتیح الغیب خمس لا یعلمہا الا اللہ لا یعلم ما فی غد الا اللہ ولا یعلم ما تغیض الارحام الا اللہ ولا یعلم متی یاتی المطر احد الا اللہ ولا تدری نفس بای ارض تموت ولا یعلم متی تقوم الساعۃ الا اللہ ۔

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجیاں غیب کی پانچ ہیں نہیں جانتا ان کو کوئی سوا اللہ کے نہیں جانتا کوئی کیا ہوگا کل کو سوائے اللہ کے اور نہیں جانتا کوئی کیا ہے رحم مادر میں سوائے اللہ کے اور نہیں جانتا کوئی کب مینہ برسے گا سوائے اللہ کے اور نہیں جانتا کوئی نفس کس زمین میں مرے گا اور نہیں جانتا کوئی کب قائم ہوگی قیامت سوائے اللہ کے"

حدیث مذکورہ مفاتیح الغیب خمس الحدیث صرف صحیح بخاری ہی میں متعدد صحابہ حضرت ابو ہریرہ ابن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم سے باسناد مختلفہ مروی ہے چنانچہ پارہ اول ص۲۵ و پارہ ۴ ص۵۵۵ اور پارہ ۱۸ ص۱۷۸ و پارہ ۱۹ ص۲۹۵ اور پارہ ۳۰ ص۱۳۳ وغیرہم میں یہ روایات مرقوم ہیں۔ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ الباری جنکو مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا[1] میں شیخ المشائخ قاضی القضاۃ اوحد الحفاظ والرواۃ لکھا ہے۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۴ ص۵۵۵ میں فرماتے ہیں۔

[1] یہ صفحات نسخہ مطبوعہ مع فتح الباری انصاری دہلی ایک ہی (ع ۔ ح)

وفیہ رد علی من زعم ان لنزول المطر وقتا معینا لا یتخلف عنہ ۔

"اس حدیث میں ردّ ہے اس کا جو گمان کرتا ہے کہ مینہ برسنے کا وقت معین ہے اس کے خلاف نہیں ہوتا۔"

ایضاً پارہ ۳۰ ص۱۳۱ میں مرقوم ہے۔

لان امور الغیب لا یحصیہا الا عالمہا وان اقرب الاشیاء الی الاطلاع علی ما غاب الابواب والمفاتیح ایسر الاشیاء لفتح الباب فاذا کان ایسر الاشیاء لا یعرف موضعہا فما فوقہا احری ان لا یعرف ۔

"وہ اس لئے کہ امور غیب کو بجز ان کے جاننے والے کے کوئی نہیں جانتا اور اطلاع کے لئے سب سے زیادہ قریب جو چیز ہے جو دروازوں میں پوشیدہ ہے وہ کنجیاں دروازے کھولنے کیلئے سب چیزوں سے زیادہ آسان ہیں پس جبکہ سب سے زیادہ آسان چیز کا مقام بھی کسی کو معلوم نہیں تو جو اس کے بعد کی چیز ہے زیادہ اس کی مستحق ہے کہ اس کو کوئی بھی نہ جانے"

نیز صحیح بخاری پارہ ۲۰ ص۲۴۴ اور پارہ ۳۰ ص۱۳۱ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے باسناد مختلفہ روایت ہے

قالت ومن حدثک انہ یعلم ما فی غد فقد کذب ثم قرأت وما تدری نفس ماذا تکسب غدا ومن حدثک انہ یعلم الغیب فقد کذب وھو یقول لا یعلم الغیب الا اللہ ۔

"فرمایا اور جس نے تجھ سے بیان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں تو تحقیق اس نے جھوٹ بولا پھر پڑھی آیت یعنی کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کو کیا کرے گا" اور جس نے تجھ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے غیب کو پس تحقیق جھوٹ کہا اس نے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کوئی نہیں جانتا غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے"

اور ترمذی ج ۲ کتاب التفسیر ص۱۴۹ میں ان الفاظ سے روایت ہے

ومن زعم انہ یعلم ما فی غد فقد اعظم الفریۃ

"اور جس نے گمان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کل ہونے والی بات کو تو تحقیق اس نے بڑا

صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] پارہ ۲۰ [illegible]

قل لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا اللہ — فرما دیجئے کوئی نہیں جانتا آسمان و زمین میں غیب کو سوائے اللہ کے "

بحمد اللہ تعالیٰ آیت وعندہ مفاتح الغیب کی تشریح اور پوری تفسیر احادیث صحیحہ سے بفرمان جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صراحۃً واضح ہو گئی کہ علم غیب جناب باری تعالیٰ جل شانہٗ ہی کی ذات پاک کے لئے مخصوص ہے کسی دوسرے پر علم غیب کا اطلاق ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پس عطیہ علم غیب کا حیلہ بزعم خود بتانے والا بارشاد حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قطعاً کذاب و مفتری اور جھوٹا ہے۔ کیونکہ کفار بھی اپنے معبودان باطل کے ساتھ جو شرک فی الالوہیت کرتے یعنی ان میں قدرت و تصرف غیب دانی جان کر ان کے لئے عبادت طلب حاجات نذر و نیاز وغیرہ بجا لاتے۔ تو باوجود ان افعال کے وہ ان اوصاف کو ان کا ذاتی وصف نہ جانتے تھے۔ بلکہ عطیہ جناب باری تعالیٰ ہی جانتے تھے جس طرح مولوی نعیم الدین کا بھی یہی دعوی ہے چنانچہ اپنی اس کتاب ہفوات بیہودہ کے ص۱۱ میں لکھا کہ

" کسی نبی و ولی یا فرشتہ کو کوئی مسلمان ہر جگہ ناظر اور حضرت بالذات نہیں جانتا "

اور نیز مولوی نعیم الدین کے معتمد اعلیٰ شیخ بدایونی بوارق ص۷ و ص۸ میں اس امر کو تسلیم کر کے تفسیر الفوز الکبیر و حجۃ اللہ البالغہ سے منجملہ انواع شرک کے نقل کرتے ہیں

ہمچنیں ملک علی الاطلاق بعضے بندگان خود را خلعت الوہیت دادہ است در رضا و سخط ایشاں در سائر بندگان اثر میکند پس واجب میدانستند تقرب بآن بندگان خاص تا شائستگی قبول ملک مطلق حاصل شود و شفاعت برائے ایشاں در جاری امور درجہ پذیرائی یابد بملاحظہ ایں امور سجدہ بسوئے ایشاں و ذبح برائے ایشاں و حلف بنام ایشاں و استعانت در امور ضروریہ بقدرت کن فیکون ایشان	" مشرکین کے گمان میں اسی طرح بادشاہ علی الاطلاق حق تعالیٰ جل مجدہ اپنے بعض بندگان کو خلعت الوہیت دیتا ہے اور رضا مندی اور ناراضگی ان کی تمام بندگان میں اثر کرتی ہے پس واجب جانتے ہیں تقرب ان بندگان خاص کا تا کہ قابلیت قبول بادشاہ مطلق کی حاصل ہو اور شفاعت ان کی ان کے لئے درجہ قبولیت میں پہنچے اور ان امور کے سبب ان کے لئے سجدہ اور ذبح اور ان کے نام کی قسم اور استعانت ضروری امور میں ساتھ قدرت کن فیکون کے ان کے لئے تجویز کرتے تھے۔ اور تقرب

تحریف کرکے [illegible] کہ [illegible] اللہ تعالیٰ اوست

یا مظاہر اللہ الالوھیۃ [illegible] مظاہر [illegible] "

پس اسی طرح مولوی نعیم الدین صاحب کے عقیدہ خبیثہ کے اسی کتاب سے چند حوالے نمونۃً ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

" ص۵ مسلمانوں پر شرک کا حکم لگانے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتے وہ اس پر بھی شرک کا بے دریغ حکم دیتے ہیں کہ جو یہ کہتا ہے کہ ان بزرگوں کو اللہ کا بندہ اور اسی کی مخلوق جانتا ہوں اور یہ قدرت تصرف اسی نے ان کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں " اور جو مسلمان یہ کہہ رہا ہے کہ ہم انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر نہیں سمجھتے بلکہ اس کا بندہ اور اسی کی مخلوق جانتے ہیں وہ کیسے مشرک ہو گیا " الیضاً ص۱۱ " مسلمان کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء شہداء کو قدرت تصرف اللہ تعالیٰ نے بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں، بالکل حق ہے " " مسلمان کا یہ اعتقاد کہ اہل اللہ کو پکارنا عین اللہ ہی کو پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے بالکل صحیح اور شرع اسلام کے مطابق ہے " الیضاً ص۷ " علی ہذا کہ مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں " " الیضاً ص۸ " اولیاء کے آستانوں کے خدام کو نذریں دینا " " اسی کو حرام کہتے ہیں " الیضاً ص۱۲ " بدنصیب انبیاء و اولیاء محبوبان خدا کا دشمن ہے ان کے تصرف کا انکار کرتا ہے " الیضاً ص۱۷ " اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء تمام کائنات کا علم عطا فرمایا غیب پر مطلع کیا ماکان وما یکون کی تعلیم فرمائی " الیضاً ص۱۷ " حضور کے لئے غیبی علوم ایسے ہی اختیاری ہو گئے جیسے ہمارے لئے محسوسات "

الغرض حسب عقیدہ مذکورہ باطلہ مولوی نعیم الدین کے مبتدعین گور پرستوں کیلئے جن کے حق میں احادیث صحیحہ میں لعنت وارد ہے منجملہ لوازمات الوہیت باری تعالیٰ عز شانہ کے جبکہ سارے علوم و قدرت تصرفات ذاتی ازلی ہیں، چونکہ استعانت و نذر و نیاز، طلب حاجات، مشکل کشائی، قدرت و تصرف تمام امور عالم کے لئے سارے عالم کے ذرات پر پورا پورا اتمام و کمال احاطہ ہونا لازم و لابدی ہے۔ اسی لئے بتاویل شیطانی نصوص قطعیہ قرآن و حدیث کی تحریف و تبدیل کر کے حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رح کو اوصاف مذکورہ کا مستحق جان کر ان کو

عالم الغیب بجملہ علم عطائی اختیاری کے فریب دیے کر جایا گیا۔ ورنہ پھر کوئی دعویٰ بلا اس حیلا دمکر کے ہرگز مسموع نہ ہوتا۔

پس مولوی نعیم الدین کے یہ جملہ ہفوات بمقابلہ صفات خاصہ الوہیت حق تعالیٰ کے صفت مفاتیح علم غیب کسی میں عطا ہو نہیں سکتی۔ نہ اس میں کسی کی تاویل بمقابلہ آیت نص قطعی اور تفسیر فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقبول ہو سکتی ہے کیونکہ یہ امر مسلمہ تمام اہل علم ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رح اتقان فی علوم القرآن مطبوعہ ناصری لاہور ص۳۲۶ میں فرماتے ہیں

وقال الامام الشافعی جمیع ما حکم بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھو مما فھمہ من القرآن

"فرمایا امام شافعی رح نے جو کچھ بھی حکم فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس وہ آپ کا فرمانا فہم و مضمون قرآن پاک سے ہے۔"

علی ہذا خود مولوی نعیم الدین کے مسلمہ مقتدا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ سوم حسنی پریس بریلی ش۱۳۳۸ھ ص۱۳ میں لکھا ہے

"غرض بہت مقامات پر ائمہ تفسیر کا قول نہیں مانا جاتا ہے۔ مثلاً قاضی بیضاوی نے یا اور ائمہ مثلاً خازن وغیرہ نے تبیاناً لکل شئی کو مخصص بتایا ہے۔ ارشاد قاضی بیضاوی یا خازن وغیرہ ائمہ تفسیر نہیں کسی فن کا امام ہونا اور بات ہے اور اس فن میں کتاب لکھ دینا اور بات! ائمہ تفسیر صحابہ ہیں اور تابعین عظام تابعین میں بھی عظام کی تخصیص ہے۔"

نیز ملفوظات حصہ چہارم حسنی پریس بریلی ش۱۳۳۸ھ ص۱۲ میں لکھا ہے۔

"نصوص قرآنیہ کی عظمت نہیں جتنے گمراہ ہوئے سب اسی دروازہ سے کہ انہوں نے نصوص میں تاویلیں کرنا شروع کیں۔"

علی ہذا تفسیر احمدی ملا جیون مطبوعہ کریمی بمبئی ص۶۱۰ میں مرقوم ہے۔

ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ (لقمان) ان ھذہ الخمسۃ فی خزانۃ غیب اللہ لا یطلع علیہ احد من البشر والملک والجن فلا یعلم احد وقت قیام

"تحقیق اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا۔ یہ پانچ چیزیں اللہ تعالیٰ کے خزانہ غیب میں ہیں نہیں مطلع ہے کوئی بھی اس پر بشر اور فرشتہ اور جن میں سے پس نہیں جانتا کوئی بھی وقت قائم ہونے قیامت کو اور اسی طرح نہیں جانتا کوئی بھی کب

القیامۃ وکذا لا یعلم احد متی ینزل الغیث وکذا لا یعلم احد ای حال مافی البطن ذکرا او انثی تاما او ناقصا وکذا لا تدری نفس ماذا تفعل غدا من خیر او شر ادراما کانت عازمۃ علی خیر وفعلت شرا او عازمۃ علی شر وفعلت خیرا وکذا لا تدری نفس انہ این تموت اذ ربما اقامت بارض وضربت اوتادھا وقالت لا ابرحھا فیرمی بہ مرامی القدر حتی تموت فی مکان لم یخطر ببالہ وایضا لما نزل قولہ تعالیٰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن مفاتح الغیب فقال مفاتح الغیب خمس لا یعلمھن الا اللہ ثم تلا ھذہ الآیۃ ایضا فمن ادعی علم ھذہ الخمسۃ فقد کذب وعن ابن عباس من ادعی علم ھذہ الخمسۃ فقد کذب ایضا وروی ان منصورا رای فی منامہ صورۃ ملک وسالہ مدۃ عمرہ فاشار باصابعہ الخمس نعبرھا بعضہم بخمس سنین او خمسۃ اشہر او خمسۃ

برسے گا مینہ اور اسی طرح نہیں جانتا کوئی بھی کیا ہے پیٹ کا لڑکا ہے یا لڑکی پورا ہے یا ناقص ہے اور اسی طرح نہیں جانتا کوئی نفس کیا کرے گا کل کو خیر یا شر اور کبھی کرتا ہے ارادہ خیر کا اور کرتا ہے شر اور ارادہ کرتا ہے شر کا اور کرتا ہے خیر اور اسی طرح نہیں جانتا کوئی نفس کہ وہ کہاں مرے گا اس لئے کہ اکثر کسی جگہ میں قیام کرتا ہے اور گاڑ دیتا ہے میخیں یعنی استحکام قیام کے لئے اور کہتا ہے کہ یہاں ہمیشہ رہوں گا پھر اس کو تقدیر کی گردش وہاں سے نکال پھینکتی ہے یہاں تک کہ وہ ایسی جگہ پر مرتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی کبھی نہ گذری ہو۔ نیز فرمانا اللہ تعالیٰ کا اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی کوئی نہیں جانتا ان کو سوائے اللہ تعالیٰ کے سوال کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیب کی کنجیوں کا تو فرمایا کنجیاں غیب کی پانچ ہیں نہیں جانتا ان کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی پھر پڑھی آپ نے یہ آیت پس جس نے دعویٰ کیا ان پانچ چیزوں کے جاننے کا پس تحقیق جھوٹا ہے وہ اور روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جس نے دعویٰ کیا ان پانچ چیزوں کے جاننے کا تو تحقیق جھوٹ کہا اس نے اور روایت ہے کہ خواب میں دیکھا منصور نے ملک الموت کو اور سوال کیا ان سے اپنی عمر کی مدت کو تو اشارہ کیا پانچ انگلیوں سے پس تعبیر دی اس کی بعضوں نے پانچ سال کی یا پانچ مہینہ کی یا پانچ دن کی اور جب سوال کیا گیا اس کا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا یہ اشارہ ہے اس امر کا کہ ان پانچ چیزوں کو کوئی نہیں

لا یعلمہا الا اللہ " جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے "

اور فرمایا مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح نے جن کو مولوی نعیم الدین نے مستند مانا ہے مدارج النبوت ج ا صا۱۳۹ میں

مفاتیح غیب در دست علم الٰہی و نمیداند آنرا مگر وے۔

" درکنجیاں غیب بدست علم الٰہی ہیں ان کو نہیں جانتا کوئی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی "

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۲ صا۱۰ میں فرماتے ہیں :

چوں ہیچ کس را معلوم نیست کہ از ابتدائے خلقت عالم چہ قدر گذشت و چہ قدر ماند علم قیامت حاصل نمے تواند گشت۔

" چونکہ کسی شخص کو معلوم نہیں ہے کہ ابتدائے خلقت عالم سے کس قدر گذر چکی اور کس قدر باقی ہے علم قیامت حاصل نہیں ہو سکتا "

علی ہذا شاہ صاحب موصوف تحفہ اثنا عشریہ صا۳۰ میں فرماتے ہیں

و علم غیب خاصہ خدا است پیغمبران ہم نظر بحال ظاہر آرایان باطن خراب نفاق پیشہ فریفتہ شوند تا وقتیکہ وحی الٰہی و وقائع الٰہی کشف حال شان نکند

" علم غیب خاصہ خدا تعالیٰ ہے پیغمبران علیہم السلام بھی بوجہ ظاہری خوبی کے باطن خراب نفاق پیشہ لوگوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں جب تک کہ وحی اور وقائع الٰہی ان کا کشف حال نہ کرے "

پس آیت مفاتح الغیب اور اس کی تفسیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح الغیب خمس حسب قرآن و حدیث قطعی الدلالۃ اور ائمہ کرام محدثین و مفسرین خصوصاً مجتہد اعظم امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ سے بخوبی واضح ہوا کہ کلیۃً ہرگز کسی کو علم غیب خاص کر مفاتیح خمس عطا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ صفت مخصوص بذات باری تعالیٰ عز شانہ ہے مولوی نعیم الدین کا تاویلات رکیکہ فاسدہ باطلہ سے بحیلہ عطائی کسی دوسرے پر اطلاق عالم الغیب کا کر کے تمام نصوص قطعیہ قرآن کے مقابلہ میں جن کی تفصیل اوپر گذر چکی یہ بکواس الکلمۃ العلیا صا۱۰۹ میں کرنا کہ یہ کہنے والا کہ حضرت کو تعلیم الٰہی بھی امور خمسہ کا علم نہ تھا یا کسی مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا جاہل مخبوط الحواس اور دین سے بے بہرہ اور بد نصیب ہے "

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اور اس دعویٰ کے دوسرے الفاظ بے سر و پا عاجز ہونے سے بھی بدتر الکلمۃ العلیا صا۱۰۹ میں یہ لکھے گئے کہ

" ایام نزول زمانہ نزول تک بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا تھا اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی "

معاذ اللہ! تو وجہ کیا؟ جب کہ کسی آیت قرآنی سے یہ دعویٰ مردودہ ہرگز ثابت ہو نہ سکا کسی حدیث صحیح صریح سے بھی بعد ختم نزول قرآن پاک کے تین ماہ کے اندر کسی تاریخ سے ثابت نہ کر سکے پس ایں چہ دعویٰ است جس پر محض بحیلہ سازی یہ تعلی و جوش کہ پناہ بخدا لا یزال اس بے لگامی پر خود مولوی نعیم الدین کے مقتدا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی تمہید ایمان مطبوعہ اہلسنت بریلی صا۳۷ میں لکھتے ہیں " صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے عمر کہے میں رسول ہوں اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی معنی مراد ہیں یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدن میں بھیجی ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں شفا شریف میں ہے ادعاؤہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔ شرح شفائے قاری میں ہے ھو مردود عند قواعد الشریعۃ ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے نسیم الریاض میں ہے لا یلتفت لمثلہ و یعد ھذیانا ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔ فتاویٰ خلاصہ و فصول عمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہ میں ہے

واللفظ للعمادی قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر

" اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنے یہ لے کر میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا یہ تاویل نہ سنی جائے گی ملخصاً "

پس مولوی نعیم الدین کی بیہودگی کے گندہ عقیدہ پر حسب فتویٰ اپنے مقتدائے بریلوی کے سوائے حق تعالیٰ کے دوسرے کو عالم الغیب بمعنے عطیہ جاننے سے کیا کفر عائد نہ ہوگا؟ جبکہ تاویل کے ساتھ رسول کہنے سے کفر لازم آیا تو منجملہ صفات حق تعالیٰ مالک الملک علام الغیوب کے دوسرے پر اطلاق عالم الغیب کا بتاویل عطیہ کیونکر اس سے زائد کفر لازم نہ ہوگا جس قدر امور غیب ہیں وہ سب انہیں پانچ میں داخل ہیں کوئی ان سے خارج نہیں کیونکہ بلا کنجیوں کے کوئی شئے مقفل نہیں کھلتی اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ بلا شرح حق تعالیٰ نے یہ طاقت کسی کو نہیں بخشی کہ جب وہ چاہے غیب کی بات

معلوم کرے اسی لئے نص قرآن پاک میں لا یعلمہا الا ھو فرمایا گیا کہ نہیں جانتا اس کو کوئی سوائے اللہ تعالیٰ کے "اسی کی تصریح تقویۃ الایمان میں فرمائی کہ

"سو یقین یوں رکھنا چاہیئے کہ غیب کے خزانہ کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخش دے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا"

پس اس بدیہی بات میں جو صاف اور سچی ہے سوائے مولوی نعیم الدین کی بدبختی کے کوئی اہل ایمان انصاف والا انکار نہیں کر سکتا۔

صراط مستقیم کی ایک عبارت سے مغالطہ کی حقیقت!

قولہ ص۱۸۰ علاوہ بریں دروغ گو را حافظہ نباشد یہاں تو یہ کہا کہ اللہ صاحب نے کسی کو یہ طاقت نہیں بخشی اور خود صراط مستقیم ص۱۲۹ میں لکھا ہے "و برائے کشف ارواح و ملائکہ و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند"۔ تقویۃ الایمانی دین میں جب ولی و نبی تک کو خدا نے غیب کی بات معلوم کرنے کی طاقت نہیں بخشی تو دورہ کا شغل کرنے والے اسمٰعیل کے چیلوں کو ملائکہ و ارواح کے کشف اور زمین و آسمان جنت و دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہو کر عالم غیب بن جانے کی طاقت کس نے بخشی اسمٰعیل نے یا اس کے پیر نے جو کام اس کے اعتقاد میں خدا سے بھی نہ ہوا وہ بزعم خود اس نے کر دیا اور جو بات نبی و ولی کو دربار الٰہی سے میسر نہ آئی وہ اسمٰعیل نے اپنے چیلوں کو بخش دی لعنت اس بیدینی پر پھر یہ بے دینی کہ نبی و ولی کے چاہنے سے تو غیب کی بات معلوم نہ ہو اور اسمٰعیلی چیلے چاہیں تو معلوم کر لیں چنانچہ صراط مستقیم ص۱۲۸ میں لکھا۔ "باستعانت ہماں شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد کہ متوجہ شدہ سیر آں مقام نماید و احوال آں جا دریافت کند"۔ بیدین نے اپنے چیلوں کو انبیاء و اولیاء سے بڑھا دیا اور خدا کی برابر کر دیا۔

اقول واستعین باللہ الوھاب۔ اس طریقہ کشف ارواح وغیرہ صراط مستقیم ص۱۲۸ کو مولانا شہید مرحوم کی طرف نسبت کرنا اور ان کا تعلم فرمودہ بتانا محض مولوی نعیم الدین کی نادانی اور جہل ہے جاہل کو اتنی تمیز نہیں کہ باوجود لکھا کہ صراط مستقیم دینے کے اپنے اندھے پن سے کس طرح کذب و بہتان بندی پر کمر باندھی ہے۔ استغفر اللہ۔

مگر حسب حدیث صحیح بخاری

"اذا لم تستحی فاصنع ما شئت" "جس وقت تجھے حیا و شرم نہ رہے تو جو چاہے کرتا پھر"

واضح ہو کہ اول سے ص۹۴ کے نصف تک معہ مقدمہ پہلا باب اور ص۱۵۵ سے تا آخر ص۱۷۸ تک پورا باب معہ خاتمہ مولانا شہید مرحوم کا تالیف فرمودہ ہے۔ اور ص۱۴۹ کے نصف سے ص۱۵۴ تک باب دوم و باب سوم مولانا عبدالحی مرحوم داماد و تلمیذ رشید مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح کا تالیف فرمودہ ہے چنانچہ اس کی مفصل تصریح خود مولانا شہید مرحوم نے ص۹۴ میں فرما دی ہے۔ پس ناظرین انصاف فرمائیں کہ ص۱۲۹ باب سوم مؤلفہ مولانا عبدالحی مرحوم ہے نہ کہ مولانا شہید مرحوم کا۔ پس مولوی نعیم الدین کی اس خیانت مجرمانہ و بددیانتی بددینی پر ہزار آفرین ہے

پھر در صورت تسلیم یہ طریقہ کشف ارواح منجملہ مراقبات اکابر صوفیہ، قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ کے معمولات میں سے ہے نہ کہ صاحب صراط مستقیم کا خود ساختہ جس کے ذریعہ سے سالک راہ طریقت کا توجہ الی اللہ میں مستغرق ہو جاتا ہے جس کے ثمرات سے بطور الہام یا خواب کے منجانب اللہ حسب استعداد انکشاف حالات ہو جاتا ہے۔ جس طرح طریقہ استخارہ میں حق تعالیٰ سے طلب مشورہ[1] کی استدعا ہوتی ہے اسی طرح انکشاف و حاجات کے لئے اکابر صوفیہ صاف باطن جن کے قلوب انوار تجلیات توحید سے لبریز ہوتے ہیں باستعانت اسماء حسنیٰ الٰہیہ بطور ملکہ راسخہ مطابق خاصیت و اثر اسم کے ان پر انکشاف حالات ہوتا ہے چنانچہ اسی عروج کا نام الصلوٰۃ معراج المؤمنین رکھا گیا ہے اور محض فضل اللہ تعالیٰ پر موقوف ہے نہ کسی کا اختیاری ڈھکونسلا اور دعویٰ پر۔

چنانچہ اس کی تفصیل اور طریقہ صراط مستقیم باب سوم فصل اول ص۱۲۷ میں مرقوم ہے جس کا حوالہ خود اسی مقام ص۱۲۸ میں مذکور ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے خیانت و بددیانتی سے نصف سطر چھوڑ کر ایک سلسلہ کی عبارت ص۱۲۸ کو تفریق کر کے دو جگہ نقل کیا ہے حالانکہ وہ کل ایک ہی مضمون مسلسل ہے چنانچہ عبارت اول کے آخری جملہ "شغل دورہ کند

[1] استخارہ کا معنی طلب خیر ہے طلب مشورہ نہیں اس استخارہ شرعیہ کی حقیقت اللہ تعالیٰ پر اعتماد کامل اور ذات حق بلند و برتر کی طرف [illegible]

تحقیق ابھی سچی ہے۔ (ر ح س)

کے ساتھ یہ الفاظ ہیں ”وطریقش در فصل اول مفصلاً مذکور شدہ“ اس کے ساتھ ملحق الفاظ
یہ ہیں ”پس باستعانت ہمان شغل الخ“ پھر لفظ پس بھی اڑا دیا جس سے پتہ چلتا کہ اس کا
اوپر سے ربط ہے۔ پس یہ مولوی نعیم الدین کی بددیانتیوں بے احتیاطیوں کا ادنیٰ نمونہ ہے
اس لئے کہ پورے مضمون متعلقہ سے کچھ جعل سازی نہ چل سکتی تھی۔ بلکہ فصل اول کی طرف
رجوع کرنے سے ناظر پر فریب کھل جاتا۔

پس بغرض انکشاف حقیقت اجمالاً طرق صوفیہ کا نقل کرنا ضروری ہوا جو خالی از
نفع نہیں ہے از ص۱۱۲ لغایت ص۱۳۸ (مراقبہ قادریہ)

”یعنی معنی مراقبہ اول دعا و استعانت کا ہے۔ اور اسی مراقبہ سے مقصد ایاک نعبد وایاک نستعین
کہ یعنی تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد طلب کرتے ہیں) بخوبی متحقق ہوتے ہیں۔ اور
اس مراقبہ کے ثمرات سے حق تعالیٰ کی توحید کا انکشاف ہے۔ لہذا اس مراقبہ کے شغل و ورد کرنے
اور اس شغل کے ارکان چار اسم ہیں اسماء حسنیٰ سے یعنی سمیع و بصیر و قدیر و علیم منجملہ اس کے آثار کے
ذاکر کی روح کی نورانیت ہے اور ملاقات ارواح انبیاء و اولیاء اور ملائکہ کے ساتھ کرنا اور
سیر جنت اور نار اور آسمانی مقامات مثل سدرۃ المنتہیٰ اور بیت المعمور وغیرہ اور لوح محفوظ
اور وہاں کے وقائع کا کشف ہونا“ ”اور ہر چند روح البشری قابل عروج عالم قدس اور سماوات
کے نہیں ہے۔ لیکن ذکر الٰہی اس کا بدرقہ ہو گیا ہے“ ”اور اس حالت میں آسمانوں کے مکانات
پر اطلاع اور زمین کے بعض مقامات کی سیر جو اس کی جگہ سے دور دراز فاصلہ پر ہوتے ہیں
بطور کشف حاصل ہوتی ہے“ ”اور ایسی حالت میں توقف نہ کرے کہ راہ راست منزل مقصود
نہیں ہے ہر چند کہ راہ ہے لیکن راہ راست سے بہت دور ہے۔ نہ سیر و سلوک کی دشواری اور
طول مسافت ہونے کا باعث ہے“ ”اور بسا اوقات انسان انہیں عجائب میں اٹک جاتا ہے۔ اور
راہ وصول اصل مقصود ہاتھ نہیں آتی“ ”اور کبھی بعض طالبین اس کو مقصود اصل سمجھتے ہیں اور اسی
جگہ ٹھیر جاتے ہیں“ اھ ملخصاً تا ص۱۲۳

فصل دوم اشغال چشتیہ ص۱۲۵

”برائے انکشاف حالات آسمان اور ملاقات ارواح اور ملائکہ اور سیر جنت و نار اور اطلاع
حقائق اس مقام کی اور دریافت اس کے مکانوں کی اور انکشاف کسی امر کا لوح محفوظ سے ذکر
یاحی یا قیوم ہے۔ کشف قبور کے لئے ذکر سبوح قدوس رب الملٰئکۃ والروح

مقرر ہے“ ”اور اس کشف کو ناواقفان قرب الٰہی کا موجب جانتے ہیں“ ”۔۔۔ فی الحقیقت یہی
کا سبب ہے“ اھ ملخصاً

فصل سوم اشغال نقشبندیہ۔ ص۱۲۶

”دعا و استعانت ربط سے بعض فضل الٰہی سے مدد چاہئے“ ”اور لطائف شش گانہ میں ہر ایک کے
جداگانہ ایک نور ہے کہ کتب و رسائل ان بزرگوں میں مفصل مرقوم ہے“ ”ایضاً ص۲۲۹ پس اب
سالک پر توحید صفاتی منکشف ہو جاوے گی یا عجب نورانیت واضح ہو جاوے گی“ ”سو اسلئے کشف
ارواح و ملائکہ اور ان کے مقامات اور سیر زمین و آسمان اور جنت و نار اور اطلاع لوح محفوظ کے لئے
دورہ کا شغل کرے اور اس کا طریقہ فصل اول میں مفصل مذکور ہوا ہے پس باستعانت اسی شغل
کے جس مقام کی زمین و آسمان و بہشت و دوزخ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے سیر اس مقام کی کرے
اور احوال اس جگہ کا دریافت کرے“ ”پس جس شغل کی اشغال طریقہ میں مہارت رکھتا ہو مشغول
ہو اور تمام اس شغل میں التجا بجناب حق تعالیٰ کشف مطلوب کے لئے اس طرح کرتا رہے کہ اس
کی پوری ہمت اسی واقعہ کے لئے متوجہ ہو جائے امید واثق جناب حضرت حق سے یہ ہے
کہ انکشاف اس واقعہ کا بطریق نزول الہام یا بطریق ظہور تردل سے وہ متحقق ہو جاویگا“ انتہی ملخصاً

پس یہ مراقبات و اذکار و اشغال حق تعالیٰ کے حضور میں ہیں جن کی قبولیت کا خلعت
منجانب اللہ منکشف ہو کر عطا ہوتا ہے جو نہایت ادنیٰ ثمرہ ریاضت و مجاہدات کا ہے نہ
باعث کمال عبدیت کا حتی کہ جوگیوں کو بھی انکشاف ہو جاتا ہے۔ اور علوم و معارف حقائق
حضرات انبیاء علیہم السلام جو نہایت اعلیٰ و ارفع بے حد و حساب ہیں جن کا شمار طاقت بشری
سے خارج ہے۔ قطعاً و یقیناً مقبول عند اللہ تعالیٰ ہیں جن کا مقابلہ ذرہ بھی کسی میں ممکن نہیں
مگر نہ ان کو علم غیب کہا جا سکتا ہے نہ ان کو ذرہ بھر اس میں اختیار حاصل ہے۔ بلکہ یہ تمام باختیار
حق تعالیٰ علام الغیوب ہیں کسی کو ان کے اختیار کی طاقت ہرگز نہیں بخشی گئی۔ مولوی
نعیم الدین کا کمال درجہ خبط باعث خبث باطنی و شقاوت قلبی کا ہے جو ان امور کو بندوں کا
اختیاری ٹھہرا کر تمام اکابر مجتہدین طریقت اہل اللہ کو مورد الزام بنایا اور مولانا شہید مرحوم پر
کذب و بہتان اور لعنت و شرک کا پہاڑ ڈالا جو خود ہی اپنے اوپر لوٹ پڑا۔

تقویۃ الایمان کی ایک عبارت سے مغالطہ کا جواب

قولہ ص۱۸۰ و ۱۸۱ التقویۃ الایمان ص۲۳ میں لکھتا ہے نظام

کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کیا خوب شان ہے کہ جب چاہے غیب کی بات دریافت کرے اس کا اختیار رکھتا ہے مگر بالفعل کچھ نہیں جانتا محض کورا نادان ہے۔ یہ ہے وہابیہ کا خدا اور اس کے علم کی اتنی حقیقت ہے۔ یہ بات تو اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں اپنے چیلوں کے لئے بھی ثابت کی تو اسمٰعیل اپنے قول سے مشرک ہوا کیونکہ اس نے اشراک فی العلم کے معنی تقویۃ الایمان صفحہ ۱ میں یہ لکھے ہیں اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا لہٰذا اپنے چیلوں کے لئے خدا کا سا علم ثابت کر کے اپنے قول سے مشرک ہوا کسی صفت کا اختیاری ہونا مستلزم حدوث ہے تو علم الٰہی کو اختیاری کہنا کفر ہوا۔ عالمگیری ج ۲ صفحہ ۲۶۳ میں ہے۔ لو قال علم خدائے قدیم نیست یکفر اور جب اللہ تعالیٰ کے علم کی نسبت یہ اعتقاد ہے تو انبیاء و اولیاء کے علم کا انکار الیوں سے کیا جائے تعجب ہے تو صاحب تقویت کی بے دینی کے نمونے تھے ملخصاً بلفظہ

اقول واستعین باللہ العلیم ہرگز اس عبارت تقویۃ الایمان سے نہ یہ ثابت ہوتا ہے اور نہ لازم آتا ہے کہ بالفعل اللہ تعالیٰ کچھ نہیں جانتا محض کورا نادان ہے۔ معاذ اللہ منہ کوئی نادان مسلمان بھی ان کلمات خبیثہ کو سننا گوارہ نہیں کر سکتا۔ مولوی نعیم الدین نے اپنی گندی زبان سے بعنایت شرکیات نکال کر مولانا شہید مرحوم پر یہ محض بہتان لگایا۔ حالانکہ یہ مسئلہ عقیدہ کا بدیہی ہے کہ منجملہ صفات حق تعالیٰ کے صفت علم ذاتی قدیم ازلی ہے نہ کہ حادث نو پیدا چنانچہ مطلب و توضیح اس عبارت کی خود سیاق و سباق الفاظ تقویۃ الایمان سے واضح ہے کہ

”جیسے جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کسی کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادہ سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے سو یہ اپنے ارادہ کے موافق نہ ان کی خواہش پر“

یعنی غائب کا دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں نہیں نہ لوگوں کو حق تعالیٰ نے یہ طاقت بخشی کہ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں یہ شان اللہ تعالیٰ ہی کی ہے جتنی کسی کو چاہتا ہے خبر دیتا ہے۔

پس جبکہ مصنف تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کے کلام سے حسب مقولہ مسلمہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان خود صراحۃً ثابت ہو گیا کہ غیب کا دریافت کرنا کسی کے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ جب چاہتا ہے خبر دیتا ہے۔ یہ دریافت نہ ہونا لوگوں کے حق میں ہے اور جب چاہنا خبر دینا حق تعالیٰ کے لئے۔ اور اگر مولوی نعیم الدین کا یہی عناد و شقاوت قلبی ہے تو چاہ کندن را چاہ در پیش خود اپنے ہی ہاتھ سے تازیانہ غضب منجانب اللہ الواحد القہار والجبار اپنے ہی منہ پر مانند تسود الوجوہ کے مارا جاتا ہے کہ اسی صفحہ ۱۹۱ کے حاشیہ پر خود ہی لکھا۔

”یعنی وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں یعنی وہ چیز جو اس غیب تک پہنچتی اور اس کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہو“

تو کیا معاذ اللہ حق تعالیٰ غیب تک پہنچا نہیں اور اس کو غیب حاصل نہیں جو وہ کنجیوں کے ذریعہ سے غیب تک پہنچے اور غیب کو حاصل کرے ؏

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

پھر باوجود اس کے اگر مولوی نعیم الدین کی ایسی ہی کور باطنی اور قیاس باطل شیطانی ہے تو بکثرت آیات قرآن پاک سے یہ مضمون ثابت ہے جن کو عدم علم حق تعالیٰ کا مورد الزام بنا کر جہنم میں اپنا ٹھکانا بنایا جاوے گا چنانچہ بعینہٖ ترجمہ موضح القرآن مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رح جو مولوی نعیم الدین کے نزدیک مستند ہے حسب ذیل ہیں۔ پارہ ۲ سورہ بقر میں فرمایا۔

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ

”مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہیگا رسول کا اور کون پھر جاوے گا الٹے پاؤں“

ایضاً پ ۴ سورہ آل عمران

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ۔ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ وَلِيَعْلَمَ

”اور اس واسطے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے“ ”اور ابھی معلوم نہیں کئے اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور نہ معلوم کرے ثابت رہنے والے“ ”اور اس واسطے کہ معلوم کرے ایمان والوں کو“

الَّذِيْنَ نَافَقُوْا — "اور تاکہ معلوم کرے ان کو جو منافق ہوئے"

ایضاً پ سورہ مائدہ۔

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ — "تاکہ معلوم کرے اللہ کون اس سے ڈرتا ہے بن دیکھے"

ایضاً پارہ ۱۱ سورہ توبہ

وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ — "اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارے کام"

ایضاً پارہ ۱۵ سورہ کہف۔

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا — "پھر ہم نے ان کو اٹھایا کہ معلوم کریں دونوں فرقوں میں کس نے یاد رکھی ہے جتنی مدت وہ رہے"

ایضاً پارہ ۱۷ سورہ حج۔

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ — "اور اس واسطے کہ معلوم کریں جن کو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے"

ایضاً پارہ ۲۰ سورہ عنکبوت۔

فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ — "سو البتہ معلوم کرے گا اللہ ان کو جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹے" "اور البتہ معلوم کرے گا اللہ ان کو جو لوگ یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جو لوگ دغا باز ہیں"

ایضاً پ۲۲ سورہ سبا۔

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ — "مگر اس واسطے تا معلوم کریں ہم کون یقین لاتا ہے آخرت پر"

ایضاً پارہ ۲۶ سورہ محمد

حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ — "تا معلوم کریں جو تم میں لڑائی کرنے والے ہیں اور ٹھہرنے والے اور تحقیق کریں تمہاری خبریں"

ایضاً پارہ ۲۷ سورہ حدید

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ — "اور تا معلوم کرے اللہ کون مدد کرتا ہے اس کی اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے"

بِالْغَيْبِ

ایضاً پارہ ۲۹ سورہ جن

لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ — "تا جانے کہ انہوں نے پہنچائے پیغام اپنے رب کے"

صحیح بخاری پارہ ۱۹ ص۷۹۳ تفسیر آیت سورہ عنکبوت میں مرقوم ہے۔

فليعلمن الله، علم الله ذلك انما هي بمنزلة فليميز الله كقوله ليميز الله الخبيث — "پس البتہ معلوم کرے گا اللہ، معلوم کیا اللہ کا اس کو معنی تمیز کرانے اللہ کے ہیں جس طرح فرمایا کہ تمیز کرادے اللہ خبیث کو پاک سے"

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے

وقال ابو عبيدة في قوله فليعلمن الله الذين امنوا اي فليميزن الله لان قد علم ذلك من قبل — "کہا ابو عبیدہ نے اللہ کے فرمانے میں پس معلوم کریگا اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے یعنی تمیز کرادے گا۔ اللہ کیونکہ البتہ اللہ جانتا ہے اس کو پہلے سے"

اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی بڑے پیر صاحب کی غنیۃ الطالبین ص۴۷۹ میں مرقوم ہے۔

اطلع الله على اهل بدر (الحديث) — "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلع ہوا اللہ تعالیٰ اوپر اہل بدر کے"

علی ہذا تفسیر جلالین پ سورہ بقرہ ص۱۷ میں مرقوم ہے الا لنعلم۔ علم ظہور اور تفسیر جامع البیان ص۱۷ میں ہے

علما حاليا يتعلق به الجزاء — "مگر اس لئے کہ معلوم کریں یعنی ظاہر کرنا علم کا ہے۔ ایسا علم موجودہ جس کا تعلق جزا سے ہو"

اور تفسیر مظہری ص۱۱۱ میں مرقوم ہے

ان المراد بالعلم التميز — "مراد علم سے تمیز کرانا ہے"

اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر ص۱۸ میں فرماتے ہیں والعلم اى من صفات الذاتية و هى صفة ازلية تنكشف المعلومات عند تعلقها بها اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز ص۵۹۸ میں فرماتے ہیں

مراد از علم دریں جا تمیز است در خارج و تمیز فرع وجود است — "مراد علم سے اس مقام میں تمیز کرنا ہے خارج میں اور تمیز فرع وجود کی ہے"

نیز تفسیر فتح العزیز پارہ ۲۹ سورہ جن ص۲۰۱ میں فرماتے ہیں

لیعلم تا آنکہ علم حالی پروردگار من ۔۔ "یہانتک کہ علم حالی میرے پروردگار کا اشیائے
کہ باشیائے واقعہ حلین وقوعہا متعلق ۔۔ واقعہ میں جس وقت اس کے وقوع سے متعلق ہوئے
میگردد تعلق پذیر برد ۔۔ تعلق پذیر ہوتا ہے"

پس علم بمعنی تمیز ظہور اس کے تعلق وقوع کے ساتھ واقع ہونے کی تصریح کلام ائمہ کرام علمائے عظام میں ثابت ہوئی جس طرح خود مولوی نعیم الدین نے بھی اس کو باوجود عناد تقویۃ الایمان کے تسلیم کرکے اپنی الکلمۃ العلیا ص۱۳۲ میں یہ لکھا "کہ اس آیت میں الا لنعلم کے لفظ سے صاف شبہ پیدا ہوتا ہے مگر یہ وہی شیطانی شبہ ہے کیا قابل التفات ہو ایسے ایسے قرائن عدم علم کے ہرگز نہیں ہوتے اللہ جل شانہ علیم وخبیر ہے اب علم حاصل نہیں کیا ہے"۔

بیشک آمنا وصدقنا۔ لیکن جب آیت میں صاف شیطانی شبہ خود پیدا کرکے اس کو دفع کر دیا۔ گو مفاتیح الغیب میں خود اپنا ہی ساختہ مطلب بیان کرنے میں اگر توجیہ کر لینا مقتضائے ایمان ہوگا۔ تو پھر تقویۃ الایمان کی صریح عبارت میں جبکہ غیب کا دریافت کرنا (یعنی) خبر دینا صاف موجود ہے تو پھر کیا جائے تامل اور مقال چون وچرا ہو سکتا ہے۔ بلکہ بدرجہ اولی اس کے قبول وتصدیق سے کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ مولوی نعیم الدین کی کور باطنی اور خباثت طینی کے سبب عالمگیری کا فتوی تکفیر خود اپنے ہی اوپر بالقول خود لوٹ پڑا ہے

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔۔ میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

قولہ ص۱۸۱-۱۸۲ اب پھر آیت کریمہ (مفاتح الغیب) کی طرف رجوع کیجیے اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو غیب کا علم عطا نہیں فرماتا۔ صاحب تقویت الایمان کا آیت کے معنی میں یہ کہنا کہ اللہ صاحب نے کسی کو یہ طاقت نہیں بخشی قرآن کریم پر افترا ہے اس آیت کو ادنے علم والا بھی انبیا و اولیاء کے علم عطائی کے انکار کی سند نہیں بنا سکتا بلکہ اس آیت سے تو محبوبان حق کے لئے غیب کا علم کا اثبات ہوتا ہے۔ مفردات راغب میں ہے وقولہ عندہ مفاتح الغیب یعنی مایتوصل بہ الی غیبہ المذکور فی قولہ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ صاحب تقویت الایمان کو بھی اس کا اقرار کرنا پڑا چنانچہ تقویت ص۲۴

میں لکھتا ہے۔ کہ غیب کے خزانے کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخش دے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

جب یہ بات ہے تو وہابی کیوں منہ بگاڑتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو جمیع اشیاء کے علم عطا فرما دیے ان کے لئے غیب کے دروازے کھول دیے تو کون اس کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے۔ اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ انبیاء کے لئے غیب کا علم عطا کیا جانا باقرار صاحب تقویت اس آیت سے ثابت ہے پھر اس کو علم انبیاء کے انکار کی سند بنا دینا دیدہ دانستہ قرآن پاک کی مخالفت ہے۔ تقویت ص۲۴ میں ہے منافقوں نے حضرت عائشہ پر تہمت کی اور حضرت کو اس سے بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا۔ پھر کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی اور بہت فکر وغم میں رہے پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا۔ تو بتا دیا کہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہ پاک۔

ایک بات تو یہ ہے کہ جب یہ غیب تھا اور اللہ تعالیٰ نے بتا دیا۔ تو معلوم ہوا کہ غیب کا علم عطا کیا جاتا ہے اس کو شرک قرار دینا غلط اور بے ایمانی ہے اور تقویت الایمان ص۱۰ کا یہ قول باطل ہے کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے یہاں علم عطائی کو بھی شرک کہہ دیا اور علم عطائی کو شرک کہنے کے معنی یہ ہیں کہ گمراہ کے نزدیک علم الٰہی بھی عطائی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تہمت والے واقعہ میں تقویت والے کا یہ کہنا کہ پھر بھی کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی بالکل جھوٹ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے کہ کون سی حدیث میں ہے کہ حضور کو حقیقت نہ معلوم ہوئی تفسیر کبیر جلد ۶ ص۳۵ میں ہے کان ہذا القول معلوما لہ قبل نزول الوحی۔ حضور صلعم کو نزول وحی سے قبل معلوم تھا کہ منافقین کا یہ قول افترا وباطل ہے بخاری شریف ج۱ ص۳۹۴ میں حضور صلعم کا یہ ارشاد ہے واللہ ما علمت علی اہلی الا خیرا خدا کی قسم مجھے اپنے اہل پر نیکی کا یقین ہے۔ بیدین کو حضور کی قسم کا بھی اعتبار نہ ہوا۔ ان اکاذیب پر انکے دین کا مدار ہے؟! **اقول** جبکہ آیت مفاتح الغیب کی پوری تشریح مع تفسیر نبوی اور صحابۂ کرام وکلام ائمہ محدثین مفسرین خصوصاً امام ابو حنیفہؒ سے بذیل مفاتح الغیب ختم کے واضح ہو چکی جس سے مولوی نعیم الدین کے تمام دعاوی باطلہ مثل تار عنکبوت

پاش پاش ہو گئے مگر پھر کھسیانی بلی کھمبا نوچے بار بار اسی کو کوٹا یا جاتا ہے کہ نہیں اب کے ہو تو جانوں محض بے حیائی ہے۔ پھر یہ بیہودہ کلامی کہ اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں کہ غیب کا علم عطا نہیں فرماتا۔ بیشک حق تعالیٰ نے اپنی اس صفت خاص مفاتیح علم غیب کی کسی کو طاقت نہیں بخشی کہ جو چاہے اپنے اختیار سے اس کو جان لے اور عالم بھر کی حاجات و مرادات اپنے علم غیب و قدرت اور تصرف سے پوری کر دے کیونکہ علم غیب منجملہ صفات خاصہ الوہیت جناب باری تعالیٰ شانہٗ کے ہے وخاصۃ الشئ ما یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ مسلمہ امر ہے چنانچہ امام نووی رح شرح صحیح مسلم ج ا ص۱۳۲ میں فرماتے ہیں

وعلم الغیب ما لم یطلع غیرہ علیہ۔ "علم غیب وہ ہے کہ اطلاع نہ ہو سکے غیر اس کا اس کے اوپر"

علی ہذا خود مولوی نعیم الدین کا بھی یہی مسلمہ ہے جو اوپر گذر چکا کہ علم غیب کے یہ معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے بتائے جاننا۔ تو جو بتائے سے جانے گا اس پر علم غیب کے جاننے کا اطلاق ہرگز نہ ہوگا۔ یہی بات مفردات راغب کے ترجمہ میں ہے جو خود مولوی نعیم الدین نے حاشیہ پر یہ کہا ہے یعنی آیۃ عندہ مفاتح الغیب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں یعنی وہ چیز جو اس غیب تک پہنچنے اور اس کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہو۔ یہی کلمۃ العلیا ص۹۵ میں آیت موصوفہ کا ترجمہ ہے یعنی "اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں نہیں جانتا کوئی اس کو مگر وہی" ا جس سے روشن ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ صاحب تقویت الایمان مولانا شہید مرحوم نے بھی اسی کی تصریح فرمائی کہ غیب کے خزانہ کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخشدے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

اب اگر مولوی نعیم الدین کے زعم باطل میں مفاتیح الغیب خمس کا جس کی تفصیل گذر چکی ہے کسی کو علم عطا فرمایا گیا ہو تو کسی آیت قرآن پاک یا احادیث متواترہ صحیحہ متفق علیہ قطعی الدلالۃ سے جو درباب ثبوت عقائد میں معتبر ہو۔ حسب شرائط مسلمہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی انباء المصطفےٰ ص۳ جو بذیل آیات نقل ہو چکی ہے پیش کرنا لازم تھا اگر مولوی نعیم الدین کی کیا بساط ہے۔ کیونکہ وہ اپنے دعویٰ باطل میں لاچار ہو کر آیات پیش کرنے سے تو دستبردار ہو چکا ہے چنانچہ کلمۃ العلیا ص۶۹ میں لکھا ہے کہ

لہ دیکھو ص۱۳۵۵ ج ۲

"ایام نزول وحی میں وحی فرشتہ بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا تھا۔ اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی"

مزید آں شرح ص۹ میں ہے کہ

"حضور اور حضور کے خدام ان پانچوں کے عالم ہیں خلاصہ یہ کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس عالم سے تشریف لے جانے کے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا۔" "اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کا علم دے کر اس عالم سے اٹھایا"

پس قرآن پاک سے ثابت کرنا تو مولوی نعیم الدین کے نزدیک ان کے لئے موت سے زیادہ تلخ ہو گیا۔ اب احادیث ہی سے حسب شرائط مذکورہ بعد ختم نزول قرآن قبل وفات شریف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ماہ کے اندر بقید تاریخ یعنی نوذی الحج یوم عرفات ختم نزول قرآن پاک سے لغایۃ ۱۲ بارہ ربیع الاول یوم وفات تک مفاتیح الغیب خمس میں سے صرف علم قیامت کی تاریخ و سنہ اپنے سب شرکا چھوٹے بڑوں منطقیوں فلسفیوں قبر پرستوں مجاوروں تمام کو جمع کر کے ثابت کر دیں! مگر ہرگز نہیں کر سکتے وادعوا شرکاءکم ان کنتم صادقین دعویٰ کرنا تو گور پرستوں میں آسان ہے مگر یہ لوہے کے چنے چبانے کے مترادف ہے۔

واقعہ افک کی تفصیل اور مسئلہ علم غیب

علی ہذا واقعہ افک منافقین کا تہمت و بہتان حضرت عصمت مآب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگانا جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجودیکہ منافقین کی کذب بیانیوں بہتان بندیوں کو پہلے ہی سے جانتے تھے بخصوصًا بمقابلہ حضرت صدیقہ کی عصمت کو جانتے ہوئے بہت صدمہ و ملال خاطر پہنچا اور ایک ماہ تک اس اہم واقعہ کے متعلق نزول وحی نہ ہونے سے بھی آپ بہت غمگین ہوئے اور اضطراب میں رہے۔ بعد تحقیقات تمام حضرت صدیقہ رض کے بیان حلفی و شہادات ما لا کلام حضرت اسامہ بن زید و حضرت زینب اور حضرت بریرہ خادمہ حضرت صدیقہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کے آپ کو برأت حضرت صدیقہ کی پاکدامنی پر بقرائن علم ظنی قبل از نزول وحی قطعی کے ہو گیا تھا۔ مگر در صورت علم قطعی نہ ہونے کے انتظار وحی ضرور تھا۔

جس پر مؤلف نے چونکہ طول کلامی کی ہے اس لئے ناظرین پر اسی حدیث روایت

صحیح بخاری کی پوری کیفیت جس کو مولوی نعیم الدین نے مخفی کیا ہے بغرض انکشاف فریب دہی کے واضح ہونا لازم ہے۔ کیونکہ اسلام اور خادمان اسلام کی صداقت و راست بازی پر ہر واقعہ میں مخالف سے مخالف کا سر تسلیم بھی خم ہے۔ چہ جائیکہ اہل اسلام کیلئے

صحیح بخاری پارہ ۱۶ [illegible] میں طویل روایت ہے۔ جس کا حاصل ترجمہ یہ ہے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا ارادہ فرمایا کرتے تھے اپنی بیویوں کے درمیان میں قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل آتا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہ لے جاتے پس ایک غزوہ میں قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلی جب آپ غزوہ سے فارغ ہوئے اور واپسی ہوئی۔ جب مدینہ طیبہ قریب ہوا تو آپ نے رات کو چلنے کا حکم فرمایا جس وقت روانگی کی خبر ہوئی میں قضائے حاجت کے لئے گئی اور لشکر سے دور نکل گئی بعد فراغت کے اپنی سواری کے پاس آئی میں نے سینہ پر ہاتھ پہنچایا تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا میں تلاش کرنے لگی اس میں مجھے دیر لگی جو لوگ مجھے سوار کرتے تھے یہ خیال کر کے کہ میں سوار ہوں اونٹ پر ہودج کو رکھ دیا اس وقت کی عورتیں ہلکی پھلکی ہوتیں ان کے جسم پر گوشت کم ہوتا کیونکہ کھانا بہت کم کھاتی تھیں اس وقت میں کم سن تھی وہ سب سوار ہو گئے میں نے ہار لشکر کی روانگی کے بعد پایا میں مقام لشکر پر آئی تو کوئی نہ تھا میں اس خیال سے بیٹھ گئی کہ مجھے ڈھونڈنے ضرور آویں گے جب میرا گم ہونا معلوم ہوگا۔ مجھے نیند آ گئی صفوان بن معطل سلمی لشکر کے پیچھے رہتا تھا۔ گری پڑی شے اٹھانے کو۔ وہ صبح کو میرے قریب پہنچا اور دیکھتے ہی مجھے پہچان لیا۔ کیونکہ اس نے پردہ کے حکم سے پہلے مجھے دیکھا تھا اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا میں یہ سن کر بیدار ہو گئی۔ اور اپنی چادر سے میں نے منہ چھپا لیا واللہ ہم نے کوئی بات نہیں کی صفوان نے اتر کر اپنی سواری کو بٹھا کر ہاتھ پاؤں باندھ دیئے میں اٹھ کر سوار ہو گئی صفوان اونٹ کو کھینچتا ہوا چلا اور ہم شدت گرمی میں دوپہر کو لشکر میں پہنچے۔ سب لوگ ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر ہم مدینہ طیبہ میں آئے تو جو شخص بڑا مرتکب اس بہتان کا تھا وہ عبداللہ بن ابی تھا۔ میں ایک مہینہ تک بیمار رہی لوگ تہمت والوں کے قول میں غور و فکر کرتے اور مجھے یہ بات شبہ میں ڈالتی کہ میں اپنی بیماری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مہربانی نہ دیکھتی جو میں اپنی اور بیماری میں دیکھتی تھی آپ تشریف لا کر صرف یہ فرماتے یہ کیسی ہے پھر چلے

جاتے مجھے اس سے شک ہوتا۔ میری بیماری بڑھتی گئی میں نے آپ سے اپنے ماں باپ کے ہاں جانے کی اجازت لی تاکہ میں وہاں اچھی طرح خبر معلوم کر لوں آپ نے مجھے اجازت دی میں نے وہاں جا کر دریافت کیا کہ میرے معاملہ میں لوگ کیا کہتے ہیں۔ والدہ نے فرمایا اے بیٹی گھبرا نہیں ایسی عورتیں بہت کم ہیں جو خوبصورت ہوں اور محبت کرنے والے خاوند کے پاس ہوں اور اس کی سوکنیں اس پر تہمت نہ لگا دیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! لوگ اس طرح کہتے ہیں؟ اس رات میں صبح تک روتی رہی نہ میں سوئی نہ میرا آنسو تھما روتے روتے صبح ہو گئی جب وحی آنے میں تاخیر ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلایا اور اس امر میں دونوں سے مشورہ لیا اسامہ نے کہا یا رسول اللہ وہ آپ کی بیوی ہے اسے اپنے پاس رکھیے ہم بجز بھلائی کے کچھ نہیں جانتے۔ مگر علیؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ پر اللہ نے دشواری نہیں فرمائی عورتیں اس کے علاوہ بہت ہیں آپ خادمہ سے دریافت فرما دیں۔ وہ سچ بتا دے گی تو بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو تو فرمایا اے بریرہ کیا دیکھی ہے تو نے کوئی ایسی بات جس نے تجھے شک میں ڈالا ہو۔ بریرہ نے آپ سے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے کوئی بات ہرگز کبھی ایسی نہیں دیکھی جو عائشہ کو تہمت لگا سکوں۔ البتہ وہ کم سن لڑکی ہیں غافل ہو کر سو رہتی ہیں پلی ہوئی بکری آ کر خمیر کے آٹے کو کھا لیتی ہے۔ پس کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی روز ممبر پر اور عبداللہ بن ابی کے متعلق فرمایا اے جماعت مسلمانوں کی مجھے کون مدد دے گا اس پر جس سے میرے اہل میں مجھے ایذا پہنچی ہے۔

والله ما علمت على اهلى	"واللہ میں نہیں جانتا اپنی بیوی پر سوائے بھلائی
الا خيرا وقد ذكروا رجلا ما	کے کچھ اور لوگوں نے ایسے مرد صفوان کا نام لیا ہے
علمت الا خيرا وما يدخل على	جو میں اس کے حق میں سوائے بھلائی کے کچھ نہیں جانتا وہ
اهلى الا معى۔	نہیں داخل ہوتا تھا میرے مکان میں سوائے میری موجودگی کے"

سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں مدد کروں گا میں اس کی گردن مار دوں گا یا جو حکم فرما دیں گے ہم تعمیل کریں گے۔ اور میں دو رات ایک دن روتی رہی نہ میں سوئی نہ میرا آنسو تھمتا تھا۔ اور میں سمجھتی تھی کہ یہ رونا میرے جگر کو پھاڑ دے گا۔ میری والدہ میرے پاس تھیں اور میں رو رہی تھی کہ مجھ سے ایک انصاری عورت نے آنے کی اجازت چاہی میں

نے اجازت دی وہ آکر بیٹھی اور میرے ساتھ رونے لگی ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور سلام کرکے بیٹھ گئے اس سے قبل آپ میرے پاس نہیں بیٹھتے تھے جب سے اس بات کا چرچا تھا۔ آپ ایک ماہ تک انتظار میں رہے میرے بارہ میں آپ کے پاس کوئی وحی نہیں آئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھتے وقت کلمہ شہادت پڑھا پھر بعد حمد الٰہی کے فرمایا اے عائشہ مجھے تیری طرف سے اس اس طرح کی خبریں پہنچی ہیں پس اگر تو بری ہے تو عنقریب اللہ تیرا بری ہونا بیان فرما دے گا۔ اور اگر تجھ سے گناہ ہوا ہے تو اللہ سے استغفار اور اللہ سے توبہ کر کیونکہ بندہ جب اقرار کرکے پھر اللہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ پس جب آپ فرما چکے تو میرے آنسو بالکل خشک ہو گئے، یہاں تک کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا نہ معلوم ہوتا تھا۔ تو کہا میں نے اپنے والد سے تم میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آپ نے فرمایا ہے جواب دو تو کہا میرے والد نے واللہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا تم جواب دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کہا والدہ نے واللہ میں نہیں جانتی کیا جواب دوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پس میں نے کہا باوجودیکہ میں نو عمر لڑکی تھی اور قرآن زیادہ نہ پڑھی ہوئی تھی۔ واللہ میں جانتی ہوں۔ کہ آپ نے یہ بات سنی ہے یہاں تک کہ آپ کے دل میں جم گئی ہے اور آپ نے سچ جان لیا ہے پس اگر میں آپ سے کہوں کہ میں بری ہوں تو آپ تصدیق نہ فرمائیں گے اور اگر میں اقرار کرلوں آپ سے اس کا اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو اس کی تصدیق فرما لیں گے پس واللہ میں نہیں پاتی اپنی اور آپ کی مثال مگر یوسف علیہ السلام کے باپ کی جبکہ انہوں نے کہا۔

فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ وَاللّٰهُ الۡمُسۡتَعَانُ	”میرا صبر کرنا ہی اچھا ہے اور اللہ ہی سے مدد
عَلٰى مَا تَصِفُوۡنَ	مانگی جاتی ہے جو تم کہتے ہو“

پھر میں منہ پھیر کر کروٹ سے اپنے بستر پر لیٹ رہی اور اللہ جانتا ہے کہ میں بری تھی اور اللہ مجھے بری فرمائے گا میری براءت کے سبب سے اور واللہ میرا گمان یہ نہ تھا کہ اللہ نازل فرمائے گا میری شان میں ایسی وحی جو تلاوت کی جاوے گی میری شان میں میرا نفس احقر تھا اس سے کہ کلام فرمائے گا اللہ میری بابت اور میں امید رکھتی تھی کہ دیکھیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سوتے میں خواب جس سے اللہ مجھے بری فرما دے گا پس واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھنے پائے اپنی جگہ سے اور نہ کوئی اور نکلنے پایا اپنے گھر والوں میں سے یہاں تک کہ اللہ نے نازل فرمائی آپ پر وحی پس جو شدت کہ نزول وحی کے وقت ہوا کرتی تھی وہ ہوئی حتی کہ اس کے بوجھ سے پسینہ آپ کے اوپر سے موتیوں کی طرح ٹپک رہا تھا، حالانکہ وہ دن سردی کا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حالت رفع ہوئی تو آپ ہنستے ہشاش اٹھے پس سب سے پہلے کلام جو فرمایا آپ نے یہ تھا اے عائشہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے بری فرما دیا پس مجھے میری والدہ نے کہا تو آپ کے لئے کھڑی ہو جا تو میں نے کہا واللہ نہ کھڑی ہوں گی میں آپ کے لئے پس میں تو نہ تعریف کروں گی مگر اللہ کی اور نازل فرمائیں اللہ تعالیٰ نے میری براءت میں دس آیتیں اِنَّ الَّذِيۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡكِ الآیۃ

اھ ملخصاً پ۱۸ سورہ نور ✦

چنانچہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی توصیف و مدح مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا لاعلاء میں الغرض فریب دہی نا واقفوں کے یہ کی ”شیخ المشائخ، قاضی القضاۃ، اوحد الحفاظ والرواۃ شہاب الدین ابو الفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ“ جو واقع میں ہاتھی کے دانت نمائشی دکھانے کے اور، کھانے کے اور ہوتے ہیں ورنہ سچی تعریف اگر ہوتی تو ان کے سچے کلام و فرمان سے جو حدیث ارشاد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے بمنزلہ سونے پر سہاگہ ہے اس سے اعراض کیونکر ہوتا ہی نہیں بلکہ در پردہ مولانا شہید مرحوم پڑھا کر عدم علم یقینی کی وجہ سے بے ایمان گمراہ بے دین قول باطل قرار دے کر اپنے دلکے پھپھولے پھوڑے کیونکہ آپ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۹ کتاب التفسیر واقعہ افک صـ۳۷۲ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان	”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں حکم فرماتے تھے۔
لا یحکم لنفسہ الا بعد نزول الوحی	اپنے نفس کے لئے مگر بعد نزول وحی کے کیونکہ آپ
لانہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یجزم	صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں یقین فرمایا اس قصہ میں کسی
فی القصۃ بشئ قبل نزول الوحی ✦	چیز کا قبل نازل ہونے وحی کے“

علیٰ ہذا خود مولوی نعیم الدین کے استاذ مولوی محمد گل خان و مولوی فضل محمد صاحبان جن کو اپنے رسالہ فیضان رحمت صـ۲ میں

”جناب فیض مآب استاذی و مع بدعت محی سنت حضرت مخدومی عین العلماء رئیس الفضلاء“

کا خطاب دیا گیا ہے [illegible] ہمارے پاس موجود ہے

جو خود مولوی نعیم الدین کے فرستادہ لوگ دیکھ چکے ہیں اور جس کی نقل فتاوی رشیدیہ جلد اول صفحہ ۹۸ میں مطبوع ہو چکی ہے حسب ذیل ہے

"حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ملال خاطر ہونا بوجہ اہتمام منافقین کے اور جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمانا کہ مجھ پر اللہ جل شانہ کا احسان ہے کہ خداوند تعالیٰ نے میری برأت اور عصمت نازل فرمائی اور بعد اس کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منافقین متہمین کو سزا کا فرمانا چنانچہ ماہر علم حدیث پر روشن و ہویدا ہے یہ دلیل بین ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل نزول وحی کے علم نہ تھا پس قول زید کا صحیح نہیں ہے قول عمرو کا درست ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم

الجواب صحیح محمد ابو الفضل عفا عنہ" (محمد ابو الفضل ۱۳۱۱) (امام مسجد چوکی حسن خان مراد آباد)

(حفیظ حسن ۱۳۰۰) مدرس مدرسہ امدادیہ مراد آباد

اب مولوی نعیم الدین استادوں کے ناخلف کی تمام کذب بیانی ذیل آفتاب روشن کے واضح ہو کر ساری فریب کاریاں خاک میں مل گئیں

اب ناظرین کرام مولوی صاحب کی دیگر گستاخیوں بے تہذیبیوں بدتمیزیوں کو باوجود اپنے مسلمات صحیح بخاری و فتح الباری اور اپنے استادوں کے مقابلہ میں ملاحظہ فرما کر حق و باطل کا انصاف فرمالیں کہ ایسا شخص خود کس حد تک مجرم قابل تعزیر شرعی اور جاہل عنید ہے۔

چنانچہ مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیاء صفحہ ۱۰۲/۱۰۳ میں لکھا کہ

"مخالف عنید یا بدبخت پلید نہیں مانے گا جب تک وہ الزام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نہ لگادے ایک عدم علم کا ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی کی جو شرعاً ناجائز ہے۔ اس قصہ افک سے عدم علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال کرنا سخت بے حیائی ہے اور حضرت کو قبل از نزول وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں۔ اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ نہیں حضرت کو علم نہ تھا۔ تو اس منکر متعصب کا دنیا میں تو کیا علاج مگر میدان حشر میں ان شاء اللہ اس بیباک کو ضرور اپنی اس بے باکی کی سزا ملے گی۔"

پھر مزید براں عبارت تفسیر کبیر کو بھی بغرض فریب دہی مجمل مبہم نقل کیا تاکہ چالاکی ظاہر نہ ہو۔ حالانکہ خود ہی الکلمۃ العلیاء صفحہ ۱۰۱ میں مع ترجمہ اسی عبارت تفسیر کو نقل کیا ہے۔

فمجموع هذه القرائن كان ذلك القول معلوم الفساد قبل نزول الوحی " — یعنی ان تمام مجموعہ قرائن کے یہ قول بد تراز قول جس سے مخالفین نے مدد چاہی ہے نزول وحی سے قبل معلوم الفساد تھا۔"

پس یہ امر بدیہی ہے کہ الفاظ قرائن جس سے علم ظنی حاصل ہوتا ہے علم قطعی کے لئے کافی نہیں ہو سکتے کیونکہ منافقین کے تمام حالات نفاق سے اس واقعہ کا بھی یہی قرینہ تھا کہ وہ اپنے اس قول تہمت میں بھی جھوٹے ہیں جس کا علم قطعی نزول وحی سے ہوا حسب ارشاد خداوندی

وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ — "اور بعضے مدینہ والے اڑ رہے ہیں نفاق پر تو ان کو نہیں جانتا ہم کو معلوم ہیں"

اسی طرح مولوی نعیم الدین بھی آیات و احادیث اور کلام ائمہ دین میں تغیر و تبدل تحریف کاٹ چھانٹ سے لوگوں کو فریب میں مبتلا کر کے نفاق میں گرفتار ہو کے کمثل الشاہد رکو قوال کو ڈانٹنے کے مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان کو محض ظلم و عناد اپنی بدبختی بدنصیبی سے مورد الزام ناروا کا بنا تا ہے

آیت قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ الآیہ — قولہ صفحہ ۱۸۳ تقویۃ الایمان صفحہ ۵۰ میں ہے آیت "قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ" اس کے تحت میں لکھا غیب کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ اس آیت میں علم عطائی کی نفی کب ہے یہ کب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو غیب تعلیم نہیں فرماتا۔ اور حسب صفحہ ۲۳ میں خود لکھ چکا کہ اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخشدے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ تو آج اس آیت کو کس لئے پیش کیا اگر اس آیت سے علم عطائی کی نفی مراد ہے تو صفحہ ۲۳ کی اپنی عبارت خلاف ماننی پڑے گی۔

اقول پورا فائدہ اس آیت کے تحت میں یہ ہے "ف یعنی اللہ صاحب نے پیغمبر صلعم کو فرمایا کہ لوگوں سے یہ کہدیں کہ غیب کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن نہ کوئی چیز یعنی غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اچھے لوگ سب جانتے ہیں کہ ایک دن قیامت آوے گی اور یہ کوئی نہیں جانتا کہ کب آوے گی سو ہر چیز کا معلوم کر لینا جو ان کے اختیار میں ہوتا تو یہ بھی معلوم کر لیتے"

مگر مولوی نعیم الدین نے اپنے سو سہ باطل تخیلانہ عقائد شرکیہ کی بنا پر حضرت انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب [illegible] اختیاری مان کر ان سے مرادیں مانگنے مشکل کشائی چاہنے کا ذخیرہ اختیار کیا ہے۔ جو منجملہ صفات الوہیت کے صفت خاصہ حق تعالیٰ ہے ہرگز کسی دوسرے میں یہ صفت نہیں آسکتی چنانچہ اسی غرض باطل کے لئے مولوی نعیم الدین نے صفحہ ۱۸۵ میں یہ لکھا ہے

"حضور کے نئے غیبی علوم [illegible] اختیاری ہو گئے جیسے ہمارے لئے محسوسات کہ جب ہم آنکھ [illegible] [illegible]"

جو اس سے کام لیا جاتے یہاں اس کی بھی حاجت نہیں !!
لیکن اس فرق سے دوسرے کسی پر سوائے حق تعالیٰ کے علم غیب کا اطلاق کرنا اور اس کو کسی کا اختیاری جاننا ہی شرک فی الالوہیت بحکم وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا نص قرآن پاک ہے ہاں حق تعالیٰ اپنے فضل و اختیار سے جس قدر جس کو چاہے علم عطا سے سرفراز فرما دے نہ یہ علم غیب کی صفت ہو سکتی ہے نہ کسی کا اختیاری چنانچہ اس کی تفصیل کماحقہ آیات و احادیث اور کلام ائمہ علام سے حسب مسلمات خود مولوی نعیم الدین کے گذر چکی۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔

قولہ ص۱۸۳-۱۸۵ تقویت الایمان ص۲۵ میں ہے آیت ۳

آیت اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ الآیۃ | اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الآية

اس آیت میں بھی علم عطائی کی نفی نہیں۔ اور یہ نہیں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان امور پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا کیونکہ یہ معنی آیات مذکورہ صدر کے خلاف ہیں جب وہ یہ فرماتا ہے۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ تو کس طرح اس کے معنی علم عطائی کی نفی کے ہو سکتے ہیں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ص۳ میں فرماتے ہیں۔ مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل آنہا را نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند۔ آیت کا یہ مطلب ہے کہ ان امور خمسہ کو بے تعلیم الٰہی کوئی نہیں جانتا۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ ص۶۷ میں ہے یعنی این پنج علم در خزانہ مشیت حضرت آفریدگار است وکلید اطلاع بدست اجتہاد ہیچ آدمی ندادہ اند۔ یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ پانچ علم خزانہ مشیت الٰہی میں ہیں۔ اور ان کی اطلاع کی کنجی کسی آدمی کے دست اجتہاد میں نہیں دی ہے کہ عقل سے اٹکل سے قیاس سے ان کو معلوم کر سکے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو یہ علم دیتا ہی نہیں اسی روح البیان ص۷۱ میں ہے۔ فسلبت الغیب مختص باللہ تعالیٰ وما روی عن الانبیاء و الاولیاء من الاخبار عن الغیوب فباعلام اللہ تعالیٰ اما بطریق الوحی او بطریق الالہام تفسیر احمدی ص۴۹ میں ہے۔ ولک ان تقول ان علم ہذہ الخمسۃ وان کان لا یملکہ الا اللہ لکن یجوز ان یعلمہا من یشاء من محبیہ واولیائہ صاحب تقویۃ الایمان کا استدلال باطل ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خبر صدہا برس پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد حضرت زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام

کی ولادت کی خبر دی یٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى حضرت مریم کو حضرت مسیح ع کی ولادت کی پہلے سے خبر دی یٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ تو ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان امور کی اپنے محبوبوں کو خبریں دیں پھر آیت کے یہ معنی لینا کہ ان غیوب خمسہ کی اللہ تعالیٰ کسی کو تعلیم بھی نہیں دیتا بالکل باطل اور خلاف قرآن ہے۔ اسی آیت کے تحت میں صاحب تقویت الایمان نے کشف و استخارہ پر طعن کی ہیں اور جھوٹا بتایا ہے لکھا ہے کوئی کشف کا دعوی رکھتا ہے کوئی استخارہ کے عمل سکھاتا ہے کوئی تقویم اور پترا لکالتا ہے کوئی رمل قرعہ پھینکتا ہے کوئی فال نامہ لئے پھرتا ہے یہ سب جھوٹے ہیں اور دغا باز۔ رمل پترا فال نامہ سب استخارہ اور کشف کے ساتھ ملا دیے گئے اور ظالم کو شرم نہ آئی استخارہ حدیث میں وارد ہے۔ یہ بد نصیب استخارہ کا عمل سکھانے والے کو جھوٹا اور دغا باز کہلاتا ہے حدیث کی توہین اس کی کیا سزا ہو گی۔ مگر اپنے دادا پیر شاہ ولی اللہ صاحب کو کیا کہے گا جنہوں نے قول جمیل میں استخارہ تعلیم کیا ہے اور کشف کے عمل کو خود صراط مستقیم میں جابجا لکھے ہیں اپنی تقویت الایمانی حکم سے خود جھوٹا دغا باز ثابت ہو ملخصًا ملتقطًا

اقول۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ آیت میں بجائے لفظ غیث کے غیب کا غلط لکھنا اور باوجود تصحیحات غلط نامہ ص۱۸۳ کے بھی چھوڑ جانا مولوی نعیم الدین کے جہل و نادانی اور عجز و ناتوانی کی یہ بھی بین دلیل ہے اگر دیدہ حق بین ہوتا تو نصوص قرآن پاک میں تحریفات و تاویلات باطلہ کر کے توحید و سنت کے عناد میں گرفتار رہنا ہونا پڑتا جبکہ علم غیب خصوصًا علم قیامت کی نفی سوائے حق تعالیٰ علام الغیوب کے بکثرت آیات قطعیۃ الدلالۃ قرآن پاک اور بکثرت احادیث صحیحہ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہم سے صراحۃً خاص کر آیت اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ کی تفسیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث مفاتیح الغیب خمس لا یعلمہا الا اللہ بضمن آیت اول وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا اللہ کے معہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و ائمہ محدثین اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ خود مسلمہ مولوی نعیم الدین سے تفصیل تمام گذر چکی۔ مگر پھر بھی اپنی خباثت باطنی اور دریدہ دہنی سے آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ بین دلیل منقولہ تقویۃ الایمان کو معاذ اللہ باطل قرار دیا جاتا ہے جو کوئی ادنیٰ مسلمان موحد بھی اس کے سننے کو گوارہ نہیں کر سکتا چہ جائیکہ کوئی اہل علم انصاف والا چنانچہ پوری آیت تلبیسًا ادراجًا سورہ لقمان کا ترجمہ معہ فائدہ تقویۃ الایمان بغرض احقاق حق و ابطال باطل ناظرین اہل انصاف کی خدمت میں حسب ذیل ہے جس سے کماحقہ مولوی نعیم الدین کی فریب کاری کا انکشاف ہوتا ہے۔

ترجمہ ہوا کہا اللہ صاحب نے یعنی سورہ لقمان میں کہ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے خبر قیامت کی اور وہی اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتا ہے کوئی کہ کیا کرے گا کل ۔ اور نہیں جانتا کوئی کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ ہی جاننے والا ہے خبردار ف یعنی غیب کی باتوں کی سب خبریں اللہ ہی کو ہیں اور ان کا معلوم کر لینا کسی کے قابو نہیں چنانچہ قیامت کی خبر کہ اس کا آنا بہت مشہور ہے اور نہایت یقینی اس کے بھی آنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں پھر اور چیزوں کے ہونے کی خبر کا تو کیا ذکر ہے ۔ جیسے کسی کی فتح کسی کی شکست کسی کا بیمار ہونا کسی کا تندرست ہونا کہ یہ باتیں تو نہ قیامت کی برابر مشہور ہیں نہ ویسی یقینی اور اسی طرح مینہ برسنے کے وقت کی خبر کسی کو نہیں حالانکہ اس کا موسم بھی بندھا ہوا ہے اور اکثر ان موسموں پر برستا بھی ہے اور سارے نبی و ولی اور بادشاہ اور حکیم اس کی خواہش بھی رکھتے ہیں سو اگر اس کے وقت معلوم کرنے کی کچھ راہ ہوتی تو کوئی البتہ پا لیتا پھر جو چیزیں کہ نہ ان کا موسم بندھا ہوا ہے نہ سب لوگ مل کر ان کی خواہش رکھتے ہیں ۔ جیسے کسی شخص کا مرنا جینا اور اولاد ہونی غنی و فقیر ہونا یا فتح و شکست ہونی سو ایسی چیزوں کی خبر کی راہ کیونکر پا سکیں اور اسی طرح جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے اس کو بھی کوئی نہیں جان سکتا کہ ایک ہے یا دو ۔ نر ہے یا مادہ کامل ہے یا ناقص خوبصورت ہے یا بدصورت حالانکہ حکیم لوگ ان سب چیزوں کے اسباب لکھتے ہیں پھر کسی کا حال بالخصوص نہیں جانتے تو اور چیزیں کہ آدمی میں چھپی ہیں جیسے خیالات اور ارادے اور نیتیں اور ایمان اور نفاق تو وہ کیوں کر جان سکیں اور اسی طرح جب کوئی اپنا حال نہیں جانتا کہ کل کو کیا کریگا ۔ تو اور کسی کا کیونکر جان سکے اور جب اپنے مرنے کی جگہ نہیں جانتا تو اور کسی کے مرنے کی جگہ یا وقت کیونکر جان سکے غرض کہ اللہ کے سوا کوئی کچھ آئندہ کی بات اپنے اختیار سے نہیں جان سکتا اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب جو غیب دانی کا دعوی کرتے ہیں کوئی کشف کا دعوی رکھتا ہے کوئی استخارہ کے عمل سکھاتا ہے کوئی تقویم اور پترا لگاتا ہے کوئی رمل کا قرعہ پھینکتا ہے کوئی فال نامہ لئے پھرتا ہے یہ سب جھوٹے ہیں اور دغاباز ۔ ان کے جال میں ہرگز نہ پھنسنا چاہئے لیکن جو شخص آپ دعوی غیب دانی کا نہ رکھتا ہو اور غیب کی بات معلوم کرنے کا اختیار نہ رکھتا ہو ۔ بلکہ اتنی ہی بات بیان کرتا ہو کہ کچھ بات کبھی اللہ کی طرف مجھ کو معلوم ہوتی ہے سو وہ میرے اختیار میں نہیں کہ جو بات میں چاہوں تو معلوم کر لوں یا جب میں چاہا ہوا [illegible] یہ بات ہو سکتی ہے شاید [illegible] ایضاً صفحہ [illegible] تقویۃ الایمان میں مرقوم ہے ۔ اور شرک سب عبادتوں کا نور کھو دیتا ہے اور نجومی اور رمال اور جفار دیکھنے والے اور نامہ لکھانے والے اور کشف اور استخارہ کا دعوی کرنے والے

اس میں داخل ہیں ۔ انتہی ۔

پس تقویۃ الایمان کے اس سچے بیان صاف واضح مطابق آیت قرآن میں کسی کو بشرط ایقان کیا جائے مقال و تردد ہو سکتا ہے اور جو بات کسی نبی یا ولی کو بذریعہ وحی اور الہام حق تعالی کی طرف سے اطلاع دی جاتی ہے جس طرح آیت فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۔ میں مذکور ہوا وہ تعریف صفت علم غیب سے خارج ہے جو حق تعالی کے ساتھ مخصوص ہے نہ اس پر کسی دوسرے کے لئے علم غیب کا اطلاق ہو سکتا ہے ۔ نہ وہ قابل عطا نہ کسی کے اختیار میں ہے جس طرح تعیین علم قیامت کے دن کا چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح سے خود بھی مولوی نعیم الدین نے علم غیب کے یہ معنی نقل کئے کہ جو بے بتائے جانتا ہو وہ علم غیب ہے جو سوائے حق تعالی کے کوئی نہیں جانتا اور جو بتانے معلوم کرانے سے جانتا ہو وہ عالم الغیب نہیں ہو سکتا ۔ علی ہذا تفسیر روح البیان سے بھی یہی واضح ہوا کہ امور خمسہ کے اطلاع کی کنجی حق تعالی نے کسی کے ہاتھ میں عطا نہیں فرمائی کیونکہ علم غیب خاص اللہ تعالی کے لئے ہے ۔ نیز تفسیر احمدی میں جواز اطلاع علوم خمسہ سے جواز امکانی ہے نہ جواز وقوعی شرعی چنانچہ مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا صفحہ ۱۰۵ میں لکھا ۔ کہ علم قیامت کی اطلاع محال نہیں ۔ بعینہ الفاظ تفسیر احمدی میں بعد اس کے مذکور ہے جو مولوی نعیم الدین نے اپنی فریب کاری جعل سازی سے چھوڑ دیا ۔ و قید بعلمہ بعضھم لیخرج مثل علم الساعۃ اور تفصیل اس کی خود تفسیر احمدی صفحہ [illegible] سے اوپر عنقریب ہی گزر چکی کہ امور خمسہ کو کوئی بشر و فرشتہ اور جن نہیں جانتا جو ان کے جاننے کا دعوی کرے وہ بموجب فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھوٹا کذاب و مفتری ہے الخ ۔ پس نصوص قرآن و حدیث کے مقابلہ میں مولوی نعیم الدین کی تاویلات باطلہ مردود ہیں ۔ علی ہذا حضرت عیسی و حضرت زکریا حضرت مریم علیہم السلام کو بشارات قرآن پاک میں اجمالاً فرمائی گئیں جن کی تفصیل کب اور کس جگہ اور کس وقت پیدا ہوں گے ۔ بجز العلم حق تعالی ہے خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا صفحہ ۹ میں تعداد حضرات انبیاء کے بارہ میں اقرار کیا ہے کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے ۔ نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ملفوظ حصہ اول حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ صفحہ ۵ میں ہے ۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں پختہ قبر بنوا کر تیار کر رکھے یہ جائز ہے یا ناجائز ؟ ارشاد ۔ اللہ تعالی فرماتا ہے ۔ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا قبر تیار رکھنے کا شرعاً حکم نہیں ۔ اب تو مولوی نعیم الدین نے اپنی سیاہ باطنی گندہ دہنی بے شرمی بدنصیبی سے اس کو بھی باطل اور خلاف قرآن قرار دے کر اپنا ٹھکانا جہنم میں بقول خود بنا لیا ۔ اور دنیا ہی میں مہر خاتمۃ الارض کی مہر لگ کر شہرت عام ہو چکی ۔ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۲۱ میں تحت حدیث صحیح بخاری اذ جاء اعرابی فقال متی الساعۃ قال اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ فرماتے ہیں

ناگاہ آمد بادیہ نشینے پس پرسید کہ کے خواہد شد قیامت گفت آنحضرت چوں ضائع وہلاک کردہ شود امانت منتظر باش قیامت را یعنی تعیین وقت وے جز علام الغیوب نداند وہیچ کس را بداں راہ ندادہ اند۔

"ناگہاں آیا ایک جنگل کا رہنے والا پس دریافت کیا کب ہوگی قیامت فرمایا آنحضرت صلعم نے جب ضائع اور ہلاک کی جائے امانت منتظر رہ قیامت کا یعنی تعیین اس کے وقت کا سوائے علام الغیوب کے کوئی نہیں جانتا اور کسی شخص کو اس کی راہ نہیں بتائی گئی۔"

ایضاً ص ۱۵۵ میں تحت حدیث صحیح مسلم عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشھر تسألونی عن الساعۃ وانما علمھا عند اللہ ۔ فرماتے ہیں:

گفت جابر شنیدم آنحضرت را کہ مے فرمود پیش از رحلت خود بیک ماہ پرسید مرا از وقت تمام قیامت ونیست علم بہ تعیین وقت آں مگر نزد خداوند عزوجل یعنی از وقت وقوع قیامت کبری می پرسید آں خود معلوم من نیست وآں را بجز خدائے تعالیٰ نداند۔

"کہا جابر نے سنا میں نے آنحضرت صلعم سے کہ فرماتے تھے ایک ماہ پہلے اپنی وفات شریف سے مجھ سے دریافت کرتے ہو تم وقت قائم ہونے قیامت کا اور نہیں ہے علم اس کی تعیین وقت کا مگر نزدیک خداوند عزوجل کے یعنی وقت واقع ہونے قیامت کبری سے دریافت کرتے ہو وہ خود مجھ کو معلوم نہیں ہے اور اس کو سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔"

صحیح بخاری پارہ ۲۳ ص ۱۵۲ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

الناس یصعقون یوم القیامۃ فاکون اول من یفیق فاذا انا بموسی آخذ بقائمۃ من قوائم العرش فلا ادری افاق قبلی ام جوزی بصعقۃ الطور۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ ص)

"لوگ بے ہوش ہو جاویں گے قیامت کے دن پس سب سے پہلے مجھ کو بیہوشی سے افاقہ ہوگا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا پایہ پکڑے ہوئے دیکھوں گا پھر میں نہیں جانتا کہ ان کو بیہوشی سے افاقہ مجھ سے پہلے ہو گیا یا انہیں طور کی بیہوشی کا معاوضہ دیا گیا یعنی وہ بے ہوش ہی نہ ہوئے۔"

ناظرین اہل انصاف پر مولوی نعیم الدین کے دعاوی باطلہ کی فریب کاری بنصوص قرآن پاک اور احادیث صریحہ صحیحہ صحیح بخاری وصحیح مسلم کے مقابلہ میں واضح ہو گئی۔ اگر قرآن وحدیث سے علم غیب خصوصاً علم

قیامت کا سوائے حق تعالیٰ علام الغیوب کے کسی بندہ کو [illegible] ثابت ہوتا تو [illegible]
[illegible] میں [illegible] ایام نزول [illegible]
پر مطلع فرمایا جاتا تھا اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء بہ اکمال الابلاغ ہو گئیں ہمارا مدعا یہ ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس عالم سے تشریف لے جانے کے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا" آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وقت قیامت تعلیماً کبھی معلوم تھا"

پس بعد ختم نزول قرآن پاک کے پھر کیا اپنی کسی پوتھی سے ثابت کرکے اپنے گورنر سنتوں میں مقبول کرایا جاوے گا؟ قرآن سے تو اس بہانہ سے دست برداری ہوئی اور حدیث صحیح مسلم سے ایک ماہ قبل از وفات شریف عدم علم قیامت صراحۃً ثابت ہو چکا۔ حتی کہ حدیث صحیح بخاری سے قیامت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کیفیت بیہوشی کا صراحۃً عدم علم ثابت ہے۔ اب اس کے بعد پہاڑ سر پر رکھ کر لوہے ہی کے چنے چبانے پڑیں گے۔

بحث استخارہ مسنونہ وبدعیہ

علی ہذا کشف اور استخارہ بطریق مسنون حق تعالیٰ سے طلب استعانت واستمداد ہے جو حدیث میں وارد ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۶ میں دعا اور استخارہ بحدیث صحیح بخاری حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم فرماتے تھے:۔

اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب۔ اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او قال فی عاجل امری وآجلہ فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی

"یا اللہ تحقیق میں طلب خیر کرتا ہوں تجھ سے ساتھ علم تیرے کے اور طلب قدرت کی کرتا ہوں اوپر پانے خیر کی اور حاصل کرنے کی بواسطہ قدرت تیری کے اور سوال کرتا ہوں تجھ سے فضل تیرے سے کہ بڑا ہے پس تحقیق تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہی جاننے والا غیبوں کا ہے یا اللہ اگر تیرے علم میں ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے میرے دین میں اور میری معاش دنیا میں اور میری زندگانی میں یا فرمایا میرے اس جہان میں اور اس جہان میں پس مہیا کر دے میرے لئے اور آسان فرما دے اور اگر تیرے علم میں ہے کہ یہ کام میرے لئے بد

فی دینی و معاشی و عاقبۃ امری وقال فی عاجل امری واجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ قال ویسمی حاجتہ

اگر تیرے علم میں یہ کام برا ہے میرے دین میں اور میری معاش دنیا میں اور میری زندگانی میں یا فرمایا میرے تھوڑے جہان میں اور اس جہان میں پھیر دے اس کو مجھ سے اور پھیر دے مجھ کو اس سے اور مہیا فرما دے میرے لئے بھلائی جہاں ہو پھر راضی کر دے مجھے اس کے ساتھ فرمایا اور نام لیوے اپنی حاجت کا۔"

مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۱ ص۵۹۰ میں درباب استخارہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے فرماتے ہیں۔

و تردد باشد در خیریت آں و اگر خیر محض باشد استخارہ در وے باعتبار تعیین وقت خاص یا حالتے مخصوص خواہد شد۔

"استخارہ اس وقت ہوگا جبکہ اس امر کی خیریت میں تردد ہو لیکن جو وہ امر محض خیر ہو وے تو اس میں استخارہ باعتبار تعیین وقت خاص کے یا کسی حالت مخصوص کے کیا جاتا ہے۔"

اس سے واضح ہوا کہ تردد کی صورت میں استخارہ ہوتا ہے نہ کہ ارادہ کرنا استخارہ سے کسی امر کے معلوم کرنے کا۔ یہ ہے استخارہ اہل توحید کے لئے جس میں بندہ کی عاجزی طلب خیر میں اپنے مولی مالک حقیقی، علام الغیوب ہی سے ہے، جو محض حق تعالی کے فضل سے ہے نہ کسی کے اختیاری امر سے جو اس کا دعوی کیا جاوے۔ جو لوگ اپنے جہل سے بذریعہ عملیات نامشروعہ اور استخاروں کے برخلاف طرز سنت کر کے حق تعالی کے سوا دوسروں کو عالم الغیب جان کر ان سے استعانت چاہتے ہیں۔ اور مانند دیگر لسو رمل فالنامہ وغیرہ کے ذریعے سے علم غیب کے مدعی بنتے، جاہلوں کو بہکاتے اور گمراہ کرتے پھرتے ہیں ایسے لوگ شرک اور گمراہی میں مبتلا ہو گئے دغاباز ہیں۔ چنانچہ صاحب قاموس جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی [illegible] ص۱۳ میں مستند مانتے ہیں۔ اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں رح جنکو مولوی صاحب بریلوی حیات الموات میں ممدوح و مستند لکھتے ہیں سفر السعادت فارسی ص۱۳۷ اور معمولات مظہری ص۹۳ میں فرماتے ہیں

چوں عادت اہل جاہلیۃ آں بود کہ چوں قصد سفرے یا کارے کردند استقسام بازلام کنند و تطیر و عبارات و فال و تطیر [illegible]

"اہل جاہلیت کی چونکہ یہ عادت تھی کہ جب ارادہ سفر یا کسی کام کا کرتے تو پانسے ڈالتے اور اڑاتے تھے [illegible] فال اور شگون لیتے اور ان کے مانند امور کرتے جو

[illegible] اہل جاہلیت [illegible] است صاحب شرع صلی اللہ علیہ وسلم تعویض کرد آنرا بتوحید و افتقار و عبودیت و توکل و سوال رشد و فلاح از رب مطلق کہ از مہ جمیع زمام خیرات در دست قدرت اوست۔

[illegible] اہل عرب اکثر کرتے ہیں صاحب شرع صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بدلا فرمایا توحید اور طلب حاجات اور عبادت و توکل اور سوال رشد اور فلاح کا حق تعالی مطلق بخشنے والے ہی سے کہ تمام بھلائیاں اسی کے دست قدرت میں ہیں۔"

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح البلاغ المبین ص۳۳ میں فرماتے ہیں

و ہم ازین قبیل استخارہ ہا بنام پیران مقررہ نمودہ اند و احوال خیر و شر را از امور دنیا بداں استخارہ ہا از ارواح بزرگان می پرسند۔

[illegible] اسی سے بہت سے استخارے پیروں کے نام سے مقرر کر رکھے ہیں اور احوال خیر و شر کو دنیوی امور میں بذریعہ ان استخاروں کے بزرگوں کی ارواح سے دریافت کرتے ہیں۔"

اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح تحفہ اثنا عشریہ ص۲۱۷ میں فرماتے ہیں۔

و شگون نیک و بد و استخارہ و فال نزد ایشاں حکم وحی منزل من السماء دارد۔

"شگون نیک و بد اور استخارہ اور فال کا ان رافضیوں کے نزدیک نازل شدہ وحی آسمانی کا حکم رکھتا ہے۔"

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی تمہید ایمان ص۳۲ میں لکھتے ہیں "عمرو نجومی ہے۔ رمال ہے۔ سامندرک جانتا ہاتھ دیکھتا ہے۔ کوے وغیرہ کی آواز حشرات الارض کے بدن پر گرنے کسی پرندے یا وحشی چرندے کے داہنے یا بائیں نکل کر جانے۔ آنکھ یا دیگر اعضاء کے پھڑکنے سے شگون لیتا ہے۔ پانسہ پھینکتا ہے۔ فال دیکھتا ہے۔ حاضرات سے کسی کو معمول بنا کر اس سے احوال پوچھتا ہے۔ مسمریزم جانتا ہے۔ جادو کی میز۔ روحوں کی تختی سے حال دریافت کرتا ہے۔ قیافہ داں ہے۔ علم زائچہ سے واقف ہے۔ ان ذرائع سے اسے غیب کا علم قطعی یقینی ملتا ہے۔ یہ سب ہی کفر ہیں یعنی جبکہ ان کی وجہ سے غیب کے علم قطعی یقینی کا ادعا کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کوئی نجومی یا کاہن کے پاس آیا اور اس نے جو کچھ کہا اس کی تصدیق کی تو اس نے کفر کیا اس کا جو کچھ نازل ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر (رواہ احمد والحاکم بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ) [illegible] امام احمد و ابی داؤد نے انہیں سے رضی اللہ تعالی عنہ روایت کی ہے پس تحقیق بری ہے [illegible]

جو نازل ہوا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر انیز مولوی صاحب بریلوی کی لستان الاینقہ فی شادی اخرالقہ رضوی پریس بریلی کے ص۲۱ میں لکھتے ہیں قرآن عظیم سے فال دیکھنے میں ائمہ مذاہب اربعہ کے چار قول ہیں بعض حنبلیہ مباح کہتے ہیں اور شافعیہ مکروہ تنزیہی اور مالکیہ حرام اور ہمارے علمائے حنفیہ فرماتے ہیں ناجائز و ممنوع و مکروہ تحریمی ہے۔ قرآن عظیم اس لئے نہ اتارا گیا ہمارا قول قول مالکیہ کے قریب ہے بلکہ عند التحقیق دونوں کا ایک حاصل ہے شرح فقہ اکبر میں ہے" الخ نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظ سوم انڈیا پریس لکھنؤ مٹلہ میں مرقوم ہے "حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جاسکتا صحابہؓ نے عرض کیا

ولا انت یارسول اللہ قال ولا انا — آپ بھی نہیں یارسول اللہ" ارشاد فرمایا۔

الا ان یتغمدنی برحمتہ — "اور میں بھی جبتک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے"

گناہ نہ بھی استحقاق کس بات کا ہے دنیا ہی کا قاعدہ دیکھئے اگر اجیر ہی مزدوری کرے گا اجرت پائیگا اور اگر عبد ہے مملوک ہے کتنی ہی خدمت کرے کچھ نہ پائے گا ہم سب تو اسی کی مخلوق و مملوک ہیں اس کی رحمت ہی رحمت ہے آپ ہی بندوں کو توفیق دے آپ ہی ان کو اسباب دے آپ ہی آسان فرمایا اور فرماتا ہے بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا نعم العبد کیا اچھا بندہ ہے ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کتنے عرصہ تک بلا میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا جب اس سے نجات ہی عرض کیا الٰہی میں نے کیسا صبر کیا ارشاد ہوا اور توفیق کس گھر سے لایا ایوب علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے سر پر خاک اڑائی عرض کیا بیشک اگر توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں سے کرتا"

پس ناظرین اہل دیانت کے لئے جس طرح استخارہ مسنونہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل توحید متبعین سنت کے لئے تعلیم فرمانا ثابت ہوا جس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت و التجا ہے اسی کے لئے تمام علوم غیب ثابت ہیں دیگر ہیچ۔ نہ کسی کا اس میں اختیار ہے نہ دعویٰ نہ استحقاق اسی طرح برخلاف اس کے تمام گور پرستوں مبتدعین کے عقائد باطلہ دعویٰ استخارہ تراشیدہ علم غیب علمائے غیر اللہ وغیرہ کا کفر و شرک اور اس کے فاعل کا جھوٹا دغاباز ہونا اظہر من الشمس واضح ہو گیا اور یہی مقصد ہے صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کا مطابق کلام اپنے جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہ علمائے کرام مگر مولوی نعیم الدین کے نزدیک استخارہ مسنونہ کو معاذ اللہ جھوٹا بتایا جانے کا بہتان۔ حالانکہ خود مولانا شہید مرحوم ایضاح الحق ص۲۵ میں منجملہ امور سنت کے فرماتے ہیں۔

وتقدیم استخارہ و خطبہ بر سائر امور عظام واشال آن از امور یکہ برائی تولیہ امور دیگر مشروع است

"مقدم کرنا استخارہ اور خطبہ کا تمام بڑے بڑے کاموں پر اور ماننداِن کاموں کے کہ واسطے تمہید دوسرے کاموں کے شروع ثابت ہے"

مگر حیف ہے مولوی نعیم الدین کی فریب کاری، بہتان بندی اور سیاہ باطنی پر کہ مولانا شہید مرحوم امام الموحدین سردار محدثین سرتاج صوفیائے سالکین اہل الیقین پر مخالفت حدیث استخارہ کا اتہام عظیم باندھا گیا جو سراسر ظلم عظیم ہے ہرگز کسی موحد متبع سنت اہلحدیث خصوصاً حضرت مولانا موصوف شہید مرحوم کی یہ شان نہیں ہو سکتی کہ کسی حدیث صحیح صریح کی مخالفت اس سے سرزد ہو سکے کیونکہ اسی پر بنا ایمان ہے چنانچہ مولانا شہید مرحوم شرح تقویۃ الایمان ص۲ میں فرماتے ہیں"

"سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ رسول کے کلام کو اصل رکھیے اور اس کی سند پکڑیے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے اور قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کیجئے اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ پکڑیے اور جو رسم اس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دیجئے"

نیز مولانا شہید مرحوم ایضاح الحق ص۱۲۵ میں فرماتے ہیں

در باب اثبات تعلق رضائے حضرت حق یا سخط او تعالیٰ بہ نسبت چیزے یا از کلام الٰہی کتاب منزل میباید یا از کلام معصوم حدیث مسلسل اھ

"در باب ثابت کرنے تعلق رضائے حق تعالیٰ یا اس کے غضب کے بہ نسبت کسی چیز کے یا کلام اللہ کتاب نازل شدہ سے ہونا چاہیے یا کلام معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث مسلسل سے"

نیز مولانا شہید مرحوم صراط مستقیم ص۱۷ میں فرماتے ہیں۔

براتباع شریعت وکمال وفور رغبت بر موافقت سنت و شدت نفرت از ملابست بدعت و قوت اعتصام بحبل اللہ المتین یعنی اقتدائے ظاہر و باطن بکتاب مبین و سنت رسول امین و کثرت مراجعت بجوئی حضرت حق جہت لبستن واعتقاد و تعظیم شعائر او لاسیما شرع کہ اعظم الشعائر است درست کردن

"محبت ایمانی کا مقتضا یہ ہے کہ شریعت کا اتباع اور کمال درجہ رغبت موافقت سنت پر اور سخت درجہ نفرت بدعت سے اور قوت کے ساتھ مضبوط پکڑنا اللہ کی رسی کو یعنی اقتدا کرنا ظاہر و باطن سے کتاب اللہ المبین اور سنت رسول امین صلعم کی اور کثرت سے رجوع کرنا حضرت حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے چست باندھنا اور اعتقاد و تعظیم حق تعالیٰ کے شعائر یعنی اس کی طرف منسوب شدہ چیزوں کی خصوصاً شرع شریف کی کہ اعظم شعائر ہے

ایضاً ص۱۱۳ میں مرقوم ہے

چونکہ محیا و ممات مرد مسلمان بطرز سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بودن علامت کمال ایمان است۔

"زندگی اور موت مرد مسلمان کی بطرز سنت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہونا علامت کمال ایمان کی ہے"

نیز مولانا شہید مرحوم منصب امامت ص۱۰۳ میں فرماتے ہیں

وازانجملہ ثبوت الحکم شرعی ست با مراد یعنی چنانکہ در فعلے از افعال و قولے از اقوال ہزار منافع و مضار بدرک شد و لصد وجہ حسن و قبح عقلاً در ثابت شود اما تا وقتیکہ کتاب منزل یا نبی مرسل بر لزوم یا منع او دلالت نداشتہ باشد وجوب یا حرمت آن قول فعل شرعاً ثابت نمی توان شد۔

"منجملہ ان کے ثبوت حکم شرعی کا اس کے اسے ہونا یعنی جس طرح کسی فعل میں افعال سے اور کسی قول میں اقوال سے ہزار منافع اور مضار سمجھے جاویں اور سو وجہ سے حسن و قبح عقلاً اس میں ثابت ہوویں مگر تا وقتیکہ کتاب اللہ منزل یا نبی مرسل اس کے لزوم یا منع پر دلالت نہ رکھتا ہووے وجوب یا حرمت اس قول و فعل کا شرعاً ثابت نہیں ہو سکتا"

نیز مولانا شہید مرحوم تنویر العینین ص۱۲ میں فرماتے ہیں

ان ما ثبت منہ صلی اللہ علیہ وسلم یلزمنا اتباعہ ما لم یقم دلیل علی نسخہ

"جو ثابت ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لازم ہے ہم پر پیروی اس کی جب تک کہ قائم نہ ہو کوئی دلیل اس کے منسوخ ہونے پر"

مؤلف طیب البیان کی متضاد باتوں کے چند نمونے

اگر برخلاف اس کے معتقدین گور پرستوں کو اپنی شکم پروری دنیا طلبی کی بدولت شرک و بدعات بیہودہ رسم و رواج کے سبب توحید و سنت اور قرآن و حدیث سے اعراض و مخالفت اور اہل حق موحدین متبعین سنت سے ہمیشہ بغض و عناد ہی رہا ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا حق و باطل کا آشکارا تماشا دیکھ کر انصاف و دیانت سے ان میں امتیاز کیجئے۔ بالفعل صرف ایک ہی مسئلہ نمونۃً حسب ذیل ہے۔ مولوی نعیم الدین نے اول ۱۳۳۰ھ میں رسالہ "فیضان رحمت" شائع کیا جس کے ص۲۰ میں لکھا۔

"قاعدہ اصولیہ ہے کہ رسول اکرم کے جس فعل کی صفت ہم کو معلوم نہ ہو کہ آنحضور کی بہ نسبت واجب یا مستحب یا مباح ہے تو ہم یقین کرتے ہیں کہ ادنیٰ درجہ اس فعل کا اباحت ہے اور پیروی

اس فعل کا افضل ہے اور تمسک و عمل اس پر واجب ہے یہاں تک کہ دلیل خصوصیت قائم ہو۔ اس لئے کہ رسول اکرم نے فعل حرام اور مکروہ نہیں کیا ہے۔ اس فعل میں نبی مقتدا ہیں اور امت ان کی تابعدار یعنی امت بھی وہی فعل کرے گی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ملخصاً"

اور ثانیاً ۱۳۵۲ھ میں رسالہ "فوائد النور" شائع کیا جس کے ص۱۱۱-۱۱۲ میں لکھا کہ

"نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے افعال شریفہ کا ادنیٰ مرتبہ اباحت ہے جبتک اور کوئی شرعی دلیل خصوصیت پر قائم نہ ہو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ کسی فعل کو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے لئے ناجائز قرار دینا بجا نہیں۔ کیونکہ زید عمر و بکر کا کسی فعل کو آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مختص کہہ دینا دلیل خصوصیت نہیں جب تک کہ اس کی تخصیص آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دلائل شرعیہ سے نہ ثابت ہو۔ تو جب تک دلیل خصوصیت قائم نہ ہو حضور کے افعال شریفہ کے ساتھ تمسک واجب ہوگا۔ کیونکہ حضور کا اتباع لازم ہے ہم تو حضور ہی کو مقتدا جانتے ہیں اور حضور ہی کے افعال شریفہ کا اتباع کرتے ہیں۔ حدیث دیکھتے ہوئے زید عمر و بکر کے اقوال تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ یہ کچھ کام نہ آئے گا رسول کریم افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا اتباع کیجئے۔ آں سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہونا کافی نہیں اگر اور لوگوں سے ثابت ہوتا تو مان لیتے۔ انتہیٰ ملخصاً"

مؤلف طیب اور مسئلہ رفع یدین

پھر اسی قاعدہ اصولیہ کے ماتحت خود ہی رسالہ فیضان رحمت ص۲۲ میں لکھا "ہدایہ والے نے یہ حدیث نقل کی۔

"نہ اٹھائے جاویں ہاتھ مگر سات جگہ تکبیر افتتاح۔ قنوت۔ عیدین۔ بوسہ حجر اسود۔ صفا و مروہ۔ عرفات۔ جمرات۔ اور فتح القدیر میں مسطور ہے کہ محال ہے کہ یہ حدیث صحیح ہو اس لئے کہ رفع یدین حدیثوں میں سوا ان سات جگہ کے متواتر وارد ہے"

پس جو دلیل اصل استدلال منقول مذہبی صاحب ہدایہ ممانعت رفع یدین میں حنفیہ کی جانب سے پیش کی جاتی تھی اس کو مولوی نعیم الدین نے پہلے ہی محال و نامقبول بتا کر احادیث رفع یدین کے متواتر ہونے پر تسلیم خم کر لیا جس کا انکار حسب تصریح فقہاء و ائمہ کرام کفر ہے چنانچہ فقہ اکبر وغیرہ میں مرقوم ہے۔ مگر پھر بد نصیب کا باوجود اقرار سنیت رفع یدین متواترہ ثابت ہونے کے کم جاننا اور سنت رفع یدین کا مضحکہ توہین کے ساتھ اڑانا بجز عناد قلبی احادیث کے اور کیا معنی

رکھا ہے چنانچہ ۱۳۵۸ھ کا ایک فتویٰ قلمی اسی مولوی نعیم الدین کا مع اس کے حواریوں کے در بارہ انکار سنیت رفع یدین ہمارے پاس موجود ہے جس سے عناد قلبی و نفاق جلی نسبت توہین حدیث و سنت صراحۃً واضح ہے۔ اور بصورت رسالہ تنبیہ الامام اس کا رد مطبوع ہو کر ۱۳۶۲ھ میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ جس کے مختصر الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"تقلید ائمہ چھوڑ کر رفع یدین کرنا اشد کبیرہ و سخت حرام ہے" "رفع یدین منسوخ و ممنوع اور اس کا مجوز تقلید ائمہ سے خارج" "شوخ گھوڑوں کی طرح پونچھیں ہلانا" "اللہ سبحانہ جزا خیر دے اس پاک دین مسلمان کو جس کے قلب کو غیر مقلدین کا رفع یدین کرنا گوارا نہ ہوا اور اس نے مکھیاں اڑانے سے تشبیہ دی حضور اقدس علیہ الصلاۃ والتسلیمات کو جس چیز سے نفرت تھی اس کے قلب کو بھی اس سے نفرت ہوئی" "جس شخص نے مکھیاں اڑانے سے تشبیہ دی وہ رفع یدین کی سنیت کا قائل کب ہے مکھیاں نہیں اڑاتے تو جھنجھلاہٹ کیوں ہے غیرت کلساپ کو ناگوار سہی لیکن سنئے کہ شریر ٹٹو کی طرح پونچھیں ہلاتے ہیں" "استخفاف سنت بیشک کفر ہے مگر یہاں سنت ہی کہاں استخفاف کا الزام اس شخص پر جس نے مکھیاں اڑانے سے تشبیہ دی محض باطل ہے تقلید ائمہ سے خارج ہو کر رفع یدین کرنا آمین کہنا سخت قبیح ناجائز ہے۔ کتبہ محمد نعیم الدین"

پس کجا وہ دعویٰ اتباع اور ثبوت سنیت رفع یدین کا متواتر ہونا اور رفع یدین نہ کرنے کے ثبوت کا محال بتایا جانا۔ اور حدیث دیکھتے ہوئے زید عمر و بکر کے اقوال کچھ کام نہ آئے گا۔ اور کجا یہ انکار و توہین سنت رفع یدین کا ظلمت تقلید کے پردہ میں کرنا۔ یادہ شورا شوری اور پھر یہ بے نمکینی۔ استغفر اللہ من ہذا النفاق والحق حب الدنیا راس کل خطیئۃ ہمیں اس مقام پر ثبوت و عدم ثبوت سنیت رفع یدین سے چنداں بحث نہیں۔ کیونکہ یہ مبحث علم غیب ہے۔ مگر جبکہ مولوی نعیم الدین نے خود ہی رفع یدین کا ثبوت احادیث متواترہ سے ہونا پہلے تسلیم کر کے فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب الاتباع بتایا اور آپ کے کسی فعل کی طرف نسبت حرام و مکروہ ہونا تو کجا امت کے لئے بھی ناجائز قرار نہیں دیا۔ پھر اس اخیری فتویٰ میں تقلید کی آڑ میں جو کچھ عناد و بغض حدیث اور طریقہ سنت سے گور پرستی و دنیا طلبی کی بدولت تھا سب ظاہر ہو گیا۔ اور اپنی کور باطنی اور شقاوت قلبی سے یہ نہ جان سکا کہ یہ تقلید کورانہ مثل تار عنکبوت ہے کوئی مستحکم دیوار نہیں ہے بلکہ نہایت بودا مکڑی کا جال ہے جو پھونک سے فنا فنا ہو جاتا

ہے چنانچہ مولوی نعیم الدین نے فیضان رحمت ص۵۲ اور فرائد النور حاشیہ ص۱۸ میں کتاب رد المحتار کی تعریف و توصیف یہ کی ہے کہ شامی تمام اہل سنت و جماعت کی بہت معتبر کتاب ہے اور علماء ہند وغیرہ کا اس کی روایتوں پر عمل ہے۔ "رد المحتار در مختار کا نفیس تر حاشیہ فقہ کی کمال معتبر کتاب علامہ ابن عابدین شامی کی مصنفہ ہے ۱۲ منہ"

فتاویٰ شامی کی تصریحات در بارہ توہین سنت و رد تقلید

لہٰذا اسی کتاب کے چند حوالے انکار و توہین سنت کے کفر ہونے اور ظلمت تقلید کی برائی میں جس کو حدیث سے روکنے کے لئے سد راہ بنایا جاتا ہے بصورت تراجم ہدیہ ناظرین ہیں۔ رد المحتار ج اول ص۳۱ میں مرقوم ہے۔

"سوا کتاب اللہ اور سنت کے کسی کا قول واجب الاتباع نہیں" "ایضاً ص۵۲ "چاروں اماموں سے منقول ہے کہ جب صحیح حدیث ہو اور مذہب کے خلاف ہو تو حدیث ہی پر عمل کیا جاوے یہی اس کا مذہب ہوگا۔ حدیث پر عمل کرنے سے حنفیت سے خارج نہ ہوگا۔ کیونکہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ چاروں اماموں نے فرمایا حدیث صحیح ملے تو وہی ہمارا مذہب ہے" "ایضاً ص۴۸ "جو بات بلا معارض صحیح حدیث میں وارد ہو لیں وہی امام کا مذہب ہے اگرچہ نام لے کر وہ بات امام نے نہ بتائی ہو" "ایضاً ص۲۳۰ ج۴ و ۵۱ "صحیح یہ ہے کہ لازم جاننا مذہب کسی امام معین کا انسان پر ضروری نہیں ہے" "ایضاً ص۲۱۹ "جو شخص سنت کو جو دلائل سے ثابت و معتبر ہے برحق نہ جانے بلکہ جانے انکار کرے ثابت و معتبر نہ جانے تو یہ کفر ہے" "ایضاً ص۲۲۰ "پس نکال تو اپنے نفس کو ظلمت تقلید سے اور آ روشنیوں میں سنت کی" "ایضاً ص۲۷ ج۴ "منجملہ علامات اہل بدعت کے انکار کرنا احادیث صحیحہ کا ہے"

فتح المبین اور مسئلہ تقلید

علیٰ ہذا فتح المبین جس پر اکابر علماء حنفیہ خصوصاً مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی تصدیقات درج ہیں جو معتمد و مسلم خود مولوی نعیم الدین کے ہیں لہٰذا اس کے بھی چند مواقع حسب ذیل ہیں۔ فتح المبین ص۱۲ میں مرقوم ہے۔

"کوئی حنفی اس کا قائل نہیں کہ فقہ پر چلنا فرض اور حدیث پر جائز نہیں" "ایضاً ص۱۵ "اگر ہر مسئلہ میں امام صاحب کے قول پر تقلید واجب جانتے تو کوئی مسئلہ امام صاحب کا غیر مفتی بہ نہ ہوتا حالانکہ ایسا نہیں" "ایضاً ص۲۳ [illegible]

جاتے محققین حنفیہ نے جس مسئلہ میں ان کو خلاف حدیث معلوم ہوا ترک کر دیا (۱) ایضاً صـ۳۳
مجو مسائل صریح قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہوتے ہیں ان میں تقلید محض بے اصل اور لغو ہے"
ایضاً صـ۳۵ حاصل کلام یہ ہے کہ جو شخص واقف سنت ہو اس کو حنفی یا شافعی بننا ضروری نہیں"
ایضاً صـ۳۲ جن مسائل میں صریح حدیث موجود ہو ان میں احتیاط اور عدم احتیاط سے کیا علاقہ"
اور خود مولوی نعیم الدین نے بغرائے دروغ گو را حافظہ نباشد الکلمۃ العلیا میں لکھا ہے۔

"غیر مجتہد یعنی مقلد صریح آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کر سکتا ہے اور کہیں اس کی ممانعت نہیں"

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

پس ان چند حوالہ جات مسلمات خود مولوی نعیم الدین سے تقلید ناسدید خصوصاً تقلید شخصی کا بے اصل ہونا قرآن وحدیث کی صراحت کے ہوتے ہوئے اہل انصاف پر بخوبی روشن ہو گیا باقی بحث تقلید کی بتفصیل تمام شروع کتاب مولوی نعیم الدین کے صـ۵-۱۰ کے جواب میں مع اصل عبارات ردالمحتار وفتاوی رضویہ ج اول مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی وغیرہ سے گذر چکی من شاء فلیطالعہ

پھر کس طرح کوئی اہل ایمان قرآن وحدیث کی تصریح ہوتے ہوئے پابند کسی کی تقلید کا ہو سکتا ہے بجز اس کے کہ الفاظ توہین نسبت سنت خصوصاً سنت متواترہ کے ساتھ لکھنے والا کافر مرتد بے ایمان ہو یہ کسی ایمان والے کا کام نہیں ہو سکتا عمل بالحدیث خصوصاً سنت رفع یدین میں علماء امت میں کس کس کو خارج از تقلید اور گمراہ مرتکب کبیرہ اور حرام کا بنا پر بدنصیب خود کس شمار میں ہوگا۔

تواتر احادیث رفع الیدین

حالانکہ علامہ محدث مجد الدین صاحب قاموس جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی امام مستند مان چکے ہیں وہ باب رفع یدین سفر السعادت صـ۱۵ میں فرماتے ہیں۔

واز کثرۃ رواۃ ایں معنی متواتر ماندہ ست	اور کثرت راویوں کے سبب بات تواتر کو پہنچی ہے چار سو
چہار صد خبر واثر دریں باب صحیح شدہ	خبر و آثار اس باب میں صحت کو پہنچے اور عشرہ مبشرہ نے وہ
وعشرہ مبشرہ روایت کردہ لایزال بریں	دس صحابہ جن کو بشارت جنت کی دی گئی روایت کیا ہے
کیفیت بود تا ازیں جہان رحلت کرد	ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے رہے حتی
وغیر ایں چیزے ثابت نشدہ	کہ اس جہان سے رحلت فرمائی اور اس کے سوا کچھ ثابت نہیں ہوا"

علی ہذا صاحب سفر السعادت مرحوم کے تلمیذ رشید امام حافظ ابن حجر عسقلانی مستند مولوی احمد رضا فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ اول صـ۲۰۱ میں بجملہ شمار احادیث متواترہ کے فرماتے ہیں۔ ورفع الیدین والشفاعۃ والحوض ورؤیۃ اللہ فی الآخرۃ والائمۃ من قریش وغیر ذلک واللہ المستعان نیز فتح الباری پارہ ۳ صـ۱۷۶ میں رقم فرماتے ہیں یعنی کہا ربیع نے کہا میں نے امام شافعی رح سے رفع یدین کے کیا معنی ہیں کہا اللہ کی تعظیم اور اتباع سنت اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نقل کیا ابن عبد البر نے کہ روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا رفع یدین نماز کی زینت میں سے ہے۔ روایت ہے امام مالک سے کہ ابن عمر جب کسی کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفعیدین کرتے نہ دیکھتے تو اس کو کنکریوں سے مارتے۔ امام بخاری نے جزء رفعیدین میں حسن اور حمید بن ہلال سے نقل کیا کہ صحابہ رفعیدین کیا کرتے تھے کہا بخاری نے اور نہیں استثناء کیا حسن نے کسی ایک کو بھی۔ اور کہا محمد بن نصر مروزی نے متفق ہوگئے تمام شہروں کے علماء رفع یدین کی مشروعیت پر سوائے اہل کوفہ کے۔ اور نقل کیا بخاری نے حدیث ابن عمر کے بعد اپنے شیخ علی بن مدینی سے کہا حق ہے مسلمانوں پر کہ رفع یدین کریں رکوع میں جانے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت بسبب حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے۔ اور تحقیق کہا بخاری نے جزء رفع یدین میں جس نے گمان کیا کہ رفع یدین بدعت ہے پس تحقیق طعن کیا صحابہ پر کیونکہ نہیں ثابت کسی ایک سے بھی ان میں سے ترک کرنا رفعیدین کا کہا اور نہیں ہیں سندیں اصح رفعیدین کی سندوں سے انتہی واللہ اعلم۔ اور بخاری نے سترہ صحابہ سے روایت رفعیدین کی ہے اور حاکم و ابو القاسم بن مندہ نے عشرہ مبشرہ سے اور ہمارے شیخ ابو الفضل حافظ کے تلاش کرنے پر پچاس صحابہ کا روایت کرنا ملا۔ انتہی ما فی فتح الباری شرح صحیح البخاری۔

علی ہذا فرمایا امام بخاری رح نے جزء رفع یدین میں "منکر سنیت رفعیدین کا بدعتی دشمن الحدیث ہے طعن کرنے والا سلف پر اور جو ان کے بعد ہیں اور حجاز اور مکہ اور مدینہ والوں پر اور بہت اہل عراق اہل شام اہل یمن اور علماء اہل خراسان جہاں میں سے ابن مبارک پر حتی کہ ہمارے شیخ عیسی بن موسیٰ اور ابو احمد اور کعب بن سعید اور حسن بن جعفر اور محمد بن سلام اور علی بن حسن اور عبد اللہ بن عثمان اور یحییٰ بن یحییٰ وصدقہ اور اسحاق اور تمام اصحاب ابن مبارک پر اور ثوری اور وکیع پر۔"

اسی لئے فتاوی عالمگیری جلد دوم صـ۹۴ میں مرقوم ہے

او لم یرض بسنۃ من سنن المرسلین فقد کفر۔	"یا خوش نہ ہوا کسی سنت سے رسولوں کی سنتوں میں سے پس تحقیق اس نے کفر کیا۔"

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر صـ میں فرماتے ہیں

وفی الخلاصۃ من رد حدیثا قال بعض مشائخنا یکفر وقال المتاخرون ان کان متواترا کفر اقول ھذا ھو الصحیح الا اذا کان رد حدیث الاحاد من الاخبار علی وجہ الاستخفاف والاستحقار والانکار	خلاصہ میں ہے جس نے رد کیا حدیث کو کہا ہمارے بعض مشائخ نے کہ اس نے کفر کیا اور کہا متاخرین نے اگر حدیث متواتر ہو تو کفر ہے اور یہی صحیح ہے مگر جس وقت کہ رد کرے حدیث خبر واحد کو بوجہ استخفاف و حقارت وانکار کے تو مطلقاً کفر ہوگا۔"

پس مولوی نعیم الدین کا احادیث رفع یدین کو متواتر مان کر اور استخفاف سنت کو بیشک کفر کہہ کر بھی الفاظ خبیثہ مردودہ نکالنے اور انکار کر جانے اشد کبیرہ سخت حرام کہنے ٹٹوؤں کی طرح پوچھیں ہلانے سے تشبیہ دینے باعث نفرت ناگوار جاننے پر۔ اگر آسمان سے آگ اور پتھر برسیں تو کم ہیں، عذاب یوم القیامت اس کے علاوہ سخت اور ذلت کی مار ہے۔ بیشک یہ کسی ایمان والے کا کام نہیں کافر و مردود ہی کا شیوہ ہو سکتا ہے ہرگز کسی امام مجتہد اہل سنت نے اس قسم کے بیہودہ ناپاک الفاظ رفع یدین کے بارہ میں استعمال نہیں فرمائے پس حدیث و سنت کی توہین کر کے مولانا شہید مرحوم کو جھوٹا دغاباز جاننے والے کا خود اپنا ہی جھوٹا دغاباز فریب کار و مکار ہونا کما حقہ واضح طور پر ثابت ہو گیا۔

قولہ صـ ۱۹۶ و ۱۹۷۔

آیت وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ الآیۃ کی بحث

تقویۃ الایمان صـ میں ہے آیت

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ	اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اس شخص سے کہ پکارتا ہے سوا اللہ کے ان لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ اس کے پکارنے سے غافل ہیں۔"

آیت لکھنا اور اس کے معنی بگاڑنا قرآنی آیتیں پیش کر کے مغالطہ دینا کتنا بڑا جرم ہے اور کیسی سیاہ دلی ہے اس آیت کو نفی علم غیب کی دلیل بنا کر پیش کیا ہے مگر آیت میں کوئی بھی اس کا ذکر نہیں انبیاء و اولیاء کے علم عطائی کی نفی پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ آیت میں موجود نہیں اور حیادار نے اس مدعا کے لئے بے دریغ آیت لکھ ڈالی کیسی جرأت ہے۔ ایک تحریف تو یہ کہ یدعون اور دعا دونوں لفظوں کا ترجمہ پکارنا کیا ہے باوجودیکہ آیت میں یہ لفظ دونوں جگہ عبادت کے معنی میں ہے دوسری تحریف یہ ہے کہ من لا یستجیب سے معاذ اللہ اہل اسلام اور بزرگان دین مراد لئے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو

بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں۔ تقویۃ الایمان صـ ۱۲ باوجودیکہ آیت میں بت مراد ہیں یہ دونوں باتیں تفاسیر میں صاف موجود ہیں۔ تفسیر جلالین صـ میں ہے۔ استفہام بمعنی نفی کے ہے یعنی اس سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں جو اللہ کے سوا ایسوں کی عبادت کرے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور وہ بت ہیں جو اپنے پرستاروں کے کسی سوال کا جواب نہیں دیں گے اور وہ ان کی عبادت سے غافل و بے خبر ہیں کیونکہ وہ بے عقل پتھر ہیں۔ بے دین نے قرآن پاک کا غلط ترجمہ کر کے خلق کو گمراہ کرنا چاہا اللہ تعالیٰ پر افترا کیا جو حکم بتوں پر تھا وہ بزرگوں کی طرف نسبت کیا یہ ظلم ڈھائے ایسی مکاریوں سے وہابی دین کی بنا ڈالی تفسیروں کو چھوڑا اس سے لازم آتا ہے کہ تمام مخلوق آدمی جن فرشتے سب کے سب بہرے اور قوت شنوائی سے محروم ہوں کتنا ہی چیخو پکارو انہیں خبر نہ ہو مگر یہ بات واقع کے خلاف اور غلط ہے کیا ہے دنیا میں کوئی وہابی جو اس معنی کو صحیح ثابت کر سکے۔ چندہ کے لئے امیروں کے دروازوں پر پکارتے پھرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ تقویۃ الایمان کے کلام سے غیر خدا کو پکارنا شرک ہے۔ اس کا مقصد خاص محبوبان بارگاہ مقربان درگاہ کی تنقیص ہے اولیاء و انبیاء کی دشمنی میں بے دین نے آیت کے معنی میں تحریف کی۔ کیونکہ بزرگ ایسے کون سے ہیں جو قیامت تک نہیں سن سکتے زندہ بزرگ بھی سنتے ہیں اور جو اہل دنیا کی چشم ظاہری سے پردہ کر چکے ان کا سننا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اسمٰعیل سے پوچھو کہ تمہارے امام نافرجام کو بتوں کی اتنی محبت کیوں ہے کہ قرآن پاک میں جہاں ان پر کوئی حکم آیا اور اس نے بتوں کو بچایا بزرگوں پر لگایا یہ ہے وہابیوں کی توحید اھ ملخصاً۔

اقول۔ واستعین باللہ العلیم القدیر مولوی نعیم الدین کا شرکیات کے نشہ میں غایت درجہ جہل و عناد ہے کیونکہ بیشک آیت کا ترجمہ و معنی یہی ہیں کہ پکارنے والوں کی پکار کو جن کو وہ غائبانہ حاضر و ناظر جان کر پکارتے ہیں وہ محض غافل و بے خبر ہیں ہر جگہ سے فریاد کو سننے والا حاضر و ناظر سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ نفی علم غیب سوائے حق تعالیٰ کے لئے بڑی قوی دلیل قرآن پاک کی ہے۔ پھر یدعون کا یہ ترجمہ پکارنا بمعنی عبادت تراجم مستندہ مسلمہ فتح الرحمن و تفسیر فتح العزیز اور تفسیر موضح القرآن وغیرہ میں مرقوم ہیں۔ جو مولوی نعیم الدین کے بھی خود مسلمات سے ہیں چنانچہ موضح القرآن میں ہے اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو دن قیامت تک اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی اور جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے ان کے دشمن اور ہوں گے

ان کے پوجنے سے منکر! انتہی نیز موضح القرآن میں ہے

وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ "اور خبر نہیں رکھتے کب اٹھائے جاوینگے"

ف: شاید یہ ان کو فرمایا جو برے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔ جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو کر وہ بزرگ بے گناہ ہیں ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر آپ کو پوجواتا ہے اس لئے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو" پس پکارنا یعنی پوجنے عبادت کرنے میں داخل ہے۔ صحیح بخاری پارہ ۳۰ ص[illegible] میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال رجل یا رسول اللہ ای الذنب اکبر عند اللہ قال ان تدعو للہ ندا وھو خلقک الخ فانزل اللہ تصدیقھا والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا آخر الحدیث۔

"عرض کیا ایک آدمی نے یا رسول اللہ کون گناہ سب سے بڑا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا یہ کہ پکارے تو اللہ کے ساتھ شریک بنا کر حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے الخ پس نازل ہوئی اس کی تصدیق میں یہ آیت اور جو لوگ کہ نہیں پکارتے اللہ کے سوا اور معبود کو"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی جو مستند مولوی نعیم الدین کے ہیں اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج اول ص۶۹ میں ترجمہ اس کا کرتے ہیں

وآں کہ نمے خوانند با خدائے تعالیٰ خدائے دیگر را

"وہ جو لوگ کہ نہیں پکارتے ہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ دوسرے خدا کو"

صاحب مظاہر حق اور صاحب مرقاۃ کو مولوی نعیم الدین مستند جان کر ان سے حوالے بغرض فریب دہی عوام الناس کے لاتے ہیں۔ مظاہر حق جلد اول ص۵۱ میں مرقوم ہے

"ف: ملا علی قاری رحمہ نے ان تدعو للہ ندا کی شرح میں لکھا کہ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک کرے یا پکارنے میں یعنی جیسے اللہ کو پکارتے ہیں اسی طرح اور کو بھی کہے مثلاً یا فلانے ہماری یہ حاجت برلا"

اور بعض مفسرین کا جو یدعون کی تفسیر یعنی عبادت کرتا ہے وہ حسب مورد آیت بتوں کے ہے ورنہ لفظ عام جامع بحکم اپنے عموم کے بتوں پر کچھ منحصر نہیں ہر وہ چیز جس کو سوائے حق تعالیٰ کے پوجا جاوے یا اس کو متصرف فی الامور جان کر خصوصاً غائبانہ ندا ہو فریاد کی جاوے بحکم شرک اس کی عبادت کرتا ہے چنانچہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ جن کو مولوی نعیم الدین نے فرائد النور

ص۲۲ اور کلمۃ العلیا ص۱۸ میں شیخ الاسلام قاضی القضاۃ شیخ المشائخ احد الحفاظ والرواۃ مانا ہے۔ آپ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ ص۱۹ میں فرماتے ہیں

وقال الراغب الدعاء والنداء واحد الدعاء فی القرآن علی وجوہ منھا العبادۃ ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک

"فرمایا امام راغب نے دعا اور ندا کے معنی واحد ہیں دعا قرآن میں منجملہ کئی معنی کے عبادت کے معنی میں وارد ہے اور مت پکار اور نہ عبادت کر سوائے اللہ کے جو نہ نفع پہنچائے تم کو اور نہ نقصان پہنچائے"

اور پارہ ۳۰ ص۱۱۱ میں فرماتے ہیں۔

المراد الدعاء اما بمعنی النداء واما بمعنی العبادۃ واما بمعنی الاعتقاد

"مراد دعا سے ندا اور عبادت اور اعتقاد ہے"

پس مثل آفتاب روشن ہوا کہ عبادت یعنی پوجنا بمعنی ندا اور دعا جملہ ارکان عبادت اور اس کے اجزا ہیں ندا کو بھی عبادت کہتے ہیں اور دعا کو بھی عبادت کہتے ہیں جب کسی کو کوئی ندا و دعا غائبانہ بتوقع نفع و ضرر حاضر و ناظر سمجھ کر کرے گا۔ تو وہ بھی پوجنا ہی ہوگا۔ مولوی نعیم الدین اپنی شیخی و تعلی پر جامے سے باہر نکلے پڑتے ہیں گویا بڑا کمال کیا کہ چندہ کے لئے امیروں کے دروازوں پر پکارتے پھرتے سے غائبانہ بزرگوں سے فریادیں مانگنے کو اپنے اثبات شرکیات کے لئے قیاس فاسد و باطل ابلیس لعین کیا گیا استغفر اللہ جس پر مشرکین صنم پرست بھی قہقہہ لگا دیں کیا اگر کوئی غائبانہ دور دراز سے چندہ وغیرہ کے لئے کسی کو حاضر و ناظر جان کر پکارے گا تو شرک نہ ہوگا۔ چہ جائیکہ گذرے ہوئے بزرگوں کو پکارے۔ کیونکہ یہ صفت خاصہ جناب حق تعالیٰ شانہ علام الغیوب دوسروں میں ثابت کی گئی معاذ اللہ اور اگر اس پر کوئی دلیل نصوص قرآن و حدیث صحیح قطعی الدلالۃ رکھتے ہوتے تو پیش کرنا لازم تھا کیونکہ عقائد میں اسی پر اعتماد ہوتا ہے نہ کہ قصص و حکایات، عقلیات و محتملات، قیاسات پر جو گور پرستوں کا شیوہ ہے۔ حالانکہ فریادرسی کی بے خبری بے اختیاری بے قدرتی میں سب مخلوقات آدمی جن فرشتے وغیرہم محض لاچار ہیں۔ چنانچہ فقہ کی رد المحتار جو مولوی نعیم الدین کی نہایت مستند مسلمہ کتاب ہے ص۲۵۲ میں مرقوم ہے

اصل عبادۃ الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد

"بتوں کی عبادت کی اصل صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا ہے"

اسی وجہ سے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کی جناب میں دعا کی۔

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد کما (رواہ مالک فی الموطا ج ص۶۰)

"یا اللہ نہ بنا دینا میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے"

پھر رد المحتار ج ۲ ص۱۳۹ میں مرقوم ہے

قولہ اعلم ان النذر الذی وقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام کان یقول یا سیدی فلان ان رد غائبی او عوفی مریضی او قضیت حاجتی فلک من الذھب والفضۃ او من طعام او شمع او الزیت کذا باطل لوجوہ منھا انہ نذر للمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون لمخلوق ومنھا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک ومنھا انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقاد ذلک کفر اھ

"جان لو وہ نذر جو اموات کے لئے عوام لوگ کرتے ہیں درہم اور موم بتی اور تیل اور مانند اس کے اولیاء کرام کے مزارات پر ان کے تقرب کے لئے لے جاتے ہیں پس وہ بالاجماع باطل و حرام ہے کہتے ہیں کہ اے سید میرے فلاں اگر میرا غائب شدہ آجاوے یا مریض اچھا ہو جاوے یا میری حاجت پوری ہو جاوے تو تمہارے لئے اتنا سونا اور اتنی چاندی اور اتنا کھانا اور چراغ اور اتنا تیل میرے ذمہ ہے۔ اسی طرح بحر الرائق میں ہے پس یہ کئی وجہ سے باطل ہے کیونکہ یہ نذر مخلوق کے لئے ہے اور نذر مخلوق کے لئے جائز نہیں دوم یہ عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لئے نہیں ہوتی سوم جس کے لئے نذر کی گئی ہے وہ میت ہے اور میت کسی چیز کی مالک نہیں اور نذر کرنے والے کا گمان ہے کہ میت کو سوائے اللہ کے کاموں میں تصرف اور اختیار حاصل ہے اور یہ اعتقاد اس کا کفر ہے"

اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز ج ا ص۱۵۸ میں منجملہ اعتقادات مشرکین پانچ قسم کے فرماتے ہیں۔

چہارم پیر پرستاں گویند چوں مرد بزرگے کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعۃ عند اللہ شدہ بود از ین جہان

چوتھا قسم پیر پرستوں کے جو کہتے ہیں جو کوئی مرد بزرگ کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ کے مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعۃ اللہ کے نزدیک ہو گیا تھا اس عالم سے

بگذرد روح او را قوت عظیم و وسعت بس فخیم بہم میرسد ہر کہ صورت او را برزخ سازد یا در مکان نشست و برخاست او یا بر گور او سجود و تذلل تام نماید روح او بسبب وسعت و اطلاق بر آں مطلع شود در دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید

گذر جاتا ہے اس کی روح کو ایسی قوت عظیم اور وسعت حاصل ہو جاتی ہے جو کوئی اس کی صورت کو برزخ بنا کر یا اس کے مکان نشست و برخاست یا قبر پر سجود اور تذلل تام کرے تو اس کی روح بسبب وسعت اور اطلاق کے اس پر مطلع ہو جاتی ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے حق میں شفاعت کرتی ہے"

اور مولوی نعیم الدین کے معتمد و مسلم الکل عمدۃ العلماء مولوی سلامت اللہ صاحب رام پوری اپنے فتوی مطبوعہ فیض عام رام پور کے ص۱۵ میں لکھتے ہیں"

"بعضے رسوم تعزیہ داری کی موجب شرک و کفر ہیں جیسے سجدہ کرنا اور اس کو حاجت روا سمجھنا الخ اس تقدیر پر ایک تعزیہ دار مشرک اور کافر ہوگا۔ نہ اس کا ذبیحہ درست نہ نماز اس کے پیچھے جائز"

علیٰ ہذا مولوی نعیم الدین کے راس الطائفہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی عطایا القدیر فی حکم التصویر حسنی پریس بریلی کے ص۲ میں لکھتے ہیں۔

"اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے دنیا میں بت پرستی کی ابتداء یوں ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر رکھیں اور اس سے لذت عبادت کی تائید سمجھی شدہ شدہ وہی معبود ہو گئیں صحیح بخاری (الجزء العشرون مع فتح الباری انصاری دہلی ص۷۷ ج۲۰) و صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت کریمہ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا کی تفسیر میں ہے

قال کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی الشیطان الی قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا وسموھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلک اولئک ونسخ العلم عبدت۔ عہ

"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ پانچوں بت جو قوم نوح میں تھے بعد کو عرب نے ان کی عبادت کی ود قوم کلب قبیلہ دومۃ الجندل کا بت تھا اور سواع قوم ہذیل کا اور یغوث قوم مراد کا پھر بنی غطیف کا ہو گیا سبا کے پاس اور یعوق ہمدان کا اور نسر حمیر کا اور یہ نام قوم نوح کے صالحین لوگوں کے تھے جب وہ مر گئے تو شیطان نے

عہ الفاظ آیت مطابق اصل کتاب میں سورۃ القاطع اس طرح ہیں۔ وقالوا لا تذرن آلھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا (نوح ۲۳)

ابن حمید اپنی تفسیر میں ابو جعفر ابن المہلب سے راوی ہے۔ قال کان ود رجلا مسلما وکان محببا فی قومہ فلما مات عکفوا حول قبرہ فی ارض بابل وجزعوا علیہ فلما رای ابلیس جزعہم علیہ تشبہ فی صورۃ انسان ثم قال اری جزعکم علی ہذا فہل لکم ان اصور لکم مثلہ فیکون فی نادیکم فتذکرونہ قالوا نعم فصور لہم مثلہ ووضعوہ فی نادیہم وجعلوا یذکرونہ فلما رای ما بہم من ذکرہ قال ہل لکم ان اجعل لکم فی منزل کل رجل منکم تمثالا فیکون فی بیتہ فتذکرونہ قالوا نعم فصور لکل اہل بیت تمثالا مثلہ فاقبلوا فجعلوا یذکرونہ بہ قال وادرک ابناؤہم فجعلوا یرون ما یصنعون بہ وتناسلوا ودرس امر ذکرہم ایاہ حتی اتخذوہ الہا یعبدونہ من دون اللہ قال وکان اول ما عبد غیر اللہ فی الارض ود الصنم الذی سموہ بود نیز دیکھیں بخاری الجزء الخامس منہ ۲۹۳ والجزء الخامس عشر باب

ان کی قوم کے دل میں یہ بات ڈال کر کہ جن مکانوں میں یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ایک ایک بت ان کے نام کا بنا کر رکھو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا جب تک یہ لوگ زندہ رہے ان بتوں کی عبادت کسی نے نہ کی جب یہ لوگ مر گئے اور علم جاتا رہا تو ان کے بعد والے لوگوں نے عبادت کی۔ اور ابو جعفر بن مہلب سے روایت ہے کہ ود مسلمان محبوب قوم تھا جب وہ مر گیا تو زمین بابل میں اس کی قبر کے ارد گرد لشکریوں نے اس پر رونا شروع کیا تو شیطان نے جب یہ دیکھا تو انسانی صورت میں ان کے پاس آیا اور کہا میں تمہیں جزع فزع کرتے اس قبر پر دیکھتا ہوں کیا تم پسند کرتے ہو کہ صاحب قبر کی شکل تمہارے لئے بنا دوں تاکہ تم یاد کرو اور یاد کیا کرو اس کو دیکھ کر بولے ہاں پس اس کی شکل بنا کر رکھ دی تاکہ وہ لوگ اس کو یاد کیا کریں پھر جب شیطان نے دیکھا کہ وہ لوگ اس کی یاد میں مشغول ہو گئے تو ان سے کہا کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہارے ہر ایک گھر میں اس کی شکل بنا دوں کہ تم اپنے گھروں میں اس کی یاد کرتے رہو بولے ہاں پھر ہر گھر میں شکل بنا دی تو وہ لوگ اپنے گھروں میں اس کی یاد میں مشغول رہتے تھے کہا اور پایا ان کی اولاد نے اپنے بڑوں کو اسی طریقہ پر وہ ان کی باتوں کو پڑھتے پڑھاتے رہے یہاں تک کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے ان کی عبادت کرنے لگے کہا اور اول جس کی عبادت سوائے اللہ کے زمین میں کی گئی وہ تھا جس کا نام ود تھا۔ ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

ہجرۃ حبشۃ مشکوۃ الجزء الثانی ص(۲) وسلم میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے لما اشتکی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لہا ماریۃ کانت ام سلمۃ وام حبیبۃ رضی اللہ عنہما اتتا ارض حبشۃ فذکرتا من حسنہا وتصاویر فیہا فرفع صلی اللہ علیہ وسلم راسہ فقال اولئک اذا مات فیہم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروا فیہ تلک الصور اولئک شرار خلق اللہ۔ مرقات شرح مشکوۃ شریف میں ہے صوروا فیہ تلک الصور ای صور الصلحاء تذکیرا بہم و ترغیبا فی العبادۃ لاجلہم ثم جاء من بعدہم فزین لہم الشیطان اعمالہم

[illegible]

کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کی بعض ازواج نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کو ماریہ کہتے تھے ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما جو حبشہ گئی تھیں تو انہوں نے اس کی خوبصورتی اور جو اس میں تصویریں تھیں ان کا تذکرہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جب ان میں کوئی مرد صالح مر جاتا تھا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے تھے۔ پھر اس میں یہ صورتیں بناتے تھے اور یہ لوگ اللہ کی خلقت میں بدترین ہیں۔ مرقاۃ میں ہے تصویریں بنائیں صالحین کی یاد دہانی کرتے تھے ان تصویروں کے ساتھ رغبت کرتے تھے ان کی وجہ سے عبادت میں پھر آئے بعد کے لوگ تو شیطان نے ان کے عملوں کو مزین کر کے دکھلایا اور ان سے کہا تمہارے پہلے لوگ تو ان تصویروں کی عبادت کرتے تھے پس وہ عبادت کرنے لگے ہوں گے۔

ترجمہ عبارات منقولہ مولوی صاحب بریلوی از مؤلف

نیز مولوی صاحب بریلوی خالص الاعتقاد حسنی پریس بریلی کے ص۴ میں لکھتے ہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

"بیشک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں تم فرما دو کہ کس کو اللہ پر کچھ اختیار ہے اگر وہ مسیح ابن مریم اور ان کی ماں اور تمام اہل زمین کو فنا کر دینا چاہے"

معلوم ہوا کہ جب مسیح پرست نصاریٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا جانا تو اللہ پاک نے ان کے بے اختیار و عاجز ہونے کا نصاریٰ پر رد فرمایا اور ساتھ ہی ان کو اور ان کی والدہ حضرت مریم طاہرہ کو ہلاک فرما دینے کا اظہار فرمایا تاکہ باطل عقائد ابن اللہ کہنے کی نفی ہو کر ان کی عبدیت کا محتاج ہونا واضح ہو جائے اور یہ کچھ مسیح علیہ السلام کی تنقیص شان عزت کے منافی نہیں ہے۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام بقول نصاریٰ الہ ہوتے تو قدرت و اختیار رکھتے اور ضعف و حوائج بشری کھانے پینے بول

وبراز میں مانند دوسری مخلوقات کے نہ ہوتے چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رح تفسیر جلالین ص۱۰۲ و ۸۳
پ۶ سورہ مائدہ میں فرماتے ہیں۔ ولو کان المسیح الٰھا لقدر علیہ بتغییرھا من الحیوانات و
ومن کان کذالک لا یکون الٰھا لترکیبہ وضعفہ وما ینشأ عنہ من البول والغائط اور یہی دیگر تفاسیر بیضاوی
وغیرہ میں مرقوم ہے۔

یہ وہ امام جلال الدین سیوطی ہیں جن کو مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ فرائد النور ص۲۷
اورالکلمۃ العلیا ص۸۳ میں مستند جان کر لکھا۔ علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رح جو اپنے زمانہ کے مجدد ہیں
جیسے کہ علامہ علی قاری رح مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱ ص۲۴۷ میں فرماتے ہیں۔ یعنی ہمارے شیخ المشائخ
سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ وہ ہیں جنہوں نے علم تفسیر کو در منثور میں زندہ کیا اور جمیع احادیث متفرقہ کو
اپنی مشہور جامع میں جمع فرمایا کوئی فن نہیں چھوڑا جس میں کوئی متن یا شرح نہ لکھی ہو۔ وہ اپنے زمانہ کے
مجدد ہونے کے مستحق ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے دعوی کیا ہے اور وہ اپنے دعویٰ میں مقبول و مشکور
ہیں۔ اسی طرح امام طحطاوی شارح در مختار فقہ حنفیہ دربارہ نذر غیر اللہ فرماتے ہیں

اعلم ان بیان احکام الشریعۃ مما یجب علی العلماء ولیس فی ذلک تنقیص الولی کما یظنہ بعض من لا خلاق لہ بل ھذا انما یرجع الی الولی لو کان حیا وسئل عنہ ذلک اجاب بالحق واغضبہ نسبۃ التاثیر الیہ وتامل قولہ تعالیٰ حق السید عیسیٰ علیہ السلام ان ھو الا عبد انعمنا علیہ اھ	وہ جان تو کہ احکام شریعت کا بیان کرنا مقصود ہے جو علماء پر واجب ہے اور اس میں ولی کی تنقیص نہیں ہے جس طرح انجان لوگ گمان کرتے ہیں بلکہ ولی اس امر سے راضی ہیں اگر ان کی حیات میں ان سے اس امر کا سوال ہوتا تو حق کے ساتھ جواب دیتے اور تاثیر کی نسبت کرنے سے ناراض ہوتے اور تامل کر حق تعالیٰ کے فرمانے میں (سورہ زخرف میں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نہیں ہے کیا جا سکے وہ ہی ہے جن پر ہم نے اس پر انعام کیا ہے ؎

پس غائبانہ انبیاء اولیاء بزرگوں کو پکارنا فریادیں کرنا جبکہ وہ ہرگز نہ اختیار رکھتے ہیں۔ نہ سنتے ہیں مشکل
کشائیوں فریاد رسیوں سے محض غافل ہیں کیونکہ یہ شان الک الملک قادر قیوم علام الغیوب حق
تعالیٰ شانہ کی ہے نہ کسی دوسرے کی یہی مقصد مولانا شہید مرحوم اور سب اہل توحید کا خاص مسلمانوں
سے رسومات شرک کا دفع کرنا ہے کہ وہ حسب افعال کفار و مشرکین بجائے بتوں کے اپنے اسلاف
بزرگوں کے مزاروں کو ما نند [illegible] کے شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں اسی کو علین بزرگوں محبوبان بارگاہ

رب العزت کی دوستی اور خیر خواہی کو موجب جانتے ہیں۔ حالانکہ ان کے ساتھ افعال شرکیہ کا ارتکاب
کرکے ان کی تنقیص شان اور ان سے دشمنی ہے جس طرح مولوی نعیم الدین کے گندہ خیالات
شرکیہ نے مولویت کے جامہ جہل میں مسلمانوں کو افعال شیطان لعین کے فریب میں مبتلا کیا ہے ع
اے بسا ابلیس کہ آدم روئے ہست

مسئلہ سماع موتیٰ، فقہ حنفی اور خانصاحب بریلوی

حضرات انبیاء علیہم السلام پر درود شریف پہنچایا جاتا ہے فرشتے اس کے لئے مامور ہیں
اور بزرگوں و عوام مومنین کی قبور پر سلام پہنچایا جاتا اور ان کی روح کو متوجہ کیا جاتا من جانب اللہ
جواب سلام کے لئے احادیث صریحہ سے ثابت ہے۔ حتیٰ کہ کفار مقتولین بدر پر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا ان کے لئے عذاب کا وعدہ سنانا اور فرمانا کہ یہ سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں
وارد ہے۔ اگرچہ مذہب حنفیہ میں بعموم آیات انک لا تسمع الموتی وغیرہا کے اہل قبور نہیں سنتے اور ان
پر سلام کے متعلق تاویلات کرتے ہیں کہ مقصود سنانا نہیں چنانچہ مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رح
نے مدارج النبوۃ ج ۲ ص۴۴۰ میں بکمال بسط اس کو نقل کر کے رد فرما دیا ہے

وشیخ ابن الہمام در شرح ہدایہ گفتہ کہ اکثر مشائخ حنفیہ بآنند کہ میت نمی شنود و احادیث کہ شنیدہ
نماند کہ حمل برین مجرد احتمال و تاویل است حمل نمیتوان کرد برین تا تمام شود دلیل بر استحالت
سماع و پروردگار عزوجل قادر است بداں۔ و بالجملہ اخبار و آثار در سماع موتی و علم و شعور
بسیار است و دلیل قاطع بر خلاف آں بہ ثبوت نہ پیوستہ و کلام درین مقام در شرح مشکوۃ
مستوفی ذکر کردہ شدہ است واللہ اعلم (ملخصاً)

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص۱۵ میں لکھتے ہیں
ہاں ائمہ اہل سنت رضی اللہ عنہم کا اجماعی عقیدہ کہ مردہ سنتے ہیں قطعاً حق ہے اور کیوں نہ حق ہو کہ وہ اہلسنت
ہیں حق انہیں میں منحصر ہے بعض مشائخ و شراح اہلسنت و فلاح رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان کہ مردہ نہیں سنتے بیشک
صحیح ہے اور کیوں نہ صحیح ہو کہ وہ اہل فقاہت ہیں ان کا فضل و کمال ظاہر و باہر ہے۔ دونوں کلام
مسلم صحیح ہیں الخ ملخصاً

پس اپنے اپنے مورد و مقام پر دونوں کلام صحیح ہیں کوئی تعارض و اختلاف نہیں سننا صرف
سلام کے لئے نہ سننا بے اختیار رہنے امداد پہنچانے میں۔ چنانچہ خود مولوی صاحب بریلوی حیات
الموات ص۵۵ میں بحوالہ فتح القدیر لکھتے ہیں"

يكره النوم عند القبر وقضاء الحاجة بل اولى وكل ما لم يعهد من السنة والمعهود منها ليس الا زيارتها والدعاء عندها قائما كما كان يفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم في الخروج الى البقيع ويقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين وانا ان شاء الله بكم لاحقون اسال الله

"مکروہ ہے سونا قبر کے پاس اور قضاء حاجت کرنا بلکہ اولیٰ مکروہ ہے اور ہر وہ چیز مکروہ ہے جو ثابت نہ ہو سنت سے اور ثابت نہیں مگر زیارت کرنا اور دعا کرنا قبر کے پاس کھڑے ہو کر اس کے لئے جس طرح عادت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بقیع میں جاتے وقت اور کہتے سلام ہو تم پر اے محلہ قوم مومنین کے اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں سوال کرتے ہیں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا"

نیز حیات الموات ص۳۱ میں لکھتے ہیں "حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مجھ پر درود بہت بھیجو کہ اللہ تعالےٰ نے میرے مزار پر ایک فرشتہ معین فرمایا ہے جب کوئی امتی میرا مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ وہ مجھ سے عرض کرتا ہے یا رسول اللہ فلاں بن فلاں نے ابھی ابھی حضور پر درود بھیجی ہے" "دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر درود زیادہ بھیجو کہ وہ دن حضور ملائکہ کا ہے رحمت کے فرشتے اس دن حاضر ہوتے ہیں اور جو مجھ پر درود بھیجتا ہے جب تک بھیجتا رہے اس کی درود مجھ پر پیش کی جاتی ہے" انتہی ظاہر کہ پیش ہونے کے معنی نہیں مگر اطلاع دی جاتی"

پس مولوی صاحب بریلوی کے مسلمات سے مثل آفتاب واضح ہو گیا کہ سوائے درود و سلام کے قبر کے پاس بھی کوئی امر ثابت نہیں اور صلوۃ و سلام بھی آپ کو علیہ الصلاۃ والسلام قرب و بعد سے پہنچایا ہی جاتا ہے اور اطلاع دی جاتی ہے نہ کہ غائبانہ نداؤں سے اپنی مرادات میں متصرف جان کر پکارنے سے خود سن لینے کا عقیدہ کرنا جس طرح مولوی نعیم الدین کا بوجہ اپنے خبث باطنی شرکیات کے محض تقویۃ الایمان کی ضد و عناد میں اپنے مسلم اکابر پر بھی تنقیص انبیاء و اولیاء و محبوبان حق کا الزام عائد کر کے دشمن نبی بے دین کہنا لازم آیا۔

گور پرستان نعیمیہ لپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر غور تو کریں کہ قبوں اور بت پرستوں کی ریس کر کے اہل توحید محبوبان حق کے دامن تقدس کو نجاست شرکیہ سے ملوث کرنا انبیاء و اولیاء کی محبت و عزت افزائی کا باعث ہے یا ان کے ساتھ عداوت و دشمنی ہے، حالانکہ حضرت خواجہ نقشبند پیشوا اولیائے بزرگان حق کی زبان مبارک فیض ترجمان پر اکثر یہ بیت جاری رہتے

تو تا کے گور مرداں را پرستی ۔ بگرد کار مرداں گرد و رستی
تا کی بزیارت مقابر ۔ عمرے گذرانی ای فسردہ
یک گربہ زندہ پیش عارف ۔ بہتر ز ہزار شیر مردہ

اور مزید بحث اس کی مولوی نعیم الدین کے ص۴۹-۶۲ کے جواب میں گذر چکی ہے۔ دیکھیے ص۷۳-۸۱

آیت وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ الآیہ

قولہ ص۱۸۸ تقویت الایمان ص۲۷ میں ہے آیت ۵۔

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ

نہیں اختیار رکھتا میں اپنی جان کے کچھ نفع و نقصان کا مگر جو کچھ کہ چاہے اللہ اور جو جانتا میں غیب تو البتہ بہت سی لے لیتا میں بھلائی اور نہ چھوتی مجھ کو کچھ برائی

اس کے بعد ص۲۸ میں لکھا کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی پھر کہا غرض کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں۔ آیت میں الا ما شاء اللہ کا استثناء تھا فائدہ میں اسکو بھی اڑا دیا اور لفظ کچھ بڑھا کر تصریح کر دی کہ حضور کو غیب کی ایک بات کا بھی علم نہیں حضور کے علم عظیم کا تو اس طرح انکار اور اپنے چیلوں کے لئے لوح محفوظ تک کے علوم کی راہ نکال دی جیسا کہ صراط مستقیم میں گذر چکا۔ گنگوہی جی نے شیطان تک کے لئے غیبی علوم تسلیم کر لئے اور اشرف علی نے حفظ الایمان میں حیوانات و بہائم کے لئے بھی غیبی علوم ثابت مان لئے اس پر تو ان کا ایمان ہے۔ یہ کچھ شرک نہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تعلیم الٰہی سے غیب کے علم کا اثبات کیا اور شرک ہوا۔ تف ہزار تف اس بے دینی پر [illegible] اس آیت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم عطائی کی نفی کے لئے سند بنانا ہی جہل کیونکہ اس میں نفی ہے تو علم ذاتی کی نہ کہ عطائی کی علامہ شیخ سلیمان جمل فتوحات الٰہیہ حاشیہ جلالین جلد ۲ ص۲۵۹ میں فرماتے ہیں فان قلت قد اخبر صلى الله عليه وسلم عن المغيبات وقد جاءت في الصحيح بذلك وهو من اعظم معجزاته صلى الله عليه وسلم فكيف الجمع بينه وبين قوله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير قلت يحتمل ان يكون قاله على سبيل التواضع والادب والمعنى لا اعلم الغيب الا ان يطلعني الله عليه ويقدره لي ويحتمل ان يكون قال ذلك قبل ان يطلعه الله على علم الغيب خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور احادیث صحیحہ اس بات میں وارد ہوئیں اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات سے ہے تو آیت وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ الآیۃ کے کیا معنی ہیں فرماتے ہیں اس کے دو جواب ہیں ایک

ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات سے تمام کمالات سے علم کی نفی تو منفا فرمائی اور معنی یہ ہیں کہ میں بذات خود غیب نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے اور مقدر کرنے سے دوسرا جواب یہ ہے کہ کچھ بعید نہیں کہ علم غیب عطا ہونے سے قبل آپ نے ولو کنت اعلم الغیب الایۃ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد عطا ہوا فرض کہ اس آیت شریفہ سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم عطائی کی نفی پر استدلال کسی طرح درست نہیں۔

اقول - رب اشرح لی صدری ویسر لی امری - یہ آیت قرآن پاک نویں پارہ سورہ اعراف کی اصرح الآیات نفی علم غیب کلیۃً وجزئیۃً خصوصاً جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے خود حق تعالیٰ نے فرمائی حالانکہ جملہ مخلوقات میں آپ کی ذات صفات سے اکمل و افضل ہر حیثیت ہر کمال بشری خاص کر وسعت علمی میں ذرہ برابر بھی کسی مومن کو شک نہیں ہو سکتا۔ پھر جب کہ آپ کی نسبت اللہ عزوجل کا یہ قطعی فیصلہ ہے تو کسی دوسرے کی تو کیا طاقت ہے کہ اس کے لئے دعوی علم غیب کا کیا جائے کہ اپنی اغراض باطلہ شرکیہ کیلئے اس کا علم عالم کے ہر ذرہ ذرہ پتہ پتہ قطرہ قطرہ پر ازل سے ابد تک حاوی سمجھا جاوے حاضر و ناظر جان کر اس سے ندائیں مرادیں گھر بیٹھے طلب کی جاویں معاذ اللہ منہ۔ دیکھو شروع بحث علم غیب میں یہ دعوی باطلہ خود مولوی نعیم الدین کا۔ پس یہ سٹر بھنگ ایمان جس کو عالم میں سوائے ذات پاک واحد قہار مالک الملک عز شانہ علام الغیوب کے اور کسی کے لئے کوئی تسلیم نہ کرے گا۔ پھر یہ جعل سازی فریب کاری کہ تقویۃ الایمان کے فائدہ میں سے وہ دو فقرے دو جگہ سے ادھورے بغرض فریب دہی نکل گئے اور یہ بھی دھوکہ دیا کہ الا ما شاء اللہ کا استثنار فائدہ میں اڑا دیا۔ حالانکہ فائدہ میں سے جس طرح مضمون آیت کو سمویا گیا ہے اس سے تمام حسن و قبح واضح ہوتا ہے فائدہ یہ ہے۔ ف یعنی سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہیں کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی تو اسی لئے انہیں کو اللہ صاحب نے فرمایا کہ اپنا حال لوگوں کے آگے صاف صاف بیان کر دیں تاکہ سب لوگوں کو حال معلوم ہو جاوے۔ سو انہوں نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں اور غیب دانی اگر میرے قابو میں ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتا۔ اور اگر بھلا معلوم

ہوتا تو اس میں ہاتھ ڈالتا اور اگر برا معلوم ہوتا تو کاہے کو اس میں قدم رکھتا غرض کہ کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں اور کچھ خدائی کا دعوی نہیں رکھتا۔

جبکہ ترجمہ میں الا ما شاء اللہ کا استثنار متعلق نفع و نقصان کے پہلے ہی صرف ذات حق تعالیٰ کیلئے کیا گیا اور متعلق علم غیب کے جو بعد میں ہے جس سے کلیۃً نفی علم غیب دوسرے کے لئے بلا استثنار صراحۃً ثابت ہو گئی کیونکہ بلا واسطہ بے بتائے جانتے کا نام علم غیب ہے اور جو بتایا جائے اس پر اطلاق غیب جاننے کا نہیں ہو سکتا جسطرح پہلے یہ امر خود مسلمات مولوی نعیم الدین سے واضح ہو چکا کہ ایسا جاننا غیب کا صفت خاصہ ذات باری کی ہے کسی دوسرے پر اسکا اطلاق کرنا شرک و کفر ہے چنانچہ مولوی احمد رضا خان بریلوی تمہید ایمان مطبوعہ اہلسنت بریلی کے صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں "بے خدا کے بتائے کسی کے ذرہ بھر کا علم ماننا ضرور کفر ہے" اور صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جو جانتا۔ اگر میں غیب جانتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا کہ ان آیات میں بغیر خدا کے بتائے غیب جاننے کی نفی ہے یا خدا کے بتائے سے حضور کا غیب کو جاننا تو یہ تو امر یقینی ہے" نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظ حصہ سوم انڈیا پریس لکھنؤ کے صفحہ میں ہے "جو شخص ذرہ برابر غیر خدا کے لئے علم بلا واسطہ مانے کافر ہے" اور خالص الاعتقاد حسنی پریس بریلی کے صفحہ ۲ میں لکھتے ہیں "اور علمائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع"

بزرگان دیوبند کے متعلق مغالطے کا ازالہ اور مسئلہ حاضر و ناظر

پس اسی کو مولانا شہید مرحوم تقویۃ الایمان کے اسی آیت کے فائدہ میں فرما چکے کہ انہیں سے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے) سب اسرار کی باتیں سیکھیں الخ جیسا کہ صراط مستقیم سے اس تفصیل گزر چکی کہ یہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور توسط سے بزرگوں کے مکاشفات ہیں اور ہرگز مولانا گنگوہی رحمہ نے شیطان یا کسی کے لئے غیبی علوم نہیں تسلیم کئے یہ محض ان پر فریب کاری سے بہتان بندی ہے۔ بلکہ یہ خود ہی مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ السواد الاعظم ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ میں جس کتاب کی یہ توصیف کی ہے۔ کہ انوار ساطعہ یہ وہ کتاب ہے جس نے وہابیوں کی محنتوں کو خاک میں ملا دیا علم غیب وغیرہ کے مسائل بھی خوب بیان کئے ہیں چنانچہ اسی انوار ساطعہ کو اپنے مطبع نعیمی مراد آباد میں چھاپا اسی کے صفحہ ۱۷۹ میں یہ لکھا ہے کہ

"تفسیر معالم التنزیل اور رسالہ برزخ جلال الدین سیوطی اور شرح مواہب علامہ زرقانی میں ہے کہ ملک الموت قابض ہے جمیع ارواح جن و انس و بہائم اور جمیع مخلوقات کا اور اللہ تعالیٰ نے کر دیا

ہے دنیا کو ایسی کے آگے مثل چھوٹے خوان کے اور ایک روایت میں آیا ہے مثل طشت کے فیقبض من ھھنا و ھھنا یعنی ادہر سے لیتا ہے جان کو اور ادہر سے۔ اب خیال کرو ایک آن میں مشرق سے مغرب تک کس قدر چھوٹی چھوٹی کیڑے مکوڑے اور چرند پرند اور آدمی مرتے ہیں ہر جگہ ملک الموت موجود ہو جاتا ہے الخ معلوم ہوا کہ ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہے۔ دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے الخ پس اسی طرح سمجھو کہ جیسے سورج سب جگہ یعنی اقالیم سبع میں موجود ہو کر وہ چوتھے آسمان پر ہے روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ساتویں آسمان پر علیین میں موجود ہے اگر وہاں سے آپ کی نظر مبارک کل زمین کے چند مواقع و مقامات پر پڑ جاوے اور بتر شح انوار فیضان احمدی سے کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سے مثل شعاع شمس محیط ہو جاوے کیا محال اور کیا بعید ہے۔"

ایضاً صـ۱۸۱ میں مرقوم ہے۔

"اور تماشا یہ کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کے تمام جگہ پاک و ناپاک مجالس مذہبی و غیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعوی کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔"

ایضاً صـ۱۹۴ میں مرقوم ہے۔

"ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو اس قدر ہم ثابت کرتے ہیں جس قدر شرع میں ثابت ہے نصوص اوپر گذر چکے دیکھو اور حرکت روحی بھی اسی قدر ثابت کرتے ہیں جو نصوص سے ثابت ہے"

ایضاً صـ۲۱۸ میں مرقوم ہے

"اور یہ بھی کہ کوئی ایسا نہیں جو عرش سے لے کر تا تحت الثری ہر مکان ہر زمان ہر آن میں اللہ تعالی کی طرح حاضر و ناظر ہو۔"

ایضاً صـ۲۲ میں مرقوم ہے۔

"اور یہ بھی ہے کہ امت کے اعمال آپ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اور درود امت کا بھی آپ کو نام بنام پہنچتا ہے۔"

ایضاً صـ۲۳ میں مرقوم ہے۔

"اسی طرح اب تک یہ رسم جاری ہے کہ ہم خطوط میں مکتوب الیہ کو الفاظ خطاب لکھ دیتے ہیں کہ فلاں

مجھ بیہودہ اور تاکید جائز نقطا کی اعتماد پر کہ جب قاصد یہ خطاں کو دے گا تو یہ خطاب حاضر کا صحیح ہو جاوے گا جب قاصدوں کی چٹھی رسانی کے اعتماد پر یہ خطاب حالت غیبوبت میں جائز ہوا۔"

پس ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ انوار ساطعہ کی ان عبارات مسلمات مولوی نعیم الدین سے خود ثابت ہوا کہ شیطان ہر جگہ موجود ہے۔ اور روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم علیین میں اگر چند مواقع زمین پر آپ کی نظر پڑ جاوے کیا بعید ہے۔ زمین کی تمام جگہ کا دعوی نہیں کرتے۔ ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات میں پایا جاتا ہے۔ عرش سے تحت الثری تک ہر مکان ہر زمان ہر آن میں اللہ تعالی کی طرح کوئی حاضر و ناظر نہیں۔"

پس مولوی نعیم الدین کے تمام دعاوے باطلہ کہ جمیع اشیاء تمام کائنات ذرہ ذرہ ازل سے ابد تک جنت و دوزخ میں داخل ہونے تک تمام احوال امت تمام خیر و شر کو نبی جانتے بالتفصیل پہچانتے ہیں حضور پر ظاہر و روشن ہیں (ملخصاً) دیکھو گذشتہ صفحات) اپنی مسلمہ انوار ساطعہ سے سب گاؤ خورد ہو کر نسیاً منسیاً ہو گئے۔ تسپر یہ تعلی اور شیخی ہے معاذ اللہ منہ۔ بعینہٖ ہذا انوار ساطعہ کے انہیں قیاسات واقعہ ملک الملک اور شیطان وغیرہ کے جواب میں مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی مہاجر مدنی و ارشد تلامیذ مولانا گنگوہی رحمہ کے براہین قاطعہ صـ۵۱ میں فرماتے ہیں۔ ناظرین بغور سنیں

"تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوقات کو جس قدر علم حق تعالی نے عنایت کر دیا اور بتلا دیا اس سے ایک ذرہ بھی زیادہ کا علم ثابت کرنا شرک ہے۔ سب کتب شرعیہ سے یہی مستفاد ہے قال اللہ تعالی وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو الخ اور مسئلہ مشہور بحر الرائق اور عالمگیری و در مختار وغیرہ میں ہے کہ اگر کوئی نکاح کرے بشہادت حق تعالی اور فخر عالم علیہم السلام کے کافر ہو جاتا ہے۔ بسبب اعتقاد علم غیب کے فخر عالم کی نسبت۔"

ایضاً صـ۵۱ میں مرقوم ہے۔

"عقیدہ اہل سنت کا یہ ہے کہ کوئی صفات حق تعالی کی بندہ میں نہیں ہوتی اور جو کچھ اپنی صفات کا ظل کسی کو عطا فرماتے ہیں اس سے زیادہ ہرگز کسی میں ہونا ممکن نہیں سمع و بصر و علم و کشف حق تعالی کا حقیقی ہے اور مخلوق کا مجازی لیس کمثلہ شیء الآیۃ پھر جس کو جس قدر کوئی علم و قدرت وغیرہ عطا فرماتا ہے [illegible]

قدرِ وسعت دی اور ملک الموت کو اور آفتاب اور ماہتاب کو جس وضع پر بنایا ہے اس سے زیادہ کی ان کو کچھ قدرت نہیں اور زیادہ کوئی ان سے کام نہیں نکلتا اور نہ اس کثرت و قلت پر فضل کی کمی و زیادتی موقوف ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے بہت اعلیٰ و افضل ہیں معہذا علم مکاشفہ ان کا حضرت خضر سے بہت کم تھا اور جس قدر حضرت خضر کو ملا اس سے زیادہ پر وہ قادر نہ تھے اور حضرت موسیٰ ؑ کو جو بار جود افضلیت کے نہ ملا تو وہ حضرت خضر مفضول کی برابر بھی اس علم مکاشفہ کو پیدا نہ کر سکے پس آفتاب و ماہتاب کو جو اس ہیئت وسعت قدر پر بنایا اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے ہویدا ہے اس پر کسی افضل کو قیاس کر کے اس میں بھی مثل یا زائد اس مفضول سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں۔"

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کیا جاتا ہے۔

پس انوار ساطعہ مسلمہ مولوی نعیم الدین اور براہین قاطعہ کی عبارات میں بنظر انصاف بجز قیاس انوار ساطعہ کے کہ علم شیطان وغیرہ سے علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ خود کمتر ثابت کیا گیا جس کے نقصانات کی تصحیح و توضیح براہین قاطعہ میں کی گئی جس سے مولانا گنگوہی رحمہ اللہ پر مولوی نعیم الدین کا کذب و افترا واضح ہو گیا بقولہ میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔"

علیٰ ہذا مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے ہرگز حیوانات و بہائم کے لئے نہ غیبی علوم ثابت کئے نہ کسی دوسری مخلوقات کے لئے یہ مولانا پر کذب و افترا ہے۔ دراصل سائل زید کے سوال پر جو ہم مشرب مولوی نعیم الدین ہے مولانا کے جواب میں یہ بطور تفریع سوال بقول زید پر واقع ہے۔ مگر مولانا کے عقیدہ و مسلک پر۔ چنانچہ حفظ الایمان میں فرماتے ہیں: مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے ادراک کے لئے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بناء پر لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور ولو کنت اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا

قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی و امتی و ربی کہنے سے نہی اسی وجہ سے وارد ہے اس لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔ اور ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہا کا بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز ہوگا۔ کیونکہ آپ ایجاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا۔ اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا۔ اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل وعلا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں۔ پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کر کے کوئی شخص یوں کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حق تعالیٰ شانہ عالم الغیب نہیں نعوذ باللہ منہ تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے۔ اس بنا پر تو یا نو انفقیروں کی تمام تر بیہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہ ہونگی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا بنا لیا جب چاہا مٹا دیا۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ (البتہ) نبوت کے لئے جو علوم لازمی و ضروری ہیں وہ آپ کو تماماً حاصل ہو گئے تھے۔"

چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی بھی الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام حسنی پریس بریلی ص۱۳ میں لکھتے ہیں

خاص قسم کے کروڑوں علم (عطیہ) عام انسان بلکہ تمام حیوانات کو روزانہ ملتے رہتے ہیں اور قرآن عظیم خود غیر خدا کے لئے انہیں ثابت فرماتا ہے۔"

لہ اس پر کوئی صحیح دلیل موجود نہیں (ج ۲ ص ۴)

پس علم غیب کیا ہوا ایک کلی شئی ہو گئی جاہیے جس کی نسبت بے تمیزی سے نکال جیسے
لہٰذا علم غیب کا اطلاق نہ کسی نبی پر نہ کسی ولی پر نہ فرشتہ نہ جن پر نہ کسی حیوان ناطق و غیر ناطق
پر ہو سکے یہ صفت علم غیب خاص حق تعالیٰ واحد علام الغیوب ہی کے لئے ہے سوائے باری تعالیٰ
عز شانہ کے کسی پر اس کا اطلاق کرنا کسی طرح درست نہیں ہے موہم شرک ہے اگرچہ بتاویل ہی
ہو۔ پھر جمل حاشیہ جلالین کی عبارت کو بلا ترجمہ مولوی نعیم الدین عوام کو فریب میں مبتلا کر کے
خوب خلاصہ نکالا حالانکہ اس میں بقول شخصے بظاہر آیت اور احادیث میں تعارض پیدا ہونے
پر احتمالات تواضع اور قبل اطلاع نفی علم غیب کی صورت میں تطبیق دی ہے۔ ہاں خود صاحب
تفسیر جلالین نے یہ احتمالات نہیں نکالے صرف یہی کہا ولو کنت اعلم الغیب ای ما غاب
عنی جلالین ص۱۴۵ اور تفسیر جامع البیان ص۲۲۹ میں الا ما شاء اللہ ای لکن ما شاء
یصل فتعلم گر در اصل آیات و احادیث میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ آیات نصوص قطعیہ
ہیں اور احادیث در بارہ اخبار عن المغیبات باعلام حق تعالیٰ ہیں جو تعریف علم غیب سے خارج
ہے پس نفی علم غیب کا اطلاق بمعنی حقیقی بلا تعلیم پر از روئے آیات و احادیث صحیحہ کے
متیقن ہے اور تعلیم الٰہی آیات و احادیث میں بطریق معجزات و وحی اور غیر وحی میں بطور
الہام کشف و کرامات کے ثابت ہے جو خود صاحب جمل نے تسلیم کیا اور مولوی نعیم الدین
نے برقرار رکھا۔ کیونکہ خبر دینے اور اظہار معجزات پر علم غیب کا اطلاق نہیں ہوتا اور بہر دو طریق
معجزات و کرامات اختیار عبد سے باہر ہیں فلا فرق بینہما۔

پس آیت مبارکہ اپنے معنی میں نفی علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بحکم حق تعالیٰ
نص قطعی الدلالۃ ہے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے ارشاد سے نفی علم غیب اپنے نفس
مبارک کے لئے فرماتے تو بھی احتمال تواضع عند المخلوقات نصوص قطعیہ کے مقابل میں نہ ہوتا
چہ جائیکہ بفرمان حق تعالیٰ پر تواضع چہ معنی دارد حیف در حیف مولوی نعیم الدین پر کہ آیت
نص قطعی کو جو دعاوی باطلہ حیلہ عطائے علم غیب کے لئے بیخ کن ہے احتمالات پیدا کر کے محتمل
بنایا جاتا ہے۔

دلائل احادیث شریفہ اور ان پر بحث	قولہ ص۱۸۹ - ۱۹۰ یہ پانچ آیتیں لکھنے کے بعد صاحب تقویۃ الایمان نے تین حدیثیں لکھی ہیں حدیث (۱)

اذ قالت احدٰھن وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال دعی ھذہ وقولی بالذی کنت

تقولین۔ شروع کیا کچھ لڑکیوں بنائی نے کہ دف بجانے لگیں اور مذکور کرنے لگیں ان لوگوں
کا کہ مارے گئے تھے ہمارے بدر میں سو ایک کہنے لگی کہ ہم میں ایک نبی ایسا ہے کہ جانتا ہے کل کی
بات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دے اور وہی کہہ جو کہتی تھی۔ تقویۃ الایمان
ص۳۲ اسی صفحہ میں یہ بھی لکھا ہے پیغمبر خدا کی تعریف میں یہ بات نہ کہے کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا
ہے۔ کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں۔ تقویۃ الایمان کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں ایک تو
یہ کہ وہابیہ کے نزدیک شادی میں عورتوں کا گانا جائز ہے کیونکہ جب ان کا گانا نقل کر کے اس پر کچھ
کلام نہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اس کو تسلیم ہے اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ نابالغ بچیاں تھیں کیونکہ حضور
کا وفینا نبی کہنے سے منع فرمانا اس کی دلیل ہے کہ وہ اس عمر کی تھیں کہ نہی شارع کی ان کی طرف
درست ہو ورنہ اسمٰعیل صاحب کا مطلب فوت ہوتا ہے (۲) مردوں کے ذکر اور مرثیہ کا جواز نکلا
(۳) یہ ثابت ہوا کہ کل کی بات کے معنی آئندہ کی خبریں ہیں (۴) یہ کہنا کہ کل کی بات جانتے ہیں۔
اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے یعنی یہ عبارت عطائی کا اثبات کرتی ہے
اب رہا اس حدیث کو پیش کرنا تو اس سے مخالف کا مدعا کسی طرح حاصل نہیں حضور نے یہ نہیں
فرمایا کہ یہ بات غلط ہے مجھے آئندہ کی کوئی خبر نہ دی گئی نہ یہ فرمایا کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے
توبہ کرو از سر نو اسلام لاؤ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مضمون تو غلط نہ تھا۔ لیکن وہ محل اس کے
ذکر کا نہ تھا چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اس کی ایک یہ وجہ بھی ذکر کی ہے یعنی ممانعت کی
وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر دف بجاتے کرنا یا مقتولین کے مرثیہ کے درمیان آپ کو
پسند نہ آیا اور یہ آپ کے علو منصب کے لحاظ سے بھی مناسب نہ تھا اور یہ مضمون تو حضرت
حسان رضی اللہ عنہ نے شان اقدس میں عرض کیا ہے فرماتے ہیں

نبی یری ما لا یری الناس حولہ ۔۔۔ ویتلو کتاب اللہ فی کل مشھد

فان قال فی یوم مقالۃ غائب ۔۔۔ فتصدیقھا فی ضحوۃ الیوم او غد

اس پر حضور کا انکار نہ فرمانا دلیل ہے اس کی کہ مضمون صحیح ہے۔ اور آئندہ کے واقعات تو بے
شمار ہیں جن کی حضور نے خبریں دی ہیں تمام کتب حدیث اس سے مالا مال ہیں

اقول۔ لا یعلم ما فی غد الا اللہ مولوی نعیم الدین مجتبیٰ لا انتیٰ نے پانچ آیات
قرآن پاک کو جو قطعی نفی علم غیب میں سوائے حق تعالیٰ کے مخصوص تھیں تاویلات فاسدہ باطلہ
سے رد کر کے اپنی عاقبت تباہ کی جس کا مکمل مسکت جواب گذر چکا۔ اب حدیث نبوی صلی اللہ

علیہ وسلم جو صحیح بخاری و دیگر صحاح سنن ابوداؤد و جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ وغیرہم میں وارد ہے اس کو اپنے غبار کفر و نفاق سے ماند کرنا چاہا چنانچہ تقویۃ الایمان میں اس حدیث کا جو مقتد مذکور ہے اس کو بھی ظاہر نہ کیا تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ اس حدیث کی کیا سند ہے کس کتاب میں ہے کیا واقعہ ہے یوں ہی بے سند بات ہے۔ لہٰذا اولاً پوری حدیث مع سند منقولہ تقویۃ الایمان ناظرین ملاحظہ فرمائیں:۔

اخرج البخاری عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل حین بنی علی فجلس علی فراشی کمجلسک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن من قتل من آبائی یوم بدر اذ قالت احداھن وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال دعی ھذہ وقولی بالذی کنت تقولین۔ مشکوٰۃ ص ۲۷۱ باب اعلان النکاح

میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ربیع نے نقل کیا، کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے پھر گھر میں داخل ہوئے جب شادی ہوئی تھی میری، پھر بیٹھے میرے پاس مسند پر جیسا تو بیٹھا ہے میرے پاس سو وہیں شروع کیا کچھ چھوکریوں ہماری نے کہ دف بجانے لگیں اور مذکور کرنے لگیں ان لوگوں کا کہ مارے گئے تھے ہمارے بدر میں سو ایک کہنے لگی کہ ہم میں ایک ایسا نبی ہے کہ جانتا ہے کل کی بات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دے اور وہی کہہ جو کہتی تھی۔ ف یعنی ربیع ایک بی بی تھیں انصار میں سے ان کی شادی میں پیغمبر خدا تشریف لائے اور ان کے پاس آ بیٹھے سو ان لوگوں کی کئی چھوکریاں کچھ گانے لگیں کہ اس میں پیغمبر خدا کی تعریف میں یہ بات کہی کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ باتیں جانتے ہیں سو اس کو پیغمبر خدا نے منع کیا اور فرمایا کہ یہ بات مت کہو اور جو کچھ پہلے گاتی تھیں وہی گائے جاؤ، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی انبیا و اولیا یا امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے اور یہ جو شاعر لوگ پیغمبر خدا کی تعریف میں یا اور انبیا و اولیا یا بزرگوں کی یا پیروں کی یا استادوں کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور حد سے گزر جاتے ہیں اور خدا کے سے اوصاف ان کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور پھر یوں کہتے ہیں کہ شعر میں مبالغہ ہوتا ہے یہ سب غلط ہے کہ پیغمبر خدا نے اس قسم کا شعر اپنی تعریف کا انصار کی چھوکریوں کو گانے بھی نہ دیا چہ جائیکہ عاقل مرد اس کو کہے یا سن کر پسند کرے انتہی

اسی لئے قرآن میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ — اور مت کہو کسی چیز کے لئے کہ میں کروں گا اس کو کل، مگر اس کے ساتھ یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ

نیز یہ حدیث سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱۸ میں اور سنن ترمذی ص ۱۳۷ میں مذکور ہے۔ اور سنن ابن ماجہ باب النکاح ص ۱۳۴ میں یہ الفاظ روایت ہیں

تقولان وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال اما ھذا فلا تقولوہ لا یعلم ما فی غد الا اللہ اھ

"کہتی تھیں وہ اور ہم میں ایسا ایک نبی ہے کہ جانتا ہے کل ہونے والی بات کو تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکن یہ پس نہ کہو اس کو نہیں جانتا کوئی کل ہونے والی بات کو سوائے اللہ تعالیٰ کے"

پھر اس صریح حدیث صحیح پر جرح لا یعنی واہی تباہی کر کے مولوی نعیم الدین نے اپنے جہل و عناد و تعصب کا حدیث کے ساتھ پورا پورا ثبوت دیا کہ اس سے گانا جائز معلوم ہوگا نا نقل کر کے اس پر کچھ کلام نہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ تسلیم ہے۔ حالانکہ لڑکیوں کے گانے کی اجازت تو خود حدیث میں وارد ہے نہ کہ کسی کی عبارت میں جو حدیث کا نام لینا بھی گوارا نہ ہوا معاذ اللہ پھر اس پر کلام کرنا شان متبع حدیث و سنت کی ہرگز نہیں ہو سکتی، سوائے اس کے کہ یہ مبغض رسول مبتدع عنید کا کام ہے چنانچہ مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۱۰۹ میں اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

و این حدیث دلالت دارد برآنکہ ضرب دف و انشاد و اشعار جائز ست و ظاہر آنست کہ غناء بود و امثال این مقام مباح ست و آنحضرت آن زنان را از ان منع نکرد بلکہ فرمود بگو ہمان کہ میگفتی فتدبر

نیز اشعۃ اللمعات میں جویریات کا ترجمہ دخترکان یعنی چھوٹی لڑکیوں کا کیا گیا ہے۔ اور حاشیہ ابن ماجہ میں بشرح لفظ جاریتان مرقاۃ سے مرقوم ہے

والجاریۃ من النساء ما لم یبلغ الحلم (مرقاۃ) — "لڑکیاں عورتوں میں سے وہ جو حد بلوغ کو نہ پہنچی ہوں"

علی ہذا کہ ممنوع وفینا نبی الخ ہے جو موہم شرک تھا جس سے روکنا عموماً مکلف و غیر مکلف کے لئے لازم تھا اس سے اس لئے منع فرمایا گیا کہ اگر وہ کہنے والی بچیاں تھیں تو سننے والے تو مکلف باشرع تھے

[illegible]

یہی عین مطلب و مدعائے توحید و منع از شرک مولانا شہید مرحوم کا تھا۔ پھر گذشتگان مقتولین شہدائے بدر کے اوصاف و شجاعت وغیرہم کا بطور مرثیہ مدح جائز ہی حدیث ہی سے ثابت ہوا جن میں ربیع بنت معوذ انصاریہ رضی اللہ عنہا کے باپ جو ابوجہل لعین کے قتل کرنے والے تھے اور ان کے چچا اور عوف و عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ رضی اللہ عنہم بھی انہیں میں سے تھے۔ کذا ذکرہ فی فتح الباری و اللمعات پھر کیونکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دف کے ساتھ ان کا ذکر مرثیہ ناپسند ہوتا اور خود مولوی نعیم الدین نے دروغ گورا حافظہ نباشد رسالہ السواد الاعظم ماہ رمضان ۵۰ھ صفحہ پر حدیث ربیع بنت معوذ بحوالہ التقویۃ الایمان صرف الفاظ دو مارے گئے تھے ہمارے بدر میں، الغرض جواز مرثیہ محرم میں نقل کئے ہیں، اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی رسالہ تعزیہ داری حسنی پریس بریلی میں لکھتے ہیں،

"اور عوارض قبیحہ سے نفس شئے مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی ہے اور یہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے، روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مقامات و مدارج بیان کئے جائیں اور ماتم و تجدید غم وغیرہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہونی نفسہ حسن و محمود ہے خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء ہے عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے۔ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراثی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم"

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول ص ۳۵ میں مشائخ چشتیہ سے گانے کے متعلق لکھتے ہیں، دوہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صفت الٰہی سے خبر دینے میں چندی چیز می باید تا سمع مباح شود"

پھر لڑکیوں کے کلام سے علم عطائی پائے جانے سے بھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع ہی فرمایا یہ بہت بڑی بین دلیل ہے کہ علم عطائی پر بھی اطلاق علم غیب اور علم ما فی غد ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ علم غیب صفت خاصہ الوہیت جناب باری تعالیٰ شانہ ہے۔ جو کسی دوسرے پر اس کا اطلاق کرنا گو عطیہ ہی جان کر کرے موہم کفر و شرک ہے جب ہی تو حدیث ابن ماجہ میں فرمایا

لا یعلم ما فی غد الا الله	"کوئی نہیں جانتا کل ہونے والی بات کو سوائے اللہ تعالیٰ کے"

مولوی نعیم الدین کی عقل پر پردہ پڑا ہے جو توحید و شرک میں فرق نہیں سمجھتا [illegible] شان حدیث میں کہ حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ بات غلط ہے مجھے آئندہ کی کوئی خبر ہی نہیں محض جاہلانہ عناد حدیث سے ہے، ورنہ حدیث میں خود صاف صریح ممانعت کی تصریح ہے اور اس کی دلیل میں آپ کا علیہ الصلوۃ والسلام یہ فرمانا کہ

لا یعلم ما فی غد الا الله	"کوئی نہیں جانتا کل ہونے والی بات کو سوائے اللہ تعالیٰ کے"

اور اگر آپ جانتے ہوتے تو اس صفت علم غیب لا یعلم ما فی غد الا الله کو حق تعالیٰ کے ساتھ خاص نہ فرماتے جس کا دوسرے پر اطلاق کرنا کذب و ممنوع موہم شرک ہے چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۲۰ ص ۷۲۳ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا

ومن حدثک انہ یعلم ما فی غد فقد کذب ثم قرأت وما تدری نفس ماذا تکسب غدا	"اور جو تجھ سے بیان کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کل ہونے والی بات کو پس تحقیق اس نے جھوٹ بولا پھر پڑھی آیت اور نہیں جانتا کوئی نفس کیا کرے گا کل کو"

پھر مولوی نعیم الدین کی حد درجہ بددیانتی یہ کہ صاحب مرقاۃ سے اس حدیث کی شرح جو الکلمۃ العلیا ص ۹۳ میں آپ نے نقل کی وانما منع القائلۃ بقولہا وفینا نبی الخ لکراہتہ نسبۃ علم الغیب الیہ لانہ لا یعلم الغیب الا الله وانما یعلم الرسول من الغیب ما اعلمہ اور خود ہی ترجمہ کیا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو اس واسطے منع کر دیا۔ کہ انہوں نے غیب کی نسبت "مطلقاً" آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کر دی تھی حالانکہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام تعلیم الٰہی سے جانتے ہیں" علاوہ بریں الاالخ اس میں مطلقاً کس لفظ کا ترجمہ ہے! ظاہر ہے کہ ایجاد بندہ گندہ ہے پھر لانہ لا یعلم الغیب الا الله کا ترجمہ "اس لئے کہ نہیں جانتا غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی" جو اصل مقصد نسبت کرنے علم غیب کے منع کا باعث ہے، مولوی نعیم الدین نے اپنے ادعائے باطل کے لئے معنی جان کر فریب کاری سے اڑا دیا۔ بلکہ یہاں اس پوری عبارت مرقاۃ کو جو حسب مضمون حدیث لا یعلم ما فی غد الا الله کے مطابق ہے، بالکل چھوڑ کر محض توجیہ دف و غناء غریبہ باردہ کی نقل پر اکتفا کیا جو بددیانتی ہی نہیں بلکہ فریب دہی جعل سازی ہے جو ہرگز تصریح حدیث کے

... میں قابل تسلیم نہیں ہو سکتی چنانچہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۳ صفحہ ۱۰۶ میں مرقوم ہے

وگفتہ اند کہ منع آنحضرت ایں قول بجہت آنست کہ دروے اسناد علم غیب ست بآنحضرت پس آنحضرت را ناخوش آمد وبعضے گویند کہ بجہت آنست کہ ذکر شریف وے در اثنائے لہو مناسب نباشد وایں حدیث دلالت دارد برآنکہ ضرب دف وانشاد اشعار جائز ست وظاہر آنست کہ لغنا بود در امثال ایں مقام مباح ست وآنحضرت آں زنان را ازاں منع نکرد بلکہ فرمود بگو ہمانراکہ میگفتی فتدبر اھ

" کہتے ہیں کہ منع فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قول سے اس وجہ سے ہے کہ اس میں نسبت کرنا علم غیب کا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پس آنحضرت کو ناپسند ہوا اور بعضے کہتے ہیں منع فرمانا اس وجہ سے ہے کہ آپکا ذکر شریف اثناء لہو میں مناسب نہ ہوا اور حدیث دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ دف کے ساتھ انشاء اشعار جائز ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ گانے کے ساتھ تھا جو ایسے مقاموں میں مباح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو اس سے منع نہ کیا بلکہ فرمایا اسی کو کہے جاؤ۔ جو کہتی تھیں" فتدبر

اس عبارت کے آخر لفظ "فتدبر" میں شیخ کا اشارہ ہے۔ کہ دوسرا قول از روئے دلالت حدیث جواز دف وغنا مباح کے برخلاف ہے مگر اسی قول کو مولوی نعیم الدین نے مدلول حدیث کے خلاف اختیار کیا۔ علی ہذا امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۶ صفحہ ۱۹ میں فرماتے ہیں۔

وفیہ جواز سماع الضرب بالدف صبیحۃ العرس وکراھۃ نسبۃ علم الغیب لاحد من المخلوقین اھ

" اس حدیث میں گانے کا دف کے ساتھ جائز ہونا شب عروس کی صبح کو اور مکروہ ہونا نسبت علم غیب کا کسی بھی مخلوق کی طرف ثابت ہوا "

اور پارہ ۲۱ صفحہ ۵ فتح الباری میں فرماتے ہیں

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم دعی ھذہ ای اترکی ما یتعلق بمدحی الذی فیہ الاطراء المنھی عنہ زاد فی روایۃ حماد بن سلمۃ لا یعلم ما فی غد

" چھوڑ دے اس کو جس کا تعلق میری تعریف سے ہے کہ اس میں تعریف باطل ہے جو ممنوع ہے ایک روایت میں حماد بن سلمہ سے اس قدر زائد ہے کہ نہیں جانتا کوئی کل ہونے والی بات کو سوائے

الا اللہ فاشار الی علۃ المنع (قولہ وقولی بالذی کنت تقولین) فیہ اشارۃ الی جواز سماع المدح والمرثیۃ مما لیس فیہ مبالغۃ تفضی الی الغلو واخرج الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن من حدیث عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر بنساء من الانصار فی عرس لھن وھن یغنین ؎ واھدی لہا اکبشا تنحنح فی المربد وزوجک فی البادی وتعلم ما فی غد فقال لا یعلم ما فی غد الا اللہ (الی) وانما انکر علیہا ما ذکر من الاطراء حیث اطلق علم الغیب لہ وھو صفۃ تختص باللہ تعالی کما قال تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وقولہ لنبیہ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر اھ

اللہ تعالیٰ کے پس اس میں اشارہ ہے منع کرنے کی وجہ کا اور اس حدیث میں اشارہ ہے گانے کے جائز ہونے کا جس میں ایسی تعریف اور مرثیہ ہو جس میں مبالغہ نہ ہو جو پہنچا دے غلو زیادتی کی طرف اور روایت کیا طبرانی نے اوسط میں باسناد حسن حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گذرے انصاری عورتوں پر شادی کی تقریب میں اور وہ گا رہی تھیں وہ ہدیہ دیا اسے ایک مینڈھا جو بول رہا تھا اپنی جگہ میں اور تیرا خاوند جنگل میں ہے اور آپ جانتے ہیں کل ہونے والی بات کو تو فرمایا آپ نے نہیں جانتا کوئی کل ہونے والی بات کو سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اور انکار کیا اس پر جو ذکر کیا گیا باطل تعریف کا جس وقت کہ اطلاق کیا علم غیب کا آپکے لئے اور یہ وہ صفت خاص اللہ تعالیٰ کی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہہ دو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا جو کوئی ہے آسمانوں اور زمین میں غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور فرمایا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ دو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں مالک اپنی جان کے نفع اور نقصان کا مگر جو چاہے اللہ اور اگر میں جانتا غیب کی بات کو تو بہت خوبیاں جمع کر لیتا "

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۳ صفحہ ۲۸۰ میں لفظ اطراء کے معنی میں فرماتے ہیں

والاطراء المدح بالباطل

" اطراء تعریف باطل کو کہتے ہیں "

اور مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی الامن والعلاء بدفع البلاء مطبوعہ بریلی [illegible] کے صفحہ [illegible] میں اسی حدیث صحیح بخاری کے تحت میں لکھتے ہیں:

علم غیب بالذات اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے کفار اپنے معبودان باطل وغیرہ کے لئے مانتے تھے۔ لہذا مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ ہے،،

حالانکہ کفار و مشرکین سوائے حق تعالےٰ کے اپنے معبودان باطل کو متصرف بالذات عالم الغیب نہیں مانتے تھے، بلکہ بالعطا ہی مان کر محض سفارشی کہتے تھے چنانچہ

مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰی رپ ۲۳ سورہ زمر

«ہم ان کو پوجتے ہیں اس واسطے کہ ہم کو پہنچا دیں اللہ کی طرف قرب کے درجہ میں،،

قرآن پاک میں نص ہے۔ اسی طرح علم غیب بھی منجملہ صفات الوہیت کے ہے جس پر ان کو مشرک قرار دیا گیا اور نفی علم غیب قرآن حدیث میں وارد ہوئی۔ پس یہ محض حیلۂ باطلہ دروغ بے فروغ وسوسہ شیطانیہ ہے۔ علی ہذا مدعیان اسلام میں سے علم غیب بالذات کسی کے نہیں جانتا۔ بلکہ عطائی ہونا ہی مانتے ہیں چنانچہ خود مولوی نعیم الدین نے بھی اثبات علم غیب کو اسی حدیث میں تسلیم کیا ہے۔ جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اطلاق علم غیب کو چھوکریوں سے سننا بھی روا نہ فرمایا اور ممانعت فرمادی۔ پھر کسی گور پرست کو کیونکر کہنا جائز ہو سکتا ہے۔ اگر فی الواقع علم غیب کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث حسن اعتقاد و مدح ہوتی تو لفظ مکروہ کا استعمال خصوصاً مولوی صاحب بریلوی کیونکر گوارا کرتے لفظ مکروہ ہی نے تمام ساختہ پرداختہ مبتدعین ضالین گور پرستوں پر یکقلم پانی پھیر دیا۔ علی ہذا خود مولوی نعیم الدین کے مدرسہ کفر گڑھ کے معتمد مدرس مولوی محمد اجمل سنبھلی رد سیف یمانی در جوف لکھنوی ۱۳۵۱ھ مطبوعہ اہل سنت برقی پریس مراد آباد کے ص۱۹ میں لکھتے ہیں

«اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کثرت سے علوم غیبی ثابت ہیں جن کی نسبت اکابر علمائے معتمدین فرماتے ہیں کہ حضور پر غیوب کے دروازے کھول دیئے گئے۔ لیکن پھر بھی لفظ عالم الغیب کے اطلاق میں احتیاط کی جاتی ہے، ہمارا یہی مسلک ہے،،

پس ایں خانہ بے بنیاد تباہ شد

رہے حضرت حسان رضہ کے شعر تو ان میں کوئی لفظ ممنوع الشرع نہیں ہے جس سے مولوی نعیم الدین کی فریب کاریوں عقائد شرکیہ میں کچھ بھی گنجائش مل سکے۔ کیونکہ اس کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو دیکھتے ہیں لوگ اپنے گرد کو بھی نہیں دیکھتے اللہ کی کتاب ہر واقعہ پر پڑھتے ہیں آپ کسی بات پوشیدہ کا اظہار اگر دن میں فرمادیں تو اس کی تصدیق آج ہی یا کل ہو جاتی ہے

بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انوار و تجلیات علوم و فیضان کی بارش کا نزول و ظہور برابر مسلسل ہوتا رہتا تھا۔ ملائکہ حاضر ہوتے رہتے تھے آپ کو جو بات وحی الٰہی سے تعلیم و القا ہوتی لوگ اس سے غافل رہتے جب آپ فرماتے تو اس کا ظہور ہوتا چنانچہ حدیث صحیح بخاری پارہ ۱۷ ص۶۲۴ و صحیح مسلم ج ۱ ص۳۴۱ میں وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

الا تامنونی وانا امین من فی السماء یاتینی خبر السماء صباحا ومساءً ۔

«کیا تم لوگ مجھے امانتدار نہیں سمجھتے حالانکہ میں امین ہوں آسمان والوں کا آتی ہے میرے پاس خبر آسمان کی صبح اور شام،،

نیز صحیح بخاری پارہ ۲۸ ص۱۳۳ میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال اشرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اطم من الاطام فقال هل ترون ما اری انی اری الفتن یقع خلال بیوتکم مواقع القطر ۔

«کہا حضرت اسامہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر چڑھے تو فرمایا کیا تم دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں میں دیکھ رہا ہوں فتنوں کو تمہارے گھروں میں مینہ کی مانند برس رہے ہیں،،

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۵ ص۵۹۴ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں جب تشریف لائے تو عبد اللہ بن سلام رضہ نے حاضر ہو کر تین سوال ایسے آپ سے کئے جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ ان کے متعلق آپ نے فرمایا

اخبرنی بہ جبرئیل آنفا

«مجھے ابھی جبرئیل نے ان باتوں کی خبر دی،،

پہلا سوال یہ کہ علامت قیامت کیا ہوگی۔ دوسرا یہ کہ سب سے پہلے غذا اہل جنت کی کیا ہوگی تیسرا یہ کہ بچہ کبھی اپنے باپ اور ماں کے مشابہ کیوں ہوتا ہے۔ فرمایا آپ نے اول علامت قیامت کی آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب تک لے جاوے گی۔ اور اول کھانا جو اہل جنت کھاویں گے مچھلی کی کلیجی کا ٹکڑا ہوگا۔ اور بچہ جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب ہو تو باپ کے مشابہ ہو اور جو عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب ہو تو ماں کے مشابہ ہو" پس عبد اللہ بن سلام رضہ مشرف باسلام ہوئے۔ فتح الباری پارہ ۱۳ ص۲۲۹ میں روایت ہے

اخرج الحاکم من حدیث ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

«حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نہیں جانتا کہ تبع

لا ادری ذوالقرنین نبی ام لا ۔ "نبی تھے یا نہیں"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۲ ص۱۵۹ میں روایت ہے کہ جب قبیلہ ہوازن کے لوگ اسلام لاکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے قیدی اور مال کی واپسی کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا مجھے وہ بات پسند ہے جو سچی ہے یا قیدی لے لو یا مال وہ لوگ قیدیوں کی واپسی پر راضی ہو گئے تو آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ یہ تمہارے بھائی توبہ کرکے آئے ہیں میں بہتر سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی واپس کردوں آپ کے فرمانے کو سب نے قبول کیا تو آپ نے ان لوگوں سے فرمایا

انا لا ندری من اذن منکم فی ذلک ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاؤکم امرکم فرجع الناس فکلمهم عرفاؤهم ثم رجعوا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاخبروه انهم قد طیبوا واذنوا ۔

"ہم نہیں جانتے کہ اس امر میں کس نے تم میں سے اجازت دی اور کس نے نہیں دی پس تم لوٹ جاؤ حتی کہ تمہارے سردار ہم سے تمہاری بات کہیں تو وہ لوگ چلے گئے پس اپنے سرداروں سے بات کرکے واپس آئے پس خبر دی آپ کو کہ انہوں نے رضامندی سے اجازت دی ہے"

یہ واقعہ غزوہ حنین بعد فتح مکہ کے ۸ھ میں ہوا نیز صحیح بخاری پارہ ۱۹ ص۲۹۶ و صحیح مسلم ج ۲ ص۳۷۸ میں روایت ہے کہ "فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے صالحین بندوں کے لئے ایسی چیزیں رکھی ہیں، جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی نہ کسی بشر کے قلب میں ان کا خطرہ گذرا" فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے۔

ولا یعلمه ملک مقرب ولا نبی مرسل اخرجه ابن ابی حاتم ۔

"نہیں جانتا اس کو فرشتہ مقرب اور نہ نبی مرسل"

اور صحیح مسلم ج ۲ ص۲۱۲ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال استاذنت علی النبی صلی الله علیه وسلم فقال من هذا فقلت انا فقال النبی صلی الله علیه وسلم انا انا ۔

"میں نے اجازت چاہی (دروازہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے) تو فرمایا کون ہے تو میں نے کہا میں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو میں بھی ہوں"

اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو کیوں فرماتے کہ کون ہے اور فتح الباری پارہ ۳۰ ص۱۲۳ میں اور مواہب لدنیہ اور مدارج النبوۃ ج ۱ [illegible] میں روایت ہے

ان ناقة النبی صلی الله علیه وسلم ضلت فقال زید بن اللصیت (وزن عظیم) یزعم محمد انه نبی و یخبرکم عن خبر السماء وهو لا یدری این ناقته فقال النبی صلی الله علیه وسلم ان رجلا یقول کذا وکذا وانی والله لا اعلم الا ما علمنی الله وقد دلنی الله علیها وهی فی شعب کذا قد حبستها شجرة فذهبوا فجاؤوه بها فاعلم النبی صلی الله علیه وسلم انه لا یعلم من الغیب الا ما علمه الله ۔

"اونٹنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گم ہو گئی تو کہا زید بن لصیت نے گمان کرتے ہیں محمد کہ وہ نبی ہیں اور تمہیں خبر دیتے ہیں آسمان کی اور وہ نہیں جانتے کہ اونٹنی کہاں ہے تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ کہتے ہیں اس طرح اور میں قسم اللہ کی نہیں جانتا مگر جو مجھے اطلاع فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اور البتہ مجھے معلوم کرایا اللہ نے اس کے حال سے کہ وہ فلاں جگہ ہے روک لیا اس کو درخت نے یعنی مہار درخت سے لگ گئی ہے پس گئے پاس تو لے آئے اس کو پس جانا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے غیب میں سے کچھ مگر جس قدر بتاتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ مدارج النبوۃ ج ۱ ص۲۳۶ میں فرماتے ہیں۔

وہرچہ بر زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبعضے از تابعان وے ظاہر شدہ است بوحی یا الہام ودر حدیث آمدہ است واللہ انی لا اعلم الا ما علمنی ربی ۔

"جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر اور بعضے آپ کے تابعوں سے ظاہر ہوا ہے وحی یا الہام سے ہوا ہے اور حدیث میں آیا ہے قسم اللہ کی میں نہیں جانتا مگر جتنا مجھے علم دیا میرے رب نے"

اسی طرح صاحب مواہب لدنیہ اور علامہ زرقانی شرح مواہب ج ۴ ص۱۰۵ اور ج ۷ ص۲۲۸ میں فرماتے ہیں: "واللہ انی لا اعلم الا ما علمنی ربی" فاخباری بامر السماء انما هو تعلیم الله والنبی لا یعلم کل غیب قال ذلک ردا لزعم المنافق انه لو کان نبیا لعلم مکان ناقته (وقد دلنی الله علیها وهی فی موضع کذا وکذا) شعب عینه لهم واشار لهم الیه (حبستها شجرة بخطامها) بزنة کتاب وفی روایة بزمامها فذهبوا فوجدوها کما اخبر صلی الله علیه وسلم فصح انه لا یعلم ما وراء الجدار ونحوه ولا غیره الا ما اعلمه ربه تبارک وتعالی فان ثبت الحدیث فلا اشکال علیه اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص۲۳۲ میں فرماتے ہیں۔

لے ترجمہ اوپر گذر چکا ہے

ابوالشیخ از عکرمہ بن خالد روایت کردہ کہ شخصے از آنحضرت پرسید کہ از مخلوقات خدا کدام یک نزد خدا عزیز تر است فرمودند کہ من نمیدانم چوں حضرت جبرئیل آمدند از ایشاں پرسیدند ایشاں گفتند کہ من ہم نمیدانم باز عروج کردند چوں فرود آمدند گفتند کہ عزیز ترین مخلوقات نزد خدا چہار فرشتہ اند جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت ‘‘	’’ ابوالشیخ نے عکرمہ بن خالد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مخلوقات خدا تعالیٰ میں سے کون نزدیک خدا کے عزیز ترین ہے فرمایا میں نہیں جانتا پھر جبرائیل علیہ السلام آئے ان سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ میں بھی نہیں جانتا پھر جبرئیل گئے پھر جب آئے فرمایا کہ عزیز ترین مخلوقات میں سے نزدیک خدا تعالیٰ کے چار فرشتہ ہیں جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت علیہم السلام

علیٰ ہذا مولوی نعیم الدین کے بڑے معتمد اعلیٰ حضرت بریلوی تجلی الیقین مطبوعہ نادری پریس کے صـ۱۹ میں لکھتے ہیں ’’ وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ ۔ بیشک آخرۃ تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے وہاں جو نعمتیں تجھے ملیں گی نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنی نہ کسی بشر یا ملک کے خطرہ میں آئیں ‘‘ ایضاً صـ۱۲ ’’ پھر آخرت میں جو تمہیں ملنا ہے ان کا حال تو خدا ہی جانے ‘‘ ایضاً ’’ کفار نے حضور کو شاعری کا عیب لگایا حق جل وعلا نے فرمایا

ما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ ۔ ’’ ہم نے انہیں شعر سکھایا اور نہ ان کے لائق تھا ‘‘

ایضاً واقعہ معراج بیت المقدس (یعنی ’’ جبرئیل نے عرض کی حضور نے جانا یہ کس کس نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی فرمایا نہیں عرض کیا ہر نبی جسے خدا نے بھیجا حضور کے پیچھے نماز میں تھا ‘‘ رواہ ابن ابی حاتم و ذکرہ فی فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۵ صـ۱۵۶) ایضاً ’’ حضور نے پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں عرض کی یہ حضور کے باپ ابراہیم ؑ اور یہ موسیٰ ؑ اور عیسیٰ ؑ ہیں ‘‘ نیز مولوی صاحب بریلوی حیات الموات مطبوعہ گلزار حسینی بمبئی کے صـ۲۶ میں لکھتے ہیں

’’ ایک بی بی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں ان کا انتقال ہو گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے خبر نہ دی حضور ان کی قبر پر گئے دریافت فرمایا یہ قبر کیسی ہے لوگوں نے عرض کیا ام محجن کی فرمایا وہی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، عرض کی ہاں حضور نے صف باندھ کر نماز جنازہ پڑھائی پھر ان بی بی کی طرف خطاب کر کے فرمایا تو نے کون سا عمل افضل پایا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وہ سنتی ہے فرمایا کچھ تم اس سے زیادہ نہیں سنتے پھر فرمایا اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینی ‘‘

اس لئے تو مولوی نعیم الدین کے مستند مسلمہ بدایونی تصحیح المسائل صـ۱۵۲ میں تصریح کرتے ہیں

سماع موتیٰ ندائے احیا را با سماع خدا در برزخ چگونہ در علم غیب داخل باشد ۔	’’ مردوں کا سننا زندوں کی ندا کو خدا کے سنانے سے عالم برزخ میں کیونکر علم غیب میں داخل ہو گا ‘‘

یعنی حق تعالیٰ کے سنانے اطلاع فرما دینے سے اس پر غیب کے جاننے کا اطلاق نہیں ہو سکتا ۔ اور خود مولوی نعیم الدین نے فیضان رحمت صـ۱۸۱ میں لکھا ’’ ابو داؤد میں قیس بن سعد سے وارد ہے کہ رسول اکرم ہمارے گھر پر ملاقات کے لئے تشریف لائے اور باہر ٹھہر کر تین دفعہ سلام فرمایا اور سعد نے ان کے سلام کا ایسا جواب دیا کہ رسول اکرم نے نہیں سنا پس رسول اکرم نے واپس رجوع فرمایا ۔ اور سعد نے ان کے پیچھے نکل کر یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کا سلام سنتا تھا لیکن آہستہ جواب دیتا تھا اس آرزو کے لئے کہ آپ زیادہ سلام ہم پر فرما دیں پھر رسول اکرم نے سعد کے ساتھ واپس رجوع فرمایا ‘‘ الخ (سنن ابو داؤد ج ۲ صـ۳۵۰)

علیٰ ہذا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام زمانہ حیات کے حالات سے جس کا اجمالی ثبوت بطور اختصار مثل آفتاب کے روشن ہوا کہ ہر امر میں دریافت فرمایا کرتے تھے لوگوں کے نام دریافت فرماتے حالات معلوم فرماتے گھر میں کھانے کو دریافت فرماتے در صورت معلوم نہ ہونے کے فرماتے میں نہیں جانتا ہوں ہر واقعہ میں منتظر وحی الٰہی تعالیٰ شانہ علام الغیوب کے رہتے ہر امر میں بذریعہ وحی اطلاع دی جاتی ۔ ورنہ در صورت علم غیب ہونے کے ہر امر ہر حادثہ میں دریافت کرنے معلوم فرمانے کی کیا ضرورت تھی ۔ یہ تو قرآن وحدیث کی صریح مخالفت ہے جس طرح مولوی نعیم الدین کا زعم باطل بحیلہ علم عطیہ ہے کہ ذرہ ذرہ آپ کے علم میں حاضر ہے حضور سب کے عالم ہیں بدو تخلیق مخلوقات کے پیدا کرنے کے وقت سے جنت و دوزخ میں داخل ہونے تک کے تمام احوال بخوبی جانتے بالتفصیل پہچانتے ہیں ۔ یہ اقوال بے سروپا مولوی نعیم الدین کے شروع بحث علم غیب میں گزر چکے ہیں ۔

پس صفت غیب ہرگز کسی کو عطا نہیں ہو سکتی ۔ البتہ اطلاع علی امور الغیب حسب ضرورت ہوتی ہے اس میں کسی کو کلام نہیں تمام احکام قرآن وحدیث اسی پر منحصر ہیں ۔ علم غیب کے مفہوم میں استمرار اور عدم تغیر داخل ہے اور یہ علم دوسروں کو سوائے حق تعالیٰ کے ذاتی کیا عطائی بھی نہیں ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ یہ صفت منجملہ الوہیت حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس کو

مخلوق میں منتقل کرنا عطائی کا فرق لگانا شرک سے بچا تو نصوص قرآن و حدیث سے معارضہ کرنا ہے
چنانچہ مولوی نعیم الدین کی مسلمہ بوارق بدایونی صـ۱ میں ہے۔

شرعاً معتبر در توحید و شرک ہماں صفت الوہیت است و بس کہ آں صفت در غیر ذات واحد حق بہیچ یافتہ نمی شود نہ بالذات و نہ بعطائے او تعالیٰ نہ کامل و نہ ناقص و ہمیں سبب شرک اخبث الخبائث گردیدہ کہ مستلزم تعمیم صفت خاص است۔

"در شرعاً معتبر توحید اور شرک میں وہی صفت الوہیت ہے۔ و بس کہ وہ صفت غیر ذات واحد حق تعالیٰ میں کسی طور پر نہیں پائی جا سکتی ہے نہ بالذات نہ حق تعالیٰ کے عطا فرمانے سے نہ کامل اور نہ ناقص اور اسی سبب سے شرک اخبث الخبائث ہوا ہے کہ اس سے عام ہونا صفت خاص رباری تعالیٰ کا لازم آتا ہے۔"

اور خود مولوی نعیم الدین نے رسالہ فیضان رحمت صـ۱۰-۱۳ میں جس طرح ماشاء اللہ و شاء فلاں کو موہم شرک قرار دیا ہے کہ اس میں خدائے پاک کے ساتھ مشیت میں بندہ کو برابر کرنا ہے اور کوئی فرق ذاتی و عطائی کا نہیں کیا۔ اسی طرح علم غیب میں فرق ذاتی و عطائی کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عالم الغیب بمعنی علم عطائی مخلوقات کو اگر جانا جاوے گا تو اسی طرح ماشاء اللہ و شاء فلاں کو جاننا لازم آوے گا۔ تو پھر اس حیلہ سے یوں کہنا پڑے اللہ عالم الغیب و رسولہ عالم الغیب جس طرح مولوی نعیم الدین کا زعم باطل ہے پھر منع موہم شرک اور یہ درست و ایمان بالغیب
پس جس طرح ماشاء اللہ و شاء فلاں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اجعلتنی للّٰہ ندا الحدیث۔ "کیا ٹھہرالیا تو نے مجھے اللہ کا شریک"

اسی طرح حدیث ربیع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا یعلم ما فی غد الا اللّٰہ "نہیں جانتا کوئی کیا ہوگا کل کو سوائے اللہ تعالیٰ کے"

الغرض صفات مختصہ حق تعالیٰ کی کسی مخلوق میں خواہ بالذات یا بالعطا ہرگز نہیں آسکتی۔ الحمد للہ والمنۃ کہ بتائید تقویۃ الایمان احادیث جاریتین سے حسب تشریحات اکابر اور مسلمات مولوی نعیم الدین کے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات مبارک کے لئے علم غیب کی نسبت کی ممانعت لا یعلم ما فی غد الا اللّٰہ فرما کے کر دینا صراحۃً واضح ہو گیا۔ اور خصوصاً گور پرستوں مبتدعین کے مایۂ ناز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اسی طرح کی نسبت کرنے کو مخلوق کی طرف کروہ قرار

[illegible] صراط مستقیم۔

قولہ صـ۱۹۰ تا ۱۹۱ الحدیث ۱۲

من اخبرک ان محمدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعلم الخمس التی قال اللّٰہ تعالیٰ ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ فقد اعظم

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جو کوئی خبر دے تجھ کو کہ حضرت پیغمبر خدا جانتے تھے وہ پانچ باتیں کہ اللہ نے ذکر کیا ہیں سو بیشک بڑا طوفان باندھا"

ف یعنی وہ پانچ باتیں کہ سورہ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں اور ان کی تفسیر اس فصل کے اول میں گذر گئی کہ جتنی غیب کی باتیں ہیں سو انہیں پانچ میں داخل ہیں۔ سو جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے یعنی سب غیب کی باتیں جانتے تھے، سو وہ بڑا جھوٹا ہے۔ تقویۃ الایمان صـ۱۳ یہ مضمون آیت سورہ لقمان میں تھا اس کا شافی جواب اوپر ذکر ہو چکا۔ اعادہ کی حاجت نہیں بات صرف اتنی ہے کہ علم ذاتی کی نفی ہے اس لئے حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ جو شخص ان پانچ چیزوں کے علم کا انکار کرے جس کی آیت میں نفی کی گئی ہے، وہ بڑا جھوٹا ہے۔ یہ بالکل حق ہے۔ پانچ چیزوں کے علم ذاتی کی نفی فرمائی گئی۔ رہا علم عطائی نہ آیت میں اس کی نفی ہے نہ حضرت صدیقہ نے اس کا انکار فرمایا اس مسئلہ پر ہم اپنی کتاب الکلمۃ العلیا میں بہت زبردست دلائل قائم کر چکے ہیں جس کے جواب سے تمام مخالفین عاجز رہے۔ یہاں ایک بات قابل لحاظ ہے کہ صاحب تقویۃ الایمان نے غیب کو صرف ان پانچ چیزوں میں منحصر کر دیا اس کے سوا اور کوئی چیز اس کے نزدیک غیب نہیں نہ ذات و صفات الٰہی نہ جنت و دوزخ نہ عالم ارواح و ملائکہ و جنات نہ لوح محفوظ نہ دلوں کے وساوس و خطرات نہ دور و دراز مقامات کے حالات نہ گذرے ہوئے واقعات ان میں سے اس کے نزدیک کوئی بھی غیب نہیں کیونکہ ان پانچ چیزوں میں داخل نہیں لہٰذا ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی دور ہو یا نزدیک چھپی ہو یا کھلی اندھیرے میں ہو یا اجالے میں آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر یا سمندر کی تہ میں جس کو اس نے تقویۃ الایمان کے صـ۱ میں شرک بتایا ہے صـ۲۱ کی اس تصریح نے غیب سے خارج کر دیا اسی طرح صـ۲۹ میں دل کے حال کا جاننا غائب کے احوال سے باخبر ہونا جو اس نے شرک بتایا ہے، وہ غیب نہ رہا۔ اب شرک ہونے کی کیا وجہ ہے۔ اسمٰعیل پرست اس عقیدہ کو حل کریں اور بتائیں کہ اسمٰعیل نے حضرت صدیقہ کے اثر کا ذکر کیوں کیا جب وہ ان امور خمسہ میں نہیں غیب نہیں تو پھر اعتراض کس کا کیا۔

اقول وبعون اللّٰہ القوی العزیز لا تماثل یہ حدیث شریف صحیح بخاری کی

ہے۔ جو مشکوٰۃ باب رویۃ اللہ عز وجل میں ہے جس کی سند نام کتاب پتہ کو چھپا یا گیا تا کہ لوگوں کے دلوں میں اس کی اہمیت وقعت نہ رہے چنانچہ یہ کہنا کہ یہ مضمون خود آیت میں تھا اس کا جواب ہو چکا اس سے مترشح ہوتا ہے کہ پھر حدیث نقل کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔معاذ اللہ ۔حالانکہ حدیث شریف سے بے پرواہ ہونا ایمان والے کی شان نہیں ہو سکتی چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اپنے رسالہ جزاء اللہ عدوہ حسنی پریس بریلی کے صلا میں بھی لکھتے ہیں "قرآن وحدیث دونوں ایمان مومن ہیں احادیث کا بار بار بہ تکرار اٰ ۔ دلوں میں ایمان کی جڑ جمائے گا" اسی اصول کے موافق تقویۃ الایمان میں قرآن واحادیث ہی کے احکام مذکور ہیں ۔ پھر فائدہ تقویۃ الایمان کے آخر الفاظ قریباً چھوڑ دیے جو یہ ہیں "بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں"

مولوی نعیم الدین کا علوم خمسہ کو بجیلہ علم تمامی سوائے حق تعالیٰ کے دوسروں کے لئے بتانا محض دعویٰ بلا دلیل ہے جس کا تفصیلی جواب مدلل براہین بینہ آیت مفاتح الغیب اور احادیث صحیحہ صریحہ مفاتح الغیب خمس میں معہ تشریحات فتح الباری شرح صحیح بخاری تفسیر احمدی ۔ مدارج النبوۃ وغیرہ گزر چکا ہے اور ناظرین نے ملاحظہ فرما کر حق وباطل کا امتیاز کر لیا ہے ۔ پھر یہ فضول کلامی کہ علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے ۔ محض باطل ہے ۔کیونکہ اس حدیث میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت مسروق تھے سے دربارہ مدعیان اسلام جو بطور مدح باطل کے آپ کے لئے علیہ الصلوٰۃ والسلام عطائی علم غیب کہتے تھے یا کہتے ہیں ۔کاذب ومفتری فرمایا ہے ۔اگر کوئی مسلمان الساۂ تھا اور نہ جو بعلم ذاتی جاننے کا معتقد ہو جس طرح خود بھی مولوی نعیم الدین نے صراحۃً اپنے صلا۲٦ میں اس کا اقرار کیا ہے کہ دنیا میں کوئی مسلمان کسی مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی نہیں مانتا ۔جب ذاتی کوئی نہیں مانتا تو پھر عطائی ہی ماننا متعین ہوا تو جس علم عطائی کا ثبوت قرآن واحادیث صحیحہ صریحہ سے نہ ہو کیونکہ اسی پر انحصار حجت ہے نہ کہ قصص وحکایات اور خوابات پر تو پھر وہ جھوٹا بہتان باندھنے والا مفتری کذاب یقیناً ہوا جس کے لئے ارشاد حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا صادر ہوا ہے ۔ پھر یہ تعلی کہ ہم اپنی الکلمۃ العلیا میں زبردست دلائل قائم کر چکے ہیں جس کے جواب سے تمام مخالفین عاجز رہے ۔ پناہ بخدا ئے لایزال چھوٹا منہ بڑی بات اس میں سوائے قصص وحکایات اور رد نصوص قرآن واحادیث صحیحہ اور تاویلات فاسدہ باطلہ کے اور کچھ نہیں چنانچہ اس کے مفصل دندان شکن جوابات دعوۃ الاسلام اور احسان الاسلام عرصہ ہوا کہ طبع ہو کر شائع ہو چکے ۔ابھی اونٹ پہاڑ کے نیچے سے نہیں نکلا [illegible]

اپنے زبردست دلائل دیکھ لیجئے بکلمۃ العلیا صلا٦٩ میں لکھا ہے کہ ایام نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض غیبیات پر مطلع فرمایا جاتا تھا اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی "نیز صلا۹ میں لکھا کہ "حضور اور حضور کے غلام ان پانچوں کے عالم میں خلاصہ یہ کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس عالم سے تشریف لے جانے کے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا" "آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وقت قیامت بتعلیم الٰہی معلوم تھا ۔بلکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کا علم دے کر اس عالم سے اٹھایا" نیز صلا۱۰۹ میں لکھا ۔کہ یہ کہنے والا کہ حضرت کو تعلیم الٰہی بھی امور خمسہ کا علم نہ تھا یا کسی کو مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا ۔جاہل اور مخبوط الحواس اور دین سے بے بہرہ اور بدنصیب ہے"

پس یہ تو محض دعویٰ بے بنیاد وبے فروغ تھا جس کی دلیل سے عاجز ہو کر تمامی قرآن پاک کے ثبوت سے دست بردار ہو چکے کیونکہ قرآن سے اپنے دعویٰ باطلہ کو مدلل کرنا مرنے سے زیادہ کڑوا تھا ۔اب رہیں احادیث بعد ختم نزول قرآن پاک کے قبل وفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین ماہ کے عرصہ میں صرف پانچوں چیزوں میں سے علم قیامت ہی کا تعیین تاریخ وسنہ ۔سب چھوٹے بڑے شرکاء کو جمع کر کے ثابت کر دیں مگر کلمۃ العلیا اور اس موجودہ اپنی کتاب میں تو ثابت نہ کر سکے اور ہرگز نہ کر سکیں گے ۔اگر کوئی دلیل ہوتی تو قرآن وحدیث صحیحہ سے ہی کیوں منہ پھیر کر تاویلات فاسدہ باطلہ قصص وحکایات خوابات ۔اقوال الرجال کے پیچھے پڑتے ضرور الکلمۃ العلیا اور اسی اپنی کتاب میں اس کے پیش کرنے سے دریغ نہ کرتے ۔بلکہ الکلمۃ العلیا صلا۱٠٦ میں جو تاریخ الخلفاء سے ادھورا نقل کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بنت خارجہ کے پیٹ میں لڑکی ہے الخ ملخصاً ۔اس کے فریب کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ اس کے ساتھ یہ عبارت بھی منقول ہے قد القی ۔ (یعنی مجھے اس کا القا ہوا ہے) ۔القا یا بمعنی خواب یا الہام وفراست ہے جس سے علم قطعی نہیں ہوتا ۔بلکہ ظنی ہوتا ہے ۔کبھی واقعہ کے مطابق صحیح کبھی غلط ہو جاتا ہے جو تعریف علم غیب سے خارج ہے پس ناظرین اس امر کو بغور ملاحظہ فرما دیں کہ لفظ قد القی کا ترجمہ چھوڑ دیا تا کہ فریب کاری نہ کھل جاوے ۔حالانکہ اس عبارت کے قریب ہی آپ کا یہ ارشاد بھی ہے لوگو یعنی اپنے بعد تم پر عمر بن خطاب کو خلیفہ تجویز کیا ہے ۔اگر وہ عدل کریں گے تو میرے گمان اور رائے کے موافق ہے ورنہ ہر شخص اپنے کئے کا جواب دہ ہو گا میں نے تو تمہارے لئے بھلائی کا ارادہ کیا ہے ۔

[illegible]

می نمایند اما مطرد نمی باشند و در حقیقت تمہ اشتباہ واقع شدہ اند۔ | ہیں اور در حقیقت یہ لوگ بڑے شبہ میں مبتلا ہیں"

نیز تفسیر احمدی مطبوعہ کریمی بمبئی ص۶۰۷ میں ہے۔

ان ھذہ الخمسۃ معظم الغیوبات لانہا مدار لقبھا فانہ اذا وقف مثلا علی ما فی غد وقف علی موت زید وتولد عمرو وفتح بکر ومقہوریۃ خالد وقدوم بشر وغیر ذلک مما فی الغد وھکذا القیاس •

"یہ پانچوں چیزیں معظم غیوبات میں سے ہیں کیونکہ غیب کی کنجیاں ہیں پس جس وقت مثلاً واقف ہو جاوے کل ہونے والی شئے پر تو واقف ہو جاوے موت زید پر اور پیدا ہونے عمرو اور فتح بکر اور مقہور ہونے خالد اور قدوم بشر وغیرہ سب پر جو کل ہونے والے ہیں"

اور یہ خاص حق تعالیٰ ہی کے لئے ہے نہ کسی دوسرے کے لئے چنانچہ مولوی نعیم الدین کے جواب میں خود تفسیر احمدی ص۶۰۷ سے مفصل گزر چکا ہے۔

پس تمام اشیاء عوالم علوی و سفلی و دنیا و آخرت کا مفاتیح الغیب خمس میں داخل ہونا اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو اس کا علم و اختیار نہ ہونا جس طرح زمرہ مسلمین میں پیر پرست اپنے پیروں کے حق میں اختیار علم غیب کا اعتقاد رکھتے ہیں، بتائید تقویۃ الایمان حسب نصوص قرآن و احادیث اور کلام علمائے اعلام خود مسلمہ مولوی نعیم الدین سے ابین من الشمس ہو کر تمام اعتراضات باطلہ واہیہ کی تردید واضح ہو گئی ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

قولہ ص۱۹۲ و ۱۹۳ حدیث نمبر ۲

واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم الحدیث

"قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے"

ف یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ تقویۃ الایمان ص۳۱۔ اس جہالت کی تو کیا شکایت کہ نفی درایت کو نفی علم سمجھا باوجودیکہ درایت کے معنی اٹکل اور قیاس سے جاننے کے ہیں رد المحتار جلد اول ص۴۹ میں ہے۔ الدرایۃ ادراک العقل بالقیاس علی غیرہ اور اس فریب کاری کا کیا گلہ کہ یہ مضمون منسوخ ہے آیت میں بھی

ما ادری ما [illegible] رسالہ الناسخ والمنسوخ میں لکھتے ہیں کہ قولہ تعالیٰ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم الآیۃ نسخ بقولہ تعالیٰ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر الآیۃ

غضب تو یہ ہے کہ اس بیباک گستاخ نے حضرات انبیاء و اولیاء کی شان میں وہ گستاخی کی جس سے ایمان کا تمام نظام ہی درہم برہم ہو جائے جب انبیاء کو بھی اپنے خاتمہ اور اپنی عاقبت کا حال معلوم نہ ہوا۔ اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ وہ بھی تردد میں ہوں تو پھر کوئی ان کے دین کو کس امید پر قبول کرے گا۔ یہ تو وہ فسادی جملہ ہے جو دنیا کو اسلام سے مانع ہو اور برگشتہ کرے کوئی سخت سے سخت معاند کافر مشرک بھی اس سے زیادہ کیا بدگوئی اور عداوت کرے گا۔ یہ وہی جملہ اس بے دین نے کہا جو عرب کے مشرکین کہہ چکے تھے۔ تفسیر خازن جلد ۴ ص۱۳۶ میں ہے یعنی اس آیت کے نزول پر مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عزیٰ کی قسم اللہ کے نزدیک ہمارا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حال ہے اور انہیں ہم پر کوئی مزیت و فضیلت حاصل نہیں اگر انہوں نے دین اپنے دل سے نہ گھڑا ہوتا تو ضرور ان کا بھیجنے والا انہیں خبردار کرتا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔ جو ان مشرکوں نے زہر اگلا تھا وہی صاحب تقویۃ الایمان نے بے جا تقلید تو کرتا ہے مشرکین کی دین عمداً کرتا ہے ان کا اور بنتا ہے موحد۔ جو آیتیں ان مشرکین کا رد کرتی ہیں وہی اس بے دین کو سنائیے۔ آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں فتح مبین اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا اور بتا دیا کہ ان کے ساتھ ان کا رب کیا کرے گا۔ دوسری آیت وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ اندھوں سے کہو آنکھوں کا علاج کرو قرآن پاک بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرے گا۔ اتنا دے گا کہ انہیں راضی کر دے گا۔ حضور فرماتے ہیں اذا لا ارضی وواحد من امتی فی النار تفسیر کبیر جلد ۶ ص۵۶۷ جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اپنا حال بھی جانتے ہیں اور اپنی امت کا بھی حضور کا تو مرتبہ بڑا ہے قرآن پاک پر ہر ایمان لانے والا جانتا ہے کہ حضور کے لئے یہ درجات عالیہ ہیں عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا اس بے دین کو یہ آیات نظر نہ آئیں مشرکین کے اس ناپاک قول کو لے اڑا جو انہوں نے لوگوں کو اسلام سے روکنے اور منحرف کرنے کے لئے گھڑا تھا مشرکین کی تو چشمی اور صریح قرآن کی مخالفت اس بے دین نے اختیار کی مگر سب

ف۱ حدیث کی کسی مستند کتاب کا حوالہ [illegible]

عداوت انبیاء و اولیاء مقبولان بارگاہ و محبوبان درگاہ حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے

اقول واللہ عزیز ذوانتقام یہ حدیث بھی صحیح بخاری کی ہے جو مشکوۃ ص۴۵۶ میں مختصراً منقول ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے اپنے مخلد عنادیہ فرسوع سے ترجمہ حدیث کو اور خصوصاً تقویۃ الایمان کے پورے فائدہ کو بھی قریباً نقل کرنے سے چھوڑ دیا جو حسب ذیل ہے

"مشکوۃ کے باب البکاء والخوف میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ نقل کیا ام العلاء نے کہ کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں حالانکہ میں رسول اللہ کا ہوں کہ کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے ف یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی کہ فلانے کام کا انجام بخیر ہے یا برا سو وہ بات مجمل ہے اور اس سے زیادہ معلوم کر لینا اور اس کی تفصیل دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے"

اب پوری حدیث جو صحیح بخاری پارہ ۵ ص۴۲۶ میں مرقوم ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں

حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب قال اخبرنی خارجۃ بن زید بن ثابت ان ام العلاء امرأۃ من الانصار بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرتہ انہ اقتسم المہاجرون قرعۃ فطار لنا عثمان بن مظعون فانزلناہ فی ابیاتنا فوجع وجعہ الذی توفی فیہ فلما توفی وغسل وکفن فی اثوابہ دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت رحمۃ اللہ علیک ابا السائب فشہادتی علیک لقد اکرمک اللہ فقال النبی صلی

"ام علاء رضی اللہ عنہا جو انصاری بیویاں میں سے ہے کہتی ہیں کہ بیعت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ مہاجرین کی تقسیم کے لئے انصار میں قرعہ ڈالا گیا تو میرے حصہ میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں ہم نے اپنے گھروں میں اتارا پھر وہ ایسے مرض و درد کی تکلیف میں مبتلا ہوئے کہ اسی میں وفات پائی پس جب وفات ہوگئی اور غسل و کفن ان کے کپڑوں میں دیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پس میں نے کہا اللہ کی رحمت ہو تم پر اے ابو سائب میری گواہی ہے تم پر تحقیق اللہ نے اکرام کیا تم پر پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تو کیا جانے کہ کیا

اللہ علیہ وسلم وما یدریک ان اللہ اکرمہ فقلت بابی انت یا رسول اللہ فمن یکرمہ اللہ فقال اما ہو فقد جاءہ الیقین واللہ انی لارجو لہ الخیر واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی قالت فواللہ لا ازکی احدا بعدہ ابدا

نے اکرام کیا اس پر؟ کہا میں نے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ تو پھر کس پر اللہ اکرام فرمائے گا تو فرمایا آپ نے بے شک آیا اس کو اللہ کی طرف سے یقین یعنی موت آگئی اور قسم اللہ کی میں امید رکھتا ہوں اس کے لئے خیر کی اور قسم اللہ کی میں نہیں جانتا اور میں اللہ کا رسول ہوں کیا معاملہ کیا جاوے گا میرے ساتھ کہا میں نے پس قسم اللہ کی میں کسی کی پاکی بعد اس کے کبھی بیان نہ کروں گی"

نیز پارہ ۱۵ ص۱۰۴۶ میں اس حدیث کے ساتھ اتنے کلمات اور روایت ہیں

قالت فاحزننی ذلک فنمت فاریت لعثمان بن مظعون عینا تجری فجئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ فقال ذلک عملہ اھ

"کہا ام علاء نے مجھے اس سے بہت صدمہ ہوا پھر میں سو گئی تو دیکھا میں نے عثمان بن مظعون کے لئے ایک نہر جاری ہے پس گئی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پس خبر دی آپ کو اس کی تو فرمایا آپ نے یہ اس کا عمل ہے"

تنبیہ:- چونکہ مولوی نعیم الدین نے آئندہ ص۲۵۲ سے ۲۵۴ میں بھی روایت مایفعل بی پر بھی اعتراضات نہیں کئے ہیں جس کا مفصل جواب انشاء اللہ العزیز وہاں ہوگا مگر طرق روایات کو یہاں بھی جمع کیا جاتا ہے سو واضح ہو کہ روایت پارہ ۵ ص۱۰۴۶ میں بجائے اس لفظ ما یفعل بی کے لفظ یہ واقع ہے کہ حضرت لیث بن سعد تابعی رح کی روایت میں محفوظ یہی لفظ ہیں چنانچہ فتح الباری پارہ ۵ ص۴۲۶ میں اسی روایت کے تحت میں مرقوم ہے ۔ وفی روایۃ الکشمیہنی بہ وھو غلط منہ فان المحفوظ فی روایۃ اللیث ھذا ولذلک عقبہ المصنف بروایۃ نافع بن یزید عن عقیل التی لفظہا ما یفعل بہ وعلق منہا ھذا القدر فقط نیز اس کے قریب فتح الباری میں اسی کی تائید میں روایت ہے۔

ورویناہا فی مسند عبد بن حمید ۔۔۔ روایت کیا ہم نے مسند عبد بن حمید میں کہ خبر دی

حقا کہ گرم است دوزخ کہ حرارت نزد ایشان	گرم ہے کیونکہ حرارت ان کے نزدیک جسم سے
نہ جسم این جہان نیست یا عنصری است مثل	نامرئی ہے یا عنصری ہے مثل آگ کی گرمی کے
گرمی آتش یا کوکبی است مثل گرمی آفتاب	یا کوکبی ہے مثل آفتاب کی گرمی کے یا مزاجی ہے
یا مزاجی است مثل گرمی تپ و گرمی حرکت	مثل تپ اور حرکت کی گرمی کے اور یہ آگ
واین آتش بطفیل اسباب نیست تا در قیاس	بطفیل کسی اسباب کے ذریعہ سے نہیں ہے تاکہ
کسی در آید	کسی کے قیاس میں آسکے

پس ناظرین پر کس درجہ روشن بیانی سے واضح ہوا کہ امور آخرت کی حقیقت باوجود اجمالی حالات معلوم کرانے کے ان کی کنہ کا ادراک عطا نہیں فرمایا گیا کیونکہ یہ طاقت بشری سے خارج ہے چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان حسنی پریس بریلی کے صـ۱۲ میں لکھتے ہیں وہ پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاقت و ریاضت جلا کر خاک بنا دیتی ہے "اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب کے ملفوظ حصہ سوم اللہ یار پریس لکھنؤ صـ۲ میں مرقوم ہے

"حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہ نے عرض کی ولا انت یا رسول اللہ آپ بھی یا رسول اللہ ارشاد فرمایا ولا انا الا ان یتغمدنی رحمتہ اور میں بھی نہیں جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے گناہ درکنار استحقاق کس بات کا ہے"

پس جب پیغمبر و صدیق حق تعالیٰ کی بے نیازی و غضب سے خائف و ترساں ہیں باوجود بے گناہ ہونے کے بھی استحقاق جنت نہیں رکھتے تو پھر خود مولوی نعیم الدین کے یہ سب سے بڑا بدگوئی کا فسادی جملہ مشرکین کے لئے خوش کن ہوا مولوی نعیم الدین کہاں تک توحید کی ضد و حمایت خرکیات میں اپنے برادران مذہبی مشرکین کے لئے تعجیل لگا دیں گے"

علی ہذا آیت وللاخرۃ خیر لک من الاولی ولسوف یعطیک ربک فترضی کے متعلق بھی خود ہی مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی تجلی الیقین مطبوعہ قادری پریس کے صـ۱ میں لکھتے ہیں

"بیشک آخرت تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے وہاں جو نعمتیں تجھے ملیں گی نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں نہ کسی بشر یا ملک کے خطرہ میں آئیں" ایضاً صـ۱۲ "پھر آخرت میں جو تمہیں ملنا ہے ان کا حال تو خدا ہی جانے"

اس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حسن عاقبت و مراتب عالیہ کا اثبات و تیقن ہونے کے باوجود اس کی تفصیل حقیقت کی نفی کرنا اس کے علم و کیفیت کا بجز الحق تعالیٰ ہونا مانند آفتاب کے واضح ہے

وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام رب کے دروازے پر کھڑے ہو کر ... مسلمان ... جو شرک سے بچا ہوا ہوگا بیشک شفاعت کریں گے اور شفاعت مقبول و منظور ہوگی مگر جو خرکیات میں مبتلا ہو اگرچہ دعوی مسلمانی کا رکھتا ہو جس طرح گورپرست خصوصاً گورپرست گر مولوی نعیم الدین جیسے جو علم غیب کے دعوی سے ندا غیر اللہ کر کے بذریعہ نذر و نیاز اپنی حاجات و مرادات طلب کرتے ہیں اور دوسروں کو اپنی شکم پروری کے لئے خرکیات میں مبتلا کرتے ہیں ہرگز ان کی شفاعت نہ ہوگی کیونکہ نپٹ دل کے اندھوں کو ظاہری آنکھ کے علاج سے کیا فائدہ جب تک خالص توحید و سنت پر مخلصانہ عمل نہ ہو ظاہری کلمہ نفع نہ دے گا چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی الکوکبۃ الشہابیہ مطبع حلیمی مچھوا بازار اسٹریٹ کلکتہ صـ۱۸ میں لکھتے ہیں۔

"اگر عادت کے طور پر کلمہ پڑھا تو نفع نہ دے گا جب تک اپنی اس کفری بات سے توبہ نہ کرے"

پھر مولوی نعیم الدین کا اپنی جہالت و سفاہت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی امور دنیا و آخرت کے ذرہ ذرہ معلوم ہونے کے دعوی میں آیت مبارکہ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا بلا ترجمہ کے پیش کرنا کمال درجہ فریب کاری و دلیل عجز ہے۔ کیونکہ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ

"شاید کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب تعریف کے مقام میں"

اس میں بھی مقام محمود کو مع اس کی کیفیت و حقیقت کے حق تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے علم و مشیت ہی میں رکھا ہے چنانچہ شروع بحث علم غیب کے جواب احادیث اجابت شفاعت میں صحیح بخاری سے مفصل گذر چکا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فیدعنی ما شاء اللہ فاحمد ربی	"جب تک چاہے گا اللہ مجھے پڑا رہنے دے گا پھر
بتحمید یعلمنی فیلھمنی	میں ایسی میں اپنے رب کی ایسی مدح کروں گا جو اس
محامد لا اقدر علیھا الآن و	وقت مجھے تعلیم کی جائے گی ایسی الہام کی جائیں گی۔
یلھمنی محامد احمدہ بھا	مجھے ایسی تعریفیں جن پر اس وقت میں بیان سے قاصر
لا تحضرنی الآن اھ	ہوں اور الہام کی جائیں گی مجھے ایسی تعریفیں جو
	اب حاضر نہیں"

علی ہذا حدیث صحیح مسلم جو مشکوۃ صـ۶۲ میں مرقوم ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ثم سلوا اللہ لی الوسیلۃ فانھا	"پھر چاہو اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ کی
منزلۃ فی الجنۃ لا تنبغی الا لعبد	اللہ سے دعا کیا کرو کہ ایک درجہ ہے جنت میں

من عباد الله وارجوان اكون
انا هو فمن سال لى الوسيلة
حلت له شفاعتى اھ

یہ بس اتنی ہے کہ بجز اس نہیں کہ پہنچیگا اس میں مگر ایک بندہ اللہ کے بندوں میں سے اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں ہوں گا پس جس نے مانگا میرے لئے وسیلہ حلال ہوئی اس کے لئے شفاعت میری "۔

پس جب آیات قرآن پاک اور احادیث صحیحہ کے صراحۃً واضح ہو گیا کہ امور آخرت میں باوجود علم قطعی یقینی دربارہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً جناب خاتم المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جن حضرات صحابہ واہل سنت رضی اللہ عنہم کے لئے بشارات جنت وارد ہیں حسب وعدہ حق تعالیٰ کے مغفور و حسن عاقبت درجات عالیہ بغنار جنت میں فائز المرام ہیں لیکن تفصیلی حالات ذرہ ذرہ اوقات کا علم بجز حق تعالیٰ علام الغیوب کے کسی کو علم قطعی نہیں ہے جس طرح زعم باطل خرکیہ مولوی نعیم الدین کا ہے کہ یہی عین عداوت محبوبان بارگاہ سے پردۂ نفاق و شقاق میں ہے نہ کہ ہرگز محبت۔ کیونکہ خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی بھی السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقیہ رضوی پریس بریلی ص۱۳۹ میں لکھتے ہیں۔

"بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مدار ایمان ہے جو ان کی تعظیم نہ کرے کافر ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت عین ایمان ہے جسے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے نہ ہوں مسلمان نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی تصدیق میں ہے معاذ اللہ تکذیب سے بڑھ کر اور کیا توہین ہوگی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اتباع حق میں ہے معاذ اللہ ان پر افتراء کرنا گویا دشمنی ہے "۔

نیز مشکوٰۃ ص۵۱ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب ضرورت پیشاب سے فارغ ہوتے تو تیمم فرما لیتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پانی تو آپ سے قریب ہے تو آپ نے فرمایا۔

ما یدرینی لعلی لا ابلغہ

"میں کیا جانوں شاید میں وہاں تک نہ پہنچ سکوں "

مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج۱ ص۲۶۳ میں اس حدیث کی شرح فرماتے ہیں

چہ دریا بانم مرا یعنی چہ دانم شاید کہ نرسم من آب را یعنی عمر وفانہ کند و فرصت نیابم کہ دریں وقت [illegible] طہارت تحصیل

"کس چیز نے معلوم کرایا مجھے یعنی کیا جانوں میں شاید کہ نہ پہنچوں میں پانی کی جگہ تک یعنی عمر وفانہ کرے اور فرصت نہ پاؤں میں کہ وضو کروں میں بالفعل یک طرح

حاصل کردہ باشم طہارت شریف چنان بودے کہ بعد از نقض وضو تعجیل کردے پیش از آنکہ وضو سازد از برائے عبادت بہ تحصیل نوعے از طہارت اھ

کی طہارت اپنے لئے کر لیا ہوں آپ کی عادت شریفہ اسی طرح تھی کہ وضو جاتے رہنے کے بعد تیمم فرما لیتے پہلے اس کے کہ وضو فرماتے ہیں عبادت کیلئے نوع طہارت حاصل کرنے کی وجہ سے فرماتے تھے "

ہمارے ماں باپ جان و مال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ کہاں ہیں متبعین سنت اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دم بھرنے والے اسوۂ حسنہ کو بیان کرنے والے اپنی موت کو ہر دم پیش نظر رکھ کے طہارت سے رہنے والے۔ ایسے ہی صحیح بخاری پارہ ۲۸ ص۱۰۶۳ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما انا بشر وانکم تختصمون ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض فاقضی لہ علی نحو ما اسمع فمن قضیت لہ من اخیہ شیئا فلا یاخذ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار

"فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اس کے نہیں کہ میں ایک بشر ہوں اور تم اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو اور شاید تم میں کا خوش بیان لسان ہو دلیل میں بعض پر پس میں اس کے واسطے جو سنوں اس پر فیصلہ کر دوں پس جس کیلئے اس کے بھائی کی چیز میں سے میں فیصلہ کر دوں تو وہ اس چیز کو نہ لے کیونکہ میں نے اس کو آگ کا ٹکڑا دیا ہے "۔

اس حدیث کی شرح میں امام حجۃ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں مولوی صاحب بریلوی تجلی الیقین ص۲۴ میں "امام الحفاظ" اور ص۱۳ میں "جبل الحفظ" اور ص۳۲ میں امام علامۃ سید الحفاظ شیخ الاسلام اور ص۴۲ میں "امام خاتم الحفاظ" اور حیات الموات ص۶۷ میں امام خاتم الحفاظ حافظ الشان اور ص۹۵ میں امام علامہ سید الحفاظ ابو الفضل لکھتے ہیں۔ اور خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۱۰ میں شیخ المشائخ۔ قاضی القضاۃ، اوحد الحفاظ والرواۃ اور اپنے رسالہ فرائد النور ص۵ میں شیخ الاسلام قاضی القضاۃ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد لکھا ہے پس آپ فتح الباری ص۲۴۳ پارہ ۲۸ میں فرماتے ہیں قولہ انما انا بشر الخ ای کواحد من البشر فی عدم علم الغیب یعنی "عدم علم غیب نہ جاننے میں مثل ایک بشر کے"۔

اور ایضاً فتح الباری پارہ ۲۹ ص۶۰ میں بھی بشرح حدیث مذکور فرماتے ہیں

قولہ انما انا بشر الحاقی بہ ردا علی من زعم ان من کان رسولا فانہ

"آپ نے اپنی نسبت بشر اس لئے فرمایا کہ رد ہو اس پر جو گمان کرتے ہیں اس بات کا کہ جو رسول

یعلم کل غیب حق لا یخفی علیہ	ہر شے وہر غوب کا چہرہ جانتا ہے یہاں تک
الطلوم امام	کہ کوئی مظلوم ان پر پوشیدہ نہیں رہتا۔"

اہل انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مولوی نعیم الدین نے کس درجہ ہٹ دھرمی و زبان درازی پر اپنے دعاوی باطلہ میں کمر باندھی ہے کہ کلمۃ العلیا ص۱۲۳ میں اسی حدیث صحیح بخاری کے متعلق لکھا کہ

"اس میں ایک حرف بھی ایسا نہیں کہ جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم جمیع اشیاء کے انکار میں لایا جا سکے"

معاذ اللہ منہ جس سے پورے طور پر واضح ہے کہ آیات و احادیث ارشادات ائمہ سلف محدثین و مفسرین مجتہدین و مشائخ پر محض منافقانہ ایمان لانا اور تعریف و توصیف کرنا فریبانہ ہے ورنہ ایسی تصریحات کے بعد پھر کیا آنا کانی۔ نیز دیکھو صحیح مسلم ج۲ ص۲۶۴ میں روایت ہے کہ

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے مدینہ طیبہ میں اور وہ لوگ قلم لگاتے تھے کھجوروں کے درختوں میں تو آپ نے فرمایا کیا کرتے ہو تم تو انہوں نے کہا ہم اپنے معمول سے ایسا ہی کرتے ہیں فرمایا آپ نے اگر تم شاید ایسا نہ کرو تو بہتر ہو پس لوگوں نے قلم لگانا چھوڑ دیا پھر نقصان ہوا اس میں پھر ذکر کیا گیا اس کا آپ کی خدمت میں پس فرمایا آپ نے سوائے اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں جس وقت حکم کروں میں تم کو کسی شے کا دین کے کاموں میں تو اس کو اختیار کر لو اور جب حکم کروں میں کسی شے کا اپنی رائے سے پس سوائے اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں" (مشکوٰۃ ص۲۷)

اس حدیث کی دوسری سند میں ہے

قال انتم اعلم بامور دنیاکم (صحیح مسلم ص۲۶۴)	"فرمایا آپ نے تم زیادہ جانتے ہو اپنے دنیا کے کاموں کو"

مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج اول ص۱۲۱ میں فرماتے ہیں

حاصل آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باجتہاد خود ازاں منع کردہ بود بے آنکہ وحی کردہ شود لیوئے وے دریں باب چیزے ودر حدیث دلالت ست برآنکہ آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم التفاتے نبود باشال این امور دنیاویہ متعلق نبود غرض وے بداں آں	"حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے اس کو منع فرمایا ہے بلا اس کے کہ آپ کی طرف اس امر میں کسی چیز کی اطلاع بذریعہ وحی کی جاوے اور اس حدیث میں دلالت ہے اس بات کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے ان امور کی طرف کوئی التفات نہ تھا اور

بیت بوجہ تعلق بعبادت رب قادر قدیر سبحانہ	ہے کیونکہ آپ کو ان سے کوئی تعلق نہیں تھا اور آپ کا کمال علم
و تمام بود کر برجان امور تعلق بدی ماست	خاکر متعلق امور دین کے تھا اور اس میں حق معلوم تھا
بعض نجحد بعض روایات بعد دریں قصہ آمدہ کہ	روایات میں اسی قصہ کے متعلق آیا ہے
فرمود شما داناتر اید بکارہائے دنیائے خود	کہ فرمایا تم زیادہ جانتے ہو اپنے دنیا
یعنی مرا کار وا التفاتے بداں نیست ملخصاً	کے کاموں کو"

پس اگر ذرہ ذرہ عالم کی ہر شے کو آپ کا جاننا ضروری ہوتا تو آپ اپنے ارشاد اجتہادی سے رجوع نہ فرماتے۔ مگر مولوی نعیم الدین کی عقل پر اپنی سیاہ دلی کا بوجہ عناد حدیث کے ایسا پردہ پڑ گیا ہے کہ صریح الفاظ حدیث سے مضطربانہ انکار کر دیا جاتا ہے چنانچہ کلمۃ العلیا ص۸۴ میں لکھا "یہ کسی حدیث میں نہیں"، پھر دروغ گو را حافظہ نباشد خود ص۸۵ میں نقل کیا فقال انتم اعلم بامور دنیاکم اور ص۸۶ میں یہ لکھ کر کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زمین و آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ بشریت کے اعتبار سے یہ فرما دیں کہ دنیا کا کام خوب جانتے ہو" پھر یہ لکھا "کوئی پوچھے کہ کتاب کے عموم کی تخصیص خبر واحد سے ہو سکتی ہے"

معاذ اللہ اتنی عبارت میں انکار بھی اور پھر اوپر سے اقرار پر حیلہ خبر واحد بھی دوسری کہ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں۔ لیکن

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حالانکہ مولوی نعیم الدین کے مقتداء مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ملفوظات حصہ سوم حسنی پریس بریلی کے ص۳۲ سطر ۱۲ میں لکھتے ہیں۔ "عرض حضور یہ امام مجاہد کا قول ہے اور وہ بھی خبر آحاد ارشاد" تو اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا قول نہ مانا جائے قرآن عظیم ایک حرف نہیں چل سکتا تاوقتیکہ احادیث اور ائمہ کے اقوال کو نہ مانا جائے"

مسئلہ علم غیب میں ملا علی قاری کی پسندیدہ تقریر

ملا علی قاری کی جن کی توصیف میں مولوی نعیم الدین نے زائد النور ص۳۲ میں "علامہ فاضل نابغہ کامل علی بن سلطان محمد القاری" لکھا ہے۔ مگر ابھی اس کتاب کے ص۲۳ و ص۱۹ میں محض لفظ علامہ ہی پر اکتفا کیا ہے۔ کیونکہ ابھی حیلہ فریب کاریوں کی دال گل نہ سکے گی اس لئے کہ آپ محققین حنفیہ میں سے ہیں موضوعات کبیر ص۱۱۹، ۱۲۰ میں مولوی نعیم الدین جیسوں کی تمام بد دلیلوں کا قلعہ قمع فرماتے ہیں ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں

قال وقد جاهر بالكذب بعض من يدعي في زماننا العلم وهو متشبع بما لم يعط ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعلم متى تقوم الساعة قيل له فقد قال في حديث جبرئيل ما المسئول عنها باعلم من السائل فحرفه عن موضعه وقال معناه انا وانت نعلمها وهذا من اعظم الجهل واقبح التحريف والنبي اعلم بالله من ان يقول لمن كان يظنه اعرابيا انا وانت نعلم الساعة الا ان يقول هذا الجاهل انه كان يعرف انه جبريل ورسول الله صلى الله عليه وسلم هو الصادق في قوله والذي نفسي بيده ما جاءني في صورة الا عرفته غير هذه الصورة وفي اللفظ الآخر ما شبه علي غير هذه المرة وفي اللفظ الآخر ردوا علي الاعرابي فذهبوا فالتمسوا فلم يجدوا شيئا وانما علم النبي صلى الله عليه وسلم انه جبريل بعد مدة كما قال عمر فلبثت مليا ثم قال النبي عليه الصلاة والسلام

کہا بعض مدعیان علم نے جو در حقیقت علم سے کورے ہیں دلیری سے اپنے جھوٹ کا اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ قیامت کب ہوگی جب ان کے سامنے جبریل علیہ السلام کے سوال کی حدیث پیش کی جاتی ہے کہ قیامت کب ہوگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ جس سے دریافت کیا جاتا ہے وہ دریافت کرنے والے سے اس کا علم زیادہ نہیں رکھتا، تو یہ مدعیان علم اس حدیث کو اس کے محل سے ہٹا دیتے ہیں اور اس کی تحریف میں عجیب و غریب معنی بیان کرنے لگتے ہیں کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ میں بھی جانتا ہوں اور تو بھی جانتا ہے اور یہ بڑی جہالت اور قبیح ترین تحریف ہے علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا جاتا ہے اور آپ اسے جانتے ہیں کہ یہ ایک اعرابی ہے اس سے کس طرح فرمائیں گے کہ میں قیامت کو جانتا ہوں اور تو بھی جانتا ہے کہ وہ کب آئے گی، جاہل ہی مدعی علم جو در حقیقت اجہل الناس ہے یہ کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائل کو پہچانتے تھے کہ جبریل ہیں تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ یہ دوسرا جھوٹ ہے کیا آپ اس وقت جانتے تھے کہ یہ جبریل ہیں کیونکہ پھر یہ کہنا کہ اس اعرابی کو لاؤ کیا مطلب ہوگا کہ جس ذات کے قبضہ میں میری جان ہے کہ کسی صورت میں حبیب میرے پاس جبریل آئے میں نے انہیں پہچان لیا بجز اس مرتبہ کی اس صورت کے اور دوسری حدیث میں ہے کہ کسی وقت بھی جبریل کی صورت مجھ پر مخفی نہیں رہی اس اعرابی کی صورت میں اس وقت بھی انہیں نہیں پہچانا اس کے دوسری حدیث میں ہے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

له اى الحافظ ابن القيم رح فى رسالة المنار ص ۳۳ طبع القاهرة (ر ح)

يا عمر اتدري من السائل والمحرف يقول علم وقت السؤال انه جبريل ولم يخبر الصحابة بذلك الا بعد مدة ثم قوله في الحديث ما المسئول عنها باعلم من السائل يعم كل سائل ومسئول فكل سائل ومسئول عن الساعة هذا شانهما ولكن هؤلاء الغلاة عندهم ان علم رسول الله منطبق على علم الله سواء بسواء فكل ما يعلمه الله يعلمه رسوله والله تعالى يقول وممن حولكم من الاعراب منافقون ومن اهل المدينة مردوا على النفاق لا تعلمهم نحن نعلمهم وهذا في براءة وهي من اواخر ما نزل من القران هذا والمنافقون جيرانه في المدينة انتهى ومن اعتقد تسوية علم الله ورسوله يكفر اجماعا كما لا يخفى قال ومن هذا حديث عقد عائشة رضي الله عنها لما ارسل في طلبه فاثاروا الجمل فوجدوه ومما يؤيد ما تقدم ويبطل قول القائل حديث عائشة فقد ذكر

بصورت اعرابی سوال و جواب کر کے چلے گئے تو آپ نے فرمایا اس اعرابی کو میرے پاس لوٹاؤ ڈھونڈھنے لگے مگر پتہ نہ لگا کہیں نہ پایا اس سے بھی زیادہ وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں تصریح ہے کہ ایک مدت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا کہ وہ جبریل علیہ السلام تھے جس طرح کہ مشکوٰۃ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مدت گزرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تمہیں بھی معلوم ہوا کہ وہ سائل کون تھا پس حدیث سے تو بصراحت ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت سوال سائل کو نہیں پہچانا تھا پھر ایک اور طرح سے بھی اس مدعی علم غیب کی تردید ہوتی ہے کہ حدیث میں جو الفاظ ہیں ما المسئول عنہا باعلم من السائل کہ دریافت کیا گیا دریافت کرنے والے سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے پس اگر اس کے معنے کئے جاویں کہ وقت قیامت سے باخبر ہے تو چاہئے کہ ہر ایک سائل اور ہر ایک سوال کیا گیا تعیین وقت قیامت کا پورا عالم ہو اور یہ بالبداہت باطل ہے جس پر بحث رہ چکے کہ غلو کرنے والے لوگ اتنے بڑھ گئے ہیں کہ ان کے نزدیک علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علم اللہ تعالیٰ دونوں برابر ہیں سو وہ سب چیز جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں بھی ہے خیال تو کرو کہ یہ کس قدر بڑا غلط ہے سنو قرآن پاک میں ہے کہ آس پاس کے اعرابی منافق ہیں اور خود مدینہ والوں میں بھی اہل نفاق ہیں جو بار نفاق پر اڑے ہوئے ہیں اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم انہیں نہیں جانتے لیکن اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے ... کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

له اى ابن القيم (ر ح)

اعتقاد ہی کیا ہے وہ مومن

اکابر المحدثین قال البخاری حدثنا عبد اللہ بن یوسف اخبرنا مالک عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابیہ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض اسفارہ حتی اذا کنا بالبیداء او بذات الجیش انقطع عقد لی فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی التماسہ واقام الناس معہ ولیسوا علی ماء ولیس معہم ماء فاتی الناس الی ابی بکر فقالوا الا تری ما صنعت عائشة اقامت برسول اللہ وبالناس ولیسوا علی ماء ولیس معہم ماء فجاء ابو بکر ورسول اللہ واضع رأسہ علی فخذی قد نام فقال حبست رسول اللہ والناس ولیسوا علی ماء ولیس معہم ماء قالت فعاتبنی ابو بکر وقال ما شاء اللہ ان یقول وجعل یطعن بیدہ فی خاصرتی ولا یمنعنی من التحرک الا مکان رسول اللہ علی فخذی فقام علیہ السلام حتی اصبح علی غیر ماء

چاہئے یہ عقیدہ سورۂ براءت کی آیت قرآن کریم کی ہے آخری سورت باعتبار نزول کے ہے اور موجودہ میں وہ لوگ موجود تھے آپ کے پاس رہتے تھے اور آپ سے بے خبر تھے جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو یکساں جاننے کا عقیدہ رکھے وہ باجماع امت بالکل کافر ہے جس طرح کہ یہ امر مخفی نہیں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب داں نہ ہونے کی ایک دلیل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث بھی ہے جسے حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے اور وہ اکابر محدثین سے ہے کہ صحیح بخاری میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے جب مقام بیداء یا ذات الجیش میں پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کرنے کے لئے ٹھہر گئے اور سارا قافلہ بھی رک گیا پانی نہ وہاں تھا نہ ہمارے ساتھ تھا تو سب لوگ گئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے دیکھئے آپ کی صاحبزادی صاحبہ (رضی اللہ عنہا) نے کیا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو ٹھہرا لیا ہے پانی ہے نہ ساتھ پانی ہے بس پھر والد صاحب میرے پاس آئے اور مجھے ڈانٹنے ڈپٹنے لگے بہت کچھ کہا اور میری کوکھ میں انگلیاں ماریں چونکہ میرے گھٹنے پر نبی علیہ السلام سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے اس لیے میں حرکت بھی نہیں کر سکتی تھی مجھے کہنے لگے تو نے نبی اور صحابہ کو روک لیا اور سب مصیبت میں ہیں یہاں پانی ہے نہ ان کے ساتھ بہت کچھ سخت سست مجھے کہا صبح کی نماز کا وقت آگیا اور پانی بالکل نہ تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی، حضرت اسید بن

فانزل اللہ آیة التیمم فقال اسید بن الحضیر ما ھی باول برکتکم یا آل ابی بکر قالت فبعثنا البعیر الذی کنت علیہ فوجدنا العقد تحتہ. قال ومن ھذا ای ومن ھذا القبیل حدیث تلقیح التمر وقال ما اری لو ترکتموہ لا یضرہ شیء فترکوہ فجاء شیصاً فقال انتم اعلم بدنیاکم رواہ مسلم عن عائشة وقد قال تعالیٰ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ۔ وقال ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ولما جری لام المؤمنین عائشة ما جری ورماھا اھل الافک لم یکن یعلم حقیقة الامر حتی جاءہ الوحی من اللہ تعالیٰ ببراءتھا وعند ھؤلاء الغلاة انہ علیہ الصلوٰة والسلام کان یعلم الحال علی حقیقتہ بلا ریبة واستشار الناس فی فراقھا ودعا الجاریة فسألھا وھو یعلم الحال وقال لھا ان کنت الممت بذنب فاستغفری اللہ وھو یعلم علماً یقیناً انھا لم تلم بذنب ولا ریب ان الحامل لھؤلاء علی ھذا الغلو اعتقادھم

حضیر رضی اللہ عنہ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ اے آل ابی بکر تمہاری یہ پہلی ہی برکت نہیں پھر فرماتی ہیں کہ جب ہم نے اپنا اونٹ کھڑا کیا تو اس کے نیچے سے ہار نکل آیا، قابل غور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہ تھا ورنہ تمام رات بیجا تکلیف میں رہنا اور پریشان ہونا گوارا کرتے اسی وقت اونٹ کو کھڑا کر کے اس کے نیچے سے ہار نکال لیتے، اسی طرح ایک حدیث میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ اگر تم لوگ کھجوروں کے درختوں میں پیوند نہ لگاؤ تو کوئی نقصان نہ ہو گا چنانچہ لوگوں نے اس سال پیوند نہیں لگایا اس سال کھجوریں بہت کم آئیں تو آپ نے فرمایا کہ دنیا کی باتیں تم لوگ مجھ سے زیادہ جانتے ہو، یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ آپ کو غیب کا علم نہ تھا ورنہ پہلے ہی سے جان لیتے کہ پیوند نہ لگانے سے کھجوروں کی پیداوار کم ہو گی۔ علاوہ ازیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کہ اے نبی کہہ دو تم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہ میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں غیب کی بات کو جانتا ہوں اور فرمایا اگر میں غیب جانتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھ کو تکلیف کبھی نہ پہنچتی۔ علاوہ ازیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں کا تہمت لگانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تک وحی نازل نہ ہوئی حقیقت حال کا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کا معلوم نہ ہونا یہ صاف طور پر دلیل ہے کہ آپ غیب داں نہ تھے پھر بھی ان غالی لوگوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس کے خلاف عقیدہ رکھنا بالکل خلاف شرع ہے اگر آپ کو علم حضرت عائشہ کی براءت کا تحقیقی علم ہوتا تو کیا وجہ تھی کہ آپ گھر سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علیحدہ رہنے کا مشورہ لیتے رہے اور کہاں تک ان سے استفسار کی تحقیق فرماتے خود صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اگر کوئی گناہ ہوا تو تم ہو دین کا [illegible] ہے تو توبہ کرو اللہ تعالیٰ

لہ یعنی ابن القیم رح (ح ح)

انه يكفر عنهم سيئاتهم ويدخلهم الجنة وكلما غلوا كانوا اقرب اليه واخص به فهم اعصى الناس لامره واشدهم مخالفة لسنته وهؤلاء فيهم شبه ظاهر من النصارى الذين غلوا في المسيح اعظم الغلو وخالفوا شرعه ودينه اعظم المخالفة والمقصود ان هؤلاء يصدقون بالاحاديث المكذوبة الصريحة ويحرفون الاحاديث الصحيحة والله ولي دينه فيقيم من يقوم له بحق النصيحة اه

یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ علم غیب کی بدولت ان کی تمام خطائیں معاف ہیں اس کی کسر ہی باقی نہیں تو پھر تو سب باتیں گویا کیں تو ہیں یہ تو ہر جائز ہو جاتی ہیں ان کو جہنم سے بچنے کا اور جنت میں جانے کا ذریعہ بنا لیا ہے پس یہ جس قدر ان غلو میں بڑھتے ہیں سمجھتے ہیں کہ ہم جنت سے اتنے ہی قریب اور جہنم سے اتنے ہی دور ہو گئے حالانکہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہیں اور سب سے زیادہ آپ کی سنت کے مخالف ہیں بلکہ اصل تو یہ ہے کہ جس طرح نصرانیوں نے حضرت عیسیٰ کے حق میں بڑا غلو کیا ہے اور شریعت عیسوی اور دین مسیحی کی مخالفت کی ہے اسی طرح یہ لوگ ہیں کہ ان کا مقصود صریح موضوع اور گھڑی ہوئی روایتوں کی تصدیق کرنا ہے اور احادیث صحیحہ کی تحریف اور تکذیب کرنا ہے یہ بھی عیسائیوں کی طرح دین محمدی کو الٹ پلٹ کرنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے اس دین کا خود محافظ اور والی ہے پس ہر زمانہ میں وہ ایسے لوگوں کو کھڑا کر دیتا ہے جو سچی خیر خواہی سے اللہ تعالیٰ کے اس دین کی نگہبانی کرتے رہتے ہیں انتہی

الحمد للہ کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے جو خصوصاً اکابر حنفیہ میں سے ہیں حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کی عبارت نقل کر کے مع اس پر اپنی تعلیقات کے بتائید تقویۃ الایمان مبتدعین مدعیان علم غیب کی کمریں توڑ دیں تمام تر دعاوی باطلہ علم غیب کو خاک کر دیا کوئی حیلہ و تاویل فاسدہ باطلہ کی گنجائش نہ چھوڑی، نصوص قرآن و احادیث صحیحہ کی تکذیب میں نصاریٰ فرقہ ضالہ جیسا غلو کرنے والوں کو دین محمدی کو الٹ پلٹ کر دینے والے قرار دے کر ہر زمانہ میں مولانا محمد اسمٰعیل شہید مرحوم جیسے توحید و سنت کے علم بردار، قرآن و حدیث کی نگہبانی اور سچی خدمت پر قائم رہنے والے مبتدعین کا سر کچلنے والے اہل ایمان کو بشارات عظیمہ کی خوشخبری مژدہ سنایا یہی شان عالم ربانی حقانی کی ہوتی ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مسئلہ علم غیب میں فقہائے حنفیہ کی تصریحات اور فتاوی

علی ہذا ملا علی قاری موصوف الصدر شرح فقہ اکبر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

ص ۱۸۳ میں فرماتے ہیں۔

ثم اعلم ان الانبياء لم يعلموا المغيبات من الاشياء الا ما علمهم الله تعالى احيانا وذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد ان النبي يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله كذا في المسايرة ۔

پھر جان لو کہ انبیاء علیہم السلام نہیں جانتے تھے غیب کی چیزیں مگر جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جب کبھی بتایا اور حنفیہ نے تصریح کی ہے کافر ہو جانے کی اس اعتقاد سے کہ نبی علیہ السلام جانتے تھے غیب واسطے مخالف ہونے حق تعالیٰ کے فرمانے کے کہ تم کہہ دو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا کوئی آسمانوں اور زمینوں میں غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اسی طرح مسایرہ میں ہے"

اور اسی طرح مذہب حنفیہ کے معتبر فتاویٰ قاضی خان جلد رابع باب ما یکون کفرا من المسلم وما لا یکون ص۲۲۹ میں معہ دلیل کے مرقوم ہے

رجل تزوج امرأة بغير شهود فقال الرجل والمرأة خدا را و پیغامبر را گواه کردیم قالوا یکون کفرا لانه اعتقد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب وهو ما كان يعلم الغيب حين كان في الاحياء فكيف بعد الموت انتهى في هذه الصفحة ايضا امرأة قالت لزوجها تو سر خدای دانی فقال نعم قال الشيخ الامام ابو بكر محمد بن الفضل يكفر الرجل لان السر والغيب واحد

اور اس باب میں جن باتوں سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اور جن سے نہیں ہوتا ان کفر کے ایک شخص مرد نے نکاح کیا عورت سے بغیر گواہوں کے پس کہا مرد اور عورت نے خدا کو اور پیغمبر کو گواہ کیا ہم نے فرماتے ہیں ہو جاوے گا کفر کیونکہ اس نے اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں غیب حالانکہ آپ نہیں جانتے تھے غیب جب آپ زندہ تھے پس کس طرح بعد مرنے کے جان لیویں گے ایسے اگر عورت نے کہا اپنے خاوند سے تو خدا کے بھید کو جانتا ہے تو اس نے کہا ہاں فرمایا امام شیخ ابو بکر محمد بن فضل نے کفر کیا مرد نے کیونکہ بھید اور غیب ایک ہی ہے اور جس نے کیا دعویٰ علم غیب کا ہو گیا کافر"

علی ہذا فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۹۷ میں مرقوم ہے

ومن تزوج امرأة بشهادة الله ورسوله لا يجوز النكاح كذا في التجنيس ۔

اور جس نے نکاح کیا عورت سے اللہ اور اس کے رسول کی شہادت پر نکاح نہ ہوگا"

اسی طرح بحر الرائق وغیرہ اکثر کتب فقہ حنفیہ معتبرہ میں مرقوم ہے چنانچہ مالابدمنہ میں جناب قاضی

ثناء اللہ پانی پتی رح یوں مرقوم ہے

اگر کسے بدون شہود نکاح کرد و گفت کہ خدا و رسول را گواہ کردم یا فرشتہ را گواہ کردم کافر شود	"اگر کوئی بغیر گواہوں کے نکاح کرے اور کہے کہ خدا اور رسول کو گواہ کیا میں نے یا فرشتہ کو گواہ کیا میں نے کافر ہو جاوے گا۔"

نیز قاضی صاحب موصوف رح ارشاد الطالبین صلا میں فرماتے ہیں

علم غیب مر اولیاء را گفتن کفر است قال لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب یعنی مگر آں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بگویم کہ من علم غیب دارم قال اللہ تعالیٰ ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء یعنی انبیاء و ملائکہ احاطہ نمیکنند چیزے را از علم خدا مگر آنچہ خواہد و آنہا را بدان علم دہد و دیگر آیات شاہد ایں مدعا ست مسئلہ اگر کسی گوید کہ خدا و رسول بر ایں گواہ اند کافر شود	"علم غیب اولیاء کے لئے کہنا کفر ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم کہہ دو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہیں کہتا ہوں میں تم سے کہ میرے پاس خزانے خدا کی رحمت کے ہیں کہ جو چاہوں کروں اور نہیں کہتا ہوں میں یہ کہ میں علم غیب رکھتا ہوں فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہ انبیاء و ملائکہ کسی چیز کا احاطہ اللہ کے علم سے نہیں کر سکتے ہیں مگر جتنا چاہے اس میں سے ان کو علم دے دے اور اس مدعا پر دوسری آیات شاہد ہیں اگر کوئی کہے کہ خدا اور رسول اس عمل پر گواہ ہیں، کافر ہو جاوے گا"

علیٰ ہذا حضرت قاضی صاحب موصوف رح تفسیر مظہری صلا میں فرماتے ہیں

ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عالما بجمیع اللغات ؛	"نہیں تھے نبی علیہ السلام عالم جمیع لغات کے"

واضح ہو کہ قاضی صاحب وہ مقدس بزرگ ہیں جن کی مدح میں مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات صلا میں لکھتے ہیں

"قاضی ثناء اللہ پانی پتی کو جناب مرزا صاحب ان کے پیر و مرشد ممدوح عظیم شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب میں انہیں آفضلیت و ولایت آپ مروج شریعت و منور طریقت و نور مجسم و عزیز وجود موجودات و مصدر انوار فیوض و برکات لکھا اور منقول کہ شاہ عبدالعزیز صاحب انہیں بیہقی وقت کہتے تھے"

علیٰ ہذا مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اخبار الاخیار صلا میں فرماتے ہیں کہ مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کی خدمت میں سید علی ہمدانی آئے اطلاع ہوئی کہ ہمدانی حاضر ہیں۔ فرمایا "عبدان غیر علام الغیوب کے ... علام الغیوب کے کوئی نہیں ہے"

اور مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی ممدوح مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مجموعہ تصوف صلا میں فرماتے ہیں

"علم غیب اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی کو نہیں"

پس فقہاء اور اکابر علماء کرام کا مدعی علم غیب پر کفر کا فتویٰ کیا بالذات کے لئے مخصوص ہے! اور کیا کوئی مدعی اسلام اہل قبلہ بالذات کا سوائے حق تعالیٰ کے کسی کے لئے قائل تھا جو یہ فتویٰ تکفیر فقہاء کا صادر ہوا! لامحالہ قائل بالعطا ہی تھا جس پر فتویٰ کا صدور ہوا۔ اور کیا کفار نے علم غیب بالذات کا کسی کے لئے کبھی دعویٰ کیا تھا جو اس کی نفی قرآن پاک میں وارد ہوئی اور ان کو کافر و مشرک فرمایا گیا۔!

علیٰ ہذا مولوی نعیم الدین نے انوار ساطعہ کو جو اپنے رسالہ سواد اعظم میں بڑی مستند قابل مدح و توصیف عجیب اور اس کے مؤلف کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے جس کی عبارات خصوصاً رد علم غیب میں گزر چکی ہیں اس کے صلا میں جس کو خود مطبع نعیمی میں چھاپ کر شائع کیا ہے اس میں جن علماء کی توصیفیں مرقوم ہیں۔ ان میں ایک صاحب کے حق میں یہ توصیفی الفاظ لکھے گئے ہیں۔

البحر القمقام والحبر الهمام تاج المحدثین سراج المتفقهین الادیب المصقع المتکلم النبیه العارف المحدث المفتی الفقیه جامع الشریعة والطریقة مجمع البحرین مولانا محمد ارشاد حسین (رامپوری) صانه الله عن کل شیء۔

یہی مولوی ارشاد حسین صاحب انتصار الحق صلا میں رعبداللہ بن انیس جہنی صحابی رضی اللہ عنہ جن کی وفات علی الاختلاف ۵۴ھ یا ۸۰ھ میں ہے اور آپ کا کوفے میں جانا صراحۃً ثابت ہے اور ولادت امام ابوحنیفہ صاحب رحمہ اللہ ۸۰ھ میں ہے پس اس پر یہ مقولہ کہ امام صاحب کے زمانہ میں تھے اور امام صاحب ان کی ملاقات سے مشرف ہوئے یا نہیں۔ اس کی پوری تحقیق تو معیار الحق اور انتصار الحق سے واضح ہے اس کے متعلق مسئلہ حقیقت علم غیب کو لکھتے ہیں بقولہ صاحب معیار الحق کہ سوا عبداللہ جہنی کے اور کوئی عبداللہ کوفے نہیں گئے"

"یہ دعویٰ بے بادلیل اس لئے کہ جس کو تفصیل احوال اور تقلبات پانچوں عبداللہ بن انیس کی معلوم ہو گی وہ یہ حکم کر سکتا ہے اور ایسا علم تفصیلی سوا علام الغیوب کے اور کو نہیں"۔ اور اس کے کہ جب تتبع کر کے یہ امر معلوم کیا تو حکم اور غیب کے کب ہے" انتہا ملخصاً

پس اس سے واضح ہو گیا کہ ... علم کسی قسم کا تفصیلی سوائے حق تعالیٰ علام الغیوب کے کسی کو

نہیں ہو سکتا۔ ثانیاً علم نسبی برہانی بہ تحقیق حاصل کردہ علمائے خود پر علم غیب کا اطلاق نہیں کیا جاتا ہے۔

نیز مولوی ارشاد حسین صاحب، موصوف اپنے فتاوی ارشادیہ جلد اول صفحہ ۲۴ ہشتم میں فرماتے ہیں "حضور ارواح مقدسہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام بہنگام قیام در محفل مولد مذکور مدہ ہر قیام در محفل تمام علی سبیل الالتزام خیالے است باطل و عقیدہ ایست بلا مستند و دلیل الحاضر اور ناظر اور ہر جگہ ہر وقت سننے والا جان کر کسی کو سوا اللہ تعالیٰ کے پکارنا جائز نہیں" مگر برخلاف اس کے مولوی نعیم الدین کے فریبانہ کلام میں نصوص و تصریحات قرآن و حدیث کو رد کرکے تمام اشیاء عالم ازل سے ابد تک قیامت جنت و دوزخ کے داخل ہونے کے تمام ذرات پر علم تفصیل مخلوقات میں انبیاء و اولیاء کے لئے بتایا جاتا اور اس کو علم غیب کہا جاتا ہے حالانکہ یہ باتیں ہرگز سوائے حق تعالیٰ کے کسی میں نہیں ہو سکتیں۔ علی ہذا القواعد ساطعہ میں بھی اکابر علماء ربانین صلحاء کی توصیف و مدح کی گئی ہے مثلاً صفحہ ۲۹ میں ہے

"علامۃ الفقہاء والمحدثین جناب مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی" "ایضاً صفحہ ۱۱ میں ہے" مولانا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم" "ایضاً صفحہ ۲۳۹ میں ہے" مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد جانشین اور خاص نواسہ مشہور آفاق جناب مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم" "ایضاً صفحہ ۲۲۱ میں ہے" حضرت مولانا محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ اسرارہم" "ایضاً صفحہ ۲۲۱ میں ہے" استاذنا و مولانا و صل العالمین مفتی محمد صدرالدین خاں صاحب صدر العالمین والفضلاء" "اور جناب مولانا شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی دبیہ حضور عالی روزگار عمدہ محدثین کبار" "ایضاً صفحہ ۲۸۳ میں ہے" جناب مولانا عبدالحی لکھنوی المغفور"

سوائے ان کے بہت اکابر علماء ہیں جو تائید جملہ عقائد تقویۃ الایمان اور توصیف صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کے خصوصاً تمام اشیاء علوم غیب کی نفی ماسوائے حق تعالیٰ کے انبیاء و اولیاء سے کرنے میں ان کے رسائل و فتاویٰ مشہور و معروف ہیں چنانچہ بالفعل نمونۃً صرف فتوی مفتی محمد صدرالدین خاں صاحب مرحوم صدرالصدور دہلوی جو شاگرد مولانا شاہ عبدالعزیز اور استاذ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہم اللہ کے ہیں ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جو فضائل الصیام والشہور مؤلفہ مولانا محمد رمضان بوڑلیوی مرحوم صفحہ ۱۱۸ میں مرقوم ہے

"مدعی کہتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت احوال گذشتہ و آئندہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے معلوم ہوئے بطور کشف اور خواب اور وحی اور الہام کے اور بعضے وقت میں احوال اس

چیز کا کہ زمین و آسمان میں ہے معلوم ہوا اور آپ بھی سلام اپنی امت کی طرف سے دور دور سے فرشتے حضرت کی خدمت میں لے جاتے ہیں لیکن علم محیط کل شئ کا حضرت کو حاصل نہیں ہے بلکہ علم ہر چیز کا جس وقت کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا بخشا۔ اور ایک شخص مثلاً عمرو کہتا ہے کہ علم دائمی کل شئ کا حضرت کو حاصل ہے اللہ کا بخشا ہوا۔ آیا ان دونوں قولوں میں کس کا قول حق اور صحیح ہے اور کس کا قول باطل اور کفر؟"

"جواب صحیح۔ علم اللہ تعالیٰ کا ابدی و ازلی اور محیط کل شئ کا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے اور اس طرح علم اور قدرت خاصہ حق تعالیٰ کا ہے کسی دوسرے کو اس میں شریک کرنا خواہ نبی ہو خواہ ولی ہو اور اس بات پر اعتقاد رکھنا شرک ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور عبادت میں اور کو شریک کرنا ہاں بعض وقائع گزشتہ اور حوادثات آئندہ کا احوال اس کے بندگان خاص الخاص کو اللہ کے بتلانے سے حاصل ہوتا ہے سو اس طرح کا علم حضرت ذات مقدسہ میں سب سے کامل تر ہے نہ یہ کہ مانند علم خدا تعالیٰ کے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ پس جو زید کہتا ہے حق ہے اور عمرو جو کہتا ہے باطل ہے حررہ المسکین محمد صدرالدین "

"اور بعضے شخص کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر عمر میں کل علم غیب عنایت فرمائے ہیں۔ سو یہ بات محض غلط ہے حدیث شریف سے ثابت ہے کہ حضرت صلعم قیامت کے دن اپنی امت کو تین نشانیوں سے پہچانیں گے ایک تو نورانیت اعضائے وضو کی دوسرے داہنے ہاتھ میں ہونا نامہ اعمال کا اور تیسرے آگے دوڑنا اولاد کا۔ اور قیامت کے دن بعضے شخصوں کو حضرت پہچانیں گے اور فرشتے ان کو دور کریں گے حضرت فرماویں گے یہ لوگ میرے ہیں فرشتے کہیں گے آپ نہیں جانتے ہو کہ انہوں نے کیا کیا بدعتیں نکالی ہیں چنانچہ پھر حضرت بھی ان سے بیزار ہوں گے مفصل یہ مضمون دریافت کرنا چاہیے مشکوۃ شریف سے بیچ کتاب الطہارت اور باب الحوض والشفاعۃ کے غرض حدیثوں سے اچھی طرح ثابت ہے کہ جناب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک بھی علم محیط کل شئ کا حاصل نہیں اور ایسا علم خاصہ جناب باری تعالیٰ کا ہے والسلام علی من اتبع الہدیٰ

الجواب صحیح	یہ مسئلہ صحیح ہے	الجواب حق	یہی مسئلہ درست	❊	من کتب حق	❊
عبدہ محمد قطب الدین	محمد کریم اللہ	محمد تفضل حسین	خوبیہ ضیاء الدین احمد	محمد عبدالکریم	محمد عبدالحق	تقیر محمد رمضان
	۱۲۷۱	۱۲۷۰	۱۲۷۵	۱۲۷۱	۱۲۹۲	۱۲۹۳
دہلوی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ناظرین نے فتوی مذکورہ کو ملاحظہ فرما لیا کہ جس کتاب اور جن اکابر علماء کی توصیف و مدح کو ان کے محدث و فقیہ "رسول العالمین" "مفتی صدر العلماء والفضلاء" "زبدۃ حضور عالی" "مرحوم و مغفور" "رحمۃ اللہ علیہ و قدس اللہ اسرارہم" ہونے کو مولوی نعیم الدین کا تسلیم کرکے پھر اپنی نیا مالیوں سے ان کے فتوی نفی علم علم غیب سوائے حق تعالیٰ کو جو سراسر تائید تقویۃ الایمان ہے باعث گمراہی، بیدینی، فریب کاری، گستاخی، بے ایمانی اور کفر قرار دینا بقول خود کس قدر بے انتہا گمراہی ہوگی جس رکابی میں کھانے اسی میں چھید کرنے کی مثال صادق آتی ہے۔ ان بزرگوں کے علاوہ مولوی محمد حسین صاحب مرحوم تنسا مرادآبادی مرید شاہ عبد الغنی صاحب مجددی مہاجر مدنی جو جسلہ مولوی نعیم الدین ہیں اپنے رسالہ توحید الرحمٰن صلا و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ میں لکھتے ہیں "سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو علم غیب نہیں" "افسوس ہے کہ بعضے بندے خدا تعالیٰ کو قریب چھوڑ کر دور دور کے مردوں سے مرادیں مانگتے ہیں اور اس نے فرمایا ہے کہ اللہ غنی ہے اور سب بندے فقیر ہیں تو فقیر کو لازم ہے کہ غنی سے مانگے نہ کہ فقیر سے" "اور کسی بندے کا قبض و تصرف ایک ذرہ بھر بھی نہیں" "اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو احمد مختار کہتے ہیں تو جاہل لوگ یہ جانتے ہیں کہ آنحضرت خدا تعالیٰ کے کارخانہ کے مختار ہیں جہاں میں جو چاہتے ہیں سو کرتے ہیں یہ عقیدہ کفر ہے" "اور پس مجتہدین کا یہ عقیدہ باطلہ علم غیب صرف اسی بنا پر ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے مخلوقات کو قدرت و تصرف عالم میں جان کر ان سے مرادیں، مشکل کشائی چاہیں" پھر اسی شرک و کفر کے منع کرنے والوں کو الٹا کافر موجب لعنت قرار دیا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا

صراط مستقیم کی ایک عبارت کا جواب

قولہ صفحہ ۱۹۵ "اپنے پیر کیلئے یہ اعتقاد نہیں کہ اس کو اپنے خاتمہ اور آخرت کا حال معلوم نہ تھا بلکہ وہاں تو یہ عقیدہ ہے کہ پیر نے سارے مریدوں کی مغفرت کا خدا سے وعدہ لے لیا تھا جب مرید کرنا شروع کیا اب وہ مرید کیسے ہی ہوں کتنی ہی شیطنت کریں بخشے ضرور جائیں گے دیکھو صراط مستقیم صلا ترجمہ مولوی نعیم الدین "ایک روز حضرت حق جل و علا نے انکا داہنا ہاتھ اپنے دست قدرت میں لیکر امور قدسیہ میں سے کچھ چیز انتہا درجہ کی رفیع و بدیع تھی حضور کے روبرو پیش کر کے فرمایا کہ تجھ کو میں نے ایسا دیا اور اور چیزیں بھی دوں گا۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے آنحضرت کی جناب میں بیعت کی درخواست کی حضرت اس زمانہ میں بالعموم بیعت نہیں لیتے تھے اس بنا پر اس شخص کے التماس کو قبول نہ فرمایا اس شخص نے زیادہ سے زیادہ عاجزی کی تو آنحضرت نے اس شخص سے فرمایا کہ دو روز توقف کرنا چاہیے۔ اس کے بعد جو مناسب وقت ہوگا عمل میں لایا جائیگا پھر وہ حضرت استفسار و استیذان کے لئے بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ تیرے

بندوں میں سے ایک بندہ مجھ سے بیعت کرنے کی استدعا کرتا ہے اور تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور اس جہان میں جو کوئی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے ہمیشہ دستگیری کا پاس کرتا ہے تیرے اوصاف کو مخلوقات کے اخلاق سے کچھ نسبت نہیں پس اس معاملہ میں کیا منظور ہے اس طرف سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا گو لاکھوں ہوں ہر ایک کو کفایت کروں گا"

اہل انصاف غور کریں کہ پیر کے لئے تو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس کے تمام مرید مغفور ہیں اور پیر کو معلوم ہے کہ اس کے تمام مریدوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ آخرت میں رحمت و کرم کا سلوک فرمائے گا مگر انبیاء کو معلوم نہیں کہ خاص ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا معاذ اللہ۔ لعنت ہے اس عقیدہ پر پیر کی نسبت کونسی وحی آئی تھی کس آیت یا حدیث سے معلوم ہوا تھا کہ اس کو مریدوں کا حال معلوم ہے وہاں تو بے سند سب کچھ تسلیم اور انبیاء علیہم السلام کے اتنے علم میں آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سب سے آنکھیں بند حد سے تجاوز اس قدر کہ پیر جی نے معراج کا بھی قائل ہو گیا لفظ معراج تو نہ کہا مگر معراج سے بھی بڑھا دیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج جو قرآن پاک و احادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت اس میں تو بے دین طرح طرح کے حیلے بہانے نکالیں مگر پیر جی کی معراج کے اس قدر قائل کہ گویا اس کا معاذ اللہ خدا تعالیٰ سے یارانہ ہی ہے ہاتھ میں ہاتھ ملا کر باتیں ہو رہی ہیں اور ہاتھ بھی ملایا تو انگریزوں یا غیر مقلدوں کی طرح ایک ہاتھ خدا سے بھی ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ اور بوسہ بھی نہ لیا کیا خدا کے ہاتھ کا چومنا بھی شرک تھا، پھر یہ تمام کہانی خواب نہیں بتاتا خیال نہیں کہتا دیکھیں اس کی گمراہی۔ اب صراط مستقیم کی اس عبارت کا حکم تقویۃ الایمان میں تلاش کیجئے تاکہ معلوم ہو کہ اسمٰعیل اپنے پیر سید احمد کے حق میں یہ اعتقاد کرکے کس درجہ پر پہنچا ملاحظہ ہو تقویۃ الایمان صفحہ ۱۲۴ "اس آیت سے معلوم ہوا کہ بعض خدا کے وقت کے کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے اسی سے کافر ہو گئے" اب آپ دیکھیے حکم صاف معلوم ہو گیا کہ اسمٰعیل جو اپنے پیر کو اللہ کی جناب میں وکیل سمجھ کر مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اس نے اپنے تمام مریدوں کو پہلے ہی بخشوا لیا تو وہ تقویۃ الایمان کے اس حکم سے باقرار خود کافر ہوا۔ صاحب تقویۃ الایمان کی پیر پرستی کا حکم تقویۃ الایمان سے تو معلوم ہوا اب ایک عبارت شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۲ کی بھی ملاحظہ کیجئے

"یعنی کواشی نے سورہ والنجم کی تفسیر میں کہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کے لئے آنکھ سے خدا کے دیدار کا اعتقاد رکھنے والا مسلم ہے اور اردبیلی نے اپنی کتاب الانوار میں کہا کہ جس نے کہا میں اللہ کو دنیا میں عیاناً دیکھتا ہوں یا وہ مجھ سے بالمشافہ کلام کرتا ہے۔ وہ شخص کافر ہو گیا" اب جائیں وہابی کہ پیر کی

نسبت ولایت کرام کا اعتقاد کر کے تحسین کیا ہو اس کا حکم کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تو شفاعت کا بھی
انکار کیا جو بحضرت حق تعالیٰ سے ماذونہ جا دیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اقول: وباللہ التوفیق۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین، الا ذہبی المفترین
مولوی نعیم الدین کی جہالت وحماقت نے تو جاہلوں کو بھی مات کر دیا۔ بہتان بندی افترا پردازی میں تو
خاص ملکہ ہے۔ احادیث صحیحہ کی مخالفت میں اولیاء اللہ کے ساتھ عداوت ودشمنی پر کمر باندھ کر من عادیٰ
لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب الحدیث کا بھی اپنے آپ کو مورد بنایا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا باوجودیکہ دلائل قطعیہ یقینیہ سے مغفور ہونا ثابت ہے مگر پھر بھی ذرہ ذرہ اشیاء دنیا وآخرت کی تفصیلی
حالات وواقعات کی حقیقت سوائے حق تعالیٰ الملک علام الغیوب کے ہرگز کوئی نہیں جان سکتا۔
جس طرح مفصل گزر چکا ہے تو پھر کسی پیر میاں کی کیا طاقت ہے جو معلوم کر سکے۔ ول کو جس قدر معلوم کرایا
جاتا ہے بطور کشف والہام ہوتا ہے جو خود ظنی ہے نہ کہ قطعی۔ پھر یہ کہ اس بیہودہ کرنا کہ کتنی ہی خیلطت
کریں بخشے ضرور جائیں گے معاذ اللہ صراط مستقیم میں ہرگز نہیں ہے یہ محض کینہ وعناد کا بخار ہے۔ ہاں اہل
ایمان والوں سے بخشش کا وعدہ قرآن واحادیث میں قطعی وارد ہے مگر حسب وہ دائرہ ایمان وعمل
توحید وسنت میں ثابت وقائم رہ کر خیلطت شرک وبدعت پیر پرستی قبر پرستی علم غیب سوائے حق تعالیٰ
کے دوسروں سے برطرف رہیں گے ورنہ نہیں اور یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ مولوی نعیم الدین کے عقیدہ باطلہ
میں گور پرستی جس کے سبب علم غیب مخلوقات کو جاننا غائبانہ ان سے حاجات طلب کرنا۔ غرض کتنی ہی
خیلطت کے جال میں پھنسیں سب ان کے ایمان تار عنکبوت میں داخل ہیں جو اصل منشا شیطان لعین ہے۔
واقعہ یہ ہے کہ حضرت سید احمد صاحب رح مجدد ومجاہد غازی وشہید جو صاحب حالات رفیعہ
توحید وسنت میں راسخ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ شاہ
صاحب موصوف نے اپنے تمام خاندان مولانا شاہ عبد القادر، مولانا محمد اسحاق، مولانا عبد الحی، مولانا
محمد اسمٰعیل شہید رحمہم اللہ وغیرہم کو جناب سید احمد صاحب کے سلسلہ بیعت میں داخل کرایا تھا۔ آپ
خالص توحید وسنت پر بیعت لیتے تھے۔ ہندوستان وعرب کے لاکھوں لوگ آپ کی بیعت میں
داخل ہوئے۔ اسی باعث سے مبتدعین گور پرستوں خصوصاً مولوی نعیم الدین کو بغض وعناد وحسد ہے
پس مولانا شہید مرحوم پر یہ بہتان کہ پیر کے لئے تو آخرت میں سارے مریدوں کا مغفور ہونا معلوم مگر
انبیاء کو معلوم نہیں۔ محض کذب وافتراء ہے۔ چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم صراط مستقیم میں
صـ۲۷ میں فرماتے ہیں۔

طریق حصول علم قطعی بکمال صاحب کمال کہ منحصر
در اخبار مخبر صادق است ایضاً صـ۱۲۰ اکثر صلحاء
آنرا قبل از وقوع در منام یا در معاملہ می بینند
ایضاً صـ۱۲۰ واین مقام بالذات مقام انبیائی
اولوا العزم است وبعضے از کبار بہ تبعیت
آن اولوالایدی والابصار بعضے این
مقام وپر تو سے ازیں افتخار بہرہ ور مے
شوند ایضاً صـ۱۲۵ واین مقام بالذات مقام
حضرت خاتم النبوۃ وفاتح الولایہ است علیہ
الصلوٰۃ والسلام بہ تبعیت ایشاں نمونہ ازیں
مقام ببعضے کرام از اتباع او مے بخشند بالجملہ
ایں مقامات ثلثہ بالذات مسلم انبیاء است و
غیر ایشاں را بجز ظلے ازیں کمالات ونمونہ ازیں
مقامات رسائی نہ ایضاً صـ۱۲۶ سالکان راہ
ولایت ہرگز بہ مقامات راہ نبوت فائز نشوند
ایضاً در صفات مجدد باب چہارم صـ۱۵۸ پس لابد
کہ اتباع قرآن را اصل خواہد دانست واتباع
آں عزیز را فرع آں وپر ظاہر است کہ چوں
فرع واصل باہم متعارض مے شوند فرع از
درجہ اعتبار ساقط میگردد۔

"طریقہ حاصل ہونے علم قطعی کا ساتھ کمال صاحب
کمال کے کہ منحصر اخبار مخبر صادق میں ہے۔ نیز اکثر
صلحاء اس کو قبل از وقوع خواب یا معاملہ میں دیکھ
لیتے ہیں۔ اور یہ مقام بالذات انبیاء اولوالعزم کا
ہے اور بعضے اولیاء کرام میں سے ان کے اتباع میں بطور
ظلی اس مقام سے اور پرتو سے اس افتخار سے بہرہ ور
ہوتے ہیں۔ اور یہ مقام بالذات حضرت
خاتم النبوت وفاتح الولایت علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا ہے اور ان کے اتباع میں ان بزرگان
اکرام کو نمونہ اس مقام کا ان کی پیروی کی وجہ
سے بخش دیا جاتا ہے۔ اور یہ مقامات ثلثہ
بالذات انبیاء علیہم السلام کے لئے مسلم ہیں
اور دوسرے بزرگوں کو بجز ظلی طور کے ان کمالات
اور نمونہ کے ان مقامات میں سے نہیں پہنچتا ہے۔
اور سالکان راہ ولایت ہرگز مقامات راہ نبوت
پر فائز نہیں ہوتے۔ اور پس لابد اور ضروری ہے
کہ اتباع قرآن کو اصل چاہئے جاننا اور اتباع اس
عزیز کو اس کی فرع اور یہ امر صاف ظاہر ہے کہ جس
وقت فرع اور اصل باہم متعارض ومخالف ہو دیں فرع
درجہ اعتبار سے ساقط ہو جاتا ہے۔"

پس ان عبارات صراط مستقیم سے مقامات وکمالات راہ نبوت کے علوم وعرفان کا مقدم وبرتر
واعلیٰ واشرف ہونا اور مقامات راہ ولایت کا ان کے اتباع میں بطور ظلی ونمونہ کے ہونا پورے طور پر
واضح ہو گیا کہ درصورت خلاف ہونے کسی قول وفعل بزرگان کے قرآن وحدیث کے اتباع کو اصل اصول
جان کر ان کے اتباع کو ترک کر دے کیونکہ قرآن حدیث قطعی ویقینی ہیں اور اقوال وافعال بزرگان اور مراقبات
ومکاشفات سب ظنی واحتمالی۔ پس جس طرح کہ مولوی نعیم الدین نے تہمت مولانا شہید مرحوم پر لگائی۔

کیونکہ جو عبارت صراط مستقیم حصہ ۷ کی [1] بطور تقریب وہی نقل کی گئی ہے وہ واقعات منجملہ عالم رؤیا یعنی خواب کے ہیں جزہی ہیں اس کے لحق دوسرے جزہ مراقبات الہام وکشف کے ہیں مگر مولوی نعیم الدین نے عیار جو مقتضائے ایمان ہے اس کو بالائے طاق رکھ کر بہتی مکاری سے اختیار کیا۔ حالانکہ مولانا شہید مرحوم فرماتے ہیں۔ کہ

منجملہ کمالات طریق نبوت ومقامات طریق ولایت میں سب سے اول جو جلوہ گر ہوئے ہیں۔ کہ حضرت سید احمد صاحب نے جناب رسالت مآب صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور آنجناب نے تین چھوہارے اپنے دست مبارک سے ان کو کھلائے اس طرح پر کہ ایک ایک چھوہارہ اپنے دست مبارک سے پکڑ کر ان کے منہ میں رکھتے تھے بعد اس کے بیدار ہوئے اور اثر اس خواب حصہ کا ظاہر وباہر اپنے نفس میں پاتے تھے اور اسی واقعہ کی بدولت ابتداء سلوک طریق نبوت حاصل ہو گیا بعد اس کے کہ ایک روز جناب ولایت مآب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وجناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھا پس جناب علی مرتضیٰ نے حضرت سید احمد صاحب کو اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور ان کے بدن کو خوب دھویا اور مانند دھونے اور ملنے ماں باپ کے اپنے بچے کو اور جناب حضرت فاطمۃ الزہرا نے لباس نہایت فاخرہ اپنے ہاتھ مبارک سے ان کو پہنایا پس بسبب انہیں واقعہ کے کمالات طریق نبوت نہایت جلوہ گر ہوگئے اور اجتبائے ازلی کہ ازل الآزال میں پوشیدہ تھے منصہ ظہور پر پہنچے اور عنایت رحمانی اور تربیت یزدانی بلا واسطہ کسی کے متکفل انکے حال کی ہوئی اور معاملات متواترہ اور بکثرت وقائع پے در پے وقوع میں آئے۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت جل وعلانے سید صاحب کا داہنا ہاتھ اپنے دست قدرت سے پکڑا۔ الخ القصہ مثل ان وقائع اور مانند ان معاملات کے سینکڑوں پیش آئے یہاں تک کہ کمالات طریق نبوت نہایت بلند مرتبہ کو پہنچے اور الہام وکشف علوم وحکمت کے ساتھ انجام پائے۔ یہ ہے طریق استفادہ کمالات راہ نبوت انتہیٰ ۱۲

ناظرین نے ملاحظہ فرما لیا کہ مولوی نعیم الدین نے نقل کردہ عبارت کا شروع جملہ لفظ یہاں تک کو چھوڑ دیا جو انہیں خوابات الہامات مراقبات مکاشفات استغراق کا طمعہ تتمہ ہے۔ اور لفظ ایک روز سے مستقل علیحدہ عبارت دکھا کر خواب سے انکار کرتا ہے تاکہ بالمشافہ کلام سے تکفیر اہل اللہ قائم کرے۔ پھر اس پر لعنت بھیجتا ہے جو خود اسی کے گلے کے طوق کا ہار بنی۔ پھر کہتا ہے

[1] خاتمہ باب چہارم ص ۱۶۳ طبع مجتبائی ۱۳۲۲ھ (ر۔ح)

کہ یہ جی کے بے معراج کا یہی قول ہے کہ جو سر ظلم و بہتان ہے بعونہ اللہ تعالیٰ ان کی یہی عبارت صراط مستقیم میں کونسا لفظ معراج کا ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے بتایا وہ دروغ بے فروغ کرکے تو یہی معنی ہیں کہ خود ہی کہا لفظ معراج تو نہ کہا مگر معراج سے معنی پڑھا دیا ۱۲

حالانکہ الصلوٰۃ معراج المؤمنین بھی کہا گیا ہے یہ اس کا بھی منکر ہوا چنانچہ حضرت سید احمد صاحب قدس سرہ کے انہیں الہامات ومکاشفات وواقعات وخوابات پر آپ کے زمانہ ہی میں معتقدین اہل عناد اعتراضات کر چکے ہیں۔ جن کے متعلق منشی نعیم الدین خان صاحب مرحوم لکھنوی نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے استفسار کیا تھا جس کا سیرت احمدیہ صفحہ ۳۳۳ میں جواب مرقوم ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی صاحب عالی مراتب زبدۂ اہل اخلاص خلاصۂ ارباب اختصاص اسعدکم اللہ تعالیٰ وانزل علیہ برکاتہ فی الدنیا والآخرۃ از فقیر عبد العزیز بعد از سلام مسنون بادعائے خیر مقرون بر ضمیر صفا پذیر واضح ولائح باد کہ رقیمہ بہجت ضمیمۂ ایشان مع خط میر سید احمد صاحب نفع اللہ بہ المسلمین بملاحظہ درآمد سوال نیز مفصل دریافت شد صاحب من ہمیں قسم قصہ در وقت حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لبعضے یاران ایشان آمدہ بود کہ علو مراتب خود برایشان مکشوف مے شد ووعدہ ہائے بعد وعدہ از غیب برایشان وارد مے شد ومردم ہمیں استفسار نمودند سید الطائفہ فرمودند کہ تلک خیالات تربی بہا اطفال الطریقۃ یعنی ایں خیالات را اصل نیست یعنی از جانب خدا برائے تربیت طفلان طریقت کہ تابع شخصے مے شوند گاہے بار او جوت لبوے خدا مے کنند اتفاق شود مانند آنکہ طفلے را کہ در مکتب می برند استاد او یا ادر پدر او را مواعید وعدہ مے دہند کہ برائے تو خلعتے ساختہ ایم وشیرینی آمادہ کردہ ایم وفلاں لعبت تو خواہیم داد واز تو بسیار خوش وخرم ہستیم ولوح سیمیں در کنار تو خواہیم نہاد وعلی ہذا القیاس از کبراء واولیاء سابقین شیخ غوث اعظم قدس سرہ ودیگر بزرگان وعدہ ہائے مغفرت ورحمت تابعان ومریدان وبطفیل ایشان نظر رحمت بر سائر خلائق منقول شدہ وآں ہمہ وعدہ ہائے صادق برآمدہ ووعدہ حدیث مشہور وارد شدہ در حق چہل ابدال کہ در ایں امت ہیچ زمانہ از اں خالی نخواہد شد کہ بہم یمطرون وبہم ینصرون یعنی مردم زمین بالطفیل ایشان باراں مے بارد ونصرت ورزق حاصل مے شود پس چہ تعجب است کہ میر سید احمد را بعضے ازیں مراتب حاصل شدہ باشد یا قائے بعض آں ایشان را اثرے از اں رسیدہ باشد ہر چند کہ انکار ایں معنی خوب نیست لیکن اعتقاد یقینی ہم نشاید کرد کہ حق تعالیٰ آثار

ان مواعید او برمنصۂ ظہور جلوہ گر ساند و پس این ہمہ صادق اند زیادہ بجز ترقیات دارین چہ اید انتہیٰ فقط

ترخلاصہ آپ کا خط دربارہ میر سید احمد صاحب ملاحظہ میں آیا سوال ہر مفصل معلوم ہوا جواب میں یہ ہے کہ یہی قصہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رح کے وقت میں ان کے دوستوں سے وجود میں آیا تھا کہ جب استفسار سید الطائفہ سے کیا گیا تو فرمایا کہ یہ خیالات بے اصل نہیں ہیں حق تعالیٰ کی جانب سے تربیت طفلان طریقت کے تھے جو تاج کسی بزرگ کے ہوتے ہیں ان کو حق تعالیٰ کی طرف لایا کرتے ہیں مانند ان بچوں کے جو مکتب میں جاتے ہیں استاد یا ماں باپ ان کو اچھے اچھے وعدے دیتے ہیں کہ تمہارے لئے ہم نے خلعت بنایا ہے اور شیرینی دینے کے لئے آمادہ کرتے ہیں اور فلاں چیز تمہیں دیں گے اور تم سے بہت خوش ہوں گے چاندی کی تختی تمہیں دیں گے علی ہذا القیاس حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی اور دیگر بزرگان سے بکثرت وعدہ مغفرت اور رحمت کے تابعوں مریدوں کو ان کے طفیل سے بنظر رحمت بر تمام خلقت پر منقول ہوئے ہیں اور وہ وعدے سچے ہوئے چنانچہ حدیث مشہور میں وارد ہوا ہے کہ اس امت میں کوئی زمانہ چالیس ابدالوں سے خالی نہیں ہوتا اہل زمین پر مینہ کا برسنا نصرت و رزق سب ان کی برکت سے حاصل ہوتا ہے پس کیا تعجب کرنے کی بات ہے کہ میر سید احمد کو بعض ان مراتب میں سے حاصل ہوا ہو اور ان کے زمانہ کے لوگوں کو اس کا اثر پہنچا ہو غرض کہ اس کا انکار کرنا اچھا نہیں ہے بلکہ انتظار کرنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ ان وعدوں کے آثار بظاہر ظہور جلوہ گر فرما دے پس یہ تمام صادق ہیں فقط ۔

الحمد للہ کہ اس دورہ اخیرہ میں حضرت مجدد سید احمد صاحب رح کی تیرھویں صدی کی تجدید سے حق تعالیٰ نے عالم پردہ جلوہ افروزی فرمائی جس کا کوئی اہل انصاف متدین انکار نہیں کر سکتا جس قدر موحد خالص توحید کے ماننے والے بلا آمیزش رسومات و شرکیات اور بدعات کے خالص قرآن و سنت صحیحہ صریحہ پر عمل کرنے والے ہیں حضرت سید احمد صاحب ہی کے متوسلین میں سے ہیں یا آپ سے حسن اعتقاد ضرور رکھتے ہیں، اور جو لوگ گور پرستی رسومات شرکیہ و بدعیہ میں مبتلا ہیں وہی آپ سے بغض و عداوت رکھتے ہیں، یہ ایک ایسا امتیازی اعزاز ہے جو کسی پر پوشیدہ نہیں قرآن و احادیث انبیاء و اولیاء بزرگوں کے ظاہری ماننے والے تو سب مختلط ہیں مگر توحید و سنت شرک و بدعت میں فرق بین کرنے والے اسی گروہ مقدسہ میں منحصر ہیں ہر چند کہ حضرت مجدد الف ثانی رح کا وجود رسومات شرکیہ و بدعیہ کے قلع قمع کے لئے غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ تھا۔ مگر اکثر لوگ آپ سے حسن عقیدت رکھتے ہوئے بھی گور پرستی و بدعات

میں گرفتار ہیں، برخلاف اس کے کہ حضرت سید احمد صاحب مجدد کی تجدید کے ماننے والے ہندوستان و دیگر ممالک میں لاکھوں سے متجاوز ہیں ہر زمانہ میں تمام موحد خالص متبع سنت ہوتے ہیں ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء، یہ حق تعالیٰ کی خلق پر اس دور آخر میں بڑی اتمام حجت ہے وللہ الحجۃ البالغۃ

ایک ہاتھ سے مصافحہ کے دلائل تصریحات فقہ حنفی کی رو سے

مزید برآں مولوی نعیم الدین کا یہ مضحکہ اڑانا کہ گویا خدا سے مارا نہیں ہے، ہاتھ میں ہاتھ ملا کر باتیں ہو رہی ہیں اور ہاتھ بھی ملایا تو انگریزوں یا غیر مقلدوں کی طرح ایک ہاتھ خدا سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ اور بوسہ بھی نہ لیا گیا خدا کا ہاتھ چومنا بھی شرک تھا. معاذ اللہ یہ طریقہ سنت کے ساتھ گستاخانہ معاندانہ مخطٹا ہے جو کوئی اہل مذہب مہذب پسند نہیں کر سکتا۔ یہ ہیں اطوار بیہودہ مولوی نعیم الدین کے جو ناظرین اہل انصاف ملاحظہ فرما رہے ہیں، حالانکہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے رسالہ مصافحہ مطبع اہلسنت و جماعت بریلی صفحہ میں مرقوم ہے

حدیث ۱ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما جسے طبرانی نے معجم اوسط اور بیہقی نے شعب الایمان میں بسند صالح روایت کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان سے مسلمان مل کر سلام کرتا ماخذ بیدہ فصافحہ، اور ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتا ہے۔ ان کے گناہ جھڑ پڑتے ہیں جیسے پیڑوں کے پتے . حدیث ۲ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ معجم کبیر طبرانی میں بسند حسن مروی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان جب اپنے بھائی سے مل کر فاخذ بیدہ اس کا ہاتھ پکڑتا ہے ان کے گناہ مٹ جاتے ہیں، حدیث ۳ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ امام احمد نے ایسی سند سے جس کے سب رجال سوا میمون بن موسیٰ مری بصری صدوق مدلس کے ثقات عدول ہیں اور نیز ابو یعلیٰ و بزار نے روایت کی جب دو مسلمان ملاقات کے وقت فاخذ احدہما بید صاحبہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ان کی دعا قبول فرمائے . ان کے ہاتھ جدا نہ ہونے پائیں کہ ان کے گناہ بخش دے، حدیث ۴ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ احمد نے مسند اور ضیاء نے مختارہ میں بسند صحیح روایت کی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو دو مسلمان آپس میں مل کر فاخذ احدہما بید صاحبہ وتصافحا ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں اور مصافحہ کریں الخ

معاً دونوں حصہ بھی بجا لائیں بے گناہ ہو کر جدا ہوں۔ حدیث شریف براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ بیہقی نے بطریق یزید بن براء تخریج کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان مسلمان سے مل کر مرحبا کہے و یاخذ بیدہ۔ اور ہاتھ ملائے ان کے گناہ برگ درخت کی طرح جھڑ جائیں ۔"

علی ہذا اس بارے میں اور بھی متعدد احادیث مرفوعہ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم وارد ہیں جن سے صراحۃً مصافحہ کا ایک ہاتھ سے ہونا ثابت ہے۔ جناب حضرت مقبول ربانی شاہ عبد القادر جیلانی رح غنیۃ الطالبین صفحہ میں فرماتے ہیں۔

فیما یستحب فعلہ بیمینہ المصافحۃ ۔ — "منجملہ ان امور کے جن کا داہنے ہاتھ سے کرنا مستحب ہے مصافحہ کرنا ہے۔"

علامہ مجد الدین محدث فیروز آبادی رح استاد امام حافظ ابن حجر عسقلانی رح قاموس مشہور لغت عربی جلد اول صفحہ ۱۲۵ میں فرماتے ہیں۔

والمصافحۃ الاخذ بالید — "مصافحہ پکڑنا ہاتھ سے ہے۔"

علی ہذا دیگر لغات المصباح المنیر۔ مجمع البحار۔ جوہری۔ صراح۔ منتہی الادب۔ تاج العروس وغیرہ میں بھی یہی ہے۔ علی ہذا امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رح فتح الباری پارہ ۲۵ صفحہ ۶۷۵ میں فرماتے ہیں۔

والمراد بہا الافضاء بصفحۃ الید الی صفحۃ الید — "مراد مصافحہ سے ملانا ہتھیلی ہاتھ کی دوسرے کی ہتھیلی ہاتھ سے ہے۔"

علی ہذا امام علامہ محدث محمد بن عبد الباقی الزرقانی رح شرح مواہب لدنیہ ج ۲ صفحہ ۶۵ میں فرماتے ہیں۔

والمصافحۃ اسم فاعل من المصافحۃ الاخذ بالید قال النووی ھی عند التلاقی سنۃ مجمع علیہا ویستحب معہا البشاشۃ بالوجہ والدعاء بالمغفرۃ — "مصافحہ ہاتھ پکڑنے کا اسم ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ ملاقات کے وقت سنت مجمع علیہا ہے۔ اور مستحب ہے اس کے ساتھ خندہ پیشانی اور دعاء مانگنا مغفرت کی۔"

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح رسالہ النوادر قلمیہ ای میں فرماتے ہیں،

فی صفۃ المصافحۃ انہ یلصق باطن الکف بباطن الکف ویقبض الاصابع — "صفت مصافحہ کی یہ ہے کہ ملاوے ہتھیلی ہاتھ کی ہتھیلی ہاتھ سے اور قبض کرے پانچوں

الخمسۃ علی الابہام انتہی — انگلیوں کو ابہام یعنی انگوٹھا پر ۔"

نیز جناب شاہ صاحب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مجتبائی دہلی صفحہ ۱۸۱ میں ارقام فرماتے ہیں

اول کسیکہ خدا تعالیٰ با او مصافحہ و معانقہ کند فاروق خواہد بود از حدیث ابی بن کعب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یصافحہ الحق عمر و اول من یسلم علیہ و اول من یاخذ بیدہ فیدخل الجنۃ خرجہ ابن ماجہ ومن طریق آخر منہ قال سمعت النبی صلعم یقول اول من یعانقہ الحق یوم القیامۃ عمر و اول من یصافحہ الحق یوم القیامۃ عمر و اول من یاخذ بیدہ فینطلق بہ الی الجنۃ عمر بن الخطاب اخرجہ الحاکم — "اول جس شخص سے حق تعالیٰ مصافحہ و معانقہ فرمائیگا وہ عمر فاروق ہوں گے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اول جس سے حق تعالیٰ مصافحہ فرمائے گا۔ اور اول جس سے سلام علیک فرمائے گا۔ اور اول جس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل فرمائے گا وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے نیز اول جس سے معانقہ فرمائے گا حق تعالیٰ قیامت کے دن۔ اور مصافحہ فرمائے گا اور ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاوے گا وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوں گے ۔"

امام محدث قسطلانی رح شرح صحیح بخاری جلد نہم میں فرماتے ہیں

المصافحۃ وھی الافضاء بصفحۃ الید الی صفحۃ الید — "مصافحہ اور وہ ہے ملانا ہتھیلی ہاتھ کا ہتھیلی ہاتھ سے ۔"

اسی طرح ملا علی قاری محقق حنفی کی رح مرقات شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔ نیز فقہ حنفیہ مستند نعیمیہ رد المحتار شرح در مختار ج ۵ مجتبائی صفحہ ۲۲۲ میں مرقوم ہے ۔

والمصافحۃ الصاق صفحۃ الکف بالکف واقبال الوجہ بالوجہ فاخذ الاصابع لیس بمصافحۃ خلافا للروافض — "مصافحہ ملانا ہتھیلی کا ہتھیلی کے ساتھ اور مقابل ہونا منہ کا منہ کے ساتھ ہے پس پکڑنا انگلیوں کا مصافحہ نہیں ہے بخلاف روافض کے ۔"

علی ہذا طحطاوی شرح در مختار ج ۴ میں ہے

وھی الصاق صفحۃ الکف بالکف واقبال الوجہ فاخذ الاصابع لیس بسنۃ خلافا للروافض

اسی جامع الرموز فقہ حنفیہ میں ہے

ہی الصاق صفحۃ الکف بالکف واقبال الوجہ بالوجہ

علیٰ ہذا چلپی حاشیہ شرح وقایہ ص۳۹۱ میں مرقوم ہے

قولہ وا المصافحۃ) وھی الاخذ بالید انتہی

نیز در در فرائد ترجمہ و شرح جمع الفوائد مترجم مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی مطبوعہ برقی پریس دہلی ص۵ میں مرقوم ہے

والمصافحۃ والمصافحۃ مفاعلۃ من الصاق صفح الکف بالکف واقبال الوجہ دنہایہ وفی القاموس والمصافحۃ الاخذ بالید انتہی ۔

پس مصافحہ ایک ہی ہاتھ سے از روئے احادیث و لغت محدثین خصوصاً فقہاء حنفیہ سے ثابت ہوا۔ برخلاف اس سے مولوی نعیم الدین نے ایک ہاتھ سے سنت مصافحہ کی توہین کر کے خود اپنے اوپر کفر عائد کرنا لازم کر لیا چنانچہ فتاویٰ عالمگیری جلد ثانی ص۲۶۵ میں مرقوم ہے۔

ومن لم یر حق سنۃ من سنۃ المرسلین فقد کفر

"جو شخص نہ جانے رسولوں کی کسی سنت سے پس بیشک اس نے کفر کیا۔"

چہ جائیکہ توہین کرنا مضحکہ اڑانا جو ایک دن برا نتیجہ دکھا دے گا۔

یہی حال بدمآل ہے اس کا جو اپنی آتش حسد و عناد میں امام الموحدین مولانا الشہید المرحوم المظلوم پر بھی کو اللہ کی جناب میں دکیل ماننے کی تہمت سے لتباس لعین بے محل عبارت شرح فقہ اکبر کی اہل اللہ کو کافر بنانے کے لئے واقعہ خواب کو چھپا کر ریاستہ پیش کرے۔

بترس آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن! اجابت از در حق بہر استقبال می آید

حالانکہ شرح فقہ اکبر ص۹۵ میں ملا علی قاری رحمہ عبارت صراط مستقیم کے مطابق یہ فرماتے ہیں

روی عن ابی یزید انہ قال رایت ربی فی المنام فقلت کیف الطریق الیک فقال اترک نفسک وتعال وقیل رأی احمد بن حنبل ربہ فی المنام فقال یا احمد کل الناس یطلبون منی الا ابا یزید فانہ یطلبنی

"روایت ہے ابی یزید سے کہ فرمایا انہوں نے میں نے خواب میں اپنے رب کو دیکھا تو عرض کیا میں نے کون سا طریقہ ہے تیری طرف کا تو فرمایا چھوڑ دے اپنے نفس کو اور آ میری طرف اور فرماتے ہیں دیکھا احمد بن حنبل رحمۃ نے اپنے رب کو خواب میں تو فرمایا یا احمد تمام لوگ مجھ سے اپنے مدعا طلب کرتے ہیں مگر ابو یزید کہ وہ مجھ کو طلب کرتا ہے۔"

اور ص۱۵ میں مرقوم ہے

فقد نقل انہ الامام ابا حنیفۃ رح قال رایت رب العزۃ فی المنام تسعا وتسعین مرۃ ثم راٰہ مرۃ اخری تمام المائۃ وقصتہا طویلۃ لا یسعہا ھذا المقام ونقل عن الامام احمد انہ قال رایت رب العزۃ فی المنام فقلت یا رب بم یتقرب المتقربون الیک قال بکلامی یا احمد قلت یا رب بفہم او بغیر فہم قال بفہم او بغیر فہم وقد ورد عنہ انہ قال رایت ربی فی المنام وروی عن کثیر من السلف فی ھذا المقام وھو نوع مشاھدۃ یکون بالقلب فلا انکار ولا وجہ للمنع عن ھذا المرام مع انہ لیس باختیار احد من الانام ۔

"یعنی تحقیق منقول ہے امام ابو حنیفہ رح سے فرمایا دیکھا میں نے رب العزت کو خواب میں ننانوے دفعہ پھر دیکھا ایک دفعہ جو سو پورے ہوئے اور قصہ اس کا طویل ہے اس مقام میں اس کے بیان کی گنجائش نہیں اور منقول ہے امام احمد رح سے کہ آپ نے فرمایا دیکھا میں نے رب العزت کو خواب میں پس عرض کیا میں نے اے رب کس چیز سے تیری طرف تقرب حاصل کریں تقرب حاصل کرنے والے فرمایا میرے کلام کے ساتھ یا احمد میں نے عرض کیا یا رب سمجھ کر پڑھنے سے یا بے سمجھے تلاوت سے، فرمایا سمجھ کر ہو یا بغیر سمجھے ہو نیز تحقیق وارد ہوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا دیکھا میں نے اپنے رب کو خواب میں اور تحقیق روایت کیا گیا ہے بکثرت سلف صالحین سے اس مقام میں اور وہ ایک طرح کا مشاہدہ ہوتا ہے بزرگوں کے قلب کے ساتھ تو کوئی وجہ منع ہونے کی نہیں ہے معہذا وہ کسی کی اختیار کی بات نہیں ہے۔"

اب مولوی نعیم الدین اپنی بد نصیبی کو رو کر بتائے کہ مولانا شہید مرحوم پر جو کچھ عائد کیا خود اپنے اوپر لوٹ پڑا یا نہیں!۔

الحمد للہ کہ بحث نفی علم غیب سوائے حق تعالیٰ کے نصوص قطعیہ قرآن پاک اور احادیث صحیحہ صریحہ و کلام ائمہ محدثین، مفسرین، مجتہدین اور حضرات صوفیہ کا ملین مسلّمہ مولوی نعیم الدین سے بتائید تقویۃ الایمان مفصل تمام و کمال مسکت و دندان شکن گذر چکی جس سے جملہ دعاوی باطلہ شرکیہ و تاویلات فاسدہ مولوی نعیم الدین کالعدم ہو خاک ہو گئے۔ فللہ الحمد

اس کے بعد انشاء اللہ العزیز ناظرین کرام مسئلہ شفاعت میں مولوی نعیم الدین کی جعل سازیاں

اور بہتان طرازیاں ملاحظہ کر کے انصاف فرمائیں۔

شفاعت کا بیان اور اس کی حقیقت

قولہ ص۱۹۶ تا ۱۹۷ صاحبان حق کی شفاعت حق ہے اس پر اجماع ہے اور بکثرت آیات قرآن اس کی شاہد ہیں احادیث اسباب میں حد شہرت بلکہ تواتر معنوی تک پہنچی ہیں کتب دینیہ اس سے مالامال ہیں۔ فقہ اکبر میں حضرت امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یعنی انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مسلمان گنہگاروں اور مستحق عذاب کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے حق ہے اس کے بعد شرح فقہ اکبر وغیرہ سے تائیدات منقول ہیں

اقول وباللہ التوفیق۔ شفاعت بے شک موحدین گنہگار مسلمانوں کے لئے جو شرکیات سے بچتے ہیں اور قبروں اور تعزیوں پر سجدہ نہیں کرتے ان سے مرادات طلب نہیں کرتے ان کے لئے نذر و منت مانتے ان کو دور دراز سے حاضر و ناظر جان کر ندائیں فریادیں نہیں کرتے علم غیب سوائے حق تعالے علام الغیوب کے کسی مخلوق میں ثابت نہیں کرتے حسب اجازت و مشیت حق تعالے کے۔ بلا کلام سب کے نزدیک ثابت اور حق ہے اور جو شرکیہ عقیدہ رکھتا ہو ہرگز ایسے کی شفاعت نہ ہوگی۔ یہ امر تمام قرآن و احادیث سے بلا خلاف ثابت و مسلم ہے۔ فرمایا حق تعالے نے قرآن پاک کے پارہ ۵ سورہ نساء میں

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ	تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے اس کو جو شرک کرے اللہ کے ساتھ اور بخشتا ہے اس کے سوا گناہوں کو جس کو چاہے ۔۔

اور فرمایا پارہ ۳ سورہ بقر میں

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا بِاِذْنِہٖ	”کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کے اذن سے“

جس کو خود مولوی نعیم الدین نے ص۲۰۰ میں پیش کیا ہے اور خود ہی ص۲۱۹ میں حدیث ترمذی پیش کی ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی آت من عند ربی فخیرنی بین ان یدخل نصف امتی الجنۃ	”آنحضرتؐ نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا پس مجھے اختیار دیا اس میں کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو اور

وبین الشفاعۃ فاخترت الشفاعۃ وھی لمن مات لا یشرک باللہ شیئا	اس میں کہ میں ان کی شفاعت کروں پس میں نے شفاعت کو اختیار فرمایا اور وہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس حال میں مرے کہ خدا کے ساتھ کسی شریک نہ کرتا ہو

اور در بارہ اذن شفاعت بھی خود مولوی نعیم الدین نے ص۲۱۶ وغیرہ صفحات میں احادیث اذن پیش کی ہیں کہ جب لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر استدعائے شفاعت کریں گے۔ حضورؐ فرماتے ہیں

فانطلق فاستاذن علی ربی	”میں اجازت لینے اپنے رب کے حضور جاؤں گا“

الحمد للہ کہ مسئلہ شفاعت کی حقیقت تو مجملاً اسی قدر تھی جو واضح ہو چکی اب آیندہ مولوی نعیم الدین کے بہتانات کی تفصیلات ضروریات سے ہے۔

قولہ ص۱۹۸ تا ۲۰۰ تقویت الایمان والے نے انکار شفاعت میں بڑا ہی غضب ڈھایا آیتوں اور حدیثوں کے معانی میں تحریفیں کیں کفار اور بتوں کے حق میں جو آیات نازل ہیں ان کو مقربان بارگاہ حق پر چسپاں کیا۔ قرآن و حدیث پر افترا اٹھائے۔ مسئلہ شفاعت کے متعلق تقویت الایمان کے اقوال کے خلاصے۔ ص۵ انبیاء و اولیاء کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا ص۵ اس کو ماننا محض خبط ہے۔ ص۵ کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی ص۶ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا ص۸ اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی کفار کا شرک تھا ص۸ یہ معاملہ کرنے والا اللہ کا بندہ و مخلوق سمجھے جب بھی ابوجہل کے برابر مشرک ص۹ کوئی کسی کا وکیل و حمایتی نہیں ص۱۰ کافر بھی اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے۔ ص۲۳ تم مجھ پر ایمان لائے اور میری امت میں داخل ہوئے اس پر مغرور ہو کر حد سے نہ بڑھنا کہ ہمارا پایا بڑا مضبوط ہے اور ہمارا وکیل زبردست ہے اور ہمارا شفیع بڑا محبوب سو جو ہم چاہیں کریں وہ ہم کو اللہ کے عتاب سے بچائے گا۔ کیونکہ یہ بات محض غلط ہے کیونکہ میں آپ ہی ڈرتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کوئی بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں سفارش کی تین قسمیں یا تو وہ خود مالک ہو یا مالک کا ساجھی ہو یا مالک پر اس کا دباؤ جیسے بڑے بڑے امیروں کا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے دوسری قسم یا اس طرح کہ مالک سے سفارش کرے

اور بہتان طرازیاں ملاحظہ کرکے انصاف فرمادیں۔

شفاعت کا بیان اور اس کی حقیقت

قولہ ص ۱۹۶، ۱۹۷ صاحبان حق کی شفاعت حق ہے اس پر اجماع ہے اور بکثرت آیات قرآن اس کی شاہد ہیں۔ احادیث اسباب میں درجہ شہرت بلکہ تواتر معنوی تک پہنچی ہیں کتب دینیہ اس سے مالامال ہیں۔ فقہ اکبر میں حضرت امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یعنی انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مسلمان گنہگاروں اور مستحق عذاب کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے حق ہے اس کے بعد شرح فقہ اکبر وغیرہ سے تائیدات منقول ہیں

اقول وباللہ التوفیق۔ شفاعت بے شک موحدین گنہگار مسلمانوں کے لئے جو شرکیات سے بچتے ہیں اور قبروں اور تعزیوں پر سجدہ نہیں کرتے ان سے مرادات طلب نہیں کرتے ان کے لئے نذر و منت مانتے ان کو دور دور دراز سے حاضر و ناظر جان کر ندائیں فریاد نہیں کرتے علم غیب سوائے حق تعالے علام الغیوب کے کسی مخلوق میں ثابت نہیں کرتے حسب اجازت ومشیت حق تعالے کے۔ بلاکلام سب کے نزدیک ثابت اور حق ہے اور جو شرکیہ عقیدہ رکھتا ہو ہرگز ایسے کی شفاعت نہ ہوگی۔ یہ امر تمام قرآن و احادیث سے بلا خلاف ثابت ومسلم ہے۔ فرمایا حق تعالے نے قرآن پاک کے پارہ ۵ سورہ نساء میں

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ — "تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے اس کو جو شرک کرے اللہ کے ساتھ اور بخشتا ہے اس کے سوا گناہوں کو جس کو چاہے"

اور فرمایا پارہ ۳ سورہ بقر میں

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ — "وہ کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کے اذن سے"

جس کو خود مولوی نعیم الدین نے ص ۲۰۱ میں پیش کیا ہے اور خود ہی ص ۲۱۹ میں حدیث ترمذی پیش کی ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی آت من عند ربی فخیرنی بین ان یدخل نصف امتی الجنۃ — "آنحضرتؐ نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا پس مجھے اختیار دیا اس میں کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہوجاوے

وبین الشفاعۃ فاخترت الشفاعۃ وھی لمن مات لا یشرک باللہ شیئا — اس میں کہ میں ان کی شفاعت کروں پس میں نے شفاعت کو اختیار فرمایا اور وہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس حال میں مرے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو"

اور دربارہ اذن شفاعت بھی خود مولوی نعیم الدین نے ص ۲۱۶ وغیرہ صفحات میں احادیث اذن پیش کی ہیں کہ جب لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر استدعائے شفاعت کریں گے۔ حضورؐ فرماتے ہیں

فانطلق فاستاذن علی ربی — "میں اجازت لینے اپنے رب کے حضور جاؤں گا"

الحمد للہ کہ مسئلہ شفاعت کی حقیقت تو مجملاً اسی قدر تھی جو واضح ہو چکی اب آیندہ مولوی نعیم الدین کے بہتانات کی تفصیلات ضروریات سے ہے۔

قولہ ص ۱۹۸—۲۰۰ تقویت الایمان والے نے انکار شفاعت میں بڑا ہی غضب ڈھایا آیتوں اور حدیثوں کے معانی میں تحریفیں کیں کفار اور بتوں کے حق میں جو آیات نازل ہیں ان کو مقربان بارگاہ حق پر چسپاں کیا۔ قرآن وحدیث پر افترا اٹھائے۔ مسئلہ شفاعت کے متعلق تقویت الایمان کے اقوال کے خلاصے۔ ص انبیاء و اولیاء کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا ص اسمعیل کو ماننا محض خبط ہے۔ ص کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی ص کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا ص اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی کفار کا شرک تھا ص یہ معاملہ کرنے والا اللہ کا بندہ و مخلوق سمجھے جب بھی ابوجہل کے برابر مشرک ص کوئی کسی کا وکیل وحمایتی نہیں ص ۲۲ کافر بھی اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے۔ ص ۲۳ تم مجھ پر ایمان لائے اور میری امت میں داخل ہوئے اس پر مغرور ہو کر حد سے نہ بڑھنا کہ ہمارا پایا بڑا مضبوط ہے اور ہمارا وکیل زبردست ہے اور ہمارا شفیع بڑا محبوب سو جو ہم چاہیں کریں وہ ہم کو اللہ کے عتاب سے بچالے گا۔ کیونکہ یہ بات محض غلط ہے کیونکہ میں آپ ہی ڈرتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کوئی بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں گا۔ سفارش کی تین قسمیں ایا تو وہ خود مالک ہو یا مالک کا ساجھی ہو یا مالک پر اس کا دباؤ جیسے بڑے بڑے امیروں کا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے دوسری قسم یا اس طرح کہ مالک سے سفارش کرے

اور وہ اس کی سفارش خواہ مخواہ قبول کرلے پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش جیسے بادشاہزادی بیگمات کہ بادشاہ ان کی محبت سے ان کی سفارش رد نہیں کر سکتا (پہلی قسم کا نام شفاعت وجاہت اور دوسری قسم کا شفاعت محبت رکھا اور اس کا حکم یہ بتایا) سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتے کو یا پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصلی مشرک ہے اور بڑا جاہل، ص۲۲۳ ر۲۵ تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر چوری ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے۔ اور رات دن ڈرتا ہے اور بادشاہ کے آئین کو سر و آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیر دار سمجھتا ہے۔ اور لائق سزا کے جانتا ہے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈھتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا۔ اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرمائے سو اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جائے سو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے۔ اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔ سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں صفحہ ۲۶، ۲۷، ۲۸، وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں ص۲۴ اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرے مال میں سے کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے بارے کچھ۔ ص۲۶ اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔ ص۲۷ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کام نہیں آتی، مسئلہ شفاعت میں تقویۃ الایمان کے عقائد و اقوال یہی ہیں، ان میں سے اکثر رد بشرح و تفصیل مذکور ہو چکا۔ اس کے علاوہ ان تمام طوفان کا ایک ہی جواب کافی ہے

یہ تمام جملے اپنے ہی اوپر ہیں اور کفر و شرک کے تمام احکام کا اتم مصداق خود ان کی اپنی ذات ہے کہ وہ صراط مستقیم میں اپنے پیر کی نسبت خدا کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال تمام مریدوں کی مغفرت کا وعدہ و عہد لینے کا اعلان کر چکے ہیں۔"

اقول وَبِاللّٰهِ نَسْتَعِيْنُ۔ ناظرین کرام مولوی نعیم الدین کی بہتان بندی کو بغور و انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ جبکہ یہ امر مسلمات سے ثابت ہو گیا کہ شفاعت اہل توحید گنہگار کی جبکہ کسی قسم کے شرک میں مبتلا نہ ہو باذن اللہ تعالیٰ بیشک ہو گی۔ تو پھر جو لوگ باوجود اقرار توحید کے قسم قسم کے شرکیات میں رفتار ہیں قبروں تعزیوں کو سجدے نذر و منت ان کو حاضر و ناظر جان کر غائبانہ ندائیں فریادیں مرادیں طلب کرتے ہیں اور اسی طرح ان کے حق میں علم غیب کے دعوی کرتے ہیں اور پھر شفاعت پر مغرور ہیں تو کس قاعدہ شرعی قرآن و حدیث سے ان کی شفاعت ہو سکتی ہے اگر اس پر کوئی دلیل ہوتی تو خود مولوی نعیم الدین کو سب سے پہلے پیش کرنا تھی جبکہ خود تسلیم کر لیا کہ شرک کرنے والے امتی کی شفاعت نہ ہو گی تو فیصلہ شد۔ یہی مولانا شہید مرحوم نے صراحتاً فرمایا ہے اسی تقویۃ الایمان کی آیتوں اور حدیثوں کے معانی کی تصدیق اور تحریفوں کی بہتان بندی کی تکذیب اور تہمتوں کے حق میں منحصر ہونے کی فریب کاری کے حیلہ بہانہ جعل سازی کی قلعی کھل کر پردہ و غشاوہ پاش پاش ہو گیا و للہ الحمد۔

اور جو مولوی نعیم الدین نے عناد و بغض میں تقویۃ الایمان کے ایک ہی صفحہ کی مسلسل عبارت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے خیانت و بددیانتی سے ظاہر کئے اور گنائے ہیں جن کے تفصیلی جوابات تو اپنے محل میں گزر چکے مگر مختصراً ناظرین کے سامنے ان عبارات کو خود تقویۃ الایمان سے پھر واضح کیا جانا ضروری ہے

دیکھئے صفحہ ۸ کی عبارت (فائدہ آیت سورۂ یونس) "اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اس کو مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے بلکہ انبیاء و اولیاء کی سفارش جو ہے سو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ان کے پکارنے یا نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کا سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے۔" اور دیکھے صفحہ ۸ کی عبارت (سورہ مومنون

قُلْ فَأْتُوْا ... تُسْحَرُوْنَ

... پھر کہاں سے خبطی ہو جاتے ہو۔"

پیر اوروں کو ماننا محض غلط ہے۔ ف: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے" پس یہ پانچوں عبارتیں خط کشیدہ صفحہ ۸ کی ایک سلسلہ کی ہیں جن کو بالفاظ رد و بدل مولوی نعیم الدین نے نقل کیا ہے جو محض تحریف ہے

پھر دیکھیے صـ۹ کی عبارت

اِلَّا اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا	تو آنے والے ہیں رحمان کے سامنے بندے ہو کر اور
وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	ہر کوئی ان میں سے آنے والا ہے اس کے سامنے قیامت
فَرْدًا (سورہ مریم)	کے دن اکیلا اکیلا "

ف یعنی کوئی فرشتہ اور آدمی غلامی سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اور اس کے قبضہ میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا اور وہ ایک ایک ہی آپ ہی تصرف کرتا ہے کسی کو کسی کے قابو میں نہیں دیتا۔ اور ہر کوئی معاملے میں اس کے روبرو اکیلا حاضر ہونے والا ہے کوئی کسی کا وکیل و حمایتی نہیں ہے

پھر دیکھیے صفحہ ۳۲ کی عبارت

"ف اس آیت (سورہ مومنون) سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے اسی سے کافر ہو گئے۔ سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے سو اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے "

اس میں بھی الفاظ کا رد و بدل کیا گیا ہے۔ پھر صفحہ ۳۳ کی عبارت

"ف یعنی اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ لوگوں کو سنا دیویں کہ میں تمہارے نفع و نقصان کا کچھ مالک نہیں اور تم جو مجھ پر ایمان لائے اور میری امت میں داخل ہوئے سو اس پر مغرور ہو کر مت بڑھنا کہ ہمارا پیر بڑا زبردست ہے اور ہمارا وکیل زبردست ہے اور ہمارا شفیع بڑا محبوب ہے ہم جو چاہیں سو کریں وہ ہم کو

اللہ کے عذاب سے بچا لے گا کیونکہ یہ بات محض غلط ہے اس واسطے کہ میں آپ ہی ڈرتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کوئی بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں" اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو عوام الناس اپنے پیروں شہیدوں کی حمایت پر بھروسا کر کے اللہ کو بھول جاتے ہیں اور اس کے احکام کی تعظیم نہیں کرتے محض گمراہ ہیں کہ سب پیروں کے پیر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات دن اللہ سے ڈرتے تھے اس کی رحمت کے سوائے کسی طرح اپنا بچاؤ نہیں سمجھتے تھے۔ پھر اور کسی کا تو کیا ذکر ہے "

اب شفاعت کی تین قسموں کو جو بطور مثال و تشبیہ بادشاہ دنیا سے واضح کیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

"ترجمہ اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورہ سبا میں کہ کہہ بلا پکارو تو ان لوگوں کو کہ خیال کرتے ہو تم اللہ کے سوا (معبود) نہیں وہ اختیار رکھتے ایک ذرہ بھر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں ان کا ان دونوں میں کچھ ساجھا اور نہیں اللہ کا ان میں سے کوئی بازو اور نہیں کام آتی سفارش اس کے روبرو مگر جس کو پروانگی دے۔ یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور ہوتی ہے ان کے دلوں سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہیں کہ حق اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا۔ ف یعنی جو کوئی کسی سے مراد مانگتا ہے اور مشکل کے وقت پکارتا ہے اور وہ اس کی حاجت روا کر دیتا ہے۔ سو یہ بات اسی طرح ہوتی ہے (پہلی قسم) کہ یا تو خود مالک ہو یا مالک کا ساجھی یا مالک پر اس کا دباؤ ہو جیسے بڑے بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے کیونکہ وہ اس کے بازو ہیں اور اس کی سلطنت کے رکن ان کے ناخوش ہونے سے سلطنت بگڑتی ہے (دوسری قسم) یا اس طرح کہ مالک سے سفارش کرے اور وہ اس کی سفارش خواہ نخواہ قبول کرے پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش جیسے بادشاہزادے یا بیگمات کہ بادشاہ ان کی محبت سے ان کی سفارش رد نہیں کر سکتا سو جار و ناچار ان کی سفارش قبول کر لیتا ہے سو جن کو اللہ کے سوا یہ لوگ پکارتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو نہ تو وہ مالک ہیں آسمانوں اور زمینوں میں ایک ذرہ بھر چیز کے اور نہ کچھ ان کا ساجھا ہے اور نہ اللہ کی سلطنت کے رکن ہیں اور نہ اس کے بازو کہ ان کے دب کر ان کی بات مان لے اور نہ بغیر پروانگی سفارش کر سکتے ہیں کہ خواہ نخواہ اس سے منوا دیں بلکہ اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آ کر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنا و صدقنا کے کچھ کہہ نہیں سکتے (یعنی فرشتے) پھر رات انکے کا تو کیا ذکر اور کسی کی وکالت اور حمایت کرنے کی کیا طاقت ہے اسی جگہ ایک بات بڑے

سمجھ کی ہے اس کو کان رکھ کر سن لینا چاہیے کہ اکثر لوگ انبیاء و اولیاء کی شفاعت پر بہت پھول رہے
ہیں اور اس کے معنی غلط سمجھ کر اللہ کو بھول گئے ہیں سو شفاعت کی حقیقت سمجھ لینا چاہیے سو سننا
چاہیے کہ شفاعت کہتے ہیں سفارش کو اور دنیا میں سفارش کئی طرح کی ہوتی ہے جیسے ظاہر کے بادشاہ
کے ہاں کسی شخص کی چوری ثابت ہو جاوے اور کوئی امیر وزیر اس کو اپنی سفارش سے بچا لیوے
تو ایک تو یہ صورت ہے کہ بادشاہ کا جی تو اس چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے اور اس کے آئین
کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے مگر اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا ہے اور اس چور کی
تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ امیر اس سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اس کی بادشاہت کو بڑی
رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہ سمجھ رہا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصہ کو تھام لینا اور ایک چور سے
درگزر کرنا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجیے کہ جس سے بڑے بڑے کام خراب ہو جاویں
اور سلطنت کی رونق گھٹ جاوے اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں یعنی اس امیر کی وجاہت کے
سبب سے اس کی سفارش قبول کی سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی
اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام و شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس
قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصل مشرک ہے اور بڑا جاہل کہ اس نے خدا کے معنی کچھ بھی نہیں سمجھے اور اس
مالک الملک کی قدر کچھ بھی نہ پہچانی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہ زادوں میں سے یا بیگمات
میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی ہو کر کھڑا ہو جاوے اور چوری کی سزا نہ دینے
دیوے اور بادشاہ اس کی محبت سے لاچار ہو کر اس چور کی تقصیر معاف کر دے تو اس کو شفاعت
محبت کہتے ہیں یعنی بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار
غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اس رنج سے کہ جو اس محبوب کے روٹھ جانے سے
مجھ کو ہوگا۔ اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں اور جو کوئی کسی کو اس جناب میں اس قسم
کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل جیسا کہ مذکور اول ہو چکا وہ مالک الملک اپنے بندوں کو
بہتیرا ہی نوازے اور کسی کو حبیب کا اور کسی کو خلیل کا اور کسی کو کلیم کا اور کسی کو روح اللہ کا خطاب بخشے
اور کسی کو رسول کریم اور مکین اور روح القدس اور روح الامین فرما دے مگر پھر مالک مالک ہے
اور غلام غلام کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا اور غلامی کی حد سے زیادہ نہیں بڑھ
سکتا جیسا اس کی رحمت سے ہر دم خوشی سے جھکتا ہے ویسا ہی اس کی ہیبت سے رات دن زہرہ
پھٹتا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر تو چوری ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اپنا

پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے
اور بادشاہ کے آئین کو سر آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیر وار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے جانتا ہے۔
اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں
جتاتا اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھیے میرے حق میں کیا حکم فرماوے سو اس کا یہ حال دیکھ
کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر
نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جاوے سو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی
پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش
کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ
اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ
وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھائی جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ
بھی چور ہو جاتا ہے اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہے۔
سو اللہ کی جناب میں اسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی و ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث
میں مذکور ہے سو اس کے معنی یہی ہیں سو ہر بندے کو چاہیے کہ ہر دم اللہ ہی کو پکارے اور اسی
سے ڈرتا رہے اور اسی کی التجا کرتا رہے اور اسی کے روبرو اپنے گناہوں کا قائل رہے اور اسی کو
اپنا مالک بھی سمجھے اور حمایتی بھی اور جہاں تک خیال دوڑاوے اللہ کے سوائے کہیں اپنا بچاؤ
نہ جانے اور کسی کی حمایت پر بھروسا نہ کرے کیونکہ وہ خود غفور رحیم ہے سب مشکلیں اپنے ہی فضل
سے کھول دے گا اور سب گناہ اپنی ہی رحمت سے بخش دے گا۔ اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے
اس کا شفیع بنا دے گا۔ غرض کہ جیسے اپنی ہر حاجت اسی کو سونپنا چاہیے اسی طرح یہ حاجت بھی
اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجیے جس کو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسا
کیجیے اور اس کو اپنی حمایت کے واسطے پکار رہیے اور اس کو اپنا حمایتی سمجھ کر اصل مالک کو بھول جائیے
اور اس کے احکام کو یعنی شرع کو بے قدر کر دیجیے اور اسی اپنے حمایتی ٹھہرا دیے ہوئے
کی راہ و رسم کو مقدم سمجھیے کہ یہ بڑی قباحت کی بات ہے اور سارے نبی اور ولی اس سے بیزار ہیں
وہ ہرگز ایسے لوگوں کے شفیع نہیں بنتے بلکہ خفا ہو جاتے ہیں اور الٹے اس کے دشمن ہو جاتے
ہیں [illegible] اللہ کی خاطر کو سب چیزوں یعنی مرید شاگرد نوکر غلام یا آشنا
کی خاطر سے مقدم رکھتے تھے اور جب یہ لوگ اللہ کے خلاف پر رہیں [illegible] ایک قسم

ہو جاتے ہیں تو بھی [illegible] والے لوگ اپنے کیا ہیں کہ وہ بڑے بڑے لوگ [illegible] کے حمایتی ہیں کہ
اس کی خلاف مرضی ان کی طرف سے اس کے حضور میں جھگڑنے بیٹھیں گے بلکہ بات یوں ہے
کہ الحب للہ والبغض للہ ان کی شان ہے جس کے حق میں اللہ کی مرضی یوں ٹھہری
کہ اس کو دوزخ ہی میں بھیجے تو وہ اسے دو چار دھکے دینے کو کھڑا ہیں ۔"

الحمد للہ کہ شفاعت کی صورتیں بطور تمثیل وتشبیہ ارشاد دنیا سے بکمال تفصیل وبسط عام فہم واضح ہوئیں جس میں بشرط انصاف کسی کو سوائے بد باطن کے کلام نہیں ہو سکتا ۔ اور خصوصاً شفاعت بالاذن کے معنی اور حقیقت بحوالہ قرآن وحدیث تقویۃ الایمان سے صراحتاً ثابت ہوئی جس کو مولوی نعیم الدین نے قریبانہ اخفا کر کے مولانا شہید مرحوم پر انکار کا اتہام لگایا ۔ علی ہذا ص۱۲۴ کی عبارت محض ترجمہ حدیث شریف حسب ارشاد قرآن پاک کے صحیح بخاری وصحیح مسلم سے مشکوٰۃ ص۴۶۰ میں منقول ہے

لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین الآیۃ — جب اتری یہ آیت کہ ڈرا دے تو اپنے قرابتی لوگوں کو جو نا دیکھتے ہیں تجھ سے "

تو منجملہ اوروں کے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

یا فاطمۃ انقذی نفسک من النار سلینی ما شئت من مالی لا اغنی من اللہ شیئا — اوراے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جو چاہے میرا مال ذکم آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ ۔"

ف یعنی اور جو لوگ کسی بزرگ کے قرابتی ہوتے ہیں ان کو اس کی حمایت پر بھروسا ہوتا ہے اور اس پر مغرور ہو کر اللہ کا خوف کم رکھتے ہیں سو ای تے اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ اپنے قرابتیوں کو ڈرا دیوے سو انہوں نے سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آتی جب تک کچھ معاملہ اللہ ہی سے صاف نہ کرے تو کچھ کام نہیں نکلتا ۔

بیگم حق تعالیٰ [illegible] ان قرابت کو ڈرایا خوف ۔ [illegible] [illegible]
کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے ۔ [illegible] اگر جیسی بزرگی اور اعمال صالحہ ہی رکھتا ہو تاوقتیکہ اس کی رحمت دستگیری نہ فرمادے کہیں ٹھکانا نہیں ہے ورنہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بموجب حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم کے سردار اہل جنت کی عورتوں کی ہیں ۔ چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم نے باب ثانی تقویۃ الایمان ص۱۵۹ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے ۔ پس مولوی نعیم الدین کی بد دیانتیوں فریب کاریوں کی انتہا نہیں رہی کہ قرآن وحدیث کا اخفا کر کے بوجہ عناد وبغض کے مولانا شہید مرحوم پر صراط مستقیم کے خوابات والہامات سے مقابلہ کیا حالانکہ خود نصوص قطعیہ کا انکار کیا جاتا ہے اور اثاجہ کو تواں کو ڈانٹے مولانا شہید مرحوم کو مورد کفر وشرک کا بنایا جاتا ہے ۔

دیکھئے شفاعت کے بارے میں تقویۃ الایمان کی مختصر مگر مکمل تائیدات آیت قرآن پاک سورہ سبا منقول تقویۃ الایمان کی تفسیر کے متعلق فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۳۰ ص۱۵۹ میں مرقوم ہے ۔

فاعلم اللہ ان الذین یشفعون عندہ من الملائکۃ والانبیاء انما یشفعون فیمن یشفعون فیہ بعد اذنہ لھم فی ذلک قولہ فی قلوبھم للملائکۃ وان فاعل الشفاعۃ فی قولہ ولا تنفع الشفاعۃ ھم الملائکۃ بدلیل قولہ بعد وصف الملائکۃ ولا یشفعون الا لمن ارتضی وھم من خشیتہ مشفقون بخلاف قول من زعم ان الضمیر للکفار المذکورین ۔

— اللہ تعالیٰ نے معلوم کرا دیا کہ جتنے لوگ فرشتوں اور انبیاء میں شفاعت کریں گے جناب باری میں وہ جن کی بھی شفاعت کریں گے اس وقت کریں گے جب کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی اجازت ہو جائیگی قلوبھم کی ضمیر کا مرجع ملائکہ یعنی فرشتے ہیں اور لا تنفع الشفاعۃ میں شفاعت کے فاعل بھی فرشتے ہیں بدلیل اس کے کہ فرشتوں کے اوصاف کے بعد فرمایا ہے کہ وہ اسی کی شفاعت کریں گے جس کے لئے رضا ہے حق تعالیٰ کی ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتے ہیں بخلاف اس کے قول کے جو گمان کرتا ہے کہ ضمیر کفار مذکورین کے لئے ہے الخ

اور مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات ج۴ ص۳۸۸ حدیث شفاعت میں فرماتے ہیں ۔

اکنوں امت او باید بود و عقد ایمان را بوے درست کرد و شکلے کہ بست اینست دیگر ہیچ نیست۔

مذہب امتی آپ کا ہونا چاہیے اور ایمان کی مضبوطی آپکے ساتھ وابستہ کرے اور مشکل جو ہے بس یہی ہے دوسرا کچھ نہیں ہے۔"

نیز مدارج النبوۃ ج ۱ [illegible] میں صاحب مواہب لدنیہ سے منقول ہے۔

اما آنچہ افترا میکنند جہال کہ آنحضرت ہرگز راضی نشود کہ در آید ہیچ یکے از امت وے آتش را از فریب دادن شیطان است ایشاں را و لعب کردن وے بایشاں زیرا کہ وے صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ راضی ست بہر چہ راضی ست خدائی عزوجل و وے سبحانہ میدارد عاصیاں را در آتش و رسول خدا اعرف است بخدا و بحق وے میر است از آنکہ گوید بخدا من راضی نیستم کہ کسے را از امت من در آتش در آری یا گنہگاری ولاں بلکہ پروردگار تعالی اذن میکند او را بشفاعت پس شفاعت میکند مر کسی را کہ میخواہد و اذن میکند و راضی میشود و شفاعت جز آنکسے را کہ اذن دہد و راضی گردد انتہی کلامہ۔ فائدہ و معلوم است کہ شفاعت بے اذن حق تعالی و بے رضائے وے راضی باشد و لیکن وے تعالی اذن میکند و رضا میدہد بشفاعت بمقتضائے وعدہ کہ کردہ است بار رضائے وے۔

جو یہ کہ جاہل افترا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز راضی نہ ہوں گے کہ کوئی ایک امتی بھی آپ کا دوزخ میں جاوے یہ شیطان کا فریب دینا اور لعب کرنا ان کے ساتھ ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ راضی ہیں جس میں راضی ہے خدائے عزوجل کہ وہ سبحانہ وتعالی داخل کرے گنہگاروں کو دوزخ میں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ واقف ہیں حق تعالے اور اس کے حق سے آپ کی ذات میرا ہے اس سے کہ کہیں خدائے تعالے سے میں راضی نہیں جبکہ کسی کو میری امت میں سے دوزخ میں داخل کرے یا اس میں پہنچ دے بلکہ پروردگار تعالی اذن فرماوے گا آپکو شفاعت کا پس آپ شفاعت کریں گے ہر اس شخص کی کہ جس کیلئے چاہے گا اور اذن فرماوے گا اور راضی ہوگا اور شفاعت کریں گے سامنے اس شخص کے کہ اذن چاہے گا اور راضی ہوگا۔ فائدہ اس سے معلوم ظاہر ہے کہ شفاعت بلا اذن و بے رضائے حق تعالے کے نہیں ہوگی مگر حق تعالی اذن فرماوے گا اور راضی ہوگا شفاعت کے لئے بمقتضائے وعدہ کے کہ فرمایا ہے آپ کی رضامندی کے لئے۔"

نیز اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد ۲ [illegible] میں مرقوم ہے

چوں عائشہ از آنحضرت پرسید یاد مے آرید شما اہل و عیال خود را روز قیامت آں حضرت فرمود اما در سہ موطن خود ہیچ کس ہیچ کس را یاد نتواند آورد و ہمہ کس بخود در ماندہ باشند میگویند کہ ایں جواب آنحضرت مر عائشہ را بجہت آں بود کہ وے حرم پاک وے بود ہمچنیں فرمود تا تکیہ و اعتماد بر شفاعت نکنند و از عمل و جہد و اجتہاد باز نمانند چنانکہ با اہل بیت و قرابت خود مے فرمود کہ من مالک نیستم شما را چیزے را کار کنید و تکیہ بر من مکنید۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کو اپنے اہل و عیال قیامت کے دن یاد ہوں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن تین جگہ کوئی شخص کسی کو یاد نہ کرے گا، اعمال نامے دیے جاویں گے، میزان پر جس وقت عمل تولے جاویں گے، پل صراط پر جس وقت گزر ہوگا اس وقت سب لوگ اپنے حال میں مبتلا ہوں گے۔ کہتے ہیں کہ یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے اس لئے تھا کہ حرم پاک آپ کی تھیں ایسے ہی فرمایا تاکہ بھروسہ اور اعتماد شفاعت پر نہ کریں اور عمل ہی کوشش اور سعی کرنے سے نہ رہیں جیسا کہ اپنے اہل بیت اور اقرباء کو فرمایا کہ میں مالک نہیں ہوں تمہاری کسی چیز کا تم اپنا کام کرو اور بھروسہ میرے پر مت کرو۔"

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ج ۲ الفوز الکبیر میں منجملہ معتقدات مشرکین کے جو بندگان خاص فرشتوں وغیرہم کو مرتبہ الوہیت تک پہنچا کر ان کے لئے عبادت اور ان سے استعانت چاہتے ہیں فرماتے ہیں

و می گفتند کہ شفاعت بندگان خود قبول میکند اگرچہ رضامندی نباشد چنانکہ بادشاہاں بر نسبت امرائے کبار گاہی چنیں میکنند اھ

اور کہتے ہیں کہ شفاعت اپنے بندوں کی قبول کرتا ہے اگرچہ رضامندی نہ ہووے جس طرح بادشاہاں بہ نسبت بڑے بڑے امراء کے کبھی ایسا حکم کرتے ہیں۔"

نیز شاہ صاحب موصوف حسن العقیدہ [illegible] میں فرماتے ہیں

والشفاعۃ حق لمن اذن لہ الرحمن وشفاعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاہل الکبائر من امتہ حق وھو مشفع وجیہ وقع

شفاعت حق ہے جس کے لئے رحمن اذن فرماوے گا اور شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اہل کبائر کے لئے حق ہے اور وہ شفاعت قبول ہوگی اور جو قبول شفاعت کی جاتی ہے اور

نفی الشفاعۃ فالمراد منہا الشفاعۃ التی بغیر اذن اللہ تعالیٰ و رضائہ۔

اس سے وہ شفاعت ہے جو بغیر اذن اور بلا رضاء اللہ تعالیٰ کے ہو۔

علی ہذا مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ۱۵ ص ۲۶۷ میں فرماتے ہیں۔

شفاعت بے حکم الٰہی درآں روز مقبول نخواہد شد بدلیل آنکہ در آیات بسیار نفی شفاعت را مقید بایں قید فرمودہ اند مانند یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمٰن و رضی لہ قولا۔ و من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ما من حمیم ولا شفیع یطاع ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ واحادیث متواترہ بیان کردند کہ غیر از کافر در حق ہمہ اہل معاصی حکم بشفاعت خواہد شد پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است و بس و مناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است زیرا کہ ایں کلام برائے رد خیال فاسد اہل کتاب و نیز ہم مشربان ایشاں است از اولاد انبیاء و اولیاء و متوسلان بزرگان دین کہ خود را بتوسل بزرگان مامون از مواخذہ و باز پرس می دانند و می فہمند کہ باوجود کفر و قبائح دیگر بزرگان ما ما را از عذاب اخروی خلاص خواہند ساخت و طریق رد ایں خیال آنست کہ شفاعتے کہ شما توقع آں مرہ می شوید درآں روز واقع

وہ شفاعت بے حکم الٰہی کے اس روز مقبول نہ ہوگی بدلیل اس کے کہ بکثرت آیات میں نفی شفاعت کو مقید اس قید کے ساتھ فرماتے ہیں مانند ان آیات کے کہ اس دن کام نہ آوے گی سفارش مگر جس کو حکم دیا رحمٰن نے اور پسند کی اس کی بات (سورہ طہٰ) کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کے اذن سے (سورہ بقرہ) کوئی نہیں ظالموں کا دوست اور نہ سفارشی جس کی بات مانی جاوے (سورہ مومن) اور کام نہیں آتی سفارش اس کے پاس مگر اس کو جس کے واسطے حکم کر دیا (سورہ سبا) اور احادیث متواترہ بیان کرتی ہیں کہ سوائے کافر کے تمام اہل معاصی کے حق میں حکم شفاعت کا ہوگا پس معلوم ہوا کہ محروم مطلق شفاعت سے کافر ہے اور بس اور مناسب مقام کے بھی نفی اسی شفاعت کی ہے کیونکہ یہ کلام واسطے رد کرنے خیال فاسد اہل کتاب اور ان کے ہم مشربوں کے ہے اولاد انبیاء اور اولیاء اور بزرگان دین کے متوسلوں سے کہ اپنے آپ کو بزرگان دین کے توسل سے بے خوف جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ باوجود کفر اور دوسرے گناہوں کے ہمارے بزرگ ہم کو آخرت کے عذاب سے رہائی کرا دیں گے اور طریق رد کرنے اس خیال کا یہ ہے کہ وہ شفاعت کہ تم جس کی توقع پر گھمنڈ کرتے ہو اس روز واقع نہ ہوگی کیونکہ شفاعت ہر شفیع کی اس روز موقوف حکم الٰہی کے ساتھ ہوگی جو شفاعت

نخواہد شد زیرا کہ شفاعت ہر شفیع در آں روز موقوف حکم الٰہی خواہد بود چوں شفاعت موقوف بر حکم الٰہی شد جائے اعتماد نماند چہ توسل بآں شفیع در حصول آں کفایت نخواہد کرد بلکہ حکم الٰہی درکار است و آں در خطر است شود یا نشود و شما بمحض توسل بکلامے نازش کنید کہ ایں توسل سبب مستقل نیست و ایضاً ص ۲۶۹ سود مند شدن شفاعت بر دو چیز موقوف است اول آنکہ شفاعت بذات خویش نافع بود نہ مضر دوم آنکہ آں شفاعت پیش کسے کہ شفاعت می برند مقبول ہم بشود چہ ظاہر است کہ اگر شفاعت بذات خویش نافع بود مثل دادن مال یا خلاص کردن از قید و آں کس آں شفاعت را قبول نکند ہیچ نفع دراں شفاعت نباشد و لغو محض گردد و ہمچنیں اگر شفاعت مقبول افتد اما بذات خود مضر باشد مثل شفاعت دزد پیش حاکم تا او را بسزا رساند آں شفاعت نیز بے نفع محض است پس جائے نفی قبول فرمودند و جائے نفع را سلب کردند تا بیان انتفاع بر دو جہت انتفاع باشد و تحقیقش آں است کہ انبیاء و صلحاء را درآں

حکم الٰہی پر موقوف ہوگی جو خود کسی کے قابل ہو نہیں۔ کیونکہ توسل اس شفیع کا اس کے حاصل ہونے کے کفایت نہ کرے گا بلکہ حکم الٰہی درکار ہے اور وہ خطرہ میں ہے ہووے یا نہ ہووے تم محض کسی کلام کے توسل پر ناز مت کرو کہ یہ توسل سبب مستقل نہیں ہے۔ نیز نفع دینا شفاعت کا دو چیز پر موقوف ہے۔ اول یہ کہ شفاعت بذات خود نافع ہو نہ کہ مضر دوسرے یہ کہ وہ شفاعت جیسے کسی کے سامنے کی جاوے مقبول بھی ہووے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر شفاعت بذات خود نافع ہو مثل دینے مال یا خلاص کرنے قید سے اور وہ اس شفاعت کو قبول نہ کرے کوئی فائدہ اس شفاعت سے نہ ہوگا اور محض لغو ہوگی۔ اور اسی طرح اگر شفاعت مقبول ہو گئی۔ لیکن بذات خود مضر مثل شفاعت چور کی حاکم کے سامنے تاکہ اس کو سزا دیوے وہ شفاعت بھی بلا نفع محض ہے پس ایک جگہ نفی قبول کی فرمادیں اور دوسری جگہ نفع کو سلب کریں تاکہ دونوں صورتوں کے نفع کی نفی ہو جاوے اور تحقیق اس کی یہ ہے کہ انبیاء اور صلحاء کی اس روز شفاعت ہوگی۔

روز شفاعت خواہد بود ہر چند شفاعت انبیاء و اسلاف شما در حق تابعان و منسوبان خود مقبول است اما با وجود کفر شما را نافع نخواہد شد کہ از تبعیت و نسب بایشان خارج آید۔

ہر چند شفاعت انبیاء اور تمہارے اسلاف کی اپنے تابعین اور منسوبین کے حق میں مقبول ہے۔ لیکن باوجود تمہارے کفر کے نافع نہ ہوگی کہ ان کی تابعداری اور نسبت سے خارج ہو گئے۔"

نیز تفسیر فتح العزیز ج ۲ پارہ ۳۰ صفحہ ۱۰۱ میں مرقوم ہے۔

ہر کرا او تعالیٰ بجمیع وجوہ پسندید نجات یافت و ہر کرا بجمیع وجوہ ناپسند فرمودہ ہلاکت ابدی نصیب او شد و ہر کرا از بعضے وجوہ پسند فرمود و از بعضے دیگر ناپسند شفیعان را کہ پیغمبران و اولیاء و علماء و حفاظ و شہداء و فرشتگان خواہد بود حکم خواہد شد کہ شفاعت فلاں بکنید تا شما را عزت و جاہ حاصل شود و ایں قسم شفاعت کہ موقوف بر حکم حاکم باشد محل اعتماد و جائے دخل و تصرف نیست و از ہمیں تقریر معلوم شد کہ در یں آیہ چنانچہ معتزلہ می فہمند نفی شفاعت این باذن کور نیست بلکہ شفاعت را بحکم حاکم علی الاطلاق موقوف داشتہ است و ہمیں است مذہب اہل سنت و جماعت اھ

یعنی کسی کو حق تعالیٰ تمام وجوہ سے پسند فرما لے نجات پائے اور جس کسی کو تمام وجوہ سے ناپسند فرمائے اس کو ہمیشگی کی ہلاکت نصیب ہووے اور جس کسی کو بعضے وجوہ سے پسند فرمائے اور بعضے دوسرے وجوہ سے ناپسند شفیعوں کو کہ پیغمبران اور اولیاء اور علماء اور حفاظ اور شہداء اور فرشتگان ہوں گے حکم ہوگا کہ شفاعت فلانے کی کریں تاکہ تم کو عزت وجاہ حاصل ہووے اور اس قسم کی شفاعت کہ جو فرمان اور حکم حاکم کے بھروسے باعث اعتماد اور مقام دخل اور تصرف کا نہیں ہے اسی تقریر سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں جس طرح معتزلہ سمجھتے ہیں نفی شفاعت کی بیان میں مذکور نہیں ہے۔ بلکہ شفاعت کو اوپر حکم حاکم علی الاطلاق کے موقوف رکھتا ہے اور یہی ہے مذہب اہل سنت وجماعت کا۔"

الحمد للہ کہ اکابر علمائے کرام مسلک مولوی نعیم الدین سے بھی حقیقت شفاعت کی وضاحت ہو گئی یعنی اہل توحید گنہگاران جو شرکیات و کفریات سے پاک و مبرا ہیں ان کے لئے باذن اللہ تعالیٰ شفاعت ہوگی اور جو باوجود امتی بننے کے گرفتاران

کفر و شرک ہیں اور پھر شفاعت پر مغرور تو وہ محروم الشفاعت ہوں گے یہ ہے تمثیل و تشبیہ بادشاہ دنیا و چور کے اور یہی عین مضمون اور مقصد صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کا ہے۔ بلا کم و کاست مضمون واحد ہرگز فرق و تفاوت نہیں ہے مولوی نعیم الدین کا کسی گور پرست مدعی علم غیب بجز خدا کے حاضر و ناظر جاننے والے کے لئے شفاعت کی کوئی آیت یا حدیث پیش نہ کر سکنا بد مذہبی بد شیطانی پر کھلی بین دلیل ہے جبکہ گروہ مجدین کو قیامت میں دیکھ کر بحکم حق تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا

سحقا سحقا لمن غیر بعدی — الحدیث رواہ البخاری۔

"دوری ہو دوری ہو ان کے لئے جنہوں نے میرے بعد دین کو بدل ڈالا"

جو بحث علم غیب میں گزر چکی ہے چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی نقی علی خاں صاحب جواہر البیان ص ۷۲ میں لکھتے ہیں

"پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت و عبادت جلا کر خاک بنا دیتی ہے"

نیز صفحہ ۸۵ میں لکھتے ہیں

"مذکور ہے کہ جو شخص حدیث میں وارد ہوا ہے جب عذاب میں گرفتار ہوگا اور اس کی نگاہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر جا پڑے گی بے اختیار پکار اٹھے گا یا رسول اللہ مدد جرائم جگہ میں لے تو تجھے خدا کا حکم پہنچا دیا تھا۔ اے غافل پھر کاہے کو بیجا بیٹھا ہے کیا یہ عذاب تیرے نزدیک سہل ہیں"

نیز صفحہ ۱۶۰ میں لکھتے ہیں

"سب انبیاء اپنی اپنی امتوں کے لئے کھڑے ہوں گے گنہگار نیکوں سے شفاعت طلب کریں گے اس وقت دیکھا چاہیئے مجھے اپنے مہربان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرہ میں اور ان کے نشان کے نیچے جگہ ملتی ہے اور میری شفاعت حق تعالیٰ سے کرتے ہیں یا نہیں"

ایضاً ص ۱۸۷ میں لکھتے ہیں۔

"پس باعتقاد اس کے کہ سوا حق جل وعلا کے کوئی قادر مطلق و مالک عالم مطلق و نافع و ضار [illegible] نہیں اور اگر بفرض محال تمام اولین و آخرین جن و انس [illegible] اور [illegible] تمام عالم ایک ذرہ کو اس کی جگہ سے حرکت دینے پر اکٹھے ہو جائیں اور یک [illegible] اس پر [illegible] اسی کیفیت سے [illegible] کو

پھر اگر جائیں انسان کی قوتیں یا انبیاء ترقی پر ہیں [illegible] ہر ایک ان میں سے جنت [illegible]
ایک [illegible] اللہ اس دن کو [illegible] ہر گز ہر گز لیکن نہیں [illegible] جنبش سے [illegible]

ایضاً ہدایۃ البریہ حسنی پریس بریلی کے صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں

مقام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین اس کے خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں۔"

نیز احسن الوعاء لآداب الدعاء مطبع اہل سنت وجماعت بریلی صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں

"دعائے اسماء اللہ سے رشتہ امید قطع کرے نہ نفس سے کام نہ خلق سے غرض رکھے تا شاید مقصود جلوہ گر ہو اور گوہر مقصود ہاتھ آئے۔"

اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ سوم انڈیا پریس لکھنؤ صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے۔

"حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہ نے عرض کی ولا انت یا رسول اللہ آپ بھی نہیں یا رسول اللہ، ارشاد فرمایا ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے گا۔ تو ہمیں استحقاق کس بات کا ہے۔"

نیز مولوی صاحب بریلوی خالص الاعتقاد حسنی پریس بریلی صفحہ ۷ میں لکھتے ہیں

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا۔

"بے شک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں تم کہہ دو کہ کس کو اللہ پر کچھ اختیار ہے اگر وہ مسیح ابن مریم اور اس کی ماں اور تمام اہل زمین کو فنا کر دینا چاہے۔"

نیز مولوی صاحب بریلوی السنۃ الانیقہ رضوی پریس بریلی صفحہ ۱۲۹ میں لکھتے ہیں

"حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہ ادنیٰ طرح جس کا انسداد فرمایا ہے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ان کے کمالات عالیہ دیکھ کر حد سے گزری ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر کافر ہو گئے ہمارے حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات اعلیٰ کے برابر کس کے کمال ہو سکتے ہیں جن کے کمال ہیں سب حضور ہی کے کمال کے پرتو اجلال ہیں۔" ایضاً

"لہٰذا حضور اقدس بالمؤمنین رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت نے اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے بہ آن بہر ادا اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرمائی کہ شہادت

[illegible] رسول۔

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ دوم ابو العلی پریس آگرہ صفحہ ۱۵ میں لکھتے ہیں

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج عرش اعلیٰ پر مع نعلین مبارک تشریف لے جانا صحیح ہے یا نہیں۔ الجواب یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اللہ کے حضور حاضری [illegible] ذکر تشریف لے جانا [illegible]"

نیز الزبدۃ الزکیہ حسنی پریس بریلی صفحہ ۸ میں مولوی صاحب بریلوی لکھتے ہیں۔

"مخلوق میں نہایت عظمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے۔"

نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظ حصہ چہارم حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے

"تمہارا دین یہ ہے اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ عبدہ پہلے ہے رسولہ بعد کو کہ عبد [illegible] ہے [illegible] حادث۔"

نیز صفحہ ۴۰ میں لکھا ہے۔

"نصوص قرآنیہ کی عظمت نہیں، جتنے گمراہ ہوئے، سب اسی دروازہ سے کہ انہوں نے نصوص میں تاویلیں کر کے خروج کیں۔"

پس ناظرین اہل انصاف و دیانت نے اقوال مولوی صاحب بریلوی در بارہ عظمت توحید جناب باری تعالیٰ عز شانہ بمقابلہ مخلوقات کے ملاحظہ فرمائے جو کلام صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کے عین مطابق باہم شیر و شکر ہیں۔ پس اگر بزعم باطل مولوی نعیم الدین کے کلام تقویۃ الایمان ہی باعث توہین و تنقیص حضرات انبیاء عظام و اولیاء کرام اور موجب کفر ہے تو اقوال بریلویاں بدرجہ اولیٰ موجب توہین و تنقیص باعث اشد کفر ہیں ورنہ اقوال بریلویاں کا ایمان ہوتے ہوئے کلام تقویۃ الایمان تو یقیناً بلا ریب عین ایمان ہے۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا

قولہ صفحہ ۲۰ سطر ۲۱ چند آیتیں اور حدیثیں پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہو گا کہ تقویۃ الایمان میں قرآن و حدیث کی مخالفت کی گئی ہے قرآن پاک میں محبوبان حق کی شفاعت کا اثبات ہے اور کفار کو شفاعت سے مایوس کیا گیا ہے۔ شفاعت معترضین کی ہو سکتی ہے نہ کہ منکرین کی یہی آیتیں جو بتوں اور کفار کے حق میں نازل ہیں وہابیہ انہیں سے مسلمانوں کو دھوکا دیتا اور ان آیات کے معانی میں تحریف کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ۔ آیات نفی شفاعت۔ لا

باذن اللہ جن کا ذکر گزر چکا ہے مانند سورہ بقر سورہ طہٰ سورہ مومن سورہ سبا وغیرہم پیش کی ہیں جن میں بتوں کی شفاعت کی نفی اور مقربین ماذونین کا استثنا رہے۔ باوجود اس کے اولیاء و انبیاء کی شفاعت کا منکر ہو جانا اور یہ کہہ دینا کہ کوئی کسی کا وکیل و سفارشی نہیں جو انبیاء و اولیاء کے ساتھ یہ اعتقاد رکھے وہ مشرک ہے کیسی بد دینی فریب دہی اور قرآن پاک کی مخالفت ہے تقویۃ الایمان والے نے قرآن پاک کی آیتیں لکھ لکھ کر قرآن پاک کی مخالفت کی ہے۔ اور عوام کو مغالطہ دیا ہے۔ تاکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ یہ مضمون قرآن پاک ہی کا ہے۔ وہابی اپنا سر پھوڑیں منہ پر خاک ڈالیں کہ جس حبیب کی شفاعت سے چڑتے ہیں قرآن پاک بکثرت آیات میں ان کی شفاعت کا اثبات فرماتا ہے۔ اب کہو اے بے دینو تمہارے یہ قول کہ انبیاء کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اللہ سے ورے اپنا بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں گا۔ پھر یہ افتراء کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ۔ اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ اور ایسے ہی اور بیہودہ اقوال جو تقویۃ الایمان میں لکھے ہیں کہ جن پر وہابی ایمان رکھتے ہیں قرآن پاک نے سب جہنم رسید کر دیئے۔ انبیاء علیہم السلام کی عداوت میں قرآن پاک کے خلاف زہر اگل رہا ہے۔ وہابیو خدا کا خوف کرو۔ قرآن پاک پر ایمان لاؤ کب تک قرآن و حدیث سے منہ موڑ کر تقویۃ الایمان پر مرتے رہو گے۔ مسئلہ شفاعت کا خوب واضح ہو گیا۔ اور تقویۃ الایمان کی مکاریوں کا پردہ چاک ہو گیا۔ اھ

اقول وعلی اللہ توکلت وھو المولی النصیر۔ جو آیتیں دربارہ شفاعت پیش کی ہیں جس طرح بحوالہ تفسیر فتح العزیز گذر چکا ہے ان میں نفی و اثبات شفاعت دونوں ثابت ہیں یعنی خواہ بذریعہ بتوں کے شرک و کفر کر کے شفاعت کی توقع رکھیں کیونکہ جن کے نام کے بت تراشے جاتے تھے وہ بھی صالحین ہی تھے۔ خواہ انبیاء و اولیاء و غیرہم ملائکہ کی جناب میں کفر و شرک کر کے یعنی ان کو حاضر و ناظر جان کر غائبانہ ندائیں فرمادیں و غیرہم امور علم غیب ان کے لئے مان کر شفاعت کی تمنا پر بھروسہ رکھیں یہ سب بوجہ شرک و کفر کے عند اللہ محروم الشفاعت ہیں اور ایمان والے موحدین گنہگاروں کی شفاعت باذن اللہ تعالیٰ واقع ہو گی جس کا خود مولوی نعیم الدین نے اقرار کیا ہے کہ مقربین ماذونین کا

استثنا رہے بیشک مقربین اہل توحید کے لئے جو شرک نہ کرتے ہوں شفاعت کریں گے جن کے لئے اجازت و مرضی الٰہی عطا ہو جاوے اور مقبولین تو خود درماندہ ہیں وہ کس کی شفاعت کر سکیں گے۔ او کہ خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ پس جبکہ آیتوں میں خود نفی و اثبات دونوں ہی ثابت ہیں اپنے اپنے مقام و محل کے لئے جو اس کو تغیر و تبدیل کرے جس طرح مولوی نعیم الدین نے بوجہ حب دنیا عام لوگوں کو مغالطہ میں ڈال کر قبروں پر جھکا کے شرک و کفر کرایا۔ انبیاء اولیاء کو پکارنے کی تلقین کی۔ پھر ان کو شفاعت کا معزور بنا دیا یہی ہے تحریف شریعت ربانی اور کید شیطانی یعنی اس بد لقب بد اطواری پر معتقدین گور پرست جتنا ماتم کریں سر دھنیں کیچڑ اچھالیں کم ہے۔ مولوی نعیم الدین کا بغض و عناد بوجہ حمایت گور پرستوں کے ہے کہ مولانا شہید مرحوم کو منکر شفاعت بے دین قرآن و حدیث کا مخالف معانی آیات میں تحریف کرنے والا فریب دہ قاتلہ اللہ قرار دیا ہے اور بہتان بزرگی و تحریف کی نسبت تقویۃ الایمان کی طرف کی ہے۔

ناظرین کرام! تقویۃ الایمان کی مفصل عبارتیں دربارہ شفاعت اسی وجہ سے نقل ہو چکی ہیں تاکہ مولوی نعیم الدین کی کذب بیانی افتراء پردازی مانند آفتاب روشن ہو کر معاند فتنہ پرداز دنیا و آخرت میں روسیاہ ہو۔ حالانکہ تقویۃ الایمان میں اس مقام پر صاف تصریح ہے کہ

"کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اس کو پکارے۔ جو کوئی کسی کو سفارشی ہی سمجھ کر پوجے۔ وہ بھی مشرک ہوتا ہے"

جس کو مولوی نعیم الدین صاحب نے بوجہ مغالطہ و فریب دہی عوام الناس سے چھپا لیا۔ اور خود ہی دروغ گورا حافظہ نباشد ص۲۱۹ میں اقرار کیا کہ شرک کرنے والے امتی کی شفاعت نہ ہو گی۔ پھر یہ افتراء بدتر از جہالت و سفاہت کہ ترجمہ آیت سورہ جن کو اخفا کر کے منسوب بطرف تقویۃ الایمان کیا گیا ہے۔

قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا

"یعنی کہہ کہ بیشک مجھ کو ہرگز نہ بچاوے گا اللہ سے کوئی اور ہرگز نہ پاؤں گا سوا اس کے کوئی بچاؤ"

اور دیکھو الفاظ ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ موضح القرآن میں

"تو کہہ مجھ کو نہ بچاوے گا اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤں گا اس کے سوا سرک رہنے کو جگہ"

اہل انصاف نے دیکھا بیہودہ سے بڑھ کر مولوی نعیم الدین کا قرآن پاک سے بغض انہوں نے تو

مضمون توریت پر اعتراض اجمالی تفصیلی بھی لگائی تھی اور یہاں کھلے طور مضمون آیت کو نشانہ طعن بنا کر ظاہر میں قول تقویۃ الایمان جتایا جاتا ہے۔ معاذ اللہ۔ پھر یہ بہتان منسوب با فتراء تقویۃ الایمان ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا نہ کام آسکوں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ۔ اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ اور اس کو بیہودہ قول جتا کر جہنم رسید کرنا معاذ اللہ جہنم کے وارد ہونے کے شوق کو مستلزم ہے۔ حالانکہ یہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث ہے۔ جو مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے۔ اگر صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کے ترجمہ سے ہی بغض و عناد ہے تو مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح کا ترجمہ جن کو تسلیم کرنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے اگر خود آنکھیں نہیں ہیں تو کسی سے سنوا لیا ہوتا۔ مگر دل کی بھی آنکھیں نہ ہوں تو پھر کیا علاج۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۲۷۰ میں فرماتے ہیں

ای فاطمہ جگر گوشہ محمد المطلب ہر چہ میخواہی از مال من اما عذاب خدا و گرفت وے فائدہ نمیکنم چیزی را۔

"اے فاطمہ جگر گوشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ مجھ سے کچھ چاہے تو میرے مال سے لیکن عذاب خدا اور اس کی پکڑ سے کسی چیز کا نفع نہیں پہنچا سکوں گا میں۔"

نیز اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۶۷ میں اسی کے بارہ میں فرماتے ہیں

چنانکہ با اہل بیت و قرابت خود می فرمود کہ من مالک نیستم شما را چیزے را کار کنید و تکیہ بر من مکنید۔

"جیسا کہ اپنے اہل بیت علیہم السلام اور اپنے قرابت داروں کو فرمایا کہ میں مالک نہیں ہوں تمہارے کسی چیز کا، پس کام کرو اور میرے اوپر بھروسہ مت کرو۔"

چنانچہ حدیث صحیح بخاری پارہ ۱۲ ص ۱۳۳ و مشکوٰۃ ص ۲۲۹ میں منقول ہے کہ

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری سوار ہو جو ممیا رہی ہو اور اس کی گردن پر گھوڑا سوار ہو جو ہنہنا رہا ہو وہ کہے یا رسول اللہ میری فریاد رسی فرمائیے پس میں کہوں کہ تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق میں پہنچا چکا تجھ کو احکام شریعت اور اس کی گردن پر اونٹ بلبلا رہا ہو وہ کہے یا رسول اللہ میری فریاد رسی فرمائیے پس میں کہوں کہ تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق میں پہنچا چکا تجھ کو احکام شریعت اور اس کی گردن پر کپڑے وغیرہ ہلتے ہوئے ہوں وہ کہے یا رسول اللہ میری فریاد رسی فرمائیے پس میں کہوں کہ تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق میں پہنچا چکا تجھ کو احکام شریعت۔ اور اس کی گردن پر کوئی چیز لدا ہوا ہو وہ کہے یا رسول اللہ میری فریاد رسی فرمائیے پس میں کہوں کہ تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں

تحقیق میں پہنچا چکا تجھ کو احکام شریعت۔"

مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۳۸۹ میں فرماتے ہیں

قولہ یا رسول اللہ اغثنی فریاد رسی مراد خلاص کن از یں عذاب پس بگویم من مالک نیستم من مر ترا چیزے را از خلاص دادن و دفع کردن ایں عذاب تحقیق رسانیدم من ترا شریعت را و تر سانیدم و مبالغہ کردم و تو نکردی۔

"فریاد رسی کر میری اور خلاصی کر دے اس عذاب سے پس میں کہوں گا میں مالک نہیں ہوں تیرے لیے کسی چیز سے خلاصی دینے کا اور اس عذاب کے دفع کرنے کا تحقیق پہنچا دیا میں نے تجھے شریعت کو اور مبالغہ کے ساتھ ڈرایا میں نے اور تو نے نہ عمل کیا۔"

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۳۶ میں فرماتے ہیں

بلکہ اقارب را زیادہ از اجانب تخویف و تہدید باید کرد قولہ تعالیٰ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ

"بلکہ رشتہ داروں کو زیادہ بہ نسبت اجنبیوں دوسرے لوگوں کے خوف دلانا اور سرزنش کرنا چاہیے جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ڈرا اپنے بہت نزدیک رہنے والوں قرابت مندوں کو۔"

اور خود مولوی نعیم الدین کے بڑے مقتدا مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خان صاحب جواہر البیان حسنی پریس محلہ سوداگران بریلی کے ص ۸۵ میں لکھتے ہیں۔

"حدیث میں وارد ہوا صاحب عذاب میں گرفتار ہوگا۔ اور اس کی نگاہ غم خوار بیکساں صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر جا پڑے گی بے اختیار ہو کر چلائے گا یا رسول اللہ یا رسول اللہ حضور فرمائیں گے میں نے تو تجھے خدا کا حکم پہونچا دیا تھا۔ اے غافل پھر کاہے پر جیوڑا بیٹھا ہے کیا یہ عذاب تیرے نزدیک سہل ہیں۔"

پس مولوی نعیم الدین کو حیلہ سازیوں فریب کاریوں سے عموماً اور معتقدین گور پرستوں کو خصوصاً حق تعالیٰ واحد قہار کے غضب و عقاب سے خوف کر کے شرک و بدعات سے توبہ کرنا لازم و ضروری ہے کیونکہ بغیر خالص توحید و سنت پر قائم رہے شفاعت ناممکن ہے۔ دیکھو مولوی صاحب کی کتاب کا صفحہ ۲۱۹ سطر ۲ حدیث ۲۴ جو آئندہ بذیل احادیث شفاعت مذکور ہے

قولہ ص ۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱ اب مسلمانوں کی مزید تازگی ایمان کے لئے چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں بخاری شریف مجتبائی جلد ۲ ص ۱۱۱۱ پارہ ۳۰ الانصاری ص ۲۷۳ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے رب کے حضور

حاضر ہو کر اذن چاہوں گا اور مجھے حضوری کی اجازت ملے گی پھر شفاعت کروں گا اور میرے لئے حد مقرر کی جائے گی۔ پھر میں شفاعت کروں گا میرے لئے ایک حد مقرر فرمائی جائیگی پھر میں شفاعت کروں گا۔ پھر میرے لئے حد مقرر فرمائی جائے گی۔ حضور نے فرمایا کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے دل میں دانہ گندم کی برابر بھلائی ہو پھر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے دل میں ذرہ کی برابر بھی بھلائی یعنی ایمان ہو اھ ملخصاً

اقول — ان صفحات میں، سوا دو رخیں صحاح وغیرہم طویل وتصیرمع فوائد شرح احادیث وغیرہم درج ہیں جن کا حاصل شفاعت کرنا حضرات انبیاء علیہ السلام خصوصاً جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقین وشہداء علماء وصلحاء اور عام اہل ایمان کا باذن اللہ تعالیٰ موحدین اہل کبائر گنہگاران امت کے لئے جو شرک وکفر سے پاک ومنزہ ہوں گے، ثابت ومحقق ہے، کسی اہل ایمان مومن کو اس میں جائے مقال نہیں ہو سکتی۔ سب احادیث یقیناً مسلم ہیں جن میں شفاعت باذن اللہ تعالیٰ کی قید وشرط ہے ہر دفعہ میں جس مقدار لوگوں کے لئے شفاعت منظور ہو گی معدود وہ نکالے جاویں گے چنانچہ حد کی مقدار کا مقرر فرمانا اس پر دلیل واضح ہے۔ یہی عقیدہ مولانا شہید مرحوم کا تقویۃ الایمان میں صراحتاً واضح ہے جس کی تفصیل گذر چکی اور ناظرین ملاحظہ فرما چکے۔

قولہ — ص۲۶ جستجو کرنے والوں کا ذکر مومنوں کے الفاظ میں فرمایا گیا ہے۔ طلب گار شفاعت نہ ہونا کفار کی شان ہے وہابی منکر شفاعت بتائیں کہ وہ اپنے آپ کو کس گروہ میں داخل کریں گے تقویت الایمان والے نے شفاعت کا صاف انکار کر دیا ہے اھ ملخصاً

اقول — یہ محض بہتان بندی اور بغض وعناد ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین المفترین چنانچہ تقویۃ الایمان کی عبارات حقیقت شفاعت میں مفصل منقول ہو چکی ہیں۔ جس سے مولوی نعیم الدین کی افتراء پردازی واضح ہو جاتی ہے۔ مثلاً دیکھو تقویۃ الایمان...

"وہ انبیاء واولیاء کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار میں ہے ان کے پکارنے نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہوتا ہے"

ایضاً اس کو شفاعت باذن کہتے ہیں یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہے سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی وولی کی شفاعت کا قرآن وحدیث میں ذکر ہے سو اس کے معنی یہی ہیں۔ اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنا دے گا غرض کہ جیسے

لہٰذا ہر حاجت اسی کو سونپنا چاہیئے اسی طرح یہ حاجت بھی اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے جس کو چاہے ہمارا شفیع کر دے نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسا کیجئے اور اس کو اپنی حمایت کے واسطے پکاریئے اور اس کو اپنا حمایتی سمجھ کر اصل مالک کو بھول جائیے اھ ملخصاً

نیز مولانا شہید مرحوم متعلق تقویۃ الایمان مکتوب بنام سید عبداللہ بغدادی میں فرماتے ہیں

اما قرب الانبیاء عند اللہ تعالیٰ وکمالاتھم وفضائلھم التی لا یصل دون مرادقاتھا غیرھم فلم وھو امر آخر لا دخل لہ فی الربوبیۃ والالوھیۃ۔ رد شبھۃ العوام حیث یزعمون ان الانبیاء والاولیاء یتصرفون فی العالم یفعلون ما یشاؤن وصلی اللہ علی سیدنا ومطاعنا وشفیعنا محمد ن المصطفیٰ وعلی آلہ شموس الھدیٰ واصحابہ بدر الدجیٰ فقط

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء کا قرب اور ان کے کمالات اور ان کے فضیلتیں کہ اس مرتبہ کو ان کے سوا اور کوئی نہیں پہنچ سکتا یہ تمام امور مسلم ہیں اور یہ جدا امر ہے جس کو ربوبیت اور الوہیت میں کچھ دخل نہیں ہے۔ عوام کے شبہ کا رد کرنا مقصود ہے یہ گمان ہے کہ انبیاء اور اولیاء سارے عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں کر ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار اور ہمارے مخدوم اور ہمارے شفیع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اولاد پر جو آفتاب ہدایت ہیں اور آپ کے اصحاب پر جو اندھیری رات کے چاند ہیں۔ اپنی رحمت نازل فرما دے فقط"

نیز مولانا شہید مرحوم اپنی مثنوی سلک نور جس میں حقیقۃ[1] تقویۃ الایمان کی روح کو نظم فرمایا ہے میں دربیان نعت سید المرسلین فرماتے ہیں

وہ انسان اکمل ہے سنئے جو کون — ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون
نبی البرایا رسول کریم — نبوت کے دریا کا در یتیم
حبیب خدا سید المرسلین! — شفیع الوریٰ ہادی راہ دین۔
محمد ہے نام ان کا احمد لقب — بیان ہو سکے منقبت ان کی کب

ایضاً سوا دربیان توحید ورد شرک میں فرماتے ہیں۔

[1] مثنوی سلک نور ملحقہ رسالہ حقیقۃ الصلوۃ طبع لاہور ۱۲۸۵ھ صفحہ ۱ (ع - ج)

جو چاہے کرے حکم ہے قبل و قال ◦ کسی کو نہیں بولنے کی مجال
سفارش کی پروا نہ کچھ گر نہ دے ◦ تو پھر کون ہے جس کا منہ پڑ سکے
کہ عزت کے دربار میں رو برو ◦ ذرا جا کے ہووے وہاں دو بدو

مگر مولوی نعیم الدین کی تو نہ آنکھیں ہیں نہ دل جو حق نظر پڑسکے اور دل انصاف کرسکے صم بکم

قولہ صلا۲ یہ لوگ شفاعت سے تو محروم ہوں گے اھ ملخصا

اقول: بیشک شفاعت سے وہی محروم ہوں گے جو حق تعالیٰ مالک الملک شہنشاہ عالم عز شانہ کی توحید کو چھوڑ کر قبروں پر سر جھکادیں نذریں منتیں چڑھادیں عالم الغیب جان کر ندائیں فریادیں کریں اور پھر اتنی لا لچی ہونے کے مدعی نہیں۔

قولہ صلا۲ شفاعت بالوجاہت حق ہے جس کا تقویت الایمان میں انکار کیا گیا ہے شفاعت بالمحبۃ اس کا بھی تقویت الایمان میں انکار کیا گیا ہے مگر بخاری شریف اور صحاح کی حدیثیں اس کو ثابت کرتی ہیں اھ ملخصا

اقول: یہ بھی مولوی نعیم الدین کی افترا پردازی و فتنہ انگیزی ہے حالانکہ خود تقویت الایمان میں حقیقت شفاعت اقسام ثلثہ میں مرقوم ہے۔

"وہ مالک الملک اپنے بندوں کو جتنا چاہے نوازے اور کسی کو حبیب کا اور کسی کو خلیل کا اور کسی کو کلیم کا اور کسی کو روح اللہ کا خطاب بخشے اور کسی کو رسول کریم اور مکین اور روح القدس اور روح الامین فرمادے مگر پھر مالک مالک ہے اور غلام غلام۔ کوئی بندگی کے رتبہ سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا اور غلام کی حد سے زیادہ نہیں بڑھ سکتا جیسا اس کی رحمت سے ہر دم خوشی سے جھکتا ہے ویسا ہی اس کی ہیبت سے رات دن زہرہ پھٹتا ہے"

ناظرین کرام یہاں مولوی نعیم الدین کے مسلمہ حضرات کے اقوال بھی ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان صلا میں لکھتے ہیں۔

"پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں رہتے اور غضب اس کا ہزار برس کی طاعت و ریاضت جلا کر خاک بنا دیتا ہے"

ایضاً ص۲۷ میں لکھتے ہیں

"اس دربار میں مقرب فرشتے اور اولوالعزم پیغمبر نہایت فروتنی اور عاجزی سے سر جھکاتے اور اولیاء و اصفیاء

[illegible] سے [illegible] رہتے ہیں

ایضاً صلا میں لکھتے ہیں۔

"حدیث میں وارد ہوا جب عتاب میں گرفتار ہو گا اور اس کی نگاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ [illegible] پر جا پڑے گی بے اختیار ہو کر کہے گا۔ یا رسول اللہ یا رسول اللہ حضور فرمائیں گے میں نے تو تجھے خدا کا حکم پہنچا دیا تھا۔ اے غافل پھر کاہے پر بھولا بیٹھا ہے کیا یہ عذاب تیرے نزدیک سہل ہے"

ایضاً ص۱۲ میں لکھتے ہیں۔

"آخر اس دربار کے سوا دوسرا ٹھکانا بھی تو نہیں نہ عالم میں کوئی بات سننے والا نہ فریاد کو پہنچنے والا اور سنے بھی تو کیا حاصل اپنے درد کی دوا اور حاجتوں کا علاج تو یہاں کے سوا کہیں نہیں، ناچار ہمیں بادشاہ کی نافرمانی میں عمر کاٹی آنکھیں بند کئے گردن جھکائے اس کی رحمت و کرم کی امید رکھتے اور غضب و عتاب سے لرزتے کانپتے اسی کی طرف دست تمنا بلند کرکے پکارتے ہیں"

ایضاً ص۱۲۰ میں لکھتے ہیں (عرفات میں وقوف)

"حالت قیامت پر منطبق کر کہ اسی طرح تمام عالم ایک میدان میں مجتمع ہو گا۔ اور ہر ایک اپنی اپنی فکر میں ہو گا۔ مختلف زبانیں طرح طرح کی آوازیں رنگ رنگ صورتیں پھر ہر فرقہ اپنے امام کے ساتھ ہو گا۔ انبیاء اپنی اپنی امتوں کو لئے کھڑے ہوں گے گنہ گار نیکوں سے شفاعت طلب کریں گے اس وقت دیکھا چاہئے۔ مجھے اپنے مہربان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرہ میں اور ان کے نشان والا شان کے نیچے جگہ ملتی ہے اور میری شفاعت حق تعالیٰ سے کرتے ہیں یا نہیں"

نیز ہدایۃ البریہ ص۴۲ میں لکھتے ہیں۔

"تمام انبیاء و مرسلین و ملٰئکہ مقربین اس کے خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں"

اور خود مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظ حصہ سوم انڈیا پریس لکھنؤ ص۳۲ میں لکھا ہے۔

"حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہ نے عرض کی وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اور آپ بھی نہیں یا رسول اللہ۔ ارشاد فرمایا۔ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِرَحْمَتِہٖ۔ اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے، ایسی جگہ نہ کسی استحقاق کس بات کا ہے"

پس مقام توحید حق تعالےٰ عزشانہ میں باوجود وجاہت حضرت انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے ان کی عبدیت کی فروتنی اور عاجزی بے اختیاری مالک الملک جل شانہ کے غضب وعتاب سے بید کی طرح لرزنا کانپنا وغیرہم الفاظ کلام پر طریہ میں جو تقویۃ الایمان سے کسی طرح کم نہیں بلکہ بدرجہا بڑھے ہوئے ہیں پس مولوی نعیم الدین کے زعم باطل میں منکر شفاعت ٹھیر کر خود ان پر کفر عاید کرتا ہے۔ نعوذ باللہ

علاوہ بریں تقویۃ الایمان میں توحید باری تعالےٰ عز اسمہ کے ہمراہ انبیاء علیہم السلام کی بزرگی وکمالات عزت وجاہت اور محبت ملاحظہ کیجیے ص۱۷ میں مولانا شہید مرحوم فرماتے ہیں۔

"جب شرک سے آدمی بخوبی پاک ہوگا۔ کہ کسی کو اللہ کے سوا مالک نہ سمجھے اور اس کے سوا کہیں بھاگنے کی جگہ نہ جانے اور یہ اس کے دل میں خوب ثابت ہو جاوے کہ اس کے تقصیروار کو اس سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں اور اس کے مقابل کسی کا زور نہیں چلتا اور اس کے روبرو کسی کی حمایت نہیں چلتی اور کوئی کسی کی سفارش اپنے اختیار سے نہیں کر سکتا"

ایضاً ص۱۲ میں فرماتے ہیں

"سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور لوگوں نے ان کے بڑے بڑے معجزے دیکھے انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہیں کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی"

ایضاً ص۱۵ میں فرماتے ہیں۔

"انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں اور اللہ ان کے بتانے میں تاثیر دیتا ہے بہت لوگ اس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہیں"

ایضاً ص۵ میں فرماتے ہیں۔

"کسی کو جو کسی کے پاس اپنا سفارشی ٹھہرائے تو یوں ہوتا ہے کہ اصل کاروبار اس کے اختیار میں ہو اور سفارش کرنے والے کی خاطر سے وہ کر دے"

ایضاً ص۷۵ میں فرماتے ہیں۔

"جس طرح نصاریٰ کہتے ہیں کہ سارے کاروبار اس جہان کے اور اس جہان کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اختیار میں ہیں اور جو کوئی ان کو مانے اور ان کی التجا کرے اس کو بندگی کی کوئی حاجت نہیں

اور کچھ گناہ اس کو خلل نہیں کرتا اور کچھ حرام وحلال کا ایسے حق میں امتیاز کرنا ضرور نہیں وہ خدا کا ساتھ بن جاتا ہے جو چاہے سو کرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخرت میں اس کو شفاعت سے بچالیں گے سو اسی طرح کا عقیدہ جاہل مسلمانوں کو حضرت پیغمبر کی جناب میں ہے بلکہ ان سے اتر کر اماموں کی اور اولیاء کی بلکہ پیر و مشائخ کی جناب میں بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں اللہ ہدایت کرے"

ایضاً ص۵۵ میں فرماتے ہیں۔

"ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ میں سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں ان معنوں کو ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضرور یوں ہی جاننا چاہیے اور ان پہلے معنوں سے ایک چیونٹی کا بھی سردار ان کو نہ جانیے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف نہیں کر سکتے"

ایضاً ص۵۶ میں فرماتے ہیں

"پیغمبر خدا اپنی امت کے بڑے مربی شفیق تھے اور ان پر بہت مہربان اور رات دن ان کو اپنی امت کے دین ہی درست کرنے کا فکر تھا سو جب انہوں نے معلوم کیا کہ میری امت کے لوگ مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہیں اور بسبب احسان منہ اور یہ دستور ہے کہ جب کسی کو کسی کی محبت ہوتی ہے تو اپنے محبوب کے خوش کرنے کو اس کی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے اور جو کوئی پیغمبروں کی تعریف میں حد سے بڑھے گا۔ تو خدا ہی کی بے ادبی کرے گا۔ اور اس سے اس کا دین بالکل برباد ہو جائے گا۔ اور پیغمبر کا اصل دشمن بن جاوے گا۔ سو اسی لئے فرمایا کہ مجھ کو مبالغہ خوش نہیں آتا"

پس ناظرین اہل انصاف و دیانت پر مولوی نعیم الدین "رئیس المفسرین" کی کذابی اظہر من الشمس واضح ہو گئی۔

قولہ ص۲۱۳ "تقویت الایمان والا تو یہ اقرار کرتا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں"

اقول۔ مؤلف مکار دغا باز کا یہ محض فریب عام لوگوں کو مغالطہ میں ڈال کر بار بار لوٹانا اور دھوکہ دینا ہے خود اس ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مروی ہے جس کا ترجمہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے جو مسلم مولوی

نعیم الدین کے ہیں اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں مرقوم ہو چکا۔

"اے محمد اگر گزشتہ عمر کی ہمگی سے جو کچھ چاہے تو تیرے مال میں سے لیکن عذاب خدا اور اس کی پکڑ سے کسی چیز کو نفع نہیں پہنچا سکوں گا میں اللہ سے مالک نہیں ہوں تیرے لئے کسی چیز کے خلاصی دینے کا اور اس عذاب کے رفع کرنے کا۔"

پس شفاعت کے لئے آمادہ ہونا خود حسب وعدہ حق تعالیٰ ہے جس کے حق میں اہل ایمان موحد باللہ کی شفاعت کی اجازت ہو کر مقبول و منظور ہو جائے۔ چنانچہ تفسیر فتح العزیز مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح سے واضح ہو چکا ہے کہ پیغمبروں اور اولیاء اور علماء اور حفاظ اور شہداء اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ شفاعت فلانے کی کریں تا کہ تم کو عزت و جاہ حاصل ہووے۔

قولہ ص۲۱۲ ساری تقویت الایمان پہ پانی پھر گیا اندھو دیکھو اللہ کے کرم سے اللہ کے ہاں اللہ کے حبیب کا یہ اختیار ہے۔

اقول۔ مولوی نعیم الدین کا محض صریح جھوٹ اور بہتان ہے ذرہ بھر بھی دربار مالک الملک عز شانہ میں کسی کا اختیار وغیرہ نہیں چل سکتا فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک پ۱۷ سورہ انبیاء میں

وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ — "اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کی جس سے وہ راضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں۔"

پس تمام فریب و خاک ہو کر نسیاً منسیاً ہو گئے۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ

قولہ ص۲۱۲ تقویت الایمان والے اندھوں کو دکھاؤ کہ بخاری شریف سے بکرمہ تعالیٰ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شان اختیاری معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی ایماندار کو جہنم میں نہ چھوڑیں گے۔ جہنم سے نکال لائیں گے۔ تقویت الایمان والے نے جو شفاعت بالاذن کے معنی اپنے دل سے گھڑے ہیں۔ اور ان میں شفاعت کے انکار کے لئے یہ قیدیں لگائی ہیں کہ مجرم ہمیشہ کا چور نہ ہو چوری کو آپنا پیشہ نہ ٹھہرایا ہو قصور پر شرمندہ ہو کسی امیر وزیر کی پناہ ڈھونڈتا ہو یہ تمام قیود اس حدیث نے باطل کر دیے۔

اقول۔ صحیح بخاری پارہ ۲۷ کی یہ حدیث منقولہ ص۲۱۲ جس کے الفاظ مولوی نعیم الدین نے بخیانت صرف یہ نقل کئے ہیں اخرجھم من النار فادخلھم الجنۃ حالانکہ اس کے ساتھ جملہ الفاظ یہ ہیں ثم اشفع فیحد لی حداً ثم اخرجھم من النار فادخلھم الجنۃ اجازت کے بعد اور پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جاوے گی الخ۔ پس مولوی نعیم الدین

کے مزعوم اختیاری کو اذن اور قید محدود نے باطل کر دیا۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۷ ص۱۹۰ میں مروی ہے

عن حماد بن زید لخطفر ان اللہ یخرج قوما من النار بالشفاعۃ — "اللہ تعالیٰ نکالے گا ایک قوم کو دوزخ سے بوجہ شفاعت کے۔"

علی ہذا شفاعت بالاذن میں مراد چوری سے ہر وہ گناہ ہیں جن کو پیشہ نہیں بنایا گیا۔ بلکہ اپنے آپ کو قصوروار جان کر شرمندہ ہوتا ہے اور عزت قوانین شریعت کا لحاظ و پاس کرتا ہے کہ یہ شان اہل ایمان موحد کی ہے جس کی شفاعت ہو سکتی ہے۔ برخلاف اس کے جو گناہوں کو دلیری سے بطور پیشہ کے ہمیشہ اصرار و ہٹ کے ساتھ علی الدوام کرتا ہے اور شرمندگی و ندامت کو پاس نہیں آنے دیتا کہ اس میں قوانین شریعت غرا کی توہین اور عملاً حلال جاننا حرام قطعی کا ہے جو موجب کفر ہے پھر ایسی صورت میں شفاعت کی امید پر بھروسا کرنا چہ معنی دارد۔
اسی لئے امام ابو حنیفہ رح نے اپنے وصیت نامہ میں فرمایا۔

فعلیکم اصحابی واخوانی ان تکونوا فی هذه الخصال حتی تکونوا فی شفاعۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یوم القیامۃ — "پس تمہارے اوپر لازم ہے اے دوستو اور بھائیو کہ ان خصائل ایمان کو مضبوط پکڑو۔ تا کہ تم شفاعت میں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو قیامت کے روز۔"

اور ملا علی قاری رح شرح فقہ اکبر ص۱۵۱ میں فرماتے ہیں۔

ومنھا ان استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ کفر اذا ثبت کونھا معصیۃ بدلالۃ قطعیۃ (ایضا ص۱۹۷) وفی عمدۃ النسفی واستحلال المعصیۃ کفر — "منجملہ امور کفر کے حلال جاننا گناہ کا ہے صغیرہ ہو یا کبیرہ جب کہ ثابت ہو وہ گناہ دلیل قطعی سے" "اور عمدۃ النسفی میں ہے اور حلال جاننا گناہ کا کفر ہے۔"

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج اول ص۲۹۸ میں فرماتے ہیں۔

بایدوانست کہ استباحت معصیت کفر است و معنی استباحت آں است کہ در دل خوف عقاب برآں نماند و قبح آں در اعتقاد زائل شود گو بداند کہ — "جاننا چاہئے کہ مباح جاننا گناہ کا کفر ہے اور معنی مباح جاننے کے یہ ہیں کہ دل میں خوف اس کے عقاب کا نہ رہے۔ اور قباحت اس کی اعتقاد سے زائل ہو جاوے۔ گو

ایں معصیت را در شرع حرام کردہ اند وازاں منع شدید نمودہ وبزبان ہم اقرار نماید کہ ایں معصیت معصیت است زیراکہ معنی استباحت مباح دانستن است نہ مباح گفتن وچوں خوف عقاب از معصیت زائل شد آں معصیت در اعتقاد قبیح نماند مباح گردید ومعاملہ مباحات باں معصیت بوقوع آمد ظاہر چناں فقہ می فہمند کہ انکار ورود حرمت او در شرع نیز لازم استباحت است وایں معنی نادر الوقوع است از روئے احادیث وآیات در تحقیق استباحت ہماں قدر کافی است انکار ورود حرمت او در شرع بہ دل یا زبان ضرور نیست۔

جانے کہ اس گناہ کو شرع میں حرام فرمایا گیا ہے اور اس سے سخت ممانعت کی گئی ہے اور زبان سے بھی اقرار کرے کہ گناہ ہے کیونکہ معنی مباح کے مباح جاننا ہے نہ کہ مباح کہنا اور جو خوف عذاب گناہ سے جاتا رہا اور وہ گناہ اعتقاد میں قبیح نہ رہا مباح ہو گیا اور معاملہ مباحات کا اس گناہ کے ساتھ وقوع میں آیا ظاہر بیناں فقہ سمجھتے ہیں کہ انکار وارد ہونے اس کی حرمت کا شرع میں مباح ہونے کے لازم ہے مگر یہ معنی نادر الوقوع ہیں از روئے احادیث وآیات کے مباح ہونے میں از روئے تحقیق اسی قدر کافی ہے انکار اس کی حرمت کے وارد ہونے کا دل یا زبان سے ضرور نہیں ہے۔"

پس بے زبان معاذی اور نقل مولوی نعیم الدین کی از روئے قواعد شرع قرآن و حدیث و کلام اکابر ائمہ وعلمائے کرام سے خود باطل ہو کر تائید تقویۃ الایمان واضح ہو گئی۔ فللہ الحمد

قولہ۔ ص۲۱۵ تقویت الایمان والے کے نزدیک تو نہ ہمیشہ کے چور کی شفاعت ہو سکتی ہے نہ اس کی جس نے چوری کو پیشہ بنا لیا ہو نہ اس کی جس نے توبہ نہ کی ہو۔

اقول۔ اس کا جواب کافی وشافی دندان شکن ابھی گذر چکا مگر توبہ نہ کرنے کا ذکر کینہ کے سینہ سے تراشا گیا ہے جو تقویۃ الایمان میں نہیں ہے۔ جو موحد اہل ایمان گنہگار بے توبہ مر گیا اس کی مغفرت اور شفاعت باختیار وباذن اللہ تعالے ہے نہ کسی دوسرے کے اختیار میں چنانچہ فرمایا حق تعالے نے پ۵ سورہ نساء میں

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ — تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے شرک کرنے والے کو

یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ — اور بخشتا ہے شرک کے سوا جس کو چاہے۔"

پس مولوی صاحب کے شاذ بے عقل اور نابینائی پر تف ہے۔

قولہ ص۲۱۶ جب لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر استدعائے شفاعت کریں گے حضور فرماتے ہیں میں اجازت لینے اپنے رب کے حضور جاؤں گا۔ اس کے بعد حضور سجدہ کا اذن چاہیں گے۔

اقول۔ اب تو اجازت لینا اور سجدہ کا اذن چاہنا بخوبی واضح ہو کر مولوی نعیم الدین کی تمام لن ترانیوں پر سر سے بھی اونچا پانی پھر گیا۔ ع۔ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری!

قولہ ص۲۱۹ حدیث ۲ ترمذی جلد ۲ ص۶۷ حضور نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا پس مجھے اختیار دیا اس میں کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو اور اس میں کہ میں ان کی شفاعت کروں پس میں نے شفاعت کو اختیار فرمایا۔ اور وہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس حال میں مرے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو یعنی تمام ایمان دار لوگوں کے لئے۔ حدیث ۳ مشکوۃ شریف ص۴۸۹ حضور فرماتے ہیں میری شفاعت سے خوب بہرہ اندوز وہ ہے جس نے بخلوص لا الہ الا اللہ کہا۔ فتح الباری پارہ ۷ ص۱۹۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے میں اپنی اہل بیت کی شفاعت کروں گا۔ پھر مرتبہ بمرتبہ قریب ترکی پھر عرب کی پھر عجمیوں کی" یہاں اسمعیل اور ان کے چیلوں کو دکھاؤ کہ یہاں شفاعت بعلاقہ قرابت ہو رہی ہے۔ تقویت الایمان کا یہ قول کہ سفارش اس سے نہیں کہ ان کا قراتی ہے یا آشنا۔ اس حدیث سے باطل ہوا۔

اقول۔ یہ امر حسب مسلمہ خود مولوی نعیم الدین کے بھی ثابت ہو گیا کہ کسی کفر وشرک کرنے والے امتی کی ہرگز شفاعت نہیں ہو سکتی جیسا کہ ان دونوں حدیثوں ص۲۲۲ و۲ سے بھی یہی ثابت ہوا۔ نیز حدیث صحیح بخاری پارہ ۲۶ ص۱ میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان جبرئیل اتانی فقال من مات من امتک لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ

"جبرئیل آئے تھے میرے پاس تو کہا انہوں نے جو مرا آپ کی امت کا کہ نہ شریک کرتا تھا اللہ کے ساتھ کسی شئی کو داخل ہوا جنت میں۔"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ صفحہ ۱۰ میں مرقوم ہے

قولہ ولا یشرک بہ شیئا یشمل مسمی الشرک الجلی والخفی

"اس حدیث میں مادہ نہ شریک کرنا ہو ساتھ اللہ کے کسی چیز کو شامل ہے شرک جلی اور خفی کو یعنی چھوٹے بڑے سب کو"

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ صفحہ ۱۷۸ میں مرقوم ہے۔

ان بعض الکفرۃ کانوا یدعون انھم یعبدون اللہ ولکنھم کانوا یعبدون آلھۃ اخری

"بعض کفر کرنے والے دعوے کرتے ہیں کہ ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور حالانکہ وہ عبادت کرتے ہیں دوسرے معبودوں کی"

نیز فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹ میں مرقوم ہے

وفی روایۃ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما عند احمد وابی یعلی فاقول انا لھا حتی یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی

"ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس میں عرض کروں گا میں ان کے لئے یعنی یہاں تک کہ اذن فرماوے گا اللہ تعالی جس کے لئے چاہیگا اور راضی ہوگا"

نیز فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۸ میں مرقوم ہے

فقد ثبت تخصیص الموحدین بالاخراج

"پس تحقیق ثابت ہوئی تخصیص موحدین کی دوزخ سے نکال لینے کی"

نیز صحیح بخاری پارہ ۲۷ صفحہ ۲۰ میں روایت ہے

وتبقی ھذہ الامۃ فیھا منافقوھا

"باقی رہ جاوے گی دوزخ میں یہ امت جس میں منافقین ہوں گے"

فتح الباری میں مرقوم ہے

واکثر المنافقین کانوا یعبدون غیر اللہ من الوثن وغیرہ

"اکثر منافقین وثن وغیرہ غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے"

جس طرح حدیث میں وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے لئے حق تعالی سے دعا کی"

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد

"اے اللہ نہ کر میری قبر کو بت کہ عبادت کی جاوے"

رواہ مالک فی الموطا

نیز فتاوی رد المختار جو خود مولوی نعیم الدین کے نزدیک نہایت قابل تعریف و توصیف ہے صفحہ ۲۵۰ میں مرقوم ہے

اصل عبادۃ الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد

"اصل عبادت کرنے بتوں کی صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا ہے"

پس اگر مولوی نعیم الدین کو بموجب احادیث موصوفہ کے بخشش و شفاعت کی امید ہو تو ان کے لئے لازم ہے کہ سب سے پہلے وثن پرستی یعنی قبروں تعزیوں وغیرہم کو حاجت روا جان کر ان کی تدرومنت دعوی علم غیب ندا غیر اللہ سے باز آویں گو رپرستوں کو شرکیات و کفریات سے بچاویں۔ پھر بیشک بفضلہ تعالی پہلے شفاعت اہل بیت نبوت پھر اقرب فالاقرب اہل توحید کی باذن اللہ تعالی ہوگی۔ کیونکہ کوئی شفاعت بلا اذن و بغیر مرضی حق تعالی نہیں ہوسکتی اگرچہ کسی کا کوئی قرابت مند ہی کیوں نہ ہو۔ یہی حاصل تقویۃ الایمان کا ہے حسب مثال بادشاہ مجازی دنیوی کے

"کہ کوئی امیر وزیر اس کی مرضی پاکر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے کہا چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا"

یہی بات ہے جس کو مولوی نعیم الدین صاحب نے تقویۃ الایمان پر افترا پردازی بہتان نہدی سے اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق کرنا چاہا حالانکہ اہلبیت طاہرہ خصوصا حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبری حضرت عائشہ صدیقہ حضرت فاطمۃ الزہرا حضرات حسنین رضی اللہ عنہم حسب بشارت رسالت نبویہ علیہ الصلوۃ والسلام جنتی و عالی مراتب ہیں ان کی شفاعت بھی رفع درجات عالیہ کے لئے باذن اللہ تعالی متوقع ہے چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم نے دوسرے باب تقویۃ الایمان میں مناقب و اوصاف اہل بیت احادیث سے صراحتا بیان کئے ہیں چنانچہ صفحہ ۱۲۱ میں بحکم وحی بشارت فرمائی گئی فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ وان الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ اور صفحہ ۱۲۳ میں وخیر نساءھا خدیجۃ ابنۃ خویلد اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بحکم وحی فرمایا گیا ھذہ زوجتک فی الدنیا والآخرۃ

مگر ہاں ہمہ شرف و عزت وجاہت ما کرام کے جس قدر جس کو قرب خداوندی زائد ہوتا ہے اسی قدر اس کو خوف و خشیت زائد ہوتا ہے ؎ نزدیکان را بیش بود حیرانی ۔ خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باایں ہمہ کمالات عزت وجاہ کے سب سے زائد آپ پر خوف و ہیبت طاری رہتا ورنہ پھر وانذر عشیرتک الاقربین کا خطاب کیوں ہوتا۔ خود مولوی نعیم الدین کے مقتدائے مسلم مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان ص۲۹ میں لکھتے ہیں

"پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت و ریاضت جلا کر خاک بناتی ہے"

نیز ہدایۃ البریہ ص۴۵ میں لکھتے ہیں

"تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین اس کے خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں"

علی ہذا سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

گر بحشر خطاب قہر کند　　　انبیاء را چہ جائے معذرت ست

پس مولوی نعیم الدین کے تمام مقالات بیہودہ محض ادعا و ادعائے باطل ہیں۔

قولہ ص۲۲۲ ابھی تو بدنصیب کو حضور کے غلاموں کی شان بھی نظر نہ آئی کہ ان پر کیسا کرم الٰہی ہے آقا کی نسبت گستاخ زبان کھول بیٹھا یہ ہے شفاعت بالوجاہت کہ مومنین اپنے بھائیوں کے حق میں اس اصرار و مبالغہ سے شفاعت کریں گے جیسے صاحب حق، اپنا حق لینے کے لئے مبالغہ کرتا ہے۔ یہ ہے وہابیہ کی گمراہی کہ احادیث کی ایسی ظاہر و روشن تصریحات کے باوجود ان کی شفاعت کا انکار ہے۔ تقویۃ الایمان کی اکاذیب باطلہ کا ان سے قلع قمع ہو گیا اھ ملخصاً

اقول جب حق تعالیٰ کی بخشش و کرم جوش میں آوے گی تو در شفاعت باذن اللہ تعالیٰ مومنین اہل توحید کے لئے واسع ہو جاوے گا چنانچہ اسی حدیث میں جس کو مولوی نعیم الدین نے نقل کیا واقع ہے جس کو اپنی بددیانتی سے اخفا کر کے چھوڑ دیا

فیقول اللہ تعالیٰ شفعت الملئکۃ وشفع النبیون وشفع المؤمنون متفق علیہ (مشکوٰۃ ص۴۹۰)

"پس فرماوے گا اللہ تعالیٰ شفاعت کریں ملائکہ اور شفاعت کریں انبیاء اور شفاعت کریں مومنین"

حتی کہ دوسری حدیث میں ہے۔

ومنہم من یشفع للرجل (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص۴۹۳)

"اور بعض ان میں سے وہ ہوگا کہ شفاعت کرے گا ایک آدمی کی"

مگر بدبخت نے حق تعالیٰ کی شان گھٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان اذن شفاعت کا ذکر چھوڑ دیا۔ تاکہ جہلاء گور پرست جان لیں کہ لوگ اپنے اختیار سے بلا اذن اللہ تعالیٰ کے رب العزت تعالیٰ شانہ کو شفاعت میں مجبور کر کے گور پرستوں کو بخشوا لیں گے ناظرین نے اس بے باکی و فریب کاری کو ملاحظہ فرمایا، باقی حضرات انبیاء خصوصاً جناب سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام صدیقین شہداء صالحین مومنین رضی اللہ عنہم کی فضیلت و بزرگی عزت و وجاہت خود تقویۃ الایمان سے واضح ہو چکی ہے۔ مزید براں مولانا شہید مرحوم خطبہ صراط مستقیم ص۲ میں فرماتے ہیں

"درود و سلام نامحدود بر علم عرصۂ وجود صاحب مقام محمود مطلع جریدۂ اصفیاء مقطع قصیدۂ انبیاء رونق افزائے چمن اصطفاء گل سرسبد گلشن اجتباء مضمون کتاب ایجاد و تکوین مقصود خطاب ارشاد و تلقین طراز فرامین تکلیف و تشریع خط کش دوادین تدلیس و تلبیع اعنی احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وعلی وراثہ ونوابہ الی یوم الدین علینا معہم وفیہم"

نیز صراط مستقیم ص۴۹ میں فرماتے ہیں۔

وعنایتے و ولایتے مخصوصہ کہ دربارہ انبیاء مصروف شدہ وایشاں را بسبب ہماں عنایت مخصوصہ امتیازے در اشباہ خود حاصل گردیدہ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس الحج، ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وآل ابراہیم وآل عمران علی العالمین، وآل عمران، وکلا فضلنا علی العالمین ومن آبائہم وذریاتہم واخوانہم واجتبیناہم وھدیناہم

"عنایت اور ولایت مخصوصہ دربارہ انبیاء علیہم السلام مصروف ہوئی ہے اور ان کو اسی عنایت مخصوصہ کے باعث اپنے ہم جنس میں امتیاز حاصل ہوا ہے۔ "بے شک اللہ تعالیٰ چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں سے" "بے شک اللہ تعالیٰ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کو اور آل عمران کو سارے جہان سے" اور ہر ایک کو ہم نے جہان والوں پر فضیلت دی ہے اور ان کے باپ دادوں اور اولاد کی اولاد

إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ (الآية)
وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَ
يَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ
اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى
الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ
الْاَخْيَارِ (سورۂ ص) بیان
ہمیں معاملہ است وبسبب ہمیں اجتبا
واصطفا رضائے حق در رضائے ایشاں
مندرج شدہ واتباع حق در اتباع ایشاں
منحصر گردید وسخط حق با سخط ایشاں
تلازمے وتلاصقے پیدا کردہ نمونۂ آں
عنایت وولایت وپرتوۂ از آں
عظمت وعزت نصیبۂ ایں حکمائے
ربانیین وورثۂ انبیاء ومرسلین
ہم میشود کہ از او درعرف قوم بوجاہت
تعبیر می نمایند وایں صدیقیت مزوجہ
بذکائے عقل راکہ از لوازم آں حکمت
ووجاہت است جناب سید الحکماء
وسید العلماء اعنی الشیخ ولی اللہ بقرب
الوجود تعبیر می فرمایند۔

احسان کے جاننے کو اور پسند کیا ان کو اور ہم نے
راستہ پر چلایا ان کو اور ہمارے بندوں ابراہیم
اور اسحٰق اور یعقوب ہاتھوں اور آنکھوں والوں
کو ہم نے ان کو چن لیا آخرت کی یاد میں
امتیاز دیا ہے۔ اور بیشک وہ ہمارے یہاں
پسندیدہ نیک لوگوں میں سے ہیں“ بیان
اسی معاملہ کا ہے اور اسی برگزیدگی کے
باعث حق تعالیٰ کی رضا ان کی رضا میں
مندرج ہوئی اور اتباع حق ان کے
اتباع میں منحصر ہوئی اور حق تعالیٰ کے غصہ کا
ان کے غصہ کے ساتھ تلازم و تلاصق نمونہ
اس عنایت اور ولایت اور پرتوہ اس
عظمت وعزت کا ان حکمائے ربانیین
اور وارثانِ انبیاء و مرسلین کے بھی
نصیب میں ہوتا ہے کہ اس کو عرف قوم میں
وجاہت سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ صدیقیت
جو ملی ہوئی ہے ذکائے عقل کے ساتھ لوازم
اس حکمت و وجاہت سے ہے جسے جناب
سید الحکماء وسید العلماء اعنی الشیخ ولی اللہ قرب
الوجود سے تعبیر فرماتے ہیں۔

نیز مولانا شہید مرحوم نے کمالات وفضائل اور مراتب وجاہت حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء صدیقین، اہل ایمان ویقین کے حق میں مستقل کتاب مسمی بہ منصب امامت بکثرت آیات واحادیث سے تالیف فرمائی بطور نمونہ جس کے چند اقوال ناظرین اہل بصیرت کے لئے سرمۂ چشم وباعث جلائے قلب ہیں۔ چنانچہ صـ۱ میں فرماتے ہیں۔

باید دانست کہ انبیاء علیہم السلام را در
معلوم کرنا چاہیئے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام

معاملات روحانی وکمالات انسانی بہ
نسبت عموم ناس امتیازے می باشد کہ
از حضرت رب الارباب قابل خطاب اند
وحامل کتاب باشارات غیبی مامور اند وبہ
بشارات لاریبی مسرور پرورش یافتہ
بستان تکریم اند وتربیت یافتہ دبستان
تعلیم سربلندان مجالس تنظیم اند ودانشمندان
مدارس تفہیم مخزن اسرار احکام اند ومورد
انوار الہام منور بنور بوارق ملکوت اند
ومؤید بظہور خوارق ناسوت، بنور ایقان
وحکمت معمور اند ودر بحر اجتناب وخشیت
مغمور بکمال محبت وموالات موصوف
اند وبادراک لذت مناجات مشغوف
در مقام حب فی اللہ راسخ القدم اند و
در معرکہ بغض فی اللہ صاحب علم و در
ابواب خضوع بغایت ہوشیار اند ودر
آداب خشوع بنہایت تجربہ کار در شدت
خوف در جاں مانند سیماب در اضطراب
اند وبقوت خود فنا مثل شبنم در آفتاب
در تعظیم رب کریم بغایت مؤدب اند و
در معاملہ رضا وتسلیم بنہایت مہذب
در تبتل وتجرید چست وچالاک اند
ودر توکل وتفرید مطہر وپاک در قطع
علائق نفسانی بیباک اند ودر قلع وساوس
شیطانی سفاک بر طہارت فطرت

کہ معاملات روحانی اور کمالات انسانی میں
بہ نسبت عوام الناس اس درجہ کا امتیاز
ہوتا ہے کہ بارگاہ پروردگار سے قابل
خطاب ہیں اور حامل کتاب باشارات غیبی
مامور ہیں وبہ بشارات لاریبی مسرور پرورش
یافتہ چمنستان تکریم ہیں اور تربیت یافتہ
دبستان تعلیم سربلندان مجالس تنظیم ہیں
اور دانشمندان مدارس تفہیم مخزن اسرار
احکام ہیں اور مورد انوار الہام عالم ملکوت
کی شعاعوں کے نور سے منور ہیں اور عالم ناسوت
کے معجزات کے ظہور سے مؤید ومظفر، یقین
وحکمت کے انوار سے معمور ہیں اور دریائے
پرہیزگاری اور خوف میں سراپا مستغرق
اور مغمور محبت خدا اور دوستی کمال سے مالامال
ہیں اور بوجہ حصول لذت مناجات عاشق دیدار
ذوالجلال مقام الحب فی اللہ میں ثابت قدم ہیں
اور معرکہ البغض فی اللہ میں صاحب علم الباب
خضوع میں نہایت ہوشیار ہیں۔ اور آداب
خشوع میں خاص تجربہ کار، شدت خوف ورجا میں اند
سیماب بیقرار ہیں اور کمال شوق مثل شبنم در آفتاب محو ہیں
تعظیم رب کریم میں بدرجہ غایت مؤدب ہیں اور معاملہ رضا
وتسلیم میں نہایت مہذب، تبتل وتجرید میں چست وچالاک
ہیں اور توکل وتفرید میں مطہر وپاک، قطع تعلقات نفسانی
میں بیباک ہیں اور دفع وساوس شیطانی میں سفاک
ستھرائی وپاکی حاصل ابتداء سے ان کی جبلت ذات کا حصہ

مجبول اند و در عبادت رب العزت مشغول
آتش محبت حق در دل افروختہ اند و غیر حق
را سر بسر سوختہ ہمہ زہد و قناعت بل بدل
اند و در صبر و استقامت ضرب المثل
در حل مشکلات فہم ممتاز اند و در سر انجام
مہمات ہمت بلند پرواز مخزن حقائق علم
اند و معدن عقود علم و مجمع خلق و وفا اند و
منبع عفت و حیا یکانۂ خلائق رحیم اند
و در مراعات علائق کریم یگانہ ہر بیگانہ
اند و ہمائے ہر خانہ در پے ہر گریزندہ
دوان اند و در پس ہر گزندہ سرگردان
ابر نیسان سخاوت اند و بہار گلستان
سماحت شیران بیشہ شجاعت اند
و دلیران میدان شہامت اما سنت باز
اند سیر چشم و دشمن نواز و در مکارم اخلاق
یگانہ آفاق اند و نسبت طالبین حق
عاشق و مشتاق اعراف صاف ایشان
را باوجود نقصان برایں کمالات نقصان
ذاتی خود دائما ملحوظ خاطر می مانند و ایں
کمالات را مثل لباس مستعار می انگارند
و شانہ بتقلب لیل و نہار می شمارند و دائما
بمحض فضل رب العالمین نظر می دارند و
بہر حال شکر او بجا می آرند و گاہے خود را
از حد بندگی نمی کشند و ہمیشہ راہ تادب
می روند و ادنی مراتب گستاخی و شوخ

ہے اور عبادت رب العزت میں مشغول آتش محبت
حق سے دل افروختہ ہیں اور غیر حق ان کے نزدیک
سراسر سوختہ ہے زہد و قناعت میں بے بدل ہیں اور صبر
و استقامت میں ضرب المثل ہیں مشکلات فہم میں ممتاز
ہیں اور سرانجام مہمات میں بلند پرواز حقائق علم کے
مخزن ہیں اور عقود علم کے معدن جمیع خلق و وفا ہیں
اور منبع عفت و حیا جمیع خاص و عام کے حال پر رحیم
ہیں اور تمام تعلقات کی رعایت میں کریم یگانہ
بیگانہ نہیں اور ہمائے ہر خانہ ہر بھاگنے والے اور نفرت
کرنے والے کے پیچھے رواں دواں ہیں اور ہر ایک
ستانے والے ایذا دینے والے کے پیچھے سرگرداں
ہیں کہ اس کو پھر لائیں اور ان کو ان کی غلطات بد سے باز
رکھ کر سایۂ عاطفت میں پہنچائیں سخاوت میں ابر
نیساں ہیں اور سماحت میں بہار گلستان شجاعت
اور بہادری کے جنگل کے شیر ہیں اور شہامت
اور سرداری کے میدان میں دلیر سیر چشمی اور دشمن نوازی
ان کا کام ہے
مکارم اخلاق میں یکتائے زمانہ ہیں اور طالبان حق کے عاشق و
مشتاق ہیں اور یہ حضرات باوجود ان کمالات کے اپنے نقصان
ذاتی کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اور ان کمالات کو مثل لباس
مستعار جانتے ہیں اور گردش لیل و نہار کے شمار کرتے
ہیں ہمیشہ محض فضل رب العالمین پر نظر رکھتے ہیں اور ہر
حال میں شکر بجا لاتے ہیں اور کبھی حد بندگی سے
تجاوز نہیں کرتے ہمیشہ با ادب رہتے ہیں گستاخی اور
شوخ چشمی کرنے کے مرتبے کو بھی ہرگز روا دار

چشمی ہرگز روا نمی دارند و لوثے از ناز
و تبختر خیال نمی آرند از سکر و شطح بیزار اند
و از شور و شغب و مستی دست بردار ہمیشہ
راہ بندگی پویند و زیادت سرافگندگی
می جویند علی الدوام تفرقات عبودیت
می دارند نہ ادعائے تفرقات الوہیت
بسان خاک خاموش اند مثل آتش در جوش
در مقام تجرید و تفرید از بندگان الٰہی
متنفر نشوند و حقوق ذوی الحقوق تلف
نکنند و در مقام توکل براہ مستان لا
یعقل نروند و طریق تادب را کہ عبارت
از رعایت اسباب است بالکل از
دست ندہند و بنا بر شوق لذت مناجات
از گم گشتگان بادیہ ضلالت دامن نکشند
بلکہ تخلل اوقات مناجات روا دارند و
بہدایت ایشان ہمت برگمارند و در
مقام حسن خلق مداہنت در دین متین
و مسامحت در احکام رب العالمین
گوارا نمی کنند و ہرگز بر ایں راہ نادانی
روند و در سخاوت و سماحت اسراف را
راہ ندہند و در مقام شجاعت و شہامت
تابع جوش و غضب نشوند پس گویا کہ
افعال و اقوال ایشان از اقتضائے اخلاق
کاملہ ایشان صادر نیست بلکہ در محض
اطاعت رب العالمین است و بس خلق

نہیں ہوتے کہ تم کو ناز و تبختر خیال میں نہیں لاتے سکر
اور شطح و اقوال سے بیزار ہیں اور شور و شغب اور مستی سے
دست بردار ہمیشہ راہ بندگی میں پویاں ہیں اور زیادتی
سرافگندگی کے جویاں علی الدوام تفرقۂ بندگی
جناب باری میں مشغول رہتے ہیں نہ کہ دعوی تصرفات
الوہیت میں مانند خاک کے خاموش ہیں اور مانند
آتش مجوش مقام تجرید و تفرید میں بندگان الٰہی سے
متنفر نہیں ہوتے حقداروں کے حقوق تلف نہیں کرتے
مقام توکل میں مستان بے عقل کی راہ نہیں چلتے اور طریق
ادب کو کہ رعایت اسباب ہے بالکل ہاتھ سے نہیں
دیتے اور باوجود شوق لذت مناجات کے گم گشتگان
بادیہ گمراہی سے دامن نہیں چھڑاتے بلکہ مناجات کے
اوقات میں خلل گوارا کر کے ان کی ہدایت میں صرف
ہمت فرماتے ہیں مقام حسن خلق میں مداہنت دین متین
اور احکام رب العالمین میں مسامحت گوارا
نہیں فرماتے اور ہرگز اس راہ نادانی پر قدم نہیں رکھتے
مقام سخاوت اور سماحت میں اسراف کو راہ نہیں
دیتے مقام شجاعت اور سرداری میں تابع جوش و غضب
کے نہیں ہوتے پس گویا کہ افعال و اقوال ان کے اخلاق
کاملہ کے باعث صادر نہیں ہوتے بلکہ محض اطاعت
رب العالمین کے لئے اور بس مثلاً اگر کسی
کو کوئی چیز عنایت فرماتے ہیں ہرگز بمقتضائے
سخاوت جبلیہ کے نہیں دیتے ہیں بلکہ تامل
فرماتے ہیں اور اگر رضائے رب العالمین
اسی بخشش کے متعلق ہے فی الفور اس

اگر کسے را چیزے می بخشند مگر بمقتضائے
سخاوت جبلیہ خود مے بخشند بلکہ تامل می نمایند
کہ اگر رضائے رب العالمین با این بخشش متعلق
ست فی الفور آں را بر روئے کار می آرند
والا از آں نہایت بیزار اند و اگر در مقامے
متعدد کارزار و جنگ و پیکار برپا می کنند
نہ بر مقتضائے شجاعت خود برپا می کنند
بلکہ اگر رضائے مولائے خود دراں می بینند
داد شجاعت در آں مقام میدہند والا
پہلوتہی کردہ براہ خود می روند و ہمچنیں
در سائر امور قیاس باید کرد پس گویا کہ
بظاہر کمالات مذکورہ بسان دانہائے
تسبیح متعدد و متکثر ست فاما در حقیقت
ہماں رشتہ عبودیت ہمہ را یک سلک
گردانیدہ انتہی ملخصاً باید دانست
کہ انبیاء علیہم السلام مامور میشوند بر
تبلیغ احکام بسوئے خواص و عوام و
بعثت را یکے صورت ظاہرہ است
و یکے حقیقت باطنہ ظاہرش ہمیں ست
کہ از جانب حق جل و علا بطریق وحی یا
الہام امر تبلیغ احکام بہ ایشاں برسد
و تحقیقش آنست کہ رحمت فراواں و
شفقت بے پایاں بہ نسبت مبعوث
الیہم در قلوب ایشاں القا فرماید بمشابہ
القائے شدت محبت و وفور شفقت

کو کر گزرتے ہیں ورنہ اس سے نہایت
بیزار ہیں۔ اگر کسی مقام میں کارزار جنگ و
پیکار برپا کرتے ہیں ورنہ اپنی شجاعت
کے بنا نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ رضا اپنے مولا کی
اگر اس میں دیکھتے ہیں داد شجاعت اسی مقام
پر دیتے ہیں۔ ورنہ پہلو تہی کر کے اپنی راہ
لیتے ہیں اور اسی طرح تمام امور میں قیاس
کرنا چاہیے پس گویا کہ بظاہر کمالات مذکورہ
تسبیح کے دانوں کی مانند متعدد و متکثر
ہیں۔ لیکن حقیقت میں اسی رشتہ
عبودیت نے تمام کو ایک راہ پر
لگا دیا ہے "" اور واضح ہو کہ انبیاء
علیہم السلام خاص و عام کی طرف
احکام پہنچانے کے لئے مامور ہوتے
ہیں۔ اور بعثت کی ایک صورت ظاہر
ہے اور ایک حقیقت باطنہ ظاہر اس کا
یہی ہے کہ حق جل وعلا کی جانب سے بطریق
وحی یا الہام ان کو تبلیغ احکام کا حکم
پہنچے اور حقیقت اس کی یہ ہے کہ کمال
رحمت اور نہایت شفقت ان کے
قلوب میں القا فرمائی جاوے جن
لوگوں کی طرف وہ بھیجے گئے ہیں
مانند القائے شدت محبت اور وفور
شفقت ماں باپ کے دلوں میں
بہ نسبت بیٹوں کے پس جس طرح

در قلوب آباء بہ نسبت ابناء پس چنانکہ
گستاخی ابناء و فساد و ارتکاب انہا باعث صد
پیچ و تاب و قلق و اضطراب در قلوب
آباء میگردد حتی کہ تلف جان و مال در پے
تادیب و تعلیم ایشاں بر خود گوارا میسازند
و بہ قدر جد و جہد طاقت بجا می آرند و ما
ایشاں را بعینہ راحت خود می انگارند
و رنج ایشاں را بعینہ رنج خود می شمارند
و از تہ دل خواہاں بہبود ایشاں می باشند
و دائماً جویائے سعود ایشاں میشوند
و چار و ناچار در پے ایشاں می دوند
کشاں کشاں در پس ایشاں می دوند
خواہ از جانب بادشاہ زماں بایں خدمت
مامور شوند خواہ نشوند بلکہ اگر مامور ہم
شوند سعی تبلیغ بجا آرند و باز بتقدیر
الٰہی اثر تادیب و تعلیم در ایشاں جلوہ گر
نگردد بر آئینہ شکستہ خاطر و مضطرب
القلب مانند اگرچہ از طرف خود امتثال
امر نمودند و حق خدمت مفوضہ بوجہ احسن
ادا کردند آرے اگر بتقدیر الٰہی واقع شد
بایں سبب خوب دانند کہ ہیچ گونہ
عتاب بادشاہی بحال ما متوجہ نیست
و ہیچ قصورے بما عاید نہ بلکہ اگر خود
بادشاہ بصد زباں ہزار تحسین و آفرین
بر حسن خدمت گزاری آنہا فرماید ہر

[illegible] اولاد کی
[illegible] باپوں کے قلوب میں نہایت پیچ و تاب
اور قلق و اضطراب کا باعث ہوتا ہے
یہاں تک کہ ان کی تادیب اور تعلیم کے پیچھے جان
و مال کا تلف کرنا اپنی ذات پر گوارا کرتے
ہیں اور کمال درجہ کی کوشش بجا لاتے ہیں اور ان کی
راحت کو بعینہ اپنی راحت جانتے ہیں اور ان کا رنج
بعینہ اپنا رنج شمار کرتے ہیں اور تہ دل سے ان کی بہبودی
کے خواہاں ہوتے ہیں اور ہمیشہ ان کے نفع کے ڈھونڈنے
کی طرف لگے رہتے ہیں اور چار و ناچار ان کے پیچھے دوڑتے
پھرتے ہیں اور کشاں کشاں پیچھے پھرتے ہیں خواہ بادشاہ
وقت کی طرف سے اس خدمت پر مامور ہوں خواہ نہ
ہوں بلکہ اگر مامور بھی ہوویں اور سعی تبلیغ بجا لاویں اور
پھر بتقدیر الٰہی اثر تادیب اور تعلیم کا ان میں جلوہ
گر نہ ہووے البتہ ضرور شکستہ خاطر اور
پریشان دل رہیں اگرچہ اپنی طرف سے حکم
بجا لاچکے اور حق خدمت سپردگی کا پورے طور
پر ادا کر چکے آئندہ اگر بتقدیر الٰہی واقع نہ ہو
اس وجہ سے خوب جانتے ہیں کہ کسی طرح
پر عتاب بادشاہی ہمارے حال پر متوجہ
نہیں ہے اور کوئی قصور ہماری طرف
عائد نہیں۔ بلکہ اگر خود بادشاہ
بصد زبان ہزار تحسین اور آفرین
ان کی حسن خدمت گزاری پر فرماوے
تب بھی پریشانی دل اور ملال خاطر

آئینہ پریشانی حل وملال خاطر از ایشاں زائل نگردد ہمچنیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام را بہ نسبت قوم خود بوجہے شفقت کاملہ می باشد کہ از آوارگی آنہا وسوء حالات وگمراہی نہایت دل تنگ می شوند انواع رنج وملال دامنگیر حال طہارت اشتمال آنہا میگردد۔ ایضاً صہ۱۵ وجود باجود انبیاء علیہم السلام بمثابہ آفتاب عالمتاب ست کہ چوں نور او در تمام عالم منتشر شود لابد ظلمت شبینہ بدر رود وآنچہ در محاذات آفتاب بے حجاب واقع ست بتابش او تابناک ست واز ہمہ مراتب ظلمت پاک۔ اھ

ان سے زائل نہ ہوئے۔ اور اسی طرح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی قوم کی نسبت اس درجہ شفقت کاملہ ہوتی ہے کہ ان کی آوارگی اور گمراہی سے نہایت دل تنگ ہوتے ہیں اور قسم قسم کے رنج وملال دامنگیر ان کے حال پاکیزہ پر لاحق ہوتے ہیں۔" وانبیاء علیہم السلام کے مبارک وجود کو آفتاب کی طرح سمجھا چاہیے کہ جب اسکی عالمگیر روشنی سارے جہان میں پھیلتی ہے تو رات کی تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں اور سورج کے محاذی چیزیں جگمگا اٹھتی ہیں کسی گوشے میں تاریکی باقی نہیں رہتی "

ایضاً صہ۱۲ ہر چند مراتب عالیہ از کمالات مذکورہ مخصوص ست بذات انبیاء علیہم السلام فاما اصل ہر کمال وتخم ایں نہال در دل ہر مومن صحیح الاعتقاد ومسلم قوی الانقیاد یافتہ می شود مثلاً ہر مومن صادق را یک گونہ وجاہتے بحضور حضرت رب العالمین ودر مجامع ملائکہ مقربین ثابت ست۔ ایضاً صہ۷ رزقنا اللہ وسائر المسلمین حب اہل البیت واتباعھم یا حب جمیع ائمۃ الدین واتباعھم آمین۔ یارب العالمین

ہر چند مراتب عالیہ کمالات مذکورہ سے انبیاء علیہم السلام کی ذات کے ساتھ مخصوص ہیں لیکن ہر کمال کی اصل اور تخم اس کا دل میں ہر مومن صحیح الاعتقاد اور مسلم قوی الانقیاد کے پایا جاتا ہے مثلاً ہر مومن صادق کو ایک طرح کی وجاہت بحضور حضرت رب العالمین اور ملائکہ مقربین کے مجمع میں ثابت ہے اور نصیب فرمادے ہم کو اللہ تعالےٰ اور تمام مسلمانوں کو محبت اہل بیت کی اور ان کے تابعداروں کی۔ یا محبت تمام ائمہ مجتہدین کی۔ اور ان کے متبعین کی۔ قبول فرما یارب العالمین۔

پس مولوی نعیم الدین کا بزعم خویش بدنصیب گستاخ جنہوں نے گراہ بنانا مولانا شہید مرحوم کو اپنی فریب کاری جعل سازی سے خود اپنے ہی اوپر لوٹ کر تمام اکاذیب باطلہ لعینہ کا بار شاہات صادقہ مولانا شہید مرحوم کے ترتیغ وخاک ہو گیا۔

قولہ صہ۲۲۲-۲۲۵ صاحب تقویۃ الایمان نے شفاعت کی تین قسمیں بنائی ؟ ہیں شفاعت بالوجاہت۔ شفاعت بالمحبۃ شفاعت بالاذن یہ بات اس کے دل کی گھڑی ہوئی ہے۔ کہیں منقول نہیں علاوہ بریں ان کے جو معنی اس نے تجویز کئے ہیں ان پر شفاعت صادق ہی نہیں آتی۔ کیونکہ شفاعت کے معنی ہیں کسی شخص کا اپنے بڑے کے حضور میں اپنے چھوٹے کے لئے سفارش کرنا۔ مفردات راغب میں ہے۔ فتح الباری پارہ ۲۷ صہ۱۹۴ میں ہے اگرچہ معتبر کتب میں شفاعت کے یہ معنی لکھے ہیں اور ہر شخص جانتا ہے کہ شفاعت وسفارش اس کو کہتے ہیں۔ کہ کسی صاحب مرتبت علیا کی جناب میں کوئی قرب واختصاص رکھنے والا بلحاظ اپنی نیاز مندی کے اپنے زیر دستوں کے حق میں لب کشائی کرے۔

مگر امام الوہابیہ کو اب تک شفاعت کے معنی معلوم نہیں ہیں وہ اسی جہل مرکب میں گرفتار ہے کہ شفاعت دھمکی اور دباؤ سے کسی بات کے منوانے کو کہتے ہیں اور شافع کی بات کسی خوف واندیشہ کی وجہ سے مانی جاتی ہے۔ یہ امام الوہابیہ کا فریب اور دھوکا ہے۔ وہ شفاعت کا انکار کرنے کے لئے ایسے معنی گھڑتا ہے۔ وجاہت ومحبت دونوں ذریعہ قرب وشفاعت کا ہیں آیات واحادیث سے شفاعت بالوجاہت بھی ثابت ہے اور بالمحبۃ بھی۔ مولوی اشرف علی اپنے ترجمہ قرآن میں اس آیت وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ کے فوائد میں لکھتے ہیں۔ دنیا میں ان کی یہ وجاہت تھی کہ وہ پیغمبر ہو کر آئے۔ شریعت لائے۔ بیمار کو اچھا کرتے مردے کو جلاتے آخرت میں یہ وجاہت ہو گی کہ جن کے لئے اذن ہو گا۔ اس کی شفاعت کریں گے۔ وہ قبول ہو گی جس طرح کہ شفاعت اور اولوالعزم پیغمبروں کو بھی جہان کے بجائی ہی منظور ٹھہرے گی۔ اب تقویۃ الایمان کے حکم سے مولوی اشرف علی مشرک ہوئے۔ اور جتنے وہابی مولوی اشرف علی کے معتقد ہیں اور اس ترجمہ کو مانتے بھلا ہیں وہ بھی سب اصلی مشرک ہوئے۔ اس (تیسری) میں بھی قبول شفاعت کا باعث خوف امین واندیشہ قانون ہی بتایا کہ شفاعت صرف اس اندیشہ نے کرائی کہ کہیں لوگوں کے دلوں سے قانون کی قدر نہ گھٹ جائے اس گمراہ کے خیال میں اللہ تعالےٰ کو قانون کی

قدر گھٹنے کا اندیشہ لگا ہوا ہے۔ اور وہ اس سے خائف ہے معاذ اللہ یہ ہے اس گمراہ فرقہ کا ایمان اور پھر شفاعت مانی تو اس طرح کہ خدا بخشنا تو خود چاہتا ہے۔ گنہگار کی حالت دیکھ کر اس کے دل میں ترس آ گیا۔ مگر آئین کے قدر گھٹنے کے اندیشہ سے کھل کر معاف نہیں کر سکتا ظاہر میں دوسرے کی سفارش کا نام کرکے بخش دیتا ہے۔ یعنی مجبور ہے پالیسی اختیار کرتا ہے سو وہابیوں کی طرح ان کے خدا کا بھی ظاہر و باطن یکساں نہیں شافع پر منت کرم داشتن بے فائدہ احسان کہتا ہے۔ وہابیہ سے پوچھیے یہ شفاعت ہوئی یا تقیہ اور پالیسی تقویۃ الایمان والے نے شان الٰہی میں ایسی ناقص تشبیہ دی جس سے حضرت قدوس قدیر عز اسمہ پر عجز و خوف کا دھبہ لگتا ہے سود اللہ وجوہ الطاغین اھ ملخصا

اقول وباللہ التقدیر العزیز شفاعت کی دونوں صورتوں میں تشبیہ و تمثیل باعتبار حال بادشاہ مجازی دنیوی جس کی تفصیل خود تقویۃ الایمان میں مرقوم اور ناظرین کے ہاتھوں میں ہے اور جس کا عملی مشاہدہ دنیا میں واقع ہے۔ رشوت رسانی ناحق کی سعی پاسداری حق تلفی بے انصافی بلکہ بعض اہل وجاہت حکام رس لوگوں کے مجبور کرنے سے اکثر حکام مجبور محض ہو جاتے ہیں الا ماشاء اللہ چنانچہ یہ تمام امور عالم میں جاری و ساری ہیں پس ہرگز اس قسم کی سفارش بحضور مالک حقیقی مختار کل۔ قدیر و عزیز عز شانہ کے دربار کے شایان شان نہیں ہو سکتی چنانچہ مولانا شہید مرحوم کے جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح تفسیر الفوز الکبیر صفحہ میں منجملہ عقائد شرکیہ فرماتے ہیں۔

وی گفتند کہ شفاعت بندگان حتم قبول میکند اگرچہ رضامندی نباشد چنانکہ بادشاہاں بہ نسبت امرائے کبار گاہی چنیں میکند اھ	"کہتے ہیں کہ شفاعت اپنے بندوں کی قبول کرتا ہے۔ اگرچہ رضامندی نہ ہووے جس طرح بادشاہاں بہ نسبت بڑے امراء کے کبھی ایسا کرتے ہیں"

علی ہذا شاہ صاحب موصوف کے خلف الصدق مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح مولانا شہید مرحوم کے تایا ابا استاد و شیخ تفسیر فتح العزیز ج ۱ صفحہ ۲۶۷ میں فرماتے ہیں۔

مثل شفاعت دزد پیش حاکم تا او را سزا نرساند آں شفاعت نیز بے نفع محض است اھ	"مثل شفاعت چور کی حاکم کے سامنے تاکہ اس کو سزا نہ دلوے وہ شفاعت بھی بلا نفع محض ہے"

پس یہ محض مولوی نعیم الدین کا اپنے جہل و عناد سے مولانا شہید مرحوم پر افتراء ہے بلکہ تیسری صورت میں شفاعت حضرات انبیاء و اولیاء کی جو عند اللہ پسندیدہ صاحب وجاہت ہیں باذن اللہ تعالیٰ اہل توحید کے حق میں خود تقویۃ الایمان سے صراحۃً ثابت ہے ناظرین ملاحظہ فرمالیں اسی طرح کلام مولانا اشرف علی صاحب سلمہ سے بھی جو خود مولوی نعیم الدین نے نقل کیا ثابت ہے۔ اور جس شفاعت کی قرآن و حدیث میں نفی و انکار وارد ہے اس پر بھی لفظ اطلاق کا وارد فرمایا گیا ہے۔ معہذا مولوی نعیم الدین نے جو معنی شفاعت کے بتائے کہ بلحاظ اپنی نیازمندی کے بڑے کے حضور میں چھوٹے کے لئے سفارش کرنا الخ یہی تقویۃ الایمان کا حاصل ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ شفاعت کہتے ہیں سفارش کو اور دنیا میں سفارش کئی طرح کی ہوتی ہے الخ نیز تیسری صورت شفاعت بالاذن فرماتے ہیں۔ یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہے سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی و ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور ہے سو اس کے معنی یہی ہیں الخ ان تینوں اقسام شفاعت کی تفصیل تقویۃ الایمان سے بجواب مولوی نعیم الدین کے اوپر گزر چکی ان میں جو امور بطور مثال و تشبیہ بغرض تفہیم عوام الناس کے بادشاہ دنیا سے لکھے گئے ہیں مستلزم ہونا جمیع لوازمات امور شفاعت دنیویہ کا حق تعالیٰ کی جناب میں لازم نہیں آتا۔ چنانچہ اس قسم کی تشبیہات و تمثیلات قرآن و حدیث میں بکثرت تمام وارد ہیں چنانچہ سورہ نور میں ارشاد ہے۔ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّ لَا غَرْبِیَّةٍۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍؕ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (نور) اور حدیث میں ارشاد ہے الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری الحدیث رواہ مسلم وانکم سترون ربکم عیانا کما ترون القمر لیلۃ البدر الحدیث۔

"پس حق تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال و تشبیہ چراغ سے جو طاق میں ہو اور شیشہ کے اندر شیشہ جس طرح تارہ چمکتا ہوا جلتا ہے۔ درخت برکت والے زیتون سے نہ شرقی ہو نہ غربی ہو قریب ہے کہ سلگ اٹھے اس کا تیل ابھی نہ لگی ہو اس میں آگ نور پر نور اللہ ہدایت کرتا ہے اپنی روشنی کی جس کو چاہے۔ اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں اور ہر شئی جانتا ہے" اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تکبر میری چادر ہے اور عظمت و بڑائی میری تہبند" اور تم دیکھو گے اپنے رب کو قیامت

لے اب مرحوم و مغفور (رحمۃ اللہ۔ رح ح)

ہیں جس طرح دیکھئے بر چاند چودھویں رات کا۔"

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ص۱۳۶ میں زیر آیت اَنْ یَّدْخُلُوْھَا اِلَّا خَائِفِیْنَ الآیۃ مساجد اللہ کی تشبیہ دیوان عام و دیوان خاص شاہی سے جس میں لوگوں کو اسی قسم کا ترس و ہراس ہوتا ارشاد فرماتے ہیں۔

پس یہ تمام امور مخلوقات و حادثات میں جن کو رب العزت تعالیٰ شانہ نے اپنے اوصاف ذاتی کے لئے تمثیلاً و تشبیہاً ارشاد فرمائے۔ اگر اس قسم کی تشبیہات بمعنی حقیقی مدلولات ظاہری پر محمول کی جاویں جس طرح زعم باطل اخبث مولوی نعیم الدین کا ہے تو حق تعالیٰ پر الزام حدوث عائد ہوگا وھو منزہ عن الحدوث و شبہہ پس واجب الوجود کو بواسطہ تشبیہ بادشاہان مجازی کے جمیع اوصاف بشری میں مساوات ماننا کمال سفاہت ہے چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تحفہ اثنا عشریہ ص... میں فرماتے ہیں۔

از تشبیہ و استعارہ مساوات مشبہ	"تشبیہ اور استعارہ سے مساوات مشبہ کا ساتھ مشبہ
با مشبہ بہ فہمیدن کمال سفاہت است در	بہ کے سمجھنا کمال درجہ سفاہت بیوقوفی ہے
اشعار رائج و مشہور است کہ خاک	اشعار میں رائج اور مشہور ہے کہ خاک صحن بادشاہوں کو
صحن بادشاہان را با مشک و سنگ	مشک کے ساتھ اور اس جگہ کے سنگ ریزوں کو مروارید
ریزہ ہا آنجا را با مروارید و یاقوت تشبیہ	اور یاقوت کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور کوئی شخص مساوات
میدہند و ہیچکس مساوات نمی فہمد لہ	نہیں سمجھتا ہے۔"

علی ہذا شیخ الاسلام حافظ الحدیث خاتم المحدثین امام ابن حجر عسقلانی رح فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ اول ص... میں فرماتے ہیں لا یلزم من التشبیہ تساوی المشبہ بالمشبہ بہ فی الاوصاف کلہا۔

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۱ ص۱۱۹ میں فرماتے ہیں۔

ان التشبیہ لا یستلزم مساواۃ المشبہ	"تشبیہ دینے سے مساوات لازم نہیں آتی
بالمشبہ بہ من کل جہۃ۔	مشبہ کو ساتھ مشبہ بہ کے کسی جہت سے بھی۔"

جب کہ مشبہ و مشبہ بہ ہر دو جنس واحد حادث و مخلوقات میں لزوم مساوات کا متحقق ہونا لازم نہیں آتا۔ تو ذات حق قدیم اور ممکن و حادث میں کس طرح لازم آسکتا ہے چنانچہ مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری معتمد علیہ مولوی نعیم الدین، انتصار الحق ص۲۵۰ میں لکھتے ہیں

لہ یعنی علی قول متکلمی الاشاعرۃ والماتریدیۃ (ج۲)

"صفات علامہ ابن حجر کی ظاہر اور مسلم ہے کہ تشبیہ و تمثیل میں مساوات سب امور میں لازم نہیں مشبہ اور مشبہ بہ میں مساوات من جمیع الوجوہ ضروری نہیں۔"

پس مولوی نعیم الدین کی بیہودہ بکواس ہے جو اپنے سینہ پر غل و کینہ کے باعث حق تعالیٰ کی شان اقدس میں یہ الفاظ کہ اندیشہ سے خائف ہونا مجبوری پالیسی ظاہر و باطن یکساں نہ ہونا تقیہ کرنے کا الزام عائد کرتے ہیں جو ہرگز نہ تقویۃ الایمان میں ہے نہ لازم آتا ہے کیونکہ صراحتہً وہ بادشاہ دنیا کی نسبت ہے۔ نہ معاذ اللہ حق تعالیٰ کی نسبت۔ خود ان الفاظ خبیثہ ملعونہ کو اپنے ناپاک دہن سے نکال کر خود ہی کو مورد عتاب و غضب کا بنایا حتی کہ خود رسائل بریلویہ میں تمام انبیاء مرسلین کو بید کی طرح تشبیہ دی اور تمام امت حضرات صحابہ وائمہ اہل بیت و [illegible] کاملین کو بھیڑ بکریوں کی طرح ٹھہرا کر تشبیہ دی گئی چنانچہ چلاۃ البریہ حسنی پریس بریلی کے ص۱۴ میں ہے۔

"تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین اس کے خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں"

اور جزاء اللہ عدوہ حسنی پریس بریلی کے ص۱۹۵ میں ہے"

"معاذ اللہ کا محبوب سنت کا حامی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا"

پس اس پر مولوی نعیم الدین نے معاندانہ تیر چلا تھا معاذ قلم نہ چلایا۔ کیونکہ یہ اپنے مقتدار کا کلام تھا۔ نعوذ باللہ من وجوہ المضلین

قولہ ص۲۲۶-۲۲۷ تقویۃ الایمان کا یہ قول بھی باطل و خلاف شرع ہے کہ شفاعت کسی قرابت یا آشنائی کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ قرابت تو قرابت وہاں تو ادنے ادنے تعلق بھی ظاہر کئے جائیں گے اور کام آئیں گے۔ ابن ماجہ کی حدیث میں ہے مشکوٰۃ شریف ص۴۹۴ یعنی دوزخی صف بستہ کھڑے کئے جائیں گے۔ پھر ان پر ایک جنتی گذرے گا۔ اس سے ایک دوزخی کہے گا کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے! میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا تھا۔ اور کوئی دوزخی کہے گا میں وہ ہوں جس نے آپ کو وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ پس وہ بہشتی اس کی شفاعت کرکے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ تقویۃ الایمان والے نے صریح حدیث کی مخالفت کی یہ تو اس کا شیوہ ہی ہے ایک ستم یہ کیا کہ اس نے شفاعت کرنے والوں کو چودھری اور چودھری کا تھانگی کہا۔ اس بے تمیزی کی کچھ انتہا ہے۔ قرابت یا رشتہ داری کی وجہ سے چودھری [illegible] اور چودھری کا تھانگی نہ خدا نے

فرمایا نہ رسول نے بدلتعصب نے مسئلہ دل سے گھڑ دیا ہے بدعت سیئہ اور احداث فی الدین تقویت الایمان پر ایمان رکھنے والے وہابی یاد رکھیں کہ ان کا کوئی رشتہ دار کسی جرم میں ماخوذ ہو تو اس کے معتقد کی پیروی اور سفارش نہ کریں ورنہ خود اسی جرم میں پکڑے جائیں گے چوروں کی سفارش کی تو چور ہو جائیں گے۔ وہابی کچھ بھی ہو جائیں ہماری بلا سے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ یہ نابکار کلمہ کہاں تک پہنچتا ہے۔ طبرانی و دارقطنی کی حدیث میں ہے حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں اپنی امت میں اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا۔ پھر درجہ بدرجہ اقارب کی مانند سے وہابیوں کو دکھاؤ کہ حضور لعلاقہ قرابت شفاعت فرما رہے ہیں اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر گنہگار کی شفاعت فرمائیں گے۔ گستاخ بے ادب چور اور چھوروں کی ٹھاگی کس کو کہتا ہے خاک بدہن ناپاکش ایسی گستاخی و بے باکی تمام انبیاء و مرسلین و جملہ مقربین کی جناب میں کفر نہیں تو کیا ہے۔ وہابیہ کا ایمان ہے خذلہم اللہ تعالیٰ ۱ھ

اقول بیشک تقویۃ الایمان کا یہ قول سراسر حق مطابق شرع شریف اور قرآن و حدیث کے بالکل موافق ہے کہ کوئی شفاعت بلا اذن اللہ تعالیٰ بلا تصدیق توحید نہیں ہو سکتی خواہ کوئی قرابتی ہو یا آشنا یا غیر قرابتی وغیر آشنا۔ وہاں تو ادنیٰ تعلق توحید ظاہر کئے جاویں گے اور کام آویں گے بشرطیکہ جس میں شائبہ بھی آمیزش شرک مثل گور پرستی وغیرہ نہ ہوگا۔ تو شفاعت ان کی بفضلہ تعالیٰ قبول و منظور ہوگی۔ کیونکہ اس کی ذات جامع الصفات بڑی رحیم و کریم ہے۔ اور اگر اس کے برخلاف معاملہ ہے جس طرح چوری ڈاکے زنی گناہوں کو اپنا پیشہ مقرر کر لینا اور دلیرانہ اپنے کسی بزرگ مقدس پر گھمنڈ بھروسہ کرکے اس کو سفارشی سمجھ کر پوجے اس کی نذر و منت پوری کرے اس کو غائبانہ پکارے۔ دعائیں فریادیں کرے عالم الغیب جانے تو ہرگز کوئی ایسوں کا سفارشی نہ ہوگا اور نہ ایسوں کے لئے سفارش قبول و منظور ہوگی۔ اور جس گور پرست کا یہ زعم باطل ہو کہ ہماری سفارش ہووے گی تو اس نے خلاف مرضی حق تعالیٰ کے اپنا حمایتی ٹھیرایا حالانکہ خود وہ مقدس بزرگ حق تعالیٰ کی مرضی کا تابع ہے نہ کہ گور پرستوں گناہ پر ڈھٹائی کرنے والوں کا ساتھی چنانچہ دنیا ہی میں جو کسی جرم قطعی مثل بغاوت ڈاکے زنی کے مجرم پر دفعہ جرم قائم ہو کر ماخوذ ہوا ہو تو ہر کوئی اس کی حمایت سے گھبراتا ہے اور جرأت نہیں ہوتی۔ بلکہ خود ارتکاب جرم میں سازش کا اندیشہ رکھتا ہے اسی کو عرف میں مجرموں کا ٹھاگی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک مثال دنیا کی جس کو تقویۃ الایمان میں واضح فرمایا ہے اسی کو قرآن پاک پارہ ۱۷ سورہ انبیاء میں فرمایا ہے

وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ

اور وہ نہیں شفاعت کرتے مگر اس کی جس کے لئے وہ راضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں۔

نیز صحیح بخاری پارہ ۲۷ صفحہ ۲۳۳ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

ان قریشا اهمتهم المرأة المخزومية التي سرقت قالوا من يكلم رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن يجترئ عليه الا اسامة بن زيد حب رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اتشفع في حد من حدود الله ثم قام فخطب فقال يا ايها الناس انما ضل من قبلكم انهم كانوا اذا سرق الشريف تركوه واذا سرق الضعيف فيهم اقاموا عليه الحد وايم الله لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطع محمد يدها۔

یعنی ایک مخزومیہ نے چوری کی تو قریش کو اس امر کا بہت خیال ہوا۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں کون کلام کرے اور کوئی جرأت اس بات کی نہیں رکھتا بجز اسامہ بن زید کے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں بات کی آپ نے فرمایا کہ تو شفاعت کرتا ہے اللہ کی حدوں سے ایک حد میں پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اور فرمایا اے لوگو تم سے پہلے لوگ اسی بات سے ہلاک ہوئے۔ جب ان میں کوئی شریف چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب ان میں کوئی ضعیف غریب چوری کرتا اس پر حد قائم کرتے اور قسم اللہ کی اگر فاطمہ محمد کی بیٹی بھی چوری کرے۔ تو محمد اس کا ہاتھ کاٹے گا۔

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح سے تفسیر فتح العزیز پ ۱ صفحہ ۱۵۰ میں بوضاحت تمام انواع شرک میں گذر چکا ہے۔

چہارم پیر پرستان گویند چوں مرد بزرگے کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعت عنداللہ شدہ بود ازیں جہاں بگذرد روح او را قوتے عظیم و وسعتے بس عظیم بہم میرسد ہر کہ صورت او را برزخ سازد

چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا کہتے ہیں کہ جو کوئی بزرگ بسبب کمال ریاضت اور مجاہدے کے مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعت عنداللہ ہوا تھا اس جہان سے گذر جاتا ہے اس کی روح کو قوت عظیم اور نہایت درجہ وسعت کو پہنچتی ہے جو کوئی اس کی صورت کا تصور کرے یا اس کی نشست و برخاست

یا در مکان نشست و برخاست او یا بر گور او سجود و تذلل تمام نماید و مدح او بسبب وسعت و اطلاق بر آں مطلع شود و در دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید»

کہ جگہ یا اس کی قبر پر سجدہ اور تذلل کرے اس کی مدح بسبب وسعت و اطلاق کے اس کو اس پر مطلع ہو سکے اور دنیا اور آخرت میں اس کے حق میں شفاعت کرے»

نیز تفسیر فتح العزیز ج ا صـ ۲۶۷ سے گزر چکا ہے۔

از اولاد انبیاء و اولیاء متوسلان بزرگان دین کہ خود را بتوسل بزرگان مامون از مؤاخذہ و باز پرس می دانند و می فہمند کہ با وجود کفر و قبائح دیگر بزرگان ما را از عذاب اخروی خلاص خواہند ساخت و طریق رد این خیال آنست کہ شفاعتے کہ شما توقع آن غرہ می شوید در آں روز واقع نخواہد شد بمحض توسل بکاملے نازش مکنید۔

«اولاد انبیاء اور اولیاء اور بزرگان دین کے متوسلین سے کہ اپنے آپ کو توسل بزرگان کے مواخذہ و باز پرس سے بے خوف جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ باوجود کفر اور دوسرے گناہوں کے ہمارے بزرگ ہم کو عذاب آخرت سے رہائی کرا دیں گے اور طریقہ اس خیال کے رد کرنے کا یہ ہے کہ وہ شفاعت کہ جس کی توقع پر تم گھمنڈ کرتے ہو اس روز واقع نہ ہوگی محض کسی کامل کے توسل پر ناز نہ کرو»

اور بھی تفسیر فتح العزیز پارہ ۳۰ صـ ۱۹۱ سے گذر چکا ہے۔

شفیعان را کہ پیغمبران و اولیاء و علماء و حفاظ و شہداء و فرشتگان خواہند بود حکم خواہد شد کہ شفاعت فلاں بکنید تا شمارا عزت وجاہ حاصل شود و ایں قسم شفاعت کہ موقوف بر حکم حاکم باشد محل اعتماد و جائے دخل و تصرف نیست

«شفیعوں کو کہ پیغمبران اور اولیاء اور علماء اور حفاظ اور شہداء اور فرشتگان ہوں گے حکم ہوگا کہ فلانے کی شفاعت کریں تاکہ تم کو عزت وجاہ حاصل ہو اور اس قسم کی شفاعت کہ موقوف اوپر حکم حاکم کے ہو وے باعث اعتماد اور مقام دخل اور تصرف کا نہیں ہے»

پس یہی عین مقصود و مدعا صریح عبارت تقویۃ الایمان کا لفظاً و معنیً ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمالیں۔ اور خود مولوی صاحب بریلوی کے جواہر البیان سے واضح ہو چکا کہ

«پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت حق تعالیٰ سے کرتے ہیں یا نہیں» اور حضور فرمایا کرتے ہیں کہ تو تجھے خدا کا حکم پہنچا دیا تھا اور داعی غافل

ہو رہا ہے پر بیٹھا ہے»

نیز ان کی ہدایۃ البریہ سے مذکور ہو چکا کہ

«تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین اس کے خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں»

نیز ان کے ملفوظ حصہ سوم سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں منقول ہو چکا

«مگر محمد ہی کس بات کا ہے»

نیز ان کے ملفوظ حصہ چہارم سے واضح ہو چکا کہ

«تمہارا دین یہ ہے اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ عبدہ پہلے ہے رسولہ بعد مگر عبد کے معنی سے نزع اور شاید نہ کیا جوتے کھا ہوتا ہے»

نیز ان کی الستۃ الانیقہ سے بیان ہو چکا کہ

«حضور اقدس بالمومنین رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت نے اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہزاروں ہرادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرمادی کلمہ شہادت میں رسولہ سے پہلے عبدہ رکھا کہ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول»

پس مولوی نعیم الدین کا مولانا شہید مرحوم کو مخالف حدیث، بدنصیب، گستاخ، بے ادب، خاک بدہن ناپاکش، بے باک معاذاللہ تعالیٰ۔ کہنے اور تکفیر کے کلمات کہنے کی سب تعلی و بیہودہ گوئی باقوال سلسلہ خود کے خاک میں مل گئی اور اپنے بریلویوں کا ایمان سنبھالنا مشکل پڑ گیا۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

قولہ: صـ ۲۳۰-۲۳۱ اسی سلسلہ میں تقویۃ الایمان والے نے مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث لکھی کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا (اور اس کا یہ ترجمہ لکھا)

یا فاطمۃ انقذی نفسک من النار سلینی ما شئت من مالی فانی لا اغنی من اللہ شیئا

«اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ»

تقویۃ الایمان صـ ۲۲ - اور اس کا یہ نتیجہ نکالا کہ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا اور قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کام نہیں آتی۔ انکار شفاعت میں اس حدیث کو پیش کرنا اور یہ نتیجہ نکالنا فریب کاری ہے۔ حدیث میں کوئی لفظ بھی نہیں جس سے شفاعت کی نفی ہوتی ہو بکثرت آیات اور حدیث سے انجان بن جانا اور اس حدیث کو پیش کر کے عوام کو مغالطہ دینا بددینی ہے اور

لا اغنی عنک من اللہ شیئا کا یہ ترجمہ کہ نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ بالکل غلط ترجمہ اور احادیث کے خلاف ہے۔ حضور کی طرف اس کو نسبت کر دینا افتراء اور بکثرت احادیث صحیحہ کی مخالفت ہے۔ صواعق محرقہ صفحہ ۹۲ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بر سر منبر فرمایا ان قوموں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں کہ روز قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی۔ ہاں خدا کی قسم میری قرابت دنیا و آخرت میں موصولہ ہے۔ اور میں اے لوگو حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں۔ ایک تو وہ لوگ تھے جن کا حضور نے قسم کھا کر رد فرمایا مگر بہت بدتر یہ وہابی ہے۔ جو حضور کی قسم کے بعد بھی پھر وہی بکواس کرتا ہے۔ صواعق محرقہ صفحہ ۹۵ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ صاحب عفت ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت تک کو آتش دوزخ پر حرام کر دیا۔ وہابیہ سے پوچھو اب بھی کچھ خبر ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کام آئے۔ صواعق محرقہ صفحہ ۹۴ میں لکھتے ہیں آپ کا یہ ارشاد کہ لا اغنی عنکم اس کے یہ معنی ہیں کہ میں تم کو محض اپنی ذات سے اللہ کے عذاب سے بے نیاز نہیں کر سکتا بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اکرام فرمائے اور شفاعت و مغفرت وغیرہ کرامت کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مخاطبہ ان سے اس لئے فرمایا کہ آپ کو مقام تخویف کی رعایت اور عمل پر ترغیب منظور تھی اور یہ خواہش تھی کہ اہل بیت و اقارب تقوی و خشیت الٰہی میں اوروں سے اعلیٰ و اولیٰ ہوں۔ بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حضور نے پہلے فرمایا تھا اس کے بعد حضور کو اس کا علم دیا گیا کہ آپ کے ساتھ نسبت رکھنا آخرت میں نافع ہو گا۔ اور یہ کہ آپ مقبول الشفاعت ہیں۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف ج ۴ صفحہ ۲۹۲ میں فرماتے ہیں۔

من املک نیستم مر شمارا از عذاب خدا چیزے را یعنی بے اذن او و امر او مرا قدرت تصرف و دخل دراں نباشد۔

مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۲۳ میں بھی لکھا ہے۔ اب ثابت ہو گیا کہ حدیث لا اغنی عنک من اللہ شیئا کو انکار شفاعت کی دلیل بنانا باطل اور احادیث و شروح احادیث کے خلاف ہے۔

اقول۔ مولوی نعیم الدین نے اپنے جبلی پیشہ و شیوہ ت... قدہ فریب کاری افتراء پردازی بہتان بندی کا یہ تلبیس ابلیس لعین عوام کو مغالطہ میں ڈالا ہے حسب ذیل ہے۔ اولاً یہ کہ چار جگہ اسی مضمون کو بوجہ مغالطہ دہی عوام الناس کے بار بار اولٹ پلٹ کر کے لوٹایا گیا جو محض جہل مرکب ہے جس کے مفصل جوابات اپنے اپنے محل میں گزر چکے۔ ثانیاً یہ کہ مفتری خائن نے خود صفحہ سطر پانچ میں

تقویۃ الایمان سے نقل کیا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کام نہیں آتی اور یہاں اس مقام پر لفظ فقط کو اڑا دیا جس کے صریح الفاظ تقویۃ الایمان میں یہ ہیں۔ کہ جب تک کچھ معاملہ اللہ ہی سے صاف نہ کرے۔

"فقط قرابت کام نہیں دیتی"

نہ کہ مطلق نفع نہ پہنچنا۔ چنانچہ تقویۃ الایمان کا پورا فائدہ اس حدیث کے متعلق ناظرین ملاحظہ فرمائیں

"ف یعنی اور جو لوگ کسی بزرگ کے قرابتی ہوتے ہیں ان کو اس کی حمایت پر بھروسا ہوتا ہے اور اس پر مغرور ہو کر اللہ کا خوف کم رکھتے ہیں سو اسی لئے اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ اپنے قرابتیوں کو ڈرا دیوے سو انہوں نے سب کو اپنی بیٹی تک کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آتی جب تک کچھ معاملہ اللہ ہی سے صاف نہ کرے تو کچھ کام نہیں نکلتا"

اسی طرح مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی مولانا شہید مرحوم کے تایا ابا استاد و شیخ شفیق مسلمہ مولوی نعیم الدین سے در بارہ شفاعت قریب ہی گزر چکا ہے۔ ثالثاً یہ کہنا کہ انکار شفاعت میں اس حدیث کو پیش کرنا فریب کاری ہے۔ حدیث میں کوئی لفظ بھی نہیں جس سے شفاعت کی نفی ہوتی ہے یہ محض تقویۃ الایمان پر بہتان بندی ہے کیونکہ یہ حدیث رد شرک فی التصرف کے بیان میں واقع ہے ہرگز اس میں کوئی لفظ اور حرف شفاعت کا مذکور نہیں ہوا۔ بلکہ خود مولوی نعیم الدین نے دروغ گو را حافظہ نباشد۔ صواعق اور اشعۃ اللمعات سے اس حدیث میں نفی و اثبات شفاعت باذن اللہ دونوں ہی نقل کئے ہیں ؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔ رابعاً لا اغنی عنک من اللہ شیئا۔ کا اپنے کمال جہل سے حضرت راسخ فی العلوم مولانا شہید مرحوم کے ترجمہ کو غلط بتایا۔ اور حدیث صواعق کے خلاف حدیث صحیحین بخاری و مسلم کو معاذ اللہ بکواس بتایا۔ حالانکہ دونوں میں کوئی خلاف نہیں ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ چاہ کنندہ را چاہ درپیش۔ خود صواعق سے وہی معنی نقل کئے۔ کہ میں تم کو محض اپنی ذات سے اللہ کے عذاب سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔ بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر شفاعت کا اکرام فرمائے۔ یہ مخاطبہ برعایت مقام خوف فرمایا اھ ملخصاً۔ علی ہذا فتح الباری

شرح صحیح بخاری پارہ ۱۹ صفحہ ۲۴۹ میں یہی مرقوم ہے:

او کان المقام مقام التخویف والتحذیر وانہ اراد المبالغۃ فی الحض علی العمل ویکون فی قولہ لا اغنی شیئا اضمار الا ان اذن اللہ لی بالشفاعۃ

اور اشعۃ اللمعات ج ۴ صفحہ ۱۷۹ میں ہے

وہ اولاد شریف پیغمبر را بترسانید و فاطمہ زہرا جگر گوشہ و سیدۂ نساء عالم ست کہ آتش دوزخ بوئے حرام شدہ و داخل ایں انذار ساخت و فرمود زیرا کہ من مالک نیستم مر شمارا از عذاب خدا چیزے را یعنی بے اذن او و امرا و مرا قدرت تصرف و دخل دراں نباشد و ایں از تخویف و انذار و مبالغہ در آنست و اوجود آں خوف او بالاتر ست و بالجملہ مامور شدہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بانذار پس امتثال کرد ایں امر را و ای فاطمہ جگر گوشہ محمد بطلب ہر چہ خواہی از مال من از عذاب خدا و گرفت مرا فائدہ نمیکنم چیزے را۔ انتہیٰ

چنانچہ مظاہر حق ج ۴ صفحہ ۱۰۸ میں جس کا مولوی نعیم الدین نے حوالہ دیا ہے اس کا ترجمہ مرقوم ہے کہ نہ اولاد شریف کو بھی ڈرایا اور فاطمہ زہرا کہ جگر گوشہ حضرت کی اور سیدہ نساء عالم کی ہیں اور آگ دوزخ کی ان پر حرام ہوئی ان کو بھی داخل اس ڈرانے کے کیا اور میں نہیں مالک یعنی میں نہیں قادر ہوں اس پر کہ دفع کروں تم سے اللہ کے عذاب میں سے کچھ بھی اگر ارادہ کرے عذاب دینا تمہارا اور یہ فرمایا۔ آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت سے

قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا	وہ کہہ پس کون مالک ہے واسطے تمہارے اللہ کے عذاب سے کسی چیز کا اگر ارادہ کرے ساتھ تمہارے ضرر کا یا ارادہ ساتھ تمہارے نفع کا۔

بلکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ	وہ کہہ نہیں مالک ہوں میں اپنے جان کے نفع اور نہ ضرر کا مگر جو کچھ چاہے اللہ۔

اور اس حدیث میں نہایت ڈرانا اور مبالغہ ہے اس میں اور باوجود اس کے خوف اس کی بے پرواہی کا باقی ہے غرض کہ حکم ہوا حضرت کو ڈرانے کا پس بجا لائے اس کو۔

و مانند اے فاطمہ بیٹی محمد کی مانگ مجھ سے جو چاہے میرے مال میں سے نہیں دور کر سکتا میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ۔

پس ناظرین اہل انصاف و دیانت ان مضمون ترجموں۔ تقویۃ الایمان۔ اور اشعۃ اللمعات مظاہر حق۔ مع متن صحاح کو ملا کر دیکھیں سوائے فرق الفاظ کے معنی واحد ہیں۔ اور مزید بیان الفاظ تقویۃ الایمان سے نیز۔ معہذا خود مولانا شہید مرحوم دوسرے باب تقویۃ الایمان صفحہ ۱۷ میں بحکم وحی بشارت کی حدیث نقل فرماتے ہیں۔

فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ و ان الحسن والحسین سید اشباب اہل الجنۃ	یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا سردار ہیں اہل جنت کی عورتوں کی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما سردار ہیں اہل جنت کے نوجوانوں کے۔

مگر باوجود اس شرف و عزت اور جاہ کے اولو العزم تو بلرزاں رہتے ہیں۔ نزدیکاں را بیش بود حیرانی۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

گر بمحشر خطاب قہر کند … انبیاء را چہ جائے معذرت ست

اب مولوی نعیم الدین ان اکابر علماء کو بھی حسب کارندہ عادت بے دین، غلط ترجمہ احادیث کے خلاف افتراء رکھ اس باطل کا مورد بنائے تب کہیں مولانا شہید مرحوم پر اپنی خباثت و شیطنت کیسے اور سیہ کاری کا پردہ خوب واضح ہو کر فاش ہو ورنہ ایں خیال است و محال است و جنون۔

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد … میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

الحمد للہ کہ بحث شفاعت بتمام و کمال اہل حق متبعین توحید و سنت کے حق میں بشارت و فرحت عظیمہ اور مبتدعین گور پرستوں کے لئے باعث صد ہزار حسرت و ندامت و محرومیت ختم ہوئی۔ باقی تفصیل شفاعت مولوی نعیم الدین کے جواب میں اوپر اپنے مقام پر گذر چکی ہے والحمد للہ

الزامات و اتہامات کی حقیقت

قولہ صفحہ ۲۲۲-۲۲۳۔ تقویۃ الایمان کی بد عقیدگیوں گستاخیوں گمراہیوں کے چند نمونے شان الٰہی میں وہابیہ کے ناپاک عقیدہ۔ اور ان اتہامات خبیثہ گندہ دہنیوں کے دندان شکن جوابات۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۳

"غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہے جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے"

اس کے صاف یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم لازم و ضروری تو ہے نہیں بلکہ ممکن و اختیاری ہے

[1] واضح رہے کہ یہاں تک مرحوم اخبار اہل حدیث امرتسر میں یہ کتاب طبع ہو چکی ہے از نمبر ۱۲ جلد ۳۰ مورخہ ۶ ذو الحجہ ۱۳۵۱ھ تا نمبر ۱۹ جلد ۳۴ مورخہ ۸ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۳۷ء گویا ۸۰ نمبروں میں اور باقی بقیہ قسطوں میں کر لیجئے اس کے بعد کا حصہ غیر مطبوعہ معلوم ہوتا ہے جیسے مؤلف مرحوم بھیجتے جاتے دیسے ویسے بعینہ کتاب شائع کر دی جاتی تھی (محمد عطاء اللہ حنیف رمضان ۱۳۸۳ھ)

چاہے دیہات کرے چاہے جاہل رہے یہ حقیقت کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پکارتا تھا معاذ اللہ تقویۃ الایمان
مصنف مذکور نے کہا چاہیے نہ کیا پکارنے گستاخی کی ہے۔ جاہل سے جاہل بھی ایسی بے ادبی کی
جرأت نہ کرے گا۔ یہ ہے بے دین کا ایمان۔ اور یہ گستاخیاں دیکھتے ہوئے بھی دل کے اندھے اسی کا
اتباع کئے جاتے ہیں اور اس کی طرف داری میں اپنا دین برباد کرتے ہیں۔ شان الٰہی میں ایسا ناقص کلمہ
کو دیکھ کر ان کا دل بیزار نہیں ہوتا۔

اقول: اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ یہ محض کذب و افترا ہے چنانچہ اس کا مفصل بیان مدلل
بقرآن و حدیث و کلام اکابر ائمہ دین و علمائے متقدمین مسلمہ مولوی نعیم الدین کے ص۱۸۰ کے جواب میں
گزر چکا ہے۔ یہ محض عوام الناس کو مغالطہ میں مبتلا کر کے بار بار لوٹانا مقصود ہے۔ اور بس جبکہ خود مولوی
نعیم الدین نے بعنوان چاہ کندن را چاہ درپیش ص۱۸ کے حاشیہ پر لکھا یعنی آیہ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ
کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں یعنی وہ ہر چیز جو اس غیب تک پہنچتی اور اس کو
حاصل کرنے کا ذریعہ ہو تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ غیب تک نہیں پہنچا۔ اور اس کو غیب کی اطلاع حاصل
نہیں جو وہ کنجیوں کے ذریعہ سے پہنچ کر غیب کو حاصل کرے فما هو جوابکم فهو جوابنا۔ تازیانہ
کفر منجانب اللہ اپنے ہی ہاتھ سے خود اپنے ہی منہ پر مار کے وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ
اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ کا خود اپنے آپ کو مورد بنایا

علیٰ ہذا مولوی نعیم الدین کے بیان مکر کی حقیقت ناظرین غور فرمالیں۔

حق تعالیٰ نے انسان کو اپنی حکمت بالغہ سے صاحب عقل بنایا کہ عالم کے عجائبات
مصنوعات دیکھ کر آنکھیں کھولے اور دل حاضر کر کے پہچانے کہ سب کا بنانے والا ایک ہی الٰہ
مالک الملک مختار ہے اسی کی عبادت لائق ہو سکتی ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور
نہ کسی کی ہرگز عبادت ہو سکتی ہے۔ پھر باوجود اس عطائے نعمت عقل کے انسان اگر اندھا ہو کر بے عقل
بن جائے تو وہ اپنی سزائے ابد کو پہنچے۔ پس یہ ایک امتحان منجانب اللہ تعالیٰ انسان صاحب عقل
کے لئے ہے جس کے بڑا بھلا انسان کے سامنے رنگ بدل بدل کر آتے ہیں چنانچہ دجال کا بڑا
زبردست فتنہ و امتحان مومن و کافر میں فرق ظاہر فرمانے کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ مومن
کے لئے کھلی صنم پرستی یعنی مورتوں صورتوں کو پوجنا شیطان کے مکر کے لئے اتنا سہل نہیں ہے
جس قدر وثن پرستی یعنی گور پرستی تعزیہ نشان جھنڈے شہیدوں کے طاق وغیرہم پوجنا سہل ہے
اسی لئے ابتدائے بت پرستی کی گور پرستی ہی سے شروع ہوتی ہے کیونکہ صالحین کی محبت کے

[illegible] اندر حرکت منتشر ہوتا ہے [illegible] ظاہر ہوتا ہے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی امت کو بتلایا اور دعا کی۔

اللّٰهم لا تجعل قبری وثنا یعبد
"اے میرے اللہ نہ بنا میری قبر کو وثن کہ عبادت کیجاوے۔"
الحدیث رواہ مالک فی الموطا

اور خود مولوی نعیم الدین کی مسلمہ معتبر کتاب سعد المختار ص[illegible] میں مرقوم ہے

اصل عبادة الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد
"اصل عبادت کرنا بتوں کی صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا ہے۔"

اور مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی عطایا القدیر حسنی پریس بریلی کے ص میں لکھتے ہیں
"اللہ عز و جل ابلیس کے مکر سے پناہ دے دنیا میں بت پرستی کی ابتدا یونہی ہوئی کہ صالحین کی محبت
میں ان کی تصویریں بنا کر رکھیں اور ان سے لذت عبادت کی تائید بھی شدہ شدہ وہی
معبود ہو گئیں۔"

چنانچہ منافقین امت بوجہ ظاہری اسلام کے مورتوں کو نہیں پوجتے تھے۔ بلکہ کفر باطنی کے باعث وثن
پرستی کرتے صحیح بخاری پارہ ۲۶ ص۱۰۶۷ میں روایت ہے۔

ویبقی ہذہ الامۃ فیہا منافقوها
"اور باقی رہ جاوے گی دوزخ میں یہ امت جس میں منافقین ہوں گے۔"

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔

واکثر المنافقین کانوا یعبدون غیر اللہ من الوثن وغیرہ
"اکثر منافقین وثن وغیرہ غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے۔"

اور ہم پر سر دعا۔ تقویۃ الایمان میں حدیث صحیح مسلم جو مشکوٰۃ ص۴۸۱ سے مرقوم ہے
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ عیسیٰ بیٹے مریم کو سو وہ
ڈھونڈے گا اس کو پھر تباہ کر دے گا اس کو پھر بھیجے گا اللہ ایک باد ٹھنڈی شام کی طرف سے
سو نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو مگر کہ مار ڈالے گی اسی کو۔

فیبقی شرار الناس فی خفۃ الطیر واحلام السباع لا یعرفون معروفا ولا ینکرون منکرا فیتمثل
"پھر باقی رہ جاویں گے برے برے لوگ جو ہوں گے جیسے جانور پرند۔ اور پھاڑ کھانے کو کریں گے اور نہ
سمجھیں کسی اچھی بات کو اچھی نہ بری سمجھیں کسی بری کو"

ثم لقیھم الشیطان فیقول الا تستحیون ... ات کو پھر بھیس بدل کر ان لوگوں کے پاس

فیقولون ماذا تامرنا فیامرھم — شیطان سوجھے گا کیا تم کو شرم نہیں آتی تو کہیں

بعبادۃ الاوثان وھم فی ذلک — گے تو کیا بتاتا ہے ہم کو سو جاوے گا ان کو پوجنا

دار رزقھم حسن عیشھم — بتوں کا اور ان کی اس میں بھلی ہوئی روزی اچھی

طرح گزرے گی زندگی "

ف یعنی آخر زمانہ میں ایماندار لوگ مر جاویں گے اور محض بے وقوف لوگ رہ جاویں گے کہ رات دن پرائے مال کھا جانے کی فکریں ہیں نہ بھلا سمجھیں نہ برا پھر شیطان جاوے گا کہ محض بے دین ہو جانا بڑے شرم کی بات ہے سو دین کا شوق ہوگا مگر اللہ و رسول کے کلام پر نہ چلیں گے بلکہ اپنی عقل سے دین کی راہیں نکالیں گے سو شرک میں پڑ جاویں گے اور اس حال میں بھی ان کو روزی کی کشائش اور زندگی کا آرام مل جاوے گا وہ اس سبب سے اور زیادہ شرک میں پڑیں گے کہ جوں جوں ہم ان کو مانتے ہیں توں توں مرادیں ملتی ہیں سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہیئے کہ بعضے وقت بندہ شرک میں پڑا ہوتا ہے اور اس کے غیر سے مرادیں مانگتا ہے اور اللہ اس کی بھلائی کو وس کی مرادیں پوری کرتا ہے اور وہ یوں سمجھتا ہے کہ میں سچی راہ پر ہوں۔ سو مراد نہ ملنے کا اعتبار کیجئے اور سچا دین توحید کا اس لئے نہ چھوڑ دیجئے "

پس شرک کرنے سے اگر عیش و عشرت ہو اور توحید پر قائم رہنے سے تنگ دستی و عسرت ہو تو ایسے عیش پر لات مار کر تنگ دستی کے ساتھ توحید کو مضبوط پکڑے کہ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے اہل عقل کے لئے امتحان ہے۔ بغرض امتحان باطل کو مزین کر کے حق کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے کھوٹے کو کھرے کے ساتھ ملا کر پرکھنے کو دیا جاتا ہے تو جس نے حق و باطل میں تمیز نہ کی توحید و شرک کے فرق کو اچھے برے کو نہ پہچانا امتحان میں ناکامیاب رہا اور جس نے سمجھا کہ باطل کے ساتھ آسائش مل رہی ٹھیک ہے اس نے شیطان کے مکر پر غرہ کیا اللہ بھی اس کے خیال کے مطابق اس کو ڈھیل دے کر یک لخت پکڑ لیتا ہے جس کو مبنی بر مکر تعبیر فرمایا گیا چنانچہ یہود دشمنان حق تعالیٰ نے مکر و فریب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے منصوبے لگائے اور مکان کا محاصرہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو براستہ روشندان نکال کر آسمان پر اٹھا لیا اور ایک دوسرے کو ان کا ہم شکل کر دیا جب وہ لوگ مکان میں گھسے تو بزعم خود عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی۔ اسی کو فرمایا حق تعالیٰ نے قرآن پاک پارہ ۳ سورہ آل عمران میں۔

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ — یعنی سو اور فریب کیا کافروں نے اور تدبیر کی اللہ نے

الملک الحق ... بسم اللہ ...

ملاحظہ حضرت صالح علیہ السلام کو آپ کی قوم نے نہایت تکالیف پہنچائیں اور ستایا آپ کی اونٹنی ناقۃ اللہ کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور آپ کے قتل کی فکر و مکر میں لگے رہے چلی گیا اس ارادہ سے قسمیں کھا کر نکلے اس پر اللہ نے ایک عذاب بھیجا اور سارے ہلاک ہو گئے۔ دیکھو قرآن پاک پارہ ۱۹ سورۂ نمل حق تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ — اور انہوں نے بنایا ایک فریب اور ہم نے بنایا ایک فریب اور ان کو خبر نہ ہوئی پھر دیکھ لیا ہوا انجام ان کے فریب کا کہ ہم اکھاڑ مارا ان کو اور ان کی سب قوم کو "

اسی طرح بکثرت آیات ہیں اور عرف شرع میں تفسیر مظہری ص ۳۳۵ میں مرقوم ہے

والمکر فی الاصل حیلۃ یجلب بھا غیرہ الی مضرۃ فلا یسند الی اللہ تعالیٰ الا علی سبیل المقابلۃ — مکر اصل میں حیلہ کرنا ہے جس سے غیر کو نقصان و مضرت پہنچائی جاتی ہے پس اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی جاتی مگر مقابلۃً "

چنانچہ تقویۃ الایمان میں بھی یہی فرمایا گیا کہ "کہ اللہ کے مکر سے ڈرا چاہیئے" یعنی بے خوف و نڈر نہ ہونا چاہیئے کہ مکر شیطان کے باعث ظاہر میں شرک کرنے سے اگر آسائش پہنچے تو اللہ عزوجل کا سخت غضب و عتاب مکر کا بدلہ مکر سے مقابلۃً ہوتا ہے۔ ناظرین نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ تعصب مولوی نعیم الدین نے اپنی بد لگامی اور جہل سے آیات قرآنی پر کیسا حملہ کیا اور متبعین قرآن و حدیث کو اپنے غیظ و غضب سے گستاخ جاہل بے ادب بے دین بتا کر اتباع کرنے والوں کو اندھا طرف دار بنا کر بیزاری کا شوق دلایا۔ مگر متبعین خالص شیطان لعین کے مکر کا شکار ہو کر اتباع قرآن و حدیث سے ہرگز بیزار نہیں ہو سکتے ولو کرہ المجرمون الماتعون

قولہ: ص ۳۴۴-۳۴۶ خدا کو قانون کی بے قدری کا خوف معاذ اللہ تقویۃ الایمان ص ۲۳۔

بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جاوے تو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔ سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے

دیکھئے کیسی کھلی بے ایمانی ہے اللہ تعالیٰ پر ترس آتا قانون کی بے قیدی سے ذرا ظاہری دکھاوے کے لئے سفارش کا نام کرنا کیسے کیسے عیوب لگائے۔ خدا کے لئے مورچھل اور شامیانہ کھڑا کرے۔ کیا وہابیہ نے اپنے خدا کے لئے کوئی قبر تجویز کرلی ہے جس کو بوسہ دینا، مورچھل جھلنا شامیانہ کھڑا کرنا اپنے لئے خاص کیا ہے یا وہ خدا کسی مجسم کو مانتے ہیں۔ اور یہ شاہ، بندگی وہابیہ کس تیرتھ میں جا کر ادا کرتے ہیں۔ خدا کا شریک ٹھہرانے سے صرف چالیس دن کی عبادت کا نقصان تقویۃ الایمان صفحہ ۵۹ میں مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث نقل کی من اتی عرافا فسألہ عن شئ لا یقبل لہ صلاۃ اربعین یوما اس لئے قطع نظر کر حدیث کے لفظ بدل ڈالے لم یقبل کا لا یقبل کردیا اربعین لیلۃ کا اربعین یوماً بنا دیا چونکہ لیلۃ کا لفظ محتمل تھا کہ مراد نماز تہجد ہو جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے شرح میں فرمایا۔ اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۵۴۴۔ اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے کہ حدیث وارد ہوئی کاہن اور منجم کے حق میں جو علم غیب کا دعویٰ کرتا ہو۔ تقویت الایمان والے نے اصحاب کشف و استخارہ کو بھی اس میں داخل کردیا چنانچہ صفحہ ۲۰ پر لکھا اور کشف و استخارہ کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں۔ یہ معنوی تحریف ہوئی استخارہ مسنون ہے اور کشف اہل اللہ کے لئے احادیث سے ثابت ہے۔ بد نصیب نے اہل اللہ کو مشرک بنا ڈالا۔ اہل اللہ کو مشرک بنانا تو اس شخص کی عادت ہی ہے۔ شرک قرار دیتے ہوئے اس کی سزا صرف چالیس روز کی عبادت کا نامقبول ہونا وہ بھی اتنا کہ فرض ادا بھی ہو جائے۔ جیسا مجمع البحار میں ہے۔ تو اس شخص کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا صرف یہ مرتبہ ہے کہ اس کے ساتھ شرک کرنے سے فقط چالیس روز کی نماز بے نور ہو جاتی ہیں۔ قضا تک لازم نہیں آتی یہ ہے وہابیہ کے دلوں میں خداوند عالم کی عظمت۔

اقول ۔ یہ محض تقویۃ الایمان پر بہتان ہے۔ بلکہ اس میں مثال و تشبیہ دنیوی بادشاہ و امیر سے صرف امیر کا بادشاہ کی مرضی پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرنے اور بادشاہ کے معاف کردینے سے شفاعت باذن اللہ تعالیٰ کے معنی و توضیح سے عوام کی غلطی کا ازالہ کرنا مقصود ہے نہ کہ کل امور مندرجہ تمثیلی صورتوں سفارش کو بعینہٖ حق تعالیٰ کے لئے معاذ اللہ ثابت کرنا۔ جو افترائے محض ہے جس کی مفصل و مدلل تشریح صفحہ ۱۹۵۔ صفحہ ۲۲۵ کے جواب میں گذر چکی پھر بار بار کوٹنا تا محض بوجہ مغالطہ دہی عوام الناس باعث جہل ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے اپنے زعم باطل میں ہم چنیں دیگرے نیست کھلی بے ایمانی قرار دے کر خود اپنے ہی اوپر آسمان کا تھوکا لوٹایا ہے علیٰ ہذا ہرگز تقویۃ الایمان میں خدا کے لئے مورچھل اور شامیانہ کھڑا کرنا نہیں ہے

بعد ہزار بار لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین۔ چنانچہ اس کی بھی تفصیل و تشریح صفحہ ۱۶۲ کے جواب میں گزر چکی۔ پھر جو کچھ اس پر الزام اور مرتب کیا وہ بھی سب کچھ خود مولوی نعیم الدین ہی کے گلے کا طوق بنا کہ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ۔

اب حدیث مرقومہ مشکوٰۃ منقولہ تقویۃ الایمان جس میں مولوی نعیم الدین کا اپنی جہالت و حماقت قدیمانہ سے یہ اعتراض کہ لفظ بدل ڈالے لم یقبل کا لا یقبل۔ لیلۃ کا یوما بنا دیا۔ اگر یہ اعتراض بجا ہوتا تو قطع نظر کہنے کے کیا معنی یہ تو بڑا بھاری الزام تھا معلوم ہوا یہ کچھ بھی نہیں محض ہوا بندی اور جہل و عناد ہے کیونکہ اولاً صاحب مشکوٰۃ نے صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۲۳۳ سے نقل کیا اور خود صحیح مسلم میں لم تقبل ہے اور مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۳ میں لا یقبل ہے۔ پھر صحیح مسلم پر۔ عن صفیۃ عن بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور مشکوٰۃ میں عن حفصۃ منقول ہے۔ پھر فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ اول صفحہ ۱۱۱ میں بھی مطابق مشکوٰۃ منقول ہے چنانچہ فرماتے ہیں واما المقبول المنفی فی مثل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتی عرافا لم تقبل لہ صلاۃ فھو التحقیق پس صاحب مشکوٰۃ کی تبدیلی الفاظ پر مولوی نعیم الدین کا بھیگی بلی کی طرح مرعوب ہو کر نطق بند ہو جانا اور مولانا شہید مرحوم پر نیلی پیلی آنکھیں نکال کر گیدڑ بھبکی کھسیانی کھمبا نوچے کمال دلیل عجز ہے پھر ان سب کی مفصل تشریح فتح الباری میں مرقوم ہے جس میں ان کا صراحتاً ثبوت ہے جو مولوی نعیم الدین کی مسلمہ کتاب ہے اگر جہل نہ ہوتا اور فتح الباری کو دیکھا ہوتا تو ہرگز اعتراض نہ ہوتا۔ چنانچہ پارہ ۲۴ صفحہ ۲۲۸ میں فرماتے ہیں۔ واخرجہ مسلم من حدیث امرأۃ من ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن الرواۃ من سماھا حفصۃ بلفظ من اتی عرافا واخرجہ ابو یعلی من حدیث ابن مسعود بسند جید لکن لم یصرح برفعہ ومثلہ لا یقال بالرای ولفظہ من اتی عرافا او ساحرا او کاھنا وا تفقت الفاظھم علی الوعید بلفظ حدیث ابی ھریرۃ الا حدیث مسلم فقال فیہ لم یقبل لھا صلاۃ اربعین یوما ووقع عند

ہ میرے سامنے تقویۃ الایمان کا جو مطبوعہ نسخہ ہے اس میں مشکوٰۃ کے مطابق ہی الفاظ ہیں۔ اور یہ نسخہ متعدد نسخوں سے مقابلہ کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں تقویۃ الایمان کے اصل متن لا لا اشاعات میں جسے حضرت مولانا نواب سید محمد صدیق حسن خان علیہ الرحمۃ نے شائع کرایا تھا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ من اتی عرافا فسألہ عن شئ لم تقبل لہ صلوۃ اربعین لیلۃ رواہ مسلم ملاحظہ ہو مطبوعہ مجموعہ تحفۃ الشمر فی منقبۃ الاثر ص ۲۰) نا بریں اگر مؤلف الطیب البیان اپنی نقل میں سچے ہیں تو یہ ناقلین و ناشرین کی بے احتیاطی کا نتیجہ ہے مولانا شہید پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں کی جاسکتی واللہ اعلم (ع-ح)

الطبرانی من حدیث انس ومن اتاہ غیر مصدق لم تقبل صلاتہ اربعین یوما والوعید جاء تارۃ بعدم قبول الصلاۃ وتارۃ بالتکفیر فیحمل علی حالین من الآتی اشار الی ذلک القرطبی

جس سے واضح ہوا کہ محدثین الفاظ مختلفہ کو باعتبار متعدد طرق کے نقل میں جمع فرماتے ہیں چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم میں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے باسناد جید ابو یعلیٰ میں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بلفظ لم یقبل لہ صلاۃ اربعین یوما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے طبرانی میں غیر مصدق لم تقبل صلاتہ اربعین یوما اور ان سب میں وعید ہے کسی میں عدم قبول صلوٰۃ اور کسی میں اس کے فاعل پر تکفیر پس مختلف حالتوں پر محمول فرمایا گیا ہے اور یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ اللمعات ج ۳ صفحہ ۵۹ پر جس کو مولوی نعیم الدین نے چھوڑ دیا فرماتے ہیں

نماز چہل شب وروز ضائع وناقبول افتد ۔ واعمال دیگر بطریق اولیٰ ناقبول خواہد شد ۔ اگرچہ تخصیص بشب کرد اما تمام روز وشب مراد ست وایں چنیں بسیار افتد کہ شب یا روز را ذکر کنند ودیگرے را تابع آں دارند اھ

"نماز چالیس رات دن کی ضائع اور نامقبول ہوگی ۔ دوسرے اعمال تو بطریق اولیٰ نامقبول ہو جاویں گے ۔ اگرچہ رات کی تخصیص کی لیکن تمام دن رات مراد ہے ۔ اور اسی طرح اکثر ہوتا ہے کہ رات یا دن کا ذکر کرتے ہیں یا دوسرے کو اس کا تابع رکھتے ہیں"

پھر اس حدیث میں بقرینہ صرف سوال کا ذکر غیر مصدق طور پر ہے جس کی تشریح مشکوٰۃ فصل ثانی کی پہلی حدیث میں من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول فقد بری مما انزل علی محمد وارد ہے چنانچہ اس کو خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے بڑے معتمد مولوی نعیم الدین کے بھی انہوں کتاب تمہید ایمان مطبوعہ اہلسنت بریلی کے صفحہ ۳ میں نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من اتی عرافا او کاھنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رواہ احمد والحاکم بسند صحیح عن ابی ھریرۃ ولاحمد وابی داؤد عنہ فقد برئ مما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

"جو کوئی نجومی یا کاہن کے پاس آیا اور اس نے جو کچھ کہا اس کی تصدیق کی تو اس نے کفر کیا اس کا جو کچھ نازل ہوا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ۔ دوسری روایت میں ہے پس تحقیق بری ہے وہ اس سے جو نازل ہوا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر"

پہلی پر بھی ۔ کیونکہ مشکوٰۃ اور ابوداؤد ج ۲ صفحہ ۱۸۹ میں لفظ انزل مرقوم ہے اور مولوی صاحب بریلوی نے نزل نقل کیا ہے ۔ مثل ہذا مولوی صاحب بریلوی کے فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۲۲۷ میں آیت سورۃ احقاف پارہ ۲۶ میں بجائے انی من المسلمین کے وانا من المسلمین ۔ انی کو انا بنا کر لکھا ہے ۔ اور سب سے زائد شر کہ خطیب مولوی نعیم الدین نے یہ ڈھایا کہ فیضان رحمت صفحہ ۱۸ میں الفاظ حدیث ابوداؤد ج ۲ صفحہ ۳۲۵ اللھم اجعل صلواتک ورحمتک علی آل سعد بن عبادۃ کا ترجمہ یہ کیا ۔ "یا رسول اللہ آل سعد پر مغفرت اور رحمت فرما ۔"

پس کس درجہ روشن بیانی سے مولانا شہید مرحوم کی صداقت ودیانت کی تائیدات احادیث سے واضح ہو کر مولوی نعیم الدین کی جہالت ولن ترانیت مانند آفتاب وماہتاب کے آشکارا ہو گئی پھر بیشک استخارہ مسنون اور کشف ثابت ہے مگر اس کا دعویٰ کرنے والا کاذب مدعی علم غیب ہے جس طرح صفحہ ۱۸۵ کے جواب میں مدلل واضح ہو چکا ہے ۔ کسی اہل اللہ نے اس کا دعویٰ نہیں کیا ۔ اور کیونکر اہل اللہ ایسے کر سکتے ہیں کہ وہ باختیار حق تعالیٰ ہے کہ باختیار عبد ۔ بدبخت نابنجار اہل اللہ کو مدعی استخارہ وکشف کا بنا کر خود شرک کا ہار اپنے گلے میں ڈال کر مارگزیدہ بنتے ہیں

قولہ صفحہ ۲۳۶ و ۲۳۷ تقویت الایمان میں قرآن پاک کے کتاب الٰہی ہونے پر بھی حملہ کر دیا انبیاء و اولیاء کی عداوت اس قدر دل میں ہے کہ کتاب اللہ کی عظمت کا بھی لحاظ نہ رہا ۔ انبیاء کی شان میں لکھا ہے اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنا وصدقنا کے کچھ کہہ نہیں سکتے ۔ تقویت الایمان صفحہ ۲۴ ۔ جب انبیاء کا یہ حال ہے کہ معاذ اللہ وہ رعب سے بے حواس ہو جاتے ہیں کلام سمجھ نہیں سکتے دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ کر آمنا وصدقنا کر لیتے ہیں تو یہ بھی مشورہ ہوا کلام الٰہی نہ ہوا کیونکہ کلام الٰہی تو بے حواسی میں سمجھا نہیں دوبارہ دریافت نہ کیا ۔ یہ ہے بے دینوں کا ایمان اگر آج آریوں یا عیسائیوں کی نظر اس کتاب پر پڑے تو وہ اسلام اور کتاب الٰہی پر کیسے حملے کریں ستم یہ کہ ظالم نے یہ مضمون ایک آیت کے تحت میں لکھا جس سے لوگ یہ سمجھیں کہ شاید یہ آیت ہی کا ہی آیا ہے ۔

اقول ۔ اگرچہ دنیا میں ہر قسم کے کذاب ومفتری ایک سے ایک زائد تر ہو گزرے ہیں مگر جس

العین تعمداً وجہل رکھتے ہوئے کوئی نہیں کہا سکتا جس طرح مولوی نعیم الدین نے اپنا پیشہ بنا رکھا ہے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ عقل والا بھی اس کینہ وغیرہ کو پسند نہیں کر سکتا پھر ایمان کا دعویٰ رکھتے ہوئے ظاہر نصوص قرآن و حدیث سے منکر و منحرف ہو جانے کو ادنیٰ سے ادنیٰ اہل ایمان بھی گوارا نہیں کر سکتا حالانکہ یہ مضمون منقولہ تقویۃ الایمان آیت قرآن پاک سورہ سبا پارہ ۲۲۔ حَتّٰٓی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۔ در بارہ فرشتوں کے رد ہے جس کی حقیقت و ثانیہ کا انکشاف ان شاء اللہ العزیز ابھی ہوا جاتا ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے اپنے جہل و عناد سے تقویۃ الایمان پر بہتان بندی افتراء پردازی کر کے قرآن پر حملہ اور انبیاء و اولیاء سے عداوت ہونے کا الزام و اتہام لگا کر خود اپنا ایمان تباہ کیا ورنہ تقویۃ الایمان میں اس کے متعلق نہ کسی نبی کا ذکر نہ کسی نبی کو اس میں مخاطب بنایا نہ اس کا کوئی محل و تعلق چنانچہ ناظرین اہل دیانت کے سامنے آیت کا ترجمہ تقویۃ الایمان سے حسب ذیل ہے

"یعنی یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور ہوتی ہے ان کے دلوں سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے صاحب نے کہتے ہیں کہ حق اور وہی ہے بلند بڑا"

اور مانحن آیت کے پورے الفاظ تقویۃ الایمان کے نقل کردہ خود مولوی نعیم الدین کے سامنے ہی ہیں ملاحظہ کر دیکھیں اگر کسی نبی کو اس کا مخاطب تقویۃ الایمان میں بنایا ہوتا تو علاوہ الفاظ اپنے ثبوت دعویٰ میں کس طرح چھوڑ دیے جاتے۔ سچ ہے تمہاری تحریر کا خود اپنے ہی حلق میں لوٹ کر آتا ہے۔

صحیح بخاری پارہ ۱۹ صـ۷۰۲ باب قولہ حتی اذا فزع عن قلوبھم الخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

اذا قضى الله الامر في السماء ضربت الملائكة باجنحتها خضعانا لقوله كانه سلسلة على صفوان فاذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم قالوا للذي قال الحق وهو العلي الكبير فيسمعها مسترق السمع ومسترق السمع هكذا بعضه فوق بعض ووصفه سفيان

"جس وقت اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے آسمانوں میں تو بوجہ خوف و خشیت کے فرشتے اپنے بازو مارتے ہیں جس طرح زنجیر پتھر پر مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے پس جس وقت ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے صاحب نے کہتے ہیں فرمایا حق اور وہی ہے بلند بڑا پس سنتے ہیں اس کو شیاطین چھپ کر سننے والے اس طرح کہ بعض ان کا اوپر بعض کے ایک کھڑا پر ایک لگا ہوا ہوتا ہے سفیان نے

فحرفها وبدد بين اصابعه فيسمع الكلمة فيلقيها الى من تحته ثم يلقيها الآخر الى من تحته حتى يلقيها على لسان الساحر او الكاهن فربما ادرك الشهاب قبل ان يلقيها وربما القاها قبل ان يدركه فيكذب معها مائة كذبة فيقال اليس قد قال لنا يوم كذا وكذا كذا وكذا فيصدق بتلك الكلمة التي من السماء

پھیلا کر انگلیوں کو اوپر نیچے بیان میں فرق کر کے بتایا پس وہ سنتا ہے کلمہ پس پہنچاتا ہے اپنے نیچے والے کو اسی طرح ہر نیچے والا پھر پیچھے والے کو یہاں تک کہ جادوگروں کاہنوں کی زبان تک پہنچ جاتا ہے پس کبھی گرفتار کرتا ہے اس کو شہاب پہنچنے کے پہلے ہی اور کبھی نیچے والے سے کہنے کے بعد پس وہ ایک کلمہ میں سو جھوٹ اس کے ساتھ ملاتا ہے۔ پس کہا جاتا ہے کیا ٹھیک نہیں کہا گیا ہم سے فلاں فلاں دن پس تصدیق کر لیتے ہیں کلمہ آسمانی کی"

نیز صحیح بخاری پارہ ۳۰ صـ۱۱۲۰ میں آیت حتی اذا فزع عن قلوبھم الخ کے متعلق روایت ہے۔

عن ابن مسعود رضي الله عنه اذا تكلم الله بالوحي سمع اهل السموات شيئا فاذا فزع عن قلوبهم وسكن الصوت عرفوا انه الحق ونادوا ماذا قال ربكم قالوا الحق

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے وحی کے ساتھ سنتے ہیں اہل آسمان کچھ آواز پس جس وقت گھبراہٹ ان کے دلوں سے دور ہو جاتی ہے اور آواز کو سکون ہو جاتا ہے جان جاتے ہیں کہ وہ حق ہے اور غل کرتے ہیں کہ کیا کہا تمہارے صاحب نے وہ کہتے ہیں کہ حق"

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے

ان يزول الفزع عن قلوبهم والمراد بهم الملائكة وهو المطابق للاحاديث الواردة في ذالك فهو معتمد وهكذا احمد عن ابي معاوية ولفظه ان الله عز وجل اذا تكلم بالوحي سمع اهل السماء للسماء صلصلة كجر السلسلة على الصفا فيصعقون

"یہ زائل ہونا گھبراہٹ کا ان کے دلوں سے مراد اس سے ملائکہ ہیں اور یہی مطابق احادیث واردہ کے معتمد ہے مخبران کے حدیث ابی معاویہ اور قیاس یہی سمجھتا ہیں کہ اللہ عز و جل کے کلام وحی کو ملائکہ اہل آسمان کا سبب خوف سے وحشت ہیں آ جاتا اور آسمان میں مانند آواز زنجیر پتھر پر مارنے کے پیدا ہوتا آسمان کا اللہ کے خوف سے [illegible]

فلا نزالوں کذلک حتی یاتیھم جبریل فاذا
جاءھم جبریل فزع عن قلوبھم قال فی
یقولون یاجبریل ماذا قال ربکم قال فیقول
الحق قال فینادون الحق الحق وقع فی حدیث
ابن عباس بن سمعان عند ابی حاتم اذا تکلم اللہ
بالوحی اخذت السموات منہ رجفۃ او قال رعدۃ

طاری ہوجاتا ہے یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام کے آنے
پر یہ بیہوشی کھل جاتی ہے ان سے دریافت
دریافت کرتا کہ کیا فرمایا تمہارے رب نے تو جواب
یہ فرماتا کہ حق پھر الحق الحق کو آپس میں فرمائیں
بھی ایک ان احادیث صحیحہ سے واضح ہوتا ہے
جو تو ان پر ایمان لانا واجب ہے (الافلاص)

پس ناظرین نے ملاحظہ فرمالیا کہ تقویۃ الایمان میں آیت کے ترجمہ اور اس کے فائدہ میں شمہ برابر مخالف نہیں دونوں باہم شیر و شکر ہیں پھر ان پر تائید احادیث سونے پر سہاگہ ہے۔ پھر جو کچھ مولوی نعیم الدین نے اپنی فریب کاری سے اس پر لازم کیا کہ کلام الٰہی نہ ہوا مخصوصہ ہوا۔ دوبارہ دریافت نہ کیا۔ یہ سب بیہودہ گوئی اپنی تراشیدہ اپنی ہی گردن کا طوق بنی کیونکہ ملائکہ لبعد افاقہ خصوصاً حضرت جبریل علیہ السلام سے تصدیق کر کے الحق الحق پکارنے لگے۔ آریہ اور عیسائی وغیرہم کتب خالص توحید الٰہی جس میں عظمت والوہیت باری تعالیٰ عز اسمہ اور خصوصاً حضرات انبیاء اور اولیاء و ملائکہ کی عبدیت باوجود اولوالعزمی کے روشن و تاباں ہے۔ اسی کو اصل اسلام جانتے ہیں برخلاف اس کے کہ جھوٹے مدعیان توحید و اسلام گور پرستوں تعزیہ پرستوں وغیرہم مخلوقات کے لئے علم غیب بتانے والوں کو اسلام سے خارج جانتے ہیں اگر وہ معترض ہوتے ہیں تو انہیں جھوٹے مدعیان پر حملے کرتے ہیں نہ کہ اہل توحید متبعین سنت پر فماذا بعد الحق الا الضلال

مسئلہ ایمان کی بحث

قولہ ص۲۲۷-۲۲۹ (ایمان کے متعلق وہابیہ کے اعتقاد) وہابیہ کے نزدیک ایمان مرکب ہے اس کے دو جزو ہیں۔ توحید اور اتباع سنت یعنی عمل داخل ایمان ہے تقویۃ الایمان ص۷ ایمان کے دو جز ہیں۔ خدا کو خدا جاننا اور رسول کو سمجھنا اور خدا کو خدا سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑے اس پہلی بات کو توحید کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو شرک اور دوسری بات کو اتباع سنت اور اس کے خلاف کو بدعت سو ہر کسی کو چاہیئے کہ توحید اور اتباع سنت کو خوب پکڑے اور شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دو چیزیں اصل ایمان میں خلل ڈالتی ہیں۔

اس عبارت میں ایمان کے دو جزو بتائے توحید اور اتباع سنت اور دونوں کو ایک درجہ میں رکھا

اتباع سنت عمل کے قبیل سے ہے اس کو بھی توحید کی طرح داخل ایمان کیا اور شرک و بدعت کو ایک درجہ میں رکھا کہ جس طرح شرک سے اصل ایمان میں خلل آتا ہے اسی طرح بدعت سے بھی ایمان جاتا رہتا ہے یہ اہل سنت کا مذہب نہیں بلکہ خوارج و معتزلہ کا مذہب ہے اور بکثرت آیات قرآنیہ کے خلاف ہے شرح عقائد میں ہے۔ الکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الایمان الخ شرح فقہ اکبر میں ہے۔ ترک الطاعات بالکلیۃ وارتکاب السیئات باسرھا لا یخرج المؤمن عن الایمان الخ یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ ایمان کے دو جزو کہیں قرآن و حدیث میں تو آئے نہیں خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے نہیں تو بقول صاحب تقویۃ الایمان کے بدعت اصل ایمان میں خلل ڈالنے والی ہوئی وہابیہ سنبھالو تو اپنے پیشوا کا ایمان۔ یہی ان کے نزدیک ایمان کی حقیقت ہے نہ اعتقاد کی ضرورت نہ اقرار کی حاجت ایسا ایمان تو یہود و نصاریٰ بھی رکھتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان قرار نہ دیا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم۔ اب قرآن شریف ملائکہ بعث نار حشر باقی انبیاء و مرسلین کتب سابقہ وغیرہ کسی کو کچھ سمجھے یا نہ سمجھے وہابیہ کے نزدیک مومن ہو چکا ظالم کو آمنت باللہ بھی یاد نہ تھی یا اس کو بھی نہ مانتا ہو۔

اقول، ناظرین نے مولوی نعیم الدین کے ایمان کی حقیقت توحید و سنت سے نفرت اور شرک و بدعت و گور پرستی سے محبت و الفت دیکھ لی کیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں تمام عقائد اسلام اور ارکان احکام داخل نہیں بیشک ہیں اگر سب کو مانتا ہو ورنہ پھر صرف کلمہ پڑھ لینا توحید و سنت پر عمل نہ کرنا۔ شرک و بدعت و گور پرستی سے ڈرنا بیچ ہے چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی فتاوے رضویہ جلد اول ص۳۱ میں لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں (الیضاً ص۱۸۲ میں لکھتے ہیں دو شیاطین الانس کہ کفار و مبتدعین کے داعی و منادی ہیں لعنھم اللہ وخذلھم ابدا ولا نصرنا علیھم نصرا عزیزا مؤبدا آمین نیز مولوی صاحب بریلوی انہی الاکید ص۱۲ میں لکھتے ہیں۔ بیہقی کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کی نماز قبول کرے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ فرض نہ نفل بدعتی اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال۔ نیز جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ حسنی پریس بریلی کے ص۹ میں لکھتے ہیں قرآن و حدیث دونوں ایمان مومن ہیں احادیث کا باربار تکرار اظہار دلوں میں ایمان کی جڑ جمائے گا،،

معلوم ہوا عدم تکرار احادیث سے ایمان کی جڑ میں نقصان پیدا ہوتا ہے اور اس کی تکرار باربار

ہے ایمان کی تجزی جیسی ہے یعنی ان الایمان یزید و ینقص کے معنی باوجود اس کے اس کو اہل سنت کا مذہب نہ بتانا اور اس کے خلاف کے بکثرت آیات قرآنیہ کے خلاف ہونے کی ایک آیت بھی بتانے کی توفیق نہ ہو سکی۔ اور نہ ان شاء اللہ العزیز قیامت تک ہو سکتی ہے۔ جبکہ تمام قرآن پاک میں نجات حق تعالیٰ اور نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں منحصر بتائی گئی ہے اسی کو ایمان اقرار، تصدیق و عمل قرار دیا گیا۔ چنانچہ اس پر قرآن پاک کی صرف دو ہی شہادت بس ہیں، پارہ سورہ نساء میں فرمایا

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ	سو قسم ہے تیرے رب کی ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک تجھ کو منصف نہ جانیں جو جھگڑا اٹھے آپس میں "

یہ آیت بعد کے حق میں ہے پھر ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہچاننے نے کچھ نفع نہ دیا۔ دوسری آیت پارہ سورہ نساء

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ	"جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا "

مگر مقصد مولوی نعیم الدین کا یہ ہے کہ گور پرستی تمام شرکیات و بدعات داخل عمل ہیں خارج ایمان نہیں ہیں اس کے لئے شرح عقائد نہ شرح فقہ اکبر کا حوالہ محض کذب و افتراء علی اللہ و علی الرسول ہے۔ گناہ کو گناہ جان کر نفس شیطانی سے مرتکب ہو جانا اور بات ہے کہ جو خارج از ایمان نہیں کرتا ایسا شخص ناقص الایمان ہے اور گناہ کو بھلا جان کر اس پر اصرار کفر ہے پھر جائیکہ اس کو ایمان و عمل صالح جانا جس طرح گور پرستی و بدعات کو عمل نیک سمجھنا اشد کفر اور خروج از ایمان ہے چنانچہ شرح عقائد میں مرقوم ہے "

والایمان هو التصدیق بما جاء به من عند الله تعالیٰ	"ایمان ہر اس چیز کی تصدیق کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے "

اور شرح فقہ اکبر [illegible] میں مرقوم ہے

والدین اسم واقع علی الایمان و الاسلام والشرائع کلها ای الاحکام جمیعها والمعنی ان الدین اذا اطلق فالمراد به التصدیق والاقرار وقبول	"لفظ شامل ہے ایمان اور اسلام اور تمام احکام پر اور دین کا اطلاق جب کیا جاتا ہے تو مراد اس سے تصدیق اور اقرار اور قبول کرنا احکام انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں"

نیز [illegible] میں ہے۔

لان آلة العبادة قلب ولسان	"تو عبادت کرنے کے آلے قلب اور زبان اور تمام اعضاء ہے"

جسم ہیں "

و جوارح ۔

مولوی نعیم الدین نے اپنی فریب کاری سے عبارت شرح فقہ اکبر جو متعلق اصرار علی الکبیرہ کے کفر میں تھی چھوڑ دی گئی ہے۔ فان المعاصی بریدا الکفر والا فترک الطاعات الخ اور ترک الطاعات سے نقل کیا گیا۔ اب احادیث میں بھی صرف دو ہی شہادتیں اہل ایمان کے لئے کافی ہیں حدیث متفق علیہ صحیحین میں وارد ہے۔

الایمان بضع وسبعون شعبة فافضلها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذی عن الطریق والحیاء شعبة	"ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں افضل ان میں لا الٰہ الا اللہ کہنا اور ادنیٰ ان میں راہ کی ایذا دینے والی چیز کا راستہ سے ہٹانا اور حیا شاخ ہے ایمان کی "

نیز دوسری حدیث میں وارد ہے

لا یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به (مشکوٰۃ ص۳۰)	"نہیں ایمان لائے گا کوئی جب تک خواہش اس کی اس چیز کے جو میں لایا ہوں تابع نہ ہو جائے "

اس کے بعد اہل ایمان کے لئے مزید کسی حوالہ دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہزاروں سے زائد دلائل قرآن و احادیث میں وارد ہیں دین اسلام کا اصل اصول ہی توحید و سنت قرآن و حدیث پر ہے۔ ارکان اسلام میں خصوصاً نماز کے تارک پر جو منجملہ اعمال کے ہے کفر کا اطلاق فرمایا گیا ہے ائمہ کرام رہیں بھی صرف دو ہی شاہد پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ امام صابونی جن کی وفات ۴۴۹ھ میں ہوئی۔ بڑے بڑے محدثین مثل امام بیہقی کے استاد تھے امام بیہقی نے آپ کو امام المسلمین و شیخ الاسلام کہا ہے۔ [illegible] تھے امام الحرمین استاد امام غزالی آپ کی وفات کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا

علیک باعتقاد الصابونی	"تیرے واسطے اعتقاد صابونی کا اتباع لازم ہے "

بستان المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے بھی الامن والعلا میں آپ کو امام شیخ الاسلام لکھا ہے۔ عقائد صابونی مترجم [illegible] میں خود اپنی سند سے مرقوم ہے امام مکی بن سلیم نے فرمایا میں نے دس عالموں سے ایمان کو دریافت کیا سب نے فرمایا ایمان قول ہے اور عمل اور جابر بن حسان ابن جریج، سفیان ثوری، مثنیٰ بن صباح، اور محمد بن مسلم طائفی، فضیل بن عیاض، نافع بن عمر جمحی، سفیان بن عیینہ

لہ امام ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمن [illegible] رشذرات الذہب [illegible] و طبقات سبکی [illegible]

کہ طبع محمدی لاہور [illegible]

لیفہیم یانکو یعنی صلوٰتکو عند بلیت و نماز کو جو منجملہ اعمال کے ہے اصل ایمان قرار دیا گیا
جس کی قدرے تفصیل حسب ذیل ہے۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان مطبع حسنی پریس بریلی کے صلا میں لکھتے ہیں۔

مرقوم ہے۔ اِنَّہَا لَکَبِیۡرَۃٌ اِلَّا عَلَی الۡخٰشِعِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَظُنُّوۡنَ اَنَّہُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّہِمۡ وَ اَنَّہُمۡ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ
اس آیت سے ظاہر کہ بے نماز قیامت آنے کا اعتقاد نہیں رکھتا اور جو اس کا اعتقاد نہیں رکھتا خدا کی بات جھٹلانے والا ہے اس سے ارشاد ہوا۔ وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمُ ارۡکَعُوۡا لَا یَرۡکَعُوۡنَ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ اور جب کہا جاتا ہے ان سے رکوع کرو نہیں کرتے خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے دوسری جگہ اس سے زیادہ تصریح ہے۔ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ لَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ نماز برپا رکھو اور مشرکین سے مت ہو جاؤ اور حدیث میں بھی وارد من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر جس نے نماز قصداً ترک کی پس تحقیق کافر ہوا اسی طرح بہت آیات واحادیث ان سے ہم نے سرور القلوب فی ذکر المحبوب اور اپنی تفسیر میں ذکر کیں بے نمازی کے کفر پر دلالت کرتی ہیں اور امیر المومنین عمر اور سیدنا عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبداللہ اور ابو درداء اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبداللہ بن مبارک اور ابراہیم نخعی اور حکم بن عیینہ اور ابوایوب سختیانی اور ابوداؤد طیالسی اور زہیر بن حرب وغیرہم صحابہ تابعین وائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اسے کافر کہتے اور امام مالک اور امام شافعی قتل کا حکم دیتے ہیں اکثر مالکیہ وحنبلیہ وشافعیہ گردن مارتے اور بعض شافعیہ ومالکیہ تیز ہتھیار سے بدن میں زخم لگاتے ہیں یہانتک کہ مر جاوے یا توبہ کرے۔ امام اعظم اور ابویوسف اور امام مزنی اور حافظ ابوالحسن علی مقدسی اگر توبہ نہ کرے دائم الحبس کرتے ہیں اور بعض شافعیہ ومالکیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ بے نماز کو غسل نہ دیا جاوے اور نماز جنازہ اس کی نہ پڑھی جاوے قبر اس کی بلند نہ کریں بلکہ تذلیل کے لئے زمین کی برابر رکھیں کہ اس نے ایسے عمدہ فرض کو ذلیل سمجھا اور حق اس کا ادا نہ کیا۔ بالجملہ جو قدر و منزلت اس عبادت کی ہے کسی عمل کی نہیں۔ اور جس قدر اہتمام شارع کو اس کا منظور ہے دوسری عبادت کا نہیں،،

پس الحمدللہ کہ مثل آفتاب روشن وتاباں ہوگیا کہ تمام احکام وعمل قرآن واحادیث نیکے، جزاء ایمان ہیں جن کی کمی زیادتی طاعت وعصیاں سے حسب اعتقاد وارشاد حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ کے ایمان میں زیادت ونقصان واقع ہوتا ہے اسی طرح فتح الباری شرح صحیح بخاری

اور حمیدی رحمہ نے فرمایا ایمان قول اور عمل ہے،، حضرت شیخ الشیوخ مولانا شاہ عبدالقادر جیلانی بڑے پیر صاحب رحمہ غنیۃ الطالبین صلا میں فرماتے ہیں

ونعتقد ان الایمان قول باللسان — ،، ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ تحقیق ایمان کہنا ہے زبان سے
ومعرفۃ بالجنان وعمل بالارکان — پہچاننا ہے دل سے اور عمل کرنا ہے ارکان پر بڑھتا ہے
یزید بالطاعۃ وینقص بالعصیان — عبادت وطاعت سے اور گھٹتا ہے گناہوں سے،،

اور مزید تفصیل وبسط صحیح بخاری وفتح الباری شرح صحیح بخاری سے واضح ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ اول کتاب الایمان صلا سے مرقوم ہے۔ الایمان قول وفعل ویزید وینقص قول وعمل وھو اللفظ الوارد عن السلف اطلقوا ذلک۔ فالسلف قالوا ھو اعتقاد بالقلب ونطق باللسان وعمل بالارکان فذھب السلف الی ان الایمان یزید وینقص وانکر ذلک اکثر المتکلمین وما نقل عن السلف صرح بہ عبدالرزاق فی مصنفہ عن سفیان الثوری ومالک بن انس والاوزاعی وابن جریج ومعمر وغیرھم وھؤلاء فقہاء الامصار فی عصرھم وکذا نقلہ ابوالقاسم اللالکائی فی کتاب السنۃ عن الشافعی واحمد بن حنبل واسحٰق بن راھویہ وابی عبید وغیرھم من الائمۃ وروی بسندہ الصحیح عن البخاری قال لقیت اکثر من الف رجل من العلماء بالامصار فما رأیت احدا منھم یختلف فی ان الایمان قول وعمل ویزید وینقص واطنب ابن ابی حاتم واللالکائی فی نقل ذلک بالاسانید عن جمع کثیر من الصحابۃ والتابعین وکل من یدور علیہ الاجماع من الصحابۃ والتابعین وحکاہ فضیل بن عیاض ووکیع من اھل السنۃ والجماعۃ وقال الحاکم فی مناقب الشافعی حدثنا ابوالعباس الاصم انا الربیع قال سمعت الشافعی یقول الایمان قول وعمل ویزید وینقص واخرجہ ابونعیم فی ترجمۃ الشافعی من الحلیۃ من وجہ آخر عن الربیع وزاد یزید بالطاعۃ وینقص بالمعصیۃ ثم تلا وَیَزۡدَادَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِیۡمَانًا الآیۃ وقد استدل الشافعی واحمد وغیرھما علی ان الاعمال تدخل فی الایمان بھذہ الآیۃ وما امروا الا لیعبدوا اللہ الی قولہ دین القیمۃ

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۷ صلا میں مرقوم ہے قال ابن حبان عبادۃ اللہ اقرار باللسان وتصدیق بالقلب وعمل بالجوارح۔

علی ہذا صحیح بخاری پارہ اول صلا باب الصلوٰۃ من الایمان وقول اللہ تعالیٰ وما کان اللہ

مسلم مولوی نعیم الدین سے کاابر ائمہ سلف مثل المحدثین فقہا محققین اہل السنۃ والجماعۃ کا اعتقاد ایمان کے قول وعمل ہونے کا ہے امام بخاری رحمہ اللہ الباری پیشوائے محدثین کا ایک ہزار اہل علم ائمہ دین سے ملنا ایمان کا اسی عقیدہ پر پانا جماعت کثیر صحابہ وتابعین کا اسی پر اجماع ہونا ثابت دمحقق ہے خصوصاً نماز جیسے عمل رکن شریعت حقہ کا قرآن پاک میں ایمان نام رکھنا۔ مولوی صاحب بریلوی کے کلام میں تارک نماز کو قیامت کا جھٹلانے والا۔ کفر وشرک کرنے والا اقرار دیا گیا۔ بکثرت صحابہ وتابعین ائمہ محدثین فقہاء مجتہدین سے اس کا کافر ہونا واجب القتل ہونا پایا گیا حتی کہ اس کے غسل اور نماز جنازہ سے بھی منع کیا گیا۔ یہ عمل فرض کے تارک کے احکام ہیں۔ مگر مولوی نعیم الدین کے نزدیک ایمان کے دو جز توحید وسنت یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قرآن وحدیث خدا ورسول کے فرمان میں ثابت نہیں نہ خان کے نزدیک اہل سنت کا یہ مذہب ہے! بلکہ الٹا اس عقیدہ صحیحہ قطعیہ کے ماننے والے کو بے ایمان ظالم جانتے ہیں خیر اللہ تعالیٰ ایسے کا کہاں ٹھکانا ہو سکتا ہے! دعوی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۔

قولہ ۲۴۰ وہابیہ کے نزدیک دنیا میں کوئی ایمان دار باقی نہ رہا۔ تقویت الایمان ص۵۰۔ حدیث مشکوٰۃ کے ترجمہ میں لکھا۔ پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہوگا۔ ایک رائی کے دانہ بھر ایمان سو رہ جاویں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔ پھر اس کے فائدہ میں لکھا۔ پھر اللہ آپ ایسی ایک باؤ بھیجے گا۔ کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا مر جاویں گے۔ اس کے بعد اسی صفحہ میں لکھا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی وہ ہوا چل گئی۔ اور روئے زمین پر کوئی ایمان والا اتنا بھی نہ رہا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو سب بے ایمان ہی رہ گئے اس میں وہ خود بھی داخل ہے اور اس کے تمام ماننے والے بھی سارے وہابی تقویت الایمان کے اس حکم سے کافر بت پرست ہوئے۔ اس قول پر دو وجہ سے کفر لازم ہے ایک تو اس لئے کہ اپنے کفر کا اقرار کفر ہے۔ فتاوی عالمگیری طبع مصر سنہ جلد ۲ ص۲۸۸ میں ہے مسلمان اپنے ملحد ہونے کا اقرار کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور اگر کہے کہ میں نہ جانتا تھا۔ کہ یہ اقرار کفر ہے تو عذر نہ سنا جائے گا۔ دوسری وجہ یہ کہ تمام امت کو کافر بتانا کفر ہے شفا شریف ص۳۶۳ میں ہے۔ جو ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی راہ نکلی اس کے کفر میں شبہ نہیں۔ فریب کاری یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا تھا کہ ہوا دجال کے نکلنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد آئے گی تقویت

الایمان ص۵۰ میں بھی یہ حدیث نقل کرکے ان لفظوں میں ترجمہ لکھا تھا نکلے گا دجال تو بھیجے گا اللہ ایک باؤ ٹھنڈی شام کی طرف سے تو نہ باقی رہے گا کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو مگر کہ ماردے گی مگر باوجود اس کے لکھ دیا۔ مگر پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی ہوا چل گئی۔ نہ دجال نکلا۔ نہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوئے اور ظالم نے اس ہوا کے چل جانے کا اپنی ہی طرف سے حکم لگا کر تمام دنیا کو بے دین قرار دے دیا۔

اقول ۔ یہ بھی تقویۃ الایمان پر مولوی نعیم الدین مفتری کا بہتان ہے کہ دنیا میں کوئی ایماندار باقی نہ رہا۔ بلکہ اس میں ترجمہ حدیث صحیح مسلم منقول از مشکوٰۃ نقل کردہ مولوی نعیم الدین کہ پھر بھیجے گا اللہ الخ جس سے خود یہ بھی روشن ہے کہ لفظ پھر کا تعلق اوپر سے ہے جو خیانۃً بغرض فریب دہی چھپایا گیا۔ پھر فائدہ کے ٹکڑے کرکے اصل مطلب کو تحریف کرکے خبط الحواس کردیا گیا پھر الفاظ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ یعنی وہ ہوا چل گئی۔ پہ یعنی اپنی طرف سے تراشیدہ اضافہ کرکے سینہ کا کینہ نکالا گیا حالانکہ ”ہوا چل گئی“ یہاں ہرگز نہیں بلکہ یہ ہے یعنی جیسا مسلمان لوگ اپنے نبی وولی امام وشہیدوں کے ساتھ معاملہ شرک کا کرتے ہیں اسی طرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے الخ پھر دجال کے نکلنے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا واقعہ دوسری حدیث میں واقع ہے اس میں بھی اوثان پرستی کا ذکر ہے۔ جو چھوڑ دیا گیا۔ اگر دونوں حدیثوں کے الفاظ قدیم شرک اوثان پرستی کو نقل کیا جاتا تو پھر فریب کاری کا پردہ فاش ہو جاتا جیسا کہ اس حدیث کی تفصیل ص۲۲۳ کے جواب میں گذر چکی۔ اب ناظرین پورا ترجمہ حدیث مع پورے فائدہ تقویۃ الایمان کے بغور وانصاف بکھر کر مولوی نعیم الدین کا سفید جھوٹ افترا پردازی اور مولانا شہید مرحوم کی صدق بیانی مطابق حدیث کے ملاحظہ فرماویں جس سے تمام حسن وقبح واضح ہوتا ہے۔

ترجمہ مشکوٰۃ کے باب لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے کہ نہیں تمام ہوگی رات اور دن یعنی قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ پوجیں لات وعزیٰ کو سو کہا میں نے یا پیغمبر خدا بیشک میں جانتی تھی جب اتاری تھی اللہ نے یہ آیت هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ کہ یہ حکم یوں ہی رہے گا آخر تک فرمایا کہ بیشک ہوگا اسی طرح جب تک چاہے گا اللہ پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ بھر ایمان سو رہ جاویں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر **ف** یعنی اللہ صاحب نے فرمایا سورہ برأت میں کہ اللہ نے اپنے رسول کو بھیجا

ہے ہدایت اور سچا دین دے کر کہ اس کو غالب کرے سب دینوں پر اگرچہ مشرک لوگ بہتیرا ہی برا مانیں
سو حضرت عائشہؓ نے اس آیت سے سمجھا کہ اس سچے دین کا نفاذ قیامت تک رہے گا۔ سو حضرتؐ نے فرمایا
کہ اس کا نفاذ تو مقرر ہوگا جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ پاک ایسی ایک باؤ بھیجے گا کہ سب اچھے بندے
کہ جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا مر جاویں گے۔ اور وہی لوگ رہ جاویں گے کہ جن میں کچھ بھلائی
نہیں یعنی اللہ کی تعظیم نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق بلکہ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑنے لگیں گے
سو اسی طرح سے شرک میں پڑ جاویں گے کیونکہ اکثر پرانے، پچھلے جاہل شرک کی رسموں میں جو کوئی
ان کی راہ و رسم کی سند پکڑے آپ ہی مشرک ہو جاوے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ
میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ یعنی جیسا مسلمان لوگ اپنے نبی و
ولی امام و شہیدوں کے ساتھ معاملہ شرک کا کرتے ہیں، اسی طرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے اور کافروں
کے بتوں کو بھی مانتے ہیں اور ان کی رسموں پر چلتے ہیں جیسا برہمن سے پوچھنا شگون لینا ساعت ماننا سیتلا
مسانی پوجنا ہنومان زنا چماری کلوا بیر کی دہائی دینی ہولی دیوالی کا تہوار کرنا نوروز و مہرجان کی خوشی کرنی
قمر در عقرب تحت الشعاع کا اعتبار کرنا کہ یہ سب رسمیں ہنود و مجوس کی ہیں کہ مسلمانوں میں رواج پا
گئی ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں شرک کی راہ اسی طرح کھلے گی کہ قرآن و حدیث چھوڑ
کر باپ دادوں کی رسموں کے پیچھے پڑیں گے۔[۱]"

پس اس سے یہ نتیجہ اخبث نکال کر مولانا شہید مرحوم کی طرف نسبت بیہودہ کرنا کہ

"پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق وہ ہوا چل گئی"

قیاس باطل شیطان رجیم ملعون خبیث مردود کا ہے جبکہ خود مصنف صاحب تقویۃ الایمان
مولانا شہید مرحوم نے صراحتاً فرمایا یعنی

"جیسا مسلمان لوگ اپنے نبی و ولی وغیرہم کے ساتھ معاملہ شرک کرتے ہیں اسی طرح قدیم شرک
بھی پھیل رہا ہے الخ"

یعنی آثار و علامات اس ہوا کے ظہور پر ہو رہے ہیں۔ دنیا سے مسلمان موحد خالص ختم ہونے پر وہ
ہوا ابھی چل جاوے گی چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۹ ص۵۶۳ ج ۶ میں اسی حدیث
کے متعلق مرقوم ہے۔

قال البیہقی وغیرہ الاشراط منھا — اور کہا امام بیہقی وغیرہ محدثین نے قیامت کی چھوٹی

۱؎ تقویۃ الایمان ص ۴۵ طبع لاہور ۱۹۵۷ء فصل [illegible] شرک [illegible]

صغار و قد مضی اکثرھا و متعاباد — چھوٹی شرطیں ہیں اکثر گزر چکی ہیں اور نشانیاں ہیں
بڑی بڑی آنے والی ہیں۔

ثانی

اس پر مولانا شہید مرحوم کو بے ایمان و کافر و بت پرست ظالم قرار دے کر عالمگیری و شفاء سے
ڈوبتے کو تنکے کا سہارا پکڑنے کی مثال ہے جو خود ہلا ڈوبے اور ہلاک ہوئے ہرگز نہ بچے گا۔

قولہ ص ۱۷۲ تا ۱۷۳ بزرگان دین اولیاء انبیاء و ملائکہ اور سید
انبیاء کی نسبت وہابیہ کے اعتقاد اور تقویۃ الایمان

خیانتیں اور ان پر فاسد بنا!

کی گستاخیاں۔ تقویۃ الایمان مشیلیہ ہے اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان
میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں۔ ص۲۲ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر
ہیں عاجز اور بے اختیار۔ ص۲۹ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں
بے خبر ہیں اور نادان ص۵۱ کسی نبی ولی کو جن و فرشتہ کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو
بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ تقویۃ الایمان میں اسی طرح کی بہت
عبارات ہیں جن میں مقبولان بارگاہ اور مقربین درگاہ کے ساتھ جن و شیطان بھوت پری کو ملا
کر ذکر کیا ہے اور سب کو عجز و بے اختیاری میں برابر اور بے خبری و نادانی میں یکساں بتایا ہے
اور فرق کا انکار کیا ہے اول تو سب کو آپس میں برابر کہنا غلط و باطل اور کذب خالص اور مخالف
آیات قرآن ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ
انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی شان میں لکھنا یقیناً گستاخی اور اہانت ہے اور انبیاء کی اہانت
کفر ہے۔ تقویۃ الایمان ص۲۶ کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا اور غلامی کی
حد سے زیادہ نہیں بڑھ سکتا۔ سب نیک و بد برابر کر دیئے وجاہت عظمت محبوبیت اصطفاء
اجتباء بلکہ نبوت و رسالت تک تمام فضیلتیں کالعدم قرار دے دیں کیا یہ ساری تکریمیں برائے
گفتن ہیں تقویۃ الایمان ص [illegible] یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں وہ سب
رسول کہہ دینے میں آ جاتے ہیں کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں۔ رسول کہنے
میں جو کمالات آ جاتے ہیں۔ وہ یقیناً ہر رسول کے حاصل ہیں تو تمام انبیاء علیہم السلام برابر
ہو گئے ان میں فرق مراتب و درجات نہ رہا یہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ کی کھلی مخالفت ہے۔
تقویۃ الایمان ص۴۵ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی
ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتلاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے

ہیں رد صفحہ سب لوگوں سے امتیاز بھی تو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں رسالت
کی ان کے نزدیک اتنی حقیقت ہے کہ رسول رتبے بھلے کاموں سے واقف ہیں اور لوگوں کو سکھاتے
ہیں رحمۃ اللہ علی العالمین علم وعصمت وغیرہ رسالت کے کمالات کو ڈھا ہی گیا تھا۔ وحی آنا
کتاب اترنا اور لزوم طاعت جس کا آیت وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ میں بیان
ہے اس سے آنکھ بند کرلی اور حقیقت میں لزوم طاعت کا وہ معتقد بھی نہیں حتی کہ کھانے پینے پہننے میں
انبیاء کے حکم پر چلنا شرک سمجھتا ہے۔ دیکھو تقویت الایمان ص۹ و ص۱۳ اور کھانے پینے پہننے میں اس کے
حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے کو اس نے روا یا برتنا اور جو منع کیا اس سے دور رہنا۔ اس کے ساتھ اور
چیزیں ملا کر کہتا ہے ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ اب بدعت کا کیا ذکر ہے۔ ما تجاع سنت کو
ہی شرک کردیا جس کو صحابہ میں داخل ایمان جانا تھا تمام دین ہی بے دین نے درہم برہم کر ڈالا اس پر
بھی صبر نہیں رسالت برائے گفتن بھی گوارا نہیں کرتا انبیاء ومحبوبان حق کو عوام کی برابر رکھ ڈالتا ہے تقویت
الایمان ص۳۳ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ تقویت الایمان ص۴۲
جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ تقویت الایمان ص۶۶ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا
تقویت الایمان والا شان انبیاء کے گھٹانے کے کس قدر درپے ہے اور کس بدتمیزی اور گستاخی کے ساتھ
ان کی جناب میں زبان درازی کرتا ہے۔

اقول ۔ ہر چند کہ ان اقوال تقویت الایمان کی تائیدات مسلمات مولوی نعیم الدین سے مع تردید
گذشتہ صفحات میں مفصل گذر چکی ہے تاہم مختصراً ناظرین کرام مولوی نعیم الدین کی کذب بیانی اور
افترا پردازی بہ نسبت تقویت الایمان بمجرائے بہر رنگے کہ مے آید بشناسم ملاحظہ فرمادیں۔ اور مولوی
صاحب نے فرائد النور میں جس سفیہانہ حرکت اور خباثت وخیانت کو معیوب لکھا تھا خود ہی
ان کو اس کا ہار پہننا نصیب ہوا چنانچہ ص۳۲ میں ہے

"مسلمانو! انصاف! ایسی صریح عبارت چھوڑ کر ایک ٹکڑا مفید خیال کر کے لکھ دینا کونسی دیانت ہے"

پس (پہلی عبارت) اس بات میں اولیاء اور انبیاء میں الخ یہ بھی تو بتایا ہوتا کس بات میں! اس کو کیوں
فریب کاری سے چھپایا (سنئے وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اس کے نام کا جانور کرنا
اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر وناظر سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنا سو
ان باتوں سے شرک ثابت ہوجاتا ہے گو کہ اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اس کا مخلوق اور اسی کا بندہ اور اس
بات میں اولیاء اور انبیاء میں" الخ یہ ہے جعل سازی کی حقیقت

(دوسری عبارت) اُن باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں الخ حالانکہ عبارت یہ ہے
"یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں یا کسی کا ایمان چھین لیویں یا کسی بیمار کو تندرست کر دیویں یا کسی
کی تندرستی چھین لیویں کہ ان باتوں میں سب بندے چھوٹے اور بڑے برابر ہیں" الخ
(تیسری عبارت) ان باتوں میں بھی سب بندے الخ اوپر سے دیکھئے
"جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کرلیں کہ فلانے کے ہاں اولاد ہوگی یا نہ ہوگی یا اس
سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا یا اس لڑائی میں فتح پاوے گا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی
سب بندے" الخ مسلمانو دیکھو ان فریب کاری مولوی نعیم الدین صاحب کی!
(چوتھی عبارت) کسی نبی وولی کو جن وفرشتے کو الخ اوپر سے ملائیے۔
"اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ دعوی کرے کہ میرے پاس ایسا کچھ علم ہے کہ جب چاہوں اس
سے غیب کی بات دریافت کرلوں اور آئندہ باتوں کا معلوم کرلینا میرے قابو میں ہے۔ سو وہ
بڑا جھوٹا ہے کہ دعوی خدائی کا رکھتا ہے اور جو کوئی کسی نبی وولی کو یا جن وفرشتے کو" الخ
(پانچویں عبارت) کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا الخ۔ دیکھو اس کے ساتھ وہ
"مالک الملک اپنے بندوں کو جتنا ہی نوازے اور کسی کو حبیب کا اور کسی کو کلیم کا اور کسی کو روح اللہ
ودیعہ کا خطاب بخشے اور کسی کو رسول کریم اور مکین اور روح القدس اور روح الامین فرمادے مگر پھر
مالک مالک ہے اور غلام غلام کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا" الخ
(چھٹی عبارت) اس حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم کا فائدہ ہے کہ
"پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مجھ کو حد سے مت بڑھاؤ جیسا عیسی ابن مریم کو نصاری نے حد سے بڑھا دیا
سو میں تو اس کا بندہ ہی ہوں سو یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول۔ ف یعنی جو خوبیاں کہ الخ
آخر کے ساتھ ملاؤ۔ اور سارے مراتب اس کے پیچھے ہیں مگر آدمی رسول ہو کر بھی آدمی ہی رہتا ہے۔ اور
بندہ ہی ہوتا اس کا فخر ہے کچھ اس میں خدائی کی شان نہیں آجاتی اور خدا کی صفات میں نہیں مل جاتا سو یہ
بات کسی بندہ کے حق میں نہ کہا چاہیے کہ نصاری ایسی ہی باتیں حضرت عیسی کے حق میں کہہ کر کافر ہوگئے
اور اللہ کی درگاہ سے راندے گئے سو اس لئے پیغمبر خدا نے اپنی امت کو فرمایا کہ تم نصاری کی چال
نہ چلو اور اپنے پیغمبر کی تعریف میں حد سے نہ بڑھو کہ نصاری کی طرح کہیں مردود نہ ہو جاؤ لیکن افسوس
کہ ان کی امت کے بے ادب لوگوں نے ان کا حکم نہ مانا اور آخر نصاری کی سی باتیں کہنے لگے" الخ
پس نفس رسالت کے کمالات ہی سارے کمالات سے اعلی وبرتر ہیں چہ جائیکہ جس کی رسالت

اعلیٰ ہوگی۔ کمالات رسالت بھی اعلیٰ ہی ہوں گے چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم نے تقویۃ الایمان میں اسی مضمون کے قریب ہی فرمایا ہے۔

"اور ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں ان معنوں کران کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضرور یوں ہی جاننا چاہیئے"

اور علاوہ تقویۃ الایمان میں فرمایا ہے "یعنی سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہیں کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی"

پس کس طرح مولوی نعیم الدین کی فریب کاری کی بہتان طرازی واضح ہوئی!

(ساتویں عبارت) "انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے" الخ اس کے ساتھ ملائیے "دوسرا ان کے بتانے میں تاثیر دیتا ہے بہت لوگ اس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہیں" الخ

(آٹھویں عبارت) "سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں"

یہ ایک حدیث مشکوٰۃ شریف باب المفاخرۃ کے فائدہ کا مختصر ٹکڑا قریباً نقل کیا جس کا ترجمہ مع فائدہ اول آخر یہ ہے۔

"فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بیشک میں نہیں چاہتا کہ بڑھاؤ تم مجھ کو زیادہ اس مرتبہ سے کہ اللہ نے بخشا ہے مجھ کو سو میں تو یہی محمد ہوں بیٹا عبداللہ کا کہ اللہ کا بندہ ہی ہوں اور اس کا رسول ف یعنی جیسے اور سردار اپنی تعریف میں مبالغہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں سو ہمارے پیغمبر ان سے نہ تھے کیونکہ اور سرداروں کو مبالغہ کرنے والوں کے دین سے کچھ کام نہیں ہوتا۔ خواہ درست رہے خواہ بگڑ جائے اور پیغمبر خدا اپنی امت کے بڑے مربی شفیق تھے اور ان پر مہربان اور رات دن ان کو اپنی امت کے دین ہی درست کرنے کا فکر تھا سو جب انہوں نے معلوم کیا کہ میری امت کے لوگ مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہیں اور بہت احسان مند اور یہ دستور ہے کہ جب کسی کو کسی کی محبت ہوتی ہے تو اپنے محبوب کے خوش کرنے کو اس کی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے اور جو کوئی پیغمبروں کی تعریف میں حد سے بڑھے گا۔ تو خدا ہی کی بے ادبی کرے گا اور اس سے اس کا دین بالکل برباد ہو جاوے گا اور پیغمبر کا اصل دشمن بن جاوے گا۔ سو اسی لئے فرمایا کہ مجھ کو مبالغہ خوش نہیں آتا سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رازق اور سب آدمیوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ

ہی ہونا میرا فخر ہے۔ مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل سو ان کو اللہ کا دین مجھ سے سیکھنا چاہیئے سوائے مالک ہمارے اپنے پیغمبر رحیم و کریم پر ہزار ہزار درود و سلام بھیج اور انہوں نے جیسا ہم سے جاہلوں کو دین کے سکھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی سو تو ہی اس کوشش کی قدر دانی کر کہ ہم تو ایک عاجز بندے ہیں محض بے مقدور سو جیسا تو نے اپنے فضل سے ہم کو شرک و توحید کے معنی خوب سمجھائے اور لا الٰہ الا اللہ کا مضمون خوب تعلیم کیا اور شرک لوگوں میں سے نکال کر موحد پاک مسلمان بنایا اسی طرح اپنے فضل سے بدعت و سنت کے معنی خوب سمجھائے اور محمد رسول اللہ کا مضمون تعلیم کر اور بدعتی مذہبوں میں سے نکال کر سنی پاک متبع سنت کا کر آمین یا رب العالمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین (ختم ہوا تقویۃ الایمان صفحہ ۹۳)"

اس پر مولوی نعیم الدین کو لعنۃ اللہ علی الظلمین پڑھنا سب اپنے ہی گلے کا طوق بنا۔ چاہ کندن را چاہ درپیش کی مثال صادق ہوتی ہے

(نویں عبارت) نقل کرنے میں کس قدر غضب ڈھایا گیا ہے کہ کذب بیانی بہتان بندی کی انتہا نہ رکھی اذا لم تستحی فاصنع ماشئت الحدیث بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن رحم وقت تجھے حیا و شرم نہ ہی تو جو چاہے کرتا پھر! چنانچہ مولانا شہید مرحوم پر تہمت لگائی جاتی ہے کہ لزوم طاعت کا وہ معتقد بھی نہیں حتی کہ انبیاء کے حکم پر چلنا شرک سمجھتا ہے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین حالانکہ یہ عبارت امور توحید میں بیان ہوئی ہے۔ نہ کہ امور شرکیات میں جس کو عناد سے اقسام شرکیات میں لگا دیا گیا۔ ملاحظہ فرمائے تقویۃ الایمان صفحہ ۱۳ "اور کھانے پینے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے کو اس نے فرمایا اس کو برتنا اور جو منع کیا اس سے دور رہنا اور برائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے جیسے قحط اور ارزانی صحت و بیماری فتح و شکست، اقبال و ادبار، غمی و خوشی یہ سب اس کے اختیار میں سمجھنا اور اپنا ارادہ جس کام کا بیان کرنا تو پہلے اس کے ارادہ کا ذکر کر دینا۔ جیسا یوں کہنا کہ اگر اللہ چاہے گا تو ہم فلانا کام کریں گے اور اس کے نام کو ایسی تعظیم سے لینا کہ جس میں اس کی مالکیت نکلے اور اپنی بندگی جیسے یوں کہنا ہمارا رب، ہمارا مالک، ہمارا خالق اور کلام میں جب قسم کھانے کی حاجت ہو تو اسی کے نام کی قسم کھانی سو اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے جتائی ہیں پھر جو کوئی کسی انبیاء و اولیاء کی، اماموں اور شہیدوں کی، بھوت و پری کی اس قسم کی تعظیم کرے جیسے اڑے کام پر ان کی نذر ماننے

مشکل کے وقت ان کو پکارے۔ بسم اللہ کی جگہ ان کا نام لیوے۔ جب اولاد ہو ان کی نذر و نیاز کرے
اپنی اولاد کا نام عبدالنبی، امام بخش، پیر بخش رکھے۔ کھیت و باغ میں ان کا حصہ لگا دے، جو
کھیتی باڑی میں سے آوے پہلے ان کی نیاز کر دے۔ جب اپنے کام میں لاوے اور دھن اور
ریوڑ میں سے ان کے نام کے جانور ٹھہرا دے اور پھر ان جانوروں کا ادب کرے۔ پانی دانہ پر سے
نہ ہانکے، لکڑی پتھر سے نہ مارے اور کھانے پینے پہننے میں رسموں کی سند پکڑے کہ فلانے لوگوں کو
چاہیے کہ فلانا کھانا نہ کھاویں فلانا کپڑا نہ پہنیں الی آخرہ ——— تو ان سب باتوں سے شرک ثابت
ہوتا ہے"

پس یہ ہے اس تہمت کی بے حقیقتی کہ وہ انبیاء کے حکم پر چلنا شرک سمجھتا ہے" پناہ بخدائے لایزال،
ناظرین نے دیکھ لی، حالانکہ خود اعتراف کیا ہے کہ تقویۃ الایمان صفحہ میں اتباع سنت کو داخل جزو
ایمان کہا گیا ہے۔ تو پھر اتباع سنت کو شرک کہہ دینے کے کون سے الفاظ و معنی تقویۃ الایمان
سے نقل کئے۔ مگر دراصل "دروغ بر روئے تو" کے یہی معنی تو ہیں۔

(دسویں عبارت) "وہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں"
اسکو شروع فائدہ سے ملا کر پڑھیئے اور مؤلف کی دیانت اور فہم کی داد دیجئے۔ "ف:
ف: جن لوگوں کی یہ تعظیم کرتے ہیں ایسے تو کچھ نہیں کہ ان کے کچھ اختیار میں ہو وہ ان کی روزی پہنچانے میں کچھ دخل نہیں رکھتے کہ آسمان
سے مینہ برسا دیں نہ زمین سے کچھ اگا دیں اور ان کو کسی نوع کی قدرت نہیں اس آیت سے
معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء یا امام و شہیدوں کو عالم میں
تصرف کرنے کی قدرت تو ہے، لیکن اللہ کی تقدیر پر وہ شاکر ہیں اور اس کے ادب سے دم
نہیں مارتے۔ اگر چاہیں تو ایک دم میں الٹ پلٹ کر دیں۔ لیکن شرع کی تعظیم کرکے چپ بیٹھے
ہیں سو یہ بات سب غلط ہے بلکہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت
رکھتے ہیں"

(گیارہویں عبارت) "جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں" دیکھئے اوپر سے
"بلکہ آپ ہی لوگ خیال باندھ لیتے ہیں کہ مینہ برسانا کسی اور کے اختیار میں ہے اور
دانہ اگانا کسی اور کے اور اولاد کوئی اور دیتا ہے اور تندرستی کوئی اور پھر آپ ہی ان
کے نام ٹھہرا لیتے ہیں فلانے کام کے مختار کا نام یہ اور فلانے کا یہ، پھر آپ ہی ان کو
انہیں ان کاموں کے وقت پکارتے ہیں پھر اسی طرح ایک مدت میں رسم جاری ہو

جاتی ہے۔ حالانکہ وہ سب محض اپنے غلط خیالات میں ہیں کچھ ان کی حقیقت نہیں وہاں نہ اللہ کے سوا کوئی
بخلاف کسی کا یہ نام اگر کسی کا ہے تو اس کو کسی بات میں کچھ دخل نہیں سو سب خیال ہی خیال ہے اس نام کا
کوئی شخص وہاں اور کسی اور مختار نہیں جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے۔ محمد یا علی نہیں اور
جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"

(بارہویں عبارت) "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" اس کا اول آخر ملا دیکھئے۔ "ف: یعنی جو اللہ
کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں، سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے، چاہے کتنا
ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب، مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا کہ سارا
کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی
سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہو گی یا فلانے درخت میں کتنے پتے
ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب
کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہیں کہ کوئی دین کی بات میں کہے کہ
اللہ و رسول ہی جانے یا فلانی بات میں اللہ و رسول کا یوں حکم ہے کیونکہ دین کی سب باتیں اللہ نے
اپنے رسول کو بتا دی ہیں اور سب بندوں کو اپنے رسول کی فرمانبرداری کا حکم کر دیا"

اور خود مولوی صاحب نے بھی فیضان رحمت ص۱۲۷ میں لکھا ہے "رسول کریم نے صحابہ کرام کو استعمال
واؤ سے ایسے موقع میں منع فرمایا ہے کہ اس میں استعمال واؤ موہم شرک اور جواز امر ناجائز تھا چنانچہ بروایت
احمد و ابوداؤد و نسائی حذیفہ سے مروی ہے کہ سرور اکرم نے فرمایا کہ یہ مت کہو کہ جو خدا نے چاہا اور فلاں
نے چاہا وہ ہوگا۔ اور مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس میں خدائے پاک کے ساتھ
مشیت میں بندہ کو برابر کرنا ہے اس لئے کہ واؤ جمع اور اشتراک کے لئے ہے" ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

جادو وہ جو سر چڑھ بولے

پھر باوجود ان توضیحات اور تشریحات کے مولوی نعیم الدین کا یہ کہنا
کہ مقبولان بارگاہ کے ساتھ جن و شیطان بھوت پری کو بھی ذکر
کرنا اور سب کو عجز و بے اختیاری میں برابر کہنا غلط و باطل ہے کسی قدر مغالطہ
آمیزی ہے اس لئے کہ صراحۃً ثابت ہو چکا کہ عبادت غیر اللہ کے ساتھ
مساوات سے مراد ہے یعنی اگر کسی نبی و ولی کی جناب میں افعال شرکیہ کرکے ان کے
دامن تقدس کو ملوث کرے تب بھی ویسا ہی شرک ہے جس طرح جن و پری بھوت وغیرہم کیساتھ

شرک ہے شرک ہونے میں دونوں مساوی و برابر ہیں، چنانچہ حضرت شیخ اولیائے چشت شیخ عبدالقدوس گنگوہی جن کی وفات ۹۴۵ھ میں ہوئی۔ اپنے مکتوبات صد و چہلم و سوئم ص۱۴۳ میں فرماتے ہیں۔

لقد خلقنا الانسان فی کبد اینجا اولیاء و انبیاء خواص و عوام ہمہ برابرند الدنیا دار محنۃ و دار بلاء بیان ایں مقام ست۔

"ہدایت کے معنی میں کہ ہم نے بنایا آدمی محنت میں اس مقام پر اولیاء اور انبیاء اور خواص و عوام سب برابر ہیں دنیا محنتوں کا گھر اور بلاؤں کا گھر ہونا بیان اس مقام کا ہے"

اور حضرت سیدنا شیخ المشائخ سرور اولیائے ربانی مولانا الشاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات الفتح ربانی مترجم مجلس ۱۲ ص۸۲ (صفات اولیاء) میں ہے۔

یاکلون من بقول الصحاری ویشربون من غدران الانھار یصیرون کالوحوش

"جنگلوں کی گھاس پات کھاتے ہیں اور نالابوں کے پانی پیتے ہیں اور جنگلی جانوروں کی شکل ہو جاتے ہیں"

ایضاً ص۲۲۳ میں فرماتے ہیں

الخلق عند اھل المعرفۃ کالذباب والذنابیر وکدود القز

"اہل معرفت کے نزدیک ساری مخلوق مکھیوں، تتیوں اور ریشم کے کیڑوں کی مانند ہے۔"

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز ج ا ص۱۶۷ میں فرماتے ہیں۔

نعمتہائے عامہ اند کہ غنی و فقیر و وضیع و شریف و صحیح و مریض و عالم و جاہل و مومن و کافر و صالح و فاسق در آں یکساں و برابرند

"وہ بہت ساری نعمتیں ایسی ہیں کہ ان میں غنی اور فقیر و وضیع اور شریف تندرست و مریض اور عالم و جاہل اور مومن و کافر اور صالح و فاسق یکساں اور برابر ہیں"

ایضاً ص۲۶۷ میں فرماتے ہیں

قدرت و قوت محض برائے خداست در جمیع امور ہیچ چیز از مال و فرزند و یار و دوست و بادشاہ و امیر و پیغمبر و پیر و فرشتہ و پری بدون حکم او مدد نمی تواند کرد الخ

"وہ قدرت و قوت محض خدائے تعالیٰ کے لئے ہے تمام امور میں کوئی چیز مال و اولاد اور یار و دوست اور بادشاہ و امیر اور پیغمبر علیہ السلام اور پیر و فرشتہ اور پری بدون حکم اس کے مدد نہیں کر سکتے۔"

نیز شاہ صاحب موصوف تحفہ اثنا عشریہ ص۱۳۱ میں فرماتے ہیں

فرقہ اخفنیہ اندگویند محمد و علی ہر دو الٰہ اند

"فرقہ اخفنیہ کہتے ہیں محمد اور علی ہر دو الٰہ و معبود ہیں"

ایضاً ص۱۵۳ فرقہ مفوضہ از شیعہ قائل اند بشرکت محمد و علی در خلقت دنیا

"اور فرقہ مفوضہ شیعوں سے قائل ہیں محمد اور علی کی شرکت کے دنیا کی خلقت میں"

ایضاً ص۲۲۷ آنکہ حاکم روز جزا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و علی شیر خدا خواہند بود

"یہ بھی کہتے ہیں کہ حاکم روز جزا کے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی شیر خدا ہوں گے"

اب مولوی نعیم الدین کو بنا یدو تصدیق تقویۃ الایمان خود اپنی خبث باطنی کذب بیانی کفر و لعن کی زبان درازی کا اپنے مسلمہ اکابر کے کلام سے کچھ پتہ چلا۔ علی ہذا اپنے مخصوص بریلوی اقوال پر بھی اک نظر ڈالیں۔ بریلویوں کے رأس الطائفہ بدایونی تصحیح المسائل ص۱۵۳ میں لکھتے ہیں۔

افعال عباد ہمہ مخلوق خدا اند و در یں حکم احیاء و اموات آدم و ملک وغیرہ ہمہ یکساں

"بندوں کے افعال تمام پیدا کئے خدا کے ہیں اور اس حکم میں زندہ اور مردہ آدمی اور فرشتہ وغیرہ تمام یکساں برابر ہیں"

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص۱۵ میں لکھتے ہیں

"وہ ایک نکتہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو بات شرک ہے اس کے حکم میں احیاء و اموات وانس و جن و ملک وغیرہم تمام مخلوق الٰہی یکساں ہیں کہ غیر خدا کوئی ہو خدا کا شریک نہیں ہو سکتا"

اور مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب بریلوی ہدایۃ البریہ ص۴۲ میں لکھتے ہیں

"تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین اس کے خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں"

نیز جواہر البیان ص۲۲ میں لکھتے ہیں

"پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت و ریاضت جلا کر خاک بناتی ہے" ایضاً ص۸ حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں افلا اکون عبدا شکورا۔ ایضاً ص۴۲ جب بندہ حضرت احدیت جل جلالہ کی عظمت تصور کرتا ہے اور کہتا ہے دربار میں مقرب فرشتے اور اولو العزم پیغمبر نہایت فروتنی اور عاجزی سے سر جھکاتے اور اولیاء و اصفیاء کس ادب و تعظیم سے بندگی بجا لاتے ہیں" ایضاً ص۵۲ موسیٰ علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام پر وحی ہوئی اے موسیٰ جب تو مجھے یاد کرے اس حال پر یاد کر کہ تیرے اعضا ٹوٹتا ہو اور میری یاد کے وقت خاشع و ساکن ہو جا اور جب مجھے یاد کرے اپنی زبان کو دل کے پیچھے کر اور جب میرے پیش کھڑا ہو شد

ذلیل کی طرح کھڑا ہو اور خوف ناک دل اور دامنت گو زبان کے ساتھ مناجات کرے" ایضاً ص ۳۔

"مخلوقات وممکنات سے کہ خود محتاج اور اپنی صفات ہالک ہے دست بردار ہو کر مالک کائنات وخلاق ارض وسموات کیطرف متوجہ ہوتا ہوں جو باقی ودائم ہے اور سب اس کے محتاج ہیں" ایضاً ص ۳ "توحید وہ ہے کہ مراد ومقصود اس ذات مطلق کے سوا دوسری چیز نہ ہو اور اس کی عظمت کے سامنے تمام عالم کو پست سمجھے سب خوبیاں اور کمالات اور تمام عیوب سے پاکی اس کے لئے سمجھے" ایضاً ص ۱۶ "پس باعتقاد اس کے کہ سوا حق جل وعلا کے کوئی قادر مطلق ومالک عالم معطی ومانع وضار ونافع نہیں اور اگر بفرض محال تمام اولین وآخرین جن وانس اور حاج وملک چھوٹے اور بڑے تمام عالم ایک ذرہ کو اس کی جگہ سے حرکت دینے پر اکٹھے ہو جائیں اور یک بار اس پر زور آزمائی کریں اور اسی کیفیت سے لاکھ برس گزر جائیں اور ان کی قوتیں یوماً فیوماً ترقی پر ہوں۔ یہاں تک کہ ایک ان میں سے ہفت طبق زمین ایک ہاتھ پر اٹھالے مگر ارادہ الٰہیہ اس ذرہ کا تحرک نہ چاہے ہرگز ہرگز ممکن نہیں کہ اوسے جنبش دے سکیں۔ مخلوق کے علم وقدرت وسمع وبصر کو اس کے صفات کاملہ سے کوئی نسبت نہیں یہ حادث وہ قدیم یہ فانی وہ باقی یہ ناقص وہ کامل یہ اس کی عطائیں اس کی مخلوق اس کے قبضۂ اقتدار میں اور وہ پاک موصوف کی پاک صفتیں تمام شوائب نقص وشیون شین سے منزہ بلکہ ان کے حضور صفات مخلوق کا نام زبان پر لانا وجود وعدم میں نسبت دینا ہے اشتراک یہاں مجرد اسمی اور تناسب مفاہیم صرف وہمی کمالات وجود پر متفرع ہیں اور وجود اس کی ذات پاک سے خاص باقی جو کچھ ہے اگر اس کے انتساب سے قطع نظر کی جاوے محض ہالک وہ لاشئی ہے آنکھوں پر کچھ پردے پڑے ہیں کہ عالم آباد نظر آتا ہے اگر سرمۂ توحید لگا کر دیکھئے تو بالکل سنسان لق ودق بیابان ہو کا عالم یعنی ہو ہے اور جو کے سوا سب ہی نہیں ہیں"

اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی السنۃ الانیقہ ص ۱۲۲ میں لکھتے ہیں۔

"اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن ہر ادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرمادی کلمۂ شہادت میں رسولہ سے پہلے عبدہ رکھا کہ اس کے بندہ ہیں اور اس کے رسول"

نیز ملفوظ حصہ چہارم ص ۳۷ میں لکھتے ہیں

"اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ عبدہ پہلے ہے رسولہ بعد کو کہ عبد کے درجے سے بڑھا دیا۔ ورنہ کیا جانئے کیا ہوتا"

نیز احکام شریعت حصہ سوم ص ۲۵ میں لکھتے ہیں

"سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں"

نیز ملفوظ حصہ سوم ص ۹ میں لکھتے ہیں

"نبی کلام الٰہی سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے"

نیز ملفوظ حصہ دوم ص ۷۶ میں لکھتے ہیں۔

"اشہد ان محمدا بسلطانہ ورسولہ کبھی نہیں سنا محض افتراء اور محض بے بنیاد ہے"

نیز احکام شریعت ص ۱۰ میں لکھتے ہیں

"شب معراج عرش الٰہی پر نعلین مبارک تشریف لے جانا صحیح ہے یا نہیں۔ الجواب یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے۔ اللہ کے حضور حاضر ہونا کہنا چاہیے نہ کہ تشریف لے جانا"

اور خود مولوی نعیم الدین نے بھی دروغ گورا حافظہ نباشد۔ الکلمۃ العلیا ص ۳۰ میں لکھا

"حضور اقدس علیہ الصلوۃ کے علوم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں"

نیز الکلمۃ العلیا ص ۷۶ میں مثنوی مولانا روم سے حقیقت ایمان میں نقل کیا ہے

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من   ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن

یعنی آٹھوں جنتیں ساتوں دوزخیں میرے سامنے بت کی مانند پیدا ہیں۔

ناظرین اہل دیانت نے ملاحظہ فرمالیا کہ اگر تقویۃ الایمان کے اقوال بقول مردود مولوی نعیم الدین کے باطل گستاخانہ باعث اہانت وکفر ہیں تو خود اکابر مسلمہ مولوی صاحب کے یہ اقوال بھی اس سے زیادہ بدرجہا کفر بلکہ اکفر مولوی نعیم الدین کے نزدیک ٹھیریں گے فما ھو جوابکم فھو جوابنا

حدیث اکرموا اخاکم پر بحث

قولہ ص ۲۴۵-۲۴۸ اس نے انبیاء کو عوام کے برابر کر ڈالا تقویۃ الایمان ص ۶۵۔ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ یہاں بڑے بزرگ سے انبیاء واولیاء مراد ہیں چنانچہ اس کے بعد لکھا ہے جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام کمالات بزعم خود مٹا کر برادری جوڑی اور بھائی بندی کا رشتہ گھڑا تاکہ عوام کے قلوب سے حضور کی عظمت

بالکل ہی نکال دے یہ حضور کی توہین ہے کوئی باپ یا آقا اور بادشاہ کو بڑا بھائی نہیں کہہ سکتا۔ اگر کہے تو گستاخ بے ادب سمجھا جائے مگر یہ بے ادب شان رسالت میں بے باکانہ گستاخی کرتا ہے۔ بڑا بھائی کیا چیز ہے باپ دادا استاد پیر آقا بادشاہ سب اس در کے غلام ہیں اور غلامی ان کا فخر صحابہ کرام کا ادب تھا کہ جب حضور کی خدمت میں کچھ عرض کرتے تو پہلے بابی انت وامی کہتے یعنی میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ بڑا بھائی تھانا نہایت بے ادبی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ وفی قراءۃ ابن مسعود وھو اب لھم بعضے گستاخ کہا کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کہ مومن آپس میں بھائی ہیں تو حضور بھی بھائی ہوئے معاذ اللہ اس جاہل سے پوچھو پھر تو باپ کس کو بتائے گا قرآن کریم نے حضور کو باپ حضور کی ازواج مطہرات کو مومنین کی ماں فرمایا۔ اس رشتہ سے مومن بھائی ہوئے۔ چنانچہ تفسیر مدارک میں ہے یعنی مجاہد نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی امت کے والد ہوتے ہیں اسی سے مومن آپس میں بھائی ہوئے کیونکہ حضور ان کے دینی باپ ہیں۔ تو حضور کو بھائی کہنا کس قدر بے ادبی ہے۔ رہی یہ بات کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تواضعاً اپنے آپ کو بھائی فرمایا۔ تو اس کو دلیل بنانا انتہا درجہ کی جہالت ہے یہی وجہ ہے کہ حضور نے بھی اصحاب سے اکرموا اخاکم فرمایا۔ انہوں نے حضور کو بھائی نہ کہا۔ پھر ستم یہ کہ تقویۃ الایمان والے نے حضور کو صرف مومنین ہی کا بھائی نہ کہا۔ بلکہ وہ ظالم یہ کہتا ہے کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ انسان میں تو بھنگی بھی ہیں چمار بھی کنجر بھی کافر بھی مردود نے سب کا بھائی بتا دیا اور عقل کے اندھے تیرہ دعں اس کی طرف داری کئے جاتے ہیں۔ وہابیو کچھ تو شرماؤ۔ اور یہ تو بتاؤ کہ اسمٰعیل نے یہ کہاں سے کہا قرآن وحدیث میں کہاں آیا ہے کہ جو بڑا بزرگ ہو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے یہ ہے دین میں احداث اور بدعت ضلالت جس پر وہابی مرتے ہیں احادیث سے تو معلوم ہوا۔ کہ حضور کا مرتبہ سارے عالم اور تمام خلق سے اعلیٰ ہے۔ مگر تقویۃ الایمان والے اپنے بڑے بھائیوں کا یہی درجہ سمجھتے ہیں۔ اور حضور کی تعظیم محض بڑے بھائی کی برابر رکھتے ہیں۔ یہ گستاخی کرنے پر انہیں تمام دیوبندی بھی کافر کہتے ہیں۔ چنانچہ ان سب کا مصدقہ فتوی المہند ص۱۳ میں ہے جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔

اقول ۔ مولوی نعیم الدین کی جعل سازی پر آفرین ہے کہ حدیث کو چھوڑ کر اس کا فائدہ بھی

کاٹ چھانٹ کر عوام کو دھوکہ میں ڈالا تاکہ امر حق سے منحرف کر دیا جاوے۔ اور یہی پیشہ ابلیس لعین ہے ورنہ حدیث نقل کر کے پورا فائدہ ظاہر کیا جاتا جس سے لوگوں کو معلوم ہوتا کہ حدیث کی مطابقت ہے یا مخالفت مگر ایسا کیوں کیا جاتا غرض تو پیروی تلبیس ابلیس لعین ہے اب ناظرین اہل انصاف ودیانت پہلے الفاظ حدیث مع ترجمہ پھر فائدہ ملاحظہ فرمائیں۔ مشکوۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے۔

اخرجہ احمد عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفر من المہاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ فقال اصحابہ یا رسول اللہ یسجد لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم

" امام احمد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا مہاجرین اور انصار میں بیٹھے تھے کہ آیا ایک اونٹ پھر اس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو سو ان کے اصحاب کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا آپ کو سجدہ کرتے ہیں جانور اور درخت سو ہم کو ضرور چاہئے کہ آپ کو سجدہ کریں سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی "

ف یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے۔ بندگی اسی کی چاہئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء و امام و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے نہ خدا کی سی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعضے جنگلوں کہ بعضے درخت اور بعضے جانور اختیر ہیں چنانچہ بعضی دفعہ گھوڑوں پر شیر حاضر ہوتے ہیں اور بعضی پر ہاتھی اور بعضی پر بھیڑیئے مگر آدمی کو اس کی کچھ سند نہ پکڑنی چاہیے بلکہ آدمی کو وہی تعظیم کرے کہ اللہ نے بتائی ہو اور شرع میں جائز ہو مثلاً قبروں پر مجاور بننا شرع میں نہیں بتایا سو ہرگز نہ بنے اور کسی کی قبر پر کوئی خیرات دن بیٹھا رہتا ہو تو اس کی سند نہ پکڑے۔ کہ آدمی کو حالانکہ کی ریس نہ کرنی چاہیے "

پس ناظرین نے ملاحظہ کیا کہ موافق حدیث شریف فائدہ کا کوئی مقصد بجز اس کے نہیں کہ بنی نوع انسان سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ وہ بڑا بھائی اس کی تعظیم اسی وجہ بڑے بھائی کی سی چاہئے نہ خدا کی سی ۔ اور وہ بڑا ہو نہ کہ اللہ تعالیٰ کی سی انبیاء و اولیاء وغیرہم صالحین کا انسان اور مقرب بارگاہ ہونا اور ان کی بڑائی

بزرگی علی حسب مراتب۔ کہ انبیاء سے خصوصاً جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا کوئی نہیں ہو سکتا۔ کہ تمام عالم کے بڑے ہیں تو تمام کے بڑے بھائی ہونا ان کی فرمانبرداری کا سب پر حکم ہوا جیسا کہ اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم سے یعنی عبادت کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔ یعنی میری خود آپ ہی کے ارشاد سے واضح ہو گیا۔ اور یہی مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۲۵ میں اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں

وگرامی و عزیز دار برادر خود را عبارت — "اور تعظیم اور عزت رکھو اپنے بھائی کی اس میں
از ذات شریف خود داشت — بھائی کو اپنی ذات شریف کے ساتھ رکھا"

اس حدیث کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت فرما کے رشتۂ اخوت قطع کرنے والوں کے تو ناک کان دونوں کاٹ ڈالے۔ بیشک سب انسان بنی نوع آپس میں بھائی ہیں بھائی ہونے سے تو کسی طرح کوئی انسان الگ نہیں ہو سکتا اگر بڑا بھائی انبیاء علیہم السلام کو ان کے چھوٹے بھائی امت کے لوگ نہ کہیں تو پھر چھوٹا یا برابر کا معاذ اللہ کیونکر کہہ سکتے ہیں مولوی نعیم الدین کو اگر بڑا بھائی ہونا ناگوارا ہے تو پھر چھوٹا یا برابر کا کہیں۔ کیونکہ بڑائی اور چھوٹائی باعتبار مرتبہ بزرگی ہی کے ہوتی ہے۔ ورنہ چھوٹے یا برابر کے بھائی کی تعظیم نہیں کرتا ہے اور نسبی و دنیوی اعتبار سے ایک بھائی باپ کا دوسرا بیٹا ہوتا ہے ان میں جو عمر کا بڑا ہوتا ہے وہ بڑا بھائی کہلاتا ہے۔ چھوٹی عمر والا چھوٹا بھائی۔ دوسرے باعتبار بنی نوع انسانی کے آپس میں بھائی ہوتے ہیں اس اعتبار سے ماں باپ بیٹا بہن آقا غلام خاوند بیوی وغیرہم کافر و مشرک تک سب بھائی ہوتے ہیں۔ مرتبہ کا تفاوت جدا امر ہے۔ اسی لئے اہل ایمان کے لئے حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حق میں اکرموا اخاکم ارشاد فرمایا۔ کہ آپ کا مرتبہ فضیلت و بزرگی تمام جہان سے برتر و اعلیٰ و اشرف و معظم ہے۔ کہ کوئی بھی اس مرتبہ کو پہنچ نہیں سکتا۔ نہ یہ کہ اپنے باپ کے بیٹے جیسا بھائی معاذ اللہ جو مولوی نعیم الدین معاند کا محض زعم باطل ہے چنانچہ خود تقویۃ الایمان میں اسی حدیث کے بعد چوتھی حدیث مرقوم ہے۔

فقلنا وا فضلنا فضلا واعظمنا طولا فقال قولوا قولکم الخ — "پھر کہا ہم نے (یعنی صحابہ نے) کہ بڑے ہمارے ہو بزرگی میں اور بڑے سخی ہو سو فرمایا کہ کہو اس طرح کا کلام کہو الخ"

مدف ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں۔ اھ ملخصاً

جس کی تفصیل گذر چکی۔ حدیث میں وارد ہے کہ حق بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر جس طرح حق باپ کا بیٹے پر ہے۔

عن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق کبیر الاخوۃ علی صغیرھم حق الوالد علی ولدہ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

چنانچہ ان تمام مذکورہ بالا کی تفصیل و توضیح قرآن و احادیث میں بکثرت تمام وارد ہے۔ فرمایا حق تعالیٰ نے پ ۴ سورہ آل عمران میں

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا — "جب تھے تم آپس میں دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اس کے فضل سے بھائی بھائی"

ایضاً فرمایا کفار کے حق میں

كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ (ایضاً) اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ — "جو لوگ کافر ہوئے اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے" "وہ جو کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے"

اور فرمایا پارہ ۸ سورہ اعراف میں

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا — "اور طرف قوم عاد کے بھیجا ان کے بھائی ہود کو"
وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا — "اور طرف قوم ثمود کے ان کے بھائی صالح کو"
وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا — "اور طرف قوم مدین کے ان کے بھائی شعیب کو علیہم السلام"

اور فرمایا پارہ ۹ سورہ اعراف میں

وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ — "اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں وہ ان کو کھینچتے ہیں غلطی میں پھر وہ کمی نہیں کرتے"

اور فرمایا پ ۱۰ سورہ توبہ میں

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ — "سو اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیتے رہیں زکوٰۃ تو تمہارے بھائی ہیں دین میں"

اور فرمایا پ ۱۲ سورہ ہود میں

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا — "اور طرف قوم عاد کے بھیجا ان کے بھائی ہود کو"
وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا — "اور طرف قوم ثمود کے ان کے بھائی صالح کو"
وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا — "اور طرف قوم مدین کے ان کے بھائی شعیب کو علیہم السلام"

اور فرمایا پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل میں۔

كانوا اخوان الشياطين — "تھے وہ بھائی شیطانوں کے۔"

اور فرمایا پارہ ۱۹ سورہ شعراء میں

اذ قال لهم اخوهم نوح الا تتقون۔ اذ قال لهم اخوهم هود الا تتقون۔ اذ قال لهم اخوهم صالح الا تتقون۔ اذ قال لهم اخوهم لوط الا تتقون — "اور جب کہا ان کو ان کے بھائی نوح نے کیا تم کو ڈر نہیں۔ اور جب کہا ان کو ان کے بھائی ہود نے کیا تم کو ڈر نہیں۔ اور جب کہا ان کو ان کے بھائی صالح نے کیا تم کو ڈر نہیں۔ اور جب کہا ان کو ان کے بھائی لوط نے کیا تم کو ڈر نہیں۔ علیہم السلام"

اور فرمایا پ۱۹ سورہ نمل میں

ولقد ارسلنا الى ثمود اخاهم صالحا — "اور تحقیق ہم نے بھیجا طرف قوم ثمود کے ان کے بھائی صالح کو علیہ السلام"

اور فرمایا پارہ ۲۰ سورہ عنکبوت میں

والى مدين اخاهم شعيبا — "اور طرف قوم مدین کے بھیجا ان کے بھائی شعیب کو علیہ السلام۔"

اور فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۳ صفحہ ۲۲ میں مرقوم ہے

وسماه اخاهم لكونه من قبيلتهم لا من جهة اخوة الدين۔ — "اور نام ان کے بھائی ہونے کا ان کے قبیلہ ہونے کی وجہ سے رکھا نہ کہ بوجہ بھائی ہونے کے دین میں۔"

اور فرمایا پارہ ۲۱ سورہ احزاب میں

ادعوهم لآبائهم هو اقسط عند الله فان لم تعلموا آباءهم فاخوانكم في الدين ومواليكم — "اور پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کا کہہ کر یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں اور رفیق ہیں۔"

اور فرمایا پارہ ۲۱ سورہ احزاب میں کفار کے متعلق۔

والقائلين لاخوانهم هلم الينا — "اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے چلے آؤ ہمارے پاس۔"

اور فرمایا پارہ ۲۶ سورہ حجرات میں

انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم — "مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں سو صلاح کرا دو اپنے بھائیوں میں۔"

اور فرمایا پارہ ۲۶ سورہ حجرات میں

ان اكرمكم عند الله اتقاكم — "تحقیق بڑا بزرگ اللہ کے یہاں تم میں سے وہ ہے جس کو ڈر بڑا ہے۔"

اور فرمایا پارہ ۲۸ سورہ حشر میں۔

والذين جاءوا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك رءوف رحيم — "اور واسطے ان کے جو آئے ان کے پیچھے کہتے ہوئے اے رب بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے آگے پہنچے ایمان میں اور نہ رکھ ہمارے دل میں بیر ایمان والوں کا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان۔"

ناظرین کو قرآن پاک کے ارشادات سے بالکل بصیرت حاصل ہو گیا کہ تمام مسلمان مومن اہل ایمان علی حسب مراتب و درجات چھوٹے بڑے سب رشتۂ اخوت میں منسلک ہیں۔ کافر بھی کافروں کے بھائی ہیں حتی کہ حضرات اولو العزم انبیاء مرسلین علیہم السلام کو کفار نابکار کا بھائی فرمایا گیا چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۱۴ صفحہ ۱۴۰ میں روایت ہے کہ کفار مکہ میں سے امیہ بن خلف نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنی بیوی سے کہا کہ میرے یثربی بھائی نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قتل کریں گے چنانچہ جب وہ جنگ بدر کو جانے لگا۔ تو اس کی بیوی نے کہا کیا یاد نہیں کہ تمہارے یثربی بھائی نے کیا کہا تھا۔ فرجع الى امرأته فقال اما تعلمين ما قال لي اخي اليثربي قلت وما قال قال زعم انه سمع محمدا يزعم انه قاتلي قالت فوالله ما يكذب محمد قال فلما خرجوا الى بدر جاء الصريخ قالت له امرأته اما ذكرت ما قال لك اخوك اليثربي مگر جو توبہ کر کے ارکان اسلام پر قائم رہا وہ دینی اسلامی بھائی قرار دیا گیا۔ پھر جو ان میں زیادہ متقی پرہیزگار ہو وہ اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ مقرب و معظم عزت و اکرام والا علی حسب مراتب ہو گا۔ اسی لئے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حق میں اپنی امت کو ارشاد فرمایا

واكرموا اخاكم۔ — "اور بزرگی عزت و تعظیم کرو اپنے بھائی کی یعنی میری"

اس حد تک جو عبادت کے درجے کو اور الوہیت باری تعالے کے مرتبہ کو (مثلاً آپ کو عالم الغیب غائبانہ حاضر و ناظر جان کر ندائیں فریادیں کرنے کے درجہ کو) نہ پہنچے۔ دیکھو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے اقوال میں جو قریب ہی گزر چکے ہیں کہ اشهد ان محمدا عبده ورسوله۔ "محمد پہلے بندے ہیں رسول بعد کو کہ عبد کے مقابلہ سے درجہ علیا رسالت کیا جانے کیا مرتبہ ہو تو چاہیے کہ عبدیت کے درجہ و مرتبہ سے نکال کر آپ کی بشریت

واخوت مطلقیت میں بھی کلام وانکار کیا جا رہا ہے پھر اس کو گستاخی بے ادبی بے دینی وغیرہ الفاظ سے تعبیر یاد کیا جاتا ہے۔ حالانکہ خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی الزبدۃ الزکیہ حسنی پریس بریلی کے صلا میں اسی حدیث کا ترجمہ باوجود الفاظ اخاکم کا ترجمہ اڑا جانے کے یہ کرتے ہیں "حدیث مسند احمد اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم اللہ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم۔ پس بھائی ہونے میں بڑا ہونا بھی باعث تعظیم ہے

اب کتاب اللہ کے ساتھ شغل ہونے پر سہاگہ کے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرۃ العینین بنا لیجئے۔ صحیح بخاری پارہ ۲۱ صفحہ ۷۶۰ میں روایت ہے

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب عائشۃ رضی اللہ عنہا الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فقال لہ ابوبکر انا اخوک فقال انت اخی فی دین اللہ وکتابہ وھی لی حلال ۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو کہا انہوں نے میں آپ کا بھائی ہوں تو فرمایا آپ نے تم میرے بھائی اللہ کے دین میں اور اس کی کتاب میں ہو اور وہ میرے لئے حلال ہے۔"

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے

اشارۃ الی قولہ تعالیٰ انما المومنون اخوۃ ونحو ذلک ۔

"اس حدیث میں اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے فرمانے کی طرف کہ مومنین آپس میں بھائی ہیں اور سوائے اس کے اور آیات ہیں۔"

پس مولوی نعیم الدین کا یہ مردود قول کہ اس آیت سے بھائی کہنے والا گستاخ و جاہل بے ادب ہے۔ خود کلام صاحب فتح الباری اپنی مسلم کتاب سے باطل ہو گیا۔ نیز فتح الباری ج ۵ ص ۲۴۷ میں روایت ہے

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارسل خولۃ بنت حکیم الی ابی بکر یخطب عائشۃ فقال لھا ابوبکر وھل تصلح لہ انما ھی بنت اخیہ فرجعت وذکرت ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لھا ارجعی فقولی لہ انت اخی فی الاسلام وانت

"روایت ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا خولہ بنت حکیم کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پیام نکاح عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے تو کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے اور کس طرح ہو سکتا ہے یہ تو ان کے بھائی کی بیٹی ہے تو وہ لوٹ گئیں پس ذکر کیا اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو فرمایا آپ نے ان سے جاؤ پس کہو

تصلح لی فاتت ابا بکر رضی اللہ عنہ فذکرت ذلک لہ فقال ادعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء فانکحہ ۔

ان سے تم بھائی ہو میرے اسلام میں اور تمہاری بیٹی ہو سکتی ہے میرے لئے پس آئیں وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تو ذکر کیا اس امر کا ان سے تو کہا بلاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پس آپ تشریف لائے پس نکاح ہو گیا"

فرمایا صاحب فتح الباری نے

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجواب انت اخی فی دین اللہ وکتابہ اشارۃ الی قولہ تعالیٰ انما المومنون اخوۃ ونحو ذلک لان الاخوۃ المانعۃ من ذلک اخوۃ النسب والرضاعۃ لا اخوۃ الدین المذکور فی الحدیث الاخوۃ وھی اخوۃ الدین ۔

"ارشاد فرمانا آپ کا صلی اللہ علیہ وسلم اجابت میں کہ تم میرے بھائی ہو اللہ کے دین میں اور اس کی کتاب میں اشارہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے فرمانے کا کہ مسلمان ہیں سب بھائی آپس میں اور سوائے اس کے اور آیات ہیں۔ کیونکہ نکاح کے منع ہونے کے لئے نسبی اور رضاعی بھائی ہونا ہے نہ کہ دینی بھائی اور حدیث میں جو ذکر بھائی کا ہے وہ دینی بھائی ہے۔"

نیز مشکوٰۃ صفحہ ۴۱ میں بحدیث صحیح مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وددت انا قد رأینا اخواننا قالوا اولسنا اخوانک یا رسول اللہ قال انتم اصحابی واخواننا الذین لم یأتوا بعد مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج اول صفحہ ۱۹۹ میں اس حدیث کا ترجمہ بوضاحت تمام فرماتے ہیں

دوست میدارم وآرزو میبرم کہ کاش من دکسانیکہ با من اند میدیدیم برادران خود را یعنی آنہا کہ بعد از من بیایند گفتند صحابہ کہ با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند آیا نیستیم ما برادران تو فرمود شما مصاحبان من ویاران من ورفیق گاہ وخواص درگاہ نید واخوت اسلام امری عام ست کہ ہمہ مسلمانان را شامل ست برادران

"دوست رکھتا ہوں میں اور آرزو رکھتا ہوں میں کہ کاش میں اور جو لوگ میرے ساتھ ہیں دیکھتے ہم اپنے بھائیوں کو یعنی ان کو کہ جو بعد میں آویں گے عرض کیا صحابہ نے جو ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے کیا بھائی نہیں ہیں ہم آپ کے تو فرمایا کہ تم میرے مصاحبان اور میرے یار اور رفیق ہر وقت کے اور خاص درگاہ کے ہو اور اخوت اسلام ایک امر عام ہے کہ تمام

ما آن کس نے اند کرد عالم خارج نیادہ اللہ بنوزاہ — مسلمانوں کو شاں ہے اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہیں کہ ابھی عالم وجود میں نہیں آئے ہیں"

نووی شرح صحیح مسلم ج ا ص۱۲۷ میں مرقوم ہے

قال العلماء فی هذا الحديث جواز التمنی لا سيما فی الخير ولقاء الفضلاء واهل الصلاح. قوله بل انتم اصحابی ليس نفيا لاخوتهم ولكن ذكر مزيتهم الزائدة بالصحبة فهؤلاء اخوة صحابة والذين لم ياتوا اخوة ليسوا بصحابة كما قال الله تعالى انما المؤمنون اخوة ٭

"کہا علماء نے اس حدیث میں جواز تمنا و ملاقات اہل فضل و صلاح کا ذکر ہے تو آپ کا فرمانا بلکہ تم میرے صحابی ہو ان کے بھائی ہونے کی نفی نہیں ہے ولیکن ان کے صحابی ہونے کی مرتبہ کا زائد ذکر فرمانا ہے پس یہ لوگ صحابہ بھائی ہیں اور وہ لوگ جو ابھی نہیں آئے محض بھائی ہیں صحابہ نہیں ہیں جس طرح فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو لوگ مومن ہیں سب بھائی ہیں"

نیز مؤطا امام مالک باب الشہداء فی سبیل اللہ میں روایت ہے۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لشهداء احد هؤلاء اشهد عليهم فقال ابوبكر الصديق يا رسول الله السنا باخوانهم اسلمنا كما اسلموا وجاهدنا كما جاهدوا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بلى ولكن لا ادرى ما تحدثون بعدى قال فبكى ابوبكر ثم بكى ثم قال اننا لكائنون بعدك ٭

"کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہداء احد کے حق میں کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ شہادت دیتا ہوں میں ان کے حق میں پس کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آیا نہیں ہیں ہم بھی شہداء احد کے بھائی مسلم ہوئے ہم جس طرح وہ مسلم لائے اور جہاد کیا ہم نے جس طرح انہوں نے جہاد کیا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ بھائی ہو اور لیکن میں نہیں جانتا کہ کیا کیا کرو گے بعد میرے پس رونے لگے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد ازاں پھر رونے لگے بعدہ کہا آیا ہم باقی رہیں گے بعد آپ کے"

سبحان اللہ نبی و صدیق تو اپنے امتی بھائیوں سے ملنے اور شہداء کی رفاقت میں ان کے بھائی بننے کی تمنا فرماویں۔ مگر معاندین دشمن توحید و سنت متبعین کو رب پرست اسلامی دینی بھائیوں سے موجب موٹیں نفرت کریں بلکہ دی جوڑنے بھائی بندی کا رشتہ کھڑا کرنے کو باعث توہین جانیں۔ صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۲۴۳ میں مرقوم ہے

قيل يا رسول الله من اكرم الناس — "عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ بزرگ

ص ۱۴۷ الیم مجتبائی دہلی یہ روایت مرسل ہے تنویر الحوالک ص ۳۰۷ ج ا (ح ج ۲)

قال اتقاهم ٭ — لوگوں میں کون ہے فرمایا جو سب سے زیادہ ان میں متقی ہو"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۲۵۹ میں مرقوم ہے

اكمل النوع الانسانى الانبياء ثم الاولياء والصديقون والشهداء ٭ — "نوع انسانی میں سب سے زیادہ کمالات میں موصوف انبیاء پھر اولیاء اور صدیقین اور شہداء ہیں"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۲۳۲ میں روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی حرم محترم حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی نسبت بادشاہ جابر و ظالم کے خوف سے فرمایا۔

انك اختى — "تو میری بہن ہے"

فتح الباری میں مرقوم ہے۔

وانت اختى فى الاسلام ٭ — "تو میری بہن ہے اسلام میں"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۲۲۵ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فذكرت دعوة اخى سليمان رب اغفر لى الخ — "پس یاد کی میں نے دعا اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی اے رب مغفرت فرما دے میری الخ"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۲۶۹ میں روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

الانبياء اخوة لعلات امهاتهم شتى ودينهم واحد ٭ — "انبیاء علیہم السلام سب علاتی بھائی ہیں مائیں ان سب کی جدا جدا اور دین ان سب کا ایک"

فتح الباری میں مرقوم ہے

ومعنى الحديث ان اصل دينهم واحد وهو التوحيد وان اختلفت فروع الشرائع ٭ — "معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اصل دین ان سب کا ایک ہے اور وہ توحید حق تعالیٰ کی ہے اور اختلاف فروع جدا جدا احکام شریعتوں کے باعث ہے"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص۲۵۷ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا۔

لو كنت متخذا خليلا غير ربى لاتخذت ابا بكر خليلا ولكن اخوة الاسلام ومودته لو كنت متخذا من امتى خليلا — "اگر میں بناتا کسی کو جانی دوست سوائے اپنے رب کے تو بناتا ابوبکر کو دوست جانی ولیکن اسلامی بھائی چارہ کی محبت ہے اگر بناتا میں اپنی امت میں کسی کو جانی دوست تو بناتا ابوبکر کو اور لیکن وہ میرے بھائی

لا تخذت ابا بکر ولکن اخی وصاحبی ۔ "اور میرے صحابی ہیں"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۴ صفحہ ۲۵۴، ۲۵۷ میں مرقوم ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔

انت اخی وصاحبی فی الغار
الحدیث۔ عن انس رفعہ ان
اعظم الناس علینا منا ابوبکر
الحدیث۔ واخوۃ الاسلام و
مودتہ متفاوتۃ بین المسلمین
فی نصر الدین واعلاء کلمۃ الحق
وتحصیل کثرۃ الثواب ولابی بکر من
ذلک اعظمہ واکثرہ واللہ اعلم ۔

"تم میرے بھائی ہو اور صحابی یار غار حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ بڑے محسن ہم پر ہیں سے ابوبکر ہیں اور اسلامی اخوت اور محبت علی حسب مراتب و درجات مسلمانوں میں متفاوت ہوتی ہے باعتبار نصرت دین اور اعلاء کلمۃ الحق وتحصیل کثرت ثواب کے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ان سب میں بڑائی اور زیادتی ہے"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۵ صفحہ ۴۴۴ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

النجاشی مات الیوم رجل صالح
فقوموا فصلوا علی اخیکم ۔

"آج نجاشی بادشاہ حبشہ ایک صالح مرد وفات ہو گئی تو لوگ اٹھو اور نماز پڑھو اپنے بھائی پر"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۷ صفحہ ۱۲۲ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے جو آزاد کردہ غلام تھے فرمایا

انت اخونا ومولانا

"تو ہمارا بھائی اور ہمارا آقا والا ہے"

فتح الباری میں مرقوم ہے

ای فی الایمان ومولانا ای
من جھۃ انہ اعتقہ وتقدم
ان مولی القوم منہم ۔

"ایمان میں بھائی ہے اور مولانا بوجہ اس کے کہ آزاد کر دیا گیا تھا اور پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ غلام قوم کا انہیں میں سے ہوتا ہے"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۵ صفحہ ۵۶ میں روایت ہے کہ جب شب معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرئیل علیہ السلام آسمان پر لے کر پہنچے تو اول آسمان پر آدم علیہ السلام تھے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ آپ کے باپ آدم ہیں پس ان پر سلام کیجئے تو میں نے سلام کیا ان پر پس جواب دیا سلام کا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح دوسرے آسمان پر یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ملے تو انہوں نے بھی یہی کہا مرحبا بالاخ

الصالح والنبی الصالح تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام نے بھی یہی کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام نے بھی یہی کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام نے یہی کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام نے بھی اسی طرح کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام نے کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح مختصراً۔ الغرض آدم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام نے تو مرحبا بیٹے صالح اور نبی صالح سے منسوب کیا اور باقی سب نے مرحبا بھائی صالح اور نبی صالح سے موصوف کیا۔ نیز صحیح بخاری پارہ ۱۰ صفحہ ۱۵ میں روایت ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان اخوانکم خولکم جعلھم اللہ
تحت ایدیکم فمن کان اخوہ
تحت یدہ فلیطعمہ مما یاکل
ولیلبسہ مما یلبس ولا
تکلفوھم ما یغلبھم فان کلفتموھم
ما یغلبھم فاعینوھم ۔

"وہ غلام بھائی تمہارے خدمت کرنے والے تمہارے ہیں کر دیا ہے اللہ نے ان کو تمہارے تحت میں پس جس کا بھائی اس کے تحت میں ہو تو کھلا دے اسے جو خود کھاوے اور پہنا دے اسے جو خود پہنے اور نہ تکلیف دو انہیں جو اٹھا نہ سکیں پس اگر ان کو ایسی تکلیف دو جو ان سے نہ ہو سکے تو ان کی مدد کرو"

فتح الباری میں مرقوم ہے

وفی تقدیم لفظ اخوانکم علی
خولکم اشارۃ الی الاھتمام بالاخوۃ
واطلاق الاخ علی الرقیق فان ارید
القرابۃ فھو علی سبیل المجاز لنسبۃ
الکل الی آدم او المراد اخوۃ الاسلام
ویکون العبد الکافر بطریق التبع او

[illegible]

"لفظ بھائی کے مقدم فرمانے کا خدمت کرنے والے پر اشارہ ہے بھائی ہونے کے اہتمام کا اور اطلاق بھائی ہونے کا غلام پر پس اگر مراد قرابت بطریق مجاز کے تمام کی نسبت آدم علیہ السلام کی طرف ہوگی یا مراد اسلامی بھائی ہونے کی وجہ سے ہے اور ہو گا کافر غلام بھائی بطریق تبعاً یا خاص ہوگا بھائی ہونے کا حکم مومن کے ساتھ"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۰ صفحہ ۵۸۹ میں روایت ہے

قالت الانصار للنبی صلی اللہ علیہ
وسلم اقسم بیننا وبین
اخواننا النخیل ۔

"انصار نے عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہ آپ ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان باغ تقسیم فرما دیجئے"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۴ صفحہ ۲۶۸ میں روایت ہے کہ واقعہ بیر ادریس میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت دعا کی

ان یرد اللہ بفلان یریہ اخاہ — "اگر اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے اپنے بھائی عمر رضی اللہ عنہ کا۔"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۰ صـ۱۲ میں روایت ہے کہ انصار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

لاخواننا من المہاجرین مثلہا — "ہمارے بھائیوں مہاجرین کے لئے ہماری برابر دیجئے۔"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۴ صـ۲۶۵ میں روایت ہے کہ بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو خطبہ پڑھا اس میں مہاجرین کی تعریف کی اور فرمایا۔

وانتم اخواننا فی کتاب اللہ و شرکاؤنا فی دین اللہ — "اور تم ہمارے بھائی ہو اللہ کی کتاب میں اور ہمارے شریک ہو اللہ کے دین میں۔"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۷ صـ۲۲ میں روایت ہے

عن عمر لما توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلت لابی بکر انطلق بنا الی اخواننا من الانصار — "روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب وفات پائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں نے ابوبکر سے مجھے لے چلئے ہمارے انصاری بھائیوں کے پاس۔"

نیز صحیح بخاری پارہ ۵ صـ۲۶ میں روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے۔

وا اخاہ وا صاحباہ — "ہائے میرے بھائی اے میرے صاحب۔"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲ صـ۲۵ میں روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک صالح بزرگ تھے جب آپ واپس آئے دریافت کیا گیا کہ کون بزرگ تھے فرمایا۔

ذالک اخی الخضر — "وہ میرے بھائی خضر تھے۔"

علی ہذا حضرت ابراہیم التیمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خانہ کعبہ میں مشغول بذکر اللہ تھا تو ایک شخص آئے پس مجھ پر سلام کیا پس میں نے ان سے زیادہ خوبصورت اور پاکیزہ خوشبودار نہیں دیکھا تو میں نے کہا آپ کون ہیں تو فرمایا

انا اخوک الخضر[۱] — "میں تمہارا بھائی خضر ہوں۔"

علاوہ بریں عمومات نصوص میں احادیث چنانچہ ارشاد فرمایا گیا

[illegible] المسلم [illegible] فی [illegible] — "[illegible] مسلمان بھائی مسلمان کا ہے ... جو اپنے بھائی کی عزت [illegible]"

[۱] لیکن اس قسم کے آثار سنداً مخدوش ہیں (ع - ح)

حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ... اخاک ... واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ، لا یبیع الرجل علی بیع اخیہ، ولا یخطب علی خطبۃ اخیہ، ولا یسوم علی سوم اخیہ، وکونوا عباد اللہ اخوانا ولا یحل لمسلم ان یہجر اخاہ فوق ثلث لیال واذا عطس احدکم فلیقل الحمد للہ ولیقل لہ اخوہ او صاحبہ یرحمک اللہ واکرم الکبیر وابدأ الا کبر بالکلام والسوال

"پوری کرے اللہ اس کی حاجت پوری کرتا ہے ... اپنے بھائی کی اور اللہ مدد فرماتا ہے اس بندہ کی جو بندہ مدد کرتا ہے اپنے بھائی کی اور کوئی اپنے بھائی کے سودا پر بیع نہ کرے اور کوئی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرے نہ کوئی بھائی اپنے بھائی کی قیمت پر قیمت لگا دے اور ہو جاؤ اللہ کے بندو بھائی بھائی اور حلال نہیں کسی مسلمان کو کہ چھوڑ رکھے اپنے بھائی کو تین رات سے زیادہ اور جب چھینک آئے تم میں سے کسی کو تو کہے الحمد للہ اور جواب میں کہے اس کا بھائی یا اس کا ساتھی یرحمک اللہ اور بڑے کی تعظیم کر اور بڑے کو بات کرنے میں ابتدا کر۔"

سفر السعادت صـ۳۵ میں مسند امام احمد رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے

اللہم ربنا ورب کل شیء انا شہید ان العباد کلہم اخوۃ — "اے اللہ رب ہمارے اور رب ہر چیز کے میں شہادت دیتا ہوں کہ تحقیق تمام بندے بھائی ہیں۔"

ہر چند کہ اس باب میں احادیث حد شمار سے باہر ہیں جن کے قدر مشترک سے واضح ہوا کہ رشتۂ اخوت اسلامی کا دامن تقدس نہایت وسیع بمنزلہ اصل اصول باعث استحکام دین ہے ہر طبقہ اپنے ادنیٰ اور اعلیٰ کا بھائی ہے۔ بادشاہ غلام کا غلام بادشاہ کا حاکم محکوم کا محکوم حاکم کا بھائی ہے۔ چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۸ صـ۲۶۲ و پارہ ۹ صـ۱۸ و پارہ ۱۰ صـ۵۰۹ میں انہیں احادیث کی شرح میں مرقوم ہے۔

قال الجمہور لا فرق فی ذلک بین المسلم والذمی یطلق بینہما اسم الاخوۃ ویشترک فی ذلک الحر والعبد والبالغ والممیز والمراد اخوۃ الاسلام لانہ الغالب

"کہا جمہور نے فرق نہیں ہے اس میں درمیان مسلمان اور ذمی کے اطلاق کیا جاتا ہے ان دونوں پر اسم اخوت کا اور شریک ہیں اس میں آزاد اور غلام اور بالغ اور ممیز اور مراد اخوت اسلامیہ ہے کیونکہ یہی رشتہ غالب ہے۔"

اور پارہ ۲۵ صـ۵۲ میں مرقوم ہے۔

المراد الاكبر فى السن اذا وقع التساوى فى الفضل والا فيقدم الفاضل فى الفقه والعلم اذا عارضه السن ۔

مراد بڑے سے بلحاظ عمر کے ہے جب بزرگی میں برابری ہو ورنہ بزرگی والا مقدم ہو گا بلحاظ سمجھ اور علم کے جب عمر کا مقابلہ ہو ۔

اور رسالہ الاعلام میں مرقوم ہے ۔

ان مودة الاسلام اعظم من مودة القرابة ۔

محبت اسلامی کی بزرگی بڑی ہے محبت قرابت سے ۔

ناظرین کرام اب مولوی نعیم الدین کے مخصوص و معتمد رأس الطائفہ بدایونی جی کے مدینہ ھ گور کو جامہ فریبکاری سے مزین کیا گیا ہے ۔ نقل کردہ چند احادیث بھی ملاحظہ کر لیں چنانچہ تقیح المسائل صلا میں منقول ہے ۔

وقد جاء فى الحديث ان الشهداء لما داوا ما عند الله لهم من النعمة والراحة قالوا لم يجاء من يخبر اخواننا وقد جاء ان الغزاة الذى قتلوا اخبروا اخواننا (ايضا ص۱۱۹) ما من رجل يزور قبر اخيه ، ما من احد يمر بقبر اخيه المؤمن (ايضا ص۱۲۳) از اشعة اللمعات حديث انا بى امامه رضى الله عنه آمده است كه گفت رسول خدا صلى الله عليه وسلم چون مرد يكے از برادران شما (ايضا ص۱۲۴) احسن من اخوانكم (ايضا ص۱۲۷) در باب

حدیث میں آیا ہے کہ شہدا جب اللہ تعالیٰ کے پاس دیکھیں گے اپنے لئے نعمتیں اور راحتیں کہیں گے یا اللہ ہمارے بھائیوں کو بھی خبر کر دے ۔ نہیں کوئی آدمی کہ زیارت کرے اپنے بھائی مومن کی قبر کی ۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مرتا ہے کوئی تمہارا بھائی اور جس وقت مرتا ہے تم میں سے کوئی تمہارا بھائی ۔ مسلمانوں کے جو تمہارے بھائی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد دفن کے فرمایا استغفار کرو تم لوگ اپنے بھائی کے لئے ۔ فرمایا جس وقت مر جائے کوئی تمہارے بھائیوں میں سے ۔

[حاشیہ: و در حدیث آمد ... [illegible] ... اخواننا]

[حاشیہ: التقلین وبالمومنین اخوانا (ایضا ص۱۴۱) والمومنین اخوانی (ایضا ص۱۴۳)]

[حاشیہ: مراد خود را فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقتیکہ میرد یکے از برادران شما ۔]

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت نے حیات الموات ص۱۷ میں نقل کیا کہ خود مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو عمرہ کو تشریف لے جاتے تھے ارشاد فرمایا

لا تنسنا يا اخى من دعائك ۔

اے بھائی اپنی دعا میں ہمیں نہ بھول جانا ۔

یہ ابو داؤد کی ہے اور احمد و ابن ماجہ کی روایت میں فرمایا :

اشركنا يا اخى فى صالح

اے بھائی اپنی نیک دعاؤں میں ہمیں بھی شریک کر لینا اور

دعائك ولا تنسنا

(مشکوٰۃ ص۱۹۵)

بھول نہ جانا ۔ فرمایا اے میرے چھوٹے بھائی مجھ کو اپنی دعاؤں میں شریک کرنا اور بھول نہ جانا ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی جب دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر ٹھہر کر صحابہ کرام سے ارشاد فرماتے

استغفروا لاخيكم واسئلوا له التثبيت فانه الان يسأل

اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے ثبات کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال ہو گا ۔

رواه ابو داؤد ص۱۳۸ والحاكم والبيهقى بسند حسن عن عثمان رض ایضا ص۳۰ ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

ما من ميت يوضع على سريره فيخطى به ثلث خطا الا تكلم بكلام يسمعه ما شاء الله الا الثقلين الجن والانس يقول يا اخوتاه ويا حملة نعشاه لا تغرنكم الدنيا كما غرتنى ولا تلعبن بكم كما العبت بى

جب مردے کو جنازہ پر رکھ کر تین قدم لے چلتے ہیں تو وہ کلام کرتا ہے جسے سب سنتے ہیں جنہیں خدا چاہے سوا جن و انس کے کہتا ہے اے بھائیو اے نعش اٹھانے والو تمہیں دنیا فریب نہ دے جیسا مجھے دیا اور تم سے نہ کھیلے جیسا مجھ سے کھیل ۔

ایضا ص۳۲ ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں اور امام عبد الحق کتاب العاقبہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

ما من رجل يزور قبر اخيه ويجلس عليه الا استانس ورد عليه حتى يقوم ۔

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی زیارت قبر کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے میت اس سے دل بہلاتا ہے اور جب تک وہ اٹھے مردہ اس کا جواب دیتا ہے ۔

ایضا ابن شاہین کتاب ذکر الموت اور دیگر علماء محدثین نے اپنی تصانیف حدیثیہ میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اذا مات احد من اخوانكم

جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے ۔

نیز مولوی صاحب بریلوی فتاویٰ رضویہ حصہ سوم مطبع حسنی پریس بریلی کے ص۲۰ میں لکھتے ہیں

عالم کوئی چمار مسلمان ہو تو مسلمانوں کے دین میں اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھنا حرام اور حرکت حرام ہے وہ ہمارا دینی بھائی ہو گیا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما المؤمنون اخوة اور فرماتا ہے فاخوانكم فى الدين (مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں یعنی پس بھائی ہیں تمہارے دین میں)

اور بہار شریعت حصہ اول ص۱۵ میں لکھتے ہیں۔

اللّٰھم اغفر لاخواننا و اخواتنا — "اے اللہ ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو بخش دے"

پس ان تمام احادیث مذکورہ بالا میں نبی کریم شفیق و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امت مرحومہ اور خصوصاً حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو احکام متعلقہ حیات و ممات میں سب کو بھائی کا خطاب فرمایا۔ پھر کوئی شخص صغیر و کبیر چھوٹا بڑا علی حسب درجات و مراتب دینی بھائی ہونے سے خالی اور بری نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا (مشکوٰۃ ص۴۲۳) — "نہیں ہے ہمارے طریقہ پر یا ہماری جماعت میں سے وہ شخص جو رحم نہ کرے ہمارے چھوٹوں پر اور تعظیم و توقیر نہ کرے ہمارے بڑوں کی"

اور فرمایا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے شریف وصیت نامہ ص۱ میں

اعلموا اصحابی و اخوانی — "جان لو اے میرے ساتھیو اور میرے بھائیو!"

اور فرمایا امام ربانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بڑے پیر صاحب رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین ص۱۵ میں

وصلوٰتہ علی سیدنا و سندنا محمد خاتم النبیین وعلی ابوینا المکرمین سیدنا آدم والخلیل ابراھیم وعلی جمیع اخوانہ من — "درود ہو ہمارے سردار سیدنا محمد خاتم النبیین پر اور دونوں باپوں ہمارے سیدنا آدم اور خلیل ابراہیم پر اور تمام آپ کے بھائیوں انبیاء علیہم السلام پر"

نیز مجموعہ سدو کبریت احمر ص۱۱ میں ہے۔

وصل یا رب علی جمیع اخوانہ من الانبیاء والمرسلین والاولیاء والصالحین والشہداء والصدیقین والملائکۃ المقربین — "اور درود بھیج اے رب میرے اوپر تمام بھائیوں ان کے یعنی سب انبیاء اور رسولوں پر اور اولیاء اور صالحین اور شہداء اور صدیقین اور ملائکہ مقربین پر"

بحمد اللہ کہ مولوی نعیم الدین کی ساری کذب بیانی بہتان بندی فریب کاری ان چند نصوص قرآن و احادیث اور کلام ائمہ دین خصوصاً اپنے ہی مسلمات سے پورے طور پر طشت از بام ہو کر مثل آفتاب نیم روز کے روشن ہو گئی ورنہ جس قدر نصوص سنت و اقوال ائمہ سلف اہل سنت ہمارے سامنے ہیں ان کے پیش کرنے کو ایک دفتر وسیع درکار ہے مگر عاقل منصف کو ایک اشارہ بھی بس ہوتا ہے اور مخالف معاند کو ہزار بار کہنا اور دفتر کے دفتر بھی کافی نہیں ہوتا حتیٰ کہ ابو جہل لعین کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت نصیب نہ ہوئی تاہم علاوہ اللہ عزوجل کا تحفہ جاری ہے کہ [illegible] ما سبیت چنانچہ پارہ ۲۷

سورہ ذاریات میں ارشاد باری تعالیٰ عز شانہٗ ہے

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ — "اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو"

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امت اکابر و اصاغر کو حسب مراتب چھوٹے بڑے افضل و مفضول کو رشتہ بھائی چارہ بر طبق تسبیح کے ساتھ منسلک فرمایا اور حضرت صحابہ کرام و غیرہم ائمہ مجتہدین بھی اسی میں سعی کرتے رہے۔

پس یہ محض کذب و افترا کس قدر منظرانہ کلام مولوی نعیم الدین کا ہے کہ صحابہ نے آپ کو بھائی نہ کہا۔ آپ کو بھائی کہنا بے ادبی و توہین گستاخی جہالت ہے۔ بلکہ آپ مومنین کے باپ ہیں اور ازواج طاہرات امہات۔ معاذ اللہ، دروغ بر وئے تو۔ [illegible] حالانکہ خود مولانا شہید مرحوم نے دوسرے باب تقویۃ الایمان ص۱۳ میں آیت پارہ ۲۱ سورہ احزاب النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ پیش کی ہے۔ اگر امت کے آپ باپ ہیں تو بھائی بھی یقیناً ہیں مگر نسبی باپ اور بھائی۔ چنانچہ خود قرآن کریم نے تصریح فرمائی پارہ ۲۲ سورہ احزاب کی ہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ — "محمد باپ نہیں تمہارے مردوں میں کسی کے"

اگر بھائی کہنا بے ادبی ہے تو باپ کہنا بدرجہ اولیٰ بے ادبی ہوگی جس طرح خصوصاً حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ایک صورت میں آپ اگر باپ ہیں تو دوسری صورت میں بزرگ و برتر بھائی بھی ہیں۔ ورنہ پھر ان کی دونوں صاحبزادیاں عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما آپ کے حرم محترم میں کیونکر آ سکتیں۔ اگر ازواج مطہرات ایک درجہ میں ان کی بیٹیاں تھیں تو دوسری حیثیت میں وہی دینی مائیں اور بہنیں بھی تھیں۔ پھر اگر آپ باپ ہیں اور بھائی کہنا بے ادبی تو ازواج مطہرات کے ام المومنین ہونے سے باپ کے مقابلہ میں بحکم حدیث صحیحین ماؤں کا درجہ تین حصہ زائد ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے سے ازواج مطہرات کا درجہ بڑھ کے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی و ابی کا مرتبہ گھٹ نہ جاوے گا۔ معاذ اللہ منہ یہ سب مولوی نعیم الدین کے مردودہ خیالات کے کرتوت اور منقولیوں کے نتائج بد ہیں جس کا باعث محض خبث و عناد قلبی قرآن و حدیث اور علمائے ربانیین ہے کیونکہ خود ہی کہا کہ آپ دینی باپ ہیں بھائی کہنا بے ادبی ہے۔ تو جب دینی باپ ہوئے تو دینی بھائی بھی ہوئے۔ اس سے کون امر مانع ہے۔ یہ امر خود حدیث سے ثابت ہو چکا اور بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر مثل باپ کے حق کے ہونا بھی ثابت ہو چکا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق و مراتب فضل و کمالات پر سارے جہان کے ماں باپ بھائیوں کی بعید ہزار جان و مال عزت و آبرو

قربان و فدا ہیں۔ کیونکہ آپ کی بزرگی بڑائی تمام عالم سے اعلیٰ و اشرف و برتر ہے نہ آپ کے مرتبہ عظمت کو کوئی پہنچا نہ پہنچ سکتا ہے۔ بلکہ ہی نہیں بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اسی لئے آپ ہر کمال میں سب کے بڑے اور سب آپ سے چھوٹے ہیں۔ معبذا جس طرح صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنے سے پہلے فداک ابی و امی کہتے یعنی قربان ہوں آپ پر یا رسول اللہ ماں باپ ہمارے " تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح فرمایا چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۲۵ ص۶۰۸ میں روایت ہے کہ آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

فداک ابی و امی — "یعنی قربان ہوں میرے ماں باپ تجھ پر"

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔

ومن حدیث ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصحابہ فداکم ابی و امی ومن حدیث انس ان صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل ذلک للانصار۔

"اور حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے صحابہ سے تمہارے اوپر قربان ہوں میرے ماں باپ" اور حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مثل اسی کے انصار سے"

رہا علمائے دیوبند کا فتویٰ تو اس کو فریبانہ طور سے جاہلوں کے سامنے لانا سراسر بطالت پر مبنی ہے کیونکہ اس میں صاف تصریح ہے کہ جو اس کا قائل ہو کہ ہم پر بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر تو یہ عقیدہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔

بیشک یہ صحیح ہے مگر تقویۃ الایمان میں ہرگز کوئی حرف اس قائل کے عقیدہ مردودہ خبیثہ کے موافق نہیں ہے۔ بلکہ حضرات انبیاء کے متعلق مطابق حدیث اس میں یہ ہے "کہ ان کو اللہ نے بڑائی دی۔ وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں۔ سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیئے نہ خدا کی سی" یعنی ان کو اللہ تعالیٰ نے سارے عالم پر بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم سب عالم کے لوگ ان کے چھوٹے ہیں ہم سب کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے۔ نہ کہ بس مانند اپنے نسبی بڑے بھائی کے برابر معاذ اللہ منہ چنانچہ خود مولوی صاحب بریلوی نے الزبدۃ الزکیہ ص۹۰ میں بھی لکھا۔

"مخلوق میں نہایت عظمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے"

بھلا اس کے ساتھ مولوی صاحب بریلوی کا یہ قول ان کے رسالہ جزاء اللہ عدوہ کے ص۹۵ کو ملا کر دیکھئے

کرامت کا راعی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا ہے"

پس کیا یہ آسمان کا تھوکا اپنے منہ پر آنے کی مثال نہیں ہے کہ تمام امت مرحومہ خصوصاً حضرات صحابہ ائمہ تابعین اولیائے کاملین مقتدایان دین سب کو جانور بکریوں کے مشابہ ٹھیرا دیا گیا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چرواہا۔ نعوذ باللہ منہ۔

مسئلہ بشریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قولہ ص۲۴۸-۲۵۰ تقویۃ الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھائی کہنے کے ساتھ بندہ عاجز بھی کہا ہے۔ یہ بھی ترک ادب ہے۔ رد المحتار جلدہ ص۴۹۷ میں ہے۔ لا یجوز ان یقال انہ فقیر و غریب مسکین بیانک تقویۃ الایمان والے نے حضور کا مرتبہ گھٹاتے گھٹاتے بھائی کے درجہ پر رکھا اب اس سے بھی آگے بڑھتا ہے اور لکھتا ہے۔ جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔ تقویۃ الایمان والے اس عناد کو دیکھئے کم کرتے کرتے بشر کی سی تعریف رکھی وہ بھی گوارا نہیں تو کہتا ہے اس میں بھی اختصار ہی کرو مطلب یہ ہے کہ تعریف بالکل نہ ہو پہلے کفار بھی انبیاء علیہم السلام کو بشر کہتے تھے۔ قرآن پاک نے ان کا مقولہ نقل فرمایا

وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ — "تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی"

مولانا رومی فرماتے ہیں

ہمسری با انبیاء برداشتند	اولیاء را ہمچو خود پنداشتند
گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر	ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

انبیاء علیہم السلام ظاہر میں بشر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کمالات عطا فرماتا ہے ان کمالات کو چھوڑنا اور لفظ بشر سے ان کا ذکر کرنا یقیناً بے ادبی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص کے دل عظمت نہیں اور انبیاء علیہم السلام کے مراتب و کمالات کا اظہار اس کو گوارا نہیں۔ یہ کبھی نہیں کہتے کہ خبردار ہیں مولانا نہ کہو مولیٰ تو اللہ تعالیٰ ہے حدیث میں ہے اللہ مولنا مگر انبیاء علیہم السلام کی تعریف کو روکتے ہیں۔ آیت وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وآیت لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الخ وہ بیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ مرتبہ دیا جو نہ کسی بادشاہ کو میسر نہ کسی امیر کو۔ بے ادبو تم حضور کی شان میں بشر کا لفظ کہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ حضور کے فرمانبردار غلاموں کو بھی اس طرح نہیں پکارتا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا کے ساتھ مخاطب بناتا ہے۔ آدمی کہہ کر یَا أَیُّهَا النَّاسُ کے ساتھ اکثر

اپنے اور حضور کے دشمنوں کو خطاب کرتا ہے آیت لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ۔ انبیاء کی بشریت ظاہر ہوتی ہے ان کے بواطن و ارواح رتبہ بشر سے اعلیٰ ہوتے ہیں شفائے قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۹۹ میں ہے

فظواهرهم واجسامهم وبنيتهم متصفة باوصاف البشر طارء عليها ما يطرأ على البشر من الاعراض والاسقام والفناء والموت ونعوت الانسانية وارواحهم وبواطنهم متصفة باعلى من

"انبیاء کے ظواہر و اجسام بشری اوصاف کے ساتھ متصف ہیں اعراض و بشری عوارض و اسقام بیماری و موت طاری ہوتے ہیں اور انبیاء کی ارواح اور ان کے بواطن ایسے اوصاف کے ساتھ متصف ہیں جو بشریت سے اعلیٰ ہیں"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۵ میں فرماتے ہیں

"انبیاء علیہم السلام جائز ست برایشاں طریان عوارض بشری از آفات و تغیرات و آلام و اسقام آنچہ جائز ست بر سائر بشر و گذاشتہ شدہ ست اجسام و ظواہر ایشاں بر حد بشریت و جبلت و اما ارواح و بواطن ایشاں معصوم ست ازاں و متعلق بملاء اعلیٰ"

مولوی محمد قاسم نانوتوی قصائد قاسمی صفحہ ۷ میں لکھتے ہیں

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت — نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ آیت کریمہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"یعنی البتہ ہر حالت آخر بہتر باشد ترا از حالت اول تا آنکہ بشریت ترا اصلاً وجود نماند و غلبہ انوار حق بر تو علی سبیل الدوام حاصل شود"

مگر تقویت الایمان والے کی سیاہ دلی دیکھئے کہ وہ حضور کی اور تمام انبیاء کی سرداری کی قدر دلوں سے کم کرنے کے لئے کیسی کیسی ناقص تشبیہیں دیتا ہے۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۴ جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ وہابیو کبھی تو انصاف کی کہہ دو۔ کیا یہ کلمے شان انبیاء کی تنقیص اور ان کے ساتھ تمسخر نہیں ہیں۔ قرآن و حدیث حضور کی عظمت سے بھرے ہوئے ہیں سب کو چھوڑ کر چودھری کہتا ہے تو آخر کس سلطنت اور وزیر کس کو سمجھتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"ایشاں حالا ہم در جناب خداوندی بمنزلہ وزیر از بادشاہ باشند"

اقول وباللہ التوفیق لا ادب الخالق وادب ذوی الاحترام من المخلوق حسب مراتبہم۔ بیشک تقویۃ الایمان میں بادشاہ حق تعالیٰ اور اس کے سچے رسول برحق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کو انسانوں کا مومنوں کو مومنوں کا بھائی اور تمام عالم کے برتر بزرگ مقدس سید الثقلین خاتم النبیین سید المرسلین شفیع المذنبین الموحدین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو سب کا معظم و مکرم بھائی اور سب کو آپ کا متبع فرمانبردار چھوٹا بھائی کہا ہے۔ یہی بنہایت مقتضائے محبت و ادب اور اتباع ہے۔ جو اس کو ترک ادب کہے خود بے ادب بدنصیب نامراد ہے۔ جس طرح اس کی تفصیل عنقریب ہی گزر چکی۔ ورنہ مخلوقات بلحاظ عبدیت حق تعالیٰ کے مقابلہ میں محض عاجز و لاچار اور محتاج ہے خواہ کوئی بڑا ہو یا چھوٹا کچھ قدرت کسی کو نہیں وہی ذات پاک قادر ہر شئے پر ہے قُلْ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۔ الانعام مگر جس تدر جس کو قدرت و قوت عطا فرمائی برخلاف اس کے مولوی نعیم الدین نے اپنے نشہ شرکیات میں عاجز بندوں کو قادر جان کر ان سے مرادیں حاجتیں طلب کرنے کے عقیدے انکو عالم الغیب ان کر عوام کو شرک میں مبتلا کرکے پیسہ کمانے کا ڈھنگ نکالا ہے۔ خود مولوی نعیم الدین کے مقتدا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۲ میں لکھا

"اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا نہیں ہل سکتا اور اللہ عزوجل کے دیئے بغیر کوئی ذرہ نہیں دے سکتا ایک حرف نہیں سن سکتا پلک نہیں مار سکتا"

نیز ملفوظ حصہ سوم صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں

"معنی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے"

نیز ملفوظ حصہ چہارم صفحہ ۲۷ میں لکھتے ہیں،

"فرمایا گیا تمہارا دین یہ ہے اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ عبد پہلے ہے رسالہ بعد کو کہ عبد کے درجے سے بڑھا دیا ورنہ کیا جانئے کیا ہوتا"

چنانچہ بکثرت نصوص قرآن واحادیث اور اقوال ائمہ علمائے کرام میں وارد ہے۔ فرمایا حق تعالیٰ نے قرآن پاک پ ۲۲ سورہ فاطر میں

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ

"اے لوگو تم محتاج ہو اللہ کی طرف اور اللہ وہی ہے بے پرواہ سب خوبیوں والا"

تفسیر جلالین میں ہے

بکل حال — "ہر حال میں اللہ کی طرف ضرور محتاج ہو"

اللہ فرمایا پارہ ۲۶ سورہ محمد میں

وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ٭ — "اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو۔"

مشکوٰۃ باب الاستسقاء ص۱۳۲ میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں پڑھا اے اللہ تو ہی معبود ہے نہیں تیرے سوا کوئی معبود

انت الغنی ونحن الفقراء — "تو غنی ہے اور ہم فقیر ہیں"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ا ص۵۵۵ میں اس حدیث کا یہ ترجمہ فرماتے ہیں

توئے بے نیاز و ما نیاز مندانیم و محتاجیم۔ — "تو ہی بے نیاز ہے اور ہم نیاز مند اور محتاج ہیں"

نیز مشکوٰۃ باب فضل الفقراء ص۴۴۷ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین فقالت عائشۃ لم قال انھم یدخلون الجنۃ قبل اغنیائھم باربعین خریفا شیخ موصوف اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص۲۰۹ میں اس حدیث کا یہ ترجمہ فرماتے ہیں۔

خداوندا زندہ دار مسکین و بمیران مرا مسکین و برانگیز مرا در گروہ مسکینان پس پرسید عائشہ برائے چہ طلبی ایں را یا رسول اللہ و سبب آن چیست گفت آنحضرت در جواب عائشہ زیرا کہ ایشاں یعنی فقراء و مساکین مے در آیند بہشت را پیش از اغنیاء بچہل سال از یں جا ایں توہم میشود کہ گر فقراء پیش از اغنیاء بہ بہشت در آیند اگرچہ پیغمبران باشند خالنا مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجرد اظہار فضل و شرف فقراء ست و طلب تقدم نیست بر انبیاء خوف تا خروے بر تقدیر غنا را انبیاء کہ فقراء اند نہ خوف تاخر خود از فقراء غیر انبیاء فافہم

"خداوندا زندہ رکھ مجھ کو مسکین اور مجھ کو مار مسکین اور اٹھا مجھ کو مسکینوں کے گروہ میں پس دریافت کیا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کس شے کو طلب فرماتے ہیں آپ یا رسول اللہ اور سبب اس کا کیا ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں عائشہ کے کیونکہ فقراء اور مساکین داخل ہوں گے بہشت میں اغنیاء سے چالیس برس پہلے اگر یہ وہم ہو تب کہ فقراء جو پہلے اغنیاء سے بہشت میں داخل ہوں گے اگرچہ پیغمبر ہوں خالنا مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محض اظہار فضل و شرف فقراء کا ہے اور طلب کرنا اپنے تقدم کا ہے انبیاء پر خوف تا خر اپنے کا بر تقدیر غنا رہے کہ فقراء انبیاء ہیں۔ نہ خوف ہونا اپنے کا فقراء غیر انبیاء سے فافہم"

علی ہذا حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رح المتوفی ۷۸۲ھ جن کی نسبت شیخ عبدالحق محدث

دہلوی رح اخبار الاخیار ص۱۱۲ میں فرماتے ہیں کہ آپ ہندوستان کے مشاہیر مشائخ سے ہیں آپ کے مناقب بیان کرنے کی بوجہ شہرت حاجت نہیں آپ کی تصانیف عالی ہیں منجملہ ان کے مکتوبات مشہور ترین تصانیف ہیں جن میں آداب طریقت واسرار حقیقت درج ہیں۔ چند مکتوب بطور تبرک درج کئے گئے ہیں الخ نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ملفوظ حصہ دوم ص۱۲۵ میں آپ کو مستند مان کر لکھا ہے حضرت یحییٰ منیری الخ

آپ اپنے مکتوب پنجاہ و ششم ص۲۴۴ میں فرماتے ہیں۔

"انبیاء را و اولیاء را و سلاطین و امراء و ملوک چندیں چیز خواہند کہ شود و نشود و چندیں چیز خواہند کہ نشود و شود پس ہر آنچہ حکم کردہ است رضا باید داد و ہم تسلیم باید شد و بندگی پیش باید گرفت چنانکہ بندہ را از مرگ چارہ نیست از بندگی نیز چارہ نیست شود آنچہ خواستہ اوست جل جلالہ"

اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رح المتوفی ۹۴۵ھ مکتوب صد و پنجاہ و نہم ص۳۱۱ میں فرماتے ہیں

"در مقام عبودیت و صحبت حق بمقابلہ عالم ربوبیت ہمہ را سر گردانی است چہ انبیاء وچہ اولیاء۔ ایں عالم قضاء و قدر است و عالم مشیت کہ شکستن انبیاء و اولیاء ست بسا چیز خواہند نشود ہر چند کہ صاحب ولایت و صاحب تصرف اند جز عجز و زاری و ابتہال راہ نیست و جز بندگی و سر افگندگی چارہ درگاہ نیست۔"

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ا ص۱۰۵ میں فرماتے ہیں

حضرت حق فرمودہ ای داؤد چوں خود را از شکر من عاجز دانستی ادائے شکر من کردی — "حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد جب تو نے اپنے آپ کو میرے شکر کرنے سے عاجز جانا میرا ادائے شکر کیا۔"

اور ص۳۴ میں فرمایا

آنچہ سوائے او تعالیٰ است ممکن و فقیر یعنی محتاج بجناب اوست۔ — "جو کچھ سوائے حق تعالیٰ کے ہے ممکن و فقیر یعنی محتاج اس کی ذات پاک کی طرف ہے۔"

نیز ص۱۴۳ میں فرماتے ہیں:

یافتن منصب رسالت و نبوت بسبب خلوص بندگی و کمال عبودیت است ذکر لا صل یغنی عن ذکر الفرع و لنعم ما قیل داغ غلامیت کرد پایہ خسرو بلند میر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید

"ملنا منصب رسالت اور نبوت کا خلوص بندگی اور کمال عبودیت کے ساتھ ہوتا ہے اور ذکر کرنا اصل کا بے پرواہ کرتا ہے فرع کے ذکر کرنے سے اور کیا خوب کہا گیا تیری غلامیت کے داغ نے مرتبہ خسرو کا کر دیا بلند میر ولایت ہوا بندہ کہ جس کو سلطان نے خرید لیا"

پس از جہت اظہار شرف عبودیت لفظ عبد کا مناسب تر افتاد چنانچہ در انزل علی عبدہ الکتاب. وانزل الفرقان علی عبدہ و دیگر آیات مرعی شدہ

پس اظہار شرف عبودیت کے لفظ عبد کا زیادہ مناسب ہوا چنانچہ آیت کریمہ میں ہے نازل کیا اپنے بندہ پر کتاب کو۔ اور نازل کیا فرقان کو اپنے بندہ پر۔ اور دیگر آیات میں اس امر کی رعایت فرمائی گئی ہے۔

نیز ص۲۲۳ میں فرماتے ہیں

وحضرت یعقوب تقریباً بے مایہ ماندند۔

حضرت یعقوب علیہ السلام تقریباً بے مایہ رہ گئے۔

اور تفسیر فتح العزیز ج ۲ پارہ ۲۹ ص۱۳۱ میں مرقوم ہے

ہیچ مخلوق گو مظہر کامل باشد از درجہ کمال او ناقص است۔

کوئی بھی مخلوق گو مظہر کامل ہووے اس کے درجہ کمال سے ناقص ہے۔

اور ج ۲ پارہ ۳۰ ص۲۴۸ میں مرقوم ہے

در روز قیامت کہ ہمہ اولین و آخرین حتی انبیاء و مرسلین در حالت تشنگی محتاج بآب حوض او شوند

قیامت کے روز کہ تمام اولین و آخرین حتی کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام حالت تشنگی میں محتاج آپ کے حوض کے پانی کے ہونگے۔

نیز ص۲۸۹ میں مرقوم ہے

صمد آن است کہ محتاج کس نباشد و ہمہ محتاج او باشند۔

صمد وہ ذات پاک ہے کہ کسی کی محتاج نہ ہو اور تمام اسی کے محتاج ہوویں۔

چنانچہ حضرت شیخ سعدی بوستان باب ہشتم در توبہ ص۲۴۶ میں فرماتے ہیں

دل اندر صمد باید اے دوست بست ۔۔۔ کہ عاجز تر اند از صنم ہر کہ ہست

پس الحمد للہ عظمت توحید ربوبیت مقام الوہیت حق تعالیٰ عز اسمہ کے مقابلہ میں بتائید تقویۃ الایمان تمام بندگان مخلوقات کا عاجز و محتاج ہونا بخوبی واضح ہوا مولوی نعیم الدین کا اپنی حماقت و جہالت سے بندوں کے حق میں اس کو ترک ادب قرار دے کر عبارت رد المحتار کو کاٹ چھانٹ کے بے محل فریبانہ نقل کرنا مشرکانہ سفاہت ہے۔ حالانکہ اس میں لفظ لا یجوز ہے نہ کہ لا یجوز جس کی تفصیل اوپر سے یہ ہے۔

فلا یقال محمد عز وجل حاشا کان عزیزا جلیلا عز جل ذکرہ صلی اللہ علیہ و سلم یا سماحۃ معظمۃ فلا یجوز ان یقال انہ فقیر

یعنی یہ کہنا کہ محمد عز وجل اگرچہ آپ عزیز جلیل ہیں مگر عز و جل ذکرہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا بڑا کے ساتھ بولنا جائز نہیں ہے فقیر غریب مسکین وغیرہ کہنا ۔۔۔

پس ہر بریں دو مقام میں اوّل صفات الوہیت باری تعالیٰ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ شامل نہ کرنا کیونکہ وجہ عبودیت سے بڑھا دینا لازم آتا ہے ثانیاً مرتبہ رسالت جو تمام مراتب عبدیت میں شرف واعلیٰ اور برتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آپ کی جو رتبہ آپکا اسم مبارک تمام لوگوں کے مقابلہ میں عزت و تکریم کے ساتھ لیا جانا یہی حاصل تقویۃ الایمان کے مراتب مقامات توحید اور عبدیت و رسالت کے درجات کا ہے مگر اس میں معاذ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں ایک حرف مخلوقات کے مقابلہ میں فقیر غریب مسکین کا نہیں لکھا ہے محض کذب و افترا و عناد و بغض ہے۔ بلکہ خود تقویۃ الایمان میں توحید حق تعالیٰ کے ساتھ ساتھ شرف و کمالات رسالت و عظمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مرا احسن مرقوم ہیں چنانچہ بہت سے حوالہ اوپر گذر چکے اور آئندہ ان شاء اللہ العزیز نقل ہوں گے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ!

ناظرین کرام اس مقام پر صرف خاتمہ تقویۃ الایمان کی نقل کردہ حدیث ہی ملاحظہ فرمالیں۔

«ما اخرج رزین عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا ارید ان ترفعونی فوق منزلتی التی انزلنیہ اللہ تعالیٰ انا محمد بن عبد اللہ و رسولہ[1]» یعنی رزین نے ذکر کیا انس نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بیشک میں نہیں چاہتا کہ بڑھا دو تم مجھ کو زیادہ اس مرتبہ سے کہ اللہ نے بخشا ہے مجھ کو سو میں تو بس محمد ہوں بیٹا عبد اللہ کا کہ اللہ کا بندہ ہی ہوں اور اس کا رسول ف یعنی جیسے اور سب اپنی تعریفیں مبالغہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں سو پیغمبر ان سے خفا ہے کیونکہ اور سب تو مبالغہ کرنے والوں کے دین سے کچھ کام نہیں ہوتا خواہ درست ہو خواہ بگڑ جاوے اور پیغمبر خدا اپنی امت کے بڑے مربی و شفیق تھے اور ان پر مہربان اور ساتھ ان کا اپنی امت کے دین ہی درست کرنے کا فکر تھا سو جب انہوں نے معلوم کیا کہ میری امت کے لوگ مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ اور بہت احسان مند اور یہ دستور ہے کہ جب کسی کو کسی کی محبت ہوتی ہے تو اپنے محبوب کے خوش کرنے کو اس کی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے اور جو کوئی پیغمبروں کی تعریف میں حد سے بڑھے گا تو خدا ہی کی بے ادبی کرے گا اور اس سے اس کا دین بالکل برباد ہو جاوے گا اور میں پیغمبر اصل میں دین ہی کا ہوں سو اسی لئے فرمایا کہ مجھ کو مبالغہ خوش نہیں آتا سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رازق اور سب آدمیوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں۔ اور لوگ غافل سو ان کو اللہ کا دین مجھ سے سیکھنا چاہیئے سوائے اس کے ہمارے اپنے ایسے پیغمبر رحیم و کریم پر ہزاروں درود و سلام بھیجو اور انہوں نے جیسا ہم جاہلوں کو دین کے سکھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی سو تو ہی اس کوشش کی تعالیٰ کر کہ ہم تو ایک عاجز بندہ ہیں محض بے مقدور سو جیسا تو نے اپنے فضل سے ہم کو شرک و توحید کے معنی خوب سمجھائے اور لا الٰہ الا اللہ کا مضمون تعلیم کیا اور مشرک لوگوں میں سے نکال کر موحد پاک مسلمان بنایا اسی طرح اپنے

[1] اس حدیث کے لئے نیز دیکھئے البدایہ والنہایہ از حافظ ابن کثیر ج ۵ ص ۱۳۹ ج ۲ و مجمع الزوائد ص ۲۱ ج ۹ (ع ۔ ح)

نفس نے بدعت و سنت کے معنی خوب سمجھا اور محمد رسول اللہ کا مضمون خوب تسلیم کرا اور بدعتی بد مذہبوں میں سے نکال کر سنی پاک
متبع سنت کر آمین یا رب العالمین ۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اب ناظرین تقویۃ الایمان کے ہمراہ چند اقوال بریلویہ بغور انصاف ملاحظہ فرمادیں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد نے جواہر البیان ص۴۲، ۴۳ میں لکھا ہے۔

"پیغمبر خدا کی اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت و دیانت جلا کر خاک کر جاتی ہے قطع نظر ان نعمتوں اور عنایتوں کے صرف ربوبیت و الوہیت مقتضی اس کی ہے کہ اس کی بندگی و عبادت کی جاوے قال تعالیٰ وتقدس یا ایکم فاعبدون ط دیکھو تفریح اس دعا میں صریح ہے حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں افلا اکون عبدا شکورا ۔ ایضاً ص۴۴ میں لکھتے ہیں جب بندہ نمازی کہ بادشاہ حقیقی کا عبد ہے عیوب نفس و خبث باطن کو خیال کرتا اور سمجھتا ہے کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ جو ظاہر و باطن سے آگاہ ہے میرے عیبوں کو دیکھ رہا ہے یا حضرت احدیت جل جلالہ کی عظمت تصور کرتا ہے اور کہتا ہے اس حد بارہ میں مقرب فرشتے اور اولو العزم پیغمبر نہایت فروتنی اور عاجزی سے سر جھکاتے اور اولیاء و اصفیا کس ادب و تعظیم سے بندگی بجا لاتے ہیں ۔ ایضاً ص۱۴، ص۱۳ میں لکھتے ہیں حق تعالیٰ جملہ کمالات سے کہ خود محتاج نہ وہ اپنی صفات میں بالکل بری و مبرا ہے بیدار ہو کر مالک کائنات و خلق ارض و سماوات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو باقی و دائم ہے اور سب اس کے محتاج ہیں" ۔ "نہ بندہ وہ ہے کہ مراد و مقصود بجز ذات مطلق کے سوا دوسری چیز نہ سمجھا اور اس کی عظمت کے سامنے تمام عالم کو پست سمجھے سب خوبیاں اور کمالات اور تمام عیوب سے پاک اسی کے لئے سمجھے ۔" علی ہذا خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ملفوظ حصہ اول ص۲۹ میں لکھا ہے وہ خطبہ میں "حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے نہایت شدید تعظیم و محبت رہی ہے کہ شریعت کے دائرہ میں رہے اسی میں اپنی اصلاح کی مداخلت نہ کرے ۔ "حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر طرح ہر طرح جس کا انسداد فرمایا ہے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ان کے کمالات عالیہ دیکھ کر حد سے گزر گئی اور ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر کافر ہو گئے ہیں حضور اقدس بالمؤمنین رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت تھا اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن ہر لحظہ اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرمادی کلمہ شہادت میں رسول سے پہلے عبدہ رکھا کہ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ۔"

پس اگر مولوی نعیم الدین صاحب کے بقول تقویۃ الایمان میں بندہ عاجز کہنا ترک ادب ہے تو خود اپنے مسلمہ اکابر کا خصوصاً بدرجہا زائد بے ادب ہونا لازم آیا اور ساری قلعی تہ خاک ہو گئی ۔ پھر مولوی نعیم الدین نے مرتبہ عبودیت و بشریت کو بے ادبی قرار دیا جو تمام مراتب خلق میں خصوصاً حضرات انبیاء علیہم السلام کے لئے اشرف و اعلیٰ ہے ۔ عبدیت و بشریت سے بڑھا کر مرتبہ الوہیت ذات پاک حق تعالیٰ میں داخل کرنا کہ وہ مثل وحدہ عالم پر عالم الغیب حاضر و ناظر متصرف فی الامور قاضی الحاجات مشکل کشا ہیں کس درجہ معاذ اللہ ظلم عظیم ہے

کیونکہ انسان اشرف المخلوقات ہی میں تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام اسی وصف بشریت و عبودیت سے ممتاز و منتخب فرمائے گئے ۔ مگر برخلاف اس کے محض تقویۃ الایمان کی ضد و عناد میں حضرات انبیاء علیہم السلام کا شرف بشریت مٹانے کے لئے کفار کا مقولہ قرآن پاک سے ماھذا الا بشر مثلکم نقل کیا جاتا ہے جو پ۱۸ سورہ مومنون رکوع ۲ میں وارد ہے ۔ حالانکہ آیت میں فقال الملاء ہے نہ کہ وقال الملاء معاذ اللہ قرآن میں بھی تحریف و اصلاح کی مداخلت جاری ہے ۔ بہرحال جیسے مقولے کفار کے قرآن پاک میں بکثرت وارد ہیں کہ وہ لوگ اپنے زعم باطل میں انکار نبوت و رسالت کر کے محض اپنا جیسا بشر کہتے ہیں کہ فلاں کام کر کے دکھاؤ تب ایمان لاویں چنانچہ اسی آیت مذکورہ کے چند آیات بعد مذکور ہے (رکوع ۳)

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ

"اور بولے سردار اس کی قوم کے جو کافر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور آرام دیا تھا ہم نے ان کو دنیا کی زندگی میں اور کچھ نہیں یہ ایک آدمی ہے جیسے تم کھاتا ہے جس قسم سے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو اور کبھی تم چلے کہنے پر ایک آدمی کے اپنے برابر کے تو تم بیشک خراب ہو گے۔"

اور پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل میں مذکور ہے

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهُ قُلْ سُبْحَانَ

"اور بولے ہم نہ مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جائے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہائے تو ان کے بیچ نہریں چلا کر یا گرا دے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو ضامن یا ہو جائے تجھ کو ایک گھر سنہرا یا چڑھ جائے تو آسمان میں اور ہم یقین نہ کریں گے تیرے چڑھنے کا جب تک نہ اتار لائے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا۔"

اور پارہ ۱۶ سورہ کہف میں مذکور ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ

"تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تمہارا معبود ایک معبود ہے۔"

اور پارہ ۱۷ سورہ انبیاء میں مذکور ہے

وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ	اور چھپکے مصلحت کی بے انصافوں نے یہ شخص کون ہے! ایک آدمی ہے تم ہی سا پھر کیوں پھنستے ہو جادو میں آنکھوں دیکھتے"

اور پارہ ۱۸ سورہ فرقان میں مذکور ہے

وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا أَوْ يُلْقَى إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا	اور کہنے لگے کیسا رسول ہے کھاتا ہے کھانا اور پھرتا ہے بازاروں میں کیوں نہ اترا اس کی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتا اس کے ساتھ ڈراتا یا آپڑتا اس کے پاس خزانہ یا ہو جاتا اس کو ایک باغ کہ کھایا کرتا اس میں سے اور کہنے لگے بے انصاف تم ساتھ پکڑتے ہو ایک مرد جادو مارے کا"

نیز پارہ ۱۸ سورہ فرقان میں مذکور ہے

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَى رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي	اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے رسول سب کھاتے تھے کھانا اور پھرتے تھے بازاروں میں اور ہم نے رکھا ہے ایک دوسرے کے جانچنے کو دیکھیں ثابت رہتے ہو اور ہے تیرا رب سب دیکھتا اور بولے جو لوگ امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں گے کیوں نہ اترے ہم پر فرشتے یا ہم دیکھتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں اور سر چڑھ رہے ہیں بڑی شرارت میں"

اور پارہ ۱۹ سورہ شعراء میں مذکور ہے

قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ مَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ	بولے تجھ پر تو کسی نے جادو کیا ہے تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم سو لے آ کچھ نشانی اگر تو سچا ہے"

نیز پارہ ۱۹ سورہ شعراء میں مذکور ہے۔

قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ	بولے تجھ پر کسی نے جادو کیا ہے اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے سو ہم پر گرا دے کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر تو سچا ہے"

اور پ ۲۴ سورہ حم سجدہ میں مذکور ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ	تو کہہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے سو سیدھے رہو اس کی طرف اور اس سے

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ	گناہ بخشواؤ اور خرابی ہے شریک والوں کو"

اور پارہ ۲۸ سورہ تغابن میں مذکور ہے۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَت تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوا وَّاسْتَغْنَى اللَّهُ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ	یہ اس پر کہ لاتے تھے ان پاس ان کے رسول نشانیاں پھر کہتے کیا آدمی ہم کو راہ سمجھائیں گے پھر منکر ہوئے اور منہ موڑا اور اللہ نے بے پروائی کی اور اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیوں سراہا"

(ترجمہ موضح القرآن مسلمہ مولوی نعیم الدین)

پس ان آیات بینات واضحات میں حق تعالیٰ نے جس طرح کفار منکرین رسالت کے مقولوں کا رد فرما کے انبیاء علیہم السلام نے شرف بشریت کو شرف رسالت کے ساتھ ثابت فرمایا اسی طرح مولوی نعیم الدین کے اس مقولہ پر کہ جو بے ادبو تم حضور کی شان میں بشر کا لفظ کہتے ہو، کیسا موزوں برتازیانہ ذلت لگا یا نعوذ باللہ من سوط اللہ الجبار القہار علیٰ ہذا جس طرح قرآن پاک سے واضح ہوا اسی طرح مثنوی سے مولوی صاحب نے انفریب کاری وہی مقولہ کفار نقل کیا حالانکہ وہ لوگ محض اپنا جیسا بشر اوصاف و رسالت سے منکر ہو کر کہتے تھے چنانچہ خود مثنوی ہی میں اس حیل سازی مکاری ہی کا صراحتاً پردہ فاش کر دیا گیا دیکھو مثنوی دفتر اول ص ۱۹ میں مرقوم ہے۔

من بشر بودم ولے یوحیٰ الی	ما ہمی گوید بابرد خاک و سفے

نیز دفتر دوم ص ۱۲۶

کافراں دیدند احمد را بشر	چوں ندیدند از وے انشق القمر

نیز دفتر سوم ص ۲۴۱

کار ازیں ویران شدست اے مرد خام	کہ بشر دیدی تو ایشاں را چو عام

نیز دفتر چہارم ص ۳۶۳

پس بشر فرمود خود را مثلکم !!	تا بجنس آیند و کم گردند گم!

اسی طرح شرح عقائد نسفی جو علم عقائد میں مستند درسی کتاب اہلسنت والجماعت اور مدارس مذہب حنفی میں بھی مشہور و معروف ہے مرقوم ہے۔

وقد ارسل اللہ تعالیٰ رسلا من البشر الی البشر ورسل البشر افضل من رسل الملائکۃ ورسل الملائکۃ افضل من عامۃ البشر وعامۃ	تحقیق اللہ تعالیٰ نے بھیجا رسولوں کو جو بشر تھے بشر کی طرف" رسل البشر افضل ہیں رسل الملائکہ سے اور رسل ملائکہ افضل ہیں عوام بشر سے اور عوام بشر افضل ہیں عوام ملائکہ سے"

اور یہی مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے تکمیل الایمان ص ۸ میں اور مولانا شاہ عبدالعزیز نے تفسیر فتح العزیز ج ۳ ص ۲۵

علامہ فرماتے ہیں نیز مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۱۳ میں فرمایا

محمد گردانید اورا پروردگار میان آنکہ نبی ملک باشد یا نبی عبد پس اختیار کرد کہ نبی عبد باشد ایضاً و فرمود من بندہ ام مخدوم چنانکہ میخورد بندہ و مے نشینم چنانکہ می نشیند بندہ اور دوسرے مقام میں ہے انما انا بشر مثلکم انسی کما تنسون الحدیث

"اختیار دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پروردگار کی جانب سے کہ خواہ نبی ملک ہوں یا نبی عبد پس آپ نے اختیار کیا نبی عبد ہونا اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میں بندہ غلام کھاتا ہوں جس طرح کھاتا ہے غلام اور بیٹھتا ہوں جس طرح بیٹھتا ہے غلام اور یعنی سوائے اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں تمہاری مانند بھول جاتا ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو۔"

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز پ ۱۵ ص ۲۲ میں فرماتے ہیں

فرمود کہ انما انا بشر انسی کما تنسون

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجز اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں بھول جاتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو۔"

اور فرمایا پارہ ۳۰ ج ۳ ص ۲۹ میں

باید دانست کہ درمیان محبوبان خدا کہ آنہارا برائے کار ارشاد و ہدایت برگزیدہ اند و درمیان سائر الناس از جنسیت اوصاف بشریت و صفات فرقے نمے باشد بلکہ فرق ازاں جہت است کہ محبوبان را خود تربیت می فرمایند۔

"جاننا چاہیئے کہ درمیان محبوبان خدا کے جن کو ارشاد و ہدایت کے کام کے لئے برگزیدہ فرمایا اور درمیان تمام آدمیوں کے جنس اوصاف بشریت اور صفات نفس میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ فرق اس وجہ سے ہے کہ محبوبان کی خود تربیت فرماتے ہیں۔"

نیز فرمایا جناب شاہ صاحب موصوف رح نے تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۹۳ میں

و نیز جناب پیغمبر بارہا میفرمود انما انا بشر و در حدیث جابر این نیست کہ من ہم انسانم

"اور جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بارہا فرماتے تھے سوائے اس کے نہیں کہ میں بھی انسان ہوں۔"

علی ہذا مولوی نعیم الدین کے مسلمہ بزرگ معتمد مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری جن کی مدح و توصیف مولوی صاحب کے کلام سے اوپر گزر چکی ہے انتصار الحق میں لکھتے ہیں۔

"مشرکین عرب جو معترض تھے اوپر رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بزعم منافات رسالت اور بشریت کے تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم اہل کتب سابقہ سماویہ لا علم اخبار داناں اخبیہ ماضیہ سے پوچھو کہ سب انبیاء سابقین بشر ہی تھے تاکہ اشتباہ ان کا رفع ہو۔ الکشاف والبیضاوی اھ"

پھر مولوی نعیم الدین کا اپنی لاعلمی سے لفظ مولانا پر معترض ہونا فی الواقع جس سے حق تعالیٰ دین کی سمجھ اور عقل سلب فرمالیتا ہے تو اس کو اسی طرح کے شبہات و اعتراضات واہیہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ حالانکہ حدیث میں اگر اللہ مولنا فرمایا ہے تو خود قرآن پاک میں بھی انت مولنا وارد ہے۔ بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے جو آزاد کردہ غلام تھے فرمایا انت اخونا ومولانا یعنی تو ہمارا بھائی ہے اور رفیق ہے۔ اگر قیامت کے روز خصوصاً بلا اذن حق تعالیٰ کے کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا فرمایا اللہ تعالیٰ نے پ ۲۵ سورہ دخان میں

یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْئًا وَّلَا ہُمْ یُنْصَرُوْنَ

"جس دن کام نہ آوے گا کوئی رفیق کسی رفیق کے کچھ اور نہ ان کو مدد پہنچے۔"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۵۰۵ میں فرماتے ہیں

مراد بمولیٰ در قول او من کنت مولاہ دوستی اسلام است نہ ولایت حکم و گفتہ اند کہ مولیٰ در لغت ہیچ جا بمعنی والی نیامدہ است

"مولیٰ سے آپ کے فرمانے میں جس کا میں دوست ہوں دوستی اسلامی ہے نہ کہ ولایت حکم کی اور کہتے ہیں کہ مولیٰ لغت میں کسی جگہ بمعنی والی کے نہیں آیا ہے۔"

علی ہذا جس طرح قرآن و حدیث میں اہل ایمان کے لئے خطاب یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وارد ہے۔ یٰاَیُّہَا النَّاسُ بھی وارد ہے چنانچہ یٰاَیُّہَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا فرمایا گیا۔ اس خطاب میں امر فی الفروع ہے اور عند الحنفیہ کفار مخاطب فروع کے ساتھ نہیں ہوتے اور حدیث میں یا ایہا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ فی الیوم مائۃ مرۃ اور یا ایہا الناس اذکروا اللہ مشکوۃ ص ۲۰۴ میں وارد ہے۔

علی ہذا عبارت شفا و اشعۃ اللمعات سے خود مولوی نعیم الدین نے نقل کر کے تسلیم کیا ہے کہ انبیاء اوصاف بشریہ سے متصف ہوتے ہیں ان پر بیماری فنا موت آفات و آلام جو کچھ تمام بشروں پر گذرتے ہیں ان پر طاری ہوتے ہیں اور ان کی ارواح و باطن اعلیٰ اوصاف بشریہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ بیشک یہ صحیح ہے۔ مگر باوجودیکہ لفظ فنا کا ترجمہ خیانت مجرمانہ سے چھوڑ کر "من اوصاف البشر کا ترجمہ بشر سے اعلیٰ ہیں" کیا گیا جو محض غلط و تحریف ہے۔ پھر بھی نہ حضرت قاضی عیاض رح اور نہ شاہ عبدالحق رح بے ادب ٹھیرے اور نہ خود مولوی نعیم الدین سے بے ادبی ہوئی! کس قدر ظلم و سفاہت ہے۔ اور یہی حاصل کلام مولانا محمد قاسم صاحب رح کا ہے کہ کسی نے محض آپ کو بشر ہی بشر جانا اور کسی نے آپ کے مرتبہ کو بشریت سے نکال کر الوہیت کے درجہ پر پہنچایا اور افراط و تفریط میں پڑ کر گمراہ و تباہ برباد ہو گئے۔ جو مراتب و کمالات اور اطاعت و اتباع تمام مخلوقات سے آپ کا علیہ الصلوۃ والسلام تھا وہ نہ جانا اس کی قدر و منزلت اور عظمت کی۔

علیٰ ہذا مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا کلام کہ آنحضرت میں آپ کو جو مراتب و درجات فضل و کمال انوار الٰہی عطا ہو گئے جن کے سبب سے وجود بشریت کی اصلاً احتیاج نہ رہے گی چنانچہ فرماتے ہیں

علایائے الٰہی چہ مقدار بے خواند داد تا سیر خواہد شد

اور تمام لوگوں کے آپ مقتدا ہو گئے بمنزلہ وزیر کے بادشاہ کی رعایا میں چنانچہ اسی کے ہمراہ فرماتے ہیں

کہ کسے را در مخلوقات میسر نشدہ "

پھر مولوی نعیم الدین کا مسند دری سے یہ کہنا کہ تقویۃ الایمان میں انبیاء کی سرداری کی قدر دلوں سے کم کرنے کے لئے کیسی ناقص تشبیہیں دیتا ہے جو دہری کہتا ہے تو محض کذب و بہتان و افترا پردازی ہے جو ہرگز اس پر نہیں ہے لہٰذا ناظرین اہل انصاف و دیانت پر بعد تمام بینات و براہین قرآن و حدیث اور اقوال آئمہ کرام علمائے عظام خود مولوی نعیم الدین کے مسلمات سے دعاوی باطلہ انکار بشریت و رسالت جو تمام مخلوقات میں اعلیٰ و افضل ہے واضح ہو گئی ہاں اسی کی تائید میں جس سے مولوی نعیم الدین نے عناداً اعراض کر کے فریب اور مغالطہ دیا ہے اصل حدیث منقولہ تقویۃ الایمان معہ فائدہ ملاحظہ فرمائیں تاکہ انکشاف حقیقت و باطل واضح ہو۔

• اخرجہ ابوداؤد عن مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر قال انطلقت فی وفد بنی عامر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا انت سیدنا فقال السید اللہ فقلنا و افضلنا فضلا و اعظمنا طولا فقال قولوا قولکم او بعض قولکم ولا یستجرینکم الشیطن

ترجمہ مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے [illegible] میں ذکر کیا کہ مطرف نے نقل کیا کہ گیا میں بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا ہم نے کہ تم سردار ہو ہمارے تو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہے پھر کہا ہم نے کہ بڑے ہمارے جو بزرگی میں اور بڑے سخی ہو سو فرمایا کہ خیر اس طرح کا کلام کہو اس سے بھی تھوڑا کلام کہو اور تم کو کہیں بے سبب نہ کر دے شیطان ف یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو اور اس میدان میں منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہ کہیں اللہ کی جناب میں بے ادبی نہ ہو جاوے۔ اب سنا چاہیے کہ سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ خود مالک مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر میں بادشاہ سو یہ بات تو اللہ ہی کی شان ہے دوسرے معنی یہ کہ اس کے سوا کوئی سردار نہیں اور وہ دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آوے اور اس کی زبانی اوروں کو پہنچے جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں

کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں سو اسی طرح ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور اللہ کی راہ سیکھنے میں سب ان کے محتاج ہیں ان معنوں کر ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ یوں ہی جاننا چاہیے اور پہلے معنوں سے ایک چیونٹی کا بھی سردار ان کو نہ جانیے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف نہیں کر سکتے "

اب ناظرین کرام مولوی نعیم الدین کے مسلمہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اس حدیث کے متعلق اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص [illegible] میں ملاحظہ فرمائیں

قولہ سید ھو اللہ۔ سید یعنی آنکہ مالک تمام امور خلق و ناصیہ ہمہ در دست قدرت اوست خداست بایستے کہ خطاب بہ نبی و رسول میکردند کہ اعلیٰ مراتب بشری است قولہ تعالیٰ قولوا قولکم او بعض قولکم گفت آنحضرت بگوئید این سخن را یا اندکے کمتر و مبالغہ مکنید در مدح من چیزے کہ لائق بخالق تعالیٰ باشد نہ بمخلوق یعنی این مقدار یا بعنوان گفت بلکہ اگر ازیں کمتر گوئید و احتیاط ورزید براہ مبالغہ و اطرا نروید بہتر است۔	" سید معنی وہ کہ مالک تمام امور خلق کا اور پیشانی تمام کی اس کے دست قدرت میں ہو وہی خدائے تعالیٰ ہے چاہیے کہ خطاب ساتھ نبی اور رسول کے کریں کہ اعلیٰ مراتب بشریت کا ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہو اس بات کو یا اس سے بھی کم تر اور مبالغہ نہ کرو میری تعریف میں کسی چیز کا کہ لائق خالق تعالیٰ کے ساتھ ہو وے نہ ساتھ مخلوق کے یعنی اس مقدار پر چاہیے کہنا بلکہ اگر اس سے بھی کم کہو اور احتیاط کرو اور براہ مبالغہ اور تعریف باطل سے نہ چلو تو بہتر ہے "

نیز مولانا شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۴۹ میں فرماتے ہیں

وگفت آنحضرت مبالغہ مکنید و از حد در مگذرید در ثنائے من چنانکہ کردند نصاریٰ ابن مریم را کہ گفتند خداست یا پسر خدا و من بندۂ خدایم پس بگوئید عبداللہ و رسولہ۔	فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مبالغہ نہ کرو اور حد سے نہ گزرو میری تعریف میں جس طرح کہ عیسائیوں نے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو کہ کہتے تھے کہ خدا ہے یا پسر خدا میں بندہ خدا کا ہوں لہٰذا مجھے کہو بندہ اللہ کا اور اس کا رسول "

اور یہی مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مقتدا مولوی نعیم الدین سے گزر چکا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہزاروں طرح جس کا انسداد فرمایا ہے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ان کے کمالات عالیہ دیکھ کر

حد سے گذری اور ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر کافر ہو گئے حضور اقدس بالمومنین رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت نے اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن ہر ادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرما دی کلمہ شہادت میں رسولہ سے پہلے عبدہ رکھا کہ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول۔ اھ ملخصاً

پس ہم جب اس حدیث منقولہ تقویۃ الایمان کے کلام مولانا شہید اور مولانا شاہ عبد الحق رح میں انصاف سے موازنہ کیجئے اور دیکھئے نفس الامر میں کوئی تخالف نہیں اور نہ معاذ اللہ کوئی شائبہ سوء ادبی کا ہاں تقویۃ الایمان میں حق تعالیٰ کے سوا کسی کو سردار کہنے کی تفصیل مزید کی گئی ہے لیکن وہ تو وارد کردہ حدیث کے مفہوم کی ہی وضاحت ہے، نیز حضرت عمر رضی سے فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۲ ص ۵۱ میں منقول ہے السید ھو اللہ

لیکن چونکہ بعض احادیث سے اس کی اجازت ثابت بھی ہوتی ہے چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۱۰ ص ۵۱۹ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رض کے متعلق انصار سے فرمایا قوموا الی سیدکم الحدیث اور آقا کی نسبت غلام کو فرمایا ولیقل سیدی ومولای الحدیث۔ فتح الباری میں روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے من سیدکم یا بنی سلمۃ نیز فتح الباری پارہ ۲۵ ص ۶۵۵ میں مرقوم ہے

قال الخطابی فی حدیث الباب جواز اطلاق السید علی الخیر الفاضل

لہذا حضرت شیخ دہلوی ہوتے تو بنا بر احتیاط حسب حدیث کے لفظ سید سے بھی کثیر کو بھی بہتر فرمایا اور مولانا شہید مرحوم نے بنا بر تطبیق دیگر احادیث کے لفظ سید کے دو معنی کی تشریح فرمائی ایک بوجہ شان حق تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اس کے اطلاق کا منع ہونا اور دوسرے معنی کا درست ہونا چنانچہ مذکور ہو چکا کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آئے اور اس کی زبانی اوروں کو پہنچے جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ اول اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں سو اسی طرح ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں۔ ان معنوں کر ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں ، بلکہ ضرور یوں ہی جاننا چاہیے (تقویۃ الایمان)

مگر اس پر مولانا شہید مرحوم ہی مورد الزام قرار دیئے جاویں اور شاہ عبد الحق پر نہ کوئی دھبہ عاید ہو اور نہ بے ادبی قرار پاسکے تو اس ظلم و ستم کا بھی کچھ ٹھکانا ہے۔

ہر کس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن — اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

پس مولوی نعیم الدین کی اس مغالطہ دہی کی کہ تقویۃ الایمان میں انبیاء کی سرداری کی ... معنوں سے کم کرنے کے لئے ناقص تشبیہیں دیتا ہے چودھری کہتا ہے ، ناظرین نے حقیقت دیکھ لی ! کہ اس میں ہرگز کوئی تشبیہ نہیں بلکہ سردار کے اقسام حقیقتہ بحیثیت دنیوی اور دینی علی حسب مراتب مذکور ہیں جن میں سب سے اعلیٰ و اشرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے، مولوی نعیم الدین کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ تشبیہ اور مثال کس کو کہتے ہیں، دیکھئے مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز پ ۲۹[1] میں ملائکہ حاملان وحی کی مثال و تشبیہ میں فرماتے ہیں

گویا مثل نقطۂ رسول شود مثل خوان بہاے کہ بادشاہ	گویا حامل وحی کا نقطہ رسول ہو جیسے خوان کو بادشاہ
برائے مقربان خود می فرستد حامل آں یک	اپنے مقربوں کے لئے بھیجتا ہے حامل اس کا ایک شخص
کس می باشد و دیگراں را با آنچہ در وے ہست	ہوتا ہے اور دوسروں کو جو اس میں ہے کسی قسم کی
اطلاعی نیست اما مشغلی و محافظان بالضرور ہمراہ	اطلاع نہیں ہے لیکن شغلی اور محافظان ضرور ہمراہ
می باشند و رسانیدن آں خوان ہمہ ایشاں	ہوتے ہیں اور اس خوان کے پہنچانے میں وہ سب منسوب
منسوب میگردد	ہو سکتے ہیں"

نیز ص ۲۵۷ میں ملائکہ موکلان دوزخ کی مثال میں فرماتے ہیں حاصل بمنزلہ بادشاہی آں عالم است (یعنی اور وہ بمنزلہ بادشاہی اس عالم کے ہیں) علی ہذا کسی فرشتہ کو بمنزلہ جاسوس اور کسی کو بمنزلہ جراح کے اور کسی کو بمنزلہ پہلوان اور کسی کو بمنزلہ شکار اور کسی کو بمنزلہ طبیب وغیرہم بتایا ہے نیز پ ۳ ص ۲۴۰ میں فرماتے ہیں انبیاء برامت حکم ملوک دارند بر رعایا (یعنی انبیاء علیہم السلام امت پر حکم بادشاہ کا رکھتے ہیں رعایا پر)

پس درحقیقت مطابق قرآن و حدیث کے انتہائے حد بشریت کی تعریف میں درجہ عبدیت و رسالت تمام مراتب پر فوق ہے کہ جس کو سوائے نبیوں رسولوں کے کوئی بشر پہنچ نہیں سکتا اور کوئی لفظ تعریف و توصیف میں اس کے مساوی ہو نہیں سکتا اسی حد شریعت میں رہنے کی تاکید فرمائی گئی ہے یہی مدار ایمان و موجب تصدیق و تعظیم ہے اس کی تکذیب کرنے والا حق تعالیٰ اور اس کے صادق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل توہین کرنے والا ہے۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مسئلہ حیات شہداء و انبیاء اور فتنہ قبر پرستی

قولہ ص ۲۵۱ تقویۃ الایمان والا مسلمانوں کے قلوب سے حضور کی عظمت کم کرنے کے لئے

[1] نیز تفسیر پ ۲۹ ... (تفسیر پارہ ۳۰ ...)

اور زیادہ گستاخی کرتا ہے دیکھئے تقویۃ الایمان ص۶۰ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ یہ بے باکانہ گستاخی اور حضور پر افترا ہے حاشا و کلا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہرگز یہ نہیں فرمایا یہ حضور پر بہتان ہے حضور فرماتے ہیں جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔ ابن ماجہ نے حضرت ابو درداء سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق مشکوٰۃ شریف ص۱۲۱ بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھانا تو خدا کے نبی زندہ ہیں۔ روزی دیئے جاتے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی نسبت مٹی میں ملنے کا لفظ قطعاً جھوٹ اور افتراء ہے مگر ساتھ ہی توہین و تنقیص بھی ہے۔ حضور کا مرتبہ تو بہت بلند و بالا ہے۔ مہذب لوگ اپنے بزرگوں کے لئے بھی کہنا گوارا نہیں کرتے جو خاک میں ملے ہی والے ہیں ان کی نسبت بھی کہہ دیجئے تو ناگوار گزرے اگر کوئی کہہ دے کہ مولوی اسمٰعیل و رشید احمد و محمود حسن سب مر کر مٹی میں مل گئے تو ان کے معتقدین کو اس سے رنج ہوگا۔ مگر حبیب خدا کی شان میں ان کا گرو لکھ گیا تو انہیں کچھ پرواہ نہیں یہی ایک کلمہ کیا ساری تقویۃ الایمان ایسی گستاخیوں سے لبریز ہے۔

اقول اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم۔ اس اعتراض کو مولوی نعیم الدین نے پہلے بھی ذکر کیا ہے جس کے جواب کا وعدہ بھی ۔۔ میں کیا گیا تھا جو بتوفیقہ تعالیٰ اب پورا ہوتا ہے

اللہ عز اسمہ کی عظمت کے مقابلہ میں کوئی قابل عظمت نہیں وہی ذات پاک ہمیشہ زندہ دائم و قائم رہنے والی ہے اس کے سامنے سب فانی و ہالک مٹ جانے والے ہیں۔ پھر مخلوقات میں سب سے زیادہ ذی مرتبہ و عزت و عظمت حرمت والے حضرات انبیاء علیہم السلام خصوصاً سب میں اشرف و اعلیٰ جناب نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ہے لیکن جب حد اعتدال سے لوگ بڑھ کر مرض مہلک شرک میں مبتلا ہونے لگتے ہیں تو ان پر طیبات و لذائذ بھی بغرض ازالہ مرض کے طبیب ممنوع قرار دیتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے بدن کو نشتر سے چیر کر مادہ غلیظ نجاست دور کرتا ہے۔ اسی طرح طبیب روحانی علاج ہے سب سے برتر طبیب روحانی نبی رحیم و شفیق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے مریضان جہالت کے حق میں ڈرانے کا ارشاد فرمایا

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد	اے اللہ تو نہ کرنا میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے
اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا	سخت غضب ہوا اللہ کا اس قوم پر کہ جنہوں نے اپنے
قبور انبیائھم مساجد ۰	نبیوں کی قبور کو مسجدیں بنا ڈالا ۰

مولوی نعیم الدین نے اپنی جہالت و حماقت میں گور پرستوں کی خوشامد سے توحید جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کی عظمت گھٹانے کے لئے تقویۃ الایمان کی تردید پر کمر باندھی حالانکہ وہ اسم باسمی کتاب ہے جس کی صداقت مثل آفتاب کے تاباں ہے جو خاص انواع توحید و شرک میں خالق و مخلوق میں الوہیت و عبدیت میں محض قرآن و حدیث سے حق و باطل کا فرق کرنے والی ہے جس کو نعیم الدین و امت نے برداشت نہیں کیا یہی وہ لوگ ہیں جو غالی اہل کتاب کے قدم بقدم جا رہے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے دیکھو صحیح بخاری پارہ ۱۲ ص۲۸۳

لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر	تم اختیار کرو گے طریقے پہلے لوگوں کے بالشت برابر بالشت
وذراعا بذراع حتی لو سلکوا	اور ہاتھ برابر ہاتھ حتی کہ اگر وہ راستہ لیں گے گوہ کے سوراخ
جحر ضب لسلکتموہ قلنا	میں تو تم بھی وہی راستہ اختیار کرو گے عرض کیا ہم نے
الیہود والنصاری قال النبی صلی	یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ لوگ یہود و نصاری
اللہ علیہ وسلم فمن؟	ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اور کون ہیں"

پس جس طرح انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے الوہیت کا دعویٰ کیا اسی طرح اس امت کے گور پرستوں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں لوازم الوہیت علم غیب وغیرہ کا دعویٰ کر کے غائبانہ حاضر و ناظر مان کر نداء و فریادیں وغیرہ امور شرکیہ کرنے لگے جن کے حساب و غضب میں حق تعالیٰ نے پ سورہ مائدہ میں فرمایا اس کا ترجمہ بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہی سے سن لو خالص الاعتقاد ۔۔۔ میں کرتے ہیں

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ

بیشک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں تم فرما دو کہ کس کو اللہ پر کچھ اختیار ہے اگر وہ مسیح ابن مریم اور اس کی ماں اور تمام اہل زمین کو فنا کرنا چاہے"

اسی طرح پارہ ۲۹ سورہ جن میں فرمایا وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۰

اس کا ترجمہ مع شرح بھی مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تفسیر فتح العزیز پارہ ۲۹ ص۱۹۳ سے سن لیں جس کے اصل الفاظ مؤلف کے جواب میں ایک جگہ گذر چکے ہیں۔ اور یہ کہ مسجدیں بنائی گئی ہیں واسطے عبادت کے پس مت پکارو ان مسجدوں میں ہمراہ خدا کے کسی کو کیونکہ ہمراہ خدا کے ان مسجدوں میں دوسرے کو

پکارنے سے وہ مسجدیں مشترک ہو درمیان خدا اور درمیان اس شخص کے ہو جاویں گی حالانکہ مسجدیں خدا کے واسطے مخصوص کی گئیں ہیں۔ اور یہ کہ جب کبھی کھڑا ہوتا ہے بندۂ خدا۔ اس وجہ سے کہ بندہ ہے اس کو پکارنا اپنے خدا کو ضرور ہے۔ تاکہ عرض مطلب اپنا کرے بہذا واسطے اس کے کھڑا ہوتا ہے پکارتا ہے خدا کو اور بسبب اس کے ذکر اور پڑھنے کے حضرت حق اس کے قلب پر تجلی فرماتا ہے اور بہترین مکافات اس کے بدن میں کہ دل ہے محل نزول نور الٰہی ہوتا ہے اور حق تعالیٰ اس محل میں مہمان ہوتا ہے۔ قریب ہے کہ آدمی اور جن اس بندۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجوم کر کے ٹڈے کی طرح تہ بہ تہ جم جاویں کوئی اس بندہ سے بیٹا مانگتا ہے اور کوئی روزی مانگتا ہے اور کوئی دوسری دنیا کی طلب مانگتا ہے اور کوئی کشف کوئی طلب کرتا ہے علیٰ ہذا القیاس بسبب اس ہجوم کے تمام اوقات میں اس بندہ کے خلل ڈالتے ہیں اور اس کا دل پریشان کرتے ہیں اور آپ خود بھی کفر و شرک میں گرفتار ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نور الٰہی نے اس بندہ کے استحقاق طلب یا بسبب کمال ذکر و عبادت کے نزول فرمایا ہے گویا یہ بندہ شریک کارخانہ خدا تعالیٰ کا ہو گیا اور اس بندہ کی وجاہت و قدر و منزلت درگاہ حق تعالیٰ میں پیدا ہے کہ جو یہ کہے حق تعالیٰ قبول میں لاوے جس طرح دنیا میں مہمان کی خاطرداری میزبان کو اسی مرتبہ کی ہوتی ہے اسی لئے اہل دنیا تلاش میں رہتے ہیں کہ بادشاہ امیر و حاکم و فوجدار جس کے گھر میں آتے ہیں اس سے حل مشکلات اور حاجت روائی چاہتے ہیں اور یہی خیال فاسد حق میں بندگان خدا کے حق تعالیٰ کی جناب میں کر کے پیر پرستی اور گور پرستی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس امر میں جنات اور آدمی دونوں شریک ہیں اور تم کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت ملا ہے اگر اس امر کا اپنے حق میں خوف کرتے ہو پس ان دونوں فرقوں کو صاف صاف جتا دو۔ کہہ دو کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں تو پکارتا ہوں اپنے پروردگار کو تاکہ مجھ کو دل کی تنگیوں سے اپنے نور تجلی سے مشرف فرما دے اور ہرگز شریک نہیں کرتا میں اس کے ساتھ کسی کو اور جو میں نے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا اور اپنے پروردگار کے پکارنے میں مشغول ہوا ہوں تو دوسروں سے کس طرح میں امید رکھوں گا کہ مجھ کو پکاریں یا مجھ کو اس کے ساتھ شریک مقرر کریں اور یہ دونوں فرقے تجھ کو شریک ٹھہرا کے کچھ اپنے نفع یا نقصان کی تجھ سے امید رکھ کر تجھے پکاریں تو صاف کہہ دو اور تحقیق میں ہرگز مالک نہیں ہوں تمہارے نفع کا اور نہ مطلب رسی کی تدبیر کا جس طرح وکیل اور سفیر جنات اور گمراہ لوگوں کی مدد چاہیں اہل دنیا کو نفع کے لالچ اور نقصان کے خوف سے پناہ گزیدہ کرتے تھے اور اب آپ کو ان لوگوں کے نزدیک مالک نفع اور ضرر ظاہر کرتے تھے کہ اب یہ دفتر گاؤ خورد ہوا۔ اور اگر کسی حادثہ اور کسی مصیبت سے تیری طرف پناہ لاویں۔ اور چاہیں کہ خدا تعالیٰ کے غضب سے تیرے دامن میں پناہ پکڑیں تو بے لاگ کھلی بات کہہ دو اور تحقیق میں

خود ہی اس حال میں ہوں کہ ہرگز پناہ نہ دے سکے گا مجھ کو کوئی شخص خدا تعالیٰ کے غضب سے۔ اور ہرگز نہ پاؤں گا میں اپنے لئے کسی وقت خدا تعالیٰ کے سوا کوئی جگہ رجوع کرنے اور مائل ہو جانے کی تاکہ میں اس کی طرف رجوع اور التجا کروں اھ مختصراً۔ پس اسی وجہ سے تقویۃ الایمان پر مولوی نعیم الدین نے یہ بہتانات و افترآت لگائے تاکہ توحید مٹ جائے اور گور پرستی پھیل جائے مگر بموجب وعدہ حق تعالیٰ۔ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ ہمیشہ یہ نور توحید چمکتا ہوا غالب ہی رہے گا اور آفتاب کی طرف تھوکنا خود اپنے ہی حلق میں آوے گا۔

نور خدا ہے شرک کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا!

الحق کہ تقویۃ الایمان کی تائیدات میں جتنے اقوال و حوالے اس کتاب مقالۂ ہدایت اکمل البیان میں نقل ہوئے سب مسلمات کتب مولوی نعیم الدین ہی سے ہو گئے ہیں جو حجت ہیں تا طلوع آفتاب قیامت منہ لعنت تو دیں والا شرفیں۔

”مٹی میں ملنے“ کی تحقیق

اب بعون اللہ الملک الحی القیوم ”مٹی میں ملنے“ کی حقیقت بھی ناظرین ملاحظہ فرماویں۔ تقویۃ الایمان ص۵۵ میں ہے۔

اخرج ابو داؤد عن قیس بن سعد قال اتیت الحیرۃ فرأیتہم یسجدون لمرزبان لہم فقلت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ان یسجد لہ فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انی رأیت الحیرۃ فرأیتہم یسجدون لمرزبان لہم فانت احق ان نسجد لک فقال لی ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا

ترجمہ مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجئے ان کو پھر آیا میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو آپ بہت لائق ہیں کہ سجدہ کریں ہم آپ کو تو فرمایا مجھ کو بھلا خیال تو کر جو تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو کہا میں نے نہیں فرمایا تو مت کرو یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں سجدہ تو اسی پاک ذات کو ہے کہ نہ مرے کبھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجئے نہ کسی مردہ کو نہ کسی قبر کو کیجئے نہ کسی تھان کو کیونکہ جو زندہ ہے سو ایک دن مرنے والا ہے اور جو مر گیا سو کبھی زندہ تھا اور بشریت کی قید میں گرفتار پھر مر کر خدا نہیں ہو گیا ہے۔ بندہ ہی بندہ ہے“

اب ناظرین اہل انصاف و دیانت پر واضح ہو کہ دیکھنا تو یہ ہے کہ اس حدیث کے اس فائدہ

پس کیا مولانا شہید مرحوم ہی نے فی الواقع بقول مولوی نعیم الدین کے گستاخی اور توہین و تنقیص کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول کر بہتان لگایا یا افترا کیا جو باعث غلط ترجمہ کے ٹھکانے دوزخ کے ٹھہرے یا حسب مسلمات مولوی نعیم الدین کے دیگر اکابر محدثین نے بھی اس حدیث کی کچھ تشریح فرمائی ہے۔ بایں تمام ترگٹھری جو بہاڑوں سے بھی زائد گراں ہے خود مولوی صاحب ہی کے سر پر لادی جاوے گی

دیکھو مولانا سید جمال الدین محدث رحمۃ اللہ علیہ جن کو شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ اشعۃ اللمعات ص۲۴ و ص۲۷ میں میر جمال الدین محدث فرمودہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے اس حدیث کے حاشیہ مشکوۃ میں فرماتے ہیں

وفیہ ارشاد واشارۃ الی ان الممکن	اس حدیث میں ارشاد اور اشارہ ہے اس امر کو کہ تحقیق ممکن
لیس مستحقا للسجود والعبادۃ لتغیرہ	یعنی مخلوق نہیں ہے مستحق سجدہ اور عبادت کے بوجہ تغیر
وزوالہ بل المستحق للعبودیۃ والمسجودیۃ	ہونے اور اس کے زوال ہونے کے بلکہ مستحق عبادت اور
ھو اللہ الواحد القدیر الذی لا یجوز	سجدہ کے وہی اللہ واحد قدیم ہے جو بری اور منزہ ہے نقصان
حولہ التغیر والفناء والزوال —	و تغیر اور فنا و زوال کے "

ات مسائل ص۲۲ ۔ نیز حاشیہ مشکوۃ ص۲۸۳ میں مرقوم ہے

ای قال اظہارا لعظم الربوبیۃ و	فرمایا بطور اظہار ربوبیت حق تعالیٰ کی عظمت کے اور
اشعارا لمن لترا لعبودیۃ	بطور جتلانے عبودیت کی ذلت کے "

اور مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۳ ص۱۵۴ میں اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

پس گفت آنحضرت نکنید سجدہ مرا یعنی مرا کہ	پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مت کرو سجدہ مجھ کو یعنی
سجدہ میکنید الآن جہت اکرام و اجلال من	مجھ کو کہ سجدہ کیا چاہتے ہو اس وقت میں بوجہ بزرگی اکرام اور بڑائی
میکنید و چوں من ازیں عالم بروم و در پردہ	اور ہیبت و جلال کے کیا چاہتے ہو اور جب میں اس عالم سے چلا جاؤنگا
شوم سجدہ نکنید پس سجدہ برائے زندہ باید	اور پوشیدہ ہو جاؤنگا سجدہ نہ کیا جاوے پس سجدہ زندہ کے لئے ہے کہ ہم کو
کرد کہ ہرگز نمیرد و ملک او زائل نگردد۔	کہ ہرگز نہ مرے اور ملک اس کا اختیار اور تصرفات اس کے زائل نہ ہوجاویں "

علیٰ ہذا مولوی نعیم الدین کے بڑے معتمد اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی الزبدۃ الزکیہ ص۱۹ میں یہی حدیث نقل کرتے ہیں قال ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ قلت لا قال فلا تفعلوا الخ ابو داؤد و طبرانی کبیر میں اور حاکم و بیہقی قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ فرمایا۔ بھلا اگر تم ہمارے مزار کریم پر گذرو تو کیا مزار کو سجدہ کرو گے میں نے عرض کی نہ فرمایا تو نہ کرو۔ ایضاً ص۲ شرح مشکوۃ شیخ محقق میں ہے۔ سجدہ برائے زندہ باید کرد کہ ہرگز نمیرد و ملک او زائل نگردد "

پس مولوی نعیم الدین کے قول کے مطابق تو شارحین حدیث حدیث کے معنی کی تشریح حیات و ممات میں فرق اور تغیر و فنا وغیرہ کہنے کی بنا پر کس درجہ گستاخ اور معاذ اللہ من کذب علی متعمدا کا مورد ٹھیریں گے ۔ بلکہ خود بھی ص۴۲ میں شفائے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور اشعۃ اللمعات شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے سندا نقل کیا کہ انبیاء کے ظواہر و اجسام بشری اوصاف کے ساتھ متصف ہیں ان پر بشری اعراض آلام و اسقام آفات بیماری فنا موت اور تغیرات مانند سائر بشر کے طاری ہوتے ہیں یہی بات وہ مٹی میں ملتے " کی توضیح ملاتی ہے شرعاً لغتہ عرفاً چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پارہ اول سورہ بقرہ میں

اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ	یعنی جن کو خیال ہے کہ ان کو ملنا ہے اپنے رب سے

اور پ۱۶ سورہ کہف میں فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ (پھر جس کو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے اور احادیث میں وارد ہے اللھم بالرفیق الاعلیٰ اور انا ان شاء اللہ بکم للاحقون وہ اشعۃ اللمعات ج ا ص۷۲۵ میں للاحقون بعد بہ بستہ مرقوم ہے اور خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۹ میں نقل کیا ہے۔ ولیس موصوفی ملاقیا لا ہے سوائے مٹی سے ملنے والا ہوں اور بجائے ملنے کے دیگر اقوال علمائے کرام میں فنا و تغیر و زوال مرقوم ہے جس میں اس معنی کی اس سے زائد وضاحت ہے ۔ نہ یہ کہ جسم اطہر مٹی میں ملنے سے مٹی ہو جاتا۔ کیونکہ بمقولہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان خود مولانا شہید مرحوم اپنی مثنوی سلک نور ص۱۱ میں در بیان نعت و فضائل سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں لکھتے ہیں

ان آنکھوں سے ہر چند وہ جسم پاک — بظاہر ہوا مختفی زیر خاک
وے نور ان کا ہے قائم مقام — کہ ہر پاک دل میں ہے ان کا مقام

پھر کیونکر احتمال مخالفت حدیث ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء کے ہو سکتا ہے ۔ دونوں حدیثوں کے معنی اپنے اپنے محل پر صحیح ہیں وجود ہستی باری تعالیٰ اور درجہ الوہیت کے مقابلہ میں تمام مخلوقات کو فنا و زوال اور انسان کی نفسی لازم عبدیت ہے بعد ازاں مرتبہ رسالت کے اعزاز و اکرام اور عطاء و فضل حق تعالیٰ سے بلا شبہ جسم اطہر کا قائم و محفوظ و ظاہر مستقر رہنا ثابت۔ پس ایک مقام مرتبہ فضیلت کا ہے اور ایک درجہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں فنائیت کا فلا امنا فاتہ بینھما فی الواقع جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بسہولت متنبہ فرمانا تھا کہ مقام توحید میں فوت ہونے والا جسم تو کب لائق سجدہ کے ہو سکتا ہے ۔ جبکہ زندہ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ شان الوہیت حق تعالیٰ واحد کے سوا جس کی شان حی لا یموت ہے کسی کی نہیں ہو سکتی ۔ حالانکہ سجدہ نہ کسی زندہ کو سکے نہ بعد ممات کے حیات و ممات کے فرق سے تغیر و زوال بداہتہً ظاہر و باہر ہے ۔ سجدہ کرنا انتہا عبودیت کا نشان ہے ۔ خالق کی عظمت کے سامنے

مخلوق کی پستی اور بے حقیقتی بے ثباتی ہیچ و نیست کا اظہار کرنا عین عبادت کا مغز اور اصول توحید ہے اسی لئے قبروں کو زمین کے برابر کر دینے کا حکم فرمایا گیا۔ حتی کہ کبھی قبر کا بھی اونچا کرنا بلکہ پختہ بنانے کے ممنوع قرار دیا گیا کہ قبر کی پستی سے صاحب قبر کا فنا ہونا تصور میں آئے اور عبرت حاصل کرکے ان کے لئے دعا کرے مگر برخلاف اس کے قبروں کو زینت دنیا سے آراستہ کرنا رفیع الشان بلند ہیبت ناک عمارات ان پر بنانا تاکہ لوگ سر بسجود ہو کر شرک میں جھک پڑیں یہی بڑا مکر و فریب شیطان لعین کا ہے چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا قول مولوی نعیم الدین کے ص۱۸۶ کے جواب میں گذر چکا ہے کہ اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے دنیا میں بت پرستی کی ابتداء صالحین کی قبور کو معبود بنا لینے سے ہوئی قرآن پاک کی بکثرت آیات اور احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے پ۱۶ سورہ طٰہٰ میں فرمایا۔

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ

"اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا اور اسی میں تم کو پھر ڈالتے ہیں"

اور پ۱۷ سورہ انبیاء میں فرمایا

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

"اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ جینا پھر کیا اگر تو مر گیا تو وہ رہ جاویں گے ہر جی کو چکھنی ہے موت"

اور پارہ ۲۰ سورہ قصص میں فرمایا۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

"ہر چیز کو فنا ہے مگر اس کی ذات"

اور فرمایا پارہ ۲۳ سورہ زمر میں

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ

"بیشک تو بھی مرتا ہے اور وہ بھی مرتے ہیں"

اور پارہ ۲۷ سورہ رحمٰن میں فرمایا

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۔ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۔

"جو کوئی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے۔ اور رہے گا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والا"

اور پ۴ سورہ آل عمران میں فرمایا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

"ہر جی کو چکھنی ہے موت"

علی ہذا صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۱۸۲ اور صحیح مسلم ج ۲ ص۱۲۶ میں روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء

"تھے بنی اسرائیل کے انبیاء ان پر حکمرانی کرتے ہیں حتی"

كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبي بعدي ...

"کہ جب کبھی کوئی نبی وفات پاتا تو پیچھے اس کے نبی آتا ہے ... ہوگا اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا"

امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم میں فرمایا۔

وفي هذا الحديث جواز قول هلك فلان اذا مات وقد كثرت الاحاديث به وجاء في القرآن العزيز قوله تعالى حتى اذا هلك قلتم لن يبعث الله من بعده رسولا

"اس حدیث میں جواز ہے کہ کہا جائے کہ فلاں ہلاک ہو گیا جبکہ وہ مر جائے اور بکثرت سے احادیث اس بارے میں آئی ہیں اور قرآن عزیز میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان حتیٰ کہ جب یوسف علیہ السلام فوت ہو گئے تو تم نے کہا ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ بعد اس کے کوئی رسول"

یہ وہ امام نووی ہیں جن کو مولوی نعیم الدین نے خزائن العرفان ص۲۸۰ وغیرہ میں لکھا ہے امام نووی قدس اللہ تعالیٰ روحہ۔ نیز صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص۲۸ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام ابو تراب رکھا اور یہ نام آپ کو بہت پسند تھا اھ ملخصاً۔ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح مدارج النبوۃ ج ۲ ص۵۱۵ میں فرماتے ہیں۔

آنحضرت علیہ السلام در مسجد بر سر وے آمد و دید کہ بر پہلو خفتہ و ردائش از پہلو افتادہ بدن شریفش خاک آلودہ گشتہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود قم ابا تراب ازاں روز کنیت وے ابو تراب آمد و آنحضرت ص ایں کنیت راجع کرد با کنیت اصل وے کہ ابو الحسن بود و ایں کنیت دوست تر و گرامی تر بود نزد علی و مخالفان و معاندان وے را بایں کنیت میخوانند و تنقیص و تحقیر وے قصد میکردند و حال آنکہ در وے کمال تعظیم و تکریم او بود رضی اللہ عنہ

"آنحضرت علیہ السلام مسجد میں ان کے سر کی طرف آئے اور دیکھا کہ پہلو کے بل پر سوئے ہوئے ہیں اور چادر ان کی پہلو سے گر گئی ہے بدن شریف ان کا خاک آلودہ ہو گیا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑے ہو ابا تراب اس روز سے کنیت ان کی ابو تراب ہو گئی اور آنحضرت نے اس کنیت کو جمع کر دیا ان کی اصل کے ساتھ کہ ابو الحسن تھی اور یہ کنیت زیادہ دوست اور زیادہ عزیز تھی۔ حضرت علی کو اور مخالف اور دشمن ان کا اس کنیت کے ساتھ ان کو بطریق تنقیص و تحقیر کے پکارا کرتے تھے اور وہ کہ اس کنیت میں ان کی کمال تعظیم و تکریم تھی رضی اللہ عنہ۔"

علی ہذا فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۲۵۸ و ص۲۵۹ میں بروایت صحیح مسلم و ابن مردویہ منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

انا اول من تنشق عنه الارض يوم القيامة فانفض التراب

"میں اول ہوں سب سے پہلا جس کے لئے زمین شق ہو گی ... قیامت کے دن میں ہی مٹی کو جھاڑوں گا۔"

من دامون ۔

صحیح بخاری پارہ ۱۵ صفحہ ۲۲۳ میں روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصدق کلمۃ قالہا الشاعر کلمۃ لبید الا کل شیء ما خلا اللہ باطل شیخ محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ صفحہ ۵۵ میں اس کا ترجمہ فرماتے ہیں

راست ترین سخنے کہ گفتہ است اورا کسے از جنس شعراء کہ سخنان نام است در کلام ایشاں بسیار میباشد سخن لبید ست کہ صحابی ست و در جاہلیت و اسلام عزیز و شریف بودہ است و صد و پنجاہ و ہفت سال عمر داشت آں کلمہ اینست کہ دانا آگاہ باش ای سامع بشنو و بداں کہ ہر چیز ماسوی حق ست جل و علا باطل و فانی و ہالک و مضمحل و نیست ست و این سخن موافق کلام مجید ست کہ کل من علیہا فان و کل شیء ہالک الا وجہہ و تمام این سخن در بعضے روایات ترمذی این ابیات ست وکل نعیم لا محالۃ زائل و ہر نعمت دنیاوی البتہ زوال پذیر و نیست شوندہ است۔ سوی جنۃ الفردوس ان نعیمہا مگر بہشت بریں بدرستی و راستی کہ نعمت بہشت یعنی و ان الموت لابد نازل باقی و پایندہ است و بتحقیق موت برآدمی نازل شوندہ و آیندہ است صدق صادق ان الموت لابد نازل ۔

حدیث کا کلام کہا ہے اس کو کسی نے شعراء میں سے کہ ان کا کلام نادر و عجیب ہوتا ہے لبید کا کلام ہے کہ صحابی ہیں اور جاہلیت اور اسلام میں عزیز و شریف ہو گئے ہیں اور ایک سو ستاون سال کی عمر رکھتے تھے وہ کلمہ یہ ہے کہ خبردار آگاہ ہو جا اے سننے والو اور جان لو کہ ہر چیز جو ماسوائے حق جل و علا کے ہے باطل اور فانی اور ہالک و مضمحل اور نیست ہے اور یہ کلام موافق کلام مجید کے ہے۔ کہ ہر چیز جو زمین پر ہے فانی ہونے والی ہے اور ہر شئے ہالک ہے مگر اس کی ذات اور آخر اس کلام کے بعض روایات ترمذی میں یہ بیت ہیں اور ہر نعمت دنیوی البتہ زوال پذیر اور نیست ہونے والی ہے سوائے بہشت بریں کے کہ یہ قائم اور رہنے والی نعمت بہشت کی ہے۔ باقی اور رہنے والی ہے۔ اور تحقیق موت آدمی پر جلد آنے والی ہے۔ بالکل سچ ہے کہ موت لابد آنے والی ہے۔

نیز اس حدیث کی شرح میں امام حافظ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں

والمراد فی البیت بالبطلان الفناء لا الفساد فکل شیء سوی اللہ جائز علیہ

مراد اس بیت میں باطل ہونے سے فنا ہونا ہے نہ کہ نقصان ہونا اس میں پس ہر شئے جو سوائے اللہ تعالیٰ کے ہے

الفناء لان الجنۃ والنار وان ما یبقیان بابقاء اللہ لہما وخلق الدوام لاہلہما والحق علی الحقیقۃ من لا یجوز علیہ الزوال ۔

جائز ہے اس پر فنا ہونا پس تحقیق جنت و دوزخ اگرچہ باقی رہیں گے لیکن ہمیشہ رہنا ان کا اللہ کے باقی رکھنے سے ہے اور پیدا کیا ہے ہمیشگی ان کے رہنے والوں کے لیے اور حق علیٰ الحقیقت کے وہ ہے کہ اس کا زوال ہو ممکن نہیں ہے۔"

نیز مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۲ میں بروایت ترمذی و ابو داؤد منقول ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے الناس کلہم بنو آدم و آدم من تراب۔ شیخ محدث دہلوی اس حدیث کا ترجمہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ صفحہ ۹۴ میں فرماتے ہیں

مردم پسران آدم اند و آدم از خاک ست و خاک خوار و پست ست تعزز و تکبر اورا نا نمودہ شد

زخاک آفریدت خداوند پاک ۔۔۔ پس ای بندہ افتادگی کن چو خاک

یعنی تمام آدمی آدم کے بیٹے ہیں اور آدم خاک سے ہے اور خاک خوار و پست ہے عزت و بلندی اسکو نہیں ہوتی

خاک سے بنایا ہے خداوند پاک نے ۔۔۔ پس اے بندہ تو ہو مانند خاک کے

دیکھا تو خاک ہی میں عالی مقام ہے ۔۔۔ جو اپنی بلند ہونے پستی پہ نظر پڑی کا

پس ذات پاک حق تعالیٰ جل شانہ و جلالہ کی عظمت توحید کے مقابلہ میں بندہ کی پستی بے ثباتی کو جو اس کے ذاتی نقصانات ہیں ان میں اگرچہ اولوالعزم نبی ہی کیوں نہ ہوں ہر لحظہ ملحوظ رکھنا لازم ہے اگر بندہ کی بزرگی و عزت ہے تو یہی ہے چنانچہ حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کیا کرایا دل سے بحالت توحید و عظمت جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کے آثار نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام و درخت بیعت الرضوان وغیرہ کو جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے باندیشہ شرک نیست و نابود کرا دیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو قبر کے پاس تک نماز سے روک دیا۔ فتح تستر میں ہرمزان کے بیت المال میں جو تخت پایا گیا جس پر حضرت دانیال علیہ السلام کا جسم اطہر تھا بلا تغیر جن کو وفات پائے ہوئے تین سو برس گزر چکے تھے لوگ خشک سالی میں برکت کے لئے اس کو نکالا کرتے تھے اس واقعہ کی اطلاع خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دی گئی اور حکم آپ کے حسن کو تیرہ قبریں کھود کر شب میں آپ کو دفن کر کے سب قبروں کو زمین کے برابر کر دیا گیا۔ تاکہ لوگوں کو آپ کی قبر کا پتہ نہ چلے اور فتنہ گور پرستی میں نہ پڑیں سو دیکھو اغاثہ صفحہ ۲۲۲ امام ابن قیم جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مستند جان کر حیات الموات صفحہ ۲۲ میں استناد کرتے ہیں عرض جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی کہ آپ کی

وفات ہونا اسلام میں زبردست حادثہ ہے اور توحید الٰہی کا بڑا گہرا سبق۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ باوجودیکہ غلبہ توحید میں آپ کی شان اشدّاء علی الکفار ہے۔ بوجہ اضطرار و بے اختیاری فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مدہوشی کا عالم طاری ہوگیا اور کہنے لگے

واللہ ما مات رسول اللہ (صلعم) — قسم ہے اللہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات نہیں پائی۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ نے تلوار نکال لی اور مسجد مبارک میں جھاگ بھر آئے اور فرمایا۔ جو ایسا کہے گا اس کا سر جدا کروں گا۔ ہر چند کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سمجھایا مگر انکار ہی کرتے رہے چونکہ اس واقعہ سے اسلام میں بڑا تزلزل اور رخنہ واقع ہونے کا اندیشہ تھا۔ بالآخر شان صدیقیت کی استقامت و متانت اور اولوالعزمی جوش میں آئی اور ان کو چھوڑ کر ممبر پر تشریف لائے اور خطبہ فرمایا تو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے پھر آپ کی جانب متوجہ ہوئے پھر اس خطبہ میں کیا بیان تھا دیکھو صحیح بخاری پارہ ۵ صفحہ ٦٢٦ اور پارہ ۱۴ صفحہ ۳۶۳ ، ۱۸ صفحہ ۱

فحمد اللہ ابوبکر واثنیٰ علیہ و قال الا من کان یعبد محمدا فان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت وقال تعالیٰ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ وقال وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

"پس اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور اسی کے بعد تعریف اور کہا۔ آگاہ ہو جو تم میں عبادت کرتا ہو محمد کی پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا گئے اور جو تم میں عبادت کرتا ہو اللہ تعالیٰ کی تو اللہ تعالیٰ تو حی لا یموت زندہ ہے نہیں مرے گا۔ اور کہا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں اور کہا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور محمد تو ایک رسول ہے ہو چکے پہلے اس سے بہت رسول پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تو پھر جاؤ گے الٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جائے گا الٹے پاؤں وہ نہ بگاڑے گا اللہ تعالیٰ کا کچھ اور اللہ تعالیٰ ثواب دے گا حق ماننے والوں کو۔"

یہ ترجمہ موضح القرآن سے منقول ہے جو مولوی نعیم الدین کا مستند ہے

"جنگ احد میں بعضے مسلمان کافروں سے بہت جٹ گئے تھے اس واسطے کہ ایک کافر نے اپنی فوج میں پکارا کہ میں نے محمد کو صلی اللہ علیہ وسلم مار آیا ہوں اور حضرت کو زخم سے خون بہت گیا تھا ضعف سے ایک گڑھے میں گر گئے تھے مسلمانوں نے حضرت کو نہ دیکھا۔ یہ بات یقین ہو گئی جب حضرت ہوشیار ہوئے تو میدان میں جمع

لوگ حاضر رہے تھے ان کو جمع کر کر پھر لڑائی قائم کی تب کافر پھر کر چلے گئے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول اللہ رہے یا نہ رہے دین اللہ کا ہے اس پر قائم رہنا ہوگا اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت کی وفات پر بعضے پھر جاویں گے اور جو قائم رہیں گے ان کو ثواب ہے سو اسی طرح ہوا بہت لوگ حضرت کے بعد مرتد ہوئے اور حضرت صدیق نے ان کو پھر مسلمان کیا اور بعضوں کو مارا۔ (فوائد موضح القرآن)

اسی طرح جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی جو تلمیذ رشید مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مستند مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں کی طرح تو صیف حیات الموات ص ۹ میں نقل کرتے ہیں۔ کہ میرزا صاحب مظہر جان جاناں ان کے پیر و مرشد و ممدوح عظیم شاہ ولی اللہ صاحب نے انہیں فضیلت و ولایت مآب مروج شریعت و منور طریقت و نور مجسم و عزیز ترین موجودات معدن انوار فیوض و برکات لکھا اور منقول ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب انہیں تہی وقت کہتے تھے آپ اپنی تفسیر مظہری ص ۸۸ میں فرماتے ہیں

وما محمد الا رسول الآیۃ (آل عمران پارہ ۴)

یعنی لیس ہو ربا یستحیل علیہ الفناء والموت وما ہو بی حولنا الی عبادتہ۔

"یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب جو محال ہو ان پر فنا اور موت کا ہونا اور نہیں ہیں وہ لوگوں کو بلانے والے اپنی عبادت کی طرف۔"

علیٰ ہذا مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جو تفسیر فتح العزیز ج ا ص ۲۵٦ میں فرماتے ہیں۔

ولقبہ انسان بنا گلی خدا منسوب ولقبہ دیگرش عبد بندہ محبوب اقرار آ ۲ فی وحر حسب ایں بقاع تو انی کان عالم یکی گشتہ

"یعنی قطعات زمین کے کچھ قطعہ خدا کی طرف منسوب ہوئے جیسے مساجد کے اور بعض قطعے مدفن عبدالمطہرہ محبوب الٰہی آسمانی کا پہلو ہیں اس بقاع لطافت کے نفیس و نادر ہوگیا۔"

چنانچہ لقبہ طیبہ مدینہ مطہرہ کے مقام مدفن جسد اطہر زمین میں ملتے کے الفاظ محدثین و فقہاء کے کلام صراحتاً ثابت ہیں فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۵ صفحہ ۲۲۴ میں مرقوم ہے البقعۃ التی ضمت اعضاءہ اشرف بقعۃ اور اسی طرح امام سید سمہودی مدنی کی کتاب وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ صفحہ ۲۲ میں مرقوم ہے ان البقعۃ التی ضمت الاعضاء الشریفۃ اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی مدارج النبوۃ ج ا ص ۱۵۱ میں مرقوم ہے کہ ایں بقعہ اکرم اعضاء شریف کردہ است اور در المختار ج ۲ مصری صفحہ ۳ میں یہ الفاظ مرقوم ہیں

لحلولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

"یعنی وہ حصہ کہ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعضاء شریف حلول کئے ہوئے جو سب کعبہ سے افضل ہے۔"

پس اس خطبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے اول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی نے بیعت

خلافت صدیقی کے لئے ہاتھ بڑھایا اور آپ کی تعریف و توصیف کی پھر لوگ اس آیت وما محمد الا رسول کو پڑھنے لگے جو سنا وہ پڑھنے لگتا فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے واللہ مجھے کچھ خبر نہ تھی گویا صرف یہی کریں نے اس آیت کو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اس کو پڑھتے تھے مجھے تو ایسا پسینہ پیشانی پر آیا کہ زمین پر پاؤں نہ تھمے اور گر پڑا جب اس آیت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے لیے سنا"
چنانچہ دوسرے روز خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو خطبہ پڑھا وہ صحیح بخاری پارہ ۲۹ ج ۲ مع الفتح ص۶۲۷ میں موجود ہے

فتشهد وابو بکر صامت لا یتکلم	و حضرت عمر نے اپنا خطبہ پڑھا جبکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش
قال کنت ارجوان یعیش رسول	تھے کلام نہ کرتے خطبہ میں فرمایا میں امید کرتا تھا کہ رسول اللہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی	صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بعد وفات پائیں گے تو محمد صلی اللہ
یدبرنا یرید بذالک ان یکون آخرهم	علیہ وسلم نے وفات پائی پس اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے درمیان
فان یک محمد صلی اللہ علیہ وسلم	نور کو رکھا ہے جس سے تم ہدایت پاتے ہو وہ نور گیا محمد
قد مات فان اللہ قد جعل بین اظهرکم	صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابو بکر رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللہ
نورا تهتدون به هدی اللہ محمد صلی	صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رفیق غار ہیں اور وہ مسلمانوں پر تمام
اللہ علیہ وسلم وان ابابکر صاحب رسول	لوگوں کے کاموں کا انجام دینے کے لئے سب سے زیادہ اولیٰ ہیں
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وثانی اثنین فانہ	پس کھڑے ہو اور ان سے بیعت کر:۔

[illegible]

غور کرو عظمت توحید الوہیت مالک الملک جناب باری عز اسمہ کو پہچان کر اور فی شائبہ انکار وفات میں حد عبدیت سے بڑھنے مرتبہ الوہیت میں پہنچنے کے اندیشہ سے اگرچہ وہ انکار جوش و اضطراب فراق و جدائی کے باعث تھا تاہم مظنہ فساد و شرک کے عبادت کنندہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرار دیا گیا کہ یہ شان الوہیت حق تعالیٰ حی لا یموت کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی ورنہ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں کون شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ عبادت کرتا تھا پھر جو گور پرست مدعیان توحید و اسلام مرتبہ نبوت کو درجہ الوہیت العیبہ میں پہنچا کر انکار بشریت کرتے ہیں حاضر و ناظر جان کر عالم الغیب کہتے ہیں اور ندائیں فریادیں کرتے ہیں وہ کیونکر اشد ظالم حسب فرمان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نہ قرار دیئے جاویں گے۔ اچھا تو اس کا نمونہ حدائق بخشش حصہ اول و حصہ دوم مولوی صاحب بریلوی میں دیکھ لو

میں مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب	یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
جن جن مرادوں کے لئے احباب نے کہا	پیش خبیر کیا مجھے حاجت خبر کی ہے

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے	اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا	پوچھا تھا جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے
عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے	اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے
سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا	دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

حالانکہ دیکھئے جناب حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا لخت جگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرمانا بعد فراغت دفن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح بخاری پارہ ۱۸ ص۱۰۸ میں مروی ہے فلما دفن قالت فاطمة یا انس، طابت انفسکم ان تحثوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التراب دیکھو اس کا تشریحی ترجمہ شیخ محدث دہلوی مدارج النبوۃ ج ۲ ص۵۲۴ میں تمام فرماتے ہیں

چوں در آمدند صحابہ بعد از دفن نزد فاطمہ گفت	آئے صحابہ بعد دفن کے حضرت فاطمہ کی خدمت میں
چگونہ باور داد دل شما کہ ریختید خاک بر رسول	فرمایا کہ گوارا کیا تمہارے دلوں نے کہ ڈالی ہے خاک رسول خدا
خدا گفتند بلی یا بنت رسول اللہ یا زہرا ہم	صلی اللہ علیہ وسلم پر کہا البتہ اے بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
دریں خیال رفتہ بودیم والله دمناک بودیم	وسلم کی اے زہرا ہم بھی اسی خیال میں تھے اور غمزدہ تھے لیکن
ولیکن چہ توان کرد از حکم شرع چارہ نیست	کیا کریں حکم شرع سے چارہ نہیں ہے"

نیز مدارج النبوۃ ص۴۴۳ ج ۲ میں جو شعر کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت قبر انور میں پڑھا تھا مرقوم ہے

فان کنت من عنی فی اتراب مغیبا	اگرچہ آپ میری ظاہری نظر سے مٹی میں چھپے ہوئے ہیں لیکن آپ
فما کنت عن قلبی المحزون بغائبا	میرے غمگین دل سے نہیں ہیں غائب"

اسی طرح حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا شعر

جبینا یقیک الترب لهفی لیتنی	جب کہ مٹی نے آپ کو چھپا لیا۔ کاش کہ میں پہلے آپ
غیبت قبلک فی بقیع الغرقد	سے قبرستان بقیع میں غائب ہو جاتا"

نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص۱۲ میں لکھتے ہیں۔

"حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد صحیح مسلم سے، یہی گزرا کہ جب دفن کر چکو مجھ پر مٹی تھم تھم کر تھوڑی ڈالنا"

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی مترجم مشکوۃ اشعۃ اللمعات ج ۱ ص۶۹۲ میں اسی حدیث کے نیچے لکھتے ہیں

"چوں دفن کنید مرا پس بریزید و صولت بینداز ید بر من خاک را"

امام ابن امیر الحاج خاتمہ حلبیہ شرح منیہ میں دربارہ فوائد غسل میت فرماتے ہیں

اذا اعتنی المولی بتطہیر جسد یلقی فی التراب تنبیہا للعبد الی تطہیر ما ھو باق وھو النفس فانہ لا یفنی عند اھل السنۃ والجماعۃ۔

"جب بندہ دیکھے گا کہ مولا تبارک وتعالیٰ نے ہم پر اس بدن کی تطہیر فرض کی جو خاک میں ڈال دیا جائے گا تو متنبہ ہوگا کہ اس کی تطہیر اور بھی ضرور ہے جو باقی رہنے والا ہے یعنی روح کہ اہلسنت وجماعت کے نزدیک فنا نہیں ہوتی۔"

ایضاً صـ۲۲ پھر بھی مجازاً روح مفارق عن البدن پر بھی اس کا اطلاق آتا ہے۔ حدیث میں ہے: ۔۔۔ رب الارواح الفانیۃ ایضاً صـ۳۳۔

"بدن وروح دونوں پر میت کا اطلاق ہوتا ہے" ایضاً صـ۴۹ "روح موت سے نہ مرتی ہے نہ متغیر ہوتی مگر اس پر بھی لفظ میت کا اطلاق ہوتا ہے" ایضاً صـ۱۵ "ارواح مردگان کہ ان پر بھی اطلاق مردہ ومیت کیا جاتا ہے" نیز مولوی صاحب بریلوی "تجلی السبوح" صـ۲۲ میں لکھتے ہیں "روح انسانی اگرچہ اہلسنت کے نزدیک فنا نہ ہوگی مگر قطعاً ممکن الانعدام ہے کے ساتھ اس کی سب صفات معدوم ہو سکتی ہیں"

علیٰ ہذا مولوی نعیم الدین کے بڑے مستند شیخ بدایونی تصحیح المسائل صـ۱۶۲ میں لکھتے ہیں:

"در حدیث از ابی امامہ رضی اللہ عنہ آمدہ است کہ گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چوں مرد یکے از برادران شما و دفن کردید او را بکنید بروے خاک" ایضاً صـ۱۸۳ "سیوطی در جوامع: الجوامع بتعدد طرق آوردہ کہ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقتیکہ بمیرد یکے از برادران بریزید بروے خاک"۔

"ایک حدیث حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے آئی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مر جائے تمہارے بھائیوں میں سے اور دفن کر دو اس کو ڈالو اس پر خاک" "اور سیوطی نے جوامع الجوامع میں طرق متعدد نقل کیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مر جاوے تمہارے بھائیوں میں سے تو ڈالو اس کے اوپر خاک"۔

علیٰ ہذا مولانا اکرام الدین نبیرہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی تلمیذ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی سعادت الکونین صـ۔۔ میں تہذیب التہذیب سے منقول ہے

"وعن بنت ام سعد رضی اللہ عنہ ۔۔۔ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تمہارے لوگوں نے اپنی کے عزیز پر مٹی ڈالو۔ اور اپنے اعزہ سے ۔۔۔"

[illegible] تابع صاحب قبر پر مٹی ڈالنے سے عین جسم پر بدا مٹی اور خاک ڈالنا نہیں ہوتا ہے تاہم بطور مجاز باعتبار آل

حقیقت ذاتیہ کے کلام شارع علیہ السلام میں اس کا استعمال کیا گیا اور جو الفاظ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پاک میں استعمال ہوئے وہی آپ کی شان میں کلام صحابہ وحضرت زہرا رضی اللہ عنہم میں مستعمل ہوئے بلا تفاوت اسی طرح جبکہ ارواح نہ مرتی ہیں اور نہ متغیر ہوتی ہیں، مگر پھر بھی اعتبار کسی اعتبار سے اطلاق فنا اور مرنے کا کیا گیا چہ جائیکہ جسم تو وہ اجسام جو تغیر سے بحکم شرع محفوظ ہیں ان پر بھی مثل ارواح کے بالاولیٰ اطلاق فنا وتلاقی فی الارض کیا جانا اسی اعتبار سے خصوصاً کلام مولوی صاحب بریلوی متقدا مولوی نعیم الدین میں بخوبی واضح ہوگیا۔ کیونکہ سوائے جناب باری عز اسمہ کے تمام مخلوق ۔۔۔ اس کی عظمت وجلال کے سامنے محض لاشے ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ صـ۱۲۱ میں مرقوم ہے

من مقام الافتاء والمحو الی الغایۃ انی لا شیٔ وراءھا

"مقام فنا ومحو کی غایت ہے جس کے سوا کوئی شے حق تعالیٰ کے سوا۔"

نیز شاہ عبد الحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج۲ صـ۵۲۹ میں فرماتے ہیں

"حضرت غوث الثقلین در فتوح الغیب رضا دادہ ہر زادہ اللہ صلاح فنائے عبودیت بکلیت اند وجود ہستی خود کہ تا شائبہ از ہستی باقی ست غنے دوست دچوں تعالیٰ اللہ کامل شد ۔۔۔ الشہ بر کامل خواہد بود و اکمل افراد حضرت سید السادات و مخص کائنات ست صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ لہ وسائر النبیین وآل سائر الصالحین۔"

ایضاً صـ۲۱۲ میں فرماتے ہیں

"آنحضرت نفس شریف خود را نیز درین مقام بر حد بشریت وضعف عبودیت داشت بہ نسبت رعایت کمال عزت وعظمت ربوبیت حق جل وعلا۔"

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس شریف کو بھی اس مقام میں حد بشریت اور ضعف عبودیت کے ساتھ رکھا ہے۔ رعایت کمال عزت وعظمت ربوبیت حق جل وعلا کے"

نیز مدارج النبوۃ ج۲ صـ۔۔ میں فرماتے ہیں

"و چوں وے صلی اللہ علیہ وسلم فانی شد در ذات وصفات الٰہی ناچارم باقی باشد بآن ومتصف گردد بدان۔"

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذات وصفات الٰہی کے ساتھ فانی ہو گئے ہیں تو ضرور باقی ہوئے اور متصف ہوئے اس کے ساتھ"

[1] یعنی مٹی سے ملاقی ہونا یعنی مٹی سے مل جانا جسد انبیاء علیہم السلام کا خاک نہ ہونے کے سوا مرحوم بھی آجکل ہیں چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے مٹی احاطہ کرتی ہے اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد مع کفن ملاحق ہوتا ہے یہ مٹی میں ملنا ۔ اور مٹی سے ملنا کہلاتا ہے۔۔ رفتاوی رشیدیہ ص۲۸ طبع کراچی) ۔ ع ۔ ح ۔

نیز شاہ صاحب موصوف اخبار الاخیار ص۴۵ میں فرماتے ہیں

بلکہ آدم و آدمیاں را و عالم و عالمیاں را معدوم شمارد و نابود پندارد

"وجود حق تعالیٰ کے سامنے آدم اور آدمیوں کو اور عالم اور عالمیوں کو معدوم شمار کرے اور نابود سمجھے۔"

ایضاً ص۶۵ میں فرماتے ہیں

تا ہمہ دنیا و بزرگی ہائے آن در نظر او خاک بود داہل آں را در دل وے سنگے نماند۔

"یہ نعمت ابھی نہیں پیدا ہو سکتی جب تک کہ تمام دنیا اور بزرگی اور بڑائی اس کی نظر میں خاک ہو جائے اور اس کے اہل کی کچھ دل میں قدر و منزلت معلوم ہو۔"

ایضاً ص۱۴۴ میں فرماتے ہیں۔

و خود را مردہ انگارد و خلق را سنگ و کلوخ شمارد و حقیقت بداند کہ لا یملکون لانفسہم ضرا و لا نفعا و لا یملکون موتا و لا حیوۃ و لا نشورا و کسیکہ چنیں بود بدیگرے چہ نفع و مضرت تواند رسانید۔

"اپنے آپ کو مردہ جان لے اور خلق کو پتھر ڈھیلے شمار کرے اور حقیقت جانیں کہ نہیں ہیں مالک اپنی جانوں کے نقصان اور نہ نفع کے اور نہیں ہیں مالک موت کے اور حیات کے اور حشر کے اور جو شخص ایسا بے اختیار ہو دوسرے کو کیا نفع اور مضرت پہنچا سکے گا۔"

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ا ص۶ میں فرماتے ہیں

و موت رجوع بنیہ انسانی بسوئے اصل خود است کہ خاک است

"موت رجوع ہے تن انسانی کا اپنی اصل کی طرف ہے کہ خاک ہے۔"

ایضاً ص۶۸ میں فرماتے ہیں

معبود و رحمٰن و رحیم واحد است و مرجع حوائج و دافع بلایا و حافظ آفات او است و ہر چہ غیر او است محض نمود بے بود است

"معبود اور رحمٰن اور رحیم ایک ہی ہے اور مرجع حاجتوں اور دافع بلاؤں اور نگہبان آفات کا وہی ہے اور جو کچھ غیر اس کے ہے محض نمود بے بود ہے۔"

نیز تفسیر فتح العزیز ج ۲ پارہ ۳۰ ص۱۶ میں فرماتے ہیں۔

خلقت آدمی از خاک است و بحکم کل شیٔ یرجع الی اصلہ او را باصل خودش راجع باید ساخت ایضاً ص۱۲۲ مقربین و سابقین اہل فنا فی اللہ و بقا باللہ اند۔

"خلقت آدمی کی خاک سے ہے اور بحکم ہر شئ کا لوٹنا اصل کی طرف ہوتا ہے اس کو اپنی اصل کی طرف لوٹانا چاہیئے۔ اور مقربین اور سابقین اللہ کے بحضور فانی اور اللہ کے ساتھ باقی ہیں۔"

ایضاً ص۲۳۶ میں فرماتے ہیں۔

تقرب در حالت سجدہ آں است کہ آدمی درین حالت متوجہ باصل خود کہ خاک است می گردد و ہر قدر توجہ باصل خود زیادہ باشد تقرب الٰہی بیشتر حاصل مے گردد ایضاً ص۲۹۶ بالجملہ تقاضے کہ آدمی در حالت نطفیت دارد و کمالے کہ بعد از بلوغ و مرتبہ خاتمیت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام نصیب او شدہ است ہر دو را قیاس باید کرد و ربوبیت او تعالیٰ را تماشا باید نمود۔

"تقرب حالت سجدہ میں حاصل ہوتا ہے کہ آدمی اس حالت میں متوجہ اپنی اصل کی طرف کہ خاک ہے ہوتا ہے اور جس قدر توجہ اپنی اصل کی طرف زیادہ ہوگی قرب الٰہی زیادہ حاصل ہوگا۔ بالآخر وہ نقصان کہ آدمی حالت نطفہ ہونے میں رکھتا ہے اور وہ کمال کہ بعد پہنچنے بلوغت کے اور مرتبہ خاتمیت علیہا الصلوٰۃ والسلام کے نصیب میں اس کے ہوا ہے دونوں کو غور کرنا چاہیئے اور ربوبیت حق تعالیٰ کا تماشا دیکھنا چاہیئے۔"

علی ہذا حضرات مشائخ صوفیہ اہل عرفان رح کے کلام میں مراتب فنا عبدیت پر مقاصد عالیہ میں بارگاہ حق تعالیٰ کی تجلی اسی پر موقوف ہے یہی اصل توحید لا الہ الا اللہ کا مدعا ہے۔ دگر ہیچ۔ حضرات انبیاء علیہم السلام خصوصاً جناب سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ فنا عبدیت میں سب سے اعلیٰ وارفع ہے چنانچہ اکمل اولیاء مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح جن پر سلسلہ ولایت ہندوستان کا منتہی ہے آپ کی تالیفات انفاس العارفین۔ انتباہ۔ تفہیمات الٰہیہ وغیرہ میں بشرح وبسط مرقوم ہے۔ چنانچہ انفاس العارفین ص۳۵ میں مرقوم ہے۔

والولایۃ لا یحصل الا بعد الفناء

ہیچ کس را تا نہ کردہ او فنا ار نیست رہ در بارگاہ کبریار

"ولایت نہیں حاصل ہوتی مگر بعد فنا ہونے کے۔ کوئی شخص جب تک کہ وہ اپنے آپ کو نہ کرے فنا نہیں ملتا راستہ بارگاہ کبریا کا۔"

نیز انتباہ ص۵۵ میں مرقوم ہے

وھذا مقام الخواص من الانبیاء والمرسلین

"یہ مقام خواص انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا ہے۔"

اور مصباح الہدایت ترجمہ عوارف ص۱۲۳ میں مرقوم ہے

"نہایت اقتضائے محبت آنست کہ محب در محبوب فانی گردد و رسم دوئی برخیزد۔ ایضاً ص۳۲۹ بنا عبارتست از نہایت سیر الی اللہ چہ سیر الی اللہ وقتے منتہی شود کہ بادیہ وجود را بقدم صدق یکبارگی قطع کند۔"

نیز فوائد الفواد خواجہ نظام الدین اولیاء مجلس دوم ۸ محرم الحرام یکشنبہ سنہ ۷۰۷ھ صفحہ ۴۰۱ میں مرقوم ہے کہ آپ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ خاک مگر دی ترا آتش بد نہند۔ اور مکتوبات حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس ۳۶ مکتوب صد و ہفتم صفحہ ۲۲۲ میں مرقوم ہے

عزیز من انبیاء و اولیاء کہ از جہان رحلت کردہ — یہ عزیزمن انبیاء اور اولیاء کہ جو اس جہان سے رحلت

اند اجساد مطہر و ایشاں زیر زمین در خاک منزلت — فرما چکے ہیں جسم مطہر ان کے نیچے زمین کے خاک ذلت

خفتیدہ اند ارواح مقدس ایشاں در آخرت — میں سوئے ہوئے ہیں اور ارواح مقدس ان کی آخرت میں

در علیین اند و ایں معبود در دنیا العبد منزار معیت — علیین کے اندر ہیں اور معبود مشغولیت دنیا میں مصروف

و ناشائستگی آلودہ از ایشاں چہ خبر و کیفیت — گو ہمارا ناشائستگی آلودہ کردہ ہیں ان کو کیا خبر اور حالت

آخرت نہ آنچناں ست کہ خلق را گمان ست — آخرت نہ ... ہی ہے جس طرح خلق گمان ہے اہل

اہل آخرت پیدا شد کہ ز جلال و عظمت حق — آخرت جانتے ہیں کہ جلال عظمت حق سبحانہ وتعالیٰ کی

سبحانہ وتعالیٰ ایشاں را چہ پیش آمدہ است — ان کو کیا پیش آئی ہے۔؛

ایضاً مکتوب صد و پنجاہ و نہم صفحہ ۲۱۲ میں مرقوم ہے

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا — اور نہیں جانتا کوئی نفس کیا کام کرے گا کل کو؛

انبیاء اولیاء انبیاء سرگرداند چنانکہ گفت غزل — اس جگہ اولیاء و انبیاء سرگردان ہیں

سبحان خالقے کہ صفاتش ز کبریا — پاک ہے وہ خالق کہ اس کی صفات کبریائی سے ڈالتی

بر خاک عجز می فگند عقل انبیاء — عجز پر پڑی ہے عقل انبیاء کی علیہم السلام؛

مصرع عجب نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست۔ اور مثنوی مولانا روم دفتر اول صفحہ ۷۹ میں مرقوم ہے

کل شیٔ ما خلا اللہ باطل — ان فضل اللہ غیم ھاطل

ایضاً صفحہ ۲۱ میں مرقوم ہے۔

آں خداوندے کہ از خاک ذلیل — آفرید او شہواران جلیل!

ایضاً دفتر چہارم صفحہ ۵۳۰ میں مرقوم ہے

می نماند در جہان یک تار مو — کل شیٔ ھالک الا وجھہ

ایضاً ۲۶۰ میں مرقوم ہے

غیر من جنت چو سنگ ست و کلوخ — گر مبیں دگر جوان و گر شیوخ

ایضاً صفحہ ۳۰۸ میں مرقوم ہے

اندر ایں عالم حبے کاں عارب ست — زنند ایں دم زیر خاک ترب ست

واں عظیم الخلق او کو صفدر ست — بے تغیر مقعد صدق اندر ست

قابل تغییر اوصاف تن ست — روح باقی آفتاب روشن ست

او ست بے تغیر کہ لا شرقیۃ — بے زتبدیل کہ لا غربیۃ

ایضاً دفتر ششم صفحہ ۶۹۳ میں مرقوم ہے

ہیچ کس را تا نگردد او فنا — نیست رہ در بارگاہ کبریا

چیست معراج فلک ایں نیستی — عاشقاں را مذہب و دیں نیستی

ایضاً صفحہ ۶۱۱ میں مرقوم ہے۔

دیدہ کو زاید آمد پدید! — ذات ہستی را ہمہ معدوم دید

ایضاً صفحہ ۵۲۲ میں مرقوم ہے۔

غیر واحد ہرچہ بینے اندریں — بیگمانی جملہ را بت دان یقین

ایضاً صفحہ ۵۶۳ میں مرقوم ہے

زیں سبب فرمود حق صلوا علیہ — کہ محمد بود محتاج الیہ

اور خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا صفحہ ۱۶ مثنوی دفتر اول صفحہ ۸ سے نقل کیا ہے۔

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من — ہست پیدا ہم چو بت پیش شمن!

نیز مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی حدائق بخشش حصہ اول صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا — خاکی تو وہ آدم جد اعلیٰ ہے ہمارا

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں — یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم — اس خاک پہ قربان دل شیدا ہے ہمارا

خم ہو گئی پشت فلک اس طعن زمیں سے — سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

اس نے لقب خاک شہنشاہ سے پایا — جو حیدر کرار کہ مولا ہے ہمارا

اے مدعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھے — اس خاک میں مدفون شہ بطحا ہے ہمارا

ہے خاک سے تعمیر مزار شہ کونین — معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی — آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

پس خصوصاً مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے کلام میں خوب غور کرو اور دیکھو کہ مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظ حصہ اول ص۔۔۔ میں مرقوم ہے

"کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اور کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ عالم کسی کے لئے نہیں ہمیشہ ذکر خدا ہی رہے گا ہمیشگی رب عزوجل کو ہے باقی جو موجود ہے معدوم اور ایک دن سب کو فنا ہے" ، نیز ملفوظ حصہ چہارم ص۔۔ میں مرقوم ہے "اللہ اکبر یہ موت ایسی چیز ہے کہ ساری خدائی میں جل جلالہ کے کوئی اس سے نہ بچے گا جب آیت نازل ہوئی کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربك ذو الجلال والاکرام یعنی زمین پر جتنے ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا وجہ کریم رب العزۃ جل جلالہ کا فرشتے بولے ہم بچے کہ ہم زمین پر نہیں پھر آیت نازل ہوئی کل نفس ذائقۃ الموت ہر جاندار موت کو چکھنے والا ہے فرشتوں نے کہا اب ہم بھی گئے" ، نیز السنۃ الانیقہ ص۸۵ میں لکھتے ہیں "واللہ عزوجل فرماتا ہے منھا خلقنٰکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخریٰ زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھیرے جائیں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے خطیب نے کتاب المتفق میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ما من مولود الا وفی سرتہ من تربتہ التی خلق منھا حتی یدفن فیھا وانا وابوبکر وعمر من تربۃ واحدۃ فیھا ندفن ہر بچہ کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ اسی میں دفن کیا جائے اور میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے" اور مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان ص۔۔ میں لکھتے ہیں "مخلوق کے علم و قدرت و سمع و بصر کو اس کی صفات کاملہ سے کوئی نسبت نہیں یہ حادث وہ قدیم یہ فانی وہ باقی یہ ناقص نہ کامل یہ اس کی عطائیں اس کی مخلوق اس کے قبضۂ اقتدار میں اور وہ پاک موصوف کی پاک صفتیں تمام شوائب نقص و تخیل شبیہ سے منزہ بلکہ ان کے حضور صفات مخلوق کا نام زبان پر لانا وجود و عدم میں نسبت دینا ہے اشتراک یہاں مجرد اسمی اور تناسب مفاہیم صرف وہمی کمالات وجود پر متفرع ہیں اور وجود اس کی ذات پاک سے خاص باقی جو کچھ ہے اگر اس کے انتساب سے قطع نظر کیجائے محض ہالک و لاشئ ہے" ، نیز سرور القلوب ص۱۲۵ میں لکھتے ہیں "اور یوسف و زلیخا و شیریں و لیلیٰ جن کے حسن و جمال کے آلاف عالم میں ایک دھوم ہے اب کہاں ہیں جو تو باقی رہے گا" ۔

اور خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۔۔ و ص۱۲۶ میں لکھا۔

"حضور انور علیہ الصلوٰۃ کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں نہ کہ آفتاب سے ادر قطرہ کو سمندر سے جو

نسبت ہے وہی یہاں متصور نہیں کہاں حادث اور کہاں ازلی مخلوق کی ذاتیں ذات و صفات کچھ تو ذکر ہی کیا علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے کرم ... کرنا ... شخص واسطے کرتے ہے" ۔

الحمد للہ الذی ھدینا لھٰذا ... کہ مولوی نعیم الدین کی طرح زبانوں کا پردہ فاش ہو کہ نصوص قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ کرام محدثین و مفسرین و مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ خصوصاً مولوی صاحب بریلوی سے جو کہ تمام مسلمات مولوی نعیم الدین کے ہیں تائید و حقانیت تقویۃ الایمان کماحقہ تمام و کمال واضح و آشکارا ہو گئی کہ سب کی موت باعث فنا و تغیر و زوال ہے مختصر یہ کہ خود مولوی نعیم الدین نے بحوالہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ انبیاء پر موت و فنا و تغیر کا طاری ہونا تسلیم کیا۔ قرآن و احادیث میں موت انبیاء پر الفاظ اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّهْلِكَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا اور کلما ھلك نبی خلفہ نبی وارد ہیں جن کی تشریح امام نووی رح نے فرمائی، اور اشعۃ اللمعات وغیرہ میں بحوالہ فتوح الغیب وغیرہ کلیۃً فنا عبدیت میں سب سے اکمل و خواص انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو بتایا۔ تفسیر فتح العزیز میں جسد اطہر کو کان لم یکن گشتہ کہا اور فتح الباری اور وفاء الوفاء، اور مدارج النبوۃ اور رد المحتار میں اعضاء شریفہ کا مٹی میں ملنا فرمایا۔ اور حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا فرمانا کہ انبیاء کے اجساد مطہر زمین کے نیچے خاک مذلت میں سوئے ہوئے ہیں۔ خصوصاً اقوال بریلویہ میں جسم تو کیا روح پر بھی اطلاق موت و فنا کا کیا گیا اور بحوالہ آیات و احادیث منھا خلقنٰکم الخ وغیرہ میں ہر وجود کا معدوم و فنا خاک میں مدفون ہونا خاک سے تعمیر مزار ہونا خاک سے تبدیل ہونا مٹی میں دفن ہونا صفات مخلوق کا فانی و ناقص ہونا حق تعالیٰ حی لایموت کے سامنے مخلوق کا نام لینا بھی وجود عدم میں نسبت دینا تھا کہ محض ہالک و لاشئ بتایا گیا، اور خود مولوی نعیم الدین نے جنت و نعمائے جنت کو جو مقام انبیاء و صالحین تجلی گاہ عزت ہے بحوالہ مثنوی مانند بت کے قرار دیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو علم الٰہی کے حضور بے ہستی و لاشے بتایا

پس ان تمام نصوص و اقوال مسلمہ مولوی نعیم الدین پر خوب غور و فکر کرکے تقویۃ الایمان سے ملاؤ۔ ع
آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ ع عباراتنا شتی وحسنك واحد۔

اگر کہا جاوے کہ یہ سب بیانات اوصاف حق تعالیٰ قادر و قیوم عالم و خبیر حی لایموت کی عزت و عظمت کے سامنے مقابلۃً ہیں۔ تو پھر ساری تقویۃ الایمان میں بھی بمقابلہ توحید والوہیت باری تعالیٰ عز شانہ ہی کے کہا گیا ہے نہ کہ بنفس کے مقابلہ میں کہ یہ کفر محض ہے اور وہ عین ایمان ہے مگر حیف صد حیف کہ مولوی نعیم الدین نے اپنی بد نصیبی سے مولانا شہید مرحوم پر محض عناداً ناحق الزام دے کر خود اپنی آخرت تباہ و برباد کی کہ م بے ادب محروم گشت از لطف رب۔

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہی حدیث ابن ماجہ صفحہ ۱۲۸ میں ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی

اللہ حی یرزق (عن ابی الدرداء) و الفاظ فنبی اللہ الخ میں احتمال مدرج ہونے کا ہے یعنی یہ کلام غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ چنانچہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۱ صفحہ ۵۰۹ میں شیخ محدث دہلوی فرماتے ہیں ایں تتمہ کلام آنحضرت یا قول ابی درداء است بعد از روایت حدیث۔ اور خود مولوی نعیم الدین کے شیخ حضرت مولوی صاحب بریلوی نے حیات الموات حاشیہ صفحہ ۱۱ اس کو صراحتاً ظاہر کیا ہے ان هذه القطعة محتملة الادراج جس کو محض تجاہل عارفانہ سے چھپایا گیا ہے ورنہ مشکوٰۃ ہی کے حوالہ پر

سلام واضح رہے کہ اس روایت کا ٹکڑا ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء تین ہی سندوں سے مروی ہے اور وہ تینوں سند [illegible]

اکتفا کیا جاتا کیونکہ اسی حدیث کے ساتھ ابن ماجہ میں یہی حدیث بروایت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ مروی ہے اس میں یہ مدرج الفاظ نہیں ہیں اسی لئے شیخ محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات ج ۱ صفحہ ۵۰۰ حدیث فصل ثانی اوس بن اوس میں فرمایا ہے۔ لکن ایں ست از حیات۔ اشارت ست بداں۔

ثانیاً الفاظ مدرجہ محتملہ کی توجیہہ اور تشریح میں دیگر احادیث صریح وارد ہیں کہ ارواح انبیاء علیہم السلام ملا اعلیٰ کے ساتھ بحیات برزخیہ وابستہ ہیں جو حیات شہداء سے اعلیٰ و ارفع فضیلت رکھتی ہے نہ بحال حیات دنیا اور اجسام طاہرہ ان کے بلا تغیر قبور میں چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۴ صفحہ ۴۸۹ میں بروایت سنن ابوداؤد مرقوم ہے۔

عن ابی هریرة رفعه ما من احد یسلم علی الا رد الله علی روحی حتی ارد علیه السلام ورواته ثقات۔	روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو درود و سلام بھیجے مجھ پر مگر کہ لوٹا دیتا ہے اللہ میری روح کو میرے اوپر یہاں تک کہ جواب سلام کا دیتا ہوں۔

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ ج ۲ صفحہ ۵۲۹ میں اور بالخصوص مولوی نعیم الدین کے شیخ بریلوی کی تصحیح المسائل صفحہ ۱۲۳ میں بھی سند یہ حدیث مرقوم ہے فتح الباری میں اس حدیث کے ساتھ مرقوم ہے۔

تنبیہ [illegible]

ان خروج الروح الی الجسم تقتضی انفصالہا ... مرجع کا لفظ ... انتقال ... منہ وھو الموت ۔ ... ہے اور اسی کو موت کہتے ہیں ۔

نیز فتح الباری پارہ ۱۵ صفحہ ۱۵۲ میں روایت مرقوم ہے

وفی حدیث ابی ھریرۃ عند البزار والحاکم انہ صلی ببیت المقدس مع الملائکۃ وانہ اتی ھناک بارواح الانبیاء فاثنوا علی اللہ اھ

حدیث ابوہریرہ میں بروایت بزار اور حاکم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں ملائکہ کے ساتھ نماز پڑھی اور وہاں ارواح انبیاء آئیں پس انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی ۔

نیز فتح الباری صفحہ ۱۵۲ میں اس حدیث کے متعدد طرق مرقوم ہیں

وفی حدیث ابی سعید عند البیھقی وفیہ فدخلت انا وجبریل بیت المقدس فصلی کل واحد منا رکعتین وفی روایۃ ابی عبیدۃ بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ نحوہ وزاد ثم دخلت المسجد فعرفت النبیین من بین قائم وراکع وساجد ثم اقیمت الصلوۃ فاممتہم وفی روایۃ یزید بن ابی مالک عن انس عند ابن ابی حاتم فلم البث الا یسیرا حتی اجتمع ناس کثیر ثم اذن مؤذن فاقیمت الصلوۃ فقمنا صفوفا ننتظر من یؤمنا فاخذ بیدی جبریل فقدمنی فصلیت بہم وفی حدیث ابن مسعود عند مسلم وحانت الصلوۃ فاممتہم وفی حدیث ابن عباس عند احمد فلما اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسجد الاقصی قام یصلی فاذا النبیون اجمعون یصلون معہ وحدیث عمر عند احمد ایضا انہ لما دخل بیت المقدس قال اصلی حیث صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتقدم الی القبلۃ فصلی اھ

ان سب روایات کا ماحصل یہ ہے کہ میں اور جبرائیل بیت المقدس میں داخل ہوئے ہم سب نے دو دو رکعتیں پڑھیں میں نے انبیاء کو قیام اور رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے پہچانا پھر تکبیر ہوئی تو میں امام ہوا جب لوگ بکثرت جمع ہوگئے تو اذان ہوئی پھر تکبیر ہوئی پھر ہم نے صفیں درست کیں تو انتظار رہا کون امامت کرادے تو میرا ہاتھ جبریل نے پکڑ کر آگے بڑھا دیا۔ تو میں نے انہیں نماز پڑھائی ۔پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ بیت المقدس میں پہنچے کھڑے ہوئے نماز پڑھی پھر انبیاء کے جمع ہونے پر ان کے ساتھ نماز پڑھی "پس پہلی روایت میں صراحتاً ذکر ارواح کا تھا بخلاف دیگر روایات کے اسی لئے فتح الباری میں قاضی عیاض وغیرہ سے دونوں احتمال منقول ہیں واما الذین صلوا معہ فی بیت المقدس فیحتمل الارواح خاصۃ ویحتمل الاجساد بارواحہا صاحب فتح الباری فرماتے ہیں

ان ارواحہم تشکلت بصور اجسادہم او احضرت اجسادہم لملاقاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلک اللیلۃ تشریفا لہ و تکریما اھ

... ان کی ارواح نے شکل ... اجسام ... یا ان کے اجسام ... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے حاضر کئے گئے اس شب ... آپ کی تعظیم و تکریم کے باعث ۔

نیز فتح الباری پارہ ۱۵ صفحہ ۲۵۱ میں مرقوم ہے ۔

وتکلم فی اختلف فی حال الانبیاء عند لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایاھم لیلۃ الاسراء ھل اسری باجسادھم لملاقاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلک اللیلۃ او ان ارواحہم مستقرۃ فی الاماکن التی لقیہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وارواحہم مشکلۃ بشکل اجسادہم کما جزم بہ ابو الوفاء ابن عقیل واختار الاول بعض شیوخنا واحتج بما ثبت فی مسلم عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت موسی لیلۃ اسری بی قائما یصلی فی قبرہ فدل علی انہ اسری بہ لما مر بہ (قلت) ولیس ذلک بلازم بل یجوز ان یکون لروحہ اتصال بجسدہ فی الارض

سوا اختلاف کیا گیا ہے انبیاء علیہم السلام کے حال میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے وقت شب معراج تھی کیا آپ ان کے جسموں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی یا ارواح ان کی مستقر اپنے مقامات میں تھیں بوقت ملاقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کی ارواح جسموں کی شکل میں تمیں جیسا کہ ابو الوفاء ابن عقیل نے کہا ہے اور صورت اولیٰ کو ہمارے بعض شیوخ نے اختیار کیا ہے اور حجت پکڑی ہے حدیث صحیح مسلم (ج ۲ صفحہ ۲۶۸) سے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھا میں نے موسیٰ علیہ السلام کو شب معراج میں کھڑے نماز میں اپنی قبر کے اندر پس یہ دلالت ہے کہ آپ ان کے پاس سے گزرے میں کہتا ہوں کہ یہ لازم نہیں بلکہ جائز ہے کہ روح کو اتصال جسد سے زمین میں بھی ہو جس کی وجہ سے نماز پڑھنا ... عذر میں پڑھ سکے ہیں ... استقرار ...

نیز فتح الباری پارہ ۶ صفحہ ۱۶۸ میں مرقوم ہے وان الانبیاء احیاء عند ربہم یرزقون فلا مانع ان یحجوا فی ھذہ الحال اھ اور پارہ ۱۳ صفحہ ۲۵۵ میں مرقوم ہے لان الانبیاء احیاء عند اللہ وان کانوا فی صورۃ الاموات بالنسبۃ الی اھل الدنیا وقد ثبت ذلک للشہداء ولا شک ان الانبیاء ارفع رتبۃ من الشہداء اھ ایضا صفحہ ۲۷۵ ان الانبیاء افضل من الشہداء والشہداء احیاء عند ربہم فکذلک الانبیاء اھ ایضا صفحہ ۲۷۹ ۔ وان الاخرۃ لا تدرک بالعقل واحوال البرزخ اشبہ باحوال الاخرۃ اھ نیز پارہ ۱۴ صفحہ ۱۸۳ میں مرقوم ہے ۔ وھذہ الحیوۃ لیست دنیویۃ وانما ھی اخرویۃ اھ نیز پارہ ... صفحہ ... میں مرقوم ہے کہ لانہ بعد موتہ وان کان حیا فہی حیاۃ اخرویۃ

لو کتب لہم الحیاۃ الدنیا فان اللہ اعلم اھ نیز اسی صفحہ میں مرقوم ہے۔ الانبیاء والشہداء فانہم احیاء عند ربہم اھ نیز صاحب فتح الباری تلخیص الحبیر ص۱۲۶ میں فرماتے ہیں۔ وقال البیہقی فی دلائل النبوۃ الانبیاء احیاء عند ربہم کالشہداء۔ وقال فی کتاب الاعتقاد والانبیاء بعد ما قبضوا ردت الیہم ارواحہم فہم احیاء عند ربہم کالشہداء

ان سب کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے رب تعالیٰ شانہ کے ہاں زندہ ہیں وہ رزق عطا فرمائے جاتے ہیں پس نہیں ہے اس میں کوئی امر مانع کہ حج کریں وہ اس حال میں اور یہی ثابت ہے شہداء کے لئے اور بیشک انبیاء بلند مرتبہ اور افضل درجہ میں ہیں شہداء سے اور شہداء کے لئے حیات ہے ان کے رب کے پاس تو اسی طرح انبیاء کے لئے ہے کیونکہ امور آخرت ادراک عقل سے باہر ہیں اور احوال برزخ مشابہ احوال آخرت کے ہیں۔ اور یہ حیات دنیوی نہیں بلکہ اخروی ہے کیونکہ بعد وفات کے ان کو جو حیات ہے تو یہ حیات اخروی ہے حیات دنیا کے مشابہ نہیں ہے واللہ اعلم۔ امام بیہقی رحمہ نے دلائل النبوۃ اور کتاب الاعتقاد میں لکھا ہے کہ انبیاء کے لئے حیات ان کے رب کے پاس ہے جس طرح شہداء کے لئے اور انبیاء کے لئے بعد وفات کے ان کی طرف ان کی ارواح لوٹا دی جاتی ہے پس ان کے لئے حیات ان کے رب کے پاس ہے جیسے شہداء کے لئے۔ علی ہذا امام نووی رحمہ شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۳۵ میں فرماتے ہیں۔ وقد ثبت فی حدیث الاسراء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم راٰہم بالانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین فی السموات وفی بیت المقدس وصلی بہم قال فلا یبعد ان اللہ تعالیٰ احیاہم کما جاء فی الشہداء

نیز مولوی نعیم الدین کے شیخ بدایونی کی تصحیح المسائل ص۱۲۱ میں بھی کتاب الاعتقاد کی عبارت مذکورہ استناداً مرقوم ہے۔ نیز تصحیح المسائل ص۱۳۰ میں بروایت بزار و طبرانی یہ الفاظ منقول ہیں۔

ارواح الانبیاء فی الرفیق الاعلیٰ ثبت بعد اللہ لا منافاۃ بین کون الروح فی العلیین او الجنۃ او السماء وان لہا بالبدن	یعنی ارواح انبیاء علیہم السلام رفیق اعلیٰ میں ہیں یہ بات ثابت ہو اس کے کلام میں کوئی امر منافی نہیں ہے کہ روح علیین یا جنت یا آسمان میں ہو اور اس کو بدن سے اتصال ہو"

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ کی مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۵۱ میں مرقوم ہے۔

فلازم نمی آید از بودن آن حقیقت حیات کہ باشد برصفتے کہ بود در دنیا بودہ ونہ مساحتیاج بطعام و شراب و غیر ذٰلک از صفات اجسام چنانکہ مشاہدہ میکنیم در دنیا بلکہ آنہا را در برزخ احکام دیگر باشد و احتیاج بطعام	معلوم نہیں ہوتا انبیاء کی حقیقی حیات ہونے سے کہ ہو وہ اس صفت کے کہ دنیا میں تھے اور نہ احتیاج کھانے پینے وغیرہ صفات اجسام کے جس طرح دیکھتے ہیں ہم مشاہدہ کرتے ہیں بلکہ ان کے لئے برزخ میں احکام دوسرے ہوتے ہیں اور احتیاج کھانے پینے وغیرہ

وشراب ایشاں را آں مرعلوی است و حالی ودا تجا بخلاف حالت ماشد اھ	کی ضرورت ہے اور حال ان کا بنسبت حالت کے دنیا کی بخلاف ہوتا ہے"

اور خود مولوی نعیم الدین کی مستند کتاب انوار ساطعہ میں فتاوی سراجیہ سے نقل کیا امامۃ النبی علیہ السلام لیلۃ المعراج لارواح الانبیاء علیہم السلام۔ ثابت ہوا کہ حضرت پیغمبر ... کی اپنے اپنے مقام سے سمٹ کر بیت المقدس میں حاضر ہو گئیں تھیں پھر یہ ارواح انبیاء آسمانوں پر ملیں تھے

علی ہذا تفسیر مظہری پ ۲ سورۂ بقرہ میں مرقوم ہے زیر تفسیر آیت بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

فذہب جماعۃ من العلماء الی ان ہذہ الحیوۃ مختص بالشہداء والحق عندی عدم اختصاصہا بہم بل حیوۃ الانبیاء اقوی منہم وفیہ تنبیہ علی ان حیوتہم لیست من جنس ما یحس کل احد و انما ہی امر لا یدرک بالعقل ولا بالحس بل بالوحی والفراسۃ الصحیحۃ المقتبسۃ من الوحی اھ	یعنی ہم نے کہا کہ مرے بلکہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں ایک جماعت علماء اس طرف گئی ہے کہ یہ حیات شہداء کے ساتھ مخصوص ہے اور حق میرے نزدیک شہداء کے لئے مخصوص نہ ہونا ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کی حیات شہداء کی حیات سے زیادہ قوی ہے اور اس میں تنبیہ ہے اس طرف کہ ان کی حیات اس قسم کی نہیں ہے جو ہر شخص محسوس کر سکے کیونکہ اس کا ادراک عقل اور محسوسات سے نہیں ہو سکتا بلکہ وحی یا فراست صحیحہ یا وحی سے ماخوذ ہوتا ہے"

نیز صاحب تفسیر مظہری جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ تذکرۃ الموتی والقبور ص۳۲ میں فرماتے ہیں

وشیخ ... در بحر الکلام گفتہ کہ ارواح انبیاء چوں از جسد بیروں می شوند بصورت شان از مشک و کافور با در بہشت باشند بخورند و بنوشند و تنعم فرمایند و شبانگاہ در قنادیل زیر عرش جا گیرند و ارواح شہداء در شکم پرندہ سبز بخورند و بنوشند و تنعم فرمایند و شبانگاہ در قنادیل زیر عرش باشند	یعنی ارواح انبیاء علیہم السلام بوقت باہر ہونے جسم کے بصورت مشک و کافور کے ہو جاتی ہیں اور جنت میں کھاتی پیتی عیش و عشرت فرماتی ہیں اور شب کو عرش کے نیچے قندیلوں میں رہتی ہیں اور ارواح شہداء سبز پرندوں کے پوٹوں میں کھاتی پیتی عیش فرماتی ہیں اور شب کو قندیلوں کے نیچے عرش کے رہتی ہیں"

نیز ص۴۵ میں فرماتے ہیں

انبیاء و شہداء را ہر چند ارواح در اعلیٰ علیین باشند لیکن علاقہ شان بہ بدن زیادہ باشد از انچہ دیگرا باشند و لہذا انبیاء را احیاء میگویند و چنیں	انبیاء اور شہداء کی ارواح ہر چند کہ اعلیٰ علیین میں ہوتی ہیں لیکن علاقہ ان کا بدن کے ساتھ زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے اسی وجہ سے ان کو زندہ کہتے ہیں

واضح ہے کہ فتح الباری میں بکثرت امام ابن قیم اور آپ کے شیخ امام الموحدین والمحدثین شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی تصانیف کا حسن تذکرہ و استناد مرقوم ہے کیونکہ امام ابن قیم صاحب فتح الباری کے استاذ الاستاذ ہیں نیز امام ابن کثیر نے فرمایا

میں نے اپنے زمانہ میں اہل علم میں سے کسی کو زیادہ عابد ابن قیم سے نہیں پایا دین میں ان کو درجۂ امامت حاصل تھا اور فرمایا امام جلال الدین سیوطی نے کہ ابن قیم نے تصنیف کیا کتابیں اور مناظرہ کیا لوگوں سے، اور اجتہاد کیا اور ہو گئے ائمہ کبار سے تفسیر و حدیث اور فروع و اصول اور کلام میں"

اور فرمایا ملا علی قاری کی نے جن کو مولوی نعیم الدین نے خزائن العرفان ص۲۲ میں علامہ فاضل فہامہ کامل رحمۃ اللہ الباری لکھا ہے کہ "امام ابن قیم اکابر اہل سنت والجماعت میں سے تھے" (شرح شمائل ترمذی)

اور رد المحتار ج ۱ ص ۲۵ میں جو نہایت مقبول و مستند مولوی نعیم الدین ہے مرقوم ہے وفی کتاب الروح للحافظ ابی عبداللہ الدمشقی الحنبلی الشہیر بابن قیم الجوزیۃ علاوہ ازیں بکثرت مقامات رد المحتار میں امام ابن قیم اور آپ کے استاد و رفیق زندان امام ابن تیمیہ رحمہما اللہ کا حسن تذکرہ مذکور ہے چنانچہ جلد اول ص ۳۹ میں مرقوم ہے۔ قال الحافظ ابن تیمیۃ الحنبلی اور ج ۳ ص ۲۷ میں مرقوم ہے شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحنبلی اور ص ۲۹ میں مرقوم ہے شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیۃ الحنبلی۔

الحاصل صاحب فتح الباری شرح صحیح بخاری اور آپ کے اساتذہ کرام امام ابن قیم اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ کی جلالت قدر خاص کر شراح محدثین میں بوجہ تنقید و تحقیق حفظ و مراتب احادیث کے بفضلہ تعالیٰ جو رتبہ ان کو حاصل تھا اہل علم پر مخفی نہیں جن کی توصیف و شان میں مسلمہ مولوی نعیم الدین کے اقوال مذکور ہوئے۔ اور خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص ۱۱ میں آپ کی نسبت لکھا ہے کہ

جو کچھ حاکم دار اس پر جو حجیت شیخ الاسلام قاضی القضاۃ امام الحفاظ الرواۃ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری" الخ

اور مولوی صاحب بریلوی نے تجلی الیقین ص ۲۶ تا ۲۸ متعدد صفحات پر لکھا

"امام الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی" "جبل الحفظ امام عسقلانی" "امام علامہ سید الحفاظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ" "امام خاتم الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی"

سو یہ بطور اتمام حجت فتح الباری کے ارشادات نقل ہوئے۔ اگرچہ مولوی نعیم الدین کی یہ تعریف و توصیف محض منافقانہ ظاہرداری ہے۔ کیونکہ شیوہ مولوی نعیم الدین کا ہے کہ باوجودیکہ ان کے مسلمہ اکابر امام ابن قیم و ابن تیمیہ رحمہما اللہ کو شیخ الاسلام حافظ الحدیث مجتہد امام دین فرما دیں لیکن خود ان کے ناخلف مولوی نعیم الدین اپنے رسالہ سواد اعظم صفر ۱۳۴۹ھ ج ۲ ص ۱۸ میں الفاظ شنیعہ

ملحد بے دین و غیرہ و غیرہ اپنی گستاخانہ بے باکانہ گندی زبان و قلم چلاوے جو ہمیشہ معتمد مین ضالین کا ہے۔ اگر وہ ان کے بقول ملحد و بے دین تھے تو ان کو شیخ الاسلام امام دین لکھنے والے مولوی نعیم الدین کے نزدیک معاذ اللہ کس جرم کے مرتکب ٹھہرتے ہیں۔ فی الواقع یہ تمام نتائج بد مآل عناد توحید و سنت و عداوت اہل اللہ اور فرکیات و بدعات کے باعث ہیں جن کو حضور ساسلہ انا شہید مرحوم پڑھ حال کر تمام ائمہ دین کے ساتھ بغض نکالا جاتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد | میلش اندر طعنۂ پاکان برد!

اس مقام پر خصوصاً اصحاب علمائے دیوبند سے سخت لغزش سرزد ہوئی جس کا ازالہ لازم ہے جیسا کہ انہوں نے تنبیہ المنہد ص ۶ میں لکھا ہے "ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلوی ثم المکی مہاجر نے بھی لکھا ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو الخ"

لہٰذا خصوصاً برزخ ان کے ازالہ و توہم کے حضرت سرچشمہ اساتذہ محدثین مولانا المشہور فی الآفاق مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی رحمہ مہاجر بیت اللہ الحرام نور اللہ مرقدہ نواسہ و جانشین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ کا ارشاد فیض بنیاد بمنزلہ مہر خاتم زیب رقم ہے آپ اپنے مشہور فتاویٰ مطبوعہ مسائل اربعین ص۱۸ بجواب سؤال کتریز فرماتے ہیں

وحال آنکہ حیات آنجا مماثل حیات دنیا نیست	حالانکہ وہاں اس جگہ کی حیات دنیا کے مثل نہیں ہے بلکہ احکام حیات
بلکہ احکام حیات دنیا دیگر ست و احکام حیات	دنیا دوسرے ہیں اور احکام حیات اس جگہ کے دوسرے اور تنہا
آنجا دیگر بنا بر آن این استمداد درست نے	پر یہ استمداد جائز استمداد و استعانت کا انبیاء علیہم السلام
آید رحق آنست کہ انکار فقہاء عام ست از	درست نہیں آتا ہے اور حق وہ ہے کہ انکار فقہا کا عام ہے
آنکہ استمداد از قبور انبیاء کنند یا از قبور غیر انبیا	خواہ استمداد و استعانت قبور انبیاء سے کریں یا قبور اولیاء کے غیر
ہمہ جائز نیست۔	سے بالکل جائز نہیں ہے"

نیز فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۸ میں ہے۔

"بعض کہتے ہیں کہ سنت ہے ... طرح دعا کرنا ثابت نہیں ہے بلا وجہ ... سے اس مسئلہ کا پہلی تحریرات ... بھی لکھا ہے ... مسائل مولانا محمد اسحٰق مرحوم مولوی کو دیکھئے ... [illegible]"

[illegible]

[illegible]

علاوہ ازیں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے سلم الاخرار حفظ الایمان صفحہ ۶ میں فرماتے ہیں

کہ آپ شیخ العلماء والاسلام [illegible] حیات ہر ذریعہ کے ساتھ ترتیب لکھتے ہیں [illegible] حضرات انبیاء [illegible]

ان جناب اور بندے سے امید کی جاتی ہے کہ اپنے اکابر و اساتذہ کرام کے ارشادات میں غور کر کے دلائل صحیحہ راجحہ کے

سامنے اپنے اقوال سے رجوع فرماویں گے ۔ وما علینا الا البلاغ

مولوی نعیم الدین کو اس خاندان عالیہ عزیزیہ سے بوجہ اشاعت توحید و سنت و اماتت رسومات

شرک و بدعت کے قلبی بغض و غضب اور عناد ہے چنانچہ فرائد النور صفحہ ۱۲ میں لکھنو مولوی اسحٰق صاحب کیسے ہی

بزرگ ہوں جب آپ کا مقصم انہیں اتنا ہی نہیں بجز ان کا ایمان کی کتاب کا حوالہ دینا فضول ہے " بیشک اسی سے

[illegible] حملہ حوالے سلسلہ سنت و مولوی نعیم الدین نقل ہوئے ہیں جو مدعی لاکو بھاری ہے گواہی تیری

چنانچہ کتاب انوار ساطعہ جس کو اپنے مطبع نعیمی مرادآباد میں نہایت توصیف و مدح کے ساتھ چھاپ کر شائع

کیا اور سواد اعظم ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ میں لکھا کہ انوار ساطعہ وہ کتاب ہے جس نے دیوبندیوں کی گندی عقلوں کو خاک

میں ملا دیا اور وہابیہ کو عاجز کر دیا ۔ تم اس کے صفحہ ۱۲۳ وغیرہ میں مرقوم ہے ۔ مولانا عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ

علیہ کے شاگرد و جانشین اور خاص نواسہ مشہور آفاق جناب مولانا محمد اسحٰق صاحب مرحوم " حضرت مولینا "

آنحضرت کو تفصیلات مستقبلہ کے معلوم نہ ہونے کی بحث

قولہ صفحہ ۲۵۳ - ۲۵۴ اور عبارت دیکھئے لکھتا ہے جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ

قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا تقویۃ الایمان

ص ۳۱ دیکھئے کیسی بے ادبی و گستاخی ہے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کیسا عناد و عداوت ہے قرآن پاک سے تو معلوم

ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کو اپنا حال بھی معلوم تھا وللاخرۃ خیر لک من الاولی اور متقیوں کا بھی ولسوف

یعطیک ربک فترضی اور کفار کا بھی اولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون عشرہ مبشرہ اور

بہت اصحاب و اہلبیت کے جنتی ہونے کی خبر دی ۔ انا سید ولد آدم و اول من ینشق عنہ القبر

و اول شافع و اول مشفع وغیرہ ھم بدنصیب بد اندیش نے سب کو چھپایا بلکہ جھٹلایا اور لکھ دیا

کہ انبیاء اولیاء آخرت کا حال نہ اپنا معلوم رکھتے ہیں [illegible] خاتمہ اور نجات کی بھی خبر نہیں ۔ معاذ اللہ یہی مشرکین

عرب نے بھی کہا تھا اور تفسیر [illegible] خازن جلد ۴ صفحہ ۱۳۶ میں ہے ۔ لما نزلت ھذہ الایۃ فرح المشرکون

وقالوا واللات والعزی ما امرنا و امر محمد عند اللہ الا واحد وما لہ علینا من مزیۃ و فضل ولو

لا انہ ابتدع ما یقولہ من ذات نفسہ لاخبرہ الذی بعثہ بما یفعل بہ عجب آیت ما کنت بدعا الایۃ

نازل ہوئی تو مشرکین خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حال ہے انہیں ہم پر

کچھ فضیلت نہیں اگر قرآن انہوں نے خود نہ بنایا ہوتا تو ان کا مبعث ان کو ضرور خبر دیتا کہ ان کے ساتھ کیا ہو گا اس پر

اللہ تعالیٰ نے آیۃ لیغفر لک اللہ الآیۃ نازل فرما کر ان کا رد کر دیا صاحب تقویۃ الایمان انہیں مشرکین

کا اتباع کر رہا ہے جو حدیث اس نے نقل کی اس میں لفظ ما یفعل بی وہم راوی ہے عمدۃ القاری جلد ۸ صفحہ ۱۹۹ میں ہے

قال الداؤدی ما یفعل بی وھم والصواب ما یفعل بہ حدیث لکھی اور یہ غیر نبی کی [illegible] بلفظ

استدلال کرتا ہے وہ وہم و غلط ہے چنانچہ امام بخاری نے اس کے بعد نافع بن یزید سے بروایت عقیل ما یفعل

بہ نقل کیا ۔ فتح الباری جز خامس صفحہ ۲۲۲ میں ہے فی روایۃ الکشمیہنی بی وھو غلط منہ والمحفوظ فی روایۃ

اللیث ھذا ولذلک عقبہ المصنف بروایۃ نافع بن یزید عن عقیل التی لفظھا ما یفعل بہ

یہ تو حدیث دانی کا حال ہے کہ روایت کے جس لفظ سے استدلال ہے وہ وہم راوی ہے اور آپ کو خبر

نہیں اب فہم معنی کا کمال دیکھئے ۔ کہ روایت و علم میں تمیز نہیں اتنا بھی شعور نہیں کہ روایت کے معنی ہیں ادراک

العقل یا بقیاس یعنی اندازے اور اٹکل سے جاننا اسی سے یہ لفظ شان الٰہی میں نہیں بولا جاتا اور علم الٰہی کو

روایت نہیں کہا جاتا ۔ ام العلاء نے بقسم کہا کہ اے عثمان تمہیں جنت مبارک یقیناً تمہاری عاقبت بخیر ہے ۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک غیبی بات پر جزم و یقین کے ساتھ حکم کرنا اور ارشاد نبوی

منتظر نہ رہنا مقتضائے کمال ادب نہ تھا اس لئے حضور نے زجراً ارشاد فرمایا واللہ ما ادری ۔ [illegible]

مراد یہ ہے کہ یہ امور اندازے اور اٹکل سے جاننے کے نہیں ہیں جب تک خداوند تعالیٰ کی طرف سے

خبر نہ دی جائے خاموش رہنا چاہئے ۔ عینی شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۸ میں ہے فان قلت ھذا ایضاً یعارض

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث جابر رضی اللہ عنہ ما زالت الملائکۃ تظلہ باجنحتہا

حتی رفعتموہ قلت لا تعارض فی ذلک لانہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینطق عن الھوی فانکر علی

ام العلاء قطعھا علی عثمان اذ لم تعلم ھی امرہ شیئا وفی حدیث جابر قال ما علمہ بطریق

الوحی اذ لا یقطع علی مثل ھذا الا بوحی حاصلہ ان ما قالہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبار من لا

ینطق عن الھوی و ذلک کلام ام العلاء لیس بالسواء ۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۷۴ میں حدیث

ام العلاء کی شرح میں فرماتے ہیں و در حقیقت مضمون ایں زجر و منع ست از طریق مبالغہ بر سوء ادب در

حضرت نبوت و حکم بر غیب و جزم بدان ۔ اسی کتاب میں حدیث کے ترجمہ کے بعد لکھتے ہیں و ایں در باب

انبیاء و رسل خصوصاً در حق سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ و علیہم منفی ست بدلائل قطعیہ و دلالت

دارد بر جزم و یقین بحسن عاقبت ایشاں ۔ معاذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ اور اپنی عاقبت کا حال معلوم نہیں

یہ ناپاک مضمون صاحب تقویۃ الایمان نے اپنی عناد سے تمام مفسرین و محدثین کے خلاف لکھ کر حضور کی توہین [illegible]

کی والعیاذ باللہ تعالیٰ اھ ملخصاً بلفظہ

اقول واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ مولوی نعیم الدین کا اپنی فریب کاری دھوکہ دہی سے حدیث واللہ ما ادری الخ کے رد میں محض تقویۃ الایمان کے فائدہ کو کاٹ چھانٹ کر کے کو بار بار استعمال دکھانا ہے جو کمال دلیل عجز و سینہ زوری ہے۔ حالانکہ ص۱۹۳ کے جواب میں تفصیلی تمام شافی وکافی مدلل و مسکت و دندان شکن مسلم طور پر گذر چکا جس سے ساری کذب بیانی اور بہتان بندی نذر خاک ہو گئی۔ کہ باوجود اجمالاً علم قطعی یقینی حسب نصوص قرآن و احادیث بوعدہ حق تعالیٰ کے حضرات انبیاء علیہم السلام خاص کر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام عشرہ مبشرہ وغیرہم رضی اللہ عنہم منقول ہیں مگر تفصیلی حالات و واقعات کی حقیقت ذرہ ذرہ کا علم بجز حق تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے چنانچہ جس طرح یہ مضمون تقویۃ الایمان کے پورے فائدہ میں مرقوم ہے اس کو مولوی نے ... بہ اپنی بددیانتی خباثت باطنی سے چھپا کر لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل پیرا ہوا ہے جو یہ ہے۔

ف یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی کہ فلانے کا انجام بخیر ہے یا برا سو وہ بات مجمل ہے اور اس سے زیادہ معلوم کر لینا اور اس کی تفصیل دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے۔ (تقویۃ الایمان فصل اشراک فی العلم کی آخری حدیث)

اسی طرح مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص۱۵۰ سے منقول ہو چکا یعنی ظاہر اس حدیث سے یہ ہے کہ عاقبت انبیاء علیہم السلام کی مبہم ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کیا ہوگا اور کیا کام کرے گا اور یہ در بارہ انبیاء اور رسولوں خصوصاً سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم کے حق میں نفی کیا گیا ہے بدلائل قطعیہ کہ دلالت رکھتی ہیں اوپر جزم اور یقین ان کے حسن عاقبت پر۔ پس مراد عدم دریافت احوال عاقبت کا ہے کیا دنیا اور کیا عقبیٰ میں تفصیل کیونکہ علم احوال غیب کا تفصیل سوائے پروردگار تعالیٰ شانہ کے کسی کو نہیں ہوتا ہے اگرچہ مجملاً معلوم ہے کہ عاقبت انبیاء علیہم السلام بخیر ہے۔

دیکھئے پوری عبارت اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ سے علم احوال آخرت کا تفصیلی نہ ہونا اور حسن عاقبت کا اجمالی ہونا ثابت ہوتا ہے جس کو جناب مؤلف نے بددیانتی و خیانت سے کاٹ چھانٹ کر نقل کیا ہے۔ ایسے ہی تفسیر جلالین اور تفسیر جامع البیان اور تفسیر فتح العزیز اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور فتح الباری شرح صحیح بخاری اور موضوعات کبیر ملا علی قاری وغیرہ کتب معتبرہ مسلمہ مولوی نعیم الدین

اوپر ایک جگہ مفصل گذر چکا ہے۔ ناظرین کرام ان تمام تاویلات مشرح تقویۃ الایمان کو فائدہ تقویۃ الایمان سے ملا دیکھیں گے تو حقیقت حال کھل کر سامنے آ جائے گی ان شاء اللہ

اب رہا یہ امر کہ حدیث میں لفظ ما یفعل بی بوہم راوی ہے اور صواب ما یفعل بہ ہے جو عمدۃ القاری سے بقول داؤدی نقل کیا محض خلاف دیانت ہے۔ اس لئے خود امام بخاری رح نے ہر دو لفظ بی اور بہ کی متابعات موصولاً صحیح بخاری ہی میں روایت فرمائیں تو پھر یہ احتمال کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ درست یہی ہے کہ ما یفعل بی کے ہمراہ دوسری روایت ما یفعل بہ بطریق دیگر رواۃ بھی اپنے معنی میں صحیح ہی بہرحال دونوں لفظ بتاتے علم قطعی میں نفی صریح ہیں جس میں مخالف کو لب کشائی کی گنجائش نہیں ہے جس طرح ایک ہی حدیث میں دونوں کو جمع فرمایا ما یفعل بی ولا بکم

پس مولوی نعیم الدین کی بددیانتی قابل غور ہے کہ فتح الباری جزء خامس ص۱۲۶ سے خود ہی نقل تو کیا لیکن اس کا ترجمہ نہیں کیا فی روایۃ الکشمیہنی بہ وھو غلط منہ فان المحفوظ فی روایۃ اللیث ھذا ولذلک عقبہ المصنف بروایۃ نافع بن یزید عن عقیل التی لفظہا ما یفعل بہ حالانکہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ قولہ ما یفعل بی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں کیا معاملہ ہوگا مجھ سے کشمیہنی کی روایت میں بجائے بی کے بہ واقع ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ ہے نہیں جانتا میں اس عثمان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ لیکن وہ لفظ اس جگہ پر درست نہیں کیونکہ لیث کی روایت میں یہی بی کا لفظ محفوظ ہے اور اسی واسطے مصنف یعنی امام بخاری رح نے اس کے بعد نافع بن یزید کی اس روایت کو ذکر کیا ہے جو انہوں نے عقیل سے کی ہے۔ اور جس میں ما یفعل بہ کا لفظ ہے۔ بلا ذکر لیث کے ایسے ہی امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج ۲ مطبوعہ لکھنؤ کانپور ص۳۰ میں صاحب فتح الباری سے ناقل ہیں کہ وذکر عن الکشمیہنی ما یفعل بہ ای بعثمان قال فی الفتح وھو غلط منہ فان المحفوظ فی روایۃ اللیث ھذا ولذا عقبہ المصنف بروایۃ نافع بن یزید عن عقیل التی لفظہا ما یفعل بہ انتہی

ناظرین نے ملاحظہ فرمایا کہ عبارت فتح الباری سے مولوی نعیم الدین نے بغرض مغالطہ دہی لفظ ما یفعل بی کو وہم و غلط بتایا۔ حالانکہ اس میں بروایت لیث ما یفعل بی کو محفوظ اور اس کے مقابلہ میں اس میں لفظ ما یفعل بہ کو غلط فرمایا۔ لہٰذا اولاً اصل الفاظ مع اسناد حدیث صحیح بخاری جزء خامس ص۱۲۶ مع اس کے تمام طرق و متابعات پر غور فرمائیں حدثنا یحییٰ بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب قال اخبرنی خارجۃ بن زید بن ثابت (الی) واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی واللہ تم اللہ کی قسم نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ کیا معاملہ کیا جاوے گا میرے ساتھ۔ حدثنا

سعید بن عفیر قال حدثنا اللیث مثلہ وقال نافع بن یزید عن عقیل مایفعل بہ تابعہ شعیب وعمرو بن دینار ومعمر

ایضاً صحیح بخاری پارہ ۱۰ ص۳۶۵ اواخر کتاب الشہادات میں روایت ہے۔ حدثنا ابوالیمان انا شعیب عن الزہری حدثنی خارجۃ بن زید الانصاری۔ واللہ ما ادری وانا رسول اللہ مایفعل بہ

ایضاً صحیح بخاری پارہ ۱۵ ص۵۶۲ باب ہجرت میں روایت ہے حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل قال حدثنا ابراہیم بن سعد قال اخبرنا ابن شہاب عن خارجۃ بن زید بن ثابت ما ادری واللہ وانا رسول اللہ ﷺ مایفعل بی

ایضاً صحیح بخاری پارہ ۲۸ ص۱۰۴۱ باب الرؤیا بالنہار میں روایت ہے حدثنا سعید بن عفیر قال حدثنی اللیث قال حدثنی عقیل عن ابن شہاب قال اخبرنی خارجۃ بن زید بن ثابت وواللہ ما ادری وانا رسول اللہ ماذا یفعل بی۔ حدثنا ابوالیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری بہذا وقال ما ادری ما یفعل بہ۔ ایضاً ص۱۰۴۲ باب العین الجاریۃ فی المنام میں روایت ہے۔ حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد اللہ (بن المبارک) قال اخبرنا معمر عن الزہری عن خارجۃ بن زید بن ثابت۔ واللہ ما ادری وانا رسول اللہ مایفعل بی ولا بکم

حدیث مذکور کی تین روایات میں لفظ مایفعل بی واقع ہے اور دو میں مایفعل بہ جن کی تفصیل متابعات فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۵ ص۲۶۷ میں مرقوم ہے جو یہ ہے

درروایۃ نافع المذکورۃ وصلہا الاسماعیلی واما متابعۃ شعیب فستاتی فی اواخر الشہادات موصولۃ واما متابعۃ عمرو بن دینار فوصلہا ابن ابی عمر فی مسندہ عن ابن عیینۃ عنہ واما متابعۃ معمر فوصلہا المصنف فی التعبیر من طریق ابن المبارک عنہ وقد وصلہا عبد الرزاق عن معمر ایضاً ورویناہا فی مسند عبد بن حمید قال اخبرنا عبد الرزاق ولفظہ فواللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم وانما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک موافقۃ لقولہ تعالیٰ فی سورۃ الاحقاف قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم وکان ذلک قبل نزول قولہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر لان الاحقاف مکیۃ وسورۃ الفتح مدنیۃ بلا خلاف فیہما وقد ثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انا اول من یدخل الجنۃ وغیر ذلک من الاخبار الصریحۃ فی معناہ فیحتمل ان یحمل الاثبات فی ذلک علی العلم المجمل والنفی علی الاحاطۃ من حیث التفصیل اھ

پس منجملہ متابعات کے روایت عبدالرزاق جو شیخ مشائخ امام بخاری ہیں۔ اور امام بخاری نے بالواسطہ ان سے روایت کی ہے۔ صاحب فتح الباری فرماتے ہیں:

ملکہ دیکھا ہم نے مسند عبد بن حمید میں کہا خبر دی ہمیں عبدالرزاق نے اور لفظ ان کے یہ ہیں پس قسم اللہ کی میں نہیں جانتا اور اللہ کا رسول ہوں کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے اور یہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موافق فرمانے اللہ تعالیٰ کے ہے سورہ احقاف میں کہہ دو میں کچھ نیا رسول نہیں اور میں نہیں جانتا کیا معاملہ کیا جاوے گا مجھ سے اور کیا معاملہ کیا جاوے گا تم سے اور تھا یہ قبل نازل ہونے قول اللہ تعالیٰ کے ہم نے فتح دی تجھے فتح ظاہر تاکہ معاف کرے اللہ تجھ سے جو پہلے ہوئے گناہ، اور جو پیچھے کیونکہ احقاف مکیہ ہے اور سورہ فتح مدنیہ بلا اختلاف کے دونوں میں اور بے شک ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اول ہوں گا ان میں جو داخل ہوں گے جنت میں وغیرہ احادیث صریحہ کے جو اسی معنی میں ہیں۔ پس محتمل ہے کہ محمول کیا جاوے ثابت ہونے کو علم اجمالی پر اور نفی کو اپنا احاطہ تفصیلی کے ۔"

اور یہی الفاظ واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم علامہ زرقانی نے شرح مواہب ج ۲ ص ۲۲۷ میں فرمائے ہیں جو مولوی قیم الدین کے بھی معتمد علیہ ہیں اور اسی روایت مایفعل بی کو مشکوۃ ص۵۲۶ میں نقل فرمایا گیا

واللہ لا ادری واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم ۔	قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا میں قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا میں حالانکہ میں رسول اللہ کا ہوں کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا معاملہ ہوگا تم سے ۔"

اور لفظ مایفعل بہ کو کیونکہ نفی علم غیب میں کلیۃً یہی وفق اندھے ہے۔ جو تقویۃ الایمان میں بحوالہ مشکوۃ مرقوم ہے اور اس کا ترجمہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۴ ص۲۵۰ میں یہ کیا۔

آنحضرت گفت فرمود بخدا سوگند ندانم یا علم بخدا سوگند نمی دانم یا من و حال آنکہ من پیغمبر خدایم کہ چہ کردہ میشود بمن ونہ در می یابم کہ چہ کردہ میشود بشما۔	کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم خدا کی نہیں جانتا ہوں میں قسم خدا کی نہیں جانتا ہوں میں حالانکہ میں پیغمبر خدا کا ہوں کہ کیا کیا جاوے گا میرے ساتھ اور نہیں جانتا ہوں میں کہ کیا کیا جاوے گا تمہارے ساتھ ۔"

واضح رہے کہ حدیث زیر بحث میں مشکوۃ کے بعض نسخوں میں لفظ واللہ لا ادری مکرر ہے اور بعض میں نہیں چنانچہ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۵ ص۱۰۶ میں فرماتے ہیں وفی نسخۃ واللہ لا ادری مکررا [illegible]

فالتھار یکون نفیا للدرایۃ المفصلۃ دون المجملۃ قلت ھذا ھو الصحیح والحاصل انہ یرید نفی علم الغیب عن نفسہ وانہ لیس یطلع علی المکنون	ترجمہ: پس اسی میں نفی درایت تفصیل کی ہوگی نہ کہ نفی درایت اجمالی کی میں کہتا ہوں یہ صحیح ہے اور حاصل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس ذات مبارک سے نفی علم غیب کی ارادہ کی اور یہ کہ آپ مطلع نہیں ہیں"

اور یہی مولانا شاہ عبدالحق محدث سے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۵۵۸ میں منقول ہوا اور یہی تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۲۹۶ میں مرقوم ہے

وما ادری ما یفعل بی ولا بکم فی الدارین علی التفصیل اذ لا علم لی بالغیب۔ — "نہیں جانتا میں کہ مجھ سے کیا معاملہ ہوگا اور تم سے کیا معاملہ ہوگا دارین میں تفصیل کے ساتھ جس حالت میں کہ مجھے علم غیب نہیں ہے"

اور اسی طرح کمالین حاشیہ جلالین ص ۴۲۲ میں منقول ہے ای لا ادری حالی وحالکم علی التفصیل ای لا ادعی علم الغیب اور تفسیر جامع البیان برحاشیہ جلالین ص ۴۲۳ میں مرقوم ہے۔

ای لا ادری حالی وحالکم فی الدارین علی التفصیل — "نہیں جانتا میں حال اپنا اور حال تمہارا دارین میں تفصیل کے ساتھ یعنی نہیں دعویٰ کرتا میں علم غیب کا"

اور یہی حاصل عبارت عمدۃ القاری منقولہ مولوی نعیم الدین کا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر فرشتوں کے سایہ کر لینے کی بشارت بذریعہ وحی تھی اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے بارہ میں حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا سے فرمانا واللہ ما ادری (قسم اللہ کی میں نہیں جانتا) بوجہ عدم ورود وحی عدم علم کے تھا فلا منافاۃ علی ہذا اور صورت اطلاع فرمائے جانے بذریعہ وحی کے ما ادری کا فرمانا بکثرت قرآن پاک اور احادیث میں صراحۃً عدم علم قطعی الثبوت قطعی الدلالات سے ثابت ہے چنانچہ پارہ ۲۱ سورہ لقمان میں ہے وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اور پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ میں ہے وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیْبٌ۔ مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ اور پارہ ۳۰ سورہ انفطار میں ہے وَمَا اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ۔ ثُمَّ مَا اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ اور سورہ مطففین میں ہے وَمَا اَدْرٰکَ مَا سِجِّیْنٌ وَمَا اَدْرٰکَ مَا عِلِّیُّوْنَ اور سورہ طارق میں ہے۔ وَمَا اَدْرٰکَ مَا الطَّارِقُ اور سورہ قدر میں ہے وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ اور سورہ قارعہ میں ہے وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْقَارِعَۃُ، وَمَا اَدْرٰکَ مَا ہِیَہْ اور سورہ ہمزہ میں ہے وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْحُطَمَۃُ۔ یہ تراجم شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مسلمہ مولوی نعیم الدین کے بجواب ص ۱۹۲ میں مرقوم ہو چکے ہیں وعلی ہذا احادیث میں بھی چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۵ میں ص ۱۸۴ میں ہے جب قبر میں کافر و منافق سے سوال ہوگا تو کہے گا۔ لا ادری اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں حق تعالیٰ کی طرف سے سوال کئے گئے تو جواب میں کہا گیا لا ادری (فانہ ملا ثلاثا) مشکوٰۃ ص ۶۹ اور صحیح بخاری پارہ ۱۲ ص ۶۱۸ میں روایت ہے کہ قبیلہ ہوازن کے لوگوں سے شانہ گفتگو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انا لا ندری من اذن منکم فی ذلک [illegible] — "ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کس نے [illegible] اجازت دی"

نیز صحیح بخاری پارہ ۲۴ ص ۹۶۵ میں روایت ہے کہ جب قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہو جاویں گے اور سب سے اول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ ہوگا۔ تو آپ موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا پایہ پکڑے دیکھیں گے تو فرمایا فلا ادری (پس میں نہیں جانتا کہ ان کو افاقہ مجھ سے پہلے ہو گیا یا انہیں طور کی بیہوشی کا بدلہ دیا گیا) وغیرہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص ۴۸۶ میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لا ادری ذو القرنین کان نبیا اولا — "میں نہیں جانتا ذو القرنین نبی تھے یا نہیں"

اور صحیح بخاری پارہ ۲۷ ص ۱۰ اور ص ۲۱۵ میں روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت میں میرے پاس کتنے ہی لوگ آویں گے جن کو میں پہچانوں گا۔ اور وہ مجھے پہچانیں گے پھر میرے اور ان کے درمیان میں پردہ ہو جاوے گا تو اللہ فرماوے گا

انک لا تدری ما احدثوا بعدک — "تجھے نہیں معلوم کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا نئے حکم نکالے تھے"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۹ ص ۴۲۶ میں روایت ہے

ان الخضر قال لموسیٰ اتدری ما یقول ہذا الطائر قال لا — "خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تم جانتے ہو کیا کہتا ہے یہ پرندہ فرمایا نہیں"

ایضاً ص ۲۵۵ میں روایت ہے

سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای البقاع احب الی اللہ وایہا ابغض الی اللہ قال ما ادری حتی اسئل فنزل جبرئیل۔ — "سوال کیا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کونسی جگہ پسند ہے اللہ کے نزدیک اور کونسی ناپسند ہے اللہ کے نزدیک فرمایا میں نہیں جانتا جب تک کہ سوال کروں پس نازل ہوئے جبرئیل علیہ السلام"

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۳۰ ص ۴۱۲ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی تو منافقوں نے کہا کہ محمد گمان کرتے ہیں کہ نبی ہیں اور آسمان کی خبر دیتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ اونٹنی کہاں ہے تو فرمایا۔

انی واللہ لا اعلم الا ما علمنی اللہ تعالیٰ — "قسم خدا کی میں نہیں جانتا مگر جو مجھ کو اطلاع فرماتا ہے اللہ تعالیٰ"

موطا امام مالک مع شرح مصفیٰ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ج ۱ ص [illegible] میں روایت ہے [illegible] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فان احدکم لا یدری [illegible] — "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] نہیں جانتا"

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ج [illegible] ص [illegible] میں فرماتے ہیں

حضرت آدم را است سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جبرئیل ما افضل الاوقات فقال لا ادری — حدیث میں آتا ہے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے کہ افضل اوقات کون سا ہے جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا میں نہیں جانتا۔

صحیح بخاری پارہ ۱۰ ص۹۶۵ میں قول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں روایت ہے

واللہ ما ادری ما اقول لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — میں نہیں جانتا قسم اللہ کی کیا کہوں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

نیز حضرت ام المؤمنین والدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے قول میں روایت ہے

واللہ ما ادری ما اقول لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — قسم اللہ کی میں نہیں جانتی کیا جواب دوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

علی ہذا حضرت صحابہ و تابعین وغیرہم کے کلام میں بکثرت تمام لا ادری وارد ہے چنانچہ ملا علی قاری رح شرح فقہ اکبر ص۱۸۸ میں نقل فرماتے ہیں

وقد سئل علی رضی اللہ عنہ عن مسئلۃ فقال لا ادری وھو علی المنبر فقیل لہ کیف تطلع فوق ھذا المقام الانور وتقول لا ادری فی جواب السؤال الاظہر فقال فی صعدت بقدر علمی بالاشباہ وقد وقع لابی یوسف مثل ھذا السؤال — اور تحقیق سوال کیا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ کا تو فرمایا میں نہیں جانتا اور وہ منبر پر تھے تو عرض کیا گیا آپ کیونکر چڑھتے ہیں اس مقام پر اور کہتے ہیں میں نہیں جانتا اس سوال کے جواب میں تو فرمایا میں چڑھا ہوں بقدر اپنے علم کے منبر بلند پر اور تحقیق واقع ہوا ابو یوسف سے مثل ایسے ہی سوال کے۔

نیز مؤطا امام مالک مع شرح مصفے شاہ ولی اللہ ص۱۲۲ میں روایت ہے ابو ایوب انصاری سے

یقول واللہ ما ادری میگفت قسم بخدا نمی دانم کہ چگونہ کار کنم — ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے تھے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ کیا کام کروں گا میں۔

ایضاً ص۱۲۷ عن واسع بن حبان قال قلت لا ادری واللہ گفت واسع گفتم نمیدانم قسم بخدا۔ کہا واسع بن حبان نے کہا میں نے نہیں جانتا میں قسم اللہ کی۔ ایضاً ص۱۵۱

قال مالک لا ادری گفت مالک نمیدانم — کہا مالک نے میں نہیں جانتا۔

نیز ص۱۵۵ قال مالک لا ادری گفت مالک نمیدانم — کہا مالک نے میں نہیں جانتا۔

ایضاً ص۱۵۶ قال ابن شہاب لا ادری گفت ابن شہاب نمیدانم — کہا ابن شہاب زہری تابعی نے میں نہیں جانتا۔

نیز صحیح بخاری پارہ ۳ ص۵۵۸ میں روایت ہے

قال ثم یلف فسالت السائد فقال لا ادری — کہا پھر ملے سوال کیا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا میں نہیں جانتا۔

پس ان تمام روایات و آثار صحابہ وغیرہ و نصوص قطعیہ کی لا ادری میں مولوی نعیم الدین کا خلاف دیانت عاجز ہو کر معنی روایت قرآن مکمل سے "تبدیل کر کے" رد المحتار کی آڑ لے کر کہا نیز انوں اسی کتاب کے ص۱۹۲ اور الکلمۃ العلیا ص۱۳۳ میں کہ آیت اور حدیث دونوں میں ادری ہے جو روایت سے مشتق ہے اور روایت اٹکل اور قیاس سے کسی بات کے جان لینے کو کہتے ہیں۔ حالانکہ آیت اور احادیث اور کلام حضرات صحابہ رض و تابعین رح وغیرہم میں ما ادری و اللہ ما ادری۔ جا بجا وارد ہے یعنی قسم اللہ کی میں نہیں جانتا۔ اور قطعی نہ جاننے میں نص صریح ہے۔ نیز رد المحتار ص۱۶ آس میں لفظ روایت کے ساتھ مرقوم ہے جو بطور خیانت اخفاء کیا گیا قولہ معنا لا انہ اشبہ بالنصوص روایۃ والراجح درایۃ فیکون الفتوی علیہ رد المحتار ای بالذی نص علیہ من جھۃ الروایۃ للادلۃ الواردۃ من السنۃ فالمراد بالروایۃ النصوص من السنۃ نیز رد المحتار ص۲۲۱ میں مرقوم ہے وقال فی شرح المنیۃ ولا ینبغی ان یعدل عن الدرایۃ ای الدلیل اذا وافقتھا روایۃ علی ما تقدم ... یعنی روایت مدکور اور روایت نصوص کے شاہد اور بطور روایت وہ جس کو حسب روایت نصوص سنت سے موافقت رکھتی ہو ... نیز اس پر کلام النقایۃ بالروایات نصوص سنت منقولہ کو روایۃ لا الایمان سے جس میں بجنب عدم علم کی نفی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی عقلی روایۃ یا اسی معنی روایت کی کیا حقیقت باقی رہتی ہے روایت استنباط و قیاس سے نتائج پیدا کرنے کو روایت و فہم کہتے ہیں۔ اور روایت کسی واقعہ کو قبول حد اور قبیلہ کرنے کو کہتے ہیں چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۰ و ۲ ص۱۱۶ میں مرقوم ہے ما لا استنباط ھو لا استنتاج وھو بالقیاس نیز پارہ ۸ ص۱۷۴ میں مرقوم ہے۔ فالسنۃ اصل والقیاس فرع فکیف یرد الاصل بالفرع بل الحدیث الصحیح اصل بنفسہ نیز پارہ ۲۲ ص۱۴۶ میں مرقوم ہے — دلالۃ المنطوق مقدمۃ علی دلالۃ المفھوم نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص۲۳ میں لکھتے ہیں مقیاس دلیل شرعی ہے مگر نص کے آگے مہمل۔ اور فتاوی رضویہ جلد اول ص۸ و ص۲۲۳ میں لکھتے ہیں المفھوم معتبر بالوفاق عند عدم خلافہ۔ بلکہ خود بدولت نے بھی الکلمۃ العلیا ص۱۱۱ میں قیاسوں کو غلط ہی بتایا ہے تو پھر کس طرح حق تعالیٰ قیاس نصوص و سنت کا مقابلہ کر سکتے ہیں

علی ہذا حضرت حجۃ اللہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا رد و مستند مولوی نعیم الدین۔ عقد الجید ص۵۲ میں قول نفیس ارقام فرماتے ہیں

اما العالم الذی یعرف النصوص و ... (ترجمہ) لیکن عالم جو نصوص ... روایات سے واقف اور صاحب

الاخبار وهو من اهل الدراية و ثبت عنده صحتها من المحدثين او من كتبهم الموثوقة المشهورة المتداولة فيجوز له ان يعمل عليها وان كان مخالفا لمذهبه ... الا كون الى جوازه منهم الآمدي وابن الحاجب وابن الهمام والنووي واتباعهم كابن حجر والرملي وجماعات من الحنابلة والمالكية ممن يفضي ذكر اسمائهم الى التطويل وهو الذي انعقد عليه الاتفاق من مفتي المذاهب الاربعة من المتأخرين واستخرجوه من كلامهم واثبتوه في رسائل مستقلة

روایت فہم عالم ہو اور ثابت ہوا ہو اس کے نزدیک صحت حدیث کی محدثین سے یا ان کی کتب معتمدہ مشہورہ مروجہ سے تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس حدیث پر عمل کرے اگرچہ ان کے مذہب کے خلاف ہو اور اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ ایسے عالم کو اپنے امام کے مذہب کے خلاف عمل کرنا جائز ہے اور تجویز یہیں سے آمدی اور ابن حاجب اور ابن ہمام اور نووی اور ان کے متبع مانند ابن حجر مکی اور رملی کے اور بہت جماعتیں حنبلیوں اور مالکیوں میں سے ہیں جن کے ناموں کو ذکر طویل ہو جاتا ہے اور اسی جواز پر اتفاق چاروں مذاہب کے مفتیوں کا متاخرین میں سے ہو گیا ہے اور انہوں نے اس جواز کو پہلوں کے کلام سے نکالا ہے چنانچہ انہوں نے اس میں جداگانہ رسالے بھی تالیف کئے ہیں۔"

اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی نے رد المحتار ص۳۸۵ مجتبائی دہلی و ص۳۸۹ مصری میں لکھا ہے قال فی خزانة الروایات العالم الذی یعرف معنی النصوص والاخبار وهو من اهل الدراية يجوز له ان يعمل عليها وان كان مخالفا لمذهبه ... یہی وہ رد المحتار ہے جس کی توصیف و مدح میں مولوی نعیم الدین نے فیضان رحمت ص... اور خزائن العرفان ... میں الخیر من قریب دہی مخالفت النصوص سنت بلنداو تقویة الایمان معنی روایت میں لکھا ہے "رد شامی جو اہل سنت و جماعت کی بہت معتبر کتاب ہے اور علمائے ہند وغیرہ کا اس کی روایتوں پر عمل ہے" "در رد المحتار در مختار کا سب سے نفیس ترین حاشیہ فقہ کی کمال معتبر کتاب علامہ ابن عابدین شامی کی مصنفہ ہے"

جس سے فریب دہی کا بخوبی پردہ فاش ہو گیا جاء الحق وزهق الباطل پھر دروغ گو را حافظہ نباشد جبکہ خود الکلمة العلیا ص... میں توضیح سے نقل کیا علی ... جزئیات الاحکام واطلاقه على العلم ... ذاتہ فی العرف نیز الکلمة العلیا ص... میں وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض ... کے معنی لکھے کہ ... نہیں جانتے اور ص۱۰۹ میں صراحۃً لکھا ... آپ کو معلوم نہیں ... مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری

نیز اعلام الاذکیا جس کی تائید و توصیف نے خود بدولت نے الکلمة العلیا ص... میں لکھا

"جو جناب مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری دام فیضہ نے جو اجلۂ فضلاء اہلسنت میں سے ہیں ایک رسالہ مسمیٰ بہ اعلام الاذکیا تالیف فرمایا جس کی حالت مصنف علام کی جلالت علمی کی شہرت کے باعث محتاج بیان نہیں"

رسالہ موصوفہ کے ص... میں آیت کریمہ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم کے معنی لکھتے ہیں "نہیں جانتا ہوں میں کیا معاملہ واقع ہوگا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ اور معنی ما ادری ما یفعل بی ولا بکم کے یہ ہیں کہ بغیر اعلام الٰہی کے مجھ کو کچھ معلوم نہیں" پھر مولوی صاحب کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مزید تائید کی شہادت تجلی الیقین نامی پریس ص... میں پیش کرتے ہیں "رہا پھر آخرت میں جو تمہیں ملنا ہے اس کا حال تو خدا ہی جانے"

بیشک آمنا وصدقنا اس عبارت سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن عاقبت و مراتب عالیہ جلیلہ قطعیہ ہونے کے باوجود تفصیل و حقیقت ذرہ ذرہ کی نفی اس کے علم و کیفیت کا بحوالہ حق تعالیٰ ہونا آفتاب کے مانند روشن ہے۔ پھر ص۱۹ میں یہ دعویٰ کہ یہ معنی منسوخ ہے۔ بلا دلیل کیونکر مسموع ہو سکتا ہے۔ جبکہ دونوں آیتوں میں جمع و تطبیق کلام ائمہ مفسرین و محدثین سے ثابت ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ اور مرقات و اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ۔ اور تفسیر بیضاوی۔ اور کمالین حاشیہ جلالین اور تفسیر جامع البیان سے واضح ہو چکا کہ محمل کیا جاوے گا۔ ثابت ہونے کو علم اجمالی پر اور نفی کو اوپر احاطہ تفصیل کے ... دارین میں نفی تفصیل پر "یعنی نہیں جانتا میں حال اپنا اور تمہارا دارین میں تفصیل کے"۔ انتہی۔ اور خود مولوی نعیم الدین نے الکلمة العلیا ص... میں بھی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے نقل کیا کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے۔ اس پہ حق بر زباں عدو شود جاری۔

پس دعوی منسوخ ہونے کا مردود ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۰ ص۱۲۶ میں ہے ان النسخ لا یثبت بالاحتمال نیز پ۲۰ ص۱۲۰ میں مرقوم ہے۔ والنسخ لا یثبت بالاحتمال وقد امکن الجمع فلا یلتفت لدعوی النسخ۔ یعنی صرف احتمال سے کسی نص کا منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوتا جبکہ جمع ہونا دونوں کا آسانی ممکن ہو۔ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز جلد اول ص... میں فرماتے ہیں

دلالت ناسخ دلالت واضحہ می باید۔ (حاشیہ: ... ناسخ کی دلالت واضح ... ہونی چاہیے)

نیز تفسیر فتح العزیز پارہ ۳۰ سورہ والضحیٰ ص۲۹۰ ایسے نقل فرماتے ہیں ... حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ... [illegible]

کہیں اس سورت میں ایک آیت چھوڑ گیا عرض کیا ہاں فلاں آیت چھوڑ گئی فرمایا کیوں نہیں یاد دلائی عرض کیا
کہ میں نے گمان کیا کہ یہ آیت منسوخ ہو گئی فرمایا کہ نہیں میں بھول گیا تھا اور اگر منسوخ ہو جاتی تو تمہیں اس کی خبر دیتا
اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ ناسخ و منسوخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمانے سے معلوم ہوتا ہے
علاوہ ازیں احکام اور اوامر و نواہی میں ناسخ و منسوخ ہوتا ہے نہ کہ اخبار میں جس طرح مولوی نعیم الدین کا
زعم فاسد ہے چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں یہی اعتراض کیا ہے۔ وفیہ ان النسخ علی تقدیر صحتہ
انما یکون فی الاحکام لا فی الاخبار (مرقاۃ [illegible]) اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی انباء
المصطفیٰ [illegible] میں لکھتے ہیں ہاں اخبار کا نسخ ناممکن ہے۔[1]

پس اس جہل مرکب میں مؤلف نے مولانا شہید مرحوم کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ عناد و عداوت
کا حد و الزام ٹھہرا کر بد لقب بد اندیش بنایا لعنۃ اللہ علی الکاذبین

حالانکہ خود اپنی شقاوت بالحق ہے اگر باوجود آیت اور احادیث میں نفی تفصیلی کے لفظ ما یفعل بی کا انکار ہے
تو لفظ ما یفعل بہ کا تو اقرار ہے مگر یہ بھی منافقت کا شعبہ ہے کیونکہ [illegible] میں خود لکھا کہ حضور اپنا مآل بھی جانتے
ہیں اور اپنی امت کا بھی تو لفظ بی اور لفظ بہ دونوں کا حکم یکساں ثابت ہوا خسر الدنیا والآخرۃ ذلک ہو
الخسران المبین حتی کہ اسی انکار کے وبال میں اپنی جہالت و بے علمی کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے کہ خود الکلمۃ العلیا
[illegible] میں اسی حدیث ما یفعل بی کو بھی نقل کیا کہ وہ بخاری میں ہے۔ عن خارجۃ بن زید بن ہشام ان
ام العلاء الخ واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی قالت فواللہ ما ازکی بعدہ احدا ابدا رسول
اولاً اس میں یہ تحریف کی کہ خارجہ بن زید بن ہشام لکھا حالانکہ حدیث میں خارجہ بن زید بن ثابت ہے دوکر
خارجہ بن زید بن ہشام۔ چنانچہ ناظرین کے پیش نظر صحیح بخاری کی پانچوں حدیثیں بمعہ اسناد راویان
موجود ہیں کسی میں بھی زید بن ہشام راوی نہیں ہے اسی تلاش کے لئے تمام صحیح بخاری و فتح الباری مع مقدمہ
فتح الباری و تقریب التہذیب کو بالاستیعاب دیکھا گیا کہیں اس کا وجود نہ پایا گیا اور اسی حدیث پر کیا موقوف اس کے

[1] واضح رہے کہ یہ بحث آیت کے منسوخ ہونے کی بابت محققین نے [illegible] مستور کر دی ہے [illegible] نے قول ذکر کیا ہے مگر
[illegible] [illegible] الساعۃ [illegible] قاضی ثناء اللہ
صاحب [illegible] هذا القول [illegible] تفسیر مظہری [illegible] حدیث
[illegible] اس نسخ کو محال قرار دیتے ہیں [illegible] ناسخ و المنسوخ [illegible] تفسیر مظہری [illegible]
[illegible] ہے۔ معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم انہ قد علمنی اللہ علوم
الاولین و مع ذلک ما ادری ما یفعل بی [illegible] مخصوص [illegible] کوئی علم نہیں
[illegible]

ہرگز کہیں کسی جگہ صحیح بخاری میں زید بن ہشام نہیں ہے کیا تمام الفاظ حدیث میں یا رسول اللہ [illegible]
کیے جو ہرگز اصل حدیث میں نہیں ہیں۔ من ادعی فعلیہ البیان۔

اس کذب و تحریف کا کیا ٹھکانا ہے پھر اس پر یہ ہرزہ سرائی [illegible] کہ گستاخانہ بے ادبانہ مولانا شہید مرحوم کی
نسبت جو پیشوائے محدثین و محققین ہیں یہ لکھنا کہ حدیث نقل کی اور یہ خبر نہ ہوئی کہ جس لفظ سے استدلال
کرتا ہے وہ وہم و غلط ہے۔ یہ تو حدیث دانی کا حال ہے روایت و علم میں تمیز نہیں۔ اتنا شعور نہیں۔ معاذ اللہ
چھوٹا منہ بڑی بات۔ خود الٹا اپنے ہی منہ پر طمانچہ لگا کہ تمام افتراءات و بہتانات کے عنوان [illegible] جہالات
سے۔ مولانا شہید مرحوم کا تو بڑے بڑے مخالف مقابلہ نہ کر سکے۔ عاجز ہو کر قدموں پر گر پڑے مولوی نعیم الدین طفل
مکتب تو کجا جو خاک نعلین کی برابر بھی نہیں ہو سکتا جن کی شان میں ان کے تایا و استاد و شیخ اکمل مولانا شاہ
عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کشش برادری و سلاسل و اسناد و حدیث میں مولوی احمد رضا خاں صاحب
بریلوی اور ان کے والد اور شیخ [illegible] کے پیران و مرشدی سید آل احمد و سید آل رسول و سید ابو الحسین نوری
فخر کرتے تھے۔ اور خود مستند مسلمہ مولوی نعیم الدین کے اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں حجۃ الاسلام مولوی
محمد اسمٰعیل صاحب زاد اللہ تعالیٰ علماً و فضلاً و کمالاً [illegible] حصول رحمت نمودہ تاج المفسرین و فخر المحدثین سر
آمد علمائے محققین بود در علم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و منطق وغیرہ از فقیر کمتر نیست شکر ایں نعمت عظمیٰ ادا کرد
کہ توام حق جل و علا زیادہ تر ایں را بمراتب علیا فائز گرداند مخلص من ممدوح را یکے از علمائے ربانی تصور کرد
ہرچہ احتیاج آن محال باشد بعد ازے ایشاں پیش خواہند کرد انشاء اللہ العزیز [illegible] منع
خواہند گردید عنایت فرمائے من اگرچہ جمیع کمالات ایشاں بر تعریف و توصیف حد تصور ترا آن کرد لیکن [illegible]
امر حق بمواد اتفاق واجب و لازم است لہذا چشم پوشی در حق مناسب ندانستم [illegible] مکتوب موصوف
بتمام و کمال در بیان مدح و توصیف مولانا شہید مرحوم آخر میں بمعہ اسناد نقل ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

پس [illegible] مولانا شہید مرحوم کے مؤلف الطیب البیان۔ آفتاب اور پر خاک ڈالنا اور [illegible] کو
خود ہی رو سیاہ ہوا۔ مولانا شہید مرحوم کا کیا بگڑا بلکہ حقیقت الامر واضح ہو کر تقویۃ الایمان کی صداقت علم الیقین
سے عین الیقین تک پہنچ گئی فالحمد للہ علی ذلک۔

مسئلہ امتناع نظیر کا بیان

قولہ [illegible] تقویۃ الایمان [illegible] اس شہنشاہ کی تو یہ
شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی
اور ولی اور فرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے۔ اس کے کچھ بعید نہیں اور جب
لوگ پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن بھی سب مل کر جبرئیل اور پیغمبر ہی سے ہو جاویں تو اس مالک الملک

کی سلطنت میں ان کے سبب سے کچھ رونق نہ بڑھ جائے گی اور جو سب شیطان اور دجال ہی سے ہو جاویں تو
اس کی رونق گھٹنے کی نہیں، یہ کیسی کھلی گستاخی اور ظاہر توہین ہے۔ علاوہ بریں اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے ان تمام فضائل کے انکار لازم آتا ہے جن میں دوسرے کی شرکت ناممکن ہے جیسے اول مخلوقات
و خاتم النبیین و سید المرسلین و اول شافع و اول مشفع کہ حضور میں ان فضائل کو مانتا تو ایسا دوسرا پیدا ہونا بھی
محال جانتا، چہ جائیکہ کروڑوں۔ اور صاحب تقویۃ الایمان کے مذکورہ بالا اقوال بڑے بھائی جتنا بڑے
بھائی کی سی تعظیم کرنا بشر کی سی بلکہ اس سے بھی کم درجہ کی تعریف سے یہی ظاہر ہے کہ حضور کا مرتبہ بڑے
بھائی کا سا ہے تو واقع میں اس کے بڑے جیسے کروڑوں تحت قدرت ہیں۔ اللہ رب العزت جل وعلا
تبارک وتعالیٰ کی قدرت و حکمت کے قربان اس کی قدرت کا بیان ہمارا کیا منہ ہے کہ ہم سے پوری طرح ہو
سکے ہماری عبارتیں اس کے بیان و مرتبت سے قاصر جبکہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ
وبارک وسلم نے فرمایا لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک اب دوسرے کا کیا حوصلہ
کہ شان الٰہی کے بیان کا دعویٰ کرسکے شان الٰہی کا بہترین بیان اور اس کی کامل ترین ثنا وہی ہے جو خود
اس نے اپنے کلام پاک میں فرمائی۔ تمام قرآن پاک اللہ کی تعریف سے بھرا ہے۔ لیکن یہ کہیں نہیں فرمایا
جو تقویۃ الایمان والا کہتا ہے۔ باوجودیکہ قرآن کریم اس وقت نازل ہوا جبکہ کفر و شرک اور مخلوق پرستی
سے دنیا تاریک ہو رہی تھی۔ اور لوگ عناصر کو بھی پوجتے تھے اور حضرت مسیح اور عزیر علیہما السلام کی بھی
پرستش کرتے تھے اگر شان الٰہی کے اظہار کے لئے انبیاء کی شان کا گھٹانا ضروری ہوتا تو قرآن کریم میں ان کی
نسبت ایسے کلمے فرمائے جاتے مگر ایسا نہیں ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مشرکین کے بطلان کا بیان فرمایا اور
اپنے محبوبین مقربین کے حق میں عزت و تکریم کے الفاظ بیان فرمائے اسی میں ہدایت ہے کہ بیان توحید و عظمت
شان الٰہی میں اس کے محبوبین و مقربین کے مراتب و درجات کا ادب رکھنا بھی ضروری ہے اور یہ بھی اللہ
تعالیٰ کے ادب و عظمت رب میں داخل ہے۔ کیونکہ جن کو اس نے عزت دی ہے ان کی جناب میں گستاخی
کرنا خدائے پاک کی جناب میں بے ادبی ہے۔ ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے۔ من اھان سلطان اللہ
فی الارض اھانہ اللہ مشکوٰۃ صفحہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے حق میں جو کچھ بھی فرمایا اس میں ان کی
عزت تھی خواہ وہ کسی مرتبہ کے ہوں دوسرے کی کیا مجال کہ وہ خاصان حق کی جناب میں بے محابا زبان کھول
بیٹھے۔ اور یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں ایسا فرمایا ہے۔ لہٰذا ہم بھی کہتے ہیں حضرت شیخ عبد الحق محدث
دہلوی مدارج النبوت صفحہ میں فرماتے ہیں اگر انبیاء علیہم السلام کی طرف حق کی جانب سے کوئی عتاب و خطاب
ہو یا کلام عزت [illegible] حضرات کبریا کی جناب میں تواضع و اظہار بندگی و مسکینی

کے طور پر کچھ عرض کریں تو ہم کو ڈرنا چاہئے کہ اس میں شرکت ڈھونڈیں اور کوئی بات طریق ادب کے منافی کہ
شان عالی اور حفظ مرتبت کے ساتھ کہیں۔ مالک کا حق ہے کہ اپنے بندے کو جو چاہے فرمائے بندہ بھی
اس کی درگاہ میں جتنا چاہے عجز و مسکینی کرے، دوسرے کی کیا مجال اس سے معلوم ہوا کہ ایسے گستاخانہ
کلمات کی تائید میں کوئی ایسی آیت یا حدیث نہیں پیش کی جاسکتی۔ اور تقویۃ الایمان میں تو اس
جگہ شان الٰہی کا بیان بھی نہیں ہے۔ بلکہ وہ بدنصیب انبیاء کی عظمت کے درپے ہو رہا ہے کہ ان کو
بارگاہ الٰہی میں ایسی وجاہت حاصل نہیں جو باعث قبول شفاعت ہو اس موقعہ پر یہ لفظ لکھ گیا ہے
کہ کروڑوں نبی و ولی جن و فرشتے جبرئیل و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے صاف مرتبہ انبیاء کیساتھ
عداوت ہے اور یہ ان کی توہین ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور کو وہ کمال عطا فرمائے جن میں
دوسرے کی شرکت ممکن ہی نہیں ہے۔ امام علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب جلد ۵ صفحہ میں
فرماتے ہیں۔ ومیزہ علی غیرہ اصالۃً ذاتاً وصفۃً اعلم ان من تمام الایمان بہ صلی اللہ علیہ وسلم
الایمان التصدیق بان اللہ تعالیٰ جعل خلق بدنہ الشریف علی وجہ لم یظہر قبلہ ولا
بعدہ خلق آدمی مثلہ ان ظہر منہ کمالات لا تحصی فی باشرۃ فاختلف منزہ صفحہ ۹۳ وان واصفیہ لم
یبلغوا حقیقتہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ہو لم یحیطوا بہا۔ وہابی بدنصیب تو آپ کو کروڑوں جیسا بتاتا ہے
اسی تقویۃ الایمان صفحہ میں لکھتا ہے۔ اللہ کے لکھے سے کچھ بڑھ نہیں سکتا۔ تو اب اس سے پوچھو کہ اللہ نے کروڑوں
مثل حضرت کے لکھے ہیں یا نہیں۔ اگر کہے کہ لکھے ہیں پھر لکھیں کیسے صاف کہے کہ ضرور ہوں گے اور اگر کہے کہ نہیں لکھے
تو ایک بھی مثل حضور نہیں ہو سکتا ورنہ لازم آئے کہ خدا کے لکھے سے بڑھ جائے قرآن کریم میں خاتم النبیین
فرمایا ہے حدیث میں ارشاد ہوا لا نبی بعدی۔ ختم بی النبیون۔ تو جب حضور آخر انبیاء ہوئے تو آپ کا
مثل محال ہوا۔ اگر کوئی کہے کہ خدا چاہے تو مولوی اسمٰعیل کو کتے کی شکل میں اٹھائے اور اس کے متبعین کو
چاہے تو سور بنادے کہ نجاست کھاتے پھریں اور چاہے تو ایک آن میں سارے وہابیوں کو بھنگی کر دے
اور ان کے بڑے بڑے مولویوں کو چاہے تو نجا ڈوم کر دے ان باتوں میں سے ایک بھی محال نہیں ہے
وہابیان سے کہئے کہ کیوں بگڑتے ہیں جب ہم تو شان الٰہی کا بیان کر رہے ہیں تو ایک نہ مانیں گے مگر حبیب خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی شان میں ایسے گستاخانہ کلمے لکھنا شیوہ کر لیا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اھ ملخصاً

اقول ان اللہ خالق کل شیء۔ وھو علی کل شیء قدیر۔ ویفعل اللہ ما یشاء

مولوی نعیم الدین کی کمال درجہ نادانی و جہل اور بے علمی ہے کہ ایسے صریح صاف مسئلہ عقیدہ اہلسنت پر جو
نصوص قرآن و حدیث اور تصریحات اکابر ائمہ [illegible]

ہیں یعنی آفات شرکیات و بدعات اور رسومات سے توحید و سنت کا اظہار کرکے اس کو ثابت کرتے ہیں
وہ توہین کہلاتا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ تقویۃ الایمان میں تو اس جگہ شان الٰہی کا بیان بھی نہیں ہے محض بیہودہ
بات ہے اس لئے کہ ساری ہی تقویۃ الایمان میں توحید حق تعالیٰ اور اس عزت کے جلال و عظمت علم و تصرف
اور قدرت کاملہ کا بیان ہے خصوصاً اس مقام پر آیت سورہ سبا پ۲۲ بیان کی ہے

حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا	"یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور ہوئی ان کے دلوں
مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَ	سے تو کہنے لگے کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہیں کہ حق
هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ	اور وہی ہے بلند بڑا"

جس کو مولوی نعیم الدین نے اپنے عناد و بغض سے چھوڑ دیا تاہم واضح ہے کہ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ
ان میں ایک حکم کن سے چاہے تو الخ۔ یہ شان الٰہی نہیں تو کیا شان کسی بندہ کی ہو سکتی ہے۔ بیشک جس طرح
اللہ تعالیٰ مخلوقات کی ہر شئے کے نیست و ہست پر قادر ہے وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عاجز نہیں ہے اسی
طرح وہ صادق بھی ہے اپنے وعدہ و فرمان کے بموجب باوجود قدرت تامہ رکھنے کے حسب نصوص قطعیہ
قرآن پاک اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا، وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا، لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ
وغیرہم آیات کے خلاف نہ فرمائے گا۔ پس مسئلہ کی حقیقت ایمانی تو اسی قدر سے واضح ہے
مزید توضیح ناظرین ملاحظہ فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ نے پ۱۱ سورہ یونس میں فرمایا

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ	"اسی طرح ثابت ہوئی بات تیرے رب کی ان نافرمانوں پر
فَسَقُوْا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (ع ۴)	کہ جو بے حکم ہوئے کہ وہ نہیں ایمان لاویں گے" اور فرمایا
اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ	"تحقیق وہ لوگ جن پر ثابت ہوئی تیرے رب کی بات
رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ	نہیں ایمان لاویں گے اگرچہ آویں ان کے پاس ساری
حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (ع ۱۰)	نشانیاں جب تک کہ دیکھیں عذاب دردناک"

ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ علم الٰہی میں کچھ لوگوں کا ایمان نہ لانا مقرر ہو چکا ہے نیز اسی سورہ یونس میں ہے

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ	"تو کہہ اگر اللہ چاہتا تو میں نہ پڑھتا یہ تمہارے پاس اور نہ وہ
وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ	تم کو خبر کرتا اس کی" اور فرمایا "اور اگر تیرا رب
وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ	چاہتا البتہ ایمان لاتے جتنے لوگ زمین میں ہیں سب
كُلُّهُمْ جَمِيْعًا	کے سب"

اور فرمایا پارہ ۱۳ سورہ رعد میں

وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا	"اور اگر چاہے اللہ راہ پر لاوے سب لوگوں کو"

اور پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم میں فرمایا

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ	"اگر چاہے تم کو لے جاوے اور لے آوے کوئی خلقت نئی"

اور فرمایا پارہ ۱۴ سورہ نحل میں

وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ	"اگر وہ چاہے تو راہ دے تم سب کو" اور فرمایا اور
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً	"اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی فرقہ کرتا"

اور پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ	"اور اگر ہم چاہیں تو لے جاویں جو چیز تجھ کو وحی بھیجی پھر
اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا	تو نہ پاوے اس کے لانے کو ہم پر کوئی ذمہ لینے والا"

اور فرمایا پ۱۹ سورہ فرقان میں

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا	"اور اگر ہم چاہتے تو اٹھا بھیجتے ہر بستی میں ڈرانے والا"[۱]

اور پارہ ۲۱ سورہ سجدہ میں فرمایا۔

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَ	"اور اگر ہم چاہتے تو دیتے ہر جی کو سوجھ اس کی راہ کی لیکن
لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ	ٹھیک پڑی بات میری کہ مجھ کو بھرنی ہے دوزخ جنوں اور آدمیوں
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ	سے اکٹھے"

اور پ۲۳ سورہ یسین میں فرمایا

اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ	"کیا جس نے بنائے آسمان اور زمین نہیں ہے قدرت
الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ	رکھنے والا اس پر کہ بنائے ان کی مانند اور کیوں نہیں
بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ	اور وہی ہے اصل بنانے والا سب جانتا"

پس باوجود حق تعالیٰ کے سچے وعدہ اور قول و فرمان کے حق تعالیٰ کو سب کچھ اختیار و قدرت حاصل ہے
جس طرح تقویۃ الایمان میں اسی کے ساتھ مرقوم ہے جس کو مؤلف نے عناداً چھوڑ دیا کہ
"وہ ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر ڈالے اور ایک اور ہی عالم اس جگہ قائم کرے کہ اس کے
تو محض ارادے ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے کسی کام کے واسطے کچھ اسباب اور سامان جمع کرنے کی کچھ حاجت نہیں"
دیکھو اس عبارت کو ملا کر اول سے آخر تک آئندہ کلام اگر دیکھیں منصف بغور مقابلہ کریں۔ چنانچہ آیت سورہ فرقان کی تفسیر

---

[۱] یعنی وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا - ح)

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد سادس ص۱۰ میں فرماتے ہیں

انہ دال علی القدرة علی ان یبعث فی کل قریة نذیرا مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وانہ لا حاجة بالحضرة الا لہیة الی محمد البتة وقولہ ولو یدل علی انہ سبحانہ لا یفعل ذلک فبالنظر الی الاول یحصل التادیب وبالنظر الی الثانی یحصل الاعزاز

یہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر قدرت رکھنے کے اس پر کہ بھیجے اللہ تعالیٰ ہر بستی میں ڈرانے والا مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس پر کہ اللہ تعالیٰ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب احتیاج نہیں ہے اور لفظ لو کے لانے سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ ایسا کرے گا نہیں پس بنظر اول تادیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے اور بنظر ثانی آپ کا اعزاز ظاہر ہے۔"

اسی طرح امام محمد غزالی رحمۃ اللہ المتوفی ۵۰۵ھ جن کو خان صاحب بریلوی رحیات الموات ص... اور جنابہ ... ان دونوں نے اکثر مستند مانا ہے، جیسا کہ کتاب کے ص... میں ہے کیمیائے سعادت ص... میں فرماتے ہیں

ہر کہ صفات حق تعالیٰ بشناخت و جلال و بزرگی و توانائی وے باک او بداند کہ اگر ہمہ عالم ہلاک کند و جاوید در دوزخ دارد یک ذرہ از مملکت وے کم نشود ایضاً ص... میں فرماتے ہیں او صفت تنزہ و پاکی از عیوب آدمی را کمال این کہ تواند بود ولی نقصان وے آنست کہ بندہ است و ہستی او بوے نیست بلکہ آفریدہ است و پر نقصان بود بیش ازیں و آنگاہ جاہل است بباطن خود ... دماغ وے اکثر شوریدہ شود ... رنجے و دریش وے ... بر کیری ... است ... ہمت ... نہایت است و کدورت جہل ...

جس نے حق تعالیٰ کی صفات کو پہچانا اور اس کے جلال و بزرگی اور توانائی بے باکی کو جانا کہ اگر تمام عالم کو ہلاک کر ڈالے اور ہمیشہ دوزخ میں رکھے تو اس کی مملکت میں ایک ذرہ بھی کمی نہ ہوگی۔" ... لیکن پاک ہونے عیوب سے کمال کہ اس کا کمال کب ہو سکتا ہے اور اول نقصان اس کا یہ ہے کہ بندہ ہے اور ہستی کی اس کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ پیدا کیا ہوا ہے ... کیا نقصان ہوگا اور پھر اپنے باطن سے ... جاہل ہے ... کے دماغ کا ... ہو جاتے ... اس کا جو حساب کیا جاوے ... علم اور قدرت اس کا ... معلوم ہووے ... پاک عیوب سے ... علم اس کا ... اور کدورت جہل کی اس کے ساتھ ... اور قدرت اس کی کمال درجہ پر

نیست و قدرت وے بر کمال است کہ ہفت آسمان و زمین در قبضہ قدرت وے است و اگر ہمہ را ہلاک کند ہیچ در بادشاہی او را ہیچ نقصان نبود و اگر صد ہزار عالم دیگر در یک لحظہ بیافریند تواند و یک ذرہ از عظمت او زیادہ نشود کہ زیادتی را آں راہ نیست و پاک است از عیب کہ نیستی را بذات و صفات او راہ نیست بلکہ نقصان خود در حق او ممکن نیست پس ہر کہ او را دوست ندارد و دیگرے را دوست دارد از غایت جہل او است

ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین اس کے قبضہ قدرت میں ہیں اور اگر تمام عالم کو ہلاک کر ڈالے اس کی بادشاہی میں کیا نقصان و کمی ہوگی اور اگر لاکھوں عالم دوسرے ایک لحظہ بھر میں پیدا کرے تو کر سکتا ہے اور اس سے اس کی عظمت ایک ذرہ بھر بھی نہ بڑھے گی کیونکہ زیادتی و بڑھنے کا اس میں دخل ہی نہیں ہے اور پاک ہے عیب سے کہ نیستی کو اس کی ذات و صفات میں راہ نہیں ہے بلکہ خود نقصان اس کے حق میں ممکن نہیں پس جو شخص کہ اس کو دوست نہ رکھے اور دوسرے کو دوست رکھے بہ نہایت درجہ تمام اس کا جہل ہے۔"

علیٰ ہذا حضرت محبوب ربانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ المتوفی ۵۶۱ھ اپنے ملفوظات الفتح الربانی مطبوعہ ہلال ساڑھورہ بنقل مطبوعہ میمنہ مصر مجلس ۶۱ ص۲۷ میں فرماتے ہیں۔

وان اعطاک ہو تفضلا بغیر عمل فذاک الیہ الطاعة عمل الجنة والمعصیة عمل النار وبعد ذلک الامر الیہ ان شاء اثاب واحدا منا بغیر عمل او عاقب واحدا منا بغیر عمل فذاک الیہ فعال لما یرید لا یسأل عما یفعل وہم یسألون ولو ادخل واحدا من الانبیاء والصالحین النار کان عادلا وکان ذلک الحجة البالغة یجب علینا ان نقول صدق الامیر ولا نقول لم وکیف ہذا یجوز ان یکون ولو کان کان عدل وحق وہو حق لا یکون ولا یفعل شیئا من ذلک

اور حق تعالیٰ تجھ کو عمل کے بغیر محض فضل سے عطا فرماوے تو یہ اس کے اختیار میں ہے جنت کا عمل تو طاعت ہی ہے اور دوزخ کا عمل معصیت اس کے بعد معاملہ حق تعالیٰ کو ہے کہ اگر چاہے تو عمل کے بغیر ہی کسی کو ثواب دیدے اور چاہے تو عمل کے بغیر کسی کو عذاب دیدے وہ مالک و مختار ہے وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے اس کے کئے کی اس سے باز پرس نہیں ہو سکتی اور دوسروں سے باز پرس ہوگی اگر وہ انبیاء اور صالحین میں سے کسی کو دوزخ میں ڈالدے تب بھی وہ عادل ہی رہے گا اور حجت الزام کی تمام رہے گی اور ہم پر واجب ہے کہ یوں کہیں کہ حاکم بہر حال بجا ہے اور ہم چون و چرا نہیں کر سکتے ایسا ہونا امکان اور جواز کے درجہ میں عدل ہے ... ایسا ہو تو عین انصاف

انهم احاسبی ان یفعلوا ما اقول فانی غلام من نقد مراقبت بین ایدیهم وانهم استعبدونا ونادی علیهم ولا اخوتهم فیها ولا ادعیها ملکا ابدا بکلامهم وانی من عندی والبرکة من الله عز وجل ببرکات متابعتی الرسول صلی الله علیه وآله وسلم ۔

اور اس کا بھی یہ لیا ہے کہ وہ ترجیح ہی نہ کرے گا ہستہ ایسی کوئی بات کہے گا نہیں میری سنو اور جو کہوں کہہ رہا ہوں اس کو سمجھو کیونکہ میں متقدمین کا غلام ہوں ان کے سامنے کھڑا ہوا ہوں ان کا سامان پھیلاتا ہوں اس پہ آواز لگاتا ہوں اس میں نہ میں ان کی خیانت کرتا ہوں اور نہ اس کو اپنی ملک سمجھتا ہوں جیسا ان کے کلام کے کرتا ہوں اور سپرد کرتا ہوں اپنی طرف سے اور برکت حق تعالیٰ کی طرف سے ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت کی بدولت ۔

اور دیکھو اس کی تفسیر غنیۃ الطالبین میں معہ تفصیل فرقہ ضالہ معتزلہ کے ۔ علیٰ ہذا امام نووی رحمہ اللہ المتوفی ۶۷۶ھ جن کو مولوی نعیم الدین صاحب نے فرائد النور صفحہ ۲ میں امام محی الدین نووی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھا ہے آپ شرح صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۱۶۲ میں فرماتے ہیں

ومذهب اهل السنة ایضا ان الله تعالی لا یجب علیه شیء تعالی الله بل العالم ملکه والدنیا والآخرة فی سلطانه یفعل فیهما ما یشاء فلو عذب المطیعین والصالحین اجمعین وادخلهم النار کان عدلا منه واذا اکرمهم ونعمهم وادخلهم الجنة فهو فضل منه ولو نعم الکافرین وادخلهم الجنة کان له ذلک ولکنه اخبر وخبره صدق انه لا یفعل هذا بل یغفر للمؤمنین ویدخلهم الجنة برحمته ویعذب المنافقین و

مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی شے واجب نہیں ہے پاک ہے اللہ تعالیٰ اس سے بلکہ تمام عالم اس کی ملک ہے دنیا اور آخرت اس کی سلطنت میں ہے جو چاہے ان میں تصرف فرمادے پس اگر تمام مطیعین اور صالحین کو عذاب کرے اور ان کو دوزخ میں ڈال دے ہوگا اس کی طرف سے عدل اور جب ان کے ساتھ انعام واکرام کرے اور ان کو جنت میں داخل فرمادے تو یہ اس کی طرف سے فضل ہے اور اگر کافروں کو انعام دے اور داخل کرے ان کو جنت میں احسان کے ساتھ تو فضل اور لیکن خبر دی اس نے اور خبر اس کی سچی ہے کہ وہ ایسا نہیں کرے گا بلکہ مومنین کی مغفرت فرماتا ہے اور ان کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرتا ہے اور

یدخلهم فی النار عدلا منه واما المعتزلة فیثبتون الاحکام بالعقل ویوجبون ثواب الاعمال ویوجبون الاصلح ویمنعون خلاف هذا فی خبط طویل لهم تعالی الله عن اختراعاتهم الباطلة ۔

منافقین کو عذاب کرتا ہے ان کو دوزخ میں ڈال کر عدل سے اور لیکن معتزلہ پس وہ احکام کو عقل سے ثابت کرتے ہیں اور اعمال کے ثواب کو واجب جانتے ہیں اور اصلح کو واجب جانتے ہیں اور اس کے خلاف کو اس میں وہ لمبی فضول دلائل اور گھڑ کر پیش کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بلند ہے ۔"

علیٰ ہذا الحافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ المتوفی ۸۵۲ھ جن کی جلالت وشان کا تو مؤلف نے متعدد جگہ اعتراف کیا ہے مثلاً الکلمۃ العلیا ص ۱۱ اور رسالہ فرائد النور صفحہ ۲ اگرچہ بے تمیزی سے رسالہ اسوال العذاب صفحہ ۱۳ میں آپ کی فتح الباری جیسی مشہور ومعروف کتاب کو علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ کی لکھ دیا فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ صفحہ ۱۳۲ میں بشرح حدیث

لن ینجی احدا منکم عمله قالوا ولا انت یا رسول الله قال ولا انا الا ان یتغمدنی الله برحمته الحدیث ۔

تم میں سے کوئی بھی نجات نہ پاوے گا اپنے عمل کے ذریعہ سے عرض کیا گیا آپ بھی یا رسول اللہ فرمایا اور نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ اپنی رحمت فرماوے ۔

فرماتے ہیں ۔ ولله سبحانه وتعالی ان یعذب الطائع وینعم العاصی ولکنه اخبر انه لا یفعل ذلک وخبره صدق لا خلف فیه وهذا الحدیث یقوی مقالتهم (یعنی اهل السنة) ویرد علی المعتزلة حیث اثبتوا بعقولهم اعواض الاعمال ولهم فی ذلک خبط کثیر وتفصیل طویل (ایضا پاره ۲۷ صفحہ ۱۲۰) واعترض بعض المعتزلة بانه کیف یصح ان یامر بما لا یرید والجواب ان ذلک لیس بممتنع ولا مستحیل وقال المازری مذهب اهل السنة ان الله تعالی اراد ایمان المؤمن وکفر الکافر ولو اراد من الکافر الایمان لآمن یعنی لو قدره علیه لوقع وقال اهل الاعتزال بل اراد من الجمیع الایمان فاجاب المؤمن وامتنع الکافر فحملوا الغائب علی الشاهد لانهم رأوا ان مرید الشر شریر والکفر شر فلا یصح ان یریده الباری واجاب اهل السنة عن ذلک بان الشر شر فی حق المخلوقین واما فی حق الخالق فانه یفعل ما یشاء وانما کانت ارادة الشر شرا لنهی الله عنه والباری سبحانه لیس فوقه احد یامره فلا یصح ان تقاس ارادته علی ارادة المخلوقین ایضا فالمرید یفعل ما اذا لم یحصل ما اراده آذن ذلک بعجزه وضعفه والباری تعالی لا یوصف بالعجز والضعف فلو اراد الایمان من الکافر ولم یؤمن لآذن ذلک بعجز وضعف تعالی الله عن ذلک [illegible] پاره ۳۰ صفحہ ۳۲۱ [illegible] ملکه فله الامر کله یفعل ما یشاء لا یسئل عما یفعل ۔

حاصل یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو اختیار ہے اگر چاہے تو مطیع فرمانبردار کو عذاب کرے اور عاصی گنہگار کو
بخش دے اور ایسا ظلم نہ ہوگا لیکن اس نے خبر دی ہے کہ ایسا نہ کرے گا اور اس کی خبر سچی ہے اس میں خلاف نہیں
ہوتا اور یہ بحث اس باب میں بڑی قوی بحث ہے اور اسی مسئلہ پر وہ ہے جو لوگ حق تعالیٰ پر بطریق وجوب کے نیک اعمال کے
بدلوں کے لازم ہونے کو اور ان کو اس امر میں بڑا خبط ہے اور تفصیل طویل ہے۔ اور اس امر میں حق تعالیٰ جل شانہ
ظلم کرنے والا نہ ٹھیرے گا کیونکہ تمام عالم اسی کی ملک ہے سب پر اسی کی حکمرانی ہے جس طرح چاہے کرے کوئی
بھی اس کے کئے کی اس سے باز پرس نہیں کرسکتا" الخ ملخصاً

ایسے ہی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح المتوفی ۶۳۲ھ خلیفہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ عوارف
و مترجم مصباح الہدایہ محمود بن علی الکاشانی ؒ میں فرماتے ہیں

"ہر چند وجود فرزند بی پدر در قدرت ممکن است چنانکہ وجود عیسیٰ علیہ السلام اما در حکمت ممتنع است"	ہر چند کہ وجود فرزند بلا باپ کا قدرت الٰہی میں ممکن ہے جس طرح وجود عیسیٰ علیہ السلام کا لیکن بانداز حکمت کا ممتنع ہے"

نیز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح المتوفی ۶۳۳ھ اپنے ملفوظات مجموعہ دلیل العارفین جمع فرمودہ
خواجہ قطب الدین رح مطبوعہ مسلم پریس جھجر مترجم مولوی غلام محمد مرحوم جھجری مجلس دوم پنجشنبہ ص۱۵ میں فرماتے ہیں
"میں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی زبانی سنا ہے کہ قیامت کے روز تمام انبیاء اور اولیاء اور دیگر مسلمان
اگر پرستش نماز میں کامل نکلے تو چھوٹ گئے دوزخ کی آنچ سے بچے اور جو اس میں کامل نہ ہوا دوزخ میں گیا"
ایضاً مجلس چہارم دوشنبہ ص۲۲ حضرت خواجہ بزرگ رح نے بیان فرمایا کہ اس قدر انبیاؤں اور اولیاؤں نے جو
دنیا کو ہیچ جانا اور اس پر لعنت کی اس کا سبب یہ ہے کہ ہیبت گور اور خوف مرگ ان پر طاری تھا" نیز ترجمہ فوائد
السالکین ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح المتوفی ۶۳۳ھ جمع فرمودہ شیخ فریدالدین گنج شکر رح
مجلس اول ص۱۲ میں مرقوم ہے
"وہ لوگ جب وقت نیک پہنچتا ہے نہایت اچھی شامل حال ہو جاتی ہے جو انہیں لطف چکھنے لگتی ہے وہ تو بہتر ہے اگر چاہے ہزاروں مگر
اور خرابیوں کو ایک لحظہ میں صاحب سجادہ کرے اور اگر نشہ شدید بختی شامل حال ہوتی ہے تو تم تمہاری چلتے لگتی ہے ہزاروں صاحب
سجادہ خراب ہو جاتے ہیں پس اے بھائی حق تعالیٰ سے کبھی بے خوف نہ ہونا چاہیئے حاجت کسی کو معلوم نہیں کیا معلوم کیا ہوگا"
اسی طرح حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رح المتوفی ۷۲۵ھ کے ملفوظات فوائد الفواد جمع فرمودہ امیر
علاء حسن سنجری رح مترجم مولوی غلام محمد خاں صاحب بمیانی قصبہ جھجر ضلع رہتک میں مرقوم ہے
"مجلس سیزدہم اول رمضان المبارک جمعہ ۱۳ ۷۰۷ھ گفتگو عدل اور ظلم کے بارہ میں ہو رہی تھی آپ نے

ارشاد فرمایا کہ معاملہ حق کے ساتھ دو قسم پر ہے عدل ہے یا فضل اور معاملہ خلق [illegible] تین طرح پر ہے عدل
یا فضل یا ظلم کہ حق اللہ [illegible] عدل یا فضل کریں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ معاملہ بالفضل کرے گا اور خلق
آپس میں ظلم کرے گی معاملہ حق ان کے ساتھ عدل کا ہوگا اور اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ معاملہ عدل کا کرے گا وہ
مستحق عقوبت ہوگا خواہ وہ پیغمبر وقت ہی ہو جب آپ یہ فرما چکے میں نے عرض کی کہ ایک حدیث شریف میں
وارد ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کل بروز قیامت مجھے اور میرے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کو دوزخ
میں ڈالیں تو بھی عدل ہی ہے آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ بیشک عدل ہوگا کیونکہ تمام عالم اللہ تعالیٰ کی
ملک ہے اور اپنی ملک میں تصرف کرے گا۔ وظلم نہیں ہے ظلم غیر کی ملک میں ناجائز تصرف کرنے سے ہوتا ہے
اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مذہب اشعری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو روا ہے کہ مومن کو جاودان دوزخ میں رکھے
اور کافر کو بہشت بریں میں رکھے اور دلیل ان کی یہی تصرف در ملک ہے لیکن اپنے مذہب میں معاملہ اس کے
برخلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون وقل ھل یستوی الاعمی والبصیر	"دانا اور نادانا برابر نہیں ہو سکتے اور نابینا وبینا کیا برابر ہو سکتے ہیں"

اور ایسے ہی کئی مثالیں قرآن شریف میں موجود ہیں اس کی حکمت اسی امر کی مقتضی ہوتی ہے کہ مومن کو ہمیشہ بہشت
میں اور کافر کو ہمیشہ دوزخ میں رکھے اور مثال اس کی یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس مال ہو اور وہ اسے خرچ کرنے کا
اختیار ہے لیکن اگر وہ اپنے مال کو کنوئیں میں ڈال دے تو دانائی اور حکمت سے بعید ہوگا"
ان تمام ملفوظات کو مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح نے اخبار الاخیار میں مستند تذکرہ فرمایا ہے۔ جو
مولوی نعیم الدین کے مسلمات سے ہے۔ علی ہذا حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رح المتوفی ۷۸۲ھ جن کو اخبار
الاخیار میں مشاہیر مشائخ ہندوستان کہہ کر مناقب بیان کئے اور تصنیفات خصوصاً مکتوبات کو لطیف ترین کتاب
طریقت اور اسرار حقیقت بتایا ہے۔ آپ اپنے مکتوبات سہ صدی مطبوعہ اسلامی لاہور ۱۳۱۹ھ، مکتوب
ششم ص۔۔ میں فرماتے ہیں۔
"معلوم [illegible] گفت کہ از صدیقان و پارہ کرد [illegible] اشتعال قطرہ آب گرداند خود [illegible]
موسیٰ [illegible] آید [illegible] گر خداوند عمل [illegible] گرید [illegible] سنگ زدو [illegible]
دید صد ہزار [illegible] گرفتہ [illegible] گرند
صد ہزاران [illegible] گذشتہ — رب ارنی گرشتہ دیدار جو ہاں آمدہ
ایضاً [illegible]

عرش نسبت بآں ذرہ حقیر پارہ است والسلام والیضاً مکتوب سی و نہم مشارالیہ میں فرماتے ہیں اگر جہاں در عظمت و عزت

او نظر کنی ہمہ موجودات معدوم بینی و چوں سلطان عظمت و قدرت او نگری و ہمہ معدومات را موجود یابی اگر خواہد

در ہر لحظہ صد ہزار چوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیافریند و ہر نفسے از انفاس ایشاں مقام قاب قوسین دہد و بہ

جلال وے ذرہ زیادت نگردد و اگر خواہد در ہر نفسے صد ہزار چوں فرعون بیافریند تا دعوی انا ربکم الاعلیٰ

کنند و در جلال و کمال او ذرہ کم نگردد و اگر خواہد ہر کہ در روئے زمین کافرے و مشرکے است در دریائے رحمت غرق

کند و از صفت قہر او ذرہ کم نگردد و اگر خواہد ہر کہ در عالم نبی و ولی است ہمہ را یک سلسلہ قہر کشد و خالداً و

مخلداً در عذاب الیم بدارد از صفت رحمت و سعہ دوہ کم نیاید اے برادر آنجا کہ قدرت و عظمت او علم زند

کبریات و مقدورات و مخلوقات را چہ خطر ایضاً مکتوب پنجاہ و سوم مشارالیہ میں فرماتے ہیں اگر ہشت

بہشت را عین دوزخ گرداند و دوزخ را عین بہشت و از میانہ کعبہ کلیسا بر آرد و از کلیسا کعبہ سازد و

ملائکہ ملکوت را لباس ملکی از سر برکشند و شیاطین را خلعت ملکی پوشانند و تاج قدسی بر سر نہند

و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ خاتم رسالت بود و عیسیٰ را کہ سرور طہارت بود و یحییٰ را کہ ہرگز گناہ نکردہ

است و نہ اندیشیدہ در یک سلسلہ نہد و خالداً و مخلداً در دوزخ بدارد از کس نہ اندیشد و از کسے

باک ندارد و یک ذرہ گرد ظلم بدامن عدالتش ننشیند چگونہ نہ جائے قرار و ایمنی بود کہ ہر روز دعوی وجود

بینی بود آں یکے کہ سرمایہ ہشتصد ہزار سال تقدیس و تسبیح در دست داشت و معلم ملائکہ و استاد ایشاں

بود یکبارہ بعضی نگفت ابا و بدانچہ دید دانست آنچہ دانست و روزے جبرئیل علیہ السلام بحضرت رسالت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسیدہ بود پرسید کہ حال در حظیرۂ قدس چگونہ است گفت تا آں یکے را آں

سیاں ماہیر دیں کردند ہیچ فرشتہ در آنجا خود ایمن نماندہ است ایضاً مکتوب پنجاہ و ہشتم مشارالیہ میں فرماتے ہیں

گاہ از زیر دامن شقی ولی بیروں آرد و گاہ از زیر دامن ولی شقی پیدا آورد و گاہ سگ را در صف اولیاء نشاند

گاہ ولی را در طویلہ سگاں بند دو لکن چوں قبول خواہد کرد وعدہ کند و چوں رد خواہد کرد ہیچ جرم قبول نکند

ایضاً مکتوب بست و دوم مشارالیہ یوں فرماتے ہیں اور اخلاص و بے استعدادی را نہ اعتبار و نہ لنگی خوش

ہر بیت نباشد نظر بر قدرت و فضل او باید داشت اگر خواہد ہزار ہزار کلیسا و بتخانہ را کعبہ و بیت المقدس

گرداند و ہزار ہزار عاصی و فاسق را حبیب اللہ و خلیل اللہ خطاب کند و حقے در میان نبود و اگر خواہد یک لمحہ ہزار

کوہ طور و موسیٰ گرداند ہزار ہزار مشرک بت پرست را موحد گرداند و یحییٰ در میان نہ و ہزار ہزار لعنتی را

بہ ہزار ہزار نوازد [illegible] کسی را از سر و جیل [illegible] ایضاً مکتوب ہشتاد و ہشتم [illegible] میں فرماتے ہیں

گاہ گر نیند و گر شاد دہشاد فی کل وقت [illegible] اگر خواہم [illegible] گاہ [illegible] ہمہ خواہی

[illegible] عرش مستغنی کے آگے بے پاک [illegible] **خلاصہ ترجمہ** ابوالحسن

خرقانی لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام عقل کے تیغ قہر سے پارہ پارہ کر دیئے ان کے جگر کے استغنا نے خطرو آب کر ڈالا

اور اپنا آپ کسی کے ساتھ وابستہ نہ کیا موسیٰ علیہ السلام کے دل میں آیا مجھ سے حق تعالیٰ کلام فرماتا ہے

خدا جل اپنے عصا کو پتھر پر مارا پتھر چرکیا تو دیکھا کہ سو ہزار مانند موسیٰ علیہ السلام کے اپنے اپنے عصا ٹوپی

سر پر رکھے ہوئے رب ارنی کہہ رہے ہیں اور اگر حق تعالیٰ چاہے ایک لحظہ میں ہزار ہزار آدم اور عالم پیدا فرما

دے اور ہزار ہزار مانند حبیب اور خلیل کے کر دے اس کی قدرت کے سامنے عرش و فرش ذرہ حقیر کے برابر ہے

جب اس کی عظمت و عزت میں نظر کرے تمام موجودات کے عدم پر نظر پڑے اور جب اس کی بادشاہت عظمت

و قدرت کا دھیان کرے تمام معدومات کو موجود پاوے اگر چاہے تو آن میں لاکھ مانند محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا فرما دے

اور ان میں سے ہر ایک کو مقام قاب قوسین عطا فرما دے تو اس کے جلال میں ذرہ بھر کمی نہ آوے گی۔ اور اگر

چاہے تو اسی طرح لاکھوں فرعون جیسے پیدا فرما دے یہاں تک کہ وہ دعویٰ انا ربکم الاعلیٰ کا کریں تو اس کے

جلال و کمال میں ذرہ بھر کمی نہ آوے گی اگر چاہے تو جس قدر زمین پر کافر و مشرک ہیں سب کو دریائے رحمت میں غرق

کر دے تو اس کی صفت قہر میں ذرہ بھر کمی نہ آوے گی اگر چاہے تو جتنے عالم بھر میں نبی اور ولی ہیں سب کو

ایک سلسلہ قہر میں کھینچے اور ہمیشہ عذاب دردناک میں مبتلا رکھے تو اس کی صفت رحمت میں ذرہ بھر

کمی نہ آوے گی اے برادر! اس جگہ کہ اس کی قدرت و عظمت کے علم کا ظہور ہو کبریائی و مقدورات اور

مخلوقات کا کیا خطرہ ہے اگر آٹھوں جنتوں کو عین دوزخ کر دیوے اور دوزخ کو عین بہشت اور درمیان

کعبہ کے کلیسا کو لے آوے اور بتکدہ سے کعبہ بنا دے اور ملائکہ ملکوت کا لباس ملکی سر سے اتار دے

اور شیاطین خبائث کو خلعت ملکی پہنا دے اور تاج قدسی سر پر رکھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

خاتم رسالت تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کو سرور طہارت تھے اور یحییٰ علیہ السلام کو کہ ہرگز کوئی

گناہ نہ کیا تھا اور نہ کچھ اندیشہ تھا ایک سلسلہ میں باندھے اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رکھے کسی سے

نہ اندیشہ رکھے اور نہ کسی کی پرواہ اور ایک ذرہ گرد ظلم اس کے دامن عدل پر نہ بیٹھے پھر کیونکر

جائے قرار اور بے خوفی کا ہووے اور کس طرح دعویٰ خود بینی کا ہووے ایک کہ سرمایہ سات سو

ہزار سال تقدیس و تسبیح اس کی تھی اور معلم ملائکہ اور ان کا استاد تھا ایک بار سے زیادہ انکار نہ کیا

اور جو کچھ انجام ہوا دیکھا اور پایا ایک روز جبرئیل علیہ السلام خدمت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پہنچے دریافت فرمایا کہ حال حظیرۃ القدس کا کیونکر ہے کہا جب سے اس ایک کو نارسیدہ [illegible] ہے

[illegible] کوئی فرشتہ [illegible] اپنے [illegible] امن [illegible] ہے اور کسی

دامن ہی تھامے تسلی پیدا کرتا ہے اور کبھی کتے کو اولیاء کی صف میں بٹھاتا ہے اور کبھی علی کو کتوں کے طویلے میں باندھتا ہے ولیکن جو چاہے قبول کرے تو رد کرے اور جو چاہے رد کرے کسی چیز کو قبول نہ کرے۔ اپنے اخلاص پر نازاں ہے استعدادی سے اور ادبار و آلودگی سے پست ہمت نہ ہو رہے نظر اس کی قدرت اور فضل پر رکھنا چاہیے اگر چاہے ہزار ہزار کلیسا اور بت خانہ کو کعبہ اور بیت المقدس بنا دے اور ہزار ہزار گنہگار اور فاسق کو حبیب اللہ اور خلیل اللہ کا خطاب عطا فرما دے اور کوئی درمیان میں حائل نہ ہو رہے اور اگر چاہے ایک لمحہ میں ہزار ہزار کافر کو مومن بنا دے اور ہزار ہزار مشرک اور بت پرست کو موحد بنا دے اور کوئی مہلت درمیان میں نہ ہو اور ہزار ہزار لعنتی کو رحمتی اور ہزار ہزار خراباتی کو مناجاتی کسی کو ذرہ بھر چون و چرا نہ ہو" کبھی فرماتے ہیں اگر چاہتے ہم بلند تر سے ہر گاؤں میں بھیج دیتے ہم کبھی کنجیاں تمام خزانوں کی ہمارے دروازے پر بھیج دیتے ہیں اور کبھی ایک پیالہ جو کھیلنے دو عاقبت سے ابو شعیب پر کوشش تمام لیجاتے ہیں"

نیز صحائف السلوک رقعات حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی المتوفی ۷۵۷ھ مسلم پریس قصبہ جھجر ص۔۔ میں مرقوم ہے

غرور امر دو انگارد و خلق را سنگ و کلوخ شمارد
ایضاً ص۔۔ ایں ہے جدائی کہ در عالم ہیچ کس مستحق حمد
نیست و او بجمیع محامد سزاوار است کہ الف و
لام ایں جا برائے استغراق جنس است۔ ایضاً ص۔۔
ہمہ ہے عزیزین کعبہ و زنات از سنگے و کلوخی
پیش نہ پس شرک بود مزاایان عزیزین مکہ و
طائف و مصر و بغداد ایشاں را یکساں بود ایضاً
ص۔۔ ہمہ ہے در کمال معرفت عجز مصطفے بین کہ لا
احصی ثناء علیک

مانے آپ کو مردہ جانیں نے اور خلق کو پتھر اور ڈھیلے
شمار کرے" اور جان تو کہ عالم میں کوئی شخص مستحق حمد
نہیں ہے اور وہی تعالیٰ شانہ تمام محامد و تعریف
کے لئے سزاوار ہے کہ الف اور لام اس جگہ
استغراق جنس کے لئے ہے اور عزیزین کعبہ اور عزات
ایک پتھر اور ڈھیلے سے زیادہ نہیں ہے اور پس حق
تعالیٰ کی ملک کے ہوا میں اگر شرک ہو گا تو ایمان عزیزین
کو لات اور عزیٰ اور منات ... کے نزدیک یکساں ہو گئے
کمال معرفت میں مصطفیٰ کا عجز دیکھو کہ لا احصی ثناء علیک فرماتے ہیں"

نیز حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی المتوفی ۹۴۵ھ رحمۃ اللہ علیہ کی توصیف و کمالات اخبار الاخیار ص۔۔ مؤلفہ مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی میں بہ بسط مرقوم ہیں اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے رسالہ الفیصلہ ... محمود پریس مدرسہ نظامیہ حیدرآباد دکن ص۔۔ میں آپ کی نسبت فرماتے ہیں: حضرت شیخ شاہ محمد قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ" نیز مؤلف کی مستند کتاب انوار ساطعہ نعیمی پریس مراد آباد ص۔۔ میں لکھا ہے "حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ" آپ اپنے مکتوبات قدوسی مطبوعہ احمدی دہلی کے ابتدا میں تحریر فرماتے ہیں از فقیر حقیر عبد القدوس اسمعیل حنفی ... چشتی ص۔۔ مکتوب ... میں مرقوم ہے

او تعالیٰ قدرت کہ ممتنع بنفسہ را در وجود آرد و
در میدان امکان بسپارند ایضاً مکتوب نود و ششم
ص۱۵۱ و محال کہ بنظر خلاف حکمت حق محال ست ممتنع لغیرہ
است چنانچہ دخول انبیاء در دوزخ و دخول کافران
در بہشت و ہمچنیں خلاف علم حق چنانچہ ایمان ابوجہل
و فرعون کہ امتناع وجود بحکم خبر محکم گشتہ۔ ایضاً مکتوب
صد و شانزدہم ص۔۔ ایں جا خواں انبیاء و اولیاء
آب میشود و خاک حسرت و ندامت بر سر شاں می
ریزند ایضاً مکتوب صد و ہفتاد و دوم ص۔۔
ممکن الوجود ما ایں نیز بر سہ قسم است یکی ممکن لغیرہ
و ممتنع لذاتہ و آں جملہ محالات است کہ وجود آں
بنظر حس و عقل ممتنع است و اما بنظر قدرت حق
ممکن است دوم ممکن لذاتہ و ممتنع لغیرہ و آں
خلاف حکمت و حق ست چنانچہ خلود انبیاء در
دوزخ و خلود کافران در بہشت و آں اگرچہ بنظر ذات
خود ممکن است اما بنظر حکمت خلاف حکمت حق ست
ممتنع است چنانچہ ایمان ابوجہل و فرعون کہ
امتناع وجود آں بحکم خبر محکم است اما بنظر ذات خود
ممکن است سیوم لذاتہ و لغیرہ چو شریک باری تعالیٰ
در کتب اصول فقہ صریح واقع ست۔

در حق تعالیٰ قادر ہے کہ ممتنع بنفسہ کو وجود میں لاوے
اور میدان امکان میں رکھے۔ اور محال بنظر خلاف
حکمت حق تعالیٰ کے محال ہے ممتنع لغیرہ ہے جس طرح داخل
کرنا انبیاء علیہم السلام کا دوزخ میں اور داخل کرنا کافروں
کا بہشت میں اور اسی طرح خلاف علم حق تعالیٰ کے جس طرح ایمان
ابوجہل اور فرعون کا کہ امتناع اس کے وجود کا بحکم خبر محکم کے ہو چکا
ہے اس مقام پر خوف انبیاء اور اولیاء کا پانی ہو جاتا ہے۔ اور
خاک حسرت و ندامت ان کے سر پر پڑتی ہے۔ ممکن
الوجود اور یہ بھی تین قسم پر ہے ایک ممکن لغیرہ و ممتنع
لذاتہ اور وہ جملہ محالات میں سے ہے کہ وجود ان کا بنظر
شرعی حسی اور عقل کے ممتنع ہے اور لیکن بنظر قدرت
حق تعالیٰ کے ممکن ہے دوم ممکن لذاتہ و ممتنع
لغیرہ اور وہ خلاف حکمت حق تعالیٰ کے ہے جس
طرح داخل کرنا انبیاء کا دوزخ میں اور داخل کرنا
کافروں کا بہشت میں اور وہ اگرچہ بنظر ذات اپنی
کے ممکن ہے لیکن بنظر اس کے کہ خلاف حکمت حق
تعالیٰ کے ہے ممتنع ہے جس طرح ایمان لانا ابوجہل اور
فرعون کا کہ امتناع اس کے وجود کا بحکم خبر محکم ہے لیکن بنظر
اپنی ذات کے ممکن ہے سوم لذاتہ و لغیرہ جیسا شریک باری تعالیٰ
ہونے کے کتب اصول فقہ میں صریح واقع ہوا ہے"

ایسے ہی حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی المتوفی ۱۰۳۴ھ مستند مولوی صاحب بریلوی کے مکتوبات جلد اول ص۲۲۲ میں فرماتے ہیں

او تعالیٰ مالک علی الاطلاق است و عباد مملوک
وے سبحانہ پس ہر چہ و تصرفے کہ در ایشاں
فرماید عین خیر و صلاح است و از شائبہ ظلم و

وہ حق تعالیٰ جل شانہ مالک علی الاطلاق ہے اور تمام
بندے اس کے مملوک ہیں پس ہر حکم اور ہر تصرف جو
ان میں فرماتا ہے عین خیر و صلاح ہے اور شائبہ ظلم و ...

فلا منزہ و مبراست لا یسئل عما یفعل ست
کہ از ہرہ آنکہ از بیم او
کشاید زباں جز بہ تسلیم او۔
واگر ہمہ را بدوزخ فرستد وعذاب ابدی فرماید
جائے اعتراض نیست وملک غیر را تصرف
بے شائبہ ستم پیدا کند بخلاف املاک کہ فی
الحقیقت املاک او ست سبحانہ جمیع تصرفات از وے
آنجا معنی ستم است زیرا کہ صاحب شرع بواسطہ
بعضے مصالح آں املاک را با نسبت داده است
و فی الحقیقت املاک او ست سبحانہ پس تصرف
در آنجا بجائے خود تجویز باشد کہ مالک علی الاطلاق
آں تصرف را تجویز فرموده است و مباح ساختہ
ایضاً ص ۲۴۳ و خلف در وعید حق جائز دارد۔

اس کی ذات منزہ و مبرا ہے کیونکہ اس سے پوچھا نہیں جا سکتا کہ
یہ کام کیوں کر کیا گیا اس کے خوف سے کس کو مجال ہے
کہ بجز تسلیم کے اس کے روبرو زبان کھول سکے اور اگر
تمام کو دوزخ میں بھیج دے اور عذاب ابدی میں جھونک دے
کوئی جائے اعتراض نہیں ہے اور ملک غیر میں ہمارا تصرف کرنا
بے شائبہ ستم پیدا کرتا ہے بخلاف ہماری املاک کے کہ فی الحقیقت
اسی کی املاک ہیں جمیع تصرفات ہمارے اس میں ستم کرنا ہے کیونکہ
صاحب شرع نے بواسطہ بعضے مصالح کے ان املاک کو ہماری
طرف نسبت فرمایا ہے اور فی الحقیقت املاک حق سبحانہ
تعالیٰ ہی کی ہیں پس تصرف ہمارا ان میں تعدی جائز ہوگا
کہ مالک علی الاطلاق نے اس تصرف کو تجویز فرمایا ہے اور
مباح کر دیا ہے اور خلاف وعید حق تعالیٰ کو جائز رکھا
گیا ہے۔"

نیز مولانا شاہ عبدالحق دہلوی تکمیل الایمان ص ۴ و ص ۴۳ میں فرماتے ہیں۔

ثواب مطیعان بفضل او ست وعقاب عاصیان
بعدل او وے تعالیٰ در ہر دو حالت محمود است
ہم در عدل و ہم در فضل و کرم و ہیچ کس را بروے
حقے و استحقاقے نیست الا آنکہ وے خبر داده است
کہ مطیعان را ثواب دہم و عاصیان را عقاب کنم
البتہ چنیں خواہد بود کہ وے گفتہ است ولیکن
بروے واجب نیست و اگر در شے خلاف آن
کند دیگرے را مجال نے کہ گوید چرا چنیں کردی
پس ظاہر شد کہ حکم او چناں است کہ در وعده
خلف نہ شود در وعید روا باشد کہ خلاف کند ایں معنی
کرم او ست عادت کریمان این است اگر

یہ مطیعین کے لئے ثواب اس کے فضل سے ہے اور عاصیوں
کو عقاب اس کے عدل سے ہے اور وہ حق تعالیٰ دونوں حالت
میں محمود ہے عدل اور قہر میں اور فضل اور کرم میں اور کسی
شخص کو اس کے اوپر کوئی حق اور کوئی استحقاق نہیں ہے مگر یہ
کہ اس نے خبر دی ہے کہ مطیعوں کو ثواب دیتا ہوں۔ اور
عاصیوں کو عقاب کروں گا بے شک ایسا ہی ہوگا جو اس نے فرمایا ہے
لیکن اس کے اوپر واجب نہیں ہے اگر کسی شئے خلاف اس کے کرے
دوسرے کو مجال نہیں کہ کہوے کس واسطے ایسا کیا۔ پس ظاہر
ہوا کہ حکم اس کا اسی طرح ہے کہ وعدہ میں خلاف نہ فرمائیگا
اور وعید میں ہو سکتا ہے کہ خلاف کرے یہ معنی کرم اس کا
ہے عادت کریموں کی یہی ہے اگر وعدہ انعام و احسان

وعده انعام و احسان البتہ کنند و وفا کنند کریم
اذا وعد وفا و اگر بہ قہر و عذاب خبر رسانند
بوجود نیارند و بعضے برین اند کہ خلاف در وعده
وعید او قطعاً روا نیست و الا کذب اخبار او لازم آید
تعالیٰ عن ذالک جوابش آنست کہ بہ قرینہ
اقتضائے کرم در اخبار وعید شرط مشیت مقدر
بود اگرچہ تصریح بداں نکرده باشند و غیر و عفو
مقید باشند و آیات و احادیث کہ در آنجا تصریح
بمشیت و عفو واقع است نیز قرینہ آں تواند بود
یا خود مراد از اخبار وعید استحقاق عذاب است
نہ وقوع بالفعل یا مراد بداں انشائے وعید است
نہ حقیقت اخبار پس کذب و تبدیل لازم نیاید
فافہم واللہ الموفق وہو اعلم و ایضاً سبحانہ
تعالیٰ اگر خواہد غیر مطیع را ثواب دہد و مطیع را ند بد
چنانچہ سابق در بیان عقاید معلوم شد اسی طرح
شاہ صاحب موصوف مدارج النبوۃ ج ا ص ۱
میں فرماتے ہیں "نعم خلاف در آنست کہ
آیا جائز است عقلاً نزد معتزلہ برانند کہ جائز
نیست عقلاً زیرا کہ آں موجب تمہید و تنفیر است
و نزد اصحاب ما کہ گروه اہل سنت و جماعت اند
ایشاں جائز است کہ حق تعالیٰ یکے را از چاه ضلالات
برآورده ہدایت رسانیده بمرتبہ نبوت رساند
و لیکن نقل و دلیل سمعی بر آنست کہ ایں جائز نشود
و نشده۔ ایضاً از کمال عجیب بر خدا ہیچ چیز
[illegible] روایت کرد

کرے گا تو اس کو پورا کرے گا (کیونکہ) کریم اذا وعد وفا
مشہور ہے اور اگر قہر و عذاب کی خبر دی ہو تو [illegible]
بعض علماء اسی پر ہیں کہ خلاف وعدہ اور وعید میں
اس کے قطعاً جائز نہیں ہے ورنہ کذب اس کی خبر میں لازم
آوے گا پاک ہے وہ اس سے جواب اس کا یہ ہے کہ
بقرینہ اقتضائے کرم کے اخبار وعید میں شرط مشیت مقدر
ہوئے اگرچہ تصریح اس کی نہ فرمائی گئی ہو اور غیر و عفو
کی مقید ہوں اور آیات و احادیث میں کہ جس جگہ تصریح
بمشیت و عفو واقع کے ساتھ پائی جاتی ہے بھی نیز
قرینہ اس کا ہو سکتا ہے یا خود مراد اخبار وعید سے استحقاق
عذاب کا ہے نہ وقوع بالفعل یا مراد انشاء وعید کا ہے
نہ حقیقت اخبار پس کذب اور تبدیل لازم نہیں آتا سمجھو
و تعالیٰ اگر چاہے غیر مطیع کو ثواب دے اور مطیع کو عذاب دے جس طرح پہلے
عقائد میں معلوم ہو چکا ہے البتہ اختلاف اس میں ہے کہ آیا جائز ہے
عقلاً یا نہیں معتزلہ کہتے ہیں کہ جائز نہیں ہے عقلاً کیونکہ
تمہید اور تنفیر کا موجب ہے اور ہمارے اصحاب کے نزدیک
کہ گروه اہل سنت و جماعت ہیں یہ بھی جائز ہے۔ کہ
حق تعالیٰ ایک کو چاہ ضلالت سے نکالے ہدایت
کو پہنچا کر مرتبہ نبوت تک پہنچا دے اور لیکن نقل
اور دلیل سمعی قرآن و حدیث کی اس پر ہیں
کہ یہ جائز و واقع نہیں ہوا اور نہ ہوگا محال نہیں ہے
حق تعالیٰ پر کوئی چیز" اور ابوداؤد اور ابن
ماجہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا امت کے لئے آخر وقت میں
[illegible] کی مغفرت کی مگر ظلم کی کہ البتہ

اندکہ آنحضرت دعا کرد مرامت خود را در عشیہ
عرفہ بمغفرت جواب آمد کہ مغفرت کردم مگر ظالم
را کہ البتہ ادرا از جہت مظلوم بگیرم پس آنحضرت
فرمود پروردگار من تو قادری اگر خواہی مظلوم
را بہشت دہی و ظالم را ببخشی در آں وقت
جواب ایں دعا نیامدہ چوں صبح در مزدلفہ صبح کرد
اعادہ کرد ایں دعا را جواب آمد اجابت کردم
آنچہ تو خواستے پس بخندید آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما گفتند یا
رسول اللہ مادر و پدر من تو فدائے تو باد ایں
ساعتے نبود کہ تو در آنجا بخندی ہمیشہ خندان
دارد ترا خدا تعالیٰ فرمود عدو خدا ابلیس
چوں دانست کہ اجابت کرد حق تعالیٰ دعا
مرا بخشید امت مرا خاک بر سر ریخت و لوائے
ویلا و فریاد کرد دیگر بخیت پس مرا خندہ آورد مرا
آنچہ دیدم از جزع و فزع وے۔

اس کو بوجہ مظلوم کے پکڑیں گے۔ پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا پروردگار میرے
تو قادر ہے اگر چاہے مظلوم کو بہشت عطا دے
اور ظالم کو بخش دے اس وقت جواب اس دعا
کا نہ آیا پھر جو مزدلفہ میں صبح کو اعادہ اس دعا کا کیا
جواب آیا میں نے قبول کیا جو کچھ تو نے درخواست
کی پس ہنس دیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور
عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا یا رسول اللہ
ماں باپ ہمارے آپ پر فدا ہوں یہ گھڑی
ہنسنے کی نہیں کہ آپ اس مقام میں ہنسے
ہمیشہ حق تعالیٰ آپ کو ہنستا رکھے
فرمایا دشمن خدا ابلیس نے جو معلوم کیا کہ حق تعالیٰ
نے میری دعا قبول فرمائی اور میری امت کو بخش دیا
سر پر خاک ڈال کر وائے ویلا اور فریاد کرکے
لوٹنے لگا پس مجھے ہنسی آئی جو کچھ میں نے دیکھا
اس کی جزع فزع کو (از مشکوٰۃ ص۲۲۹) [1]

اس حدیث سے بظاہر ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ جل شانہ اپنے ارادہ وعید کے خلاف ظالم کو محض اپنی قدرت
کاملہ کی بنا پر حسب مشیت خود بخش دیتا ہے کیونکہ ارادہ کے بعد تکوین کا درجہ ہوتا ہے اور یہ سب حق تعالیٰ
کے علم و قدرت و ارادہ میں ہے کوئی چیز خلق میں اس کے امکان سے خارج اور محال نہیں اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
باوجود اطلاع فرمائے جانے ظالم کے عقاب کے بنظر قدرت و امکان حق تعالیٰ کے دوبارہ سوال کیا تو قبول
فرما لیا گیا اگر محال جانتے تو کیوں سوال کیا جاتا۔ علیٰ ہذا امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی رحمہ اللہ جن کو مولوی صاحب
بریلوی حیات الموات ص۵۵ میں مستند مان کر علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمہ اللہ کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور
نور رسالہ مستند مولوی نعیم الدین مطبوعہ نعیمی پریس مراد آباد صفحہ ۱۰ میں خاتم المحدثین زرقانی رحمہ اللہ
لکھا ہے۔ اور مولوی نعیم الدین نے بھی اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۵ میں آپ کی نسبت امام علامہ محمد بن

[1] یہ روایت ضعیف ہے تفصیل تنقیح الرواۃ ص۱۲۷ ج ۲ میں ملاحظہ ہو (ع ح)

عبد الباقی زرقانی لکھا ہے تو آپ اپنی نفیس کتاب شرح مواہب اللدنیہ میں کہ آپ نے آٹھ جلدوں میں عالیہ
میں تمام فرمایا ہے جلد ثانی ص۱۰ میں فرماتے ہیں۔

(یمحو اللہ ما یشاء ویثبت) واستدل
بہا الحنفیۃ علی تبدل السعادۃ والشقاوۃ
اور جلد سادس ص۳۸ میں فرماتے ہیں وفیہ
دلیل علی ان قدرۃ اللہ تعالیٰ لا یعجزہا
ممکن) ای لا یمتنع من التعلق بہ بل
یجوز تعلقہا بسائر الممکنات لا بالمستحیل
لانہا لا تتعلق بہا اصلا ولذا قیل
بممکن فلا یغرب عنہ انہا تعجز عن
التعلق بالمستحیل لانہا لا تتعلق بہا
اصلا فلا یلتفت الی مثل ہذا
الایہام وایضا ص۲۹۳ میں فرماتے ہیں
(الا ان الدلیل السمعی قام علی
ان ہذا الجائز لم یقع) لشیء من
الانبیاء اصلا) اور جلد ثامن ص۲۱۱
میں فرماتے ہیں) وفی روایۃ عبد اللہ
بن احمد فقال یا رب انک قادر ان
تغفر للظالم وتثیب المظلوم خیرا
من مظلمتہ وایضا ص۵۵ میں فرماتے
ہیں کما فی البخاری ومسلم من حدیث
عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال لن یدخل احد الجنۃ
بعملہ قالوا ولا انت یا رسول
اللہ قال ولا انا الا ان یتغمدنی [illegible]

آیت یمحو اللہ ما یشاء ویثبت (مٹاتا ہے اللہ
جو چاہے اور قائم کرتا ہے جو چاہے) اس سے علماء
حنفیہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ حق تعالیٰ تقدیر کو بدل
دیتا ہے۔ اس میں اس پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی
قدرت کو ممکن عاجز نہیں کرسکتا یعنی نہیں روکیگا
اس کو اس کے ساتھ تعلق سے بلکہ تمام ممکنات کے ساتھ
قدرت کا تعلق جائز ہے نہ غیر ممکن کے ساتھ اس لئے کہ
غیر ممکن کے ساتھ قدرت کا تعلق کبھی نہیں ہوتا اور اسی
واسطے بقید ممکن کے ساتھ کہا گیا پس نہیں سمجھا جاویگا
اس سے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت غیر ممکن کے ساتھ تعلق
رکھنے سے عاجز ہے اس لئے کہ قدرت مستحیل کے ساتھ
کبھی تعلق رکھتی ہی نہیں ہے کہ تعلق رکھنے سے عاجز
ہو پس اس وہم کی طرف توجہ نہ کی جاوے گی اور بیشک
دلیل سمعی قرآن و حدیث اس امر پر قائم ہے کہ یہ امر
واقع نہیں ہوا کسی نبی کے لئے انبیاء علیہم السلام میں سے
کبھی اور ایک روایت میں عبد اللہ بن احمد کے طریق سے مروی
ہے کہ انہوں نے کہا آپ نے فرمایا اے رب بیشک تو اس پر قادر
ہے کہ ظالم کی مغفرت فرما دے اور مظلوم کو اس پر ظلم کا بدلہ
نیک اجر ثواب عطا فرما دے مرجیسا کہ صحیح بخاری اور
مسلم میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص ہرگز
جنت میں محض اپنے عمل کے سبب سے داخل نہیں ہوسکتا صحابہ
[illegible]

الله برحمته. فلذلك لو عذب اهل سموات واهل ارضه لعذبهم وهو غير ظالم لهم ولو رحمهم لكانت رحمته خيرا من اعمالهم كما في حديث ابي بن كعب عند ابي داؤد وابن ماجه.

رسول اللہ نے فرمایا اور یہی بھی نہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھ کو داخل فرماوے اور اسی واسطے اگر وہ اہل سماوات اور اہل زمین کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہیں ہوگا اور اگر ان پر رحم فرماوے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہے جیسے کہ حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں وارد ہے جس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔"

علی ہذا جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ المتوفی ۱۲۲۵ھ تلمیذ رشید مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ و خلیفہ ارشد مرزا مظہر جان جاناں شہید و مستند مولوی صاحب بریلوی تفسیر مظہری ص ۲۵ میں فرماتے ہیں۔

وان الله لا يخلف الميعاد اي ما في الوعيد يجوز عندنا المغفرة وان لم يتب وقالت الوعيدية والمعتزلة لا يجوز الخلف في الوعيد ابدا.

"کیونکہ اللہ نہیں خلاف کرتا اپنے وعدہ میں اور لیکن وعید میں خلاف پس ہمارے یہاں جائز ہے مغفرت اگرچہ توبہ نہ کی ہو اور کہا وعیدیہ نے اور معتزلہ نے کہ نہیں جائز ہے خلاف کرنا وعید میں بھی۔"

اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ المتوفی ۱۲۳۹ھ تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۰۸ میں فرماتے ہیں۔

از باری تعالیٰ نزد اہل سنت ظلم ممکن نیست زیرا کہ ہمہ مخلوقات خلق و ملک او یند ہر چہ خواہد کند و مع ذالک تجویز تعذیب چیزے دیگر است و وقوع آں چیزے دیگر۔ ایضاً ص ۲۱۳ عقیدہ ہفتم آنکہ اللہ تعالیٰ قادر مختار است ہر چہ میکند بارادہ و اختیار میکند اسماعیلیہ گویند کہ او تعالیٰ قادر نیست۔ عقیدہ ہشتم آنکہ حق تعالیٰ بر ہمہ چیز قادر است شیخ ابو جعفر طوسی و شریف مرتضیٰ و جمع کثیر از امامیہ دریں عقیدہ خلاف دارند گویند کہ او تعالیٰ بر عین مقدور بندہ قادر نیست۔ [illegible] واللہ علی کل شیء قدیر۔

"اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے ظلم ممکن نہیں ہے کیونکہ تمام مخلوقات خلق و ملک اسی کی ہیں جو کچھ چاہے کرے اور باوجود عذاب تجویز کرنا دوسری چیز ہے اور وقوع اس کا دوسری چیز ہے۔ عقیدہ ساتواں یہ کہ اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے جو کچھ کرتا ہے ارادہ اور اختیار کے ساتھ کرتا ہے اسماعیلیہ (فرقہ روافض) کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ قادر مختار نہیں ہے اور عقیدہ آٹھواں یہ کہ حق تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ شیخ ابو جعفر طوسی و شریف مرتضیٰ اور جماعت کثیر امامیہ اس عقیدہ میں خلاف رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ عین مقدور بندہ پر قادر نہیں ہے واللہ علی کل شیء قدیر ان کے جھوٹا [illegible] ہر چیز کو ... ظلم خالق و مالک سے متصور

بکوکب اشان لیس است۔ ایضاً ص ۲۱۴ آنکہ ظلم از خالق و مالک متصور نیست چہ ہر چہ خواہد در ملک خود تصرف فرماید۔ و سابق در الٰہیات از حضرت امیر و حضرت سجاد بتواتر منقول شدہ کہ اگر حق تعالیٰ عابد ترین بندگان خود را بالعذاب اشد کافرین ابد الآباد معذب کند آنہمہ عدل باشد نہ ظلم۔

نہیں ہے کیونکہ جو کچھ چاہے اپنی ملک میں تصرف فرماوے اور سابقاً بیان الٰہیات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سجاد سے بتواتر منقول ہوا ہے کہ اگر حق تعالیٰ سب سے زیادہ عابد ترین اپنے بندوں کو اشد عذاب کفار میں ابد الآباد عذاب کرے یہ تمام عدل ہوگا نہ کہ ظلم۔"

اور مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی مرحوم تلمیذ مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ جن کو خود مولوی نعیم الدین کی بڑی مستند کتاب انوار ساطعہ ص ۳۰ میں سندۃ الفقہاء والمحدثین جناب مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ کے الفاظ توصیف و مدحت کے ساتھ یاد کیا گیا ہے۔ آپ اپنی کتاب قسطاس ص ۲۲ و ص ۲۳ قسطاس ہشتاد و دوم میں فرماتے ہیں

"حاصل امتناع نظیر کے مسئلہ کی یہ تحقیق ہے کہ امتناع بالغیر ہے اور بالغرض نہ کہ بالذات کیونکہ آنحضرت صلعم خود ممتنع بالذات نہیں تو نظیر بھی ان کی ممتنع بالذات نہ ہو اس واسطے کہ حکم نظیر کسی شئی کا حکم اسی کا ہے ورنہ نظیر نظیر ہی نہیں پس ذات آنحضرت صلعم ممکن بالذات ہے پس نظیر بھی ممکن بالذات ہے اور جو ممکن بالذات ہے تحت قدرت الٰہی جل شانہ ہے اور ممکن بر نفس تحت قدرت الٰہی جل شانہ العزیز ہے بنظر نفس امکان کیونکہ حاصل تو ممکن بالذات ہی تھا مگر بوجہ عروض کسی غیر کے یہ اثر پیدا ہوا کہ ممتنع بالغیر ہو گیا اور ہمارے عقیدہ کی تحقیق مطابق امتناع بالغیر جو مطابق عقیدہ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید ہے وہ ایک قسطاس مستقل میں موجود ہے فقط۔"

حتیٰ کہ مولوی نعیم الدین کے خود بڑے حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی سبحان السبوح حاشیہ [illegible] میں لکھتے ہیں "روح انسانی اگرچہ اہل سنت کے نزدیک فنا نہ ہوگی مگر قطعاً ممکن الانعدام اس کے ساتھ اس کی سب صفات معدوم ہو سکتی ہیں"، اور ص ۷۲ میں ہے "شرح عقائد میں لکھا۔

ذهب بعض العلماء الى ان الخلف في الوعيد جائز على الله تعالى لا في الوعد وبهذا وردت السنة.

یعنی بعض علماء اس طرف گئے کہ وعید میں خلف اللہ تعالیٰ پر جائز ہے نہ وعدہ میں اور یہی مضمون حدیث میں آیا ہے۔"

اور ص ۷۳ میں لکھا۔

"مصاحب علیہ خود مسئلہ اول کے حق میں جواز خلف کو ترجیح دیتے ہیں اسی وجہ مختار میں ان سے منقول الا شبہ

ترجمہ "جواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصۃ دون الکفار" اور ص۳۷ میں ہے بحواشی
جواز صرف بمعنی امکان عقلی محل خلاف نہیں بلکہ قطعاً جواز شرعی و امکان وقوعی میں تنازع ہے۔" "اہل سنت و اجماع
اللہ عزوجل ایک فرقہ مغفرت عاصیان کبائر گناہ وہ بے توبہ مرگیا کے امکان عقلی پر متفق ہیں یعنی کچھ عقل محال
نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے گا مگر امکان شرعی میں اختلاف ہے اہلسنت باجماع شرعاً بھی
جائز بلکہ واقع اور ایک فرقہ وعیدیہ سمعاً ناجائز اور عقاب واجب مانتے ہیں" "ایضاً ص۳۰ میں ہے " تو ثابت
ہوا کہ ... والتبیین خلف وعید کو شرعاً جائز مانتے ہیں" "مایبدل القول لدی اور بظاہر کتابات میں نفی
وقوع صرف استحالہ شرعی پر دلیل ہوگی نہ امتناع عقلی پر تو لازم کہ وہ علماء جواز شرعی مانتے ہوں۔ اس سے استحالہ
شرعی ثابت ہوا وہ امکان عقلی کے کب خلاف ہے جس کے ہم قائل ہیں" "ایضاً ص۶ شرح مقاصد اللہ لہ بین فی
علم اصول الدین میں ہے اتفقت الامۃ ان اللہ تعالیٰ لا یعفو عن الکفر قطعاً وان جاز عقلاً
"ایضاً ص۱۱ علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نے نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں مسئلہ خلف کو
اہلسنت کا اتفاقی قرار دیا اور اس میں خلاف صرف معتزلہ کی طرف نسبت کیا" نیز مولوی صاحب بریلوی ملفوظ
حصہ سوم شاہد پریس لکھنؤ ص۲۰ پر لکھتے ہیں "حدیث صحیح مسلم ج ۲ ص۳۷۶ و صحیح بخاری پارہ ۲۴ ص ۹۶۷ میں
ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جاسکتا صحابہ نے عرض کی ولا انت
یا رسول اللہ آپ بھی نہیں یا رسول اللہ ارشاد فرمایا الا ان یتغمدنی برحمتہ اللہ میں بھی جب
تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے گا وہ نہیں استحقاق کس بات کا ہے"
اور خود مولوی نعیم الدین صاحب نے بھی دروغ گورا حافظہ نباشد اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۱۳ میں لکھا ہے
ان اللہ علی کل شیء قدیر باوجود یکہ کلیہ ہے اور یہ کلیہ بہ نسبت ان چیزوں کے ہے کہ جن کے ساتھ
تعلق قدرت شرعاً جائز ہو نہ ممتنعات جیسے شریک باری اور منزات باری تعالیٰ"
پس مولوی نعیم الدین کے اس استثنا کے سوا مخلوقات کے لئے تمام تر توجیہات و تشکیکات و تعریفات واردہ
ناہمیہ مثل اوھن البیوت کبیت العنکبوت کے نسیاً منسیاً ہو کر ہوا ہو گئے اور خود اپنے مسلمات سے تقویۃ الایمان
کی کما حقہ تائیدات واضح ہو گئیں یعنی حق تعالیٰ کو حسب اپنے عزشان کے ہر چیز پر مخلوقات و ممکنات میں قدرت تامہ
کاملہ حاصل ہے گر خلاف فرمودہ اس کا وقوع نہ ہوگا یہی ممکن بالذات و محال لغیرہ ہے تاکہ ممکن و محال بالذات
جس طرح مولوی نعیم الدین کا زعم باطل اور فرقہ ضالہ معتزلہ کی تائید میں دعوے مردود ہے۔ تنبیہ بہ اس
مسلمہ پر تقویۃ الایمان کے اس مسئلہ کی تائیدات میں یعنی حق تعالیٰ کے ممکنات پر قادر ہونے اور عاجز نہ ہونے
میں علمائے کرام [illegible] کے فتویٰ [illegible] چارہ نہیں ہے جن سے خود مولوی صاحب بریلوی

متفقہ مولف نے حسام الحرمین میں سند حاصل کرنے کے لئے تحریر کر کے فتوی حاصل کئے اور ان کو اپنے
گلے کا طوق بنا چنانچہ حسام الحرمین ص۲۶ میں ان کی یہ توصیف کی
"علمائے دین کا فخر عالم کبیر جلیل القدر علامہ بلند ہمت شیخ سعید بن محمد [illegible] کرم برکت صاحب فضل
تقدم منقطع نجباء بہ بزرگ گاہ پاکیزہ صاحب [illegible] کہ منتظر ہیں علمائے کرام کے اور استاد حرم محترم میں
شافعیہ کے مفتی سیدنا و مولینا محمد سعید بابصیل الشان کہ اپنے احسانوں سے نہایت وسیع
دامن والے" "ایضاً ص۳۳ حسام الحرمین "پیشوائے علمائے محققین والا ہمت کبرائے مدققین عظیم الفخر
مہر سر بلند گ صاحب نور عظیم بدر بلند ماہ درخشندہ تاج سنن نقشہ شکن سابق مفتی حنفیہ جن کی طرف
اول سے ابتک لالسان فیض وعدد وعدد سے جاتے ہیں صاحب عزت و افضال مولینا علامہ شیخ صالح
کمال جلال والا عزت و جلال کے تاج ان کے سر پر دیکھئے" "ایضاً حسام الحرمین ص۶۳ سردار لشکر
علمائے مالکیہ معدن القرار عرفی دولت فاضل صاحب کمالات حیران کن صاحب خشوع و تواضع و
پرہیزگاری و پاکیزگی یعنی مفتی مالکیہ مولینا شیخ عابد بن حسین اللہ تعالیٰ انہیں سب سے اعلیٰ
درجہ کی زینت سے مزین فرمائے"
ناظرین کرام ان ہی علمائے مفتیان حرم محترم کے فتووں کو تقویۃ الایمان کی تائید میں ملاحظہ فرمائیں
اور ان کے ناموں کو ملائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی
علی رسولہ الکریم ماتقولکم دام فضلکم
فی ان اللہ تعالیٰ ہل یتصف بصفۃ
الکذب ام لا ومن یعتقد انہ یکذب
کیف حکمہ افتونا ماجورین الجواب
ان اللہ تعالیٰ منزہ من ان یتصف
بصفۃ الکذب ولیس فی کلامہ
شائبۃ الکذب ابداً کما قال اللہ تعالیٰ
ومن اصدق من اللہ قیلا ومن
یعتقد ویتفوہ بانہ تعالیٰ یکذب
فہو کافر ملعون قطعاً ومخالف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ذات
باری تعالیٰ عزاسمہ موصوف بصفت کذب ہے
یا نہیں اور خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں اور
جو شخص خدا تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے
وہ کیسا ہے بینوا توجروا۔ الجواب ذات پاک
حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ
متصف بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ
تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے
قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا جو
شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان
سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے ملعون ہے

الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ تعالیٰ	اور جو کچھ قرآن و حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ
اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا	[illegible] تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا
نعم اعتقاد اہل الایمان انہ ما قال	البتہ عقیدہ اہل ایمان کا سب کا ہے کہ جو خدا تعالیٰ
اللہ تعالیٰ فی القرآن فی فرعون و	نے مثل فرعون و ہامان و ابی لہب کے قرآن میں جہنمی ہونے
ہامان وابی لہب انہم جہنمیون	کا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز
فہو حکم قطعی لا یفعل خلافہ ابدا	ہرگز نہ کرے گا گو وہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ ان
لکنہ تعالیٰ قادر علی ان یدخل الجنۃ	کو جنت دیدیوے عاجز نہیں ہو گیا مگر ہے اگر ایسا
ولیس بعاجز عن ذلک ولا یفعل ہذا	اپنے اختیار سے نہ کرے گا قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا
مع اختیارہ قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا	لآتینا کل نفس ھداھا ولکن حق القول منی
لآتینا کل نفس ھداھا ولکن حق القول	لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین
منی لاملئن جہنم من الجنۃ والناس	اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا سب کو
اجمعین فتبین من ہذہ الآیۃ انہ تعالیٰ	مومن کر دیتا مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کرے گا
لو شاء لجعلہم کلہم مومنین ولکنہ لا	اور یہ سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں وہ فاعل مختار
یخالف ما قال وکل ذلک بالاختیار لا	فعال لما یرید ہے یہ عقیدہ تمام علمائے امت کا ہے
بالاضطرار وہو فاعل مختار فعال لما یرید	چنانچہ بیضاوی تحت تفسیر قولہ تعالیٰ ان تغفر لہم الخ
ہذا عقیدۃ جمیع علماء الامۃ کما قال	لکھتا ہے کہ عدم غفران شرک کا مقتضی وعید کا ہے
البیضاوی تحت تفسیر قولہ تعالیٰ ان	در نفس امتناع ذاتی نہیں اور یہ ہے عبارت اس کی
تغفر لہم الخ وعدم غفران الشرک مقتضی	وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیہ
الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ واللہ اعلم	لذاتہ واللہ اعلم بالصواب کتبہ الاحقر رشید احمد
بالصواب کتبہ الاحقر رشید احمد	عفی عنہ [مہر: رشید احمد ١٣٠١] فتاوی رشیدیہ حصہ اول
رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [مہر: رشید احمد ١٣٠١]	تمام شد [illegible]

خلاصہ تصحیح علماء مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہ :- الحمد لمن ہو بہ حقیق ومنہ استمداد العون والتوفیق ما اجاب بہ العلامۃ رشید احمد المذکور ہو الحق الذی لا محیص عنہ وصلی اللہ علی خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ وسلم امر برقمہ خادم الشریعۃ راجی اللطف الخفی محمد صالح ابن المرحوم صدیق کمال الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ حالا کان اللہ لہما [مہر: محمد صالح ابن صدیق کمال الرحیم] محمد صالح

ابن محمد بابصیل مفتی الشافعیۃ بمکۃ المحمیۃ غفر اللہ لہ ولوالدیہ ومشائخہ وجمیع المسلمین [مہر: محمد سعید بابصیل] الراجی العفو من واہب العطیۃ محمد عابد بن المرحوم الشیخ حسین مفتی المالکیۃ ببلد اللہ المحمیۃ مصلیا مسلما [مہر: محمد عابد بن الشیخ حسین] ہذا وما اجاب بہ العلامۃ رشید احمد فیہ الکفایۃ وعلیہ المعول بل ہو الحق الذی لا محیص عنہ رقمہ الحقیر خلف بن ابراہیم خادم افتاء الحنابلۃ بمکۃ المشرفۃ حالا حامدا مصلیا ومسلما [مہر: خلف بن ابراہیم]

اور یہی مولانا شہید مرحوم رسالہ یک روزی میں جو ایضاً تقویۃ الایمان فرماتے ہیں پس میگوئیم کہ وجود مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل است تحت قدرت الٰہیہ تحت تکوین تا وقوع آن لازم آید تفصیلش آنکہ قدرت صفت علیحدہ است و تکوین صفت علیحدہ از قدرت امکان صدور مقدور است از ذات قادر بالنظر الی ذاتہ و وقوع مقدور بالفعل جائز نکرین و وقوع تکوین است بالفعل و این مذہب ماتریدیہ است کہ قائلند بصفتین مذکورین قائل اند و این دعوی مدلل است بدلیل نقلی و برہان عقلی اما دلیل نقلی الخ پس اگر مقصود معترض این نیست کہ وقوع مثل مذکور بالفعل مستلزم کذب باطل است پس آن مسلم است و کسے دعوی وقوع مثل مذکور بالفعل نکردہ و قولہ تعالیٰ برای ایجاد یک کس مثل آن رحمۃ للعالمین قادر نیست اقول این عجب کلمہ ایست کہ در بیان مقام صادر گردید ہر مومن و ہر ملحد و موحد و مشرک و از شنیدن این کلمہ قبیحہ شنیعہ موئے بر تن می خیزد "در تنقیص آنجناب بہ نسبت حضرت حق اعلاً اساءۃ ادب از جناب جاہ و اعلاء اعلام نیست بلکہ اظہار عبودیت آنجناب است و از اتم و مقدورین است" اور ساہ و زیج جو لاکر اسم مقدور یعنی شد قتہ [illegible]

بے علمی کی بات

اور یہاں مولوی صاحب کی ایک کم پرستی تو یہ کہ بربنا العقل و عناد کے جو مضمون مسلم حدیث شریف کا تقویۃ الایمان میں مرقوم ہے یعنی سب لوگ پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن مل کر الخ حدیث سے اعراض کرتے ہوئے اس کو کھلی گستاخی ظاہر تو ہین بتایا گیا حالانکہ خود یہ مؤلف کی کھلی گستاخی اور صاف طور سے توہین حدیث ہے کیونکہ وہ حال سے خالی نہیں اگر حدیث کو جانتے ہوئے الزام تراشی کی ہے تو صریح کفر ہے ورنہ ظاہر ہے کہ یہ بے علمی اور جہل ہے ناظرین کرام مضمون حدیث کو ملاحظہ کریں صحیح مسلم ج ٢ ص ٣١٩ میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان (حدیث قدسی) یا عبادی لو ان اولکم

[illegible footnotes: ... مولانا اسمٰعیل شہید ...]

واٰخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم مازاد ذلک فی ملکی شیئا یا عبادی لو ان اولکم واٰخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد مانقص ذلک من ملکی شیئا اور ترمذی ج ۲ ص۸۱ اور ابن ماجہ ص۳۱۴ میں اتنے الفاظ زائد ہیں وحیکم ومیتکم ورطبکم ویابسکم فی ملکی جناح بعوضۃ کذا فی المشکوٰۃ ص۲۰۳۔

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ مؤلف کے مستند اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص۱۸۷ میں اس حدیث کا ترجمہ فرماتے ہیں

اے بندگان من اگر باشد ایں کہ اول شما و آخر شما و آدمیان و جنیان شما باشند بر پرہیزگار ترین دل یک مرد از شما یعنی ہمہ فرض کردہ شود دل ہر یک کسے از شما کہ متقی ترین دلہا باشد و شما ہمہ بریں صفت باشید زیادہ نمیکند آں در ملک بادشاہی من چیزے را اے بندگان من، اگر باشد ایں کہ اول شما و آخر شما و آدمیان شما و جنیان شما باشند بر بے فرمانی کنندہ و گناہ کنندہ ترین دل یک مرد از شما کم نکند آں از ملک من چیزے را۔

اے میرے بندو اگر ہووے یہ کہ اول تمہارے اور آخر تمہارے اور آدمیاں اور جنات ہو جاویں سب سے زیادہ پرہیزگار دل پر ایک مرد کے تم میں سے یعنی اگر فرض کیا جاوے دل ایک شخص کا تم میں سے کہ سب سے زیادہ متقی ہووے اور تم تمام اس صفت پر ہو جاؤ زیادہ نہ کرے وہ ہونا میرے ملک بادشاہی میں کسی چیز کو اے میرے بندو اگر ہووے یہ کہ اول تمہارے اور آخر تمہارے اور آدمیاں تمہارے اور جنات تمہارے ہو جاویں سب سے زیادہ بے فرمانی کرنے والے اور گناہ کرنے والے دل پر ایک مرد کے تم میں سے کم نہ کرے وہ ہونا میرے ملک میں سے کسی چیز کو۔"

ترمذی اور ابن ماجہ کا ترجمہ یعنی تحقیق پہلے تمہارے اور پچھلے تمہارے اور زندہ تمہارے اور مردہ تمہارے اور تر تمہارے اور خشک تمہارے یعنی جوان تمہارے اور بوڑھے تمہارے یا عالم تمہارے یا جاہل تمہارے یا فرمانبردار تمہارے یا نافرمان تمہارے جمع ہوں متقی ترین دل پر ایک بندہ کے میرے بندوں میں سے نہ زیادہ کرے یہ جمع ہونا ان کا میرے ملک میں ایک مچھر کے پر کی برابر بھی اور اگر پہلے تمہارے اور پچھلے تمہارے اور زندہ تمہارے اور مردہ تمہارے اور تر تمہارے اور خشک تمہارے جمع ہوں بدبخت ترین دل پر ایک بندہ کے میرے بندوں میں سے نہ کم کرے یہ جمع ہونا ان کا میرے ملک میں ایک مچھر کی پر برابر بھی اور امام جلیل الشان الحافظ ابن کثیر عماد الدین محدث المتوفی ۷۷۴ھ رحمہ الرحمٰن کی نسبت امام زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد اول ص۷۸ میں فرماتے ہیں۔ الحافظ ذو الفضل عماد اسمٰعیل بن عمر (ابن کثیر)

المحدث البارع المتقن کثیر الاستحضار سارت تصانیفہ فی البلاد فی حیاتہ۔ اپنی تفسیر الجزو السابع مصری ص۵۷۳ میں زیر آیت سورہ یٰسین اَلَیْسَ بِقَادِرٍ عَلٰی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ کی تائید احادیث مذکورہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو بروایت امام احمدؒ نقل فرماتے ہیں۔ علیٰ ہذا مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص۲۴۳ میں اسی حدیث قدسی کو نقل فرمایا ہے۔ ملا علی قاری مکی حنفیؒ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح مصری جلد ۲ ص۶۳ میں الفاظ حدیث اتقی قلب اور اشقی قلب کی شرح میں فرماتے ہیں:

ولھذا فسر بقلب نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وقلب الاشقی بقلب ابلیس انتھی

"اور سب سے زیادہ متقی قلب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور سب سے زیادہ شقی بدبخت بدنصیب قلب شیطان ابلیس لعین کا ہے۔"

سب سے بجز اعلیٰ وارفع وازکیٰ قلب مبارک جناب نبی کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہو سکتا ہے نہ کسی اور کا اور سب سے زیادہ برا اخبث قلب ابلیس مردود ہی کا ہو سکتا ہے

اب دیکھیں جناب مؤلف ملا علی قاری کو جنہیں فرائد النور ص۲۲ میں "علامہ فاضل فہامہ کامل رحمہ اللہ الباری" لکھا ہے مسموم تقویۃ الایمان کی بدولت ان ملا علی قاری صاحب کی نسبت بھی کیا کیا خطاب والقاب ناگفتہ بہ تجویز کریں گے۔! اور ہاں یہ بھی سن لیجئے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے سبحٰن السبوح ص۹۵ میں لکھ دیا ہے کہ الحمد للہ اہل بدعت کے بارے میں اسی طرح سنت باری تعالیٰ ہے کہ انہیں کے کلام سے انہیں کے کلام پر حجت و الزام قائم فرماتا ہے۔ "مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔"

پھر مولوی نعیم الدین کا اپنے خبط میں سرشار ہو کر لکھنا کہ حضرت مسیح و عزیر علیہما السلام کی لوگ پرستش کرتے تھے اگر شان الٰہی کے اظہار کے لئے انبیاء کی شان الٰہی کے اظہار کے لئے انبیاء کی شان کا گھٹانا ضروری ہوتا تو قرآن میں فرمایا جاتا مگر ایسا نہیں ہے۔ اور اس کے لئے مرج البحرین اور کتب الشمائل النبویہ شرح مواہب امام زرقانی وغیرہ کی عبادات بے محل در بارہ فضائل انبیاء علیہم السلام نقل کر کے یہ پیش بندی کرنا کہ کوئی ایسی آیت یا حدیث نہیں پیش کی جا سکتی یہ محض مغالطہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیوں نہیں پیش کی جا سکتیں جب کہ جناب مؤلف خود جانتے ہیں کہ شان الٰہی کے مقابلہ میں تمام جہان کا عاجز و ناتواں اور میت و نابود ہوں گے معنا میں سے قرآن و حدیث لبریز ہیں چنانچہ مشرکین وثن پرستوں مسیح پرستوں گور پرستوں کے عقائد باطلہ شرک مانند علم غیب قدرت و تصرف کے ان کو حاضر و ناظر جان کر مرادیں التجائیں منتیں نذریں چڑھاوے چڑھانے کی جہاں مذمت ہے وہ توحید و عظمت اور جلال حق تعالیٰ کا بیان ہے اسی کے ساتھ ساتھ سوائے

حق کی نفی اور بیکسی لاچاری کا بیان ہی ہے اور یہ کچھ شان و عظمت انبیاء و اولیاء کے جو ان کا بمقابلہ دیگر مخلوقات کے حاصل ہے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ درجہ الوہیت حق تعالیٰ کی عظمت اور درجہ فضیلت انبیاء و علماء میں تفاوت و فرق بین ہے مگر فرق مراتب نکنی زندیقی۔

خود مولوی نعیم الدین نے باوجود اس دعوے کے کہ ذرہ ذرہ تمام اشیاء عالم پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہے نیز آنحضرت کو عالم الغیب کہنے کے پھر بھی الکلمۃ العلیا ص۱۲۶ میں لکھ دیا کہ

"حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا علم الٰہی کے حضور میں تمام مخلوقات کے علوم اتنی قلیل بھی کوئی ہستی نہیں رکھتے وہ حقیقت میں تمام مخلوقات کا علم خالق جل شانہ کے سامنے شل لا شئے کے ہے۔ اور اپنی اسی کتاب کے ص۲ میں شفائے قاضی عیاض جلد ۲ ص۹۹ اور اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص۵۰۵ سے یہ نقل کیا۔ کہ انبیاء کے ظواہر اجسام بشری اوصاف کے ساتھ متصف ہیں اور ان پر بشری اعراض واسقام بیماری و موت و آفات و تغیرات و آلام طاری ہوتے ہیں۔"

چنانچہ جب مسیح پرست نصاریٰ کا حق تعالیٰ نے رد فرمایا تو مسیح علیہ السلام کی عبدیت و حوائج بشریت کھانے پینے اور ہلاک کرنے کا اظہار فرمایا تاکہ نصاریٰ کے باطل زعم ابن اللہ کی نفی ہو کر عبدیت کا محتاج ہونا روشن ہو جائے اس سے کچھ مسیح علیہ السلام کی عظمت و عزت میں جو حق تعالیٰ نے ان کو دی ہے باعث توہین نہیں ہے چنانچہ سورہ مائدہ کے دو مقام پر فرمایا گیا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا (۱۷) الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ

پہلی آیت کا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا کیا ہوا ترجمہ سن لو خالص الاعتقاد حسنی پریس بریلی کے ص میں لکھتے ہیں۔ "بے شک کافر ہیں وہ جو مسیح بن مریم کو خدا کہتے ہیں تم فرما دو کہ کس کو اللہ پر کچھ اختیار ہے اگر وہ مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور تمام اہل زمین کو فنا کر دینا چاہے" دوسری آیت کا ترجمہ ص۱۸ "دیکھو نہیں مسیح مریم کا بیٹا مگر رسول بے گزر چکے اس سے پہلے بہت رسول اور اس کی ماں ولی ہے دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھو ہم کیسے بتاتے ہیں ان کو نشانیاں پھر دیکھو کہاں الٹے جاتے ہیں" "تفسیر موضح القرآن میں مولانا شاہ عبد القادر صاحب جن کو مولوی صاحب بریلوی نے حیات الموات ص۱۱ میں نامور مولانا شاہ عبد القادر صاحب لکھا ہے فرماتے ہیں۔

"اللہ صاحب کس کس نبیوں کے حق میں ایسی بات فرماتے ہیں تاکہ ان کی امت ان کو بندگی کی

حد سے زیادہ نہ ٹھہرادیں" "یعنی اس سے زیادہ کیا نشانی کہ جو شخص کھانا کھاوے اسے سب حاجت بشری لگے اللہ کی ذات پاک اس لائق کب ہے"

اگر مسیح علیہ السلام بقول نصاریٰ الٰہ ہوتے تو قدرت اس کے اوپر رکھتے اور ضعف بشری کھانے پینے پیشاب پاخانہ میں مانند دیگر جاندار حیوانات کے نہ ہوتے اور جو اس طرح کا ہو وہ کیونکر الٰہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطیؒ تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں۔ ولو كان المسيح الهاً لقدر عليه كغيرهما من الحيوانات ومن كان كذالك لا يكون الهاً لتركيب وضعفه وينشاء منه من البول والغائط علی هٰذا امام ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ ص۱۲۵ و ص۱۲۶ میں فرماتے ہیں

المراد بالتواضع اظهار التنزل عن المرتبة لمن يراد تعظيمه وقيل هو تعظيم من فوقه لفضله والذل والعظمة الربوبية وذل العبودية فكان التقرب من تلك اعظم العمل۔

مراد تواضع سے مرتبہ کے گھٹنے کا اظہار کرنا ہے جس کے لئے تعظیم و تکریم کا ارادہ کیا جائے اور کہا گیا کہ وہ بڑا تعظیم کا ہے اپنے سے اوپر کی شخصیت کا اظہار عظمت ربوبیت کا اور ذلت عبودیت کا پس ہوگا تقرب حاصل کرنا اس کے ساتھ سب سے بڑا عمل۔

واضح ہو کہ مولوی نعیم الدین نے حسب عادت شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ کی مرج البحرین سے جو نا تمام عبارت نقل کی ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ مرج البحرین میں دو مقام بتائے گئے ہیں۔ اول مقام کمالات ربوبیت و الوہیت باری تعالیٰ جس میں کسی مخلوق و ممکن کی شرکت ممکن نہیں ہو سکتی دوسرا مقام اوصاف و عصمت انبیاء علیہم السلام جس میں کسی دوسرے شخص کو ان اوصاف خاصہ میں مشارکت نہیں ہو سکتی سوائے مرتبہ الوہیت کے جملہ صفات کمالات میں ان کے ساتھ ادب و احترام لازم ہے۔ سیوم اعتقاد دونوں درجات کا علی قدر مراتب بلا تغیر و تبدل و تفصیل و تاویل کے عقیدہ صدق مرجب ماسبق کا ہے جس کی تفصیل مرج البحرین مترجم صفحات ذیل سے واضح ہے۔

ص۸۔ محبت دنیا اعتقاد عقل الاحمقت نفس موجب کفر و ضلالت کا ہے جب کہ خلاف رضی اللہ کے پاتا ہے آتا جا تاویل احادیث و آیات میں کرتا ہے۔ بہ اتنک نہ قدم اپنا تفرقہ و الحاد میں رکھتا ہے ۱۲ معتقد چاہیئے کہ خدا اور اس کے رسول کو مانے اور جو کچھ کہ انہوں نے فرمایا ہے اسی کو حقیقت کے ساتھ صحیح جانے ۱۲ ہرگز کوئی باب بدعت و ہوا اہتمام قرب پر نہیں پہنچتا طریقت بدعت ملنا ہو خواہ اعتقادا سب تنگ دل ہو شدہ بدعت سے پاک نہ ہو اپنا اعتقاد کتاب و سنت پر ہیہات رہا لاک ہرگز بجید حقیقت اس پر ظاہر نہ ہوگا ۱۲ مرشد اہمیت نہ ہے مرید دل معتقد دل کو اپنی تقلید و اتباع کی دعوت نہیں کی ہے" (ص۲۹) نہ اس اعتقاد جس وہم اس کا نہیں ہونا چاہیئے

ہم اسی قدر جان سکتے ہیں کہ زلات کے معنی لغزش کے ہیں (ص ۱۳) بحکم تقاضائے بشریت و آمیزش کثرت و اہتمام
و انتظام امور دین و ملت بقدر چشم زدن ایک غفلت سہواً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طاری ہوئی اس وقت شغلہ فی
عود کر و قلبہ (در) وحدت کے آپ منفعل ہوگئے اور واقع ہونے اس حال کے استغفار (حسنات الابرار سیئات
المقربین) کرنے لگے (ص ۱۵) یہ جو کہا گیا ہے کہ صوفی حال، لوریث ہوتے ہیں یہ اس واسطے ہے کہ کوئی امر خلاف عقیدہ جبر
برعکس شرع و مدح کے نہ ہو، اعتبار فرع کا اصل و قاعدہ کی بنا پر ہے اور اصل و قاعدہ کتاب و سنت ہے پس
جو کلام کسی فقیہ یا حکیم صوفی کا موافق اصل و قاعدہ کے ہے قبول ہے ورنہ مردود و متروک۔ متبوع تحقیقی شارع ہے
باقی سب تابع و رجوع بہ کتاب و سنت ہے (ص ۵۶) یہ اعتقاد کسی پر کہ وہ ہر طرح کامل مکمل ہے اس میں
کسی قسم کا نقص نہیں یہ اعتقاد کا درست نہیں کیونکہ کوئی فرد بشر نقص بشریت سے خالی نہیں عظمت و عصمت
مخصوص انبیاء علیہم السلام کے لئے ہے (ص ۶۲) کتاب تلبیس ابلیس ابن جوزی کی ہے وہ اکابر علمائے فقہ و حدیث
سے گذرے ہیں حقیقت میں وہ کتاب ... بدعات و رسومات کے لئے بے نظیر ہے، حاصل کلام یہ ہے
کہ دین و شریعت واضح ہے آدمی کو چاہیے کہ اس کے موافق کام کرے"

"قسم اول اعتقاد الوہیت مجمل اس کا اعتقاد تنزیہ و تشبیہ حق تعالے کی ساتھ ممکنات کے اور اس میں جامع
کلام امام مالک کا ہے الاستواء معلوم والکیف غیر معقول والایمان بہ واجب والسؤال عنہ بدعة
قسم دوم اعتقاد درجات نبوت و تمام اس کا اثبات نبوت و اعتقاد عصمت صلوات اللہ علیہ وسلامہ
(یہاں سے مولوی نعیم الدین کی نقل کردہ عبارت ملا کر پڑھئے) اگر خدائے تعالے کی طرف
سے اس کو کوئی خطاب و عتاب آوے اور زیادہ کسی امر بعد بہ عزت و کثرت کے پہنچاوے
تو ہم کو نہ چاہیئے کہ اس میں مشارکت ڈھونڈھیں اور یا کوئی سخن سوائے ادب و ملاحظہ علو شان و
حفظ مرتبہ ان کے کچھ کہیں مالک کا حق ہے کہ اپنے بندہ کو جو چاہے کرے اور کہے اور وہ بندہ بھی اپنے
مرتبہ پر ہے دوسرے کو کیا طاقت اور مجال ہے کہ دم مارے۔ مجمل اعتقاد حق جناب سید کائنات علیہ
افضل التحیۃ والصلوات میں یہ ہے کہ جو سوائے مرتبہ الوہیت کے ہے کرامات و کمالات سے اثبات
ان کا کرے یعنی نہ چھوڑے جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں دعویٰ کیا ہے اور نہ ... مدح نبی کی کرے
جو کہ لائق اندازہ اور آپ کی عظمت کے ہو اور آپ کو لائق ہو (قسم سوم اعتقاد درجات علی قدر مراتب رکھے
اس سے کہ تمہیں تمام انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم اجمعین نے پہونچائے ہیں ان میں ایک
عقیدہ صدق و راستی ہے بلا تغیر و تبدیل اور تفصیل و تاویل کے انتہیٰ ملخصاً۔

اصل رسالہ مرج البحرین ص ۸ پر ختم ہے جس کے ص ۹۹ پر مولوی نعیم الدین کی نقل کردہ عبارت کا سیاق

و سباق قسم اول قسم دوم قسم سوم ہے جس سے واضح ہوا کہ وہ امور شرع جو متشابہات ہیں ان میں تفصیل و
تاویل تغیر و تبدل نہ کرے جو زلات قابل توجیہ ہیں ان میں خلاف ادب و مرتبہ کے دم نہ مارے اجمالاً
سب کی تصدیق موجب راستی ہے۔ پس تمام مرج البحرین سے مؤلف کے عقائد باطلہ کی بیخ کنی اور
فریب کاری ظاہر ہوگئی۔ علاوہ بریں مرج البحرین کے اسی مقام کی ہمراہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح
کی عبارت اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۸۶ کی بھی پڑھیے

گوییم ہرگاہ قلب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم
تمام ترین و کامل ترین و روشن ترین و عارف
ترین دلہا بود و اعتنا اہتمام داشت با وجود
آں بتشریع ملت و تاسیس سنت ناچار بود

میں کہتا ہوں کہ جبکہ قلب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم
تمام و کمال انوار و معارف سے لبریز تھا اور اس جانب کامل
توجہ اور اہتمام رکھتے تھے باوجود اس کے بھی تشریع ملت
اور تاسیس سنت سے چارہ کار نہ تھا"

نیز اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۴۳ میں فرماتے ہیں

وصف وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آں
ست کہ ہرچہ جز مرتبہ الوہیت ست از فضل
و کمال ہمہ او را ثابت ست و ہیچ کس کامل
تر از وے و مساوی او نیست ؎

"وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہے کہ جو کچھ سوائے
مرتبہ الوہیت جناب باری تعالیٰ کے ہے تمام فضل و کمال آپ
کے لئے ثابت ہے اور کوئی بھی آپ سے زیادہ کامل اور مساوی
درجہ کا آپ کے ساتھ نہیں ہے"

کسے بحسن و ملاحت بیار ما نرسد
ترا دریں سخن انکار کار ما نرسد
ہزار سکہ بہ بازار کائنات زدند
یکے بخوبی صاحب عیار ما نرسد

با ایں ہمہ صاحب مرج البحرین اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۸۶ میں فرماتے ہیں

وے تعالے مالک الملک ست وہر کہ در
ملک خود تصرف کند ظلم نباشد یعذب من
یشاء و یرحم من یشاء و منتہائے کلام متکلمین
دریں مقام ایں ست کہ لا یسأل عما یفعل
وہم یسئلون

حق تعالیٰ مالک الملک ہے اور اپنے ملک میں تصرف کرنا
ظلم نہیں جو چاہے عذاب کرے جس کو چاہے رحم فرمادے جس کو
چاہے اور منتہائے کلام ائمہ متکلمین کا اس مقام میں یہی ہے
کہ نہیں باز پرس کر سکتا حق تعالیٰ سے کوئی کسی امر کی اور وہ خود
باز پرس کیا جاوے گا"

اور ص ۹۹ میں فرماتے ہیں

آنکہ از اولاد و قرابت من چیزے از محرمات
و استحلال نماید عتاب و عقاب او بیش تر

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میری اولاد اور اہل قرابت [illegible]
[illegible] کو حلال جانے گا [illegible] عتاب و عقاب زیادہ ہوگا

ست کرباوجود شرف فرزندی وقرابت من هرتکب محرمات کند چنانکه عذاب نه مطیع آنحضرت صلی الله علیه وسلم واقع شود که هرکه از شمااے زنان پیغمبر صلی الله علیه وسلم فاحشه بکاری کند عذاب بو عدد چند گردد

کہ باوجود فرزندی اور قرابت کے میرا کام ... [illegible] ... حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو جائے گا جو تم میں سے اے ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاحشہ اور بدکاری کریں عذاب ان پر دو چند ہوگا۔

اور صلا میں فرماتے ہیں۔

وے جل وعلا مالک الملک علی الاطلاق است و ہم مملوک او یند میکند ہرچہ میخواہد و ہر تصرف کہ مالک در مملوک خود کند ظلم نباشد گفت لو ان اللہ عزوجل عذب اهل سمواتہ واهل ارضہ عذبہم وهو غیر ظالم لہم ولو رحمہم کانت رحمتہ خیرا لہم من اعمالہم اگر آنست کہ خدائے تعالیٰ عذاب میکرد تمام آسمانیان وزمینیان را عذاب میکرد و میرسد او را کہ عذاب کند ایشان را و حال آنکہ وے تعالیٰ غیر ظلم کنندہ است مر ایشان را و اگر رحمت میکردے بود رحمت او بہتر و سودمندتر مر ایشان را از عملہائے ایشان۔

وہ حق جل وعلا مالک الملک علی الاطلاق ہے اور تمام اس کے مملوک ہیں کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور جو تصرف کہ مالک الملک اپنے مملوکوں میں کرے ظلم نہیں ہوتا اور فرمایا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اگر تحقیق یہ امر ہو تو بے کہ خدائے تعالیٰ تمام اہل آسمان اور اہل زمین کو عذاب کرے حق پہنچتا ہے اس کو کہ عذاب کرے ان کو اور حالانکہ وہ ظلم کرنے والا نہیں ہے ان کے ساتھ اور اگر رحمت کرے ان پر ہووے رحمت اس کی بہتر اور نفع دینے والی ان کے لئے ان کے عملوں سے زیادہ۔

اور صلا میں اشرح حدیث مشکوۃ صلا جو یہ ہے

مروی کہ ابو عبد اللہ صحابی رضی اللہ عنہ یہاں کے حضرت احباب بغرض عیادت حاضر ہوئے اور وہ رو رہے تھے تو کہا گیا انکو کس چیز نے رلایا آپ کو کیا نہیں فرمایا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لے تو بال اپنے لب کے یعنی مونچھ کم کر پھر اسی طریقہ پر قائم رہ حتی کہ ملاقات کرے تو مجھ سے یعنی آخرت میں کہا بیشک آپ نے فرمایا ہے ولیکن سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق اللہ عزوجل نے اپنے داہنے ہاتھ کی مٹھی میں لیا ایک جماعت کو اور ... ہاتھ کی مٹھی میں لیا دوسری جماعت کو اور فرمایا داہنے والوں کو اہل جنت اور بائیں والوں کو اہل دوزخ اور نہیں پرواہ رکھتا ہوں کہا ابو عبد اللہ نے اور نہیں جانتا میں کس مٹھی میں ہوں گا میں۔

فرماتے ہیں یعنی

اگرچہ بشارتے از حضرت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم بسلامت ایمان و دخول بہشت یافتہ ام اما پروردگار تعالیٰ بے نیاز است و قادر مطلق ہرچہ خواہد بکند و گفتہ کہ مے عدد آرمیدہ بہشت ہر کرا خواہم و در دوزخ ہر کرا خواہم و باک ندارم و ہیچ کس را نمیرسد کہ بگوید کہ چرا کردی ایں خوف از دل نمیرود و موجب گریہ اینست یعنے از ہر واگفتہ اند کہ اگرچہ بمقتضائے صدق وعدہ و بشارت شارع امنے و اطمنانے حاصل میشود ولیکن خوف لاابالی و ساحت سینہ بیرون نمی نہند بر ہرحال مبتنی است تمنی صحابہ باوجود بشارت بہ الجنت کذا والیت کذا یکے گفتہ اے کاش من گیاہ بودمے تا مرا ذبح کردندے و بخوردندے و بیرون افگندندے و دیگرے گفتہ اے کاش من گیاہے بودمی و خاک بودمے۔

اگرچہ خوشخبری حضرت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلامتی ایمان اور بہشت میں جانے کی میں نے پائی ہے لیکن پروردگار تعالیٰ بے نیاز ہے اور قادر مطلق جو کچھ چاہے کرے جیسے فرمایا کہ میں جس کو چاہوں بہشت میں داخل کروں اور جس کو چاہوں دوزخ میں ڈالوں اور میں کوئی پرواہ نہیں رکھتا اور کسی شخص کو نہیں پہنچتا کہ کہے کہ کس واسطے کیا تو نے یہ خوف دل سے نہیں جاتا اور سبب رونے کا یہی ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ اگرچہ بمقتضائے سچے ہونے وعدہ اور بشارت شارع کے ایک طرح کا امن اور اطمینان حاصل ہوتا ہے لیکن خوف حق تعالیٰ کی بے پرواہی کا ہمیشہ سینہ سے باہر نہیں نکلتا اور اسی حال پر بنا کی گئی ہے تمنا صحابہ رضی اللہ عنہم کی باوجود بشارت جنت کے اے افسوس میں ایسا ہوتا ایک نے کہا ہے کاش میں گھاس ہوتا کہ لوگ مجھ کو ذبح کرتے اور کھاتے اور باہر پھینک دیتے اور دوسرے نے کہا ہے اے کاش میں گھاس ہوتا اور خاک میں ہوتا۔

علی ہذا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی مکتوب جلد اول صلا میں فرماتے ہیں

پیغمبران علیہم الصلوۃ والتسلیمات کہ قریب یک لکھ و بست و چہار ہزار گذشتہ اند خلائق را بعبادت خالق ترغیب فرمودہ اند و از عبادت غیر منع نمودہ و خود را بندہ و عاجز دانستہ اند و از ہیبت او عظمت او تعالیٰ ترسان و لرزان بودہ اند۔

جو پیغمبران علیہم الصلوات والتسلیمات کہ قریب ایک لاکھ چوبیس ہزار کے گذرے ہیں خلائق کو خالق کی عبادت کی طرف ترغیب فرماتے تھے اور عبادت غیر سے منع کرتے تھے اور اپنے آپ کو بندہ اور عاجز جانتے تھے اور ہیبت و عظمت حق تعالیٰ جل شانہ سے ترساں اور لرزاں رہتے تھے۔

علی ہذا امام زرقانی شرح مواہب ج ۷ صلا میں فرماتے ہیں

ان عظمتہ تعالیٰ وصفاتہ لا نہایۃ لہا و ... بیشک خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کی صفات کی

لا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان (ابوداؤد ج ۲ ص۲۲۸)

"نہیں آنے کی قیامت یہاں تک کہ مل جاویں کتنی قومیں میری امت میں سے مشرکین میں اور یہاں تک کہ پوجنے لگیں گی قومیں میری امت میں سے تھانوں کو"

ف یعنی شرک دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ کسی کے نام کی صورت بنا کر پوجے اس کو عربی زبان میں صنم کہتے ہیں اور دوسرے یہ کہ کسی تھان کو مانے یعنی کسی مکان کو یا درخت کو یا کسی پتھر کو یا لکڑی کو یا کاغذ کو کسی کے نام کا ٹھیرا کر پوجے اس کو زبان عربی میں وثن کہتے ہیں اس میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ اور لحد اور کسی کے نام کی چھڑی اور تعزیہ اور علم اور شدہ اور امام قاسم کی اور پیر دستگیر کی جھنڈی اور امام کا چبوترہ اور استاد اور پیروں کے بیٹھنے کی جگہ کہ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں جا کر نذریں چڑھاتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں اور اسی طرح بعضے مکان مرضوں کے نام سے مشہور کرتے ہیں جیسے سیتلا کا تھان یا مسانی کا یا بھوانی کا یا کالی کا یا لکا کا یا برا بی کا غرض کہ یہ سب وثن ہیں سو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مسلمان جو قیامت کے نزدیک مشرک ہو جاویں گے ان کا شرک اسی قسم کا ہوگا کہ ایسی چیزوں کو مانیں گے برخلاف اور مشرکوں کے کہ جیسے ہندو یا مشرکین عرب کہ اکثر صنم پرست ہیں یعنی مورتوں کو مانتے ہیں سو معلوم ہوا کہ مشرک ہیں اللہ سے پھرے ہوئے، رسول کے دشمن"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک پارہ ۱۷ سورہ حج میں فرمایا

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ "یعنی پس بچتے رہو اوثان (یعنی بتوں) کی گندگی سے"

اسی وجہ سے قبر کے وثن ہونے کی حدیث شریف میں تصریح وارد ہے چنانچہ مؤطا امام مالک طبقہ اولیٰ کی کتاب حدیث جلد اول ص۱۰۶ میں مرقوم ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائھم مساجد

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مت بنا دیجیو میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے سخت عذاب ہوا اللہ کا ان لوگوں پر جنہوں نے ٹھیرالیا اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں"

عجیب یہ ہے کہ دروغ گو حافظہ نباشد مولوی نعیم الدین نے ص۱۲ میں اپنے رسالہ اسواط العذاب میں اسی حدیث مؤطا کو نقل کیا اور لکھا کہ حضور اس سے اپنی امت کو بچا رہنے پر متنبہ فرمایا، یہ ہر مسلمان

کا ایمان ہے " اور یہاں مولانا شہید مرحوم کی ضد اور عناد میں قبر کے وثن ٹھیرنے پر گستاخ و بے ادب ظالم و بد لگام نے کتنا بے باکی و بد دینی سے حدیث پر حملہ کیا۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۸ ص۱۴۳ میں (جو مؤلف کے نزدیک بھی معتبر ہے) مرقوم ہے

الوثن ما له جثة والصنم ما كان مصورا فبينهما عموم وخصوص وجهي فان كان مصورا فهو وثن وصنم

"وثن جثہ دار بت ہے اور صنم صورت دار بت ہے ان دونوں میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے پس اگر صورت دار بت ہو تو وہ (اپنے عموم و خصوص کے اعتبار سے) وثن اور صنم دونوں کہلا دیگا"

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۹ ص۵۶۳ میں روایت ہے۔

عن ابی هريرة: لا تقوم الساعة حتى يرجع ناس من امتی الی الاوثان يعبدونها من دون الله ولابن ماجة من حديث حذيفة ويبقى طوائف من الناس الشيخ الكبير والعجوز يقولون ادركنا آباءنا على هذه الكلمة لا اله الا الله فنحن نقولها ولمسلم واحمد من حديث ثوبان رضی اللہ عنه ولا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من امتی بالمشركين وحتى تعبد قبائل من امتی الاوثان

"حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ میری امت میں سے کتنے لوگ تھانوں کی طرف جھک پڑیں گے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور ابن ماجہ کی حدیث میں حضرت حذیفہ کی روایت میں ہے کہ اور باقی رہ جائیں گے کچھ لوگ بوڑھے مرد اور عورتیں کہیں گے پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو اس کلمہ لا الٰہ الا اللہ پر پس ہم بھی وہی کہتے ہیں جو وہ کہتے تھے اور مسلم اور امام احمد کی حدیث میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت جب تک اس حال میں کہ شامل ہو جاویں گے کتنے قبیلے میری امت کے مشرکین میں اور یہاں تک کہ کتنے قبائل میری امت کے پوجیں گے تھانوں (یعنی قبروں تعزیوں ملا قبوں وغیرہ) کو"

اور در مختار ص۶۹۹ میں مرقوم ہے

وكذا ما يفعلونه من تقبيل الارض بين يدي العلماء والعظماء

"سو اسی طرح جو لوگ علماء اور بزرگوں کے سامنے زمین پر بوسہ دیتے ہیں تو یہ حرام ہے اس کا کرنے والا اور

فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن

"اس سے راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں کیونکہ اس میں مشابہت اوثان پرستوں کی ہے۔"

اور رد المحتار شرح در مختار ص۲۵۴ میں مرقوم ہے۔

اصل عبادۃ الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد

"بتوں کے پوجے جانے کی اصل بنیاد صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا ہے۔"

علیٰ ہٰذا حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص۳۸۹ میں فرماتے ہیں

فلا یبقی احد کان یعبد غیر اللہ من الاصنام والانصاب اصنام جمع صنم بمعنی بت وانصاب جمع نصب سنگے کہ برپا کردہ شود و عبادت کردہ شود و ذبح کردہ شود نزد آں لقصد تقرب وطاعت۔

"نہیں باقی رہے گا کوئی شخص جو نہ عبادت کرے گا غیر اللہ کی اصنام اور انصاب میں سے کسی کی۔ اصنام جمع ہے صنم کی بمعنی بت کے ہے اور انصاب جمع نصب کی وہ پتھر جو رکھا جاوے اور اس کی عبادت کی جاوے اور اس کے نزدیک ذبح کیا جاوے لقصد التقرب وطاعت۔"

نیز مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح کی تفسیر فتح العزیز جلد اول ص۱۵۵ کے حوالہ سے ص۳۳ میں گذر چکا ہے کہ بمقولہ پیر پرستوں کے بزرگوں کی صورت کا تصور یا ان کے مکان نشست و برخاست یا قبر پر تذلل کرے تو ان کی روح مطلع ہو اور امداد پہنچادے۔" بلکہ مؤلف کے بڑے حضرت بریلوی بھی احکام شریعت حصہ اول ابو العلائی پریس آگرہ کے ص۱۰ میں لکھتے ہیں۔

"مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس صورت میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں اور فلانے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں اور اس درخت پر اور اس طاق کے پاس جا کر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں ہار لٹکاتے ہیں لوبان سلگاتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں اور یہ دستور اس شہر میں بہت جگہ واقع ہے کیا شہید مردان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر جواب عام فہم مع دستخط کے تحریر فرمائیے۔ الجواب
یہ سب واہیات و خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطالات ہیں ان کا ازالہ لازم۔ ما انزل اللہ بہا من سلطان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔
کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا
عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"

لیجئے جناب! اس کا نام ہے جادو سو جو سر چڑھ کر بولے یہی شہیدوں کے نام کے درخت اور طاق

جن پر لوگ منتیں مرادیں مانگتے چڑھاتے ہیں جس کی تقویۃ الایمان کے زیر بحث مقام میں وضاحت کی گئی ہے جس کو خیانت سے چھپا لیا گیا۔ پھر مؤلف کی کس درجہ جہالت اور وثن و صنم کے جاننے سے بے علمی ہے کہ قبر والے چلوں کو کوئی پوجتا نہیں۔ حالانکہ وثن و صنم کے معنی کی تشریح اور قبر کے وثن و بت ہونے کی تصریح پوجنے والوں کے حق میں خود حدیث شریف میں وارد ہو چکی جس کو ظاہر بے ادبی بدگمانی بدنصیبی گستاخی بتا کر معاذ اللہ کس قدر عناد و بغض لبناء تقویۃ الایمان حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکالا گیا ہے۔ در حقیقت مؤلف کا یہ خبث باطنی محض قرآن و احادیث کی مخالفت کے باعث ہے ورنہ قبل ازیں الکلمۃ العلیا ص۱۲ میں خود لکھ چکے ہیں۔ کہ ہر شخص جاہل ہو یا عالم قرآن و حدیث سے جو چیز ثابت ہے اس پر اپنی عقل ناقص سے اعتراض کر کے اس کی مخالفت نہ کرے بلکہ بسر و چشم تسلیم کرے۔" نیز سنیے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر جیلانی رح فتوح الغیب (۳۶ ویں) مقالہ ص۹۴ میں فرماتے ہیں

لیس لنا نبی غیرہ فنتبعہ ولا کتاب غیر القرآن فنعمل بہ فلا تخرج عنہما فتہلک ہواک و الشیطان۔ قال اللہ ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ والسلامۃ مع الکتاب والسنۃ والھلاک مع غیرھما بہما یرتقی العبد الی حالۃ الولایۃ والبدلیۃ والغوثیۃ

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمارا کوئی پیغمبر نہیں ہے جس کی ہم پیروی کریں اور قرآن کے سوا ہماری کوئی کتاب نہیں ہے جس پر ہم عمل کریں لہٰذا ان دونوں کی پیروی سے خارج نہ ہو ورنہ پھر تم ہلاک ہو جاؤ گے اور گمراہ کرے گی تجھ کو تیری خواہش اور شیطان۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور خواہش کی پیروی نہ کر پھر تجھے اللہ کے راستہ سے ہٹا دے گی اور سلامتی قرآن و حدیث پر عمل کرنے سے ہے اور ان دونوں پر عمل نہ کرنا ہلاکت ہے اور ان دونوں پر عمل کرنے سے بندہ ولایت اور ابدالیت اور غوثیت کو پہنچتا ہے۔"

نیز غنیۃ الطالبین ص۶۲۱ میں فرماتے ہیں

ولا ینظر الی احوال الصالحین وافعالہم بل الی ما روی عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فان الاعتماد علیہ

"نہ نظر کرے بندہ طرف احوال صالحین کے اور ان کے افعال کے بلکہ اسی کی طرف جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ اسی پر اعتماد ہے۔"

پس اسی طریقہ سنت کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا احترام زیارت کے آداب بزرگوں کے آثار کی تعظیم کا بیان اور طریقہ شرکیہ کی مذمت مولوی نعیم الدین صاحب کے دندان شکن مسکت جواب میں مدلل و مفصل گذر چکا ہے۔ ناظرین پھر ملاحظہ فرمالیں۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ مگر جو شخص طرز سنت اور طریقہ شرک میں فرق نہ کرے زندیق و ملحد ہے۔ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی باختلاف مکانات حجر و شجر اور دیگر اشیاء غیر جاندار کے فوٹو کھینچنے بغرض معائنہ و اطلاع غائبین کے حق میں جس طرح نقشہ بیت المقدس۔ شب معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جبرئیل علیہ السلام نے بحکم حق تعالیٰ پیش کیا یہ حد جواز میں داخل ہے اگر ان کی بھی کوئی تعظیم بحد عبادت کرنے لگے نذر و نیاز مرادیں منتیں ماننے چڑھانے لگے تو اس کے حق میں وثن و بت کی عبادت کا حکم ہوگا جو شرک ہے اور یہی تقویۃ الایمان صـ۱۳ میں لکھا ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے خلاف مقصد بشکل مختصر فقرہ عناد و افتراء سے نقل کیا جس کی تفصیل اول و آخر یہ ہے "اس آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے سو اللہ سے بڑا کوئی نہیں۔ اور شرک اسی کی بے ادبی ہے"

پس مولوی نعیم الدین کی افتراء پردازی بہتان بندی اظہر من الشمس ہو کر تقویۃ الایمان کی تائیدات کماحقہ قرآن و احادیث اقوال ائمہ محدثین و فقہاء سے روشن و ہویدا ہوگئی۔ وللہ الحمد

مولانا شہید پر ترغیب گناہ کا الزام اور اس کی تردید

قولہ صـ۲۶۳ وہابیہ کو گناہوں کی ترغیب۔ تقویۃ الایمان میں وہابیہ کو گناہوں کی ترغیب دی ہے چنانچہ صـ۲۲ میں لکھا ہے جس کی توحید کامل ہوتی ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت نہیں کرسکتی۔ صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک توحید تو وہابی ہی کی کامل ہے جو اولیاء و انبیاء علیہم السلام سے دشمنی رکھے اس عداوت کے صلہ میں اس کے لئے تمام حرام حلال کر دیئے اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے گناہ دوسروں کی عبادت سے افضل بتا دیئے اب وہابی گناہوں میں کمی کرے تو کیوں، گناہ سے اندیشہ ہی کیا رہا اس کے بعد لکھا کہ فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے۔ یہ عجب معمہ ہے۔ کہ شرک سے تقویٰ میں خلل نہیں آتا مشرک ہو کر بھی آدمی متقی بنا رہتا ہے مسلمان کے نزدیک تو ادنیٰ درجہ تقویٰ کا شرک و کفر سے بچنا ہے۔ مگر وہابی کے نزدیک شرک سے ایمان تو کیا تقویٰ بھی نہیں جاتا۔ پھر بھی شرک سے بچے تو اس کو امام الوہابیہ کی طرف سے گناہوں میں ڈوب جانے کی اجازت ہے۔ تقویۃ الایمان صـ۵۲ میں لکھا ہے آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جاوے اور شخص بے حیا ہی بن جاوے اور پرایا مال کھا

جانے میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ برائی بھلائی کا امتیاز نہ کرے مگر کوئی شرک نہ کرے اور اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے سو بہتر ہے۔ اب بتایئے کہ شرک تو متقی رہا اور گناہوں میں ڈوبے شخص بے حیا بنے پرایا مال کھانے میں کمی نہ کرنے والا اس سے بہتر ہوا تو اخیار میں ہوا یا ابرار میں ہوا سو وہابی اس کا درجہ بھی تو بیان کر دیں۔

اقول الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین۔ اہل انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مؤلف کا یہ ایک اور افتراء ہے کہ تقویۃ الایمان میں گناہوں کی ترغیب اولیاء و انبیاء علیہم السلام سے دشمنی و تمام حرام حلال کر دیئے گناہوں میں ڈوب جانے وغیرہ امور کی اجازت دی گئی ہے۔ اور الفاظ حدیث کو عناد و بغض سے چھپا کر تقویۃ الایمان کے فائدہ کو کاٹ چھانٹ کر بہتان باندھا گیا اب حدیث شریف معہ ترجمہ و فائدہ تقویۃ الایمان کو ناظرین بغور دیکھیں تاکہ حدیث کے مطابق تقویۃ الایمان کے فائدہ کا صدق واضح ہو جاوے مشکوۃ کے باب الاستغفار صـ۲۰۴ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے (ج ۲ صـ۲۱۲) میں ذکر کیا کہ

اخرج الترمذی عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ یا ابن آدم انک لو لقیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بی شیئا لاتیتک بقرابہا مغفرۃ

کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے بیشک تو جو مجھ سے ملے دنیا بھر گناہ لے کر پھر ملے مجھ سے تو کہ شریک نہ سمجھتا ہو میرا کسی کو تو بے شک لے آؤں میں تیرے پاس بخشش اپنی دنیا بھر"

ف یعنی اس دنیا میں سب گنہگاروں نے گناہ کئے ہیں کہ فرعون بھی اس دنیا میں تھا اور ہامان بھی اس میں ملک شیطان بھی اسی میں ہے پھر یوں سمجھئے کہ جتنے گناہ ان سب گنہگاروں سے ہوئے ہیں۔ سو ایک آدمی وہ سب کچھ کرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جتنے اس کے گناہ ہیں اللہ صاحب اتنی ہی اس پر بخشش فرمائے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں جیسے کہ شرک کی شامت سے سب اچھے کام ناکارے ہو جاتے ہیں۔ اور یہی حق ہے اس لئے کہ جب شرک سے آدمی پورا پاک ہوگا کہ کسی کو اللہ کے سوا مالک نہ سمجھے اور اس کے سوا کہیں بھاگنے کی جگہ نہ جانے یہ اس کے دل میں خوب ثابت ہو جاوے کہ اس کے تقصیر وار کو اس سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں اور اس کے مقابل کسی کا زور نہیں چلتا اور اس کے روبرو کسی کی حمایت نہیں چلتی اور کوئی کسی کی سفارش اپنے اختیار سے نہیں کرسکتا سو جب یہ بات خوب اس کے دل میں ثابت ہو جاوے۔ پھر جتنے گناہ اس سے

...موحد بشریت کی راہ سے ہوں گے یا بھول چوک کر اور ان گناہوں کا ڈر اس کے دل پر گھر رہا ہوگا۔ اور ان سے ایسا بیزار ہوگا اور شرمندہ کہ اپنی جان سے بھی تنگ ہوگا۔ اور بے شک ایسے آدمی پر اللہ کی رحمت آتی ہے، سو جوں جوں اس سے گناہ ہوں گے اسی کے موافق اس کی یہ حالت بڑھے گی اور جس قدر کہ یہ حالت بڑھے گی، اسی قدر اللہ کی رحمت بڑھے گی، سو یہ جان لینا چاہیے کہ جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کر سکتی فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے جیسے رعیتی تقصیر وار ہزار درجہ بہتر ہے باغی خوشامدی سے کہ یہ اپنی تقصیر پر شرمندہ ہے اور وہ اپنے فریب پر مغرور۔"

اسی طرح تقویۃ الایمان صلا کی عبارت کہ

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جاوے اور محض بے حیا ہی بن جاوے اور پرایا مال کھا جانے میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ بھلائی برائی کا امتیاز نہ کرے، مگر تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوا اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے۔ کیونکہ شیطان یہ باتیں چھڑا کر یہ بات سکھاتا ہے۔"

ناظرین نے ملاحظہ فرمالیا کہ تقویۃ الایمان میں کیا بقول مولوی نعیم الدین کی کذب بیانی افترا پردازی کے کسی حرام کو حلال بتایا گیا ہے۔ گناہوں میں ڈوب جانے کی اجازت دی گئی ہے؟ معاذ اللہ یا حسب حدیث قدسی حق تعالے کے ارشاد میں توحید کی برکت سے تمام گناہ بدل کر نیکیاں ہو جانے اور شرک کی بدولت تمام حسنات و خیرات کا حبط اور باطل و اکارت ہو جانا مذکور ہے؟ جس طرح کہ تقویۃ الایمان کی عبارت میں صاف تصریح ہے کہ

"توحید کے ساتھ پھر جتنے گناہ ہوں گے بشریت یا بھول چوک سے ہوں گے گناہوں کا ڈر دل پر گھر رہا ہوگا گناہوں سے بیزار و شرمندہ ہو کر اپنی جان سے بھی تنگ ہوگا۔ اور بے شک ایسے آدمی پر اللہ کی رحمت آتی ہے"

نیز مشکوٰۃ کے باب الاستغفار ص۲۰۳ میں صحیح مسلم کی روایت ہے

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لو لم تذنبوا لذهب الله بکم ولجاء بقوم یذنبون فیستغفرون

"روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں ہے جان میری اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو تمہیں اللہ تعالے لے جاوے یعنی مٹا دیوے اور البتہ پیدا کرے

فیغفر لهم

ایسے لوگ جو گناہ کریں پھر بخشش مانگیں پس وہ بخشش کرے ان کی"

نیز ص۲۰۴ مشکوٰۃ میں حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تعالی لیغفر لعبده ما لم یقع الحجاب قالوا یا رسول الله وما الحجاب قال ان تموت النفس وهی مشرکة وایضاً من لقی الله تعالی لا یعدل به شیئاً فی الدنیا ثم کان علیه مثل جبال ذنوب غفر الله له

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ اللہ تعالے بخشش فرماتا ہے اپنے بندہ کی جب تک کہ حائل نہ ہو وے پردہ درمیان بندہ اور اللہ کے عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ اور کیا ہے پردہ؟ فرمایا ایسی حالت میں مرے کہ وہ شرک کرتا ہو۔ اور جو ملاقات کرے اللہ تعالے سے اس حال میں کہ برابر کرتا ہو کسی چیز کو اللہ کے ساتھ یعنی شریک نہ ٹھیراتا ہو دنیا میں کسی کو اللہ کے ساتھ پھر ہوویں اس کے اوپر گناہ مانند پہاڑ کے بخش دے گا اللہ تعالیٰ اس کو۔"

نیز صحیح مسلم جلد اول ص۶۶ میں حضرت ابوذرؓ ہی سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

اتانی جبریل علیه السلام فبشرنی انه من مات من امتک لا یشرک بالله شیئاً دخل الجنة قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق

"آئے میرے پاس جبریل اور خوشخبری دی مجھے کہ جو تمہاری امت میں سے مرے گا نہ شریک کرتا ہوگا اللہ کے ساتھ کسی کو بھی داخل ہوگا جنت میں میں نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے جواب دیا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے"

نیز صحیح مسلم جلد اول ص۱۰۶ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

انی لاعلم آخر اهل الجنة دخولا الجنة وآخر اهل النار خروجا منها رجل یؤتی به یوم القیامة فیقال اعرضوا علیه صغار ذنوبه وارفعوا عنه کبارها فتعرض علیه صغار ذنوبه

"میں جانتا ہوں اس آدمی کو جو سب کے بعد دوزخ سے نکل کر سب کے بعد جنت میں جاوے گا تو کہا جاوے گا پیش کرو اس پر اس کے صغیرہ گناہ اور نہ پیش کرو کبیرہ گناہ، پس کہا جاوے گا اس سے تو نے فلاں فلاں فلاں روز یہ گناہ کیا تھا فلاں

فيقال عملت يوم كذا وكذا كذا وكذا
وعملت يوم كذا وكذا كذا وكذا
فيقول نعم لا يستطيع ان ينكر وهو
مشفق من كبار ذنوبه ان تعرض عليه
فيقال له فان لك مكان كل سيئة حسنة
فيقول رب قد عملت اشياء لا اراها
ههنا فلقد رأيت رسول الله صلى الله
عليه وسلم ضحك حتى بدت نواجذه ٥

فلاں فلاں روز یہ گناہ کیا تھا تو وہ اقرار کرے گا
انکار نہ کر سکے گا۔ اور وہ گناہ کبیرہ پیش ہونے سے
ڈرے گا تو کہا جاوے گا اس سے ہم نے تجھے ہر
ایک گناہ کے بدلے ایک ایک نیکی عطا فرمائی۔ وہ
کہے گا اے رب میرے میں نے اور بھی کچھ گناہ کئے ہیں
جو یہاں نہیں پاتا ابوذر کہتے ہیں میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہنسے یہاں تک
کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں "

ان احادیث میں اہل توحید کے لئے بشارت عظمیٰ ہے اگرچہ اعمال ذرہ بھر نہ ہوئے ہوں توحید خالص ہے تو سب کچھ ہے۔ ورنہ شرک کے ساتھ تمام نیکیاں برباد ہیں!

علی ہذا حضرت عارف ربانی موحد یزدانی مولانا شاہ عبدالقادر جیلانی رح غنیۃ الطالبین ص۲۴۵ میں فرماتے ہیں۔

قوله تعالى فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُبَدِّلُ
اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وهذا هو
فى حق التائب الذى ختم الله له
بالتوبة والانابة وقال بعض السلف
ان العبد اذا تاب من الذنوب
صارت الذنوب الماضية كلها حسنات
ولهذا قال ابن مسعود وليتمنين
اناس يوم القيامة ان يكثر
سيئاتهم وانما قال ذلك لما
ذكر الله تعالى من تبديل السيئات
بالحسنات لمن يشاء من عباده
وروى الحسن عن النبى صلى الله عليه
وسلم انه قال لو اخطأ احدكم

فرمانا اللہ تعالیٰ کا۔ پس وہ لوگ کہ بدل ڈالتا
ہے اللہ ان کی برائیوں کو بھلائیوں سے یہ اس توبہ
کرنے والے کے حق میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آخر
میں توبہ اور ترک گناہ کی توفیق دی ہے اور کہا
بعض سلف نے تحقیق بندہ جب توبہ کرتا ہے گناہوں
سے تو ہو جاتے ہیں گناہ گزشتہ سب کے سب
نیکیاں اور اسی لئے فرمایا حضرت ابن مسعودؓ نے
البتہ آرزو کریں گے کئی لوگ قیامت کے روز یہ کہ
زیادہ ہوتیں برائیاں ان کی اور یہ اس لئے ابن مسعودؓ
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ برائیوں کے بدلے نیکیاں
دے گا جس کے لئے چاہے اپنے بندوں میں سے
اور روایت کی حضرت حسن نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے فرمایا کہ تحقیق اگر گناہ کرے کوئی تم میں سے

حتى يبلغ ما بين السماء والارض
ثم تاب تاب الله عليه

یہاں تک کہ بھر دے آسمان اور زمین کے درمیان
کو پھر توبہ کرے تو توبہ قبول فرماوے اللہ
تعالیٰ اس کی"

نیز مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد ۲ ص۱۹۱ میں حدیث منقولہ تقویۃ الایمان کا ترجمہ فرماتے ہیں۔

اے فرزند آدم بدرستیکہ تو اگر پیش
آئی مرا نزدیک بہ پری زمین از روئے
گناہاں پس پیش می آئی مرا و حالیکہ
یک نگردانی بمن چیزے را و کفر نیے
ورزی بمن ہر آئینہ می آیم من ترا نزدیک
بہ پری زمین از روئے آمرزیدن یعنی
بہ مقدار گناہ کنی تو بیامرزم من بشرط
ایمان بمن و قراب بضم و کسر چیزے
کہ قریب مقدار چیزے باشد پس قراب
ارض قریب پری زمین و در مشارق
گفتہ کہ قراب بکسر ظرفے است مثل
انبان و ساز کہ در وے شمشیر با نیام
و کارد و تازیانہ و مانند آں نگاہدارند
و توشہ سوار کہ سبک باشد نیز
بردارند و بضم بمعنی قرب و در حدیث
بضم است و بکسر نیز آمدہ است

"اے فرزند آدم تو اگر آوے میرے سامنے
زمین کے برابر گناہ لے کر پھر آوے
اس حال میں کہ شریک نہ ٹھیراتا ہو میرے ساتھ
کسی چیز کو اور کفر نہ کرتا ہو میرے ساتھ
کسی چیز کا البتہ لے آؤں گا میں تیرے پاس
زمین کی برابر بخشش یعنی جس قدر مقدار
گناہ تو کرے گا لے آؤں گا میں بخشش
بشرطیکہ میرے اوپر ایمان لانے کے اسی قدر
مقدار کے اور قراب بضم و کسر قریب مقدار
کسی چیز کے ہوتا ہے پس قراب زمین برابر
زمین کے ہوتا ہے اور مشارق الانوار رضا صغانی
میں کہا ہے کہ قراب بکسر ایک ظرف ہے
مثل دنبے کی کھال کے لاتا کہ اس میں تلوار مع نیام کے
اور چھری اور کوڑا اور اس کے مانند رکھتے ہیں اور توشہ سوار
کہ ہلکا پھلکا ہوتا ہے جس کو اٹھا کر لے جاتے ہیں اور بضم بمعنی
قرب اور حدیث میں بضم وارد ہے اور بکسر بھی آیا ہے"

پس حدیث شریف منقولہ تقویۃ الایمان اور دیگر احادیث و اقوال سلف صالحین ائمہ دین رح سے تائید تقویۃ الایمان واضح ہو گیا کہ موحد شخص ببرکت توحید تمام جہان کے ایسے گناہ جن سے ڈرتا ہوا بیزار و شرمندہ دل تنگ ہو گا حق تعالیٰ کے فضل و بخشش کے ساتھ نجات پاوے گا اسی طرح شرک ہرگز نہ بخشا جاوے گا اور [illegible] کفر کے ساتھ تمام نیکیاں طاعات

وعبادات تو کیا دعویٰ توحید راس الطاعات بھی باطل وبرباد ہو جاوے گا چنانچہ حق تعالیٰ نے قرآن پاک پارہ ۵ سورہ نساء میں فرمایا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ

"تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا یہ کہ شریک ٹھہرایا جاوے اس کے ساتھ"

اور فرمایا پارہ ۶ سورہ مائدہ میں

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْإِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

"اور جس نے کفر کیا ساتھ ایمان کے پس تحقیق برباد ہو گئے عمل اس کے اور ہے وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے"

اور پارہ ۲۴ سورہ زمر میں بوجہ کمال اہتمام کے خاص جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا گیا تو پھر کسی اور کی تو کیا ہستی ہے

وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

"اور البتہ تحقیق وحی کی گئی تیری طرف اے محمد اور طرف ان کی جو تجھ سے قبل تھے اور اگر تو نے شریک ٹھہرایا برباد ہو جاویں گے تیرے عمل اور تو ہو جاوے گا خسارہ پانے والوں میں سے"

اور پارہ ۲۶ سورہ محمد میں فرمایا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۔ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَآمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ذٰلِكَ بِأَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ ۔ نیز فرمایا يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا

"جن لوگوں نے کفر کیا اور روکا انہوں نے اللہ کے راستہ سے کھو دیئے اس نے ان کے عمل اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے نیک اور ایمان لائے جو کچھ کہ نازل ہوا اوپر محمد کے اور وہی ہے حق ان کے رب کی طرف سے ان سے اتاریں ان کی برائیاں اور اصلاح کی ان کے حال کی۔ اس لئے کہ جو لوگ کافر ہوئے انہوں نے اتباع کیا حق کا رب کی طرف سے یوں بتاتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے احوال۔ اے ایمان والو حکم پر چلو اللہ کے اور حکم پر چلو رسول کے اور باطل

الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا أَعْمَالَكُمْ

مت کرو اپنے اعمال کو"

پس مؤلف کی جعل سازی تقویۃ الایمان کے مضمون کی چھدی فریب کاری منہ زوری آشکارا ہو کر سب تہ خاک ہو گئی کہ نصوص قرآنیہ قطعیہ اور احادیث صحیحہ معتبرہ کے عموم کی تصریح میں سوائے شرک تمام جہان کے گناہوں کا انبار شامل وداخل ہے اگر موحد خالص ہے اور گناہ کو گناہ جان کر کرتا ہے اس کے دل پر بیزاری اور ندامت وشرمندگی گناہوں کی چھا رہی ہے کہ وہ ببرکت توحید اپنی جان سے بھی عاری ہے۔ جس طرح یہی مضمون تقویۃ الایمان میں ہے تو ایک دن بفضلہ تعالیٰ سب بیڑا پار ہے۔ ورنہ شرک کے ہوتے ہوئے تمام جہان بھر کی سب نیکیاں برباد کیونکہ شرک صریح تجارت ہے جس کا انجام ہلاکت ابدی ہے خسر الدنیا والاخرۃ ذلک هو الخسران المبین اور گناہ تا قصور مند ملتجی معافی کا ہوتا ہے۔ یہ تو شرک کا مال ووبال ہے حتیٰ کہ گناہ بھی اگر بدرجہ استحلال واصرار اور کسب کو پہنچ جاوے گا خصوصاً کبیرہ قطعیہ جس طرح مبتدعین گور پرستوں کی بدعات کہ اس کو حلال وطیب جان کر بکمال رغبت بہترین عبادت وطاعت تصور کرتے ہیں چنانچہ خود مولوی نعیم الدین کے شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری نے اوضح البراہین صفحہ ۸ میں لکھا ہے استحلال معصیت اور استحلال ایسی معصیت کا جو قطعی دلیل سے ثابت ہو کفر ہے شرح عقائد نسفی میں ہے استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ کفر اذا ثبت کونہا معصیۃ بدلیل قطعی

سب وشتم اور شغلِ تکفیر!

قولہ صفحہ ۲۶۴۔ اسمٰعیل صاحب تقویۃ الایمان کا کفر اور تقویۃ الایمان کے کفریات مذکور ہو چکے حضرات انبیاء اور سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام کی توہین وتنقیص کے کلمات اور بے ادبانہ بدگوئیوں اور گستاخیوں سے کتاب بھری ہوئی ہے۔ ایسے کلمات بے شک کفر ہیں شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۳۷ میں ہے ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او دینہ او نسبہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ او شبہہ بشیء علی طریق السب لہ او الازراء علیہ او التصغیر لشانہ او الغض منہ والعیب لہ فہو ساب لہ والحکم فیہ حکم الساب

لیکن چونکہ اسمٰعیل کی نسبت یہ مشہور تھا کہ اس نے اپنے ان تمام اقوال سے توبہ کر لی تھی اس لئے علماء محتاطین نے اس کو کافر کہنے سے احتیاطاً زبان روکی اور اقوال کو کفر وضلال بتایا اس کا تو اللہ عالم ہے کہ اس نے واقع میں توبہ کی تھی یا نہیں اگرچہ آج کل

فیقال عملت یوم کذا وکذا کذا وکذا وعملت یوم کذا وکذا کذا وکذا فیقول نعم لا یستطیع ان ینکر وھو مشفق من کبائر ذنوبہ ان تعرض علیہ فیقال لہ فان لک مکان کل سیئۃ حسنۃ فیقول رب قد عملت اشیاء لا اراھا ھٰھنا فلقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحک حتی بدت نواجذہ ۔

فلاں فلاں دن یہ گناہ کیا تھا تو وہ اقرار کرے گا انکار نہ کر سکے گا اور وہ گناہ کبیرہ پیش ہونے سے ڈرے گا تو کہا جاوے گا اس سے ہم نے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے ایک ایک نیکی عطا فرمائی۔ وہ کہے گا اے رب میرے میں نے اور بھی کچھ گناہ کئے ہیں جو یہاں نہیں پاتا ابوذر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں "

ان احادیث میں اہل توحید کے لئے بشارت عظمیٰ ہے اگرچہ اعمال ذرہ بھر نہ ہوئے ہوں توحید خالص ہے تو سب کچھ ہے ورنہ شرک کے ساتھ تو تمام نیکیاں برباد ہیں!

علی ہذا حضرت عارف ربانی موحد یزدانی مولانا شاہ عبدالقادر جیلانی رح غنیۃ الطالبین ص ۲۲۵ میں فرماتے ہیں۔

قولہ تعالی فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وھذا ھو فی حق التائب الذی ختم اللہ لہ بالتوبۃ والانابۃ وقال بعض السلف ان العبد اذا تاب من الذنوب صارت الذنوب الماضیۃ کلھا حسنات ولھذا قال ابن مسعود لیتمنین اناس یوم القیامۃ ان یکثر سیئاتھم وانما قال ذلک لما ذکر اللہ تعالی من تبدیل السیئات بالحسنات لمن یشاء من عبادہ وروی الحسن عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لو اخطأ احدکم

مد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ پس وہ لوگ کہ بدل ڈالتا ہے اللہ ان کی برائیوں کو بھلائیوں سے یہ اس توبہ کرنے والے کے حق میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آخر میں توبہ اور ترک گناہ کی توفیق دی ہے اور کہا بعض سلف نے تحقیق بندہ جب توبہ کرتا ہے گناہوں سے تو ہو جاتے ہیں گناہ گزشتہ سب کے سب نیکیاں اور اسی لئے فرمایا حضرت ابن مسعودؓ نے البتہ آرزو کریں گے کئی لوگ قیامت کے روز یہ کہ زیادہ ہوتیں برائیاں ان کی اور یہ اس لئے ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ برائیوں کے بدلے نیکیاں دے گا جس کے لئے چاہے اپنے بندوں میں سے اور روایت کی حضرت حسن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تحقیق اگر گناہ کرے کوئی تم میں سے

حتی یملأ ما بین السماء والارض ثم تاب تاب اللہ علیہ

یہاں تک کہ بھر دے آسمان اور زمین کے درمیان کو پھر توبہ کرے تو توبہ قبول فرماوے اللہ تعالیٰ اس کی "

نیز مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد دوم ص ۱۹۱ میں حدیث منقولہ تقویۃ الایمان کا ترجمہ فرماتے ہیں۔

اے فرزند آدم بدرستیکہ تو اگر پیش آئی مرا نزدیک پری زمین از روئے گناہاں پس پیش می آئی مرا در حالیکہ شریک نگردانی بمن چیزے را و کفر نمے ورزی بمن ہر آئینہ می آیم من ترا نزدیک بہ پری زمین از روئے آمرزیدن یعنی بمقدار کہ گناہ کنی تو بیامرزم من بشرط ایمان بمن و قراب بضم و کسر چیزے کہ قریب مقدار چیزے باشد پس قراب ارض قریب پری زمین و در مشارق گفتہ کہ قراب بکسر ظرفے است مثل انبان دراز کہ در وے شمشیر با نیام و کارد و تازیانہ و مانند آں نگاہ دارند و توشہ سوار کہ سبک باشد نیز بردارند و بضم بمعنی قرب و در حدیث بضم است و بکسر نیز آمدہ است۔

ما اے فرزند آدم تو اگر آوے میرے سامنے زمین کے برابر گناہ لے کر پھر آوے اس حال میں کہ شریک نہ ٹھیراتا ہو میرے ساتھ کسی چیز کو اور کفر نہ کرتا ہو میرے ساتھ کسی چیز کا البتہ لے آؤں گا میں تیرے پاس زمین کی برابر بخشش یعنی جس قدر مقدار گناہ تو کرے گا لے آؤں گا میں بخشش بشرط میرے اوپر ایمان لانے کے اسی قدر مقدار کے اور قراب بضم و کسر قریب مقدار کسی چیز کے ہوتا ہے پس قراب زمین برابر زمین کے ہوتا ہے اور مشارق الانوار رضاحی صاحب رح میں کہا ہے کہ قراب بکسر ایک ظرف ہے مثل انس کے لمبا تھیلا کہ اس میں تلوار مع نیام کے اور چھری اور کوڑا اور اس کے مانند رکھتے ہیں اور توشہ سوار کہ ہلکا پھلکا ہوتا ہے جس کو اٹھا کر لے جاتے ہیں اور بضم بمعنی قرب ہے اور حدیث میں بضم ہے اور بکسر بھی آیا ہے "

پس حدیث شریف منقولہ تقویۃ الایمان اور دیگر احادیث و اقوال سلف صالحین ائمہ دین رح سے بتائید تقویۃ الایمان واضح ہو گیا کہ موحد شخص ببرکت توحید تمام جہان کے ایسے گناہ جن سے ڈرتا ہوا بیزار و شرمندہ دل تنگ ہو گا حق تعالیٰ کے فضل و بخشش کے ساتھ نجات پاوے گا اسی طرح شرک ہرگز نہ بخشا جاوے گا اور شرک و کفر کے ساتھ تمام نیکیاں ضائعات

وعبادات تو کیا دعویٰ توحید راس الطاعات بھی باطل و برباد ہو جاوے گا۔ چنانچہ حق تعالےٰ نے قرآن پاک پارہ ۵ سورہ نساء میں فرمایا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ

تحقیق اللہ تعالےٰ نہیں بخشتا یہ کہ شریک ٹھہرایا جاوے اس کے ساتھ،،

اور فرمایا پارہ ۶ سورہ مائدہ میں

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ

،، اور جس نے کفر کیا ساتھ ایمان کے پس تحقیق برباد ہو گیا عمل اس کے اور ہے وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے،،

اور پارہ ۲۴ سورہ زمر میں بوجہ کمال اہتمام کے خاص جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا گیا تو پھر کسی اور کی تو کیا ہستی ہے

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ

،، اور البتہ تحقیق وحی کی گئی تیری طرف اے محمدؐ اور طرف ان کی جو تجھ سے قبل تھے اور اگر تو نے شریک ٹھہرایا تو برباد ہو جاویں گے تیرے عمل اور تو ہو جاوے گا خسارہ پانے والوں میں سے،،

اور پارہ ۲۶ سورہ محمد میں فرمایا

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۔ نیز فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا

جن لوگوں نے کفر کیا اور روکا انہوں نے اللہ کے راستہ سے کھو دیئے اس نے ان کے عمل اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے نیک اور ایمان لائے جو کچھ کہ نازل ہوا اوپر محمدؐ کے اور وہی ہے حق ان کے رب کی طرف سے ان سے اتاریں ان کی برائیاں اور اصلاح کی ان کے حال کی۔ اس لئے کہ جو لوگ کافر ہوئے انہوں نے اتباع کیا جھوٹ کا اور جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اتباع کیا حق کا رب کی طرف سے یوں بتاتا ہے اللہ تعالےٰ لوگوں کو ان کے احوال۔ اے ایمان والو! حکم پر چلو اللہ کے اور حکم پر چلو رسول کے اور باطل

الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ

مت کرو اپنے اعمال کو،،

پس مؤلف کی جعل سازی تقویۃ الایمان کے مضمون کی چندی کی فریب کاری منہ زوری آشکارا ہو کر سب تہ خاک ہو گئی کہ نصوص قرآنیہ قطعیہ اور احادیث صحیحہ معتبرہ کے عموم کی تصریح میں سوائے شرک تمام جہان کے گناہوں کا انبار شامل و داخل ہے اگر موحد خالص ہے اور گناہ کو گناہ جان گرداننا ہے اس کے طرف پر بیزاری اور ندامت و شرمندگی کا بوجھ لگا ہوا ہی ہے کہ وہ ببرکت توحید اپنی جان سے بھی عاری ہے۔ جس طرح یہی مضمون تقویۃ الایمان میں ہے تو ایک دن بفضلہ تعالےٰ سب بیڑا پار ہے۔ ورنہ شرک کے ہوتے ہوئے تمام جہان بھر کی سب نیکیاں برباد کیونکہ شرک صریح الخسارت ہے جس کا انجام ہلاکت ابدی ہے خسر الدنیا والاخرۃ ذلک ہو الخسران المبین اور گناہ تا قصور منتہی معافی کا ہوتا ہے۔ بہ نسبت شرک کا مآل و وبال ہے حتیٰ کہ گناہ بھی اگر بدرجہ استحلال و اصرار ادر کب کو پہنچ جاوے گا خصوصاً کبیرہ قطعیہ جس طرح مبتدعین گور پرستوں کی بدعات کہ اس کو حلال و طیب جان کر بکمال رغبت بہترین عبادت و طاعت تصور کرتے ہیں چنانچہ خود مولوی نعیم الدین کے شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری نے اوضح البراہین ص۲ میں لکھا ہے استحلال معصیت اور استحلال ایسی معصیت کا جو قطعی دلیل سے ثابت ہو کفر ہے شرح عقائد نسفی میں ہے استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ کفر اذا ثبت کونہا معصیۃ بدلیل قطعی

سب وشتم اور شغلِ تکفیر!

قولہ ص۲۶۴ ۔ اسمٰعیل صاحب تقویۃ الایمان کا کفر اور تقویۃ الایمان کے کثیر کفریات مذکور ہو چکے حضرات انبیاء اور سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تنقیص کے کلمات اور بے ادبانہ بدگوئیاں اور گستاخیوں سے کتاب بھری ہوئی ہے۔ ایسے کلمات بے شک کفر ہیں شفا شریف جلد ۲ ص۲۳۷ میں ہے ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او دینہ او نسبہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ او شبہہ بشیء علی طریق السب لہ او الازراء علیہ او التصغیر لشانہ او الغض منہ والعیب لہ فہو ساب لہ والحکم فیہ حکم الساب

لیکن چونکہ اسمٰعیل کی نسبت یہ مشہور تھا کہ اس نے اپنے ان تمام اقوال سے توبہ کر لی تھی اس لئے علماء محتاطین نے اس کو کافر کہنے سے احتیاطاً زبان روکی اور اقوال کو کفر و ضلال بتایا۔ اس کا تو اللہ عالم ہے کہ اس نے واقع میں توبہ کی تھی یا نہیں اگرچہ آج کل

کے وہا بیہ جو اس کے کفریات کی حمایت و ترویج کرتے ہیں وہ توبہ کے منکر ہیں۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا کہ ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے آپ نے بھی کہیں یہ بات سنی ہے یا محض افتراء ہے۔ اس کے جواب میں لکھتے ہیں توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے رفتاوٰی رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۲) لیکن جن علماء نے سنا کہ اس کی نسبت توبہ کی شہرت ہے انہوں نے احتیاط کی اور مفتی کو ایسا ہی چاہیئے۔ جیسا کہ ائمہ دین نے یزید کی تکفیر ولعن سے احتیاط کی علامہ قاری ضوء المعالی شرح بدء الامالی صفحہ ۵۴ میں فرماتے ہیں۔ لا یخفی ان الاستحلال امر قلبی غائب من ظاهر الحال ولو فرض وجوده ولا یحتمل انه مات تائبا عنه اخرًا فلا یجوز لعنه لا ظاهرا ولا باطنا احتمال توبہ کی وجہ سے علماء کرام یزید جیسے بدبخت شقی پلید کے حق میں لعن سے احتیاط فرماتے ہیں یہی حال اسمٰعیل کا ہے جس کی توبہ کی شہرت تھی لیکن اس کے بعد وہابیہ کے اور دوسرے پیشواؤں نے شان انبیاء علیہم السلام میں شدید گستاخیاں کیں اور توہین کے نہایت ناپاک کلمات لکھے اور باوجود بار بار کے رد کے ان پر مصر رہے توبہ کی طرف مائل نہ ہوئے ان کی تکفیر میں علمائے عرب و عجم نے کوئی تامل نہ فرمایا اور نہ ایسی حالت میں شریعت طاہرہ تامل کی اجازت دیتی ہے اللہ تعالٰے ان حضرات کو ان کی نیت و حسن عمل کی جزا عطا فرماوے اور اپنے بندوں کو کفر و ضلالت سے بچائے آمین وصلی اللہ تعالٰے علی خیر خلقہ وسید انبیائہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ تمت۔

اقول ۔ الحمد لله الوحيد الفريد الذي جعل الحق على لسان العبد الغبي

جب کہ مؤلف نے بزعم باطل اپنی خباثت باطنی سے تمام تقویۃ الایمان میں کفریات بر انبیاء و اولیاء خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام کی شان میں توہین و تنقیص بے ادبانہ بد گوئیوں گستاخیوں کے کلمات سے بھرا ہونا بتایا تو پھر تو یہ یقیناً قطعاً کافر مرتد ملعون ہی کا کام ہے جس کی توبہ بھی بقول باطل مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی قبول نہیں ہو سکتی چنانچہ تمہید الایمان صفحہ ۳۰ میں لکھتے ہیں

"جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب

یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے"

اور رسالہ الجلی النجوم بریلویہ صفحہ ۳۱ میں صاف لفظوں میں لکھا گیا کہ

"اسمٰعیل دہلوی کی قبر پر چار حرف (لعنت کے) بھیجے"

اور خود مولوی نعیم الدین نے مولانا شہید مرحوم کو عبارت شفائے حضرت قاضی عیاض کا مورد بحکم سب و شتم کے معاذ اللہ مرتد واجب القتل ٹھیرایا۔ پھر مولانا شہید مرحوم کی توبہ کا احتمال نکالکر پیش کیا یہ ہونا کمال درجہ عاجز ہونے کی دلیل ہے۔ جو بقول مولوی احمد رضا خاں کے خود مولوی نعیم الدین کا کفر میں شک کرکے کافر و معذب ہونا ہے معلوم ہوا کہ یہ تکفیرات محض دیتے کی دیوار اور کاغذ کی ناؤ بنائی گئی تھی۔ جو خود اس کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ گئے

مزید تفصیل اور مؤلف اطیب البیان کے تمام بیہودہ خبیثہ اقوال کی فہرست مولانا شہید مرحوم کے حق میں از اول تا آخر ناظرین اہل انصاف یکجا دوبارہ ملاحظہ فرما کر پھر اس کے نتیجہ پر جو خود مولوی نعیم الدین ہی نے عاجز ہو کر نکالا ہے۔ غور فرمائیں۔ اطیب البیان کے صفحات ذیل صفحہ ۲۷ ظالم۔ ایضاً صفحہ ۳۳ صاحب تقویۃ الایمان کی شقاوت وسیہ باطنی۔ ایضاً صفحہ ۶۴ بد لگامی۔ ایضاً صفحہ ۷۴ سود الله وجهه خدا کا غضب کہ یہ بے دین۔ ایضاً صفحہ ۸۱ فریب کار۔ ایضاً صفحہ ۹۱ مولوی اسمٰعیل بدعتی ضال۔ ایضاً صفحہ ۱۴۰ تھوک دو اس بے حیا کے منہ پر ایضاً صفحہ ۱۴۴ دشمن دین۔ ایضاً صفحہ ۱۵۵ معاند بد بخت ایضاً صفحہ ۱۵۶ جاہل بدلگام۔ فحاش بدمن۔ ایضاً صفحہ ۱۶۰ بے ایمان ایضاً صفحہ ۱۶۱ تف اس بے دینی پر۔ ایضاً صفحہ ۱۶۲ نابینا۔ ایضاً جاہل دشمن دین۔ ایضاً صفحہ ۱۷۴ قاتلہ اللہ۔ ایضاً صفحہ ۱۷۵ بد نصیب۔ بد بخت بے دین۔ ایضاً صفحہ ۱۸۵ ظالم جھوٹا دغاباز۔ ایضاً صفحہ ۱۸۷ سیاہ دل بد باطنی۔ بے دین نافرجام۔ ایضاً صفحہ ۱۸۸ تف ہزار تف اس بے دینی پر۔ ایضاً صفحہ ۱۹۲ فریب کاری بیباک گستاخ۔ بے دین۔ ایضاً صفحہ ۲۰۵ دشمن دین۔ ایضاً صفحہ ۲۲۱ بد نصیب۔ گستاخ۔ ایضاً صفحہ ۲۲۶ سود الله وجوه ایضاً صفحہ ۲۲۷ بد نصیب۔ گستاخ بے ادب۔ ایضاً صفحہ ۲۲۸ خاک بدہن ناپاک۔ خذلہم اللہ تعالٰے۔ ایضاً صفحہ ۲۳۳۔ نابکار بے دین۔ ایضاً صفحہ ۲۳۶ بد نصیب۔ ایضاً صفحہ ۲۴۰ ظالم۔ ایضاً صفحہ ۲۴۷ ظالم۔ مردود۔ ایضاً صفحہ ۲۵۲ بد نصیب بداندیش ایضاً صفحہ ۲۵۷ بد نصیب۔ ایضاً صفحہ ۲۶۳ بد نصیب وغیرہ مثل

؎ اس فہرست کا کچھ حصہ صفحہ پر گزر چکا ہے ۲-۴-۱۳۱ یہ صفحات طبع اول کے ہیں (ع-ج)

ان کے دیگر کریہ الفاظ جو چھوڑ دیئے گئے۔

پس باوجود اس ہمہ بکواس بیہودہ کے اگر مولانا شہید مرحوم ان تمام امور مذکورہ کے مورد الزام اور شان حضرات انبیاء علیہم السلام میں توہین و تنقیص گستاخی و بے ادبی بد گوئی وغیرہ کے مرتکب ہوتے اور مولوی نعیم الدین بھی بکثرت کفریات کے بہتانات لگانے میں اگر یقیناً سچے ہوتے جس کے لئے اپنی تمام عمر صرف کر کے ذخیرہ کفر و شرک کا اپنی کتاب سراپا مغوات میں جمع کیا ہے۔ تو پھر تمام ساختہ پرداختہ تکفیرات کے تار عنکبوت پر یک لخت آگ نہ لگائی جاتی یہ دلیل بین ہے کہ مولانا شہید مرحوم کے انوار توحیدی کا غلبہ تھا۔ جو سب خاکستر و نسیاً منسیاً ہو کر خود مؤلف کے اپنے گلے کا طوق بنا الفضل ما شہدت به الاعداء۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔

مسائل عقائد و فروع میں مولانا شہیدؒ کے رجوع کی بحث

پھر یہ کتنا بڑا افترا اور بہتان ہے کہ مولانا شہید مرحوم نے اپنے تمام اقوال توحید و عظمت جلال و کبریا حق تعالیٰ سے معاذ اللہ توبہ کر لی تھی حالانکہ محض لغو و کذب افترا پردازی ہے جس کا شمہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا چنانچہ خود مولوی نعیم الدین کے مستند اعلیٰ بدایونی صاحب نے بوارق ص۳۲ میں لکھا ہے کہ

لے مناسب یہ ہے کہ بوارق کی اصل عبارت یہاں نقل کر دی جائے اس لئے بھی کہ مؤلف مرحوم و مغفور نے قدرے اختصار سے کام لیا ہے۔ مؤلف بوارق نے کتاب رحیمی میں جواز تقلید پر علمائے دہلی و حرمین شریفین کے فتاوی کا دعوی کیا گیا تھا تنبیہ الضالین وہدایۃ الصالحین مطبوعہ سید الاخبار دہلی ۱۲۶۳ھ سے پہلے یہ عبارت نقل کی ہے " مولوی کریم اللہ دہلوی نے کہا کہ یہ لوگ اسماعیلی ہیں مولوی اسماعیل کی تقلید کرتے ہیں وہ بھی ایسے تھے مگر سچ یہ ہے کہ ان کا یہ گمان فاسد اور محض ظلم و کذب ہے وہ ہرگز ایسے نہ تھے۔ بلکہ انہوں نے نواح پشاور میں بعد مباحثہ علماء حنفیہ کے رفع یدین چھوڑ دیا تھا ..... اور ایک رسالہ تنویر العینین نام جو بعضے آدمیوں نے ان کی شہادت کے بعد نکال کر مشہور کیا اگر وہ ان کا ہوتا تو بھی بہ سبب اس کے کہ انہوں نے رفع یدین آخر عمر میں ترک کیا اس باب میں معتبر نہ ہوا " پھر مؤلف بوارق نے اس کا جواب دیا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے " و ایں مقال پر ست از انواع اختلال و تقریب کلام ہم ناتمام قوله " وہ ایسے نہ تھے " خبر واحد در مقابلہ تواتر اعتبار ندارد و کسانے کہ گوش خود ہا از زبان شاں شنیدہ اند و گفتگو ہا نمودہ اند [illegible] ہنوز ہستند و آواز میگویند۔ " بلکہ انہوں نے نواح پشاور میں بعد مباحثہ حنفیہ کے رفع یدین چھوڑ دیا تھا " الخ اگر باتو ل [illegible] قول [illegible] ظاہر کرتیس از مباحثہ وہ ایسے نہ تھے " [illegible] بعد مباحثہ ترک تقلید و [illegible] بر صفحہ ۴۸۳

ورنہ زیادہ زمانہ نہیں گزرا بعید ہا لوگ گواہ اور ہزارہا آدمی آگاہ موجود ہیں انکار متواترات کا بطلان سے زیادہ کچھ اور نہیں ہے اور بعضے قائل رجوع مولوی اسمعیل کے اس مذہب سے ہیں محتاج ہو کر یہ مقال پر ہے انواع اختلال سے اور تقریب کلام تمام ناتمام ہے۔ خبر واحد کا تواتر کے مقابلہ میں

بقیہ صفحہ ۴۸۲ تقلید فلاں امام گردید نعوذ باللہ از مذہب سابق رجوع کردند و از اں تبری نمودند تا شب شنید شک ہمی بگر بلکہ فی بینی ترک کرد و ظاہر است کہ ترک کردن فعلے چیزے دیگر و رجوع از مذہب چیزے دیگر ترک کردن را اسباب متعددہ اند غیر از رجوع از مذہب خصوصاً در مسلک اصحاب تقیہ و ذوی الوجوہ خود شاہ ولی اللہ صاحب بخصوص رفع یدین در حجۃ اللہ البالغہ نوشتہ اند والذی یرفع احب الی ممن لا یرفع لان احادیث الرفع اکثر و اثبت غیر انہ لا ینبغی للانسان ان یثیر علی نفسہ فتنۃ عوام بلدہ بشنو کہ تنویر العینین قبل از سفر پشاور بر زبان ہا زخود مشہور کردہ گفتگو ہا و ردان افتادہ تا کہ یک مادراں راہ قیمت وہم صرف از ترک رفع یدین در تا آخر عمر از کجا است تصنیف تنویر العینین طہارت حاصل نمی گردد تا آنکہ تحریر از مضامین مندرجہ اش و اشاعت تو یر برکسے نگہ یہ یا دیں ضلالت افتادہ باشند ثابت نگردد ..... اگر خاتمہ مولوی اسماعیل بر تو بہ از انکار تقلید و توہین و تکفیر مجتہدین و مقلدین و تبری از سائر عقاید فاسدہ گردیدہ الحمد للہ چشم ما روشن و دل ما شاد کلام در کلام علام الغیام است کہ حق است یا باطل (البوارق المحمدیہ ص ۳۳-۳۲ مطبع سول ملٹری از نخیج میرٹھ ۱۲۸۹ھ) تا اس سلسلہ میں یہ بتانا تذکرہ ایک دو باتیں اس جگہ شاید غیر مناسب نہیں سالف) مولانا شہیدؒ نے تنویر العینین ۱۲۳۹ھ میں تالیف فرمائی جب کہ آپ کے تمام بزرگ بقید حیات تھے مولانا محمد جعفر لکھتے ہیں جب تنویر العینین آپ نے لکھی اس وقت شاہ عبد العزیز صاحب (متوفی ۱۲۳۹ھ) و مولوی رشاہ عبد القادر (متوفی ۱۲۳۰ھ) و شاہ رفیع الدین صاحب متوفی ۱۲۳۳ھ ہنوز زندہ تھے جب شاہ عبد العزیز صاحب علیہ الرحمۃ نے اس کتاب کو دیکھا تو بہت پسند فرمایا۔ اور کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس گھر میں ابھی تک محقق علم حدیث موجود ہیں۔ " رسوانح احمدی ص ۱۴۷ (۲) تالیف تنویر کے بعد عبد الہادی نامی ایک مولوی صاحب نے مسئلہ ترک رفع یدین میں ایک رسالہ لکھا تو ۱۲ ذوالحجہ ۱۲۳۶ھ میں مولانا شہید نے تنقید الجواب نام سے اس کا جواب دیا جس پر مولانا عبد الحی صاحب بڈھانوی نے تصدیق و تحفظ ثبت فرمائے (الحقف النہد ص ۴۳) یعنی مولانا شہیدؒ مع مولانا عبد الحیؒ دم بستور اپنے موقف سنت رفع الیدین پر قائم رہے۔ (۳) ۱۲۴۰ھ میں دہلی کے ایک دانشمند فقیہ مولوی صاحب کسی مجلس میں کہا کہ مولانا شہید نے صرف ایک بار رفع یدین کا عمل کیا تھا اس کا وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ ایک شافعی مرد یہاں موجود ہے وہ کرتا ہے اس نظر سے کہ اس کے فعل کو لوگ برا نہ جانیں میں نے بھی عمل کیا ہے۔ لیکن ان ہی دنوں دہلی سے ایک رسالہ طبع ہو کر جس میں یہ خبر کی ان الفاظ سے تردید کی گئی۔ مولانا محمد مدح کے قول کو ملاحظہ میں یوں سنایا گیا ہے کہ آپ ہمیشہ رفع یدین کیا کرتے تھے نہایت درجہ بعض اوقات مصلحت اللہ جب کہ مولوی متعصبین اس ملک کے کچھ مدت اس امر مستحب کو موقوف رکھا تھا " (مراط الاستدراک فی بیان البالتفسیر ...) ناصر علی شرح کا اس سے معلوم آپ کے ہمیشہ [illegible] رفع کا صاف تردید ہوتی ہے باقی آئندہ

اظہار نہیں ہے اور جن لوگوں نے اپنے کانوں سے سنا ہے اور گفتگو کی ہے کیونکر باور کریں پھر کہتے ہیں بلکہ انہوں نے نواح پشاور میں بعد مباحثہ حنفیہ کے رفع یدین چھوڑ دیا تھا اولاً کہ قول اول سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ اس سے ظاہر کہ قبل مباحثہ سے وہ ایسے تھے ورنہ مباحثہ علما و حنفیہ سے کیونکر ہوتا اور اگر رفع یدین نہیں کرتے تھے ترک کرنے کے کیا معنی رکھتا ہے، ثانیاً یہ تو کسی نے نہیں کہا کہ بعد مباحثہ کے معتقد تقلید اور مقلد کسی امام کے ہو گئے تھے، اور مذہب سابق سے رجوع کر لیا اور اس سے بیزاری ظاہر کی اور تائب ہوئے بلکہ کہا تو صرف یہ کہ رفع یدین ترک کر دیا اور ظاہر ہے کہ ترک کرنا کسی فعل کا دوسری چیز اور رجوع کرنا مذہب سے دوسری چیز ترک کرنے کے سوائے رجوع کے اس مذہب سے دوسرے متعدد اسباب بھی ہو سکتے ہیں

بقیہ ص [illegible] (امام) بھی یہ بات کہ نواح سرحد میں مولانا شہیدؒ کا مسلک کیا رہا اور سوانح احمدی ص ۱۴۹ میں مندرجہ روایت کے علاوہ [illegible] آمدہ ایک واقعہ سے اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جس کو حضرت سید احمدؒ کے ایک خاص اجل خلیفہ جناب مولانا حبیب اللہ صاحب قندھاریؒ نے ذکر فرمایا ہے جو اس وقت موجود تھے [illegible] صاحب واقعہ تھے [illegible] خدمت مولوی [illegible] شہید رحمہ اللہ تعالیٰ [illegible] نماز [illegible] طالب علمے [illegible] فارغ شد [illegible] آن عالم ربانی [illegible] شاگرد [illegible] حضرت مولوی [illegible] امام [illegible] قرأت [illegible] امام [illegible] مذہب شافعی [illegible] احتیاط [illegible] جواب [illegible] حاصل [illegible] خدمت مولوی گفت [illegible] استدلال بکتاب و سنت [illegible] علمائے وطن [illegible] فتوی [illegible] الحنفیۃ [illegible] حبیب اللہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ [illegible] جناب حکیم عبد الرحمن صاحب [illegible] مرحوم [illegible] ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل نے کابل کے نزدیک عصر کی نماز میں مجھے نماز پڑھانے کے لئے آگے کر دیا آپ نے میرے پیچھے نماز ادا کی، جماعت میں میرا ایک شاگرد بھی آپ کے ساتھ ہی کھڑا تھا جناب مولوی صاحب نے خلف الامام سورۃ فاتحہ پڑھی [illegible] طالب علم نے مولوی صاحب کے برا بھلا کہنا شروع کر دیا میں نے اس [illegible] یعنی اپنے شاگرد کو ڈانٹا کہ تمہاری یہ حرکت اچھی نہیں خود مولوی صاحب سے دریافت کرو چنانچہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ امام محمد نے [illegible] سورۃ فاتحہ کا پڑھنا تجویز کیا ہے جیسا کہ میں نے [illegible] دیکھا ہے اور چونکہ امام شافعی کے نزدیک قرأت فاتحہ نماز میں فرض ہے اس لئے بربنائے احتیاط پڑھی جاتی ہے اس جواب سے معترض کی تشفی [illegible] جناب مولوی صاحب نے فرمایا یہ معترض محقق ہے یا مقلد اگر محقق ہے تو میں کتاب و سنت سے یہ مسئلہ ثابت کر سکتا ہوں [illegible] جواب [illegible] فقہا کا مقلد ہے تو [illegible] علما کا پیرو [illegible] ہمارے پاس [illegible]

"اب سنو اگر تنویر العینین کو قبل سفر پشاور سے ایک دراز مدت پہلے مولانا نے خود ہی مشہور کر دیا تھا گفتگو میں اس میں خوب ہو چکی تھی، شک کو اس بات میں ذرا دخل نہیں ہے پھر یہ بات بھی ہے کہ آخر عمر میں ترک رفع یدین سے تالیف تنویر العینین کی نجاست کیسے دھل گئی جب تک کہ توبہ اس کے مضامین اور اشاعت توبہ کی ان لوگوں پر واضح نہ ہو جو اس کی وجہ سے بادیہ ضلالت میں پڑے، اگر خاتمہ مولوی اسمٰعیل کا توبہ پر ہوا ہو اور انکار تقلید اور توہین و تکفیر مجتہدین اور مقلدین اور تمام عقائد فاسدہ سے تبری ہو جاوے الحمد للہ چشم ما روشن دل ما شاد کلام اس بات میں ہے کہ حق ہے یا باطل انتہٰی ملخصاً

پس جب کہ مسائل تقلید اور رفع یدین جو منجملہ فروعات ہیں اور سنت صحیحہ صریحہ سے ثابت ہیں ایسے متبحر عالم حقانی عارف ربانی سے توبہ ثابت ہونا بعید از بعید ہے۔ پھر مسائل توحید و عقائد جو قرآن کی تصریحات پر مبنی ہیں اور تقلید کا وغیرہ کا اس میں کوئی دخل نہیں تو یہ چہ معنی دارد چنانچہ رد المحتار جلد اول ص ۳۳ و ص ۳۴ مطبوعہ دہلی میں مرقوم ہے

فی غیر المسائل الفرعیۃ مما یجب	"سوائے مسائل فرعیہ کے جن مسائل پر اعتقاد رکھنا
اعتقادہ علی کل مکلف۔ بلا تقلید	ہر ایک مکلف پر بلا تقلید کسی کے واجب ہے
لاحد وھو ما علیہ اھل السنۃ والجماعۃ	وہ مسائل ہیں جس پر اہل سنت والجماعت ہیں
وھم الاشاعرۃ والماتریدیۃ	اور وہ اشاعرہ اور ماتریدیہ ہیں"

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص ۲۰۲ میں لکھتے ہیں۔

"عقائد میں تقلید مقبول بھی ہے یا نہیں! اللہ کو ایک رسول کو سچا جنت و نار کو موجود و سوال و عذاب نعیم قبر کو حق جانتے ہیں اس کا محل نہیں کہ فلاں فلاں مشائخ ایسا فرماتے تھے محض ان کے اعتبار پر مان لیا ہے"

لیکن اس کے باوجود مؤلف یہی رٹتے جا رہے ہیں کہ مولانا نے تمام اقوال سے توبہ کر لی تھی! معاذ اللہ منہ۔ پھر اس کا کوئی ثبوت بھی نہ بتا سکے۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے سوال ہوا کہ کیا مولانا شہیدؒ نے بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کر لی تھی! انہوں نے جواب لکھا

بقیہ ص [illegible] اس وہابیہ وغیرہ کے سب علماء حتی کہ حنفیہ بھی قرأت فاتحہ خلف الامام کا فتویٰ دیتے ہیں اور [illegible] معترض لاجواب ہو کر رہ گیا۔ ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جہاں تک فقہیات کا تعلق ہے مولانا شہیدؒ آخر تک عامل بالحدیث رہے [illegible] وہ [illegible] الحق والحمد للہ (ع۔ ح)

معتقدہ کے نزدیک سب مسائل اس (تقویۃ الایمان) کے صحیح ہیں اور یہ زبان (مولانا شہیدؒ) کا بعض مسائل سے متعلق انکار اہل بدعت کا ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۴)

الحمد للہ کہ تمام تقویۃ الایمان کی حقانیت من اولہ الی آخرہ بتائیدات آیات و احادیث تمام فوائد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر ائمہ محدثین و مفسرین فقہاء و اولیاء کاملین حضرات صوفیائے مستندین علمائے محققین خود مسلمات مولوی نعیم الدین سے خصوصاً مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے مسلک اور ان کی تصنیفات (تفسیر فتح العزیز وغیرہ) سے پوری پوری مطابقت تقویۃ الایمان کی کما حقہ بدلائل روشن ثابت ہو کر جملہ جوابات دندان شکن ہو چکے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا اہل انصاف باخدا شان کبریائی کا تماشا دیکھ سکے اور دیکھ لیں۔

بحث تقلید شخصی[1] اور عمل بالحدیث

اس مقام پر بدایونی صاحب کے بہتان کا ازالہ در بارہ تنویر العینین بابت مسئلہ تقلید و توہین و تکفیر مجتہدین و مقلدین و تمام عقائد حقہ تقویۃ الایمان کے کیا جانا لازم و ضروری ہوا جس کا ایک شمہ بھی ثابت نہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین۔ چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم کی سوانح "حیات طیبہ" سے وہ سوالات جو بطور مناظرہ شاگردان مولوی فضل حق صاحب منطقی نے آکر کئے اور بے ساختہ ان کے جوابات حضرت مولانا شہید مرحوم نے ارشاد فرمائے اہل حدیث اور منصف حضرات احناف کو انشاء اللہ العزیز از حد مفید ثابت ہو کر افراط و تفریط کا انسداد ہوگا جو حسب ذیل ہیں

سوال ١: آپ امام ابو حنیفہ کو کیا سمجھتے ہیں؟

جواب: بڑا زبردست فقیہ فخر مسلمین خیال کرتا ہوں۔

سوال ٢: جو فقہی مسائل ان کے ہیں آپ انہیں تسلیم کرتے ہیں یا رد کرتے ہیں؟

جواب: اکثر کو تسلیم کرتا ہوں مگر بعض وہ مسائل جو حدیث میں موجود ہیں۔ . . . .

سوال ٣: آپ میں اتنی سمجھ ہو گئی کہ آپ ان کے بعض فقہی مسائل کو ناپسند اور اکثر کو پسند کرنے کے مجاز ہیں

جواب: نہیں ماشاء و کلا میں نے دعویٰ نہیں کیا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ امام اعظمؒ کو جو حدیث نہیں پہنچی اور ان مسائل کو انہوں نے اپنی رائے سے بیان کیا اور اس کے خلاف حدیث موجود ہے تو ہمارا فرض ہے کہ

[1] دوسری طرز سے یہ بحث صفحہ ۲ میں بھی گزر چکا ہے (۲-۲-۳)

حدیث نبوی کے آگے امام اعظمؒ کے قول یا رائے کو تو تسلیم نہ کریں۔

سوال ٤: اور جو اس کے خلاف ہو اسے آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: ابھی تک میں نے اس کی بابت غور نہیں کیا پھر بھی اتنا میں کہتا ہوں چاہے میرا خیال درست ہو یا نادرست کہ وہ اچھا نہیں کرتا کیونکہ امام صاحب خود فرماتے ہیں اگر میرے قول کے خلاف کوئی حدیث ملے تو اس میرے قول کو چھوڑ دو اور حدیث کا اتباع کرو)

سوال ٥: کیا امام اعظم صاحب حدیث نہیں جانتے تھے؟

جواب: جانتے کیوں نہیں تھے مگر وہ زمانہ احادیث کی اختراعات کا ایسا غضب ناک تھا کہ ایک ایک ہر حدیث کو تسلیم کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے اکثر مسائل میں اپنی رائے سے کام لیا۔

سوال ٦: کیا اس سے وہ ملزم ٹھہر سکتے ہیں؟

جواب: نہیں ہرگز نہیں ان کا دامن تقدس ہر بے جا الزام سے بالکل پاک ہے ہاں اگر یہ کہتے کہ صحیح حدیث پہنچنے پر بھی تم میرے ہی قول پر عمل کئے جاؤ تب کو جائے اعتراض ہو سکتی ہے اور جب وہ یہ نہیں فرماتے پھر ان پر کسی طور کا الزام قائم کرنے والا جھوٹا ہے"

سوال ٧: ایسے بھی مسائل ہیں جن سے امام صاحب کو اور ائمہ اربعہ پر فضیلت حاصل ہو سکتی ہے؟

جواب: اس کا جواب دینے کے لئے میں ابھی تیار نہیں ہوں۔

سوال ٨: پھر آپ کو آتا ہی کیا ہے آپ تو بالکل ہی نہیں جانتے؟

جواب: میں نے ابھی تک اپنی علمیت کا دعویٰ نہیں کیا جو تم مجھے یہ کہتے ہو یہ تمہاری طرز گفتگو ہے

سوال ٩: نہ ہی نہیں ہمارا مذہب یہ ہے کہ امام اعظمؒ تینوں اماموں سے افضل ہیں اور اسے ہم ثابت کر سکتے ہیں۔

جواب: ممکن ہے ایسا ہو اور آپ ثابت بھی کر دیں لیکن جب میرے پاس چاروں جلیل القدر ائمہ کی لیاقت جانچ کرنے کا کوئی آلہ نہیں ہے پھر میں کیوں کر اپنی رائے دے سکتا ہوں میں چاروں کو واجب التعظیم خیال کرتا ہوں اور میرا یہ مذہب ہے کہ جو کچھ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی ہے اس کا عظیم الشان صلہ تو خداوند حقیقی نے انہیں دیا ہی ہوگا لیکن اس کے خلاف ہماری گردن پر ان کے اتنے احسان ہیں اور قیامت تک مسلمانوں پر رہیں گے کہ وہ ان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے فقط

یہ سن کے طلبہ خاموش ہو گئے اور اب انہیں زیادہ سخن کا بھی موقع نہیں رہا عبدالصمد نامی بنگالی جو صاحب کی طرف سے محض طفلانہ اور بے جوڑ سوال کر رہا تھا وہ دندان شکن جوابوں پر بھی اس

کی تسلی نہیں ہوتی تھی سوچتے سوچتے یہ تواریخی سوال کرنے لگا۔

سوال:۔ آپ بڑے عالم ہیں آپ کا خاندان بڑا فاضل ہے اور تمام علوم آپ کو حاصل ہیں آپ یہ تو بتایئے کہ امام ابو حنیفہ کون تھے کہاں کے رہنے والے تھے انہوں نے کس کس سے تعلیم پائی اور ان کے شاگرد کون کون سے تھے ذرا معلوم تو ہو کہ آپ ائمہ دین کے حالات سے کتنے واقف ہیں۔

جواب:۔ مولانا شہید علیہ الرحمۃ نے تبسم آمیز لہجہ میں فرمایا اس طول طویل بیان کی تم مجھے ناحق تکلیف دیتے ہو کتابیں بھری پڑی ہیں ان میں دیکھ کر شرح حال بخوبی ہو جاوے گا۔

سوال:۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کتابوں میں سب کچھ بھرا پڑا ہے آیا آپ کو بھی کچھ آتا ہے یا یوں ہی دور کے ڈھول سہانے ہیں!

جواب:۔ مولانا شہید نے ہنس کے بطور مضحکہ فرمایا "اگر تم میرا امتحان لینے آئے ہو تو بھی تمہیں پہلے انعام کی فکر کرنی چاہیئے کیونکہ اگر میں تمہارے امتحان میں پورا اترا تو تمہیں مزید انعام دینا ہوگا اور اگر تم محض استفادہ کے طور پر دریافت کرتے ہو تو تمہیں ایسی سختی نہیں کرنی چاہیئے تلامذہ کے خلاف شان ہے کہ وہ اس سختی سے گفتگو کریں"۔ مولانا شہیدؒ کی اس تقریر نے مولوی عبد الصمد بنگالی کے چھکے چھڑا دیئے اور اب کسی قدر نادم ہوا مگر اس کے دل میں ایک کرید سی پیدا ہو رہی تھی اس لئے وہ اپنے چند اور سوالات سے دست بردار نہیں ہوا تاہم وہ بہت نرم ہو گیا اور مولانا شہید کی ملائمت اس کے دل میں کھب گئی اس کا یہ جذبہ پھر نہ رہا کہ وہ کہتا میں امتحان لینے آیا ہوں بلکہ اب اس نے کسی قدر نرم زبانی سے یہ کہا اچھا بطور استفادہ ہی سہی آپ میرے سوالات کا جواب دیں مولانا شہید نے فرمایا "اس کا کچھ مضائقہ نہیں بہت خوشی سے میں تمہارے حکم کی تعمیل کرنے کو موجود ہوں" یہ کہہ کے آپ نے جواب ان تواریخی سوالات کے ارشاد فرمائے۔ جواب آپ کا اصلی نام نعمان ہے اور کنیت ابو حنیفہ ہے اور لقب امام اعظم ہے اور شجرہ نسب یہ ہے نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ بن عسکر بن خعیان ابن شہ ہے آپ ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے آپ کے والد ثابت پہلے پہل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کوفے حاضر ہوئے اور علاوہ اور تحائف عجمیہ کے آپ نے فالودہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فرمائش سے اپنے باورچی سے پکوا کے پیش کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فالودہ اور عجمی تحفے لے کے بہت خوش ہوئے اور ثابت کو دعائے خیر دی جب امام ابو حنیفہ بڑے ہوئے تو شعبی کی ترغیب سے علم کی طرف متوجہ ہوئے یہ بحث بڑی دقیق ہے کہ آپ نے کسی صحابی کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا اور آپ کو تابعی ہونے

کا افتخار بھی حاصل تھا۔ چونکہ مجھے اس میں کچھ رد و قدح نہیں کرنی ہے میں تواریخ پر بھروسہ کرکے یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے اپنے بچپن کے زمانہ میں انس رضی اللہ عنہ صحابی کو دیکھا تھا جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت گذار تھے امام صاحب کا زمانہ بچپن و جوانی ایک پر آشوب زمانہ تھا ایسے زمانہ میں بعض وجوہ سے آپ علم کلام کی طرف متوجہ ہوئے مگر بعد ازاں چند اصحاب کی ترغیب سے آپ اول حماد کے حلقہ درس میں شامل ہوئے حماد نے ۱۲۰ھ میں وفات پائی گو ابھی امام ابو حنیفہ کو پورا حدیث میں ملکہ نہیں ہوا تھا پھر بھی چسکا لگ گیا تھا اور آپ اس قابل ہو گئے تھے کہ فقہی مسائل جن کی اس زمانہ میں ضرورت تھی کچھ جانچ پڑتال کرتے اس کے بعد آپ نے قتادہ کی شاگردی کی پھر آپ نے سلیمان و سالم بن عبد اللہ سے حدیث پڑھی سلیمان حضرت میمونہؓ کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے تھیں غلام تھے اور فقہاء سبعہ میں فضل و کمال کے لحاظ سے ان کا دوسرا نمبر تھا پھر بیروت میں رحو بندر دمشق ہے امام اوزاعی سے تعلیم حدیث پائی اس کے بعد سب سے زیادہ فخر حضرت باقر رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں شامل ہونے کا امام اعظم کو حاصل ہوا جب آپ کی بہت شہرت ہوئی علاوہ ہزاروں آپ کے شاگرد بن گئے تو یزید بن عمر بن ہبیرہ گورنر کوفہ نے آپ کو میر منشی اور افسر مقرر کرنا چاہا لیکن آپ نے انکار کیا یزید نے بہت سمجھایا اور زبانی ڈرایا بھی دیا لیکن آپ اپنے انکار ہی پر قائم رہے۔ چنانچہ اس نے آپ کو درے لگوائے ہنوز یہاں درے کی نوبت پر بھی انکار ہی تھا ہر روز وہ ابو حنیفہ کو اپنے سامنے بلاتا تھا اور میر منشی کا بستہ آپ کو پیش کرتا تھا اور ایک طرف درہ رکھتا تھا کہ یا تو اسے قبول کرو نہیں پھر درہ موجود ہے آپ فرما دیا کرتے تھے میں جب انکار کر چکا تو اگر مار بھی ڈالے گا میں منظور نہ کروں گا یہ مجھ سے کبھی نہ ہوگا کہ تو ایک مسلمان کے قتل کا حکم دے اور میں اس پر مہر کروں جب وہ بہت تنگ ہوا تو اس نے امام صاحب کو چھوڑ دیا آپ رہائی پاتے ہی فوراً مکہ معظمہ چلے آئے اور ۱۳۰ھ ہجری تک وہیں رہے بلکہ ایک روایت کے بموجب یہ ہے کہ آپ نے اٹھائیسواں سال بھی وہیں گذارا جب ۱۳۲ھ ہجری میں بنو امیہ کے خاندان کا خاتمہ ہو گیا اور سلطنت اسلام حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے قبضہ میں آئی تو پہلا حکمران ابو العباس سفاح ہوا اس نے بہت ہی قلیل زمانہ حکومت کے بعد وفات پائی اس کے بعد اس کا بھائی منصور تخت خلافت پر متمکن ہوا اس نے کوفہ کی آب و ہوا مزاج خلافت کے خلاف [illegible]

امام ابو حنیفہ سے جانی عداوت تھی وہ چاہتا تھا کہ انہیں قتل کرڈالے عداوت کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ نے ابراہیم کا تجارت میں ساتھ دیا تھا امام ابوحنیفہ بھی منصور کے اس خونی عزم سے ناواقف نہ تھے جب انہوں نے یہ دیکھا کہ منصور بغداد چلا گیا تو کوفہ سے مکہ تشریف لے آئے مگر منصور نے گو تخت خلافت کو بغداد میں بدل دیا تھا پھر بھی کوفہ میں اس کی حکومت تو تھی اس نے فوراً ابوحنیفہ کو بغداد میں طلب کیا اور داخلہ کے دوسرے دن دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا دربار میں جس نے امام ابوحنیفہ کو پیش کیا وہ ربیع تھے جو حاجبیہ کا عہدہ رکھتا تھا اس نے یہ کلمے امام صاحب کی نسبت پیش کرتے وقت کہے تھے یہ دنیا میں آج بڑا عالم ہے منصور کو آپ کے قتل کرنے کا بہانہ ڈھونڈھنا تھا پھر بھی اس کی علم دوست طبیعت نے اسے مجبور کیا کہ آپ کی قدر کرے چنانچہ اسی خیال سے اس نے آپ کے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا امام صاحب نے صاف انکار کیا اور کہا کہ میں اس کی قابلیت نہیں رکھتا منصور نے غصہ میں بھر کر کہا تم جھوٹے ہو امام صاحب نے کہا اگر میں جھوٹا ہوں تو میرا قابلیت نہ رکھنے کا دعوے سچا ہے کیونکہ جھوٹا شخص قاضی نہیں مقرر ہو سکتا پھر امام صاحب نے بہت سی وجوہ بیان کیں کہ اس وجہ سے میں عہدہ قضا نہیں قبول کر سکتا۔ منصور نے قسم کھا کر کہا کہ تم کو ضرور قبول کرنا پڑے گا اس کے مقابلہ میں امام صاحب نے بھی دلیری سے قسم کھائی کہ میں ہرگز قبول نہ کروں گا۔ ربیع مارے غصہ کے تھرا گیا اور اس نے گرم لہجہ میں یہ کہا ابوحنیفہ تم امیر المومنین کے مقابلہ میں قسم کھاتے ہو امام صاحب نے جواب دیا ہاں کیونکہ امیر المومنین کو قسم کا کفارہ ادا کرنا میری نسبت زیادہ سہل ہے جب یہ رد و بدل ہوئی تو منصور نے آپ کو قید خانہ میں بھیج دیا چار برس آپ قید خانہ میں رہے اور بماہ رجب ۱۹ تاریخ ۱۵۰ھ ہجری میں آپ کی وفات ہو گئی یوں تو امام صاحب کے کوڑیوں شاگرد تھے مگر سب میں مشہور و معروف امام محمد اور امام ابو یوسف تھے"

مولانا شہید یہاں تک پہنچے تھے کہ عبد الصمد پیروں پر گر پڑے اور جو کچھ انہوں نے سخت زبانی کی تھی اس کی دل سے معافی مانگی اور آپ کے ایک مضبوط معتقد بن گئے اور جتنے انکے ساتھ آئے سب نے آپ کی اطاعت قبول کی جب مولوی فضل حق صاحب کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو وہ اور بھی رنجیدہ ہوئے اور اب انہوں نے مولانا شہید کو اذیت پہنچانے کی نئی نئی تدبیریں کرنی شروع کیں (حیات طیبہ صفحہ ۵۵ از تاریخ سیر دہلی ۳۵۵)

علماء ربانی کی یہی شان ہوتی ہے کہ ان کے اخلاق اور تمدن سے

تخلق الله متاثر ہوتی ہے اگرچہ مخالف سے مخالف ہو یہ شائبہ اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ درجہ ہے چنانچہ حدیث میں یہودی کے قرض کا قصہ مشکوۃ میں وارد ہے علی ہذا مولانا شہید مرحوم خود تنویر العینین میں فرماتے ہیں۔

وعظماء العلماء والفقہاء المجتہدین لا سیما المجتہدین الاربعۃ الذین ہم ارکان الدین واعمدۃ الاسلام

"بڑے بڑے علماء اور فقہائے مجتہدین خصوصاً چاروں مجتہدین کہ یہ لوگ دین کے رکن و ستون اسلام ہیں"

علی ہذا مولانا شہید مرحوم تقویۃ الایمان[1] صفحہ ۳۹ و صفحہ ۴۰ میں فرماتے ہیں۔

"انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں اور اللہ ان کے بتانے میں تاثیر دیتا ہے بہت لوگ اس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہیں سو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ اول اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں"

علی ہذا مولانا شہید مرحوم منصب امامت صفحہ ۵۳ میں فرماتے ہیں۔

پس مشابہ بانبیاء در علم احکام یا مجتہدین مقبولین باشند یا ملہمین محفوظین واز بسکہ استناد احکام بسوئے کشف والہام در اوائل امت معروف نبود پس مشابہ بانبیاء در ین فن مجتہدین مقبولین اند لیس ایشاں را از ائمہ فن باید شمرد و مثل ائمہ اربعہ ہر چند مجتہدین بسیار از بسیار گذشتہ اند اما مقبول در میان جمہور امت ہمیں چند اشخاص اند پس گویا کہ مشابہت تامہ دریں فن نصیب ایشاں گردیدہ بناءً علیہ در میان مجتہدین

"انبیاء علیہم السلام کے مشابہ علم احکام میں یا مجتہدین مقبولین ہوں گے یا ملہمین محفوظین یا وہ چونکہ کشف والہام کی طرف احکام کی نسبت اوائل امت میں معروف و مشہور نہ تھی پس مشابہ بانبیاء اس فن میں مجتہدین مقبولین ہیں ان کو ائمہ فن سے معلوم کرنا چاہیے۔ مثل چاروں اماموں کے ہر چند کہ مجتہدین بہت کچھ گذرے ہیں لیکن مقبول درمیان جمہور امت کے یہی چند اشخاص ہیں پس گویا کہ مشابہت تامہ پوری پوری اس فن میں انہیں کے نصیب میں ہوئی نظر بر آں

[1] تقویۃ الایمان طبع لاہور ۱۹۵۶ء مرغوب بک ایجنسی

اہل اسلام از خواص و عوام ملقب امام معروف گردیدند و بلقوت اجتہاد موصوف۔

"تمام اہل اسلام خواص و عوام میں ملقب امام معروف و مشہور ہوئے اور بلقوت اجتہاد موصوف"

علی ہذا مولانا شہید مرحوم ایضاح الحق صلا میں فرماتے ہیں

بالجملہ مسائل مستنبطہ مجتہدین سابقین کہ مسلم الاجتہاد اند بقیاسات صحیحہ بیشک از قبیل سنت حکمیہ است

"خلاصہ یہ کہ مسائل نکالے ہوئے مجتہدین سابقین کے کہ مسلم الاجتہاد ہیں قیاسات صحیحہ کے ساتھ بیشک قسم سنت حکمیہ سے ہیں"

علی ہذا صراط مستقیم صٹ میں مرقوم ہے

تمہید سوم در اعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام است بہتر و خوب است، لیکن علم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم منحصر در علم یک شخص از مجتہدین نداند بلکہ علم نبوی منتشر در آفاق گردیدہ بموجب مقتضیات وقت بہر کسے رسیدہ و بعد ازاں کہ کتب مصنف شدہ جمعیت آں علوم ظاہر گشتہ پس در ہر مسئلہ کہ حدیث صحیح صریح غیر منسوخ یابد اتباع آنہا مجتہد وہاں نکند و اہل حدیث را مقتدائے خود شناسد و بدل محبت ایشاں دارد و تعظیم ایشاں لازم شمرد کہ حاملان علم پیغمبر اند و بنوع فائدہ مصاحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کردہ مقبول جناب رسالت مآب گشتہ اند و مقلدان تعظیم و توقیر مجتہدان بخوبی بجا آرند

"اعمال میں اتباع مذاہب اربعہ کا کہ تمام اہل اسلام میں رائج ہے بہتر اور خوب ہے لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو کسی خاص ایک ہی مجتہد کے علم میں منحصر نہ جاننا چاہیئے اس لئے کہ علم نبوی تمام دنیا میں پھیلا ہوا تھا ہر شخص کو بمقتضائے وقت پہنچا اور بعد اس کے کہ کتابیں تصنیف و تالیف ہو کر جمعیت ان علوم کی ظاہر ہوئی پس ہر مسئلہ میں کہ حدیث صحیح صریح غیر منسوخ مل جائے کسی مجتہد کا اتباع اس کے خلاف میں نہ کرنا چاہیئے اور اہل حدیث کو اپنا مقتدا سمجھیے اور دل سے ان کی محبت رکھیے اور ان کی تعظیم لازم سمجھیے کہ وہ خدمت کرنے والے علم پیغمبر کے ہیں اور کسی نوع کا فائدہ صحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا انہوں نے حاصل کیا ہے جس سے مقبول بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئے ہیں اور مقلدین تعظیم و توقیر مجتہدین کی بخوبی جانتے ہیں کرو

محتاج آگاہی بزبان مستند "اس کی آگاہی کے محتاج نہیں ہیں"

لہٰذا حقیقت تقلید بکلام مولانا شہید مرحوم مفصل تاکید اخیر میں ترک تقلید و عمل بالحدیث پر تکفیرات کی بحث میں منقول ہوگی انشاء اللہ العزیز۔

حقیقت یہ ہے کہ مبتدعین و گور پرستوں کا ہمیشہ سے یہی وطیرہ رہا ہے کہ علمائے ربانی اہل حق موحدین متبعین سنت سے بغض و عناد رکھتے طرح بطرح ان کی محض بے بنیاد تکفیر بین کرکے بہتانات لگاتے رہے ہیں چنانچہ امام ابن قیم المتوفی سنہ اپنے قصیدۂ نونیہ میں جو اہل بدعت کی تردید میں تقریباً سات ہزار شعروں پر مشتمل ہے فرماتے ہیں

ما عندھم علم سوی التکفیر والتبدیع والتضلیل والبھتان

"نہیں ہے ان کے پاس کوئی علم سوائے تکفیر کرنے اور بدعت لگانے اور گمراہی کی طرف بہکانے اور بہتان بندی کے"

چنانچہ ناظرین اہل بصیرت والنصاف نے تقویت الایمان اور صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کے متعلق افتراء پردازیاں دیکھ ہی لی ہیں۔ پھر ان کا بے اصل ہونا بھی تقویۃ الایمان اور دیگر تصنیفات و تالیفات مولانا شہید مرحوم سے معہ تائیدات قرآن و حدیث اور ائمہ دین کے ملاحظہ فرما لیا۔

مدح و توصیف مولانا شہید رحمہ مشاہیر فضلاء کے زبان و قلم سے

واضح ہو کہ ہزارہا علمائے اکابر و بزرگان صالحین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے زمانہ اور آپ کے خلفاء و تلامیذ اور مریدین وغیرہم سے اب تک برابر مولانا شہید مرحوم کے مداح فضل و کمال کے شاہد تقویۃ الایمان کے ثناخوان توحید و سنت کے فدایان رہے ہیں جن کا شمار دشوار و ناممکن ہے منجملہ ان کے حضرات مشاہیر فضلاء کے فتاوی بارہا قالب طبع میں آکر شائع اور مشہور ہو چکے ہیں جن کے نقل کرنے کی بنظر موافقین چنداں ضرورت نہیں تاہم مولوی نعیم الدین صاحب کے مسلمات و مستندات میں سے بعض بعض کا ذکر ضروری ہے۔

مفتی صدر الدین صاحب مرحوم

صدر الصدور دہلی شاگرد مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

چنانچہ مولانا مفتی محمد صدر الدین خاں صاحب مرحوم اور استاد مولانا نواب سید صدیق حسن قنوجی و مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہم اللہ جن کو مولوی نعیم الدین کی مستند کتاب انوار ساطعہ مطبوعہ نعیمی پریس مرادآباد صلا میں "استاذنا و مولینا و مولی العالمین مفتی محمد صدر الدین خاں صاحب صدر العلماء والفضلاء" لکھا

مفتی سعد اللہ مرحوم

علی ہذا مولانا مفتی سعد اللہ صاحب رامپوری رح شاگرد مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے مولوی نعیم الدین کی مستند کتاب انوار ساطعہ سنہ ۱۲۶۸ھ میں منجملہ علماء جلیل القدر کے شمار کیا ہے آپ اپنے فتویٰ میں فرماتے ہیں

"بعد الموفق بندہ سراپا گناہ محمد سعد اللہ عفا اللہ عنہ با جناب ہاگویم کہ مولانا محمد اسمٰعیل مغفور عالم ربانی و مصدر فیوض یزدانی بودند و قوت نظریہ از علوم نقلیہ و عقلیہ آں مرتبہ داشتند کہ زبان نا طقہ مشاہیر علماء عصر در جنب تقریر شان لال بودند و حاسدین اہل علم را در جنب ایشان بجز سر بمہر خموشی دہد گوحرف نبود مجال مے نمودند و ر بیان مسائل شرعیہ و ہدایت امور دینیہ حضرت ایشان را مصداق لا یخافون لومۃ لائم یا فتہ ام در بر خلوص دینی و حق گوئی و صدق نیت و حسن طویت کہ قیمت ایشان، عمال و آثار کالشمس علی رابعۃ النہار شاہد عدل است و مولوی خرم علی صاحب مرحوم نیز منجملہ تابعین مولانا ممدوح ... عالم دیندار و متقی و پرہیزگار بودند سالہا مداز فقیر را بایشاں یک جائے ماندہ شد ندامرے خلاف شرع ظہور ایشاں خراب خاطر ندارم و بالفرض اگر از یں ہر دو صاحبان در کتاب ہائے شاں مثل نصیحۃ المسلمین و تقویۃ الایمان جائے سہو سرزدہ باشد از قبیل مسامحات علماء سابقین دیندار و مجتہدین روزگار داں خمر و ہذا ہو عندی ہی مظنون و کل حزب بما لدیہم فرحون فقط

العبد المذنب الاواہ مفتی محمد سعد اللہ"

(مہر: محمد سعد اللہ ۱۲۴۹)

نصیحۃ المسلمین شاہ عبد العزیز رح کی پسند کردہ کتاب ہے

علی ہذا ہدایت المبتدعین مطبوعہ سنہ ۱۲۹۶ھ میں مرقوم ہے

"مولوی خرم علی صاحب مرحوم نے در سنہ ۱۲۳۳ھ میں رسالہ نصیحۃ المسلمین تصنیف کیا اور اس میں آیات قرآن مجید سے جو مذمت شرک میں وارد ہیں تمسک فرمایا اور وہ رسالہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی خدمت میں بھیجا شاہ صاحب موصوف نے اس کو پسند فرمایا اور کہا کہ ہمارا طریقہ بھی یہی ہے۔ مولوی محبوب علی صاحب (شاگرد رشید شاہ صاحب موصوف) اور حافظ کمال الدین صاحب کہ بیت اللہ شریف میں ان کا انتقال ہوا، اس بات کے ناقل تھے اور حافظ منیر علی صاحب جو بفضل اللہ اب بھی موجود ہیں وہ بھی اس قصہ کو نقل فرماتے ہیں۔"

مولانا شیخ محمد تھانوی مرحوم

علی ہذا مولانا شیخ محمد صاحب محدث تھانوی رح تلمیذ مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مرید حضرت

[illegible]

گیا ہے آپ کا مشہور و معروف فتویٰ دربارہ تقویۃ الایمان و مدح مولانا شہید مرحوم بارہا مطبوع شدہ ایک صدی سے زائد عرصہ سے ہندوستان میں شائع ہو کر مقبول خاص و عام ہو رہا ہے رسالہ دریہ قلمیہ فضائل عالم باعمل صفحہ ۳۲ سے ہدیہ ناظرین ہے

"سوال علمائے دین و فضلائے متقین موحدین سے یہ ہے کہ کتاب مسمّیٰ بہ تقویۃ الایمان تصنیف مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی اور کتاب نصیحت المسلمین مولوی خرم علی صاحب کی جس میں شرک کی برائی کا بیان ہے ان دونوں کا کیا حال ہے آیا ان پر عمل کرنا اور ان کے موافق عقیدہ رکھنا ہدایت ہے یا گمراہی اور ان کا مضمون موافق اہل سنت کے ہے یا نہیں اور جو شخص ان کے مصنفوں کو اور ان پر عمل کرنے والوں کو بسبب اس تصنیف کے اور عمل کے کافر اور گمراہ کہے اس کا کیا حال ہے اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں فقط۔ بینوا توجروا۔

الجواب: نصیحت المسلمین اس فقیر کی نظر سے نہیں گزری اور نہ اس کے مؤلف کا حال تفصیل معلوم ہے لیکن اگر اس کتاب میں شرک کی برائی کا بیان ہے تو اس کے اچھے ہونے میں کس کو کلام ہے اور تقویۃ الایمان کو نظر اجمالی سے دیکھا ہے باعتبار اصول اور اصل مقصود کے بہت خوب ہے اور مولوی اسمٰعیل صاحب کو ایسا دیکھا کہ پھر کسی کو ایسا نہ دیکھا یہ لوگ ان میں سے ہیں کہ جن کے حق میں حق سبحانہ تعالیٰ نے پارہ ۴ سورہ آل عمران میں فرمایا ہے۔

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور چاہیئے کہ رہے تم میں ایک جماعت جو بلاتی نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے پسندیدہ بات کا اور منع کرتی رہے ناپسند کو اور وہی پہنچے اپنی مراد کو

اور یہ فرمایا إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۔

اور فرمایا پارہ ۲ سورہ البقرہ میں تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں یہی لوگ ہیں امیدوار اللہ کی رحمت کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی مہربانی جس پر چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

پس جو ان کو کافر و گمراہ کہے وہ آپ گمراہ ہے واللہ اعلم بالصواب فقط حررہ محمد صدر الدین"

(مہر: محمد صدر الدین)

ماخوذ دیکھئے فتاوی تدریر ص ۱۷۔۷۲ ج اول (رس)

سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کو مولوی نعیم الدین کی نہایت مستند کتاب انوار ساطعہ ص۲۹ میں بالفاظ توصیف "عمدۃ الفقہاء والمحدثین جناب مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی" لکھا گیا ہے۔ آپ اپنی کتاب قسطاس ص۲۴۰ و ص۲۴۱ قسطاس ہفتاد و یکم کی بحث میں فرماتے ہیں

"ہمارے عقیدہ کی تحقیق دربارہ، تناسخ بالغیر جو مطابق عقیدہ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید"

علی ہذا حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدینہ طیبہ استاذ شفیق مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے جن کو کتاب انوار ساطعہ ص۱۶۷ میں نہایت مدح کے ساتھ لکھا

"جناب مولانا شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی زبدہ متورعان روزگار عمدہ محدثین کبار"

مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کے ارشد تلامیذ اور حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منتخب خلفاء کے ہیں آپ اپنے شیخ غلام علی شاہ صاحب کے تذکرہ ضمیمہ مقامات مظہری ص۱۸ میں اپنے دادا شاہ صفی القدر کے مناقب و حال میں تحریر فرماتے ہیں۔

وفات شان بروز در شنبہ بست و ہفتم شعبان ۱۲۴۶ھ در بلدہ لکھنؤ واقع شد۔ سید احمد صاحب و مولوی اسمٰعیل شہید و دیگر اعزہ تجہیز و تکفین بر خود گرفتند۔	"ہمارے دادا صاحب کی وفات پیر کے روز پچیسویں شعبان سن بارہ سو چھتیس ہجری شہر لکھنؤ میں واقع ہوئی۔ سید احمد صاحب اور مولوی اسمٰعیل شہید اور دوسرے بزرگوں نے انتظام تجہیز و تکفین خود کیا۔"

صاحب الیانع الجنی نیز شاہ عبد الغنی صاحب کی اسانید احادیث (الیانع الجنی مطبوعہ صدیقی ص۱۰۹) در ضمن تذکرہ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں مرقوم ہے۔ "ومنهم ابن اخيه اسمعيل بن عبد الغني كان من اذكى الناس باياه وكان كان ابشدهم فی دین .... وا حفظهم للسنة يغضب لها ويتجنب اليها ويشنع على البدعة واهلها من مصنفاته كتاب الصراط المستقيم في التصوف والايضاح في بيان حقيقة السنة والبدعة مشهوران يرغب الناس فيهما ومختصر في اصول الفقه وقرة العينين انفرد فيها بمسائل عن جمهور اصحابه وا تبعه عليها اناس من المشرق من بنجالة وغيرها اكثر عددا من حصى البطحاء وله كتاب آخر في التوحيد ولا شرك فيه امور في حلاوة التوحيد والعسل واخرى في مراقي

¹ یعنی تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین ..... الحجۃ حرمی باسمید المندیۃ فی احادیث العشرۃ الاخلاق

الختل فمن قائل انها دست فيه وقائل انه تعمدها استشهد في الغزوة المشهورة حين هجم عليهم العدو وكفرة السِلك وخذلهم من كانوا في دارهم ونكثوا بيعة امامهم حتى صاروا مع العدو يدًا واحدة واعانوهم على دماء المسلمين ورب ما سفكوها والله اعلم"

مولوی ارشاد حسین مرحوم علی ہذا مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری مرحوم شاہ عبد الغنی صاحب موصوف کے برادر شاہ احمد سعید صاحب مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید جن کا ذکر کتاب انوار ساطعہ ص۱۶۷ میں بڑے القاب و توصیف کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ "البحر القمقام والحبر الهمام تاج المحدثين سراج المتقدمين الاديب المصقع المتكلم النبيه العارف المحدث المفتى الفقيه جامع الشريعة والطريقة مجمع البحرين مولانا محمد ارشاد حسين صانه الله عن كل شين"

اسی طرح مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم ۱۳۲۴ھ مطبع اہل سنت وجماعت بریلی در فتوی جواز زیاتی کمی تبادلہ نوٹ ص۱۱ میں لکھتے ہیں

"فتوی حامی سنت ماحی بدعت جناب مولینا مولوی شاہ محمد ارشاد حسین صاحب رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ"

علی ہذا مولوی محمد مصطفٰے رضا خاں صاحب برادر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی قتل کذب دکید مطبع اہل سنت وجماعت بریلی ۱۳۳۲ھ ص۵۶ میں لکھتے ہیں

"حضرت مولانا محمد ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ"

ایضاً ص۵۷ میں لکھتے ہیں

"حضرت مولٰنا ارشاد حسین علیہ الرحمۃ کا انتصار الحق الخ"

ایضاً ص۶۵ میں لکھتے ہیں

"حضرت مولانا ارشاد حسین علیہ الرحمۃ کی انتصار الحق دیکھئے استدلال با احادیث سے بھری پڑی ہے آپ کے نزدیک وہ کوئی ستو گئے غیر مقلد ہوتے"

ہاں تو یہی مولانا ارشاد حسین صاحب اپنی مشہور و معروف کتاب انتصار الحق مطبوعہ صدیقی بریلی ۱۳۱۲ھ میں متعدد مقامات پر مولانا شہید مرحوم کی توصیف لکھتے ہیں چنانچہ ص۱۹۹ میں مرقوم ہے

¹ فیہ بحث، النظر الابجد ص ۹۱۶ (ح ح)

عائمہ دین اور جماعت مجتہدین کا مشرک ٹھیرانا اور ان پر ساتھ وجوہ باطلہ کے الزام کفر کرنا کام ہے جاہل سفیہ کا اسی واسطے مؤلف تنویر نے قائل اس کلام کو جاہل کہا ہے اور شان مولوی اسمٰعیل سے یہ امر بہت مستبعد ہے کہ ایسی تہمت بے معنی اور پر جماعت ہادین مقتدعین کے کریں"

اور ص۱۳۵ میں لکھتے ہیں اور یہ کلام منسوب طرف مولوی اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کے الخ، اور ص۱۳۸ میں لکھتے ہیں۔

"کلام مولوی اسمٰعیل کا رحمہ اللہ تعالےٰ" "قول الشیخ ولی اللہ دہلوی، عبد العزیز و مولوی اسمٰعیل رحمہم اللہ تعالےٰ"

ص۱۳۹ میں لکھتے ہیں۔

"مؤلف تنویر نے مولوی اسمٰعیل صاحب کو کب معتزلی کہا اور وہاں تکاشل نادانوں نے ذکر ہی کہاں تھا"

اور ص۱۷۷ میں لکھتے ہیں۔

"اور وہ جو کلام منسوب طرف مولوی اسمٰعیل مرحوم کے"

اور ص۱۹۱ میں لکھتے ہیں۔

"اور وہ کلام منقول تنویر العینین (مصنفہ مولانا اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ) سے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تحقیق غلو کیا بعض آدمیوں نے اور تعصب کیا بیچ التزام تقلید شخص معین کے یہاں تک کہ منع کیا اجتہاد سے اور منع کیا تقلید غیر امام اپنے سے بیچ بعض مسائل کے اور یہ ہے مرض سخت انتہی بالکلیہ جوابات اس کے تفصیل پہلے گذر چکے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مفاد اس کلام کا منع اور انکار وجوب مجتہد معین نہیں ہے بلکہ اس کلام میں مذمت ہے۔ غلو اور تعصب کے اس مقلد سے جو مجتہدین معتبرین فی الشرع کو اجتہاد سے منع کرے اور کسی حال میں بضرورت یا بدون بعض مسائل میں بھی تقلید امام آخر نہ تجویز کرے اور یہ دونوں باتیں ہم بھی نہیں پسند کرتے ہم نے کسی مجتہد کو اجتہاد سے کب منع کیا ہے"۔

مولوی فرید الدین صاحب

علیٰ ہذا رسالہ سیانۃ العوام مطبوعہ اردو اخبار دہلی ۱۲۶۷ھ مؤلفہ مولوی فرید الدین صاحب شہید دہلوی جو مستند مبتدعین کے ہیں ص۵۹ میں تقویۃ الایمان مصنفہ مولانا شہید مرحوم ہونے کے معترین اس لئے کہ

ل تنزیہ الحق تالیف نواب قطب الدین صاحب مرحوم جو کہ جواب تحقیق الحق مطبوعہ سیدنا شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی قدس اللہ سرہ نے تصیانۃ الحق کے عنوان سے تصنیف فرمایا مرحوم ۔۔۔ (ح ع)

"مبتدعین اور لوگ مولانا شہید اور ان کے خاندان میں شاہ عبد العزیز وغیرہم کے دیکھنے والے موجود ہیں" نیز رسالہ استغفار والتوسل مؤلفہ شاہ محمد عمر بن مولوی فرید الدین شہید دہلوی نبیرہ شاہ مقبول احمد صاحب قادری ص۲۶ میں لکھا ہے

"مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید صاحب تقویۃ الایمان" الخ۔

ایضاً ص۲۷ میں اپنے جدی مرشدی کے حال میں لکھتے ہیں کہ

"فرماتے تھے اس زمانہ میں یہ فقیر بھی گاہ گاہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی مجلس وعظ میں چلا جایا کرتا تھا" (از کتب خانہ دینیات کالج علی گڑھ) نیز مولوی نعیم الدین کے مربی اول پیر جن سے نہ لکھے نام ملا اشرف شاذلی مرادآبادی کے پیر مولوی حافظ محمد حشمت علی خاں صاحب مفتون کی مدنی فاسی شاذلی رامپوری ثم المرادآبادی مرحوم رشتہ گرد مولانا سید احمد حسن صاحب امروہوی اپنے رسالہ صمصام الذاکرین مطبوعہ گلزار احمدی مرادآباد ۱۹ صفر ۱۳۰۵ھ ص۳۷ میں لکھتے ہیں "مولوی اسمٰعیل دہلوی مرحوم صراط مستقیم میں لکھتے ہیں" الخ۔ نیز مولوی نعیم الدین کے مخصوص حواری حافظ اقبال حسین صاحب مولود خواں ٹانڈوی امام مسجد ضیا رخان محلہ لمبرہ مرادآباد اپنے مجموعہ قلمی مولود مجلد ص۲۲ میں لکھتے ہیں "چنانچہ مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کو عاشق رسول کہوں تو بجا ہے آنحضرت صلعم کی شان مبارک میں فرماتے ہیں

وہی انسان اکمل ہے سنتے ہو کون ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون
نبی البرایا رسول کریم نبوت کے دریا کا در یتیم
حبیب خدا سید المرسلین شفیع الورےٰ ہادیٔ راہ دین
محمد ہے نام ان کا احمد لقب بیان ہو سکے منقبت ان کی کب
دل ان کا جو ہے محرم سر غیب مبرا خطا سے ہے بے شک و ریب
زبان ان کی ہے ترجمان قدم ہوا ناسخ دین جس سے درشک ارم
بظاہر ہے گو مقطع انبیاء حقیقت میں ہے مطلع اصفیاء
سوا دل نبی ہے ہر طرح اس کا نور بظاہر کیا گو کہ آخر ظہور

ل نسخہ مطبوعہ میں "مفتخر" ہے اصل میں۔ عہ ہے یہ اول ہی پیدا ہوا ان کا نور۔ عہ یہ بات کہ ہو ثابت شد طبعیات پر مبنی نہیں (ح ع)

الٰہی ہزاروں درود و سلام تو بھیج اوس پر اور اس کی امت پہ عام

منقولہ ۲۶ صفر پنجشنبہ ۱۲۵۵ھ بمکان شیخ عنایت حسین صاحب مرحوم محلہ ظہیرہ۔ بقلم بندہ عزیز عفی عنہ[1] نقل مطابق اصل ہے۔ محمد حسین بقلم خود عرف نواب صاحب ولد شیخ عنایت حسین مرحوم۔

نظم مذکور مثنوی سلک نور مصنفہ حضرت مولانا شہید مرحوم میں سے ہے جو بطریق طرز تقویۃ الایمان اقسام شرک فی العلم وغیرہ کا بیان گویا تقویۃ الایمان کا نظم میں عکس و فوٹو ہے۔

پس اگر مؤلف کے زعم باطل میں مضامین تقویۃ الایمان باعث توہین انبیاء علیہم السلام اور موجب کفر ہیں اور اس پر اعتقاد کرنے والے اس کی حمایت و ترویج میں کوشش اشاعت کرنے والے اور مولانا شہید مرحوم کو موحد کامل و راسخ عالم ربانی عامل سنت رسول یزدانی علیہ الصلوۃ والسلام جاننے والے بلا تامل کافر ہوئے تو علمائے مذکورین مسلمہ و مستندہ مولوی نعیم الدین صاحب کے سبب کے سبب بھی معاذ اللہ ان کے نزدیک کافر و ملعون گمراہ ٹھیر ہی گے ورنہ خود جناب مؤلف ہی پر الٹا کفر و گمراہی کا وبال عائد ہو کر خود ان کے ہی گلے کا طوق بنے گا؟

شاہ عبدالعزیزؒ کے بعد طوفان مخالفت مولانا شہیدؒ

واضح ہو کر جتنے شر و رد و فتن مخالفین بتقید علیٰ گور پرستیاں کے تقویۃ الایمان کی مخالفت ضد و عناد پر بوجہ حب جاہ و دنیا طلبی مولانا شہید مرحوم کے مقابلہ میں برپا ہوئے تمام بعد وفات مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے واقع ہوئے ورنہ بحیات جناب شاہ صاحب مخالفین تقویۃ الایمان دم بخود لب بستہ تھے کیونکہ آپ کی وفات شوال ۱۲۳۹ھ میں واقع ہوئی اور ۱۲۳۹ھ میں شاہ صاحب کی خدمت میں نصیحۃ المسلمین تصنیف ہو کر پیش ہوئی تو آپ نے پسند فرما کر اپنا طریقہ اسی کو بتایا چنانچہ ہدایت المبتدعین سے بحوالہ منقول ہو چکا صفحہ ۶۹۵ اور یہی وہ وقت تھا جب کہ پیر پرستی گور پرستی بدعات کا زور تھا اور توحید و سنت قرآن و حدیث سے نہایت عدم بے پرواہی کے باعث علماء کے موحدین ربانیین کو گمراہ بتایا جاتا تھا تقویۃ الایمان بھی تصنیف ہو کر شائع ہوا کیونکہ بندہ

[1] اصل میں یہاں ہے "ان پر" [2] اصل میں ہے "ان کی" (بندہ عزیز عفی عنہ)

احقر نے بچشم خود تقویۃ الایمان حصہ اول قلمی کہنہ کاغذ بالیں دیسی کرم خوردہ محررہ ۲۹ ۱۲۳۷ھ بزمانہ شاہ صاحبؒ معہ دیگر کتب و رسائل قلمیہ خاندان شاہ صاحب موصوف نصیحۃ المسلمین تنویر العینین مثنوی سلک نور سرود المحزون وغیرہ محررہ بمقام میرٹھ نہم شہر جمادی الثانی روز سہ شنبہ ۱۲۳۹ھ کتب خانہ مولانا سید حسن شاہ صاحب محدث مرحوم ریاست رام پور میں دیکھیں جو محفوظ ہیں اور یہ قبل وفات شاہ صاحب چار ماہ کا واقعہ ہے۔ پس اگر مخالفین کو تقویۃ الایمان میں کچھ کلام تھا تو کیوں نہیں شاہ صاحب سے فیصلہ کرا لیا گیا۔

مولانا شہیدؒ کے خلاف پہلا ہنگامہ ۱۲۴۰ھ

چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد پہلا ہنگامہ اختلاف مناظرہ جامع مسجد دہلی بوقت صبح سہ شنبہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ مابین مولانا شہید مرحوم معہ مولانا عبدالحئی مولوی رشیدالدین خاں صاحب وغیرہ چند مسائل بدعت و رسومات شرکیہ بوسہ قبر وغیرہ میں درباره تقویۃ الایمان ہوا جس میں مجمع کثیر علماء و فضلاء و روساء وغیرہم تقریباً پانچ ہزار آدمی معہ انتظامات حکام کے تھا۔ یہ روئداد مناظرہ قلمی در پنج ورق کتب خانہ مولانا سید حسن شاہ صاحب محدث ریاست رام پور میں محفوظ ہے

پھر مناظرہ دہلی سے بارہ تیرہ یوم بعد مولانا شہید مرحوم کی طرف سے ۱۲ جمادی الاول ۱۲۴۰ھ کو بتائید و تشریح تقویۃ الایمان فتوی در مسائل بوسہ قبر وغیرہ صادر ہوا۔ جو فتاوے رشیدیہ حصہ سوم میں بھی طبع ہو چکا ہے۔ جس کا خاتمہ حسب ذیل ہے۔ کتبہ محمد اسمٰعیل مصنف تقویۃ الایمان عفی عنہ در شاہجہان آباد محررہ دوازدہم جمادی الاول ۱۲۴۰ھ تمام شد [مہر: محمد اسمٰعیل ۱۲۴۰]

مولانا شہیدؒ اور مولانا رشیدالدین مرحوم

مگر باوجود اس مناظرہ اور اختلاف کے چونکہ مولانا شہید مرحوم اپنے اقران جماعت میں درس و تدریس علوم و فنون متانت و ذہانت جملہ فضل و کمال میں سب سے زیادہ فائق و لائق تھے خود مولوی رشیدالدین خاں صاحب جو کہ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے شاگرد تھے پھر بھی دقائق فن معقول میں اکثر مولانا شہید مرحوم سے استفادہ حاصل کرتے تھے۔ اندرون بیرون مولانا شہید مرحوم کے بکمال ادب کلام

[1] متوفی ۱۲۴۹ھ [illegible] زمانہ شیخ تذکرہ اہل دہلی ص ۷۱ [illegible] اس مناظرہ کا [illegible] کا بھی ذکر [illegible] ہے کہ مولوی [illegible] صاحب [illegible] نے کہا [illegible] ۲۳۱ تذکرہ علمائے ہندوستان ص ۱۲۹ [illegible] (ص ۲۴) سے معلوم ہوتا ہے

[illegible] مناظرہ [illegible] کے متعلق [illegible]

کرتے اور حضور مولانا شہید مرحوم کلام میں دخل نہیں دیتے تھے حتی کہ مولانا شہید مرحوم کے فضائل ومناقب جمیلہ میں اپنی زبان تر و تازہ رکھتے تھے کیونکہ خاندانی احترام بھی مقتضی ادب ہوتا ہے، چنانچہ مولوی سدید الدین خاں صاحب خلف الرشید مولوی رشید الدین خاں صاحب امین مدرسہ عالیہ کلکتہ (جن کا بہت ہی نادر کتب خانہ ایام غدر ۱۸۵۷ء دہلی میں لٹ گیا) ہمیشہ نہایت ہی افسوس کے ساتھ فرماتے کہ ہم کو اپنے کتب خانہ کے لٹ جانے کا اس قدر افسوس نہیں ہے جس قدر ان حواشی کے ضائع ہو جانے کا ہے جو مولانا شہید نے علمی کتابوں پر لکھے تھے کیونکہ وہ کتابیں تو پھر بھی مل سکتی ہیں مگر ان حاشیوں کا ملنا اب محال ہے۔ صواعق الٰہیہ والحیاۃ بعد المماۃ وغیرہ)

مولانا شہید کا خط سید بغدادی کے نام

علی ہذا سید عبداللہ صاحب بغدادی کو کچھ بعض شبہات کہ جو مخالفین کی طرف سے تقویۃ الایمان پر بوجہ ان کے اردو نہ جاننے کے ڈالے گئے تھے، مولانا شہید مرحوم نے خبر پانے پر ان کے نام عربی مکتوب نہایت مدلل بدلائل نقلیہ وعقلیہ عام فہم ۱۲۴۲ھ ہی میں ارسال فرمایا جس سے پورے طور پر ان کے شبہات کا ازالہ ہو گیا، چنانچہ ناظرین کی خدمت میں کئی مرتبہ بضرورت اس کا بعض حصہ اسی کتاب میں نقل ہو چکا ہے اس مقام پر بتمام و کمال اس کا نقل کیا جانا ضروری ہے تاکہ توحید جناب باری تعالےٰ عز اسمہ کے دلائل حق اور تکریم ومراتب وآداب حضرات انبیاء علیہم السلام کی حقیقت واقعیہ تقویۃ الایمان کے ساتھ ساتھ واضح ہو کر مولانا شہید مرحوم کس استقلال کے ساتھ عقیدہ راسخہ توحید وسنت پر قائم ومستقر ہیں، وہو ہذا

نقل خط جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب در جواب بغدادی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ من تفرد بالقدم فکل شیء ما سواہ مسبوق بالعدم لا شریک لہ فی الخلق والتدبیر والاختیار لاحد فی ملکہ من النقیر والقطمیر حتی لا یشفع الانبیاء الا بعد اذنہ ولا نجاۃ لاحد الا بلطفہ ومنہ ونصلی علی افضل البرایا شفیع الامم الذی لولاہما

سب تعریف اس خدا تعالےٰ کی ذات کے لئے ہے جو قدامت میں یکتا ہے اور اس کے سوا ہر شئے حادث اور فانی ہے پیدا کرنے اور کام بنا دینے میں اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی سلطنت میں چھلکے بلکہ تل برابر بھی کسی کو اختیار نہیں، اس کی اجازت بغیر انبیاء کسی کی شفاعت نہ کر سکیں گے اور اس کی مہربانی واحسان نہ ہو تو کسی کو نجات نہ مل سکتی، اور ہم ان افضل الخلائق شفیع الامم پر

اخرجت الدنیا من العدم والذی علمنا براھین التوحید والاسلام واخرجنا من ظلمات الاشراک الشنیع عبادۃ الاصنام وعلی آلہ واصحابہ وعلی ناصری دینہ ومحبیہ اما بعد فنخص بالتحیۃ والسلام ذات من ترقی علی مدارج الاسلام سلالۃ السید المحبوب الجیلانی السید عبداللہ البغدادی العالم الربانی لا تخفی علیکم انی لما رأیت عوام مسلمی الہند قد انہمکوا بجہلہم فی الاشراک والبدعات وتمسکوا بالشبہات الواھیات وجعلوا یعبدون القبور واھلہا وسالوھم حاجاتہم قلیلہا وجلیلہا الفت رسالۃ فی رد الاشراک باللہ واسندت فیہا ستۃ وعشرین آیۃ من کلام اللہ وترجمتہا بالہندی تسہیلا لاستفادتہم وکشف الغطاء عن قبیح معتقداتہم استدلالاتہم فنحمد اللہ قد ہدی الوفا من النساء والرجال فما تردد فیہا الا بعض المعاندین الجہال و بلغنی ان رسالتی ہذہ قد قرئت بین یدیکم فقلتم حق الا ازدیادی

درود بھیجتے ہیں اور اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا ہی نہ ہوتی، انہوں نے ہمیں توحید و اسلام کی دلیلیں بتائیں اور شرک و بت پرستی کی اندھیریوں سے نکالا۔ اور ان کی تمام آل واصحاب اور دین کے مددگاروں اور محبوں پر رحمت بھیجتے ہیں اما بعد اب ہم تحیہ وسلام کے ساتھ اس شخص کو مخصوص کرتے ہیں جو اسلام کے درجوں میں ترقی کر گئے ہیں اور جو حضرت محبوب جیلانی کے خلاصہ خاندان ہیں وہ عالم ربانی سید عبداللہ بغدادی ہیں، پوشیدہ نہ رہے کہ میں نے جب ہندوستان کے عام مسلمانوں کی یہ حالت دیکھی کہ اپنے جہل کے سبب شرک و بدعت میں محو ہو گئے ہیں اور واہی تباہی شبہوں کو حجت بنائے بیٹھے ہیں اور قبروں اور اہل قبور کی پوجا کرنے اور ان سے ہر چھوٹی بڑی حاجت مانگنے لگے ہیں تو رد شرک میں ایک رسالہ لکھا اس میں قرآن پاک کلام اللہ کی چھبیس آیتیں بطور دلیل پیش کیں اور لوگوں کے فائدہ کی غرض سے اور ان کی بری حجتوں اور بدنما دلیلوں کے چہرہ سے پردہ اٹھانے کے لئے اس کا اردو میں ترجمہ کیا الحمد للہ کہ ہزارہا مرد و عورت راہ راست پر آ گئے، اور بعض سرکش جاہلوں کے سوا کسی کو تردد باقی نہیں رہا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ جب میرا رسالہ آپ کے سامنے پڑھا گیا، تو آپ نے فرمایا، بالکل حق ہے، لیکن غلو آمیز

الاصنام وجميع الناس والانبياء في
باب المخلوقية وعدم الاختيار و
ان كان حقا داخلا في العقيدة لكنه
نوع من سوء الادب لابد له من
سند ودليل لان الصنم نجس فكيف
يذكر مع سيد الطاهرين **اقول**
وبالله التوفيق هذه العبارة قد
وقعت في رسالتي رد السوال العوام
حيث يقولون الاستعانة والعبادة
والسجدة انما هي ممنوعة للاصنام
لا للانبياء الكرام والاولياء العظام
قلت الاستعانة الحقيقية لا تجوز
عند العقل الا من الذي له اختيار
في تدبير العالم وقد ثبت
من النصوص القطعية القرانية
ان لا اختيار لغير الله فليس للانبياء
والاولياء في هذا الامر الخاص
اعني استحقاق السجدة وانزال
المطر واعطاء الاولاد على الاصنام
وجميع الناس ترجيح اما قرب الانبياء
عند الله تعالى وكمالاتهم وفضائلهم
التي لا يصل دون مرادتاتها
غيرهم فسلم وهو امر اخر لا دخل
له في الربوبية والالوهية . انتهى
والعجب كل العجب من جنابكم انكم

کے بے اختیار ہونے میں بتوں اور عام آدمیوں
اور انبیاء کو برابر کر دینا اگرچہ حق اور عقیدہ میں
داخل ہے مگر ایک طرح کی بے ادبی ہے۔ اس
کے لئے کوئی سند اور دلیل چاہیئے کیونکہ بت ناپاک
ہیں۔ پھر سید الطاہرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ ان کا تذکرہ کیوں ہو۔ میں توفیق
الہی سے اس کا جواب دیتا ہوں کہ میرے رسالہ میں
یہ عبارت ان عام لوگوں کے سوال کی تردید میں
واقع ہوئی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ صرف بتوں سے مدد
مانگنی ان کی پوجا اور انہیں سجدہ کرنا ممنوع ہے
انبیاء و اولیاء کے ساتھ یہ فعل کیا جائے تو ناجائز
نہیں معلوم ہوتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ حقیقت
عقل کے نزدیک بھی مدد مانگنا جائز نہیں ہے مگر اس
سے جس کو دنیا کے تمام کاموں کا اختیار حاصل ہے
اور قرآن پاک کی ظاہر صریح آیتوں سے ثابت ہے
کہ اللہ تعالے کے سوا اور کسی کو کسی چیز کا اختیار
نہیں ہے پس اس خاص بات میں یعنی استحقاق
سجدہ اور مینہ برسانے اور اولاد دینے میں انبیاء
اور اولیاء کو بتوں اور دیگر لوگوں پر ترجیح نہیں
ہو سکتی مگر اللہ تعالے کے نزدیک انبیاء کا
قرب اور ان کے کمالات اور ان کی ایسی فضیلتیں
کہ اس مرتبہ کو ان کے سوا اور کوئی نہیں پہنچ سکتا
ان سب امور کو ہم مانتے ہیں لیکن یہ دوسری بات
ہے جس کو ربوبیت اور خدائی میں کچھ دخل نہیں ہے
انتہی اور آپ کی حالت پر نہایت درجہ تعجب

اقول تم ان هذا الامر حق داخل
في العقيدة ثم قلتم انه سوء الادب
ليت شعري اذا كان ثابتا من
البراهين داخلا في العقيدة كيف
تزعمون انه سوء الادب فكلامكم
يشير الى اجتماع الضدين ثم الذي
يطلب لما ثبت بالدليل دليلا وهذا
الامر ثابت اجمالا في القران فما
الجرم من تفصيل الاجمال ومع
ذلك قد قال الله تعالى لنبيه
في القران قل انما انا بشر مثلكم
يوحى الي انما الهكم اله واحد
ولا يخفى ان المخاطبين بقوله انما
انا بشر مثلكم هم المشركون فكيف
مثل الله تعالى في البشرية نبيه
بالمشركين الذين ثبت نجاستهم
في القران حيث قال الله تعالى
انما المشركون نجس فلا يقربوا
المسجد الحرام والاصنام من
حيث انها احجار وجمادات لا
نجاسة فيها والا يلزم ان يكون
كل حجر نجسا انما النجاسة فيها
بسبب المشركين الذين صوروها
وجعلوها معبودين فالمشركون
اشد نجاسة من الاصنام فانهم

آپ نے کہا اس امر کے حق اور داخل عقیدہ ہونے کا
اقرار کر کے اور پھر اسے بے ادبی بتاتے ہو کاش
سوچنے کی بات ہے کہ جب یہ دلائل سے ثابت
اور عقیدہ میں داخل ہے تو اس سے بے ادبی
کیونکر خیال میں آسکتی ہے پس تو آپ کا کلام
اجتماع ضدین کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور
اس کی دلیل مانگی جاتی ہے جو خود دلیل سے ثابت
ہے یہ امر قرآن پاک سے مجملاً ثابت ہے میں
نے اجمال کی تفصیل کر دی تو کیا جرم کیا باینہمہ
اللہ تعالے نے قرآن پاک میں اپنے نبی کو
مخاطب کر کے فرمایا ہے قل انما انا بشر الآیہ
اے نبی ان سے کہدو کہ میں بھی تم جیسا ایک آدمی
ہوں مجھ پر اس بات کی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود
اللہ واحد یکتا ہے۔ اور یہ بات پوشیدہ نہیں
ہے کہ مثلکم کا خطاب مشرکین کی طرف ہے تو اللہ
تعالے نے اپنے نبی کو بشریت میں ان مشرکوں
کی برابر کیوں کر دیا جن کی نجاست قرآن پاک
سے ثابت ہے کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے
کہ مشرک ناپاک نجس ہیں اس لئے مسجد حرام کے
پاس بھی نہ پھٹکیں اور بت چونکہ پتھر اور جمادات
ہیں اس لئے ان میں نجاست نہیں پائی جاتی
ورنہ کل پتھروں کا نجس ہونا لازم آئے گا۔ بلکہ
بتوں میں ان مشرکین کے فعل سے نجاست آگئی
جنہوں نے ان کو گھڑا اور معبود بنا لیا اس کا
نتیجہ یہ نکلا کہ مشرک بتوں سے زیادہ ناپاک

وتامل ان قيل وان كان هذا الامر
ثابتا ولكن ما الضرورة في ذكره
تلك الضرورة في ذكره دفع شبهة
العوام حيث يزعمون ان الانبياء
والاولياء يتصرفون في العالم
يفعلون ما يشاؤن هذا وقد
تحقق عندي ان الرجل الفنجابي
يوسوسكم فيا شيخ انك لست
تعلم حاله فانه رجل مخبط العقل
مختل الحواس غبي جاهل و
يزعم لنفسه انه نحرير فاضل
لا يدري اليمين عن الشمال فانه
في الحقيقة نائب الدجال لانه
يقول تارة انا عبد المحبوب
السبحاني وتارة يقول ان عبد القادر
هو الرزاق معاذ الله من هذه
الكلمات الكفرية التي لا يجوزها الجهلاء
فضلا عن العلماء فالمسئول من
جنابكم ان لا تصدقوا كلامه في امري
فانه رجل سامري، هدانا الله الصراط
المستقيم وثبتنا واياكم على دينه
القويم وصلى الله على سيدنا ومطاعنا
وشفيعنا محمد المصطفى وعلى آله
شموس الهدى واصحابه بدور
الدجى فقط.

ہی ذرا سوچئے اور غور و تامل کیجئے اگر کہا جائے
کہ یہ بات ہے تو ٹھیک ٹھیک لیکن اس کا ذکر
کرنا ہی کیا ضرور تھا تو میں اس کے جواب میں عرض
کرتا ہوں کہ اس کے ذکر کرنے سے عوام کا شبہ دور کر
دینا مقصود ہے جن کا یہ گمان ہے کہ انبیاء و اولیاء اس
جہان میں تصرف کرتے ہیں جو چاہتے ہیں کر ڈالتے ہیں
اس کو یاد رکھنا چاہئے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک
پنجابی آپ کے دل میں کچھ وسوسے ڈالتا ہے پس
اے شیخ آپ اس کے حال سے واقف نہیں وہ ایک
بے عقل مخبوط الحواس غبی و جاہل آدمی ہے، اور
اپنے آپ کو بڑا فاضل گمان کرتا ہے حالانکہ اسے
داہنے بائیں کی تمیز نہیں وہ فی الواقع دجال کا نائب
ہے کیونکہ کبھی یہ کہتا ہے کہ میں محبوب سبحانی
کا بندہ ہوں اور کبھی کہتا ہے کہ عبد القادر جیلانی
روزی دینے والے ہیں ایسے کلمات کفر سے کہ جن
کو علماء سے قطع نظر جہلاء گوارا نہیں کر سکتے خدا کی
پناہ جناب سے توقع ہے کہ میرے بارہ میں
اس کے کلام کی تصدیق نہ کریں کیونکہ وہ شخص
سامری صفت ہے اللہ تعالیٰ اس کو سیدھی
راہ دکھائے اور ہمیں تمہیں اپنے مضبوط دین پر
قائم رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے مخدوم
شفیع محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو منتخب ہیں
اور آپ کی اولاد پر جو آفتاب ہدایت ہیں
اور آپ کے اصحاب پر جو اندھیری رات کے
چاند ہیں اپنی رحمت نازل فرمائے فقط۔۔۔

تم هذا المكتوب حين كنت نزيلا
في الكانفور سنة الف ومائتين و
اربعين الى السيد البغدادي حين
وسوسه الجهال فبعد قراءة
كتابي هذا جاء في متعذرا وقال
لقد صدقت فيما الفت في
رسالتك وما تكلمت فيك انما من
عدم درايتي كلامك لان كلامك
في رسالتك كان هنديا وانا
رجل عربي لا افهم الهندي والرجل
الفنجابي قد افترى عليك واغلط في
الترجمة كثيرا فلا تغضب. تمت

یہ خط ۱۲۴۰ھ بارہ سو چالیس میں اس وقت تمام ہوا
جب کہ میں کانپور میں تھا اور سید بغدادی کے نام
بھیجا گیا جب کہ جاہلوں نے ان کے دل میں وسوسہ
ڈال دیا اسے پڑھ لینے کے بعد وہ عذر کرتے ہوئے
میرے پاس آئے اور فرمایا کہ تم نے اپنی کتاب (تقویۃ
الایمان) میں جو کچھ لکھا ہے بالکل ٹھیک ہے اور میں
نے جو کچھ آپ کی نسبت کہا وہ محض اس وجہ سے
تھا کہ میں آپ کا کلام سمجھ نہ سکا کیونکہ آپ کا رسالہ
اردو زبان میں تھا اور میں عرب کا رہنے والا ہوں
اردو بالکل نہیں سمجھتا اس پنجابی نے آپ پر بہتان
لگایا اور مجھے غلط ترجمہ کر کے سنایا آپ مجھ سے
خفا نہ ہوں۔ تمت ۱۲

واضح ہو کہ یہ خط بلا ریب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ کا ہے اس کی کیفیت اس طرح پر ہے کہ سید بغدادی صاحب نے مولانا مغفور کو کانپور میں ایک خط لکھ بھیجا اس کا جواب مولانا مرحوم نے کانپور سے بغدادی صاحب کی طرف دہلی میں روانہ کیا بغدادی صاحب نے وہ خط مدرسہ میں مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم (نواسہ شاہ عبد العزیز صاحب) کو سنایا کیونکہ بغدادی صاحب مولانا محمد یعقوب صاحب کے مدرسہ میں رہتے تھے۔ اس وقت حاضرین مجلس سے دو تین شخصوں نے اس خط کی نقل کر لی بعدہ مولوی نصیر الدین صاحب و مولوی محبوب علی صاحب نے بھی اس خط کی نقل کی پھر اس عاجز نے مولوی نصیر الدین صاحب مرحوم کے خط سے اسے نقل کر لیا۔ الراقم

محمد نذیر حسین محدث دہلوی

رسالہ یک روزی تصنیف

علاوہ بریں مولانا شہید مرحوم نے دفع اعتراضات مولوی فضل حق صاحب دربارۂ تقویۃ الایمان بامکان نظیر ذی الحجہ ۱۲۴۰ھ میں رسالہ یک روزی تحریر فرمایا جس میں چند جگہ تقویۃ الایمان کا نام موجود ہے چنانچہ صفحہ اول کی سطر اول۔ ایضاً ص۱۱ و ص۱۲ و ص۱۳ میں نیز افادات ترابیہ مؤلفہ مولانا تراب علی صاحب مرحوم لکھنوی در تائید امکان نظیر مطبوعہ ہاشمی میرٹھ ۱۲۶۹ھ میں تائید امر قوم سے کے

۱ درحقیقت ان دونوں جگہوں کا ذکر [illegible]

"بعد تصنیف رسالہ تقویۃ الایمان مولوی فضل حق خیرآبادی نے فقط اس مسئلہ میں خلاف کیا وجہ نکہ منطقی تھے اور چند ورق بطور رسالہ کے لکھ کر پاس جناب بحر ذخار علوم عقلیہ و نقلیہ منبع صفات ملکیہ و انسیہ حسنۃ من حسنات سید المرسلین مخبر مبین مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید کے بھیجے جناب مولوی صاحب نے ان کی تحریر کا جواب مسمی بہ یک روزی ایک دم میں لکھ کر بھیج دیا اور خوب ان کے شبہات کا استیصال کر دیا بعد ازاں مولوی فضل حق صاحب نے تحقیق الفتوی تصنیف کیا جواب آنامات آب مولانا حیدر علی صاحب ٹونکی (تلمیذ رشید شاہ عبدالعزیز صاحب) نے خوب دھوم دھام سے اس کا جواب لکھا اور دو رسالہ کبیرہ و صغیرہ اس مسئلہ اور مسائل میں ان کے رد میں تصنیف کئے بعد ازاں مجمع معقول و منقول فروع و اصول مولوی سراج الدین صاحب سے کہ مولوی فضل امام والد مولوی فضل حق صاحب) کے شاگرد تھے اور مولوی فضل حق سے اس مسئلہ خاص میں تحریر ہوئی مولوی سراج الدین نے مولوی فضل حق صاحب کو ساکت کیا اور امکان کا اقرار کرا لیا اور ان کے رد میں ایک رسالہ تصنیف کیا جو کہ احقر العباد کے پاس موجود ہے" ملخصاً

نیز منا ظرہ احمدیہ مطبوعہ شعلہ طور کانپور ۱۲۹۸ھ جس میں مسئلہ امکان نظیر جانبین سے مفصل تحریری بحث ہو چکی ہے اس کے صفحات متعددہ پر تقویۃ الایمان اور یک روزی مصنفہ مولانا شہید مرحوم کے حوالے مرقوم ہیں

اکابر دیوبند اور مولانا شہید مرحوم

علیٰ ہذا مولانا محمد یعقوب صاحب رح خلف الصدق مولانا مملوک علی صاحب تلمیذ رشید مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی رح اپنے مکتوبات کے صـ۲۳ میں فرماتے ہیں

"احقر مولوی اسمٰعیل صاحب شہید کو اور اس کے خاندان کے علماء کو اپنا پیشوا سمجھتا ہے۔ اور بے تعصب ان کی باتیں موافق قرآن و حدیث کے پاتا ہے۔ اور ان کے مخالفین کو حق سے برگشتہ اور ہٹ دھرمیاں کرتے دیکھتا ہے"

علیٰ ہذا شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی مرحوم الجہد المقل حصہ اول صـ۲۲ صـ۳۴ میں فرماتے ہیں۔

"عالم نبیل فاضل جلیل نمونہ علماء راسخین کا ضیاء رحمی اسرائیل مولانا الحافظ الحاج مولوی اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ و علیٰ آباءہ الکرام نے جب اپنے زمانہ میں امور شرک و بدعت کا رواج زیادہ دیکھا تو بمزا ناصح

بے مقتضائے تائید دین جہاں تک ہو سکا زبان سے نصیحت فرمائی تحریر کی بھی نوبت آئی چنانچہ رسالہ تقویۃ الایمان بھی جب ہی لکھا جس میں نصوص صریحہ سے نہایت سلاست کے ساتھ مضامین توحید کو اچھی طرح بیان فرمایا اور قدرت حق تعالیٰ شانہ کو جملہ بنی آدم و مخلوقات پر ثابت کر کے اہل شرک و بدعت کو ان کے خیالات باطلہ کی خرابی پر مطلع فرمایا۔ اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت و صحت عقائد نصیب ہوئی۔ اسی کے ساتھ ان حضرات نے کہ جن کے قلوب میں مرض بدعت مستحکم تھا اول حضرت مولانا موصوف کی تضلیل و تکفیر پر کمر باندھی پھر انہیں ایک تو وہ ہیں جو تقویۃ الایمان کے پاس رکھنے کو بھی داخل موجب کفر سمجھتے ہیں دوسرے وہ صاحب کہ بجز علوم غیر مفیدہ جہالت ذہنی اور منطق و دیاضی وغیرہ کی ہوا بھی نہ لگی تھی چنانچہ مولوی فضل حق صاحب نے ابطال امکان نظیر میں ایک تحریر کی اس کا جواب مولانا شہید نے تحریر فرمایا جب ان دونوں فرقوں کی زبان درازی در بارہ تکفیر صاحب تقویۃ الایمان زیادہ اور تصنیف رسائل کی نوبت آئی تو اس وقت مولانا حیدر علی صاحب وغیرہ علماء نے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل کی طرف سے مخالفین کو جواب دیئے اور احقاق حق اور دفع بہتان مخالفین پر کمر باندھی چنانچہ وہ رسائل مطبوع بھی ہو چکے ہیں" ملخصاً

مولانا فضل حق اور مولانا شہید

تاہم مولوی فضل حق صاحب مرحوم منطقی خیرآبادی اور مولانا شہید مرحوم میں باوجودیکہ معاصرت کی وجہ سے اختلاف تھا مگر جس وقت مولانا شہید کی خبر شہادت سنی اس وقت وہ غلام یحییٰ کا سبق پڑھا رہے تھے۔ سنتے ہی کتاب بند کر دی اور سناٹے کے عالم میں کئی گھنٹے خاموش بیٹھے رہے اس کے بعد فرمایا کہ

"اسمٰعیل کو ہم (صرف) مولوی نہیں جانتے تھے۔ بلکہ وہ امت محمدیہ کا حکیم تھا کوئی شئے نہ تھی جس کی انیت اور لمیت اس کے ذہن میں نہ ہو۔ امام رازی نے اگر حاصل کیا تو دود چراغ کیا کر اور اسمٰعیل نے محض اپنی قابلیت اور استعداد خداداد سے" (الحیاۃ صـ۱۱)

نیز رسالہ تکمیل الروایات مطبوعہ محبوب المطابع دہلی میں بروایت مولانا امیر شاہ خاں صاحب

---

[1] حضرت مولانا حیدر علی بن عنایت علی حسینی بخاری دہلوی ثم رامپوری ثم ٹونکی شاگرد شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالعزیز متوفی ۱۲۷۳ھ رحمہ اللہ (نزہۃ الخواطر صـ۱۵۴ ج ۷ (ح - ح)

[2] اس رسالہ کو مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے حواشی مفیدہ و مزیدہ کے ساتھ شائع کرایا تھا۔ بعد ازاں کو ارواح ثلاثہ میں شامل کر دیا گیا (ح - ح) اس کتاب کا نام حاشیہ رسالہ تطہیر (ح - ح)

مرحوم خورجوی تلمیذ میاں جی محمدی مرید خاص حضرت سید احمد صاحبؒ مرقوم ہے ص۱۶۱
مدفرمایا کہ مولانا نانوتوی فرماتے تھے کہ ایک شہزادہ نے مولوی اسمٰعیل صاحب کی تقویۃ الایمان
کا رد لکھا۔ مولوی فضل حق صاحب نے دیکھ کر اس کو پھینک دیا۔ اور بہت ناخوش ہوئے۔ اور
فرمایا کہ تمہاری کیا حقیقت ہے کہ تم تقویۃ الایمان کا رد لکھو اور مولوی اسمٰعیل صاحب کا مقابلہ
کرو میں ان کو چھیڑ کر مصیبت میں پڑ گیا تھا۔ پھر تم کیا چیز ہو۔"

رص۱۶۳ خاں صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالرشید صاحب غازی پوری رامپور میں مولوی
فضل حق صاحب سے پڑھتے تھے یہ ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے۔ اتفاق سے ان کے ایک دوست
مل گئے۔ ان دوست نے ان سے کہا کہ چلو مولوی فضل حق صاحب کے یہاں چلیں۔ تم ان کے
(مولوی اسمٰعیل صاحب کے) معتقد ہو۔ آج تمہیں تمہارے استاد سے ان پر تبرے سنوائیں گے
انہوں نے کہا چلو۔ جب یہ دونوں وہاں جاکر بیٹھے تو مولوی عبدالرشید صاحب نے کہا کہ حضرت
یہ مجھے یہ کہہ کر لائے ہیں کہ مولوی صاحب سے تمہیں مولوی اسمٰعیل پر تبرے سنواؤں گا۔ مولوی فضل حق
صاحب نے کہا اچھا اس غرض سے لائے ہیں۔ اور یہ کہہ کر ان پر بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا میں اور
مولوی اسمٰعیل پر تبرا کروں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ جو کچھ مجھ سے ہو چکا ہے وہ بھی بہکانے سکھلانے سے ہوا تھا
اور اب تو وہ بھی نہیں ہو سکتا اور یہ کہہ کر ان کو اپنی مجلس سے اٹھوا دیا اور فرمایا کہ میرے یہاں
کبھی نہ آنا۔"

رص۱۶۱ خاں صاحب نے فرمایا کہ مفتی عنایت احمد صاحبؒ مولوی فضل حق صاحب نواب
عبداللطیف خان خانپوری۔ شیخ مہدی بخش سہارنپوری (خواجہ احمد حسن سہارنپوری
کے والد) یہ سب رنگون ایک جگہ مقید تھے۔ آخر میں سب کی رہائی کا حکم ہو گیا تھا مگر آخر کے
تین حضرات رہائی کا حکم آنے تک انتقال کر چکے تھے۔ اور مفتی عنایت احمد صاحب چھوٹ کر آئے
تھے۔ مفتی صاحب نے ہندوستان آکر بیان فرمایا کہ مولوی فضل حق صاحب بہت نادم تھے اور
روتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھ سے سخت غلطی ہوئی کہ میں نے مولوی اسمٰعیل صاحب کی مخالفت
کی وہ بیشک حق پر تھے اور میں غلطی پر تھا مجھ پر جو یہ مصیبت پڑی ہے میرے انہی اعمال کی سزا ہے
میری مولوی اسمٰعیل سے دوستی تھی اور میں بھی ان کے ساتھ شہید ہوتا۔ مگر کیا کیجئے بدایوں والوں نے
ابھار کر ان سے بچھڑا دیا۔ اور علم کے غرہ میں حق کو باطل کرنے پر تل گیا۔ تم لوگ گواہ رہنا کہ میرا اپنے

له متوفی ۱۲۷۸ھ حالات کے لئے دیکھئے نزہۃ الخواطر (ص ۱۴۱-۳۴۴ ج ۷) (خمرو ریغ۔ م)

خیالات باطلہ سے توبہ کرتا ہوں اور اگر میں رہا ہو گیا تو اپنی توبہ شائع کروں گا۔"
خاں صاحب نے فرمایا کہ مفتی صاحبؒ اس واقعہ کو روایت کرنے والے مولوی سراج احمد صاحب سنبھلی
ہیں۔ میں نے مولوی سراج احمد صاحب سے اس قصہ کو سن کر مفتی لطف اللہ صاحب علیگڑھی سے
اس کی تصدیق چاہی تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی اور فرمایا کہ قصہ ٹھیک ہے۔ مولوی
سراج احمد صاحب اس قصہ میں یہ بھی بیان فرماتے تھے کہ مولوی فضل حق صاحب نے اپنے
بیٹے کو خط لکھا تھا جس میں اپنے خیالات سے رجوع کیا تھا اور لکھا تھا کہ تم اس کو شائع کرا دینا۔ اسد
میں نے مفتی لطف اللہ صاحب سے اس کی تصدیق چاہی مگر انہوں نے فرمایا مجھے اس کا علم نہیں ہے۔"

دیگر علمائے نامدار و فضلائے امصار

علی ہذا رسالہ تنبیہ الضالین عن طریق سید المرسلین مطبوعہ محمدی ۱۲۵۴ھ مولفہ
مولانا سید عبدالحق قرشی جس کے چند الفاظ تبرکاً حسب ذیل ہیں۔
"۱۵ ذی القعدہ ۱۲۵۳ھ میں تالیف ہوئی"
"حضرت مولانا جدی مولانا سید محمد علی (واعظ) المتولد ۱۲۰۳ھ فی بلدۃ رامپور و توفی ۱۲۵۶ھ
فی بلدۃ الہ آباد۔"

مولانا سید محمد علی صاحب از اجلہ خلفاء حضرت سید احمد صاحب رحمہما اللہ تھے۔ آپنے
تقویۃ الایمان پر جو لوگوں نے اعتراضات کئے ان کے مفصل جواب معہ تائیدات خاندان
شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز وغیرہؒ سے دیئے اور مفصل اکابرین محققین علمائے سلف
سے بعینہا اقوال حسب تائید تقویۃ الایمان مصنفہ مولانا شہیدؒ ہونا بیان فرمایا۔ مولانا ممدوح
نے دو شوال ۱۲۵۱ھ میں مفصل فتویٰ بردّ اعتراضات تقویۃ الایمان تحریر فرمایا اور تقویۃ الایمان
کی عبارات مضمون کے حوالے ۱۲۴۲ھ میں چھاپی ہوئی کتاب سے لکھے گئے۔ آپنے فرمایا۔
"مولوی شمسی[1] صاحب اور مولوی ارتضا علی خاں[2] صاحب۔ اور مولوی جمالؒ[3] صاحب سے تقویۃ الایمان
کے باب میں فقیر کو مباحثہ کرا دیں۔ بحولہ و قوتہ ہر بات میں ان کو قائل کر کے اٹھوں گا غرض
سید واعظ کے بحر سخن حق سے سبھوں کا دم بند ہو گیا اور عمدہ عمدہ لوگ پکار اٹھے کہ شیر غالب آیا۔

له مولوی محمد سعید اسلمی مدراسی متوفی ۱۲۸۰ھ نزہۃ ص ۱۴۴ ج ۷ ریغ۔ م) سه قاضی ارتضا علی خاں صاحب
مدراسی متوفی ۱۲۷۰ھ ریغ۔ م) سه جمال الدین احمد بن علاء الدین فرنگی محلی ثم مدراسی۔ نواسہ
عبدالعلی بحرالعلوم متوفی ۱۲۷۵ھ (نزہۃ ص ۱۲۶ ج ۷) ریغ۔ م)

اور سید واعظ مظفر و منصور اپنے مکان کو روانہ ہوئے گلہ تحفۂ ا ص ۱۲۳

نیز رسالہ الحجا لہ فی انالۃ الازالہ مؤلفہ مولانا شکر اللہ صاحب اعظم گڈھی در جواب رسالہ ازالۃ الشکوک بمد تقویۃ الایمان مؤلفہ مولوی فخر الدین صاحب الہ آبادی مطبوعہ فخر المطابع الہ آباد ۱۲۹۹ھ جس میں تائید تقویۃ الایمان مجلہ اوہام و شکوک کے جواب دیئے گئے ہیں۔ چونکہ معترض الہ آبادی کے والد مولانا شہید رح کے ہمعصر و ملاقی تھے معترض نے بعد انتقال اپنے والد کے رسالہ شکوک تالیف کیا اور الزام نسبت انکار شفاعت اور امور تحقیری بانبیاء و اولیاء و ترک تقلید صاحب تقویۃ الایمان پر عاید کئے تھے جس کا جواب محقق مسکت پایا۔

علیٰ ہذا مولانا محمد تقی خاں صاحب دہلوی رح تلمیذ رشید مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب رح وغیرہ) نے رسالہ لشر بجواب مقولات عشر بدایونی مطبوعہ حنفی چاندنی چوک دہلی ۱۲۶۸ھ تالیف فرمایا۔ نیز مولانا موصوف اپنے فتوی میں در بارۂ تقویۃ الایمان فرماتے ہیں

مدتیں برس پہلے اس سے بدایونی نے در مسئلہ تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم پر جو تصانیف مولوی اسمٰعیل صاحب رح کی ہیں دیکھ کر ایک رسالہ مقولات عشر مشہور کیا تھا سو اس کے جواب اور دفع شکوک میں ہم نے ایک کتاب لشر نام فارسی زبان میں لکھ دی ہے جس کو شوق ہو اس کا مطالعہ کرے۔ راقم الحروف نے حضرت ممدوح مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مغفور مرحوم مصنف اس کتاب کو بخوبی دیکھا اور فیوض و برکات ربانی ان کی صحبت سے اور انوار ایمانی ان کی مجالس وعظ و نصیحت میں پائے اور ہزاروں منکریں خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقر اور ہزاروں فاسقین دائم الخمر اور زانی بدکار ان کی صحبت سے تائب اور پارسا ہو گئے۔ اھ

نیز مولانا سید حیدر علی صاحب ٹونکی تلمیذ رشید شاہ عبد العزیز رح نے صیانۃ الناس من وسوسۃ الخناس فخر المطابع ۱۲۷۱ھ بجواب مقولات عشر بدایونی در بارہ تائید تقویۃ الایمان و صراط مستقیم مصنفہ مولانا شہید مرحوم عقلاً و نقلاً کتب شاہ ولی اللہ رح و شاہ عبد العزیز رح تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ سے تحریر فرمایا۔

علاوہ بریں مشاہیر علماء و فضلاء اتقیاء تلامیذ مولانا شاہ عبد العزیز رح و مولانا شاہ محمد اسحاق جو اپنے نانا شاہ صاحب موصوف کی حیات سے جانشین درس و تدریس افتاء فیوض ظاہری و باطنی سے موصوف و مجاز تھے وغیرہم علیہم الرحمۃ کی تحریرات دستاویزی تقویۃ الایمان کی صداقت و حقانیت اور مولانا شہید مرحوم کے اوصاف و محامد میں اصلاً

و نقلاً قلمیہ و مطبوعہ محفوظ و مشتہر ہیں۔ مثل مفتی صلاۃ عالیہ سلطانیہ سید رحمت علی خاں صاحب مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب۔ مولانا مملوک علی صاحب۔ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب۔ مولانا سخاوت علی صاحب۔ مولانا عبد الجلیل صاحب شہید۔ مولانا مفتی امام الدین صاحب۔ مولانا بزرگ علی صاحب۔ مولانا فضل امام صاحب۔ مولانا سید حسین شاہ صاحب بخاری۔ مولانا محبوب علی صاحب۔ مولانا آل حسن صاحب۔ مولانا انور علی صاحب۔ مولانا احسان کریم صاحب مولانا سعد الدین صاحب۔ مولانا رافت علی صاحب۔ مولانا محمد نظام صاحب مولانا محمد وحید اللہ صاحب۔ مولانا محمد وزیر علی صاحب۔ مولانا سید محمد عالم علی صاحب مولانا عبد الخالق صاحب۔ مولانا سید محبوب علی صاحب۔ مولانا خواجہ ضیاء الدین احمد صاحب۔ مولانا اکبر علی خاں صاحب۔ مولانا سید محمد علی صاحب۔ مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی مولانا یعقوب علی خاں صاحب بریلوی تلمیذ مولانا مملوک علی صاحب۔ مولانا محمد یعقوب صاحب خلف الصدق مولانا مملوک علی صاحب۔ وغیرہم جن کی تعداد ساٹھ ستر کو پہنچتی ہے۔ نیز مولانا فتح اللہ صاحب مرحوم اپنی کتاب عارق الاسرار میں فرماتے ہیں۔ جو مولانا شہید مرحوم کے ہمعصر اور حضرت سید احمد صاحب رح کے متوسلین میں سے تھے ؎

تھے جو اسمٰعیل غازی مولوی — علم کے دریا مراتب میں ولی
ایک کتاب حق انہوں نے جب لکھی — اس میں تفریق حق و باطل ہوئی
پھر گیا جو شخص نا ہنجار ہے
جس پہ ہو جاوے ذرا الطاف حق — تقویت ایمان کا لیوے سبق
طبع اسمٰعیل کا روشن طبق — ہر جز اس کا ہے ہدایت کا ورق
شرک کے حق میں عجب تلوار ہے

علیٰ ہذا مولانا سید اولاد حسن قنوجی رح جو ارشد تلامیذ مولانا شاہ عبد العزیز رح و مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رح تھے اور اعظم الخلفاء حضرت سید احمد صاحب رح میں سے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے نصائح و وعظ میں اثر کامل بخشا تھا دس ہزار آدمی سے زیادہ قنوج و اطراف قنوج میں آپ کے ہاتھ پر اسلام و ایمان لائے آپ عالم باعمل حقانی و ربانی

لہ متوفی ۔۔۔ نزہۃ الخواطر ص ۲۲ ج ۷ [illegible] ۲ متوفی ۱۲۶۳ نزہۃ الخواطر ص ۲۳۹ ج ۷ [illegible] ۳ متوفی ۱۲۷۳ [illegible] نزہۃ ص ۹۹ ج ۷ [illegible] [illegible]

[illegible]

لاہور اور شمال سے تا دکن اکثر امرا و علمار آپ سے واقف ہیں مولانا شہید مرحوم کے ہم جلیس محب مخلص رفیق صالح تھے۔ مجاہدین کے ہمراہ میں شریک رہے بحکم و اجازت حضرت سید احمد صاحب بغرض اصلاح و تبلیغ سنت وطن واپس ہوئے اپنے دست خاص سے رسالہ رد الاشراک اور تقویۃ الایمان تبرکاً نقل فرمایا۔ مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی بارہا قنوج میں آپ کے مقام پر آتے اور ان کی قبر کی زیارت کرتے۔ حضرت سید احمد صاحب نے مقام پنجتار یوسفزئی سے ۱۵ ذی الحجہ ۱۲۴۴ھ کو آپ کے نام مکتوب تحریر فرمایا۔

"در کر سیادت مآب مناقب اکتساب لقابت انتساب سلمہم اللہ تعالےٰ آنچہ از معرفت خود و تبلیغ احکام رب العالمین ترقیم نمودہ بودند موجب فرحت بسیار گردید جزاکم اللہ خیر الجزاء اھ ملخصاً" (اتحاف النبلاء ص ۲۳۶ الفرع النامی)

سیرت احمدیہ ص ۱۹۳ میں مرقوم ہے کہ

"صدہا مولوی اور عالم کابل اور قندھار اور سمرقند اور ماوراء النہر وغیرہ کے جمع ہو کر بمقام پنجتار مسئلہ وجوب تقلید میں مولانا شہید مرحوم سے بحث کرنے کو آئے تھے چنانچہ ایک ہفتہ تک یہ بحث رہی آخر کو وہ سب مولوی لاجواب ہو کر عدم وجوب تقلید شخصی کے قائل ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ شخص تو قرآن و حدیث کا حافظ اور محقق اور اس میں غوطہ لگائے ہوئے ہے اس سے کون جیت سکتا ہے"۔[1]

کیونکہ مولانا شہید مرحوم کے فضل و کمال تبحر علم منقول و معقول اصول و فروع کا اعتراف بڑے بڑے ہمعصر مشاہیر فضلاء کر چکے ہیں چنانچہ مولانا سید امیر حسن صاحب نقوی سہسوانی مرحوم مجموعہ فتاویٰ قلمی تحسین تقویۃ الایمان میں فرماتے ہیں علوم نقلیہ میں شیخ عبد اللہ بن سراج شیخ المکہ قائل ملکہ اجتہاد مولانا شہید مرحوم کے تھے جن کی نسبت کتاب الغمار ساطعہ ص ۲۶۳ میں لکھا ہے کہ

"مکہ میں یہ عبد اللہ سراج بڑے کل رجال میں تھے۔ اس عاجز نے مخالف اور موافق مذہب والوں سے ان کی تعریف سنی ہے"

نیز طوالع الانوار مطبوعہ صبح صادق سیتاپور سوانح مولوی فضل رسول صاحب بدایونی ص ۳ میں مرقوم ہے کہ

[1] سوانح احمدی ص ۱۳۰ مطبع صوفی کمپنی پنڈی بہاؤالدین (ع ۔ ح)

منجملہ اساتذہ کرام مولوی صاحب بدایونی کے مولانا عبد اللہ سراج کی رحمۃ اللہ تھے" اور علمائے ہند میں مولانا شاہ سلامت اللہ شاگرد مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے بعض مسائل میں معتقد بلکہ اجتہاد مولانا شہید مرحوم کے تھے اور علوم عقلیہ میں مولوی رشید الدین خاں صاحب شاگرد مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مولانا شہید مرحوم سے دقائق فن معقول میں استفادہ حاصل کرتے اور مولانا شہید مرحوم کو شیخ الرئیس کے برابر بعض امور میں ہونے کی تصریح کرتے چنانچہ خلف الصدق مولوی سدید الدین خاں صاحب سے میں نے سنا ہے جو اس بات کو ان سے نقل کرتے تھے"۔

"نیز ملا حبیب اللہ قندھاری جو اپنے زمانہ میں اعلم العلماء و افضل الفضلاء تھے آپ کے کمالات کا شہرہ عالم میں پھیلا ہوا تھا۔ علم اصول فقہ میں مفتنم الحصول بمقابلہ مسلم الثبوت از ملا محب اللہ بہاری مرحوم آپ کی یادگار ہے۔ آپ معتقد کمال مولانا شہید مرحوم کے فن معقول میں تھے اور اپنی زبان کو مولانا شہید مرحوم کی محامد و ثناء سے تر و تازہ رکھتے تھے چنانچہ آپ کے تلمیذ خاص مولانا عبد اللہ غزنوی اس واقعہ کو نقل فرماتے ہیں اور راقم الحروف بندہ عزیز عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ فاضل اجل ملا حبیب اللہ قندھاری موصوف رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب مفتنم الحصول نے جو معتقد کمالات علوم و عرفان مولانا شہید مرحوم کے تھے۔ حل اشکالات بتائید تقویۃ الایمان تالیف نفیس فرمائی ہے۔ جو کتب خانہ ریاست ٹونک فہرست عقائد ص ۱۹ میں محفوظ ہے جس کو میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔

"نیز مولانا محمد اشرف صاحب لکھنوی جن کے مشاہیر علماء لکھنو خوشہ چیں رہے ہیں۔ فن معقول میں اصول راسخہ بے نظیر تصنیف آپ کی یادگار ہے مولانا شہید مرحوم کے معقول دانی میں کمال درجہ معتقد تھے۔ اسی طرح مولانا سید حیدر علی صاحب مشاہیر علماء ہند میں جامع علوم نقلیہ و عقلیہ کے تھے مولانا شہید مرحوم کو فن معقول میں بے نظیر فرماتے تھے۔ یہ تینوں حضرات مذکورہ قطع نظر فن معقول کے معتقد حسن سیرت اور صدق طینت مولانا و حقیت مطالب تقویۃ الایمان کے بھی تھے اور لیکن عرفان پس بواسطہ اکثر مسیحا اہل باطن کے اس فقیر کے کانوں نے سنا ہے منجملہ ان کے عارف باللہ مستند الوقت

[1] ابن برکۃ اللہ کانپوری متوفی ۱۲۰۲ھ نزہۃ ص ۲۰۲ ج ۷ (ع ۔ ح) [2] من نعمۃ اللہ صدیقی متوفی ۱۲۱۲ھ نزہۃ ص ۹۰ ج ۷ (ع ۔ ح) ان کے مختصر حالات کے لئے دیکھئے سوانح مجاہدین از محمد نعمان عالم کلتہ ص ۴۹ (ع ۔ ح)

مولانا سید ابوالحسن نقشبندی المجددی قائل کمال عرفان حضرت ممدوح کے تھے، اور فقیر
بھی ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہے اور شمار مولانا مرحوم کی آپ کی زبان سے سنی ہے، اور
لیکن زہد و صلاح و تقوی پس وہ بھی عیاں ہے اور عیاں کا کیا بیان شل مشہور ہے اور دلیل
شافی اس پر مدح و ثنائے جمیل حضرت مولانا الاجل شاہ عبدالعزیز صاحب نے مکتوب بنام
مولوی خیرالدین صاحب کے ارسال فرمایا ہے اور کاتب الحروف اس کے مطالعہ سے لکھنؤ
میں مولوی تراب علی صاحب کے پاس مشرف ہوا ہے (جو بجنسہ آخر میں انشاء اللہ العزیز
نقل ہوگا) اور اسی طرح ثنا حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی مولانا اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ
سے وھذا ظاھر بکمال الظھور۔ انتہی ملخصاً (مجموعہ فتاوی قلمیہ از مولانا امیر حسن سہسوانی متوفی ۱۲۹۱ھ)

علی ہذا۔ آثار الصنادید باب چہارم ص۹۰ میں مرقوم ہے

محی السنۃ قامع البدعۃ مولانا مولوی محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ یعنی شاہ کشور شریعت گستری
ملک الملوک دیار دین پروری قامع بنیان شرک و طغیان حاوی وجیات علم و ایقان مؤسس
اساس کمال جذب اوضاع حال و قال سالک مسالک ہدایت و ارشاد مجلی آئینہ صافی اعتقاد
مرکز دائرہ علوم منطقہ آسمان فہوم مرتقی مدارج درجات عالی پیشوائے ادانی و اعالی مرجع ارباب
فضائل کامروائے طبائع افاضل رموز فہم اسرار تفسیر قرآنی دقیقہ یاب معالم تقدیرات ربانی
جامع کمالات صوری و معنوی نکتہ سنج کلام الٰہی و حدیث نبوی قدوہ اہل بینش گاہ قبول
جلال خواص معقول و منقول بانی مبانی فضل و افضال ممہد قواعد تکمیل و اکمال مجاہد حق و
یقین مثبت دلائل دین مولائی مخدومی مخدوم الانامی مولوی محمد اسمٰعیل قدس سرہ آپ کو حضرات
ثلثہ یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز المتوفی ۱۲۳۹ھ و مولانا شاہ رفیع الدین المتوفی ۱۲۳۳ھ و مولانا
شاہ عبدالقادر المتوفی ۱۲۳۰ھ غفر اللہ لہم کے ساتھ نسبت برادرزادگی کی تھی اور بسبب
اس کے کہ جناب جنت مآب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے بعد انتقال والد ماجد ان
کو بجائے فرزندوں کے پرورش کیا تھا اور حضرت مبرور و مغفور کی نواسی بھی ان کے ساتھ
منسوب تھیں ان کی تربیت اپنے ذمہ لے کر روز و شب حضرت کی تکمیل میں ساعی تھے
ازبسکہ جوہر قابل محتاج تربیت اور نیاز مند تعلیم نہیں ہوتا آپ کے آئینہ خاطر نے مصقلہ
تائید الٰہی سے ایسی صفا اور جلا حاصل کی تھی کہ اسرار ازل بے حجاب آپ پر منکشف تھے
اسی واسطے اوائل حال میں مطالعہ کتب کی طرف چنداں التفات نہ فرماتے تھے، اور حال

تھا کہ جب حضرت مبرور کی خدمت میں واسطے سبق خوانی کے حاضر ہوکر بیٹھتے از بسکہ بسبب استغنا کے
یہ محفوظ نہ رہتا تھا کہ سبق کس جائے سے شروع ہوگا اس کے مابعد کی عبارت سے شروع کردیتے
جب حضرت مغفور وہاں سے افتتاح فرماتے تو آپ فرماتے کہ اس مطلب کو آسان سمجھ کر نہیں پڑھا
اور فی الواقع اگرچہ وہ مطلب عقدۂ لاینحل ہوتا اس طرح اس کی تقریر کرتے کہ موجب حیرت عالی اور
ادانی ہوتا اور کبھی اس کے ماقبل سے آغاز کرتے جب حضرت اس سے متنبہ فرماتے تو آپ اسمیں کچھ شبہ
کردیتے اور وہ شبہ ایسا ہوتا کہ حضرت استاد کو اس دفعہ میں بہت متوجہ ہونے کی حاجت ہوتی
اس استعداد خداداد کی اعانت سے پندرہ سولہ برس کی عمر میں تحصیل معقول و منقول سے فراغت
حاصل ہوگئی چونکہ آپ کی ذہانت کی دھوم شہر میں تھی اکثر فضلائے کمل کہ دعوی کتاب دانی و
دقیقہ شناسی کا رکھتے تھے وہ مقامات باریک کہ جن کو [illegible] کرنے میں منتگار دراز فکر کرنا چاہیئے آپ سے
سرراہ ملاقی ہوکر باعتبار ظاہر کے بطور مناظرہ کے اس کا استفسار کرتے اس لحاظ سے کہ اگر ان کے مکان پر
جاویں گے تو شاید مطالعہ کتاب یا اعانت شروح اور حواشی سے اس کو بیان کریں اور آپ بے تامل
اس کو اس طرح سے تقریر فرماتے کہ ان کو اس جرأت سے کمال خجالت حاصل ہوتی۔ ذکر اس زبدۂ ارباب
کمال کا داعی ہے کہ ہزار ہزار محامد پسندیدہ کو زبان پر لاکر اندک آتش شوق کو تسکین دے۔

گہر نثار کند ہر سر زبان چشم ‖ مرا چو نام شریف تو بر زبان آید

لیکن کیا کرے کہ نہ زبان کو طاقت تقریر ہے اور نہ قلم کو یارائے تحریر معقولات میں آپ کا تبحر وہم
خلل یقینیات اور منقولات میں آپ کی تنہا نقل مانند متواترات فقہ کا یہ حال تھا کہ ہر مسئلہ کو آیات و
حدیث کے ساتھ مستند فرماتے تھے بیشتر کتب علم معقول پر حواشی تحریر کئے اور ازبسکہ طبیعت
وقار حدت و ذکاوت کی طرف مائل تھی ایک رسالہ منطق میں لکھا اس میں شکل اول کے ابعد
الطبائع اور شکل رابع کی اقرب الی البدیہیات ہونے کا دعوی کیا اور اس کے دلائل اس قوت
و استحکام کے ساتھ مذکور فرمائے کہ اگر معلم اول موجود ہوتا اپنی براہین کو تار عنکبوت سے سست
تر سمجھتا، اور آپ کی حسن تقریر سے وہ مسائل غامضہ کہ طالب علم کو بعد کد و کاوش کے ذہن نشین
ہو جانے حامی کو بجز و استماع کے سمجھ میں آجاتے تھے اور اس طرح متوحش خاطر ہوتے تھے کہ
مخالفین سے بعضے اہل علم چاہتے کہ کچھ دلائل علمی سے اس کو رد کرکے اس کے ذہن سے
نکالیں ممکن نہ ہوتا جب یہ مطالب خوب ذہن نشین ہوگئے موجب ارشاد سید الاصفیا یعنی پیر طریق
ہدی کے اس طرح سے تقریر [illegible] بیان ہوتے

اس نواح سے جوق در جوق رضاکار ہوئے اور حضرت کی خدمت میں ہندوستانیوں میں
سے لاکھ آدمی سے زیادہ مجتمع ہو گئے پشاور اور بعض اور مکان سکھوں کی عملداری سے نکل کر
غازیان اسلام کے تصرف میں آگئے سکھوں کے باوجود اس شان و شوکت ظاہری کے آپ کا ایسا
رعب دل میں بیٹھ گیا کہ کچھ ملک دینے پر راضی ہوئے کئی سال تک یہی سلسلہ جاری رہا بعد اس
کے چونکہ قوم افاغنہ بد عہد اور نہایت طامع ہیں سکھوں کے اغواء سے آپ سے منحرف ہو گئے
اور عین معرکہ جنگ میں آپ سے دغا کی اور یہ حضرت قلعہ بالاکوٹ کے نواح میں ہمراہ پیر طریقت
اور اکثر مسلمین غزات کے جنت اعلیٰ کی طرف راہی ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون ۱۲۴۶ھ
حضرت کی شہادت کو چودہ پندرہ برس کا عرصہ گذرتا ہے اھ مختصراً [1]

فی ہذا مولانا شہید مرحوم کے ہم سبق ایک معمر بزرگ ملا عبد الکریم بخاری بھی تھے۔ جو کتب درسیہ اپنے وطن میں پڑھ کر مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے حضور میں بغرض حل مشکلات حاضر ہوئے تھے شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے اس قدر فرصت نہیں کہ میں مستقل سبق پڑھاؤں لڑکا ہمارا صدرا پڑھتا ہے سماعۃً اس کے شریک ہو جاؤ وہ اس انداز سے دل میں منقبض رہتے۔ مولانا شہید مرحوم جو سبق کے لئے آتے تو کتاب کی ورق گردانی کرنے لگتے یہ یاد نہ رہا کہ کل کہاں تک پڑھا تھا۔ اس پر ملا صاحب بخاری نے ہنس کر کہا میاں صاحب زادے مکھی مار کر ساٹھ دیا کرو تاکہ کتاب کھولتے ہی معلوم ہو جاوے کہ کل کہاں سے چھوڑا ہے مولانا شہید مرحوم بھی ہنس کر چپ رہ گئے ایک روز صدرا میں نہایت مشکل مقام آیا ملا بخاری نے سمجھا کہ آج اس مقام پر ضرور رد و قدح ہو گی لیکن مولانا شہید مرحوم حسب معمول اس مقام سے گذر گئے تو ملا بخاری غصہ میں جھلا کر بولے کہ صاحب زادہ تم کچھ سمجھتے بھی ہو یا یوں ہی گھاس کاٹتے چلے جاتے ہو مولانا شہید مرحوم نے نہایت متانت اور حلم سے کہا کہ اگر آپ کو کچھ شبہ ہو تو پوچھئے ملا بخاری نے کہا کہ اس مقام کو تو سمجھا دو مولانا شہید مرحوم نے اس عمدگی اور صفائی سے سمجھا دیا۔ اور وہ وہ معنی بیان کئے کہ طلبہ تو کیا خود اباحضرت (اپنے چچا شاہ عبد العزیز صاحب کو مولانا شہید مرحوم اباحضرت کہتے تھے) بھی متحیر ہو گئے پھر صدرا کے حاشیہ پر اعتراض کر کے اس کی تغلیط کر دی اور ملا بخاری کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ملا صاحب آپ کو جو کچھ شبہ ہو مجھ سے سبق کے قبل یا بعد پوچھ لیا کیجئے سبق میں کیوں رد کرتے ہیں وقت ضائع ہوتا ہے اور میں قصداً اس لئے نہیں کچھ پوچھتا کہ اباحضرت کو تکلیف ہو گی آج اگر شیخ

[1] نیز دیکھئے تذکرہ اہل دہلی ص ۱۰۷ — ۱۰۸ (ع۔ح)

جو علی زندہ ہوتا تو میں کہتا کہ تمہاری ہمت کو ہم تم دو دو چراغ کھائیں (مطایبہ اہم صحیح ہے) ہم سے تم سے باتیں ہوں گی (الحیاۃ بعد المماۃ ملخصاً)

نیز رسالہ امیر الروایات ص۹۰ میں مرقوم ہے خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی تبارک اللہ صاحب الہ دہن کے رہنے والے ایک شخص تھے جو بہت بڈھے اور شاہ عبد العزیز کے شاگرد تھے انہوں نے ایک مرتبہ اورنگ آباد میں وعظ کہا وعظ کے بعد ان سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپ تقویۃ الایمان کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔ میں اس جلسہ میں موجود تھا میرے سامنے مولوی تبارک اللہ صاحب نے فرمایا کہ جب تقویۃ الایمان شائع ہو کر الہ دہن میں آئی تو لوگوں میں اس کا چرچا ہوا۔ کچھ لوگ مخالف ہو گئے اور کچھ موافق اور آپس میں بحث مباحثہ اور گفتگوئیں ہونے لگیں اس وقت میرے چچا حیات تھے جو بہت ضعیف العمر تھے آنکھوں سے بھی کم دکھائی دیتا تھا اور کانوں سے بھی اونچا سنتے تھے انہوں نے جو یہ رنگ دیکھا تو ایک مرتبہ فرمایا کہ لڑکو! میں چند روز سے دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ کچھ ورق ہاتھ میں لئے ہوئے بحث مباحثہ کرتے ہو ہمیں تو بتلاؤ کیا بات ہے ہم لوگوں نے کہا کہ جناب ایک کتاب شائع ہوئی ہے اس پر یہ بحث مباحثے ہوتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ وہ کتاب مجھے سناؤ ہم نے تقویۃ الایمان اول سے آخر تک سنائی اس کو سن کر آپ نے فرمایا کہ سب بستی کے لوگوں کو جمع کرلو اس وقت میں اپنی رائے ظاہر کروں گا ہم لوگوں نے لوگوں کو جمع کیا جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ میں اب تک دنیا کی حالت دیکھتا رہا اور جو کچھ لوگ کہہ رہے تھے اور کر رہے ہیں ان کی باتیں بالکل میرے جی کو نہ لگتی تھیں اور میں سمجھتا تھا کہ دنیا اس وقت گمراہی میں مبتلا ہے اور میرا جی ان باتوں کو ڈھونڈتا تھا مگر کنوئیں میں بھانگ پڑی ہوئی تھی نہ کسی کو دین کی خبر تھی نہ کوئی بتلانے والا تھا مولوی اسمٰعیل کا احسان ہے کہ انہوں نے پانی کو اور بھانگ کو الگ الگ کر دیا اور سیدھا راستہ بتلا دیا اب تمہیں اختیار ہے چاہے مانو چاہے تم بھی بھانگ ہی پئے جاؤ۔

(ص۹۲) نیز خان صاحب نے فرمایا کہ مولانا نانوتوی فرماتے تھے کہ اطراف لکھنؤ میں ایک عالم رہتے تھے جو بڑے عالم تھے (مولانا نے ان کا نام بھی لیا تھا مگر مجھے یاد نہیں رہا) یہ عالم ایک مسجد میں رہتے تھے اور مسجد کی جنوبی جانب ایک سہ دری تھی اس میں پڑھایا کرتے تھے۔ مولوی فضل رسول بدایونی ظہر کی نماز سے پہلے یا عصر کی نماز سے پہلے ان کی خدمت میں پہنچے اور ان کو اپنی وہ تحریرات سنائیں جو انہوں نے مولانا شہید کے رد میں لکھی تھیں اور ان سے

ان کی تصدیق اور مولانا شہید کی تکفیر چاہی اتنے میں جماعت تیار ہوگئی مولوی صاحب نے فرمایا کہ
پہلے نماز پڑھ لیں پھر غور کریں گے مولوی فضل رسول کے ساتھ ایک شخص بھی تھا مولوی صاحب اور
مولوی فضل رسول تو نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ ان کا ساتھی نہیں اٹھا اور بیٹھا ہوا حقہ پیتا
رہا جب مولوی صاحب نماز پڑھ کر تشریف لائے تو اسے حقہ پیتے ہوئے دیکھا اس پر مولوی صاحب نے
مولوی فضل رسول سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں انہوں نے کہا کہ یہ میرے عزیز ہیں مولوی
صاحب نے پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ کتنے دنوں سے ہیں انہوں نے مدت بتائی اس پر مولوی صاحب
نے فرمایا کہ تکفیر کا میرا ارادہ پہلے بھی نہ تھا مگر اتنا ارادہ تھا کہ کچھ آپ کے موافق لکھ دوں گا. مگر
الحمد للہ کہ اس وقت نماز کی برکت سے مجھ پر ایک حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ شخص تمہارا عزیز
بھی ہے اور اتنی مدت سے تمہارے ساتھ بھی ہے مگر باوجود اس کے تم اسے مسلمان (نمازی) بھی
نہ بنا سکے اور مولوی اسمٰعیل جس طرف کو نکل گیا ہے ہزاروں کو دیندار بنا گیا ہے پس قابل تکفیر تم ہو
یا کہ مولوی اسمٰعیل لہٰذا تم میرے پاس سے جاؤ میں کچھ نہ لکھوں گا اس پر وہ بے نیل مرام واپس
ہوگئے یہ قصہ بیان کر کے خان صاحب نے فرمایا کہ اس شخص سے ملا ہوں جو مولوی فضل رسول
کے ساتھ تھا حالانکہ وہ بڈھا ہوگیا تھا مگر بڑھاپے تک بے نماز تھا اور دنیا کی تمام بازیوں مثل
کبوتر بازی بٹیر بازی مرغ بازی وغیرہ میں ماہر تھا"

(حکایت ۲۹۵) خان صاحب نے فرمایا کہ مجھ سے شاہ عبدالرحیم نے بروایت مولانا گنگوہی بیان فرمایا
کہ سید صاحب کے قافلہ کا ریاست رام پور جانے کا ارادہ ہوا یہ زمانہ نواب احمد علی خاں کا تھا
جب علماء رامپور کو اس ارادہ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ جس طرح بھی ممکن
ہو سید صاحب کے لوگوں کو بالخصوص مولوی اسمٰعیل کو نیچا دکھایا جاوے اور مشورہ سے ایک
عالم صاحب کو گفتگو کے لئے منتخب بھی کر لیا گیا اس زمانہ میں رامپور کے ایک صاحب شاہ عبدالعزیز
صاحب کے شاگرد تھے جو رام پور ہی کے رہنے والے تھے جب ان کو اس مشورہ کی اطلاع ہوئی
تو وہ رامپور سے پیدل روانہ ہوئے اور دو تین منزل چل کر سید صاحب کے قافلہ سے ملاقات
کی اور ان لوگوں سے کہا کہ آپ صاحبوں کا رامپور تشریف لے جانا مصلحت نہیں ہے کیونکہ
وہاں کے علماء نے آپ لوگوں سے مناظرہ کا مشورہ کیا ہے اور وہ مناظرہ پر تلے ہوئے ہیں اور
اگر جانا ہی ہے تو اور لوگ جائیں مگر مولوی اسمٰعیل صاحب کا جانا کسی طرح مصلحت نہیں ہے
کیونکہ علماء ان کے خاص طور پر درپے ہیں اس کے بعد وہ خاص طور پر مولوی اسمٰعیل صاحب کے

پاس گئے اور ان سے خصوصیت کے ساتھ اس واقعہ کو بیان کیا اور درخواست کی کہ آپ ہرگز
رام پور تشریف نہ لے جائیں مولانا نے فرمایا کہ یہ آپ کا احسان ہے کہ آپ نے ہم لوگوں کی وجہ
سے اس قدر تکلیف گوارا کی اور ہم آپ کے ممنون ہیں لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کی وجہ
سے اتنی پریشانی ہو کیونکہ وہ لوگ یا معقول میں گفتگو کریں گے یا منقول میں اگر منقول میں گفتگو کریں گے
تو جو بات ہمیں معلوم ہوگی ہم اس کا جواب دیں گے اور جو نہ معلوم ہوگی ہم صاف کہہ دیں گے
کہ ہم نہیں جانتے اور اگر وہ معقول میں گفتگو کریں گے تو عقل خدا نے ہمیں بھی دی ہے وہ اشراقیہ اور
مشائیہ کا جمع کیا ہوا گووہ اچھالیں گے اس کے جواب میں ہم بھی اپنی عقل سے گووہ اچھالیں گے،
دیکھیں وہ کہاں چلتے ہیں. غرض مولانا نے اپنا ارادہ فسخ نہیں کیا اور قافلہ کے ہمراہ مولانا رامپور
پہنچے جب وہ رامپور پہنچے تو حسب قرارداد باہمی علماء رام پور نے اپنے منتخب عالم کو مناظرہ کے
لئے بھیجا اس نے پہنچ کر مولانا سے سوالات شروع کئے اور مولانا نے تمام سوالات کا جواب دیا.
گفتگو تین روز تک رہی جب سائل کے سوالات کا سلسلہ ختم ہوا تو مولانا نے فرمایا کہ آپ کے سوالات
تو ختم ہوئے اب مجھے اجازت ہو تو چند سوالات میں بھی کروں انہوں نے اجازت دی مولانا نے
صرف چار سوال کئے دو معقول کے اور دو منقول کے مگر ان کو جواب نہ بن آیا اس لئے انہوں نے
مہلت چاہی کہ میں کل جواب دوں گا آپ نے اجازت دیدی اگلے دن صبح کی نماز کے وقت ان کا
حجرا نہیں کھلا لوگوں نے نماز کے لئے اٹھانا چاہا مگر وہاں سے کوئی جواب نہ آیا تب لوگوں کو شبہ ہوا
تو لوگ کواڑ اتار کر اندر داخل ہوئے دیکھا تو وہ عالم صاحب مرے پڑے ہیں اور انہوں نے
سر میں پتھر مار کر خود کشی کر لی ہے (حاشیہ از مولانا اشرف علی صاحب تھانوی)

قولہ فی ہٰذا القصہ پتھر مار کر الخ اقول ایسا رسوائی کا خوف کیا مگر اس رسوائی سے نہ بچے جب کہ
اس قصہ کی شہرت ہوگئی یہ تو دنیا کا خسارا ہوا کہ جان اور جاہ دونوں برباد ہوئے اور آخرت
کا خسارہ کہ خود کشی پر استحقاق مؤاخذہ ہے یہ جداہا احقر کے وجدان میں یہ خسارۂ
دارین سزا ہے اہل اللہ کے ساتھ عداوت اور آویزش کی بقول عارف شیرازی ؎

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات باوردکشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

علی ہٰذا دافع الفساد قامع العناد اطع الاشراک والبدعات حضرت مولانا شاہ محمد امرتضیٰ
خان صاحب رامپوری رح ارشد خلفاء جناب سید احمد صاحب غازی بریلوی پیر طریقت
نواب محمد علی خان صاحب مرحوم رئیس دالی ٹونک مطبوعہ محمدی بدار الاسلام محمد آباد

عرف ٹونک واقع علی گنج ۱۲۹۳ھ) صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں۔"

"بعضے شخص مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کا رسالہ تقویۃ الایمان لاتے ہیں اور ان لوگوں کے آگے پڑھتے ہیں اور معنے اس کے غلط سمجھاتے ہیں اور لوگوں کو راہ حق سے پھیرتے ہیں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ہمارے پیر بھائی ہیں اور ان سے اکثر لوگ بسبب منع کرنے شرک و بدعت کے عداوت رکھتے ہیں ہم واسطے دفع فساد کے عبارت کئی مقام تقویۃ الایمان کی لکھتے ہیں اس سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ تقویۃ الایمان میں لفظ بے تعظیمی کا نہیں اگر کوئی دشمن دین کا بسبب کج فہمی اپنی کے اس کتاب میں الفاظ بے تعظیمی کے نکالے تو اس کے قول کا کیا اعتبار ہے"

(ایضاً ص۳۵) "بیشتر کرامات سید احمد صاحب رام پور میں صادر ہوئیں مولوی عبدالحی و مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی ہمراہی میں بزمانہ نواب احمد علی خاں صاحب، جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنا مولوی عبدالحی صاحب کا وعظ ہونا اس پر لوگوں کا اعتراض کرنا اور جوابات از طرف مولوی عبدالحی صاحب و مولوی محمد اسمٰعیل و سید احمد صاحب دینا بڑے بڑے خاندانی اور اولعزم لوگوں کا مرید ہونا" (ملخص)

ایضاً احسن الوصایا مؤلفہ حضرت جمعدار مرتضیٰ خان صاحب صفحہ ۱۳۳ میں مرقوم ہے

"سرگروہ اس فرقہ کا کہ نام اس کا فضل رسول ہے اور رہنے والا بدایون کا ہے اور اس نے مسلمانوں میں فساد ڈالنے کے لئے ایک رسالہ تالیف کیا ہے کہ نام اس کے رسالہ کا بوارق ہے اول اس نے اس رسالہ میں پہلے ذکر وہابیوں کا کیا ہے پھر وہابیوں کو بد دین ٹھیرایا ہے پھر ابن حزم کا ذکر کیا ہے پھر ابن تیمیہ وغیرہ کا ذکر کیا ہے پھر ان سب کو بد دین ٹھیرایا ہے پھر سید احمد صاحب غازی رحمۃ اللہ علیہ کا اور مولوی اسماعیل صاحب کا اور مولوی عبدالحی صاحب کا ذکر کیا ہے اور سید احمد صاحب پر اور مولوی عبدالحی صاحب پر جس طرح اس کے دل میں آیا اس طرح ان دونوں صاحبوں پر طعن و بہتان کیا ہے اور مولوی اسمٰعیل صاحب پر ان دونوں صاحبوں سے زیادہ طعن و بہتان کئے۔"

(صفحہ ۱۴۱) "دو شخص اہل حق سے بڑے جھگڑنے والے ہیں ایک فضل رسول رہنے والا بدایوں کا اور دوسرا مولوی فضل حق رہنے والے خیر آباد کے اور مولوی فضل حق عداوت رکھتے تھے اہل حق سے اور ان کے باپ یعنی مولوی فضل امام صاحب ان کو منع کرتے تھے کہ اہل حق سے

جھگڑا مت کرو آخر ان کا کہا نہ مانا آخر کو قید ہوئے اور جس علت سے وہ قید ہوئے تھے وہ علت ان پر ثابت بھی نہ ہوئی اور پھر کالے پانی کو بھیج دیئے گئے یہ بھی اہل حق سے عداوت رکھنے کا باعث ہے اور دوسرا فضل رسول کہ اہل حق سے جھگڑا کرتا تھا آخر اس کو دنیا میں یہ سزا ملی کہ حیدر آباد دکن سے نکالا گیا اور اندھا ہو گیا اور طرح طرح کی ذلت اور خرابی اٹھائی یہ دو شخص کہ اکابر ہیں اہل حق سے جھگڑا کرنے والوں میں کہ ان کا حال یہ ہے جو لکھا گیا ہے اور باقی جو ان سے دوسرے درجہ کے ہیں عداوت میں تو ان کا کیا حال لکھوں کہ کس کس طرح خراب ہوئے اور ایسے ہی سما کے پٹھانوں اور پشاور کے درانیوں نے اہل حق سے جھگڑا کیا پہلے ان کا ملک سکھوں نے لیا بعد ان کے انگریزوں نے لے لیا اب خراب خستہ ہوئے پھرتے ہیں اور جگہ کے پٹھانوں نے اور کابل کے درانیوں نے کچھ جھگڑا سید احمد صاحب غازی رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں کیا۔ اب تک وہ آباد ہیں اور اگر کوئی اس وقت میں سید احمد صاحب پر یا ان کی کتاب صراط مستقیم (یا تنبیہ الغافلین) پر یا ان کے مریدوں کے اور متبع سنت اور لوگوں پر طعن اور بہتان کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں سزا پاوے گا یا آخرت میں۔"

اہلحدیث پر طعن اہل بدعت کی علامت ہے

واضح ہو کہ بے شک مبتدعین گور پرستوں کا ہمیشہ سے یہی وطیرہ ہمیشہ رہا ہے کہ مخالفت توحید و سنت کے درپے ہو کر ائمہ دین موحدین اہل سنت سے دشمنی رکھتے اور ان پر محض جھوٹے الزام و اتہام لگاتے رہے ہیں چنانچہ حضرت پیران پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۹۲ میں فرمایا۔

واعلم ان لاهل البدع علامات يعرفون بها فعلامة اهل البدعة الوقيعة فى اهل الاثر (ملخصاً)	"جان تو کہ تحقیق اہل بدعت کی علامتیں ہوتی ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک علامت اہل بدعت کی ہے برائی کرنا اہل حدیث کی جو سنت وجماعت کی پیروی کرتے ہیں۔"

امام ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ پر شیخ فضل رسول کی نظر عنایت اور اہل بدعت کی ایک علامت

جس طرح مولوی فضل رسول بدایونی منطقی نے بوارق صفحہ ۳۲ میں امام ابن تیمیہ وغیرہ رحمہم اللہ کو اشقیا ناپاک وسفاک خبیثہ شیطانیہ وغیرہ الفاظ کے ساتھ بہتانات لگائے

ہیں جن کی شان میں مولوی نعیم الدین کی بڑی مستند حنفی مذہب کی معتبر کتاب رد المحتار ج ۳ صلے۲۷۹و۲۹۱ میں شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحنبلی وشیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیۃ الحنبلی لکھا گیا ہے۔ اسی طرح خصوصاً ہندوستان میں خاندان حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی دشمنی پر کمر باندھی آپ کے قتل کے درپے ہوئے بڑے بڑے ہنگامے برپا کئے گئے صرف اسی وجہ سے کہ قرآن پاک کا ترجمہ فارسی و اردو میں بغرض تفہیم عوام الناس کئے گئے جس سے بدعات و گور پرستی سب خاک میں مل گئیں چنانچہ بڑے طعن وطنز کے ساتھ بوارق بدایونی صلا۱۷ میں لکھا گیا۔ الحاصل شاہ ولی اللہ صاحب آنچہ نوشتہ اند مخالف اہل سنت وجماعت است۔ واولاد و امجاد شاہ ولی اللہ کہ این گونہ تصنیفات ذائع وشائع نساختند و در پردہ کتمان داشتند گویا پردہ بر بے جا پرد گیہائے والد ماجد خود انداختند مولوی محمد اسمٰعیل زمانہ را فارغ از حکومت اسلام وخالی از علمائے اعلام یافتہ حدت جبلی را خیلے بلند آوازہ ساختہ آں اخگر افسردہ زیر خاکستر را کما ینبغی مشتعل نمودہ و تخم پوشیدہ تہ خاک را آب دادہ حسن نبات الارض اھ ملخصاً [1]

گھر کا بھیدی!! پس اس کے کذب و بطلان کے لئے مولوی نعیم الدین ہی کے گھر کا ثبوت کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے اسی قدر بس ہے کہ مولوی فضل رسول بدایونی مسلم ومعتمد مولوی صاحب بریلوی ومولوی نعیم الدین کے اچھے میاں شاہ آل احمد صاحب المتوفی ۱۲۳۵ھ مارہروی کے مرید تھے چنانچہ طوالع الانوار مطبوعہ صبح صادق سیتاپوران کی سوانح صلا۱۹ میں مرقوم ہے۔ نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیران مارہروی اسی خاندان شاہ صاحب کے غلام سند یافتہ تھے چنانچہ انوار العارفین مطبوعہ صدیقی بریلی مصنفہ ذی القعدہ ۱۲۸۶ھ صلا۲۷ میں مرقوم ہے وسند حدیث شریف از مولانا شاہ عبدالعزیز گرفتہ اند یعنی شاہ اچھے میاں سید آل احمد صاحب المتوفی ۱۲۳۵ھ برادر زادہ سید آل رسول صاحب پیر مولوی صاحب بریلوی اوران کے والد مولوی نقی علی خاں صاحب کے سند حدیث شریف میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ خلف الصدق والرشید حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے چنانچہ مدائح حضور نور جلد ثانی صلا۱۱۹ میں مرقوم ہے کہ،

[1] اسکا مستقل مدلل جواب الصواعق الالٰہیۃ الرد علی الحبائیہ (از مولانا محمد بشیر الدین قنوجی متوفی ۱۲۹۶ھ) ص ۸۵ میں دیا گیا ہے (ص-ح)

”آپ نے اپنے صاحبزادہ سید ابوالحسن صاحب نوری کو ۵ ربیع الاول ۱۲۶۷ھ میں اجازت سلاسل و قرآن کریم و صحاح ستہ ومصنفات شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی مرحمت فرمائی“

نیز مولوی صاحب بریلوی خاتمہ جواہر البیان صلا۲۰۳ میں لکھتے ہیں ۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ کو مارہرہ میں سید آل رسول احمدی پر والد صاحب نقی علی خاں نے بیعت حاصل فرمایا پیر مرشد نے جمیع سلاسل وسند حدیث عطا فرمائی“

اور خود مولوی نعیم الدین نے اپنی اسی کتاب زیر بحث کے صلا۸ میں لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کا ہندوستان کے طول وعرض میں کافی اثر تھا مسلمان اس خاندان کے ارادتمند و معتقد تھے“

اور بے شک شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے نامور پوتے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے دلبند بھتیجے اور شاگرد رشید حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید مرحوم تمام اصول و فروع عقائد و اعمال واخلاص میں قدم بقدم اپنے جد امجد اور اپنے تایا محترم کے چلے چنانچہ مولانا شہید مرحوم کی تمام تصنیفات و تالیفات علم و تقوے زہد و جہاد فی سبیل اللہ سب اس پر شاہد عدل ہیں۔

فتوی شیخ بدایونی بابت جواز اجرت بنائے بت خانہ

مگر برخلاف اس کے فتوے مولوی فضل رسول بدایونی مطبوعہ مفید الخلائق ۱۲۳۹ھ شاہجہان آباد صلا۱۳ میں مرقوم ہے“

بر بینید کہ ساختن بت کفر نیست و در جواز بیع آن تفصیل علی الاختلاف و مزدوری ساختن بتخانہ و برافروختن نار معبود مجوس جائز“	بت کا بنانا کفر نہیں ہے اور اس کی بیع کے جائز ہونے میں تفصیل اور اختلاف ہے۔ اور مزدوری بت خانہ بنانے اور آگ جلانے معبود مجوس کی جائز ہے۔ معاذ اللہ

ناظرین نے ملاحظہ فرمالیا مولانا شہید مرحوم کی حمایت توحید اور اتباع سنت و زہد و تقوی کو۔ اور مولوی فضل رسول کے مقولہ کو جس میں بت بنانا کفر نہیں اور بت خانہ بنانے اور مجوس کی معبود آگ جلانے کو جائز قرار دیا گیا ہے ببیں تفاوت راہ کجاست تا بکجا۔ سچ ہے“

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ... میلش اندر طعنہ پاکاں برد

مولانا گنگوہی اور تقویۃ الایمان

علیٰ ہذا حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ تلمیذ رشید مولانا مفتی صدر الدین صاحب مرقوم اور شاہ احمد سعید صاحبؒ و مولانا شاہ عبد الغنی صاحبؒ دہلوی اور مولانا مملوک علی صاحبؒ جن کی مدح و توصیف انوار ساطعہ میں موجود ہے۔

"مولوی رشید احمد صاحبؒ کے استاد شاہ عبد الغنی صاحب دہلویؒ"

کا فتوےٰ حسب ذیل ہے جو فتاوےٰ رشیدیہ حصہ اول صـ۱۱۵ و صـ۱۲۳ میں مرقوم ہے۔

"از بندہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند آپ کا خط آیا تم نے حال بزرگانِ دین پوچھا ہے لہذا جواب لکھتا ہوں کہ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا اور مولانا محمد اسحٰق دہلویؒ ولی کامل محدث فقیہ عمدہ مقبولین حق تعالیٰ کے سے تھے جو کوئی ان دونوں کو کافر یا بد جانتا ہے وہ خود شیطان ملعون حق تعالیٰ کا ہے فقط۔"

الجواب (ثانی) مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم متقی بدعت کے اوکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے پس جس کا ظاہر حال ایسا ہووے وہ ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیاءہ الا المتقون اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے اگر اپنے جہل سے کوئی اس کتاب کی خوبی کو نہ سمجھے تو اس کا قصور فہم ہے کتاب اور مؤلف کی کیا تقصیر بڑے بڑے عالم اہل حق اس کو پسند کرتے ہیں اگر کسی گمراہ نے اس کو برا کہا تو وہ خود ضال و مضل ہے فقط واللہ تعالےٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ"

(مہر: الراجی رشید احمد ۱۳۰۱ ابو مسعود)

نیز رسالہ امیر الروایات صـ۹ میں مرقوم ہے

خاں صاحب نے فرمایا کہ مولانا گنگوہی تقویۃ الایمان کی نسبت فرماتے تھے کہ اس سے بہت ہی نفع ہوا چنانچہ مولوی اسمٰعیل صاحب کی حیات ہی میں دو ڈھائی لاکھ آدمی درست ہو گئے تھے اور ان کے بعد جو کچھ نفع ہوا اس کا تو اندازہ ہی نہیں ہو سکتا

ناظرین کی خدمت میں مقامی حیثیت سے ضلع مراد آباد کے دو مقتدر عالم صاحب فضل و کمال مولانا سید محمد قاسم علی صاحب مولانا سید احمد حسن صاحبؒ کے فتاوی بھی حسب ذیل ہیں

"المجیب مصیب واقعی حضرت مولانا مرحوم مغفور کو جو شخص کافر اور مردود کہے وہ فاسق ہے کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المؤمن فسوق وقتالہ کفر اور کتاب تقویۃ الایمان واسطے درستی ایمان کے اکسیر اعظم ہے مگر جہلا کو چاہئے کہ اس کے مضامین اہل حق سے معلوم کر دیں تاکہ بوجہ جہالت اپنی کے حق رسی سے محروم ہو کر زبان طعن و طنز کی نسبت کتاب مسطور کے نہ کھولیں فقط محمد قاسم علی عفی عنہ۔ امام شہر مراد آباد۔

(مہر: مولانا عالم علی ۱۲۹۔ خلف محمد قاسم علی)

المختصر من فضائل الفاضل الجلیل والحبر النبیل المولوی محمد اسمٰعیل لہ اللہ تعالیٰ فی جوار رحمتہ انہ عاش حمیدا ومات شہیدا وکل ما فی کتابہ المسمی بتقویۃ الایمان بل فی سائر تصانیفہ ھو تفصیل لما اجمل وبیان لما اختصر فی الآیات واحادیث نبیہ الکریم وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم حررہ بقلمہ وقالہ بفمہ خادم الطلبۃ احقر الزمن احمد حسن الحسنی امروہوی۔

(مہر: احمد حسن ۱۲۹۔ غفر لہ)

ارشد تلامیذ مولانا المحترم محمد قاسم نانوتویؒ آپ نے تقویۃ الایمان اور جملہ تصانیف مولانا شہید مرحوم یعنی ایضاح الحق فی رد تفصیل البدعات والتقلید، اور تنویر العینین فی اثبات سنۃ رفع الیدین و رد التقلید و منصب امامت در تقسیم درجات امامت کبریٰ و صغریٰ۔ و صراط مستقیم در فرق تصوف رسمی و اصلی۔ در رسالہ اصول فقہ جس میں عدم وجوب تقلید خصوصاً تقلید شخصی کی وضاحت ہے۔ و مثنوی سلک نور در بیان فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خالص توحید حق تعالیٰ نظم میں تقویۃ الایمان کا فوٹو ہے وغیرہ۔ کتب کو آیات و احادیث کے اجمال کی تفصیل بتائی جو علماء دیوبند کے خصوصاً لائق اقتداء ہے مگر دیدہ باید!

علیٰ ہذا مولانا محمد قاسم مرحوم نانوتوی و مولانا امروہوی مرحوم کے تلمیذ رشید جانشین مسند درس احادیث مولانا عبدالرحمٰن مرادآبادی شیخ الحدیث

كان الله له
عبدالرحمن

کا فتویٰ ہے بیشک تقویۃ الایمان باعث تقویت ایمان ہے عبدالرحمٰن کان اللہ لہ و لوالدیہ واحسن الیہما والیہ الجواب صحیح محمد صدیق مرادآبادی

نیز مولانا محمد صدیق مرادآبادی مرحوم گلستان مناقب میں لکھتے ہیں؛

نہ کار بوالفضولانست راہ شرح ذرفتن — چو مولانائے اسماعیل باید مضمارش
امام اہل سنت پیشوائے مذہب ملت — بجا باشد کہ خوانم جانشین شاہ ابرارش
ولی اللہ جد پاک و عبدالغنیش والد — شہ عبدالعزیز دہلوی عم نکوکارش
درآنساعت کہ شد مد نظر ترویج دین درلا — جناب سید احمد شد درین رہ حامی و یارش
ممہد ساخت از توحید و سنت شرک و بدعت را — خداوندے و عالم ساخت در عالم چو معیارش
مجدد سید احمد شد صدی عشر و ثالث را — کہ حق در کشور تحقیق حق بخشید سلطانش
ہزاران سنت مردہ از و شد زندہ در عالم — بہ احیائے یکے سنت ثواب صد شہید انش
انام بر حقش گویم شہید اکبرش خوانم — درینجا باغ رضوانش در آنجا باغ رضوانش
چو مولانائے عبدالحی و اسمٰعیل خدا انش — گدائے در گہ والا ہزاراں ہمچو سلطانش
چو مولانا محمد قاسم و شاہ رشید احمد — بسے سرچشمہ علم و عمل جاری ز فیضانش
ازیں دو شاہ اول مرشد ست و دستگیر من — زبانم قاصرست از شرح وصف علم و عرفانش
نوید تقویت از بہر ایمان ست تصنیفش — ندارد بہرہ ایمان کہ برخیزد بانکارش
زایضاح الحقش ایضاح حق بر اہل حق گشتہ — شد از تنویر عینینش منور چشم نظارش
صراط مستقیمش ہادی راہ طریقت شد — براہ راست رفت آنکس کہ از دل کرد اقرارش

مولانا شہید رح پر ہوس ملک گیری کا بہتان اور اس کا مدلل جواب

مگر حیف مولوی نعیم الدین کی اس سینہ زوری بہتان بندی پر کہ ص۳ میں محض عناداً لکھا کہ ہندوستان میں بھی مولوی اسمٰعیل دہلوی کے سر میں ملک گیری کا سودا تھا جس سے ہندوستان کے تاج و تخت پر ان کو قبضہ مل سکے گا اس تخیل پر وہ چل پڑے مولوی اسماعیل کے مقدر نے یاوری نہ کی اور انہیں ہندوستان کی فرمان روائی

نصیب نہ ہوئی" اھ ملخصاً

اس تہمت و بیہودگی کی تردید کے لئے خود مولانا شہید مرحوم کا مکتوب اپنے شیخ سید احمد صاحب کی جانب سے کافی ووافی ہے جو سکھوں کے مقابلہ میں تیسرے موقع جنگ پر تحریر میں آیا ہے ناظرین اہل انصاف کے ملاحظہ کے لئے حسب ذیل ہے۔

از امیر المومنین سید احمد صاحب بجواب نامہ سردار بدھ سنگھ جنرل افواج مہاراجہ رنجیت سنگھ بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بر ضمیر ابہت تخمیر سپہ سالار جنود و عساکر مالک خزائن و دفاتر جامع ریاست و سیاست حاوی امارت و ایالت صاحب شمشیر و جنگ عظمت نشان سردار بدھ سنگھ ہداہ اللہ تعالیٰ سواء الطریق واسطر علیہ سحاب التوفیق پوشیدہ نماند کہ نامہ فصاحت شمامہ مشتمل برا ظہار مراتب و دعاوی شجاعت و شہامت رسید مضامین مندرجہ واضح گردید ظاہراً آنچہ ازیجانب را ازیں ہنگامہ آرائی و معرکہ پیرائی مقصود است آں را خوب نہ فہمیدہ اند کہ نامہ مذکورہ نگارش نمودہ اند الحال بگوش ہوش باید شنید و خلاصہ آں بغور تمام باید فہمید کہ منازعت با اہل حکومت و ریاست بنا بر اغراض متعددہ می باشد بعضے را از منازعت مذکورہ حصول مال و ریاست مقصود مے باشد و بعضے را اظہار شجاعت

"آپ کا خط اظہار دعاوی شجاعت کے متعلق پہنچا ظاہراً ہماری طرف سے جو اس ہنگامہ آرائی سے مقصود ہے اس کو آپ نے اچھی طرح نہیں سمجھا اب متوجہ ہو کر سننا چاہیے کہ منازعت اہل حکومت و ریاست سے متعدد اغراض ہوتے ہیں بعضوں کو حصول مال و ریاست مقصود ہوتا ہے بعضوں کو اظہار شجاعت اور بعضوں کو فقط حصول مرتبہ شہادت اور ہمیں فقط حکم اپنے مولیٰ کا کہ مالک علی الاطلاق ہے دوبارہ نصرت دین محمدی بجالانا وارد ہوا ہے خدائے تعالیٰ عزوجل گواہ ہے ہماری طرف سے ہنگامہ آرائی کی سوائے اس غرض کے کوئی اور غرض نفسانی نہیں ہے بلکہ اس کی آرزو بھی نہیں ہے نہ کبھی زبان پر آئی نہ کبھی دل میں گذری پس نصرت دین محمدی میں ہر قسم کی کوشش جس طرح بھی ممکن ہوگی بجا لاویں گے اور ہر وہ تدبیر جس کو مفید جانیں گے کام میں لاویں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ مرتے دم تک اسی سعی میں مشغول رہیں گے اور تمام عمر انہیں

و شہامت و بعضے لا فقط تحصیل مرتبۂ شہادت
و ایں جانب را امرے دیگر مقصود است و
آں فقط بجا آوردن حکم مولائے خود کہ مالک علی
الاطلاق و ملک بالاستحقاق است کہ در مقدمہ
نصرت دین محمدی وارد شدہ است محمد تعالیٰ
عزوجل گواہ است بریں معنی اینجانب را
از ہنگامہ آرائی غیر از امر مذکور شے دیگر از
اغراض نفسانیہ درمیان نیست بلکہ آرزوئے
آں ہم نہ گاہے بر زبان میگردد و نہ گاہے در دل
میگذرد پس در نصرت دین محمدی ہر سعی
بہر وجہ کہ ممکن می باشد بجای آرم و ہر تدبیرے
کہ دراں مفید می نماید بروئے کار می آرم
و انشاء اللہ تعالیٰ تا دم مرگ در ہمیں سعی
مشغول خواہم ماند و تمام عمر در ہمیں تدبیرات
مبذول خواہم کرد تا زندہ ام ہمیں راہ می
پویم و تا موجود ام ہمیں مقصدے جو یم تا سر باہا
است ہمیں راہ است و ہمیں سودا خواہ
مفلس شوم خواہ غنی خواہ منصب سلطنت
یابم خواہ منصب رعیت گری خواہ متہم بجبن
شوم خواہ متہم بشجاعت خواہ بمرتبۂ غزا فائز
شوم خواہ بمنزلۂ شہادت لیکن اگر بینم کہ
رضائے مولائے من در ہمیں منحصر است
کہ در معرکۂ جنگ تنہا بجان خود بیایم پس
باللہ و تاللہ کہ بصد جان سینہ سپر نمایم
و در مجامع عساکر بے عذر و غدر و بے سواس

تدبیرات میں وقتوں کو صرف کریں گے
جب تک زندہ ہیں اسی راہ پر چلیں
گے اور جب تک موجود ہیں اسی مقصد
کو ڈھونڈیں گے جب تک سر اور پاؤں
ہیں یہی راہ اور اسی سودا کی دھن ہے خواہ
مفلس ہو جاویں خواہ غنی خواہ منصب سلطنت
پاویں خواہ رعیت گری خواہ بزدلی نامردگی
کے ساتھ متہم کئے جاویں خواہ بہادری کی
خوشی کے ساتھ خواہ مرتبہ غزا کے ساتھ فائز
ہوں خواہ درجہ شہادت کے ساتھ البتہ
اگر ہم دیکھیں گے کہ ہمارے مولیٰ کی رضا
اس میں منحصر ہے کہ معرکہ جنگ میں تن تنہا
اپنی جان سے ہم آویں پس بسم اللہ اور
اللہ کی قسم کہ سو جان کے ساتھ سینہ سپر ہم
ہوں گے اور فوج کی جماعتوں میں بے
دغدغہ اور ہراس کے ہم آویں گے
الغرض ہمیں اظہار کرنا شجاعت کے
دعوؤں کا اور تحصیل ریاست سے غرض
نہیں ہے اس کی پہچان یہی ہے کہ اگر کوئی
شخص بڑے امیروں اور عالی قدر رئیسوں
میں سے دین محمدی کو قبول کرے اسی
وقت اس کی مردانگی کا ہم بصد زبان
اظہار کریں گے اور اس کی سلطنت کا
زیادہ ہونا ہزار جان سے ہم چاہیں گے
بلکہ اس کی ریاست کی ترقی میں ہم بیشمار

در آیم بالجملہ مرا باظہار دعاوی شجاعت
و تحصیل ریاست غرض نیست علامتش
ہمیں است کہ اگر کسے از امراء کبار و رؤساء
عالی مقدار دین محمدی قبول نماید فی الحال
مردانگی او بصد زبان اظہار نمائم و از دیاد
سلطنت او بہزار جان می خواہم بلکہ در باب
ترقی ریاست او مساعی بیشمارے آرم
ایں امر فی الحال امتحان کنند اگر خلاف بر
آید دراں الزام دہند اگر بنظر انصاف غور
نمایند اینجانب بدیں مقدمہ اصلاً مطعون
و ملام نیست زیراکہ وقتیکہ آں عظمت
نشان در مقدمہ بجا آوردن احکام حاکم
خود ہیچ عذرے و حیلہ نمی توانند آورد
حالانکہ آں حکومت نشیان از افراد ایشان
بلکہ از جملہ برادران ایشان است پس
اینجانب در مقدمہ بجا آوردن حکم احکم
الحاکمین چگونہ عذر توانند آورد حالانکہ
آں جلیل الشان خالق جمیع افراد انسان
بلکہ کون سازکوان است والسلام علی من اتبع الہدیٰ
تحریر بتاریخ پانزدہم
شہر جمادی الثانی ۱۲۴۶ھ[1]

کوشش کریں گے اس امر کا فی الحال امتحان
کریں اگر خلاف نکلے تو اس میں ہمیں الزام
دیں اگر بنظر انصاف غور کریں ہماری طرف
اس بارہ میں اصلاً مطعون کرنے اور ملامت
کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ جس وقت
بڑے درجہ کے لوگ دربارہ بجا لانے
اپنے حاکم کے حکموں سے کوئی عذر اور
حیلہ نہیں پیش کر سکتے ہیں حالانکہ
وہ حکومت انہیں کا جنس سے بلکہ
منجملہ ان کے بھائیوں کے ہے پس
ہماری طرف سے دربارہ بجا لانے
حکم احکم الحاکمین کے کیوں کر کوئی
عذر ہو سکتا ہے حالانکہ
وہ جلیل الشان خالق تمام
افراد انسان بلکہ تمام
جہان کا ہے والسلام
علی من اتبع الہدیٰ۔

✢ ✢ ✢

علی ہذا مولانا شہید مرحوم نواب وزیر الدولہ مرحوم رئیس ٹونک کے نام تحریر
فرماتے ہیں

تمام عمر خود را بلکہ ہر ساعتے از ساعات — اپنی تمام عمر بلکہ شب و روز کی ہر گھڑی کو جہاد

---

[1] سوانح احمدی ص ۱۸۵ تا ۱۸۶ و حیات طیبہ (طبع امرتسر) ص ۱۸۱ – ۱۸۲ (ع – ح)

روز و شب در سعی و اقامت جہاد صرف نمایند و جمیع اوقات عزیزہ را بہ ہمیں مساعی جمیلہ معمور دارند و صرف عمر گرانمایہ را در ہمیں شغل عین سعادت عظمےٰ شمارند خواہ سعی مذکور بانجام رسد یا نرسد چہ مقصود صرف عمر خود است در اطاعت رب العالمین و اتباع سید المرسلین انتہےٰ ملخصاً [1]

کے قائم کرنے میں صرف کریں اور تمام اوقات عزیزہ کو اسی بہترین سعی میں معمور رکھیں اور بہترین عمر کو اسی شغل میں سعادت عظمےٰ شمار کریں خواہ سعی مذکور انجام کو پہنچے یا نہ پہنچے کیونکہ مقصود صرف کرنا اپنی عمر کا ہے اطاعت رب العالمین اور اتباع سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں" انتہےٰ ملخصاً۔

نیز ایک مکتوب مطول میں بنام میر شاہ علی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں۔[2]

ہر کس اگرچہ تنہا و ضعیف و قلیل الاستطاعت باشد بمجرد استماع آوازہ دعوت امام از خانہ خود برود و جان خود را معہ ہر قدر کے از سامان جنگ کہ میسر باشد در مجمع مسلمین رساند تا قیام جہاد صورت بندد۔ نہ اینکہ جان خود را از سلک عباد اللہ بر کشیدہ در زمرۂ عباد الاجوفین داخل گرداند و ایں رکن رکین دین متین را گذاشتہ در کاسہ لیسی اغنیاء متمردین و فسج ساقی نسواں ناقصات العقل والدین مشغول شود۔ سبحان اللہ حق اسلام ہمیں است کہ بیخ رکن اعظم او را بر کشند و کسیکہ باوجود ضعف و ناتوانی غیرت ایمانی و حمیت اسلامی در سینہ او جوش زند او را ملامت و مطعون سازند بیشک آن قوم از جملہ

ہر شخص اگرچہ تنہا اور ضعیف اور قلیل الاستطاعت ہووے فوراً سنتے ہی آواز دعوت کے اپنے گھر سے دوڑے اور اپنی جان کو جس قدر سامان جنگ کے ساتھ میسر ہووے مسلمانوں کے مجمع میں پہنچا دے تاکہ قیام جہاد کی صورت بندھے نہ کہ اپنی جان کو اللہ کی راہ سے کھینچ کر پیٹ کے بندوں میں داخل کرے اور اس رکن دین متین کو چھوڑ کر امیروں کی جوٹن میں جو دین کی مخالفت کرتے ہیں اور عورتوں کی شرمگاہ کی لغت میں جو ناقصات عقل و دین ہیں مشغول ہووے سبحان اللہ اسلام کا حق یہی ہے کہ اسلام کے بڑے رکن کی جو جڑ ہے اس کو اکھاڑتے ہیں اور جو شخص کہ باوجود ضعف و ناتوانی کے غیرت ایمانی اور حمیت اسلامی اس کے سینہ میں جوش مارے اس کو ملامت اور

[1] سوانح احمدی ص ۲۱۰ (ج ح) [2] یہ مکتوب سوانح احمدی ص ۲۱۰-۲۱۳، حیات طیبہ ص ۲۷۷-۲۸۱ میں بھی ہے (ج ح)

مجوس یا سکھ یا ہنود اند کہ با ملت محمدیہ عداوت میدارند وماذا بعد الحق الا الضلال (الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۱۴)

مطعون کریں بے شک وہ لوگ منجملہ مجوس یا سکھ یا ہنود کے ہیں جو ملت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں اور حق کے بعد نہیں ہے مگر گمراہی۔"

علی ہذا جناب حضرت سید احمد صاحبؒ کی جانب سے ایک مکتوب میں مرقوم ہے

حقیقت الحال ایں بندۂ ذوالجلال بریں منوال است نہ خود شاہ ام ونہ شہزادہ نہ امیرم ونہ امیرزادہ نہ طالب سلطنت نہ جویائے حکومت بلکہ فقیرم و فقیر زادہ معاش فقیرانہ بہ سعادت خود می شمارم و از آئین سلاطین و قوانین عار میدارم نہ تمنائے امارت دارم و نہ آئندہ سعی در حصول آن کنم محض بنابر ادائے فرائض و خیر خواہی جمیع عباد و اعلاء کلمۂ دین و خدمت شرع سید المرسلین کمر بستہ ام کسیکہ رفاقت من بمجرد غیرت ایمانی اختیار کند زہے سعادت و کسیکہ از رفاقت من دست بردار شود عجیب شقاوت او ست (تواریخ عجیب ص ۲۹)[1]

"حقیقت الحال اس بندۂ ذوالجلال کی اس طور پر ہے کہ نہ خود میں بادشاہ ہوں اور نہ بادشاہزادہ نہ میں امیر ہوں اور نہ امیرزادہ نہ طالب سلطنت نہ خواہشمند حکومت بلکہ میں فقیر ہوں اور فقیرزادہ معاش فقیرانہ طریقے سے اپنی سعادت کا میں شمار کرتا ہوں اور آئین سلاطین اور قوانین سے میں عار رکھتا ہوں نہ تمنا امارت رکھتا ہوں اور آئندہ سعی ایسے حاصل ہونے کی کروں میں محض بوجہ ادائے فرائض اور خیر خواہی تمام لوگوں کی اور اعلاء کلمۂ دین اور خدمت شرع سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کمر بستہ ہوں جو شخص کہ رفاقت میری صرف غیرت ایمانی کی وجہ سے اختیار کرلے اس کی زہے سعادت ہے اور جو شخص کہ میری رفاقت سے دست بردار ہووے اس کی عجیب شقاوت بدبختی ہے"

الغرض جتنے خطوط لکھے گئے وہ سب مولانا شہید مرحوم کے قلم سے تحریر میں آئے پس ان مکتوبات مولانا شہید مرحوم سے خود جہاد کا فی سبیل اللہ محض نصرت و حمیت دین کے لئے ہونا اور ملک گیری تمنائے مال اغراض نفسانی سے بے تعلق پورے طور سے واضح ہوگئی چنانچہ مولوی نعیم الدین صاحب بدایونی نے بھی اوراق ص ۲۶ میں اتنا تو اعتراف کیا ہے

[1] نیز دیکھیے سوانح احمدی ص ۲۱۰-۲۱۳ و حیات طیبہ ص ۲۷۷ (ج ح) [2] سوانح احمدی (ج ح)

ہر کسے را کہ خدائے عزوجل توفیق خیر رفیق فرمودہ از جان و مال حاضر گردیدہ مجیتے، کردست و زاد بافغانستان رسیدند و سید احمد را باامیرالمومنین ملقب ساختند قوم افغان کہ جان دادن در راہ خدا بر طبائع ایشاں عزیز تر از جان است از دل و جان مطیع فرمان گردیدہ"	"ہر اس شخص کو کہ خدائے عزوجل نے توفیق خیر رفاقت کی نوازی، جان و مال سے حاضر ہوا ساتھ اس جمعیت کے کہ ہم پہنچی افغانستان میں پہنچے اور سید احمد صاحب کو امیرالمومنین کے ساتھ ملقب کیا قوم افغان کہ جان دینا راہ خدا میں ان کی طبیعتوں میں جان سے زیادہ عزیز ہے دل و جان سے مطیع فرمانبردار ہو گئے"

مختصر کیفیت جہاد فی سبیل اللہ تعالیٰ

اب باعتبار واقعات کے مجمل کیفیت جہاد پر ناظرین غور فرمائیں جس سے مولوی صاحب کی بہتان بندی کذب بیانی روشن ہو کر حق ظاہر ہو جاوے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مولانا شہید مرحوم کو کمالات کا مجموعہ عطا فرمایا تھا علم و عمل، اخلاص و اخلاق، ذہانت و متانت، دیانت و مروت، ہمدردی، شجاعت اور بہادری و دلیری میں درمیان اپنے اقران کے ممتاز تھے آپ فنون جنگ کرتب و بنوٹ وغیرہ کے ماہر کامل تھے۔ بڑے بڑے استادان ماہرین فنون سے سیکھے ہوئے تھے ؎

کوئی آج ان کی برابر نہیں ۔۔۔ وہ سب کچھ تھے اللہ پیمبر نہیں

چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم کے ہم عصر بڑے بڑے اکابر و اساتذہ مسلمہ مولوی نعیم الدین کی شہادت امور مذکورہ پر شاہد عدل ہیں جو نمونۃً گذر چکیں مگر برخلاف اس کے ایک چھوٹے سے طبقہ و مخالفین کو مولانا شہید مرحوم سے بوجہ حسد و عناد و بغض کے یہ بات ہے کہ جس زمانے میں مولانا شہید مرحوم نے دہلی میں تبلیغ توحید و سنت اور ردِ شرک کا بیڑا اٹھایا تھا شباب علمی کا زمانہ تھا ہزارہا لوگ وعظ سننے آتے اور فیض یاب ہو کر جاتے۔ پنجاب میں قوم سکھ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن خون کے پیاسے تھے ان کے گرو کی طرف سے اصول مذہبی قرار دیا گیا تھا کہ اصلی سکھ وہ ہے جو مسلمانوں سے ہمیشہ جنگ اور انہیں قتل کرنے

میں اپنی زندگی بسر کرے چنانچہ بعض پنجابی جو مولانا شہید مرحوم کے نہایت جان نثار معتقد تھے ہزارہا ظلم و ستم واقعات پنجاب کے ان کے ذریعہ سے پے درپے معلوم ہوتے رہتے تھے بالآخر حمیت دینی ہمدردی اہل اسلام جوش میں آئی اور مولانا شہید مرحوم نے تنہا بطور اخفا بغرض تفتیش حالات بزمانہ اپنے تایا ابا مولانا شاہ عبدالعزیز نے سفر پنجاب اختیار فرمایا پیدل سواری سے جس طرح ممکن ہوا کلیۃً تمام مقامات گاؤں در گاؤں دورہ فرمایا۔ بچشم دید واقعات ملاحظہ فرما کر بحفاظت تمام نوٹ فرمائے اگرچہ طرح بطرح کے مصائب و تکالیف کا سامنا ہوا مولانا شہید مرحوم نے فرمایا ایسا بھی اتفاق ہوا کہ شیر اور شیرانی بیٹھے ہیں اور بھیڑوں کا غول جمع ہے اور اپنے خیال میں محو ان کے آگے متصل سے بلا خوف و خطر نکلا چلا گیا۔ ایک بوڑھے شخص افغانی نے عند الملاقات بیان کیا کہ اگر آپ میرے ساتھ پشاور چلیں تو ساری کیفیت دکھا دوں چنانچہ مولانا شہید مرحوم بکثرت مقامات پر اس کے ہمراہ گئے تبلیغ احکام اسلام اور صبر و سکون کی تلقین فرماتے رہے اور سکھوں کے ظلم و تعدی پر ان سے انتقام کا وعدہ بھی فرماتے رہے بکثرت لوگ ہر مقام کے مولانا شہید مرحوم سے بیعت ہو کر عہد و پیمان جانی و مالی کرتے رہے۔ چنانچہ جو امور ملاحظہ فرمائے ان کا شمہ ناظرین کے پیش خدمت ہے۔

دس فیصدی مسجدیں سکھوں کے قبضہ میں تھیں جن میں گھوڑے سؤر کتے بندھے رہتے تھے سکھوں کے دفاتر رہتے عموماً مساجد میں سکھ شب باشی کرتے کسی کی مجال نہ تھی جو شکستہ مسجد کی مرمت کر سکے یا کوئی مسجد بنا سکے نمازیوں پر مسجدوں میں پاخانہ نجاسات پھینکے جاتے تھے بلند آواز سے اذان کہنے کی قطعاً ممانعت تھی قربانی وغیرہ شعائر اللہ بند کر دیئے گئے تھے ذبح پر بجائے اللہ اکبر کے مسلمانوں سے گرونانک کا نام جبراً لوایا جاتا تھا بے تامل سکھ گھروں میں گھس آتے اور مسلمانوں کی عورتیں اور مال چھین کر لے جاتے تھے کوئی مسلمان قرآن پاک گلے میں لٹکا کر باہر نہیں نکل سکتا تھا بلکہ مارا جاتا اور قید میں گرفتار کیا جاتا تھا قرآن پاک زبردستی آگ میں ڈالا جاتا خصوصاً لاہور میں ثابت ہوا کہ بیس لاکھ سے زیادہ قرآن پاک جل چکے ہیں کوئی دن ایسا نہیں گذرتا تھا جو آٹھ دس قرآن پاک نہ جلائے جاتے ہوں۔

خود مولانا شہید مرحوم سکھ حلوائی کی دوکان پر دودھ کے لئے قریب سے پینے

دینے گے تو اس نے غل مچا کر سخت کلامی کی اس وقت ایک مقامی مسلمان نے چپکے سے دو چار روپیہ دے کر معاملہ رفع دفع کیا۔ جموں وغیرہ میں چھنے والا نمک روادار نہیں تھا بلکہ دور سے پیسہ دکھایا جاتا وہ دونے میں رکھ کر سڑک کے کنارہ رکھ دیتا تو اٹھایا جاتا اور پیسہ دور سے ڈالا جاتا تھا ان ظلم و تعدی اور جابرانہ حالات و اطوار سے تنگ آ کر مسلمان پینتیس ۳۵ فی صدی روز مرہ انگریزی عملداری میں بھاگتے تھے اور دعائیں کرتے کہ کوئی تادیب دہندہ کھڑا ہو اور انتقام لیوے چنانچہ ایک ہندو صاحب اگیسٹر اکسنیٹ اپنی مصنفہ معتبر کتاب میں بھی لکھتے ہیں "ابتداء میں سکھوں کا طریق غارتگری اور لٹیرے پن کا تھا جو ہاتھ آتا تھا لوٹ کر اپنی اپنی جماعت میں تقسیم کر لیا کرتے تھے اور بسبب ان کے لوٹ کے اور علاقے داران اور دیہات والوں نے ان کو نذرانہ دینا منظور کیا کہ وہ راکھی کہلاتے تھے"

الغرض بعد مراجعت سفر سے واپس دہلی تشریف لائے تو آنے کی خبر اور واقعات کی اطلاع سوائے اپنے مخصوصین کے کسی کو نہیں دی چونکہ آپ کی طبیعت میں سکھوں سے انتقام لینے اور مسلمانوں سے رسومات شرک و بدعت دور کرانے اور توحید و سنت پھیلانے کا شعلہ جوش زن تھا حضرت سید احمد صاحب سے جو اس وقت دہلی میں مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی خدمت میں استفادہ حاصل کرتے تھے اولاً ملاقات ہوئی اور مشورہ مولانا عبد الحی صاحب مرحوم تینوں صاحبوں میں دربارہ جہاد فی سبیل اللہ موافقت پیدا ہوئی اور دونوں حضرات نے سید احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی چنانچہ مؤرخ ڈاکٹر ہنٹر صاحب انگریز نے لکھا کہ "سید احمد صاحب کے پہلے دو مرید دو شخص تھے جو اپنے لاثانی ضمیری جوہروں اور علمی تابانیوں میں اپنے وقت کے فرد اکمل تھے یہ دونوں فرد اکمل دہلی کے سب سے بڑے ڈاکٹر یا فاضل اجل کے کنبہ سے تعلق رکھتے تھے جس نے انہیں بطور خود اپنی ہی نگرانی میں مذہبی تعلیم دی تھی یہ دونوں مذہبی رنگ سے رنگے ہوئے تھے اور ان کی اصلاح پھیلانے کے جوش اور توحید کی اشاعت دینے سے انہیں سید احمد صاحب کا مرید بنا دیا" [1]

چنانچہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب سید احمد صاحب کے متعلق اپنے ملفوظات مطبوعہ مجتبائی میرٹھ صفحہ ۲ میں فرماتے ہیں "سید احمد بریلوی بسیار ذکی القلب اند"

[1] ہمارے ہندوستانی مسلمان (ترجمہ ڈاکٹر صادق حسین) ص ۸۱ (ع ح)

آپکی تاثیر و برکات کا یہ حال تھا کہ قریب چالیس ہزار ہندو وغیرہم آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور تقریباً تیس لاکھ کے مسلمان آپ سے بیعت ہوئے اور مولانا شہید مرحوم و مولانا عبد الحی صاحب مرحوم تینوں حضرات نے تلقین و ارشاد تبلیغ و اشاعت توحید و سنت کے لئے دورہ فرمایا اور ہزارہا لوگ آپ کے وعدہ اور بیعت سے مستفید ہوئے اور لکھنؤ وغیرہ میں بڑے بڑے مناظرات شیعوں وغیرہ سے ہوئے اور مختلف شہروں میں علماء متوسلین کو جہاد کی سعی کے لئے روانہ کیا گیا ہزارہا لوگوں کی جمعیت اور روپیہ کی فراہمی ہوئی جس کو وہیں کے مقامی لوگوں کی سپردگی میں دے دیا گیا"

اسی اثناء میں وفات مولانا شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی ۱۶ رجب ۱۲۳۰ھ میں واقع ہوئی اور سید احمد صاحب معہ اپنے رفقاء مولانا شہید مرحوم وغیرہ کے سفر حج کے لئے تیار ہوئے اور یکم شوال ۱۲۳۶ھ کو روانہ ہوئے اور ۲۹ شعبان ۱۲۳۹ھ کو مختلف مقامات میں دورہ کرتے ہوئے واپس ہوئے اثناء سفر حج میں آپ کے ہمراہ تقریباً ایک ہزار کا قافلہ ہو گیا تھا بعد ازاں ۷ شوال یوم شنبہ بوقت صبح ۱۲۳۹ھ کو آفتاب علم سرتاج علماء ہند نے اپنے افق سے غروب فرمایا یعنی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی مولانا شہید مرحوم کے استاد و شیخ و تایا ابا نے وفات پائی۔ شاہ صاحب موصوف کے بعد ۱۲۴۰ھ میں مخالفین کے حملے دربارہ شبہات تقویۃ الایمان پیدا ہو کر مناظروں کی نوبت پہنچی مولانا شہید مرحوم نے تقریراً و تحریراً مسکت جوابات مرحمت فرمائے جن کی تفصیل اوپر آچکی ہے بعد ازاں ۱۲۴۱ھ میں سامان جنگ کیلئے سفر کی تیاری شروع ہوئی۔

چنانچہ مولانا شہید مرحوم نے اولاً سرحدی اقوام یوسف زئی مقام پنجتار میں پہنچ کر سید احمد صاحب کی امامت تسلیم کرائی سب نے جہاد کی بیعت کی جملہ مسلمان جو تھے ایک لاکھ سے کم نہ تھے اسلحہ بھی سکھوں سے کم نہ تھا ہندوستان میں خطوط روانہ کئے گئے، شائقین جوق در جوق روانہ ہوئے بہت بڑی جمعیت پہنچ چکی تھی سید احمد صاحب نے ایک خط بنام نواب وزیر الدولہ بہادر والی ٹونک لکھا جو آپ کے جان نثار مرید تھے اس میں مجاہدین کے لئے چندہ طلب فرمایا تھا اور لکھا تھا کہ مولانا محمد اسحاق صاحب

کے پاس اگر روپیہ پہنچ جائے گا تو وہ یہاں تک پہنچا دیں گے چنانچہ جب سید احمد صاحب یاغستان میں تھے مولانا محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ نے کچھ اوپر سات ہزار روپیہ سید احمد صاحب کو بذریعہ ہنڈوی معاذ کیا تھا جس کی رسیدہ وصول ہوئی نیز مسلمانانِ شہر مراد آباد نے تیس ہزار ستر روپیہ اکہتر آنہ بنام سید احمد صاحب و مولانا محمد اسمٰعیل شہید جمہا اللہ مقام پنجتار ملک افغانستان ارسال کئے جواب خط ہنڈوی آنجناب سے معلوم ہوا کہ اول ہنڈوی مسلمانان مراد آباد کی پہنچی (از انوار العارفین صفحہ ۲۵)

پس پہلی جنگ میں نمایاں فتح مسلمانوں کو ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ء مطابق ۲۰ جمادی الاول ۱۲۴۲ھ میں حاصل ہوئی کہ سکھوں سے نوشہرہ موضع اکوڑہ میں بماتحتی بدھ سنگھ دس ہزار فوج سے حملہ ہوا۔ مولانا شہید مرحوم دو ہزار چیدہ مرد میدان کے ساتھ آدھی رات کو روانہ ہوئے لنڈہ کو عبور کر کے سکھوں پر بندوقوں سے گذر کر سینہ بسینہ ہونے لگے صبح تک زبردست خونریزی ہوئی حتیٰ کہ سکھوں نے میدان سونپ کر جان بچائی۔ اسی طرح دوسری تیسری جنگ میں سکھوں سے مقابلہ ہوا جس پر جنرل سکھ نے بزدلی کا دھبہ لگا کر ایک خط جناب سید احمد صاحب کی خدمت میں روانہ کیا جس کا جواب سید احمد صاحب کی طرف سے ناظرین ملاحظہ کر چکے ہیں۔ چوتھی جنگ میں پشاور کے سردار جن میں شیعہ بھی تھے گو بظاہر بیعت کر چکے تھے مگر سکھوں سے ساز باز کئے ہوئے تھے۔ سید احمد صاحب کو کھانے میں زہر دیا سواری کے لئے لنگڑا ہاتھی بھیجا اور جنگ میں غل مچا کر بھاگ نکلے۔ پانچویں بڑی خونریز جنگ ہوئی بالآخر مسلمانوں کے سات شہید اور گیارہ مجروح اور سکھوں کے تین سو قتل اور پانچسو مجروح ہوئے۔ چھٹی جنگ بھی بڑے زور کی ہوئی جس میں میدان مولانا شہید مرحوم کے ہاتھ رہا اور سکھوں کے پیر اکھڑ گئے بے تحاشا بھاگے اگرچہ سکھ کی گولی سے مولانا شہید مرحوم کی انگلی اڑ گئی مولانا شہید مرحوم انگلی کے زخم سے نہایت خوش و خرم تھے فرماتے اگر اللہ تعالےٰ قبول فرمالے تو یہ انگشت شہادت میرے لیے کافی ہے

ناظرین کو ان فتوحات پر شبہ نہ ہونا چاہیئے بلکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات و واقعات پر نظر رکھنا چاہیئے کہ کس طرح جان باز خدمت گذار اسلام تھے الحق یعلو ولا یعلیٰ یہ جو کچھ تحریر میں آیا ہے ایماندار معائنہ کرنے والوں کی زبانی سنا ہوا ہے جو معرکوں میں شامل تھے ان سب کی صداقت ان فارن آفس کے کاغذات سے ہوتی ہے جس کی نقل ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب مسلمانان ہند میں کی ہے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم کی وفات موضع خیرہ میں ۸ شعبان ۱۲۴۳ھ وقوع میں آئی

سلہ تفصیل کے لئے سیرت سید احمد از مولانا غلام رسول مہر ص ۵۸ ۳ ج ۱ وغیرہ دیکھی جائے (ع۔ح) سلہ تفصیلات حیات طیبہ میں ہ

جن کا علم و فضل میں مولانا شہید مرحوم سے دوسرا درجہ تھا آپ مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کے داماد و تلمیذ اور سید احمد صاحب کے دوسرے بازو تھے۔

ساتویں جنگ میں عظیم الشان فتح سے مسلمان مالا مال ہو گئے ملک پنجاب پر بہت اثر یہ ہوا کہ دو ہزار سرداروں کے فدویت نامے ایک دن میں آگئے جس میں گذشتہ گور پرستی وغیرہ سے توبہ کی تھی بدعات نامرضیات سے تائب ہوئے تھے قرآنی احکام پر عملدرآمد رکھنے کا عہد تھا اور درخواست تھی کہ عمال و قاضی مقرر کئے جاویں (ملخصاً)

آٹھویں جنگ سب سے زیادہ مشہور ہے فرانسیسی جنرل سے مقابلہ تھا بارہ تیرہ سو مسلمانوں نے دو تین دن میں دیوار بنائی چار توپیں لگائیں کئی گولہ انداز مقرر کئے فوج کی ٹکڑیاں دور دور فاصلہ سے کھڑی کی گئیں دیکھنے والوں کو یہ تمیز نہ ہو سکتی تھی کہ یہ تیرہ سو ہیں سرخ زرد جھنڈوں پر نظر پڑی تو ہوش گم ہو گئے خادے خان رئیس ہنڈ جو باغی ہو گیا تھا جنرل سے کہنے لگا تم نے دھوکہ دیا کہتا تھا کہ اسمٰعیل کے ساتھ غازی تھوڑے ہیں یہ اتنے کہاں سے آگئے بابا ہم اتنے غازیوں سے کیونکر میدان جنگ لے گا۔ مولانا شہید مرحوم نے جھنڈی ہلائی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ فیر ہونے لگے قریب ہوتے ہوتے سینہ بسینہ جنگ ٹھہر گئی خوب تلوار بندوق چھری کٹاری چلی مولانا شہید مرحوم سکھوں کی کئی کمپنیوں کو صاف کر چکے ہیبت ناک اثر سے اس نے باگیں اٹھا دیں اور اپنے کیمپ میں جا کر آرام لیا نتیجہ یہ ہوا کہ کل کیمپ مع سامان مسلمانوں کے لئے چھوڑ کے سیدھا لاہور کی طرف بھاگا۔

نویں جنگ میں خادے خان رئیس ہنڈ کے قلعہ میں داخل ہوئے سوائے سامان حرب کے مولانا شہید مرحوم نے قلعہ میں کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا مستورات کو حکم دیا تم جہاں چاہو چلی جاؤ وہ اپنا سامان لے کے چلی گئیں حاکم قلعہ کے بھائی امیر خاں نے تنگ آکر سید احمد صاحب کو لکھا تھا کہ قلعہ واپس دلوا دیں آیندہ سے شریعت محمدی کے موافق عملدرآمد کروں گا آپ نے مولانا شہید مرحوم کو لکھا مولانا نے لکھ بھیجا کہ قلعہ بآسانی نہ دیا جاوے گا بالآخر حاکم پشاور نے پانچ ہزار فوج سے قلعہ ہنڈ پر حملہ کیا مولانا شہید مرحوم محصور ہو گئے آٹھ دن تک قلعہ پر قبضہ نہ ہونے دیا لشکر کی کمان کیول صاحب انگریز کے ہاتھ میں تھی صلح کا پیام آیا معاہدہ میں طے ہوا کہ اسمٰعیل مع ہمراہیان قلعہ سے باہر ہو جاویں کیول صاحب کے دستخط ہو گئے مگر حاکم پشاور سلطان محمد خاں نے خلاف عہد مولانا شہید مرحوم کو قلعہ سے نکلتے ہی قید کر لیا کیول صاحب اس بدعہدی سے سخت ناراض ہو گیا اور نوکری چھوڑ دی پھر مولانا

شہید مرحوم بھی حکمت عملی سے قید سے نکل گئے کسی کو روکنے کی یاوری نہ ہوئی کہ آپ کا تعاقب کرتا۔

دسویں جنگ علاقہ کشمیر ریاست اٹب پر حملہ پادی خاں حاکم اٹب کو جب معلوم ہوا تو اس نے فدویت نامہ مولانا شہید مرحوم کی خدمت میں روانہ کیا کہ میں نے اطاعت قبول کی احکام اسلام کی پابندی کو فرض جان کر احکام شریعت جاری کروں گا ہر شخص قرآن وحدیث پر عمل کرے گا، مولانا شہید مرحوم نے قبول فرمایا مگر اسنے دھوکہ دے کر دو ہزار مرد منتخب کرکے حملہ کی تیاری کی اور شب کے تین بجے حملہ کر دیا سخت خونریزی سے جنگ ہوئی اور غازی بہادران جان توڑ کر ایسے لڑے کہ بڑے نقصان کے ساتھ پادیخاں کو بھاگنا پڑا اور اٹب کے ضلع میں بھی ٹھہرنا دشوار ہو گیا خوف کے طاری ہونے سے وہ دریائے اباسین عبور کرکے نہ معلوم کہاں جا نکلا۔ فی الحال مولانا شہید مرحوم نے یہیں قیام فرمایا باطمینان دفاتر قاضیوں مفتیوں کے کھولے سید احمد صاحب نے مہر مثمن اسم احمد کندہ کرایا مولانا شہید مرحوم کی مہر پر "اذکرنی الکتاب اسمٰعیل" کندہ ہوا ہر شعبے کا حساب منشیوں کے پاس رہتا ہر محکمہ کے افسر مقرر ہوئے مالگذاری کا بندوبست بھی ہو گیا تمام امور تدابیر ملکی انجام پذیر ہو گئے الحمد للہ والمنۃ (ملخصًا)

گیارھویں جنگ مسلمانوں کی دھاک پنجاب میں ایسی ہوئی کہ ہر لشکری کے دل کانپتے افسر کہتے ہم نے اسمٰعیل سا جنرل فوج لڑانے والا نہیں دیکھا درانیوں اور سکھوں کی عورتوں اور بچوں کو لفظ اسمٰعیل کے نام سے ڈراتیں اس بے نظیر شجاع نفسی کی بدولت پنجاب کا بہت سا حصہ سید احمد صاحب کے زیر حکومت ہو گیا پشاور فتح نہ ہوا اس کے تمام اضلاع نوبت بنوبت فتح ہوتے چلے گئے دریائے اباسین کا سارا ملک مسلمانوں ہی کے زیر حکومت تھا زیدہ۔ تربیلا۔ پھولڑہ وغیرہ سرسبز صوبے سب فتح ہو چکے تھے تمام سرداروں کے فدویت نامے چلے آتے تھے مسلمانوں کے پاس سامان حرب مکمل ہو گیا تھا۔

رنجیت سنگھ کئی شکستوں کے بعد اب بیدار ہوا مسلمان رئیسوں کو رشوتیں دے کر سید احمد صاحب کے مقابلہ پر کھڑا کر دیا چار ہزار فوج پیدل ایک ہزار سوار چار توپ خانہ معہ سامان حرب چترباٸی پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا۔ مولانا شہید مرحوم ایک ہزار کے ساتھ معدودتو میں سکھوں کے مقابلہ پر بڑھے آٹھ سو پیدل دو سو سوار تھے چترباٸی سے جانب مشرق وسیع میدان میں مقابلہ ہوا توپوں کے فیر ہوتے رہے مولانا شہید مرحوم نے حملہ کا حکم دیا پانچ سو آدمی مورچوں پر رہے اور پانسو نے حملہ کرکے دو مورچے قبضہ میں کر لئے ابھی دست بدست

نہ ہونے پائے کہ سکھوں کی مخالف فوج بھاگی ایک ایک مسلمان اونہیں سو کی برابر معلوم ہوتا چترباٸی کی فتح کیا ہوئی بیسیوں فدویت نامے امیران دہ کے آنے لگے سب نے شریعت محمدی کے مطابق عہد واثق کیا مسلمانوں پر کبھی مولانا شہید مرحوم نے خود حملہ نہیں کیا نہ آپ کو ان سے رنجش تھی بلکہ وہ خود ہی اپنی شقاوت قلبی سے دنیا کے فانی معمولی لالچ میں اگر مسلمانوں کے مقابلہ میں شمشیر بدست ہوتے مولانا شہید مرحوم نے کسی ضلع ریاست کو اپنے قبضہ میں کرکے کچھ جریدہ نہ چاہا نہ ملک کا کوئی حصہ مانگا بلکہ یہ التجا ہوتی کہ شرک و بدعت سے تائب ہو جاؤ دین محمدی کے سچے متبع بن جاؤ جو راستہ قرآن وحدیث بتاتا ہے اس پر چلو اس کے خلاف کو گمراہ تصور کرو۔ اگر ہمارا سکھوں سے مقابلہ ہو تو تم ہماری جان ومال سے مدد کرتا (ملخص)

ان پے در پے کامیابیوں نے زبردست اثر اضلاع سمہ اور پشاور کے سرداروں پر ڈالا کہ اکثر ریاستیں مطیع ہو گئیں چنانچہ قافلہ مجاہدین پشاور پہنچا سلطان محمد خاں حاکم پشاور نے بیعت قبول کی اور فرمانبرداری کا عہد کیا احکام شرع اور تعزیرات قائم ہوئیں مجاہدین کو انتظامی امور پر مقرر فرما کے ان پر سلطان محمد خاں کو امیر تسلیم کرکے حضرت سید احمد صاحب معہ قافلہ بقیہ مجاہدین کے پنجتار واپس چلے آئے جب سکھوں نے دیکھا کہ عنقریب مسلمان تمام پنجاب پر قابض ہو جائیں گے تو پٹھانوں کو جن کی تعداد معتدبہ تھی اور جو سید احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے گانٹھا اس لوگوں نے بدعہدی اور بے وفائی کی۔ چنانچہ اجرائے احکام شرع میں بدقلبیاں پیدا ہوئیں جس سے قوم میں بغاوت اور عہد شکنی ہوئی حتی کہ سلطان محمد خاں نے مولوی سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی جو قاضی پشاور مقرر فرمودہ سید احمد صاحب تھے معہ ان کے ہمراہیاں کے سر قلم کرا دیئے اور عام حکم دے دیا کہ ایک ایک مجاہد سے یہی کیا جاوے ساری رات میں کل مجاہدین جن کی تعداد قریب ایک ہزار کے تھی گردنیں اڑا دی گئیں اور نہایت بیکسی کی حالت میں سڑکوں پر لٹا کے ذبح کئے گئے۔ چنانچہ اس ہنگامہ بغاوت کی پوری کیفیت مولانا شہید مرحوم کے مفصل مکتوب سے جو پانچ جمادی الاول ۱۲۴۶ھ کو بنام قاضی صاحب موصوف مرقوم ہوا ہے واضح ہے۔ اور سکھوں کے ہاتھ میں پشاور کا قبضہ دے کر ان کی مدد کے لئے تیار ہو گئے پیر محمد خاں وفتح محمد خان برادران دوست محمد خاں جن کو حضرت سید احمد صاحب نے پشاور کی حکمرانی سپرد فرمائی تھی سکھوں سے مل گئے اور رشوت لے کر سید احمد صاحب کے حالات کی مخبری کر دی چنانچہ سید احمد صاحب بالاکوٹ کے راستہ میں اپنے رفقاء کے

ہمراہ قریب تین سو مجاہدین کے پنجتار سے مظفرآباد تشریف لیجارہے تھے مقام بالاکوٹ جو مابین مظفرآباد اور پنجتار کے واقع ہے قلعہ بالاکوٹ میں ٹھہر گئے تھے کہ شیر سنگھ نے بیس ہزار فوج سے قلعہ کا محاصرہ کرلیا صبح کو نمازیوں نے باہر نکل کر مقابلہ کیا ہزاروں کو تہ تیغ کیا قلعہ بالاکوٹ سے تین کوس تک تمام فوج کو بھگاتے لے گئے سکھوں کی چار توپیں بھی مولانا شہید مرحوم کے ہاتھ آئیں بالآخر مجاہدین تھک گئے اور مولانا شہید مرحوم نے معہ اپنے ہمراہیاں کے ساڑھے چار سال جنگ قائم رکھ کر متواتر فتوحات کے بعد بدعہد مسلمانوں کی سرکشی سے بروز جمعہ مبارک مقبول ساعت بوقت ظہر ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق مئی ۱۸۳۱ء بعمر تریپن برس جام شہادت فی سبیل اللہ پیا انا للہ وانا الیہ راجعون (ماخوذ از حیات طیبہ. و سیرت احمدیہ والحیات بعد الممات. و آثار الصناد ید)

اس واقعہ کو پیش نظر رکھ کر شہادت حضرت حسین سید شباب اہل الجنۃ سے سبق حاصل کرو کہ کوفیوں نے کس بے وفائی سے آپ کو جام شہادت پلایا پھر وہ تمام برباد و تباہ ہو کر طرح بطرح عذاب و وبال میں گرفتار ہوئے !

ناظرین اہل انصاف نے تمام واقعات جنگ اور اس کی صداقت و شہادات کے مدلل اسباب خود مولانا شہید مرحوم کے خطوط سے ملاحظہ فرمائے جس سے مولوی نعیم الدین کا کذب و افترا واضح ہوا نیز اس واقعہ سے تھوڑے روز بعد شیر سنگھ پسر رنجیت سنگھ لاہور میں بڑی خرابی کے ساتھ مر گیا اور بسبب مقابلہ حق کے بڑی افسوسناک حالت کے ساتھ سارا خاندان معہ سلطنت تباہ و برباد ہوگیا جس کی نظیر کسی خاندان شاہی میں نہیں پائی جاتی اور اس پر انگریزی حکومت مالک و حکمران ہوگئی

مضمون تقویۃ الایمان پر مشتمل سید صاحب کا ایک مکتوب

جس طرح مولانا شہید مرحوم کے جہاد کا فی سبیل اللہ ہونا واضح ہوگیا اسی طرح خود مولانا شہید مرحوم کے اخیر زمانہ شہادت میں مکتوب ذیل سے پورے طور پر تقویۃ الایمان کی عملی تصویر ناظرین ملاحظہ فرمالیں۔

مکتوب متضمن تفہیم در فائدہ بیعت بالتعمیم از جانب سید احمد صاحبؒ

"طالبان راہ حق اور سالکین طریق ہادی مطلق عموماً اور جو لوگ خصوصاً ہم سے لتشدنی اللہ جانفزا نہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بر ضمیر صفا پذیر طالبان راہ حضرت حق و سالکین طریق آن ہادی مطلق عموماً و کسانیکہ باین جانب تشدنی اللہ جانفزانہ و غائبانہ محبت میدارند خصوصاً پوشیدہ نماند کہ مقصود از بیعت بر دست مشائخ طریقت ہمیں است کہ راہ رضامندی حضرت حق بدست آید و راہ رضامندی حضرت حق منحصر است در اتباع شریعت غرا ہر کہ سوائے شریعت مصطفویہ را طریق تحصیل رضامندی حق انگارد پس بیشک آن شخص کاذب و گمراہ است و دعوی او باطل و نامسموع و اساس شریعت مصطفوی دو امر است اول ترک شرک و ثانی ترک بدعات اما ترک شرک پس بیانش آنکہ ہیچکس را از ملک و جن و پیر و مرید و استاد و شاگرد و نبی و ولی حل کنندہ مشکلات و دافع بلیات و قادر بر تحصیل منافع نداند و ہمہ را مثل خود عاجز و ناتواں در جنب قدرت و علم حضرت حق شمارد و ہرگز بنا بر طلب حوائج خود نذر و نیاز کسے از انبیاء و اولیاء و صلحاء و ملائکہ بجا نیارد آرے اینقدر داند کہ ایشاں مقبولان بارگاہ صمدیت اند و ثمرۂ مقبولیت ایشاں ہمیں است

اور غائبانہ محبت رکھتے ہیں ان پر پوشیدہ نہ رہے کہ مقصود بیعت سے مشائخ طریقت کے ہاتھ پر یہی ہے کہ راستہ رضامندی حضرت حق حاصل ہووے اور راستہ رضامندی حضرت حق کا منحصر ہے اتباع شریعت غرا میں جو شخص کہ سوائے شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق حاصل ہونے رضامندی حق تعالے کا ڈھونڈے گا پس بلاشبہ وہ شخص جھوٹا اور گمراہ ہے اور دعوے اس کا باطل ہے قابل سماعت نہیں اور بنا شریعت مصطفوی دو باتوں پر ہے اول چھوڑنا شرک کا اور دوسرے بچنا بدعات سے شرک کے چھوڑنے کی تفصیل یہ ہے کہ کسی شخص کو فرشتوں اور جن اور پیر و مرید و استاد و شاگرد و نبی و ولی میں سے حل کرنے والا مشکلات اور دافع کرنے والا بلیات کا اور قدرت رکھنے والا حصول منافع میں نہ جانے اور تمام کو مثل اپنے عاجز اور ناتوان مقابلہ میں قدرت اور علم حضرت حق تعالے کے شمار کرے اور ہرگز بوجہ طلب کرنے اپنی حاجتوں کے نذر و نیاز کسی کی انبیاء اور اولیاء اور صالحین اور ملائکہ سے نہ بجا لاوے البتہ اس قدر جانے کہ یہ لوگ مقبولان بارگاہ صمدیت میں سے ہیں اور ثمرہ ان کی مقبولیت کا یہی ہے کہ حکم حصول رضامندی پروردگار کا ان لوگوں کے اتباع میں کرنا چاہئے اور ان لوگوں کو پیشوایان طریق شمار کرنا چاہئے نہ کہ ان کو قدرت رکھنے والا حوادثات زمانہ

کرد در باب تحصیل رضامندی پروردگار
اتباع ایشان باید کرد و ایشان را
پیشوایان طریق باید شمرد و ایشان را
قادر بر حوادث زمان و عالم السر والاعلان
دانستن این امر محض کفر و شرک است هرگز
مومن پاک را ملوث به آن شدن جائز
نیست اما ترک بدعت پس بیانش آنکه
در جمیع عبادات و معاملات و امور
معاشیه و معادیه طریق خاتم الانبیاء محمد
رسول الله صلی الله علیه وسلم را بکمال
قوت و علو همت باید گرفت و آنچه مردمان
دیگر بعد پیغمبر صلی الله علیه وسلم از
قسم رسوم اختراع کرده اند مثل رسوم
شادی و ماتم و تجمل قبور و بناء عمارات
بر آن و اسراف در مجالس اعراس و
تعزیه داری و امثال ذلک به هرگز پیرا
مون آن نباید گردید و حتی الوسع سعی
در محو آن باید کرد اول خود ترک باید
نمود بعد ازاں هر مسلمانے را دعوت
بسوئے آن باید کرد چنانچه اتباع
شریعت فرض است همچنین امر بالمعروف
و نهی عن المنکر نیز فرض است چوں ایں
امر ذهن نشین شد پس طالبین حق را
باید که ایں امور را پیش نظر خود داشته
با یکدیگر بیعت نمایند خصوصاً آناں که

پر اور جاننے والا بھی کھلی چیزوں کا جانے کہ یہ
محض کفر و شرک ہے ہرگز مومن پاک کو ان
چیزوں میں ملوث و پھنسنا جائز نہیں ہے رہا
چھوڑنا بدعت کا تو اس کا بیان یہ ہے کہ جمیع
عبادات اور معاملات اور امور معاشیہ (زندگی
کے واقعات) اور معادیہ (آخرت کے حالات)
میں طریق خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو کمال قوت اور عالی ہمت کے ساتھ مضبوط
پکڑنا چاہئے اور جو کچھ کہ دوسرے لوگ بعد پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کے رسومات کی قسم میں سے نئے کام
نکالتے ہیں مثل رسمیں شادی اور غمی اور آرائش
قبور اور ان پر جلانے تعمیرات اور اسراف
عرسوں کی مجالس میں اور تعزیہ داری میں اور
ان کے مانند میں ہرگز ان میں شرکت و پیروی
کرنا نہ چاہئے حتی الامکان ان کے مٹانے میں
سعی کرنا چاہئے اول خود چھوڑنا چاہیے بعد اس
کے ہر ایک مسلمان کو اس کے مٹانے کی طرف
بلانا چاہئے جس طرح اتباع شریعت فرض ہے
اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نیک
کاموں پر چلانا اور بری باتوں سے بچانا فرض
ہے جب یہ بات ذہن نشین ہو گئی پس طالبین
حق کو چاہئے کہ ان باتوں کو اپنے پیش نظر رکھ کر
ایک دوسرے کی بیعت کریں خصوصاً جن لوگوں
نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ہماری
طرف سے ان امور کا ان کے روبرو کا تذکرہ

بر دست اینجانب بیعت نموده اند ایں
امور را در بروئے ایشان کما حقہ اظہار
نموده پس بر ذمه ایشان لازم است که
اول خود ترک امور مذکورة الصدر نمائید
و قلب و قالب خود را متوجه بسوئے
حق کنند و اتباع شریعت غرا را ظاهراً
و باطناً پیش گیرند و تمامی انجاس شرک
و الواث بدعات را از خود دور نمایند
و بعد ازاں جمیع طالبین حق را بسوئے
آں ترغیب دهند و در اخذ بیعت بر دست
خود از خود ساعی باشند و ترغیب وافر
نمایند و هرگز اغماض ازاں نمایند چه دریں
بیعت که بر دست یاران ایں جانب
واقع خواهد شد فائده شدنی است
انشاء الله تعالی کلمه گویان از رسوم شرک
پاک خواهند شد و تعظیم شرع شریف در
دل ایشان جا خواهد گرفت و اینجانب
دعا خواهد کرد که آں بیعت مثمر ثمرات جمیله
جزیله گردد و در تعلیم و تفهیم طالبان سعی
بجان و دل نمایند و از ایشان اخذ بیعت
کنند و ایشان را تعلیم اشغال فرمایند حق
جل و علا اینجانب را و جمیع مخلصین و
محبین ما را در زمرهٔ موحدین مخلصین و متبعین
شریعت غرا منسلک گرداناد آمین [1]

ہو چکا ہے پس ان کے ذمہ لازم ہے کہ اول خود امور
مذکورۃ الصدر کو جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے چھوڑ دیں
اور اپنے ظاہر و باطن کو متوجہ حق تعالیٰ کی طرف کریں
اور اتباع شریعت غراء کا ظاہر و باطن میں پیش نظر
رکھیں اور تمام نجاسات شرکیات اور بدعات کی
بڑیوں سے اپنے آپ کو دور رکھیں اور بعد اس کے
جمیع طالبین حق کو اس کی طرف ترغیب دیں اور
بیعت لینے کو اپنے ہاتھ پر اپنی طرف سے سعی کریں
اور اس میں بڑی کوشش کریں اور ہرگز اس سے
بے پروائی نہ کریں کیونکہ اس بیعت میں کہ یاران
طریقت کے ہاتھ پر ہماری طرف سے واقع ہوئی
ہے انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہونے والا ہے کلمہ
گویان رسومات شرک سے پاک ہو جاویں گے
اور تعظیم شرع شریف کی ان کے دل میں جگہ پکڑے گی
اور ہماری طرف سے دعا کی جاوے گی
کہ وہ بیعت اچھے اچھے ثمرات کا باعث
ہو جاوے اور تعلیم و تفہیم طالبان کے
لئے جان و دل سے کریں اور ان سے
بیعت لویں اور ان کو اشغال کی تعلیم فرماویں
حق جل و علا ہمیں اور ہمارے جمیع مخلصین
اور محبین کو گروہ موحدین مخلصین اور
متبعین شریعت غرا میں شمار فرماوے
آمین

---

[1] دیکھئے سوانح احمدی (تواریخ عجیبہ) ص ۹۸ (طبع صوفی کمپنی) از مولانا محمد جعفر صاحب تھانیسری رحمۃ (ح - ح)

مقصد دعوت اصلاح وارشاد

الحق کہ حضرت سید السادات امیر المومنین سید احمد صاحب رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المتولد کم محرم الحرام ۱۲۰۱ھ اور حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتولد ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ ہر دو مجددان شریعت بیضاء محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بفضلہ تعالیٰ ہندوستان (متحدہ) میں خالص توحید وسنت قائم کرنے والے رسومات شرکیات وبدعات سے روکنے والے اپنے اوائل زمانہ شباب سے تحریراً تقریراً اعلاء کلمۃ اللہ میں تا امکان جان ومال زبان ودل سے سرگرم ومصروف ہونے والے جو بالآخر فی سبیل اللہ جہاد میں اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کے لئے درجہ علیاء شہادت سے فائز المرام ہوئے اور اسلام میں اس سے زیادہ کوئی درجہ نہیں ہر مسلمان کا یہی فریضہ اعظم ہے کہ کوئی لحہ اس دشمن سے بے فکر نہ رہے چنانچہ مکاتیب مذکورہ بالا حضرت سید احمد صاحبؒ سے یہ امر کالشمس واضح ہے اور مقصود سلسلہ بیعت سے بھی یہی اصلاح وتبلیغ توحید وسنت اور رسومات شرک وبدعت کو ملیامیٹ کرنا تھا، حق تعالیٰ عزاسمہ جو تمام جہان کا خالق ومالک ہے اور سارے عالم سے مستغنی ہے ہر امر میں سب چھوٹے بڑے نیک وبد امیر وغریب اُسی کے محتاج ہیں اس نے محض اپنے فضل وکرم وحکمت بالغہ سے بنی نوع انسان کو خصوصاً اپنی معرفت توحید جملہ حمد وثناء ذاتی وصفاتی اور بیزاری شرک کے لئے مکلف وممتاز بنایا۔ ورنہ ایجاد عالم سے اس کو کسی قسم کی کوئی بھی احتیاج لاحق وممکن نہیں ہوسکتی۔ مزید برآں اس نے ہر زمانہ میں اپنے پیغام کے حاملین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے پسندیدہ قانون احکامات شرع کے اجراء کے لئے رہنما ہادی بناکر بھیجے اور سلسلہ نبوت کے اختتام پر ہر زمانہ میں ان کے خلفاء جانشین محافظین دین کا سلسلہ تا قیامت اصلاح ونظام عالم کے لئے جاری فرمایا چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

ورحمۃ اللہ علی خلفائی قیل ومن خلفائک	اللہ کی رحمت ہو میرے خلیفوں پر صحابہ نے عرض کیا کون ہیں
یارسول اللہ قال الذین یحبون	تیرے خلفاء فرمایا جو میری سنت کو دوست رکھتے ہیں اور
سنتی ویعلمونہا الناس۔	دوسروں کو اس کی تعلیم دیتے ہیں

تاکہ حق تعالیٰ عزشانہ واحد غفار وقہار کی طرف سے اس کی ربوبیت ورزاقیت کے اظہار سے حق وباطل میں امتیاز ہوکر اتمام حجت ہو پھر اس پر جزاء وسزا کا مرتب ہونا ہی عین عدل وانصاف کا مقتضا ہے کہ صرف ایک ہی مالک حقیقی وحدہ لاشریک لہٗ کو پہچان کر اس کی

فرمانبرداری کی جاوے اور اس کی نافرمانیوں سے بچے کہ غلام کو اپنے مولیٰ کے سامنے بہر حال سرنگوں رہنا لازم ہے ورنہ سرکش باغی مستوجب سزا ہوگا۔

منصب امامت وغیرہ سے چند اقتباسات

چنانچہ مولانا شہید مرحوم نے منصب امامت میں اس کی تفصیل فرمائی ہے جن کے چند مقامات حسب ذیل ہیں (اقسام امامت) صفحہ ۹۶

قال اللہ واذا ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمہن	اور فرمایا جب آزمایا ابراہیم کو ان کے رب نے چند باتوں میں پورا
قال انی جاعلک للناس اماما	کیا ان کو فرمایا میں تجھ کو لوگوں کا پیشوا کردوں گا
ونیز ظاہر ست کہ از حضرت خلیل علیہ السلام	ظاہر ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام سے سیاست ظاہر
سیاست صورت نہ بستہ بلکہ آنچہ آنجناب	نہ ہوئی بلکہ جو کچھ آنجناب کو بہ نسبت عموم الناس ثابت
را بہ نسبت عموم ناس ثابت ست ہمیں	... ... تبوعیت اقسام ہدایت ہے ... شان ائمہ بھی
متبوعیت در اقسام ہدایت ست (صفحہ ۹۶)	اشاعت ہدایت کی قلت وکثرت کے بارہ میں مختلف
شان ائمہ ہم درباب قلت وکثرت انتشار	ہے حالانکہ منصب امامت میں ان کو باہم تماثل
ہدایت مختلف ست باوجود تماثل ایشاں	حاصل ہے کسی امام سے ہدایت کا کم ظاہر ہونا منصب
در منصب امامت قلت ظہور ہدایت	امامت میں درجہ علو وکمال سے اس کے سقوط یا
از امامے باعث سقوط او از درجہ علو و	انحطاط کا باعث نہیں ہوسکتا اور یہ بھی گمان نہ کرنا
کمال یا انحطاط او در منصب امامت	چاہیئے کہ لفظ خلفاء راشدین خلفاء اربعہ ہی کی
نمی تواند شد (صفحہ ۹) ہمچنیں گمان نکنند	ذات کے ساتھ اختصاص رکھتا ہے اور یہ بھی
کہ لفظ خلفاء راشدین ہم بذوات	گمان نہ کرنا چاہیئے کہ زمانہ خلافت راشدہ یا اوائل
خلفائے اربعہ اختصاص میدارد کہ اطلاق ایں لفظ	امت یعنی زمانہ خلفاء اربعہ ہی ہے یا اواخر امت
ذوات ہموں بزرگان عظام مگردد ثانیا شاد کلام (صفحہ ۹)	یعنی زمانہ حضرت مہدی علیہ السلام ہے اور درمیان
ونیز ایں گمان نباید کرد کہ زمانہ خلافت راشدہ	ان دونوں زمانوں کے جملہ زمانہ تعطل ہے
یا اوائل امت ست یعنی زمانہ خلفائے اربعہ یا	کہ خلافت راشدہ کا اس میں ظہور نہیں ہوسکتا
اواخر امت یعنی زمان حضرت مہدی علیہ السلام ودرمیان	کسی زمانہ میں نزول نعمت الٰہی سے کہ عبارت
ایں ہر دو زمان ہمہ زمان تعطل ست	ظہور خلافت راشدہ سے ہے ہرگز مایوس نہ ہونا
کہ ہرگز دراں خلافت راشدہ	چاہیئے اور اسی کو حضرت مجیب الدعوات سے

گاہے ظاہر شدنی نیست و مشاہدہ ہیچ زمانے
از منہ لتعدل نعمت الٰہی کہ عبارت از ظہور خلافت
راشدہ ست ہرگز مایوس نباید شد و آن را از جیب
الطفات طلب باید کرد و برائے اجابت دعائے خود چشم باید
داشت و در تجسس خلیفہ راشدہ ہر زمان ہمت باید
گماشت کہ شاید کہ نعمت کاملہ در ہمیں زمان ظہور
فرماید و خلافت راشدہ در ہمیں وقت بروز نماید (صـ١٢٠)
سلطان کامل بر سریر سلطنت قائم باشد
و امام حق کہ لیاقت خلافت داشتہ باشد
ہمدران زمان موجود باشد پس منصب
ہمیں ست کہ امام حق بر منصب امامت
قناعت نماید و سعی خود را در نشر ہدایت
مبذول فرماید و با او در امور سیاست
دست و گریبان نشود اما سلسلۂ سلطنت
ضالہ صـ١٢١ ہرچند امثال ایں سلاطین
فی الحقیقت از قبیل کفار اشرار اند و از
جنس اہل نار فاما از بسکہ بزبان خود دعوی
اسلام میکنند پس کفر ایشاں مستور ست
و ایمان ایشاں ظاہر و شاہد تصدیق ہمیں
دعوی ظاہری از رسوم اسلام مثل عقد
نکاح و ختان و اظہار تجمل بروز عید الفطر
و عید اضحی و تجہیز و تکفین و نماز جنازہ
و دفن در مقابر مسلمین در میان خود جاری
میدارند و از شرع ربانی بالکل دست
بردار نمی شوند۔ صـ١٢٢ باید دانست کہ

طلب کرنا چاہئے اور اپنی قبولیت دعا پر امید رکھنا
چاہئے اور خلیفہ راشد کی تلاش میں ہر وقت ہمت
باندھنی چاہئے کہ شاید نعمت کاملہ ایسے وقت
میں ظہور فرمائے اور خلافت راشدہ اسی زمانہ
میں جلوہ دکھائے۔ "سلطان کامل (تشریح) سریر
سلطنت پر قائم ہووے اور امام برحق کہ خلافت
کی لیاقت رکھتا ہو اسی زمانہ میں موجود ہووے
پس منصب یہی ہے کہ امام برحق منصب امامت
پر قناعت کرے اور اپنی سعی اور اہتمام نشر
ہدایت میں مبذول فرمائے اور اس کے ساتھ
امور سیاست میں دست گریبان نہ ہووے۔"
"سلسلۂ سلطنت ضالہ ہرچند ایسے بادشاہ از
قبیل کفار اشرار ہیں اور از جنس اہل نار لیکن چونکہ
اپنی زبان سے مدعی اسلام ہیں پس کفر انکا مستور
ہے اور ایمان ان کا ظاہر مشہور ہے مستحق تو
تکفیر نہیں اور ان کے ایمان کی تصدیق یہی شواہد
ظاہر یہ کرتے ہیں مثل عقد نکاح و ختنہ اور
اظہار زینت بروز عید الفطر و عید الاضحیٰ اور
تجہیز و تکفین و نماز جنازہ اور دفن کرنا مقابر
مسلمانوں میں درمیان اپنے جاری رکھتے ہیں
اور شرع ربانی سے بالکل دست بردار نہیں
ہوتے۔" جاننا چاہئے کہ مراد لفظ امام سے اس
کتاب میں مطلق مفہوم امام نہیں بلکہ وہی امام
ہے جو تعلق سیاست سے رکھے۔ بلکہ مراد لفظ امام
سے اس مقام میں صاحب دعوت ہے جسے

مراد از لفظ امام دریں کتاب مطلق مفہوم
امام نیست بلکہ ہماں امام ست کہ تعلق
بسیاست دارد و مراد از لفظ امام دریں مقام
صاحب دعوت ست یعنی کسے کہ علم جہاد
اعدائے دین برافراختہ باشد و اجتماع کافۂ
مسلمین دریں مقدمہ درخواستہ و بر اعانت
شرع مبین کمر بستہ باشد و بر مسند سیاست
دین نشستہ و مذہبے غیر مذہب ملت
نگرفتہ باشد و مشربے غیر مشرب سنت
نبستہ و در عدالت و سیاست آئینے
غیر آئین نبوی نساختہ باشد و قانونے غیر
قوانین مصطفوی نپرداختہ و در باب
مصالحت و منازعت وجہے غیر از موافقت
و مخالفت دین اظہار نکردہ باشد و
در سیاست و عدالت طریقے غیر احکام
ملت و آثار سنت اختیار ننمودہ پس ہموں
ست صاحب دعوت۔ صـ٣٩ پس ازیں
بیان واضح گردید کہ آنچہ احادیث مختلفہ
دریں باب وارد گردیدہ اند و بظاہر
میان آن ہا تعارض معلوم می شود فی الحقیقت
دران ہیچ تعارض نیست بلکہ ہر حدیث
را بر محل آن حمل باید کرد۔ اھ

کہ جہاد کا علم اعدائے دین پر اٹھایا ہو اور تمام
مسلمانوں کو اس معرکہ میں بلایا ہو اور اعانت
شرع مبین پر کمر باندھی اور سیاست دین
کی مسند پر بیٹھا ہو اور کوئی مذہب سوائے
مذہب ملت کے نہ اختیار کیا ہو اور کوئی مشرب
بغیر مشرب سنت نہ قبول کیا ہو اور عدالت اور
سیاست میں کوئی آئین سوائے آئین نبوی نہ رکھا
ہو اور کوئی قانون سوائے قانون مصطفوی کے
مقرر کیا ہو اور مصالحت اور منازعت کے بارہ
میں کوئی وجہ غیر موافقت و مخالفت
دین ظاہر نہ کی ہو اور سیاست اور
عدالت میں کوئی طریقہ غیر احکام ملت
و آثار سنت اختیار نہ کیا ہو پس وہی
صاحب دعوت ہے۔" اس بیان
سے واضح ہو کہ جو کچھ احادیث مختلفہ
اس باب میں وارد ہوئی ہیں اور بظاہر
ان میں تعارض معلوم ہوتا ہے فی الحقیقت
آپس میں موافق ہیں کسی قسم کا ان
میں تعارض نہیں ہر حدیث کے
واسطے ایک محل متعین ہے اس کو
اسی کے محل پر حمل کرنا چاہئے۔"

نیز مولانا شہید مرحوم مکتوب بنام میر شاہ علی صاحب میں فرماتے ہیں "نصب امام بر
ذمہ کافۂ مسلمین فرض است و مداہنت دراں موجب معصیت ہمچنیں تحصیل معنی شوکت ہم
برائے امام وقت بر ذمہ ایشان فرض است کہ کل جماعات مسلمین از ہر سو دوان گرد او جمع

خود بود ہر کسے از ایشاں بقدر استطاعت خود در تحصیل سامان جنگ کوشش نمودہ و اسباب آں بقدر طاقت خود بدست آوردہ بحضور امام وقت حاضر گرداند لہٰذا در کریمہ اعدوا لھم ما استطعتم و کریمہ جاھدوا باموالکم وانفسکم خطاب بعموم مسلمین متوجہ گردیدہ نہ بخصوص بائمہ۔ پس ہر کہ مے گوید کہ شوکت امام شرط جہاد ست و شوکت مذکورہ در ما نحن فیہ متحقق نیست پس اولا امام را کہ اول خود بقدر استطاعت خود سامان جنگ ہمراہ آرد و انتظار مشارکت دیگرے در یں امر اصلاً جائز نیست پس در انچہ در امر جہاد تعویق و تعطیل واقع می شود وبال و نکال آں بر گردن قاعدین متخلفین ست بمشابہ آنکہ نماز جمعہ بر ہر کس واجب است و ادا بدون جماعت متصور نہ و انعقاد جماعت بدون امام ممتنع۔ پس اگر کسے در خانہ نشستہ انتظار ایں معنی کشد کہ وقتیکہ امام قایم خواہد شود و جماعت مجتمع خواہد گشت ہماں وقت من ہم حاضر خواہم شد پس لابد نماز جمعہ فوت شود آں کس عاصی و آثم گردد۔ چہ نزول امامے از الاوح مقدسہ و جماعتے از جماعات ملائک برائے اقامت جمعہ ہرگز واقع شدنی نیست بلکہ طریقش ہمانست کہ ہر کس از خانہ اگرچہ تنہا باشد بیرون بر آید و در مسجد رود و اگر جماعت مجتمع باشد شریک ایشاں شود و الا در ہماں مسجد بہ نشیند انتظار دیگرے نماید نہ اینکہ مسجد خالی بیند بخانہ خود باز گردد کہ انعقاد جماعت و اقامت جمعہ ہرگز بایں وجہ نخواہد شد (حیات طیبہ ص ۲۸۰ و تواریخ عجیبہ ص [illegible] و سوانح احمدی ص ۱۱۲ [illegible])

علاوہ ازیں اس مکتوب کا خلاصہ بھی یہاں لکھا جاتا ہے جو بنام علمائے پشاور برائے ابطال الفقامات بعضے مجادلین بے انصافوں کے ۱۲۴۵ھ نو زدہم ربیع الثانی کو ارسال کیا گیا تھا یعنی ایسے الزامات جیسے بدایونی صاحب (مقتدائے مولوی نعیم الدین) نے خطبہ مقولات عشر میں لگائے تھے کہ مولوی اسمٰعیل کا اختلاف بد تر ہے معتزلہ و ظاہریہ و رافضی و خارجی کے اختلاف سے مولوی اسمٰعیل کے کلام سے ظاہر ہے کہ ان کو اصلاً قید مذہب و سنت کی نہیں ہے"

مکتوب مذکور یہ ہے:

پس میگوئیم کہ چناں شنیدہ ایم کہ از جملہ مفتریات آں مفتریاں آنست کہ ایں فقیر را بلکہ زمرہ مجاہدین را بہ الحاد و زندقہ نسبت می نمایند یعنی چناں اظہار می

میں کہتا ہوں کہ ہم نے سنا ہے کہ منجملہ مفتریات ان مفتریوں کے یہ ہے کہ اس فقیر کو بلکہ گروہ مجاہدین کو الحاد اور زندقہ کی طرف منسوب کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ یہ جماعت مسافرین کوئی

کنند کہ ایں جماعہ مسافرین ہیچ مذہب ندارند و بہ ہیچ مسلک مقید نیستند بلکہ محض مرام نفسانیت مے پویند و بھر وجہ لذات جسمانی میجویند خواہ موافق کتاب باشد خواہ مخالف معاذ اللہ من ذلک

پس باید دانست کہ نسبت ما مرقوم ہایں امر شنیع افترائیست قبیح و بہتانے است صریح ایں فقیر و خاندان ایں فقیر در بلاد ہندوستان گمنام نیست الوف الوف انام از خواص و عوام ایں فقیر و اسلاف ایں فقیر رامے دانند کہ مذہب ایں فقیر آبا عن جد مذہب حنفی است و بالفعل ہم جمیع اقوال و افعال ایں ضعیف بر قوانین اصول حنفیہ و آئین و قواعد ایشاں منطبق است یکے از آں خارج از اصول مذکورہ نیست الا ماشاء اللہ آنچہ از ہمہ ایشاں بسبب غفلت و نسیان صادر میگردد کہ بخطائے خود معترف مے باشد و بعد اعلام براہ راست عاودت مے نماید آرے در ہر مذہب طریق محققین دیگرے باشد و طریق غیر ایشاں دیگر ترجیح بعض روایات بر بعضے دیگر نظر بقوت دلیل توجیہ بعضے عبارات منقول از سلف و تطبیق مسائل مختلفہ مدون در کتب و امثال ذلک

مذہب نہیں رکھتے اور نہ ہی کسی مسلک و طریقہ کے مقید ہیں بلکہ محض نفسانیت کی راہ چلتے اور ہر ایک طرح سے لذات جسمانی ڈھونڈتے ہیں خواہ موافق کتاب کے ہوں خواہ مخالف معاذ اللہ من ذلک (خدا کی پناہ)

پس سننا چاہیے کہ نسبت کرنا ہماری طرف اس امر شنیع کا افترائے قبیح اور بہتان صریح ہے یہ فقیر اور خاندان اس فقیر کا ملک ہندوستان میں گمنام نہیں ہے ہزارہا لوگ خواص و عوام اس فقیر اور اسلاف اس فقیر کو جانتے ہیں کہ مذہب اس فقیر کا آباؤ اجداد سے مذہب حنفی ہے اور بالفعل بھی جمیع اقوال اور افعال اس ضعیف کے قوانین اصول حنفیہ اور ان کے آئین و قواعد کے موافق ہیں۔ کوئی بھی ان میں سے اصول مذکورہ سے خارج نہیں ہے الا یہ کہ کوئی بات ان سب سے غفلت و نسیان کے سبب سے صادر ہو جاوے جس میں اپنی خطا کا اعتراف ہوتا ہے اور بعد اطلاع کے راہ راست اختیار کر لیا جاتا ہے البتہ ہر مذہب میں طریق محققین دوسرا ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کا طریق سوائے اصحاب تحقیق کے دوسرا کہ ترجیح بعض روایات کی بعض دیگر پر ساتھ قوت دلیل کے کرتے ہیں اور بعض عبارات منقولہ سلف کی توجیہ اور تطبیق مسائل مختلفہ کی کتابوں میں مندرج ہیں اور سوا اس کے اور امور ہیں جو ہمیشہ کار و بار اہل تدقیق اور تحقیق کا ہے لہٰذا اس وجہ سے وہ مذہب سے

دائماً از کار و بار اہل تدقیق و تحقیق است
بایں سبب ایشاں خارج از مذہب
نے تواند شد بلکہ ایشاں را لب لباب
اہل آں مذاہب باید شمرد ہر کہ دریں مقدمہ
شبہ داشتہ باشد لازم کہ نزد ایں فقیر
آمدہ بالمشافہ حل اشکال نماید یا خود
بفہمد یا فقیر را بفہماید انتہی (سیرۃ
احمدیہ صفحہ ۳۳ دیکھئے سوانح احمدی ص
۲۲۲ طبع صوفی کمپنی)

خارج نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ ان کو لب لباب اہل
ان مذاہب کو شمار کرنا چاہئے جو شخص اس بارہ
میں شبہ رکھتا ہو دے لازم ہے کہ فقیر کے
پاس آکر بالمشافہ مونہہ بمونہہ مشکلات
کو حل کرلے یا خود سمجھے اور
یا فقیر کو سمجھا دیوے۔"

الحمد اللہ کہ حضرت امیر المؤمنین مجدد غازی و مجاہد میر سید احمد صاحب کے مکاتیب
انوار توحید و سنت حقائق و معارف حسب تحقیق مسلک اہل تحقیق و اہل سنت اور تردید رسومات
شرک و بدعات گور پرستی و تقلید پرستی شادی و ماتم ممنوعات سے لبریز ہیں چنانچہ آپ کے
شیخ اکمل مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے آپ کے مناقب واوصاف مولوی
نعیم الدین کے جواب میں مفصل مذکور ہو چکے علی ہذا تقویۃ الایمان کی تصدیق و تائید کما حقہٗ
خصوصاً خود کلام مالا کلام حضرت مصنف علام صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم
سے بتواتر علی الخصوص بزمانہ قرب شہادت فی سبیل اللہ مثل آفتاب روشن و محقق ہو کر
تمام خار و خاشاک بہتانات و مفتریات مولوی نعیم الدین کے نسبت توبہ از توحید و سنت
وغیرہم امور مولانا شہید مرحوم کی طرف نسیاً منسیاً ہو کر تہ خاک مذلت ہو گئے والحمد للہ
علی ذلک حمداً کثیراً۔

مفتیان بریلویہ کا تناقض و اضطراب

مولوی نعیم الدین کے مقتدائے اعلیٰ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی النبی الاکبید
(۱۳۰۵ھ) صفحہ میں وہابیوں اہلحدیثوں متبعین مولانا شہید مرحوم پر الزامات بیجا کفر و شرک
لگا کر بھی صفحہ ۷ میں لکھتے ہیں ہمخاش اور ہم پھر بھی دامن احتیاط ہاتھ سے نہ دیں گے اور یہ
ہزار ہمیں جو چاہیں کہیں ہم زنہار ان کو کفار نہ کہیں گے۔ نیز تمہید ایمان (۱۳۲۶ھ) صفحہ ۴۲
میں لکھتے ہیں علمائے اہلسنت نے اسمٰعیل دہلوی کے کلام میں بکثرت کلمات کفر یہ ثابت کئے

اور شائع فرمائے بالیہ اولاً سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح (۱۳۰۷ھ) دیکھئے کہ بار اول
۱۳۰۹ھ میں لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اس کے
اتباع پر پچھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں
کافر نہ کہیں یہی صواب ہے۔ وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتوی وھو المذہب وعلیہ الاعتماد
وفیہ السلامۃ وفیہ السداد یہی جواب ہے یہی فتوی دیا جائے گا اور اسی پر فتوی ہے اور یہی ہمارا
مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامتی ہے اور اسی میں استقامت ہے۔ ثانیاً الکوکبۃ
الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیہ دیکھئے جو خاص اسمٰعیل دہلویؒ اور اس کے متبعین ہی کے
رد میں تصنیف ہوا اور بار اول شعبان ۱۳۱۲ھ میں عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں چھپا جس میں
نصوص جلیلہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ و تصریحات ائمہ سے بحوالہ صفحات کتب معتمدہ اس پر
ستر وجہ بلکہ زائد سے لزوم کفر ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا صفحہ ۶۲ ہمارے نزدیک مقام احتیاط
میں اکفار سے (یعنی کافر کہنے سے) کف لسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ و مختار و مناسب واللہ
سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ ثالثاً سل السیوف الہندیہ علی کفریات باب النجدیہ دیکھئے جو صفر ۱۳۱۲ھ کو
عظیم آباد میں چھپا اس میں بھی اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین پر بوجوہ قاہرہ لزوم کفر کا
ثبوت دے کر صفحہ ۲۱ و ۲۲ پر لکھا یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے حد
برکتیں ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفہ کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں
کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں بایں ہمہ نہ شدت غضب دامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی ہے
نہ قوت انتقام حرکت میں آتی وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم و التزام میں فرق ہے
اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے
جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ رابعاً ازالۃ العار
بحجر الکرائم عن کلاب النار دیکھئے بار اول ۱۳۱۷ھ میں عظیم آباد چھپا اس میں صفحہ ۱۰ پر لکھا ہم اس
باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے
کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے۔ خامساً اسمٰعیل دہلوی کو بھی جانے دیجئے یہی وہابی
لوگ جن کے کفر پر اب فتوی دیا ہے جب تک ان کی صریح دشناموں پر اطلاع نہ تھی مسئلہ امکان
کذب کے باعث ان پر اٹھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے سبحان السبوح میں بالآخر صفحہ ۸۰
طبع اول پر یہی لکھا حاش للہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان مقتدیوں

یعنی مدعیان جدید (گنگوہی و انبیٹھی اور ان کے اذناب دیوبندی) کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں۔ اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلی ۔

ناظرین کرام ۔ بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مولوی صاحب بریلوی نے اپنی چھ کتابوں میں جب اپنے زعم باطل مختل کے باوجود بکثرت تصریحات نصوص قرآن واحادیث اور ائمہ سے کفریات مولانا شہید مرحوم اور ان کے معتقدین صاحب براہین قاطعہ اور حفظ الایمان پر دشنام دہی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھوٹے الزامات کفریہ لگا کر بھی کافر کہنے کی ہمت نہ کی یاد رہے کہ اگر سچے ہوتے تو پھر کیا اندیشہ ہوتا جو مردود ۔ انبیاء علیہم السلام کی توہین کرے ان کو صریح گالیاں دیوے پھر اس کے کافر و ملعون ہونے میں تامل کرنا کیا خود کافر و ملعون ہو کر قابل قتل ہونا نہیں اچھا جائیکہ بڑے زور و شور سے اس کے حامی و مددگار بن کر عدم تکفیر ہی پر فتوے و اعتماد اسی پر سلامتی جان کر اپنا مذہب قرار دینا ۔

حتی کہ مولانا شہید مرحوم اور ان کے معتقدین اہل دیوبند اور اہل حدیث کو منکر ضروریات دین تک بھی بتانے کی طاقت نہ ہو سکی والفضل ما شہدت بہ الاعداء ۔ مگر پھر برخلاف اس کے آتش بغض و حسد تعصب و عناد حب دنیا و جاہ طلبو نے بھڑک اٹھی کہ بے بنیاد تکفیر کا پہاڑ اپنی گردن پر رکھا گیا اور براہین قاطعہ و حفظ الایمان کے سامنے ہوتے ہوئے پھر آنکھوں پر کفر کی پٹی باندھ کر تمہید ایمان ص۳۲ میں تکفیر کے لئے پٹی کھائی کہ صریح دشناموں پر اطلاع نہ تھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا ۔ کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے ۔ ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے ۔

حالانکہ یہ محض سفید جھوٹ و افتراء ہے ۔ کیونکہ اولاً النہی الاکید ۱۳۰۵ھ ص۲۴ میں وہابیوں اہل حدیثوں کا صریح کافر ہونا لکھا ۔ پھر سبحان السبوح ۱۳۰۷ھ کی تو بنیاد ہی براہین قاطعہ و علمائے معتقدین مولانا شہید مرحوم اہل دیوبند و اہل حدیث کی تکفیر پر رکھی ۔ علی ہذا انباء المصطفٰے ۱۳۱۸ھ میں صاحب براہین قاطعہ پر دشنامی ذریت شیطانی کفری الزامات ۱۳۲۰ھ سے پہلے ہی دشنامی اللہ و رسول کو گالیاں دینے والے بتا کر بھی ان کی تکفیر جلی مسلمان بتانیکا

اقرار کرکے خود اپنا مذہب بھی اسی کو قرار دیا ۔ لہٰذا یہ قول تکفیر محض حیلہ و فریب ہے اسی طرح مؤلف اطیب البیان کی بھی کمال عجز بلکہ بدیانتی ہے کہ مولانا شہید مرحوم کی نسبت تقویۃ الایمان سے توبہ کرلے کا بہتان لگایا اور ان کے کفر میں تو تامل کیا لیکن ان کے متبعین کے کفر میں (جو تقویۃ الایمان کی اعتقاداً و عملاً تصدیق و تائید کرتے رہے اس لئے کہ بڑے بڑے ائمہ سلف صالحین محدثین و مفسرین مجتہدین اولیاء کاملین کے ارشادات بھی اس کی تائید میں ہیں) ذرا بھی تامل نہ کیا حالانکہ ان الزامات سے وہ اعلان برأت کر رہے ہیں جیسا کہ مفصل طور پر اوپر بحوالہ براہین قاطعہ اور حفظ الایمان گذر چکا ہے ۔ نیز مولانا اشرف علی صاحب بسط البنان میں در بارہ الزام ہیچ دشنام و تنقیص نبی صلی اللہ علیہ وسلم حفظ الایمان کے فرماتے ہیں ہیں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا ۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا ۔ جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں بھی اس کا خطرہ نہیں گذرا جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے ۔ ایسے ہی مولانا خلیل احمد صاحب در بارہ الزام کفر براہین قاطعہ اپنی برأت المہند ص۱۸ و ص۱۹ میں فرماتے ہیں ناظرین اہل انصاف کو اس گورکھ دھندہ بلکہ فریب سازی ، مکاری ، آتش افشانی پر غور کرنا چاہیئے کہ جب مولانا شہید مرحوم تقویۃ الایمان لکھ کر اس پر یقین کرتے ہوئے اس کی تائید میں مناظرے مخالفین سے کرکے انکے رفع شکوک پر اپنی قرب شہادت فی سبیل اللہ تک قائم رہے اور جوابات دیتے رہے اس کے باوجود بقول مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور مولوی نعیم الدین کے کفر ان پر ثابت نہ ہوا لیکن ان کے معتقدین و متبعین بلا تامل قطعی کافر ہو گئے حتی کہ جو انہیں کافر نہ جانے وہ بھی کافر یہ الٹا کفر انہیں پر لوٹے گا !

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا   پر ترے عہد سے پہلے تو یہ دستور نہ تھا

اہل دیانت خصوصاً اہل مرادآباد پر یہ امر منکشف ہے کہ مولوی نعیم الدین صاحب کی ذات گرامی کے باعث ازراہ عناد جو کچھ شور و شر فتنہ و فساد آشکارا رہتا ہے علماء و صلحاء پر لعن و طعن تبرا بازی ہوتی رہتی ہے برملا اپنی مجلسوں میں سامعین سے لعنت کہلوانا کافر و مرتد بنانا بیویوں پر طلاقیں عائد کرنا بدزبانی سے ان کو خبیث وغیرہم الفاظ نکال کر عام مسلمانوں میں نفاق و شقاق پیدا کرکے ان کو رسومات شرک و بدعات پر برانگیختہ کرنا اور اسی میں اپنی روزی و معاش کا مدار جاننا جس کو مسلمان اہل انصاف تو کیا بظاہر مخالفین اسلام کی بھی تہذیب

گوارا نہیں کرسکتی جیساکہ اس کتاب کی ابتدا میں مولوی نعیم الدین کے ایسے ہی ارشادات و اقوال کی فہرست صفحہ وار مولانا شہید مرحوم کے متعلق پیش کی جاچکی ہے۔ علیٰ ہذا جس زمانہ میں مولوی نعیم الدین صاحب کی آمد رفت مدرسہ امدادیہ مرادآباد میں مولوی محمد گل خانصاحب کے پاس رہتی تھی طلبہ وغیرہم لوگوں سے اسی قسم مذکورہ بالا کے کلام ہوتے رہتے تھے جس کو عرصہ تقریباً تیس چھتیس سال کا ہوتا ہے لہذا لوگوں نے تنگ آکر مولوی محمد گل خانصاحب سے اُن الفاظ شنیعہ قبیحہ کے متعلق فتوے لیا جو بجنسہ اصلی دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے۔ چونکہ مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ فیضان رحمت (مصنفہ ۱۳۲۰ھ) صا میں مولوی صاحب کی نسبت مدح سرائی میں یہ لکھا ہے۔ "جناب فیضمآب استادی قامع بدعت محی السنت حضرت مخدومی عین العلماء رأس الفضلاء مولوی محمد گل خانصاحب حاجی حرمین شریفین دام فیوضہم" اس لئے ناظرین کی خدمت میں وہ فتوی بغرض احقاق حق و امتیاز باطل پیش کیا جاتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

کیا فرماتے علماء دین اس بارہ میں۔ کہ ایک شخص جو علم دین وغیرہ سے اچھی طرح واقف ہے وہ نہ معلوم کیوں ہمیشہ مدرسہ اسلامیہ دیوبند۔ سہارنپور۔ میرٹھ۔ دہلی۔ مدرسہ شاہی مسجد مرادآباد مولانا اشرف علی صاحب تھانوی و حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ گنگوہی و مثل ایسے ہی اسلامیہ مدارس کے علماؤں کو سخت فحش لفظوں میں بُرا کہا کرتا ہے اور بعض اوقات فحش فحش گالیاں دیتا ہے۔ وجہ دریافت کرنے پر جواب دیتا ہے کہ یہ سب لوگ خارج از ایمان ہیں۔ اور بہت سے جھوٹے قصے فرضی گھڑ کر بیان کرتا ہے کہ ان لوگوں نے ایسا کیا یہ کیا وہ کیا اور جو کوئی شخص ایسے شخص کے سامنے مولانا اشرف علی صاحب یا حضرت گنگوہی کا نام لے دیتا ہے تو جل کر خاکستر ہو جاتا ہے۔ اور پھر یہ شخص اپنے آپ کو اس حالت پر بڑا متقی عالم فاضل مولوی حافظ خیال کرتا ہے۔ پس شخص مذکور آپ کے نزدیک کیسا ہے اور یہ شخص شرعاً کسی سزا کا مستحق ہے یا نہیں اور اس سے اور اس کے ہم خیالوں سے رسم بڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟ جواب باصواب بحوالہ کتاب بہت جلد معہ مہر و دستخط وغیرہ مرحمت فرمادیں۔ راقم چند اہل اسلام مرادآبادی۔

(الجواب) جو شخص علماء دین کو سب و شتم اور سوء ادبی سے یاد کرتا ہو شرعاً موجب تعزیر ہے ہر طرح ایسے شخص سے احتراز لازم اور واجب ہے اور حرکات اس کے عبث و ناجائز ہیں خصوصاً

فحش بکنا بطریق اولیٰ ناجائز ہے اور ممنوع خدا ایسے آدمی کو ہدایت اور توفیق ادب و احترام بزرگان نصیب فرمادے آمین محمد گل بقلم خود

فتوی مذکورہ کئی مرتبہ چھپکر مرادآباد میں شائع ہوچکا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ مولوی محمد گل خانصاحب کے نزدیک مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (مرحوم) وغیرہ اکابرین صالحین میں سے ہیں۔ نیز مولوی محمد گل خانصاحب موصوف اپنی مشہور تصنیف ذخیرۃ العقبیٰ مطبوعہ گلزار ابراہیم مرادآباد کے متعدد صفحات پر اکابر علمائے دیوبند کی شان میں کلمات توصیف و مدح کے لکھتے ہیں چنانچہ صفحہ ۱۵ میں مرقوم ہے۔ براہین قاطعہ جو بشورہ باہمی علمائے دیوبند اور جناب مولوی رشید احمد صاحب کے تصنیف ہوئی ہے اس کتاب مقدس کے صفحہ ۲۰ مطبوعہ ہاشمی میں ان علماء بزرگوار نے الخ و جنکا بس علماء باعمل دیوبند کا اور جناب مولانا رشید احمد صاحب مقتدائے عالم کا حال بخوبی آپ کو واضح ہوا۔" ایضاً صفحہ ۵ میں مرقوم ہے" جنابمن اس عبارت سے بخوبی مفہوم ہوا کہ ان علماء بابرکت نے ان امور (مولود مروجہ وغیرہ) کا مکروہ اور بدعت ہونا بسبب ضروری اور مؤکد سمجھنے عوام الناس کے ثابت کیا۔"

پس مولوی نعیم الدین کا ایسے علمائے اکابرین صالحین معتقدین مولانا شہید مرحوم اور تصدیق کنندگان تقویۃ الایمان کو خارج از ایمان قرار دے کر کافر و مرتد جاننا معاذ اللہ بلکہ جو ان کو ایسا نہ جانے اکابرین صالحین میں سے جانے جس طرح مولوی محمد گل خانصاحب نے مقتدائے عالم بابرکت باعمل جانا تو اس کو بھی کافر خارج از ایمان جاننا بقول مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کہ جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے تو خود مولوی نعیم الدین کا اپنے قول سے اپنے اور اپنے استاد پر کفر عائد ہوا۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی — ہوتا ہے جو خراب وہ تیرا ہی گھر نہ ہو

علیٰ ہذا مولوی حشمت علی خانصاحب مرحوم شاذلی مولوی نعیم الدین کے مقتداء علا اشرف شاذلی کے پیرو نے بنیاد جلسہ دستاربندی مدرسہ شاہی مسجد مرادآباد ۱۳۰۹ھ صفحہ ۳۶ اپنے قصیدہ میں اکابر علماء و صلحاء اہل دیوبند معتقدین مولانا شہید مرحوم کی شان و مدح

میں لکھتے ہیں ؎

عالم اکمل رئیس الاذکیا — حافظ تفسیر و قرآن مجید!

مولوی قاسم نانوتوی! — آنکہ بود اندر زمانِ خود وحید

در حذاقت از فلاطوں بیشتر — در سخن زانی ز سحبان و لبید

چوں شرف بخش مراد آباد شد — دید علم و فضل را قحطِ شدید

مدرسہ از چندہ جاری ساختہ — تاشوند از وے ہمہ کس مستفید

داشت ہر کس ہمتے از خاص و عام — چندۂ او را بجان و دل گزید

اولاً ہر بار تکفل او شدند — پسترش امراء رؤسائے عدید

بار ثقلش ہیچ کس برداشتند — ہر یکے در خیر اندیشی فرید

اول اقدم رئیس دین پناہ — حق منش مقبول درگاہ مجید

آنکہ کارش کار یزداں ست بس — ہمتش مقصود او صاف حمید

تا بجولانگاہ بحث آورد رو — دشمن دیں در گریباں سر کشید

از تلاقی محمد باعلے — اسم والایش ہمی گردد پدید

ثانیاً سر خلیل ارباب سخن! — در طریق نکتہ پردازی فرید

حامئ دین خیر خواہ مسلمیں — مقتدانا مولوی عبد الرشید

ثالث شان اوستادی مرشدی — آنکہ شد خلقے ز علمش مستفید

سینہ اش بحر محیط علم دین — گنج معنی راز بان او کلید

مولوی احمد حسن کند ر کمال — دیدۂ عالم ندید او را ندید

رابع ایشاں کرم فرمائے من — آنکہ در اقرانِ خود باشد وحید

حاجی اکبر کہ از فرط سخا — کرد خود را وقف ایں کار سعید

میرزا صاحب کہ حسن سیرتش — عالمے را زیر دام خود کشید

گر محمد بانی منضم کنی! — نام نامیش شود بر تو پدید

آں چناں داد ند داد اہتمام — کافریں خواں شد براں شاہ کرد دید

رب احرسہا بعین لطفک — من شر و کل شیطان مرید

پائے ہا رج شکستہ حشمت و گفت — کز خوشا طبنہ طرب انگیز
١٣٠٤ھ

اور خود مولوی نعیم الدین رسالہ فرائد النور ١٣٢٥ھ صلا میں مولانا حکیم محمد ہدایت العلی صاحب مرحوم تلمیذ رشید حضرت میاں صاحب مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مکرمی جناب مولوی حکیم ہدایت علی صاحب السلام علیکم لکھا ہے

کیا عجیب بات ہے کہ پس نوری نعیم الدین کے مقتدا مولوی حشمت علی خاں صاحب مرحوم تو اکابر حضرات دیوبند اور علماء و صلحاء اہل مراد آباد مدرسہ شاہی مسجد معتقدین مولانا شہید مرحوم کو اپنا پیشوا مقتدا استاد و مرشد بحر العلوم دین رئیس الاذکیا یکتائے زمانہ وغیرہ محامد و اوصاف سے ملقب فرماویں اور اُن کے ناخلف اپنی جہالت و خباثت طینی سے بزرگان دین صاحب فضل و کمال کو کافر مردود ٹھہراویں اور جو ان کو کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہو گیا معاذ اللہ عن سوء الاعتقاد الخبیث چنانچہ مولوی نعیم الدین صاحب کے خانصاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول صلا میں لکھتے ہیں

"وہابیہ دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہلسنت و جماعت کہتے حنفی بنتے چشتی نقشبندی بنتے نماز روزہ ہمارا سا کرتے ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں ؎

ایضاً صلا میں لکھتے ہیں۔

"وہابی کا کوئی حق نہیں کہ وہ مرتد ہیں"

ایضاً صلا میں لکھتے ہیں

"وہابی دیوبندی وہابی غیر مقلدان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار و حرام قطعی ہیں اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیزگار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتد ہیں"

ایضاً صلا میں لکھتے ہیں

"جو دیوبندی وغیرہ کہ نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز نماز بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لئے نہ مل سکے تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض ہے"

جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے۔" اور عرفان شریعت بریلویہ نعیمی پریس مراد آباد ص۲۳ میں ہے"

"نانوتوی و دیوبندی کی نسبت صاف صریح تصریح ہے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ نہ کہ مسلمان سمجھنا نہ کہ صاحب ارشاد جاننا نہ کہ پیر بنانا"

ایضاً فتاوی رضویہ جلد اول ص۱۹۱ میں لکھا

"مصافحہ کرنا تو خود ہی حرام قطعی و گناہ کبیرہ ہے اگر بلا قصد بھی اُن کے بدن سے چھو جائے تو وضو کا اعادہ مستحب ہے"

ایضاً ص۲۳۶ میں لکھا

"دیوبندی غیر مقلد خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین"

ایضاً ملفوظ حصہ اول بریلویہ ص۱۰۹ میں لکھا

"وہابی وغیرہ کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز نہیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے"

ایضاً ص۹۵ میں لکھا

"وہابیوں کی بنائی ہوئی مسجد مسجد ہے یا نہیں۔ ارشاد کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے" خلیل احمد و رشید احمد و اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔

پس جبکہ مولوی نعیم الدین اینڈ کمپنی کے زعم باطل میں علمائے دیوبند و اہلحدیث مرتد ٹھہرے ان کا ذبیحہ محض نجس مردار و حرام قطعی ہوا نہ ان کی نماز نہ نکاح درست ٹھہری جو ان کو مسلمان جانے وہ بھی کافر ہے حتی کہ ان سے مصافحہ کرنا حرام قطعی بلا قصد بدن سے بدن چھو جائے ہے اعادہ وضو ہونا ان کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے کافر ہو جانا ان کی مسجد جو انکی کا حکم مثل گھر کے ہو وہاں پاخانہ پیشاب کرو نجاسات ڈالو استغفر اللہ)

لہذا مراد آباد کے فرقہ نعیمیہ کے نزدیک ذبیحہ قصاباں اور معتقدین علمائے دیوبند مدرسہ شاہی مسجد سب مردار و حرام قطعی کے ہو کر کافر و مرتد ہوئے پھر کس قدر بکثرت لوگ ایسے ہیں جو علمائے مدرسہ شاہی مسجد مولانا سید محمد قاسم علی صاحب امام شہر

جامع مسجد و عیدگاہ کی امامت کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں ان کو مسلمان دیندار مقتدا جان کر نماز پڑھتے ہیں اور نماز جنازہ ان سے پڑھواتے ہیں کیونکہ شہر کی بڑی اور مشہور مساجد میں جامع مسجد اور شاہی مسجد ہی ہے تو یہ سب امام و مقتدی مولوی نعیم الدین کے زعم باطل میں کافر و مرتد بے ایمان خارج از اسلام ہو گئے پھر ان میں ایسے بھی ہیں جو دونوں کی اقتداء میں نماز پڑھ لیتے ہیں آپس میں سلام و کلام مصافحہ کھانا پینا شادی غمی میں شرکت میل ملاپ رکھتے ہیں حتی کہ مولوی نعیم الدین کا فرزند التور بھی مولانا حکیم آیت العلی صاحب اہل حدیث مرحوم کو السلام علیکم لکھنا زمانہ اجراء تکفیر ۱۳۲۰ھ کے بعد ۱۳۲۵ھ میں مرقوم ہو چکا ہے تو کیا خود مولوی نعیم الدین صاحب مع اپنے سب فرقہ کے کافر و مرتد ٹھہر گئے اپنا بجھائے لا یزال مگر اصل یہ ہے کہ مولوی نعیم الدین کا یہ اختراعی طریقہ فتنہ انگیز ہے جس سے تفریق پیدا کرنا مقصود ہے عوام (جو رسومات و بدعات گور پرستی میں منہمک اور اس کے خوگر اکثر ہوتے ہیں) فریفتہ ہیں ان کا ہم پیالہ ہم نوالہ ہونا محض دنیا طلبی زر اندوزی کے لئے ہے ان کو اپنی طرف مائل کرنے اپنی وجاہت قائم کرنے کے لئے ہے مقتدر علماء مانعین رسومات و مخترعات کو کافر و مرتد بنانا اسلئے ہے کہ عوام اس کید و فریب میں جلد پھنس جاویں گے اگر وہ عوام کو اتفاق و اتحاد کی ترغیب دلاتے شرک و بدعت رسومات سے روکتے خالص توحید و سنت کی ان کو تاکید کرتے (جو اصل اصول دین اسلام ہے جس کی مکمل تشریح قرآن و حدیث و اقوال ائمہ سلف مسلمات سے جو بتائید تقویۃ الایمان واضح ہو چکی ناظرین اسکے ہر مسئلہ کو تنقید و تحقیق کے ساتھ خود دیکھیں) تو پھر یہ نفاق و شقاق کیوں پیدا ہوتا!

حنفی اہل حدیث کے اختلاف کی حقیقت

اسی کے باعث تو ملوا مائدہ چلا ہوا ہے حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ تمام علمائے دین اصولاً عقیدۃً عملاً کتاب و سنت پر متفق ہیں گو بعض جزئیات و فروعات فقہیہ قیاسیہ حنفیہ مالکیہ شافعیہ حنبلیہ میں مختلف ہوں بلکہ باوجود ہونے اصول واحد کے فروع فقہیہ کو ترک کرنا بھی عقیدہ میں داخل اور عمل میں جاری ہے۔ چنانچہ فقہ حنفیہ کا مستند فتاوی شامی یعنی رد المختار ہے جس کی توصیف اوپر مولوی صاحب سے ہم متعدد دفعہ نقل کر چکے

ہیں کہ شامی جو اہل سنت وجماعت کی بہت معتبر کتاب ہے اور علماء ہند وغیرہ کا اس کی روایتوں پر عمل ہے"

"ردالمحتار الدالمختار کا سب سے نفیس تر حاشیہ فقہ کی کمال معتبر کتاب علامہ ابن عابدین شامی کی مصنفہ ہے"

اسی ردالمحتار شامی جلد اول مطبوعہ مصری صفحہ ۵۲ و صفحہ ۲۶ میں مرقوم ہے

نقل صح انہ قال اذا صح الحدیث فھو مذھبی وقد حکی ذلک ابن عبد البر عن ابی حنیفۃ وغیرہ من الائمۃ اھ ونقل ایضا الامام الشعرانی عن الائمۃ الاربعۃ و اما لو صلی یوما علی مذھب واراد ان یصلی یوما اخر علی غیرہ فلا یمنع منہ لما قدمناہ فی الخطبۃ عن الحافظ ابن عبد البر والعارف الشعرانی عن کل من الائمۃ الاربعۃ انہ قال اذا صح الحدیث فھو مذھبی	بے شک تحقیق کو پہنچا ہے اور دین سے کہ انہوں نے فرمایا جب صحت کو پہنچ جاوے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تو وہی ہمارا مذہب ہے جیسا کہ ابن عبد البر نے امام ابو حنیفہؒ وغیرہ سے نقل کیا ہے نیز امام شعرانیؒ نے بھی چاروں اماموں سے کہ اگر نماز پڑھے ایک دن ایک مذہب کے موافق اور ارادہ کرے کہ نماز پڑھے دوسرے دن دوسرے مذہب کے طور پر تو اس سے بھی امر مانع نہیں ہے کیونکہ ہم نے شروع خطبہ میں بنقل حافظ ابن عبد البر اور عارف شعرانیؒ کے چاروں اماموں سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا جب صحیح ثابت ہو جاوے حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تو وہی ہمارا مذہب ہے"

نیز اسی ردالمحتار صفحہ ۳۵ میں مرقوم ہے۔

فاخرج نفسک من ظلمۃ التقلید وحیرۃ الاوھام واستضیٔ بمصباح التحقیق فی ھذا المقام	"نکال تو اپنے نفس کو تقلید کی اندھیریوں اور اس کی حیرت اوہام میں مبتلا ہونے سے اور روشنی حاصل کر تحقیق کے چراغ سے"

اور ایسی ہی صراحت دیوبندی اور بریلوی اکابر دونوں سے ثابت ہے۔ چنانچہ

مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی از: اکابر علماء دیوبند کا فتوی فتاوی رشیدیہ حصہ دوئم صفحہ ۲۱ میں مرقوم ہے

سوال مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کو جو دہلی میں محدث ہیں جو لوگ ان کو مردود اور خارج اہل سنت سے جانتے ہیں اور لامذہب کہتے ہیں آیا یہ کہنا ان کا صحیح ہے یا نہیں باوجود صحیح ہونے کے ایسے لوگ فاسق بدکار ہیں یا نہیں اور مولانا صاحب کے عقائد اور اعمال موافق اہل سنت والجماعت ہیں یا نہیں اور حضرت سلمہ کے عقائد اور مولانا صاحب کے عقائد میں کچھ فرق ہے یا متفق ہیں گو بعض جزئیات میں یا اکثر میں تخالف ہو تو یہ کچھ ایسا امر نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کو ایسا گمان کیا جائے جواب بطور بسط کے ارقام فرماویں کیونکہ ایک عالم ان کو لعن و طعن کرتا ہے اور بدتر فاسقین سے جانتا ہے فقط

الجواب بندہ کو ان کا حال معلوم نہیں اور نہ میرے ساتھ ان کو ملاقات ہے لیکن لوگ ان کے حال کے بیان میں مختلف ہیں اگرچہ ان کو مردود اور خارج اہل سنت سے کہنا بھی سخت بیجا ہے عقائد میں سب متحد مقلد غیر مقلد ہیں البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں واللہ تعالی اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [مہر: رشید احمد ۱۳۰۱ھ]

علی ہذا مولانا گنگوہی موصوف سبیل الرشاد صفحہ ۱۴ و ۱۵ میں فرماتے ہیں "جب خود شارع کا حکم موجود ہے تو کسی کے قیاس کی کیا ضرورت ہے کیونکہ خلاف حکم نص کے قیاس سے ثابت کرے گا تو وہ فعل ابلیس کا اور جو موافق نص کے ثابت ہوگا تو لاحاصل ہوگا"

"پس اگر خطا بتحقیق معلوم ہو جائے تو اس کو رد کرنا ضرور ہے"

"الغرض بعد ثبوت اس امر کے کہ یہ مسئلہ اپنے امام کا خلاف کتاب و سنت کے ہے ترک کرنا ہر مومن کو لازم ہے اور کوئی عامی بعد وضوح اس امر کے اس کا منکر نہیں ایسے ہی مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حاشیہ حیات الموات صفحہ ۹۸ میں لکھتے ہیں

"مولانا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الخطبہ میں فرماتے ہیں

قول الصحابی حجۃ یجب تقلیدہ عندنا مالم ینفہ شیٔ من السنۃ	ہمارے نزدیک قول صحابی حجت ہے جب تک کسی سنت کے خلاف نہ ہو"

[illegible]

انتہی اقول وھذا لا یختص بقول الصحابی فان کل دلیل یترک لدلیل اقوی منہ (بحوالہ ردالمحتار اور کبیری ص۲۳۱)

ہیں (احمد رضا) کہتا ہوں، اور یہ قول صحابی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر دلیل چھوڑ دی جاوے زیادہ قوی دلیل کے سامنے

ایضاً ص۳۲ حیات الموات، میں لکھتے ہیں۔
"بلکہ علماء کرام کو اس میں اختلاف ہے کہ عقائد میں تقلید مقبول بھی ہے یا نہیں اللہ کو ایک رسول کو سچا جنت و نار کو موجود سوال و عذاب و نعیم قبر حق جاننے میں اس کا کوئی محل نہیں کہ فلاں فلاں مشائخ ایسا فرماتے تھے محض ان کے اعتبار پر مان لیا ہے"
ایضاً ص۳۲ مثلاً قیاس دلیل شرعی ہے مگر نص کے آگے نامقبول ہے نیز فتاوی رضویہ جلد اول ص۳۸۳ میں لکھتے ہیں

ان اخذنا بقول امامنا لیس تقلیدا شرعیا لکونہ عن دلیل شرعی انما ھو تقلید عرفی لعدم معرفتنا بالدلیل التفصیلی اما التقلید الحقیقی فلا مساغ لہ من الشرع وھو المراد فی کل ما ورد من ذم التقلید قال المدقق البھاری فی مسلم الثبوت التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجۃ کاخذ العامی والمجتہد من مثلہ فالرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم او الی الاجماع لیس منہ وکذا العامی الی المفتی والقاضی الی العدول لا یجاب النص

ہمارا اپنے امام کے اقوال کا اختیار کرنا تقلید شرعی نہیں ہے کیونکہ ان کا ماننا دلیل شرعی (فاسئلوا اہل الذکر اور اولی الامر منکم) کے اعتبار سے ہے ہاں یہ تقلید عرفی ضرور ہے بوجہ نہ جاننے دلیل تفصیلی کے تقلید حقیقی کا تو شرع میں کچھ بھی گذر نہیں ہے اور جہاں تقلید کی مذمت وارد ہے اس سے یہی مراد ہے فرمایا محقق بہاری نے مسلم الثبوت میں تقلید عمل کرنے غیر کے قول پر بے دلیل کا نام ہے جس طرح اختیار کرنا بے پڑھے گا اور مجتہد کا آپ جیسے سے پس رجوع کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور اجماع کی طرف نہیں ہے یہ تقلید اور اسی طرح بے پڑھے کا مفتی کی طرف اور قاضی کا گواہوں کی طرف بوجہ ثابت ہونے نص کے ان دونوں میں۔"

نیز مولوی صاحب بریلوی کی مستند فقہ حنبل کی کتاب جس کے متعدد حوالے فتاوی رضویہ

جلد اول ص۴۴۲ و ص۹۶ و ص۸۸ میں مرقوم ہیں یعنی حلبی حاشیہ شرح وقایہ ص۱۴۹ میں ہے

ان کان الضلال امور فالتقلید امہ فلا حرم ان الجاھل یومہ

"اگر گمراہی کوئی شے یا کسی چیز ہے تو تقلید اس کی ماں یعنی جڑ ہے پس بلاشبہ تقلید جاہل ہی کرتا ہے"

نیز مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی نقی علی خانصاحب رسالہ فضل العلم والعلماء احسنی پریس بریلی، ص۳۲ میں لکھتے ہیں "جو لوگ تقلیداً دین پر ثابت رہیں گے نام کے مسلمان رہ جاویں گے"

تقلید شخصی کی حیثیت شرعی

مولوی صاحب بریلوی وغیرہ کے قول سے معلوم ہوا کہ اثر عاً تقلید حقیقی جو عموماً شائع ہو رہی ہے محض بے اصل بلاثبوت قابل مذمت و گمراہی ہے جس کی توضیح مدلل و مفصل ائمہ سلف محققین اور خود مولوی صاحب سے بکثرت نقول کے ساتھ شروع کتاب میں گذر چکی ہے کہ تقلید ناسدید خواہ اعتقادیات میں ہو خواہ فرعیات میں ممنوعات میں سے ہے کیونکہ تقلید تو بغیر دلیل و حجۃ کسی کے قول پر عمل کرنے کا نام ہے اور جو دلیل کے ساتھ ہو جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح فرمان یا بے پڑھے کا مفتی عالم کے فتوی پر عمل یا قاضی کے گواہوں پر اعتماد کرنا اس کا نام تقلید نہیں ہے بوجہ ثبوت صریح کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پارہ ۳ سورۃ بقر میں فرمایا۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ

"اور گواہ کر دو دو گواہ اپنے مردوں میں سے"

اور پارہ ۶ سورۃ مائدہ میں فرمایا۔

كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ

"کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے لئے گواہی دینے کو انصاف کی"

اور پارہ ۲۸ سورہ طلاق میں فرمایا۔

وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ

"اور گواہ کر لو دو معتبر اپنے میں کے اور ٹھیک ادا کرو گواہی اللہ کے لئے"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الا اخبرکم بخیر الشھداء الذی یاتی بشھادتہ قبل ان یسالھا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی بیمین وشاھد (رواہ مسلم)

"کیا خبر دوں میں تم کو بہتر گواہی دینے والوں کی وہ لوگ ہیں جو گواہی دینے کو آتے ہیں بلا سوال کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا ساتھ قسم اور گواہی کے"

پس جس طرح تقلید بے دلیل کسی کے قول کے ماننے کا نام ہے اور اس کا شرعاً بے اصل وبے ثبوت و ممنوع ہونا کلام ائمہ دین وفقہاء محققین حنفیہ ومستند علماء سے واضح ہو چکا بلکہ نصوص قرآن وسنت کے خلاف ہونا بھی۔

تقلید شخصی اور مولانا شہید رح

اسی طرح مولانا شہید مرحوم اور آپ کے جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ارشادات سے بھی یہی ثابت ہے چنانچہ ایضاح الحق ص۸۰ میں فرماتے ہیں۔

ہر کس را تحقیق احکام قیاسیہ واشغال صوفیہ وقوانین عربیہ ضرور نیست و ارادہ وتقلید شخصے معین از مجتہدین ومشایخ ذا ارکان دین نہ بلکہ ہمیں قدر کافیست کہ وقتیکہ حاجتے پیش آید از کسے از ایشان استفسار کردہ شود نہ آنکہ ارادہ وتقلید ہم مثل ایمان بالانبیاء از ارکان دین شمردہ شود ولقب حنفی وقادری بمشابہ لقب مسلمان وسنی اظہار کردہ شود وامتیاز از شافعیاں وچشتیاں مثل امتیاز از کفار وروافض از لوازم دین شمرہ شود و انتقال را از مذہبے بمذہبے یا طریقہ بطریقہ مثل ارتداد وابتداع دینی موجب قتل وہتک معدود کردہ شود۔ بالجملہ غرض ازیں کلام آنکہ اشتغال بہ تفتیش ظاہر کتاب وسنت وتعلم وتعلیم آن خواہ بخواندن باشد خواہ باسماع مضامین آن وسعی در اشاعت آں از جنس اکل وشرب ولباس است کہ مدار زندگانی بر آنست

ہر کسی کو تحقیق احکام قیاسی اور اشغال صوفیہ اور قواعد عربیہ کی ضرورت نہیں ہے اور مرید ہونا اور مقلد ہونا کسی شخص معین کا مجتہدوں اور مشایخوں سے ارکان دین میں نہیں ہے بلکہ اسی قدر کافی ہے کہ جس کو حاجت پیش آوے کسی سے ان لوگوں میں سے پوچھ لے نہ یہ کہ مرید اور مقلد ہونا مانند ایمان کے ساتھ نبیوں کے رکن دین سے گنا جاوے اور لقب حنفی اور قادری مانند لقب مسلمان اور سنی کے ظاہر کیا جاوے اور فرق شافعیوں اور چشتیوں سے مانند فرق کافروں اور رافضیوں کے لوازم دین سے گنا جاوے اور منتقل ہونا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف یا ایک طریقہ سے طرف دوسرے طریقہ کے مانند مرتد اور باغی اور مبتدع ہونے کے سبب قتل اور ہتک عزت کا ہووے۔ خلاصہ یہ کہ شغل دریافت ظاہر قرآن اور حدیث کا اور سیکھنا اور سکھانا اس کا خواہ پڑھنے سے ہو خواہ سننے سے اور کوشش اس کے مشہور کرنے میں قسم کھانے اور پینے سے ہے کہ مدار زندگی کا اس پر ہے اور مشغول ہونا ساتھ احکام فقہیہ معتبرہ اور اشغال صوفیہ کے جو مفید

ﻟﻪ نیز دیکھئے تفہیمات الٰہیہ ص۱۵۱ (ج ۱)

واشتغال باحکام فقہیہ معتبرہ واشغال صوفیہ نافعہ از قبیل مداواۃ ومعالجت کہ عند الضرورت بقدر حاجت بعمل آرند وبعد ازاں بکار اصلی خود مشغول باشند وعنوان وشعار خود محمدیہ خالصہ وتسنن قدیم باید داشت نہ تمذہب خاص وانسلاک در طریقہ مخصوصہ بلکہ مذہب وطرق را مثل دکاکین عطارین باید شمرد وخود را از مسکان جند محمدی پس چنانکہ سپاہیاں را عنوان سپہ گری شعار است واعلاء کلمہ سلطانی کار وبار و وقتیکہ بردوائے محتاج میشوند از ہر دو کہ بدست آید میگیرند وبقدر حاجت بعمل آرند وباقی را برائے وقت ضرورت نگاہ میدارند وبکار وبار خود مشغول میباشند ہمچنیں محمدیہ خالصہ را شعار خود باید کرد و اقامت ظاہر سنت را کار وبار خود باید داشت واحکام فقہیہ صحیحہ را واشغال صوفیہ معتبرہ را کہ خالی از شوب فساد وبدعت باشد بقدر حاجت استعمال باید کرد ونباید از حاجت بآں توغل نباید کرد حاصل کلام آنکہ احکام فقہیہ کہ مجتہدین سابقین مسلم از اجتہاد آں را بقیاسات صحیحہ استنباط نمودہ اند بے شک از قبیل سنت است اما از جنس سنت حکمیہ کہ در جنب سنت حقیقیہ

ہیں قسم دوا اور علاج سے ہے کہ وقت ضرورت بقدر حاجت عمل میں لاوے اور بعد اس کے اپنے اصل کام میں مشغول ہوں اور سرنامہ اور لباس اپنا محمدیت خالص اور طریقہ سنت ہمیشہ چاہیے رکھنا نہ کہ اختیار کرنا مذہب کسی مذہب خاص کا اور داخل ہونا طریقہ خاص میں بلکہ سب مذہبوں اور طریقوں کو مثل دکان عطاروں کے گنا چاہیے اور اپنے آپ کو داخل لشکر محمدی میں کرنا چاہیے پس جیسا کہ سپاہیوں کا عنوان سپہ گری کا لباس ہے اور بلند کرنا کلمہ بادشاہی کا کاروبار اور جس وقت دوا کے محتاج ہوتے ہیں جس دوکان سے کہ ہاتھ لگے لے لیتے ہیں اور بقدر حاجت استعمال کرتے ہیں اور باقی کو واسطے ضرورت کے نگاہ رکھتے ہیں اور اپنے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں اسی طرح خاص محمدیوں کو طریقہ اپنا کرنا چاہیے اور قائم رکھنے ظاہر سنت کو کاروبار اپنا کرنا چاہیے اور احکام فقہ کو کہ صحیح ہوں اور اشغال صوفیہ معتبرہ کو جو خالی آمیزش فساد اور بدعت سے ہوں بقدر حاجت استعمال کرنا چاہیے اور زیادہ حاجت سے ان میں مشغول نہ رہے حاصل کلام یہ ہے کہ احکام فقہیہ مجتہدوں پہلوں کے کہ جن کا اجتہاد مسلم ہے کہ ان کو قیاسات صحیحہ سے نکالا گیا ہو بے شک قسم سنت سے ہیں مگر قسم سنت حکمیہ سے کہ مقابل سنت حقیقی کے جو برابر بھی نہیں پس زیادتی اور رسوخ اس

بیوستے اند پس افراط و غلو دراں از قبیل بدعت است اھ

میں قسم بدعت سے ہے۔"

علی ہذا مولانا شہید مرحوم اصول فقہ صفحہ ۱۶۷ میں فرماتے ہیں

الترجیح بکثرۃ المقلدین باطل لیس للمسلمین یقلد احدا التقلید لیس بواجب التقلید بالمعین لیس بواجب

مقلدین کی کثرت سے ترجیح باطل ہے۔ مسلمان کو کسی کی تقلید نہ کرنی چاہئے۔ تقلید واجب نہیں۔ "نہ کسی خاص مقرر شخص کی تقلید واجب ہے۔"

نیز مولانا شہید مرحوم منصب امامت صفحہ ۹۸ میں فرماتے ہیں۔

چنانکہ اجتہاد مجتہدین و قیاسات قائسین وقتیکہ مقابل نص قطعی می شود بلا ریب از پایۂ اعتبار ساقط می گردد ہرگز عمل بر امور مذکورہ بر تقدیر مخالفت نص جائز نیست۔ فقہائے ہمت اہل آں زمان ہمیں یاد گرفتن چندے از مسائل فقہ می شود تا بایں حیلہ جانِ خود را از گزند سلطانِ وقت محفوظ دارند و بدخواہ را بآں ملزم و مفحم گردانند پس گزندے عظیم بروح شرع اند میرسد اگرچہ قالب شرع قائم می نماید۔

"جس طرح کہ مجتہدین کا اجتہاد اور قیاس کرنے والوں کا قیاس اس وقت کہ نص قطعی قرآن و حدیث کے مقابل ہوتا ہے بلا شک پایہ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے ہرگز عمل امور مذکورہ پر در صورت مخالفت نص کے جائز نہیں ہے۔ اس زمانے والوں کی ہمت فقہا انہیں چند مسائل فقہیہ کا یاد کرنا ہے تاکہ اس حیلہ سے اپنی جان کو سلطان وقت کی ایذا اور آزار سے محفوظ رکھیں اور بدخواہ کو اسکے ساتھ ملزم اور ساکت ٹھیرا دیں پس روح شریعت کو ان سے سخت نقصان پہنچتا ہے اگرچہ قالب شرع قائم معلوم ہوتا ہے۔"

نیز مولانا شہید مرحوم تنویر العینین صفحہ ۳۲ میں فرماتے ہیں۔

وقد غلا الناس فی التقلید وتعصبوا فی التزام تقلید شخص معین حتی منعوا الاجتهاد فی مسئلۃ ومنعوا تقلید غیر امامهم فی بعض المسائل وهذه هی البلیۃ العظمی التی اهلکت الشیعۃ فهولاء ایضا اشرفوا علی هلاک الا ان الشیعۃ قد بلغوا اقصاها فجوزوا رد النصوص بقول من یزعمون تقلیده وهؤلاء اخذوا فیها واذلوا الروایات المشهورۃ الی قول امامهم والحق تاویل قول الامام الی الروایات ان قبل والا فالترک۔

"بہت غلو کیا ہے لوگوں نے تقلید کے بارہ میں اور تعصب کیا ہے لازم کرلینے میں اپنے اوپر ایک شخص معین کی تقلید کو یہاں تک کہ ایک مسئلہ میں بھی اجتہاد کرنے کو موقوف کردیا اور منع کردی تقلید سوائے اپنے امام کے بعضے مسئلوں میں بھی اور یہ وہ سخت بیماری ہے جس نے ہلاکت میں ڈالا شیعہ فرقہ

کو اور یہ لوگ بھی قریب پہنچے ہیں ہلاک ہونے کے مگر فرق اتنا ہے کہ شیعہ انتہا حد کو ہلاک کے پہنچ گئے سو تجویز کرنے لگے نصوص کے رد کرنے کو بجنے پر اس شخص کے کہ قائل ہیں اسکی تقلید کے اور ان لوگوں کی یہ چال ہے کہ پھیرتے گئے ہیں مشہور مشہور روایتوں کو اپنے امام کی بات کی طرف اور چاہئے یہ کہ پھیریں اپنے امام کی بات کو حدیثوں کی طرف اگر قبول کے قابل ہوں قبول کریں اور نہیں تو امام کی بات کو چھوڑ دینا چاہئے۔"

ایضاً ص ۳۸ ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصریحۃ الدالۃ خلاف قول الامام المقلد فان لم یترک قول امامه ففیه شائبۃ من الشرک کما یدل علیه حدیث الترمذی عن عدی بن حاتم۔

"افسوس ہے کہ کیونکر جائز ہوگا لازم کرلینا ایک شخص معین کی تقلید کو باوجود قدرت کے رجوع کرنے پر ان روایتوں کی طرف جو منقول ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف صاف اور دلالت کرتی ہیں خلاف پر اس امام کے قول کے جس کی تقلید لازم کی گئی ہے پھر اگر نہ چھوڑی کسی نے اپنے امام کی بات تو اس کے دل میں شائبہ شرک گھسا ہوا ہے جس طرح دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ترمذی کی عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے الخ۔"

فعلم من هذا ان اتباع شخص معین بحیث یتمسک بقوله وان ثبت علیه دلائل من السنۃ والکتاب ویاول الی قوله شوب من النصرانیۃ وحظ من الشرک والعجب من القوم لا یخافون من مثل هذا الاتباع بل یخوفون

"معلوم ہوا اس حدیث ترمذی سے کہ تقلید کرنا شخص معین کی اس طرح کہ تمسک کرے اسکے قول کے ساتھ اور گو ثابت ہوں خلاف اسکے دلائل کتاب و سنت سے اور تاویل کرے کتاب و سنت کو امام کے قول کی طرف اس میں شمہ ہے نصرانیت کا اور حصہ ہے شرک کا اور تعجب ہے ان لوگوں سے جو خوف نہیں کرتے اس طرح کی تقلید سے بلکہ ظلم کرتے ہیں ان

تارکہ • کے چھوڑنے والے پر"

تقلید اور شاہ ولی اللہؒ

علی ہذا مولانا شہید مرحوم کے جد امجد مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تفسیر الفوز الکبیر ص۔۔ میں فرماتے ہیں

اگر نمونہ یہود خواہی کہ بینی علماء سوء کہ طالب دنیا باشند و خوگر بہ تقلید سلف و معرض از نصوص کتاب و سنت و تعمق و تشدد یا استحسان عالمے را مستند ساختہ از کلام شارع معصوم بی پروا شدہ باشند و احادیث موضوعہ و تاویلات فاسدہ را مقتدای خود ساختہ باشند تماشا کن کانہم ہم

"اگر نمونہ یہود دیکھنا ہو تو ان علمائے سوء کا تماشہ دیکھو جو طالب دنیا خوگر تقلید سلف کے نصوص کتاب وسنت سے اعتراض کرنے والے ایک عالم کی بات کو اچھا جان کر کلام شارع معصوم سے بے پرواہ ہونے والے اور احادیث موضوعہ و تاویلات فاسدہ کو اپنا پیشوا بنانے والے ہیں دیکھ کر ہو بہو یہود ہیں"

نیز شاہ صاحب موصوف القالۃ الوصیۃ کی اول وصیت میں فرماتے ہیں

و دائماً تفریعات فقہیہ را بر کتاب و سنت عرض نمودن آنچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالای بد بریش خاوند دادن امت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب و سنت استغناء حاصل نیست و سخن متقشفہ فقہا کہ تقلید عالمے را دست آویز ساختہ تتبع سنت را ترک کردہ اند نشنید و بدیشاں التفات نکردن قربت خدا جستن بدوری ایناں اھ

"ہمیشہ فقہ کے مسئلے قرآن وحدیث سے ملاتا رہے جو موافق ہو قبول کرے جو خلاف ہو ترک کرے امت کو کسی وقت مسائل قیاسیہ قرآن وحدیث سے ملائے بغیر چارہ نہیں ہے اور ایسے خشک فقیہوں کی بات نہ سننی چاہئے جو ایک عالم کی تقلید کو سند جان کر سنت کو ترک کرے ایسے سے دور رہنے میں خدا کا تقرب جانے"

نیز شاہ صاحب موصوف عقد الجید ص۔۔ میں فرماتے ہیں

فان بلغنا حدیث من الرسول المعصوم الذی فرض اللہ علینا طاعتہ بسند صالح یدل علی خلاف مذہبہ و ترکنا حدیثہ و اتبعنا ذلک

"اگر پہنچے ہم کو اچھی سند سے حدیث رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی جن کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض فرمائی اور یہ حدیث مذہب کے خلاف پر دلالت کرے اور ہم حدیث کو چھوڑ کر

التخمین خمن اظلم منا و ما عذرنا یوم یقوم الناس لرب العالمین و ھکذا فی حجۃ اللہ البالغۃ ص۱۶۱

اس قول محض تخمین کے تابع رہیں تو ہم سے زیادہ ظالم کون ہوگا اور ہمارا عذر اس روز کیا ہوگا جس روز لوگ پروردگار عالم کے سامنے کھڑے ہوں گے"

نیز حجۃ اللہ البالغہ ص۱۶۰ میں فرماتے ہیں"

وفی من یکون عامیا و یقلد رجلا من الفقہاء بعینہ یری انہ یمتنع من مثلہ الخطأ وان ما قالہ ھو الصواب البتۃ و اضمر فی قلبہ ان لا یترک تقلیدہ وان ظہر الدلیل علی خلافہ وذلک ما رواہ الترمذی عن عدی بن حاتم انہ قال سمعتہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ

"اس کے حق میں بھی ہے جو شخص عامی ہے تو کسی فقیہ کا یہ سمجھے کہ اس سے خطا ہو نہیں سکتی اس کی جو بات ہوتی ہے ٹھیک ہی ہوتی ہے اور اپنے دل میں جمالے کہ اس کے خلاف کیسی ہی دلیل ظاہر ہو میں اس کی تقلید نہ چھوڑوں گا اس کے متعلق ترمذی نے عدی بن حاتم سے روایت کی ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے کہ نصاریٰ نے اپنے علماء اور درویشوں کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اپنا رب قرار دے لیا تھا"

نیز شاہ صاحب موصوف ازالۃ الخفاء جلد ۲ مقصد دوم مطبوعہ صدیقی بریلی ص۸۴۱ میں فرماتے ہیں۔

جمعے کہ سرمایۂ علم ایشاں شرح وقایہ و ہدایہ باشد کجا ادراک ایں سر دقیق توانند کرد

"جن لوگوں کا علمی سرمایہ صرف شرح وقایہ اور ہدایہ ہی ہو وہ مضامین شرع کی باریکیوں کو کیا سمجھیں گے"

نیز مقصد دوم ص۱۵۷ میں فرماتے ہیں۔

تا انقراض دولت شام ہیچ کس خود را حنفی و شافعی نمی گفت بلکہ ادلہ را بر وفق مذاہب اصحاب خود تاویل میکردند و در دولت عراق ہر کسے برائے خود نامے معین نمود تا نص اصحاب نیابد برابر کتاب و سنت حکم نکند اختلافے

"دولت شام (اموی حکومت) کے ختم ہو جانے تک کوئی شخص اپنے آپ کو حنفی و شافعی نہیں کہلاتا تھا بلکہ دلیلوں کی تاویل اپنے اصحاب کے مذاہب کے موافق کر لیتے تھے اور دولت عراق (عباسیہ) میں ہر شخص نے اپنے لئے ایک ایک نام معین کر لیا جب تک اپنے اصحاب کی تصریح نہ پا لیتے تب تک کتاب و سنت کے

کہ از مقتضائے تاویل کتاب و سنت لازم می آمد الحال محکم الاساس گشت

دلائل پر حکم نہ کرتے جو اختلافات قرآن و حدیث کی تاویل کے تجویز میں از بہلے تھے اب وہ مضبوط ہو گئے۔"

ایضاً تفسیر مقدمہ صفحہ ۲۵ میں فرمایا :-

وخود را مقلد محض بودن ہرگز راست نمی آید و کارے نمی کشاید اکثر مفاسد در عالم ازہمیں جہت ناشی شدہ۔

"اپنے لئے مقلد محض ہونا ہرگز درست نہیں ہوتا اور کوئی کام حل نہیں ہو سکتا اکثر فسادات عالم میں اسی تقلید کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔"

ایضاً صفحہ ۲۶۳ آنکہ داعیہ الٰہیہ ما نفس او قبول کند از سر تحقیق نہ از سر تقلید و چوں دریں داعیہ محقق باشد برکات عجیبہ در کارہا او ظاہر شود۔

"فرمان الٰہی کی قبولیت کی توفیق تحقیق سے ہوتی ہے نہ کہ تقلید سے جو اس فرمان میں محقق ہوتا ہے اس پر عجیب عجیب برکات اسکے کاموں میں ظاہر ہوتے ہیں۔"

نیز دیکھو شاہ صاحب موصوف کی کتاب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مجتبائی دہلی صفحہ ۱۳۴ و صفحہ ۱۳۵ میں فرماتے ہیں۔

اما ایں سخن بکسے کہ سرمایہ علم او بجز قدوری و وقایہ نباشد نتوان گفت۔ اما ایں نکتہ کسے کہ سرمایہ فقہ او شرح وقایہ و منہاج باشد نمی تواند دانست آنرا عالمی متبحر باید لیکن ایں مقلدان بغور سخن نرسید واللہ

"لیکن یہ بات اس کے لئے کہ جس کے علم کا سرمایہ بجز فقہ قدوری اور وقایہ شرح وقایہ منہاج (فقہ شافعی کی کتاب) کے نہ ہو وہ کیونکر اور تحقیق کے نکات بتا سکتا اور جان سکتا ہے اسکے لئے عالم متبحر چاہئے مگر یہ مقلدین کلام کی باریکی کو نہیں پہنچ سکتے ہیں۔"

نیز شاہ صاحب موصوف التفہیمات الالٰہیہ میں فرماتے ہیں

من کان مقلداً لواحد من الائمۃ وبلغہ من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما یخالف قولہ فی مسئلۃ وغلب علی ظنہ ان ذلک نقل صحیح فلیس لہ عذر فی ان یترک حدیثہ علیہ السلام الی قول غیرہ وما ذلک شان المسلمین ویخشی علیہ النفاق

"جو شخص مقلد کسی امام کا ہو اسے بموجب اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی حدیث پہنچے جو اسکے امام کے مخالف ہو اس مسئلہ میں اور گمان غالب ہو جائے کہ یہ نقل یعنی حدیث صحیح ہے پس اسکے لئے کوئی عذر حدیث نبوی علیہ السلام کے چھوڑنے کا نہیں ہے کہ قول کی وجہ سے حدیث کو چھوڑ دے نہ یہ مسلمانوں کی خصلت ہے اگر ایسا کریگا تو اس پر

سلہ من ہو سوا ح مطبع مدینہ بجنور ہند (ع-ح)

ان فعل ذلک۔ نفاق کا اندیشہ ہے۔"

علاوہ بریں شاہ صاحب موصوف کے خلف الصدق مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے اقوال متعلقہ مذمت انواع تقلید میں ص ۱۳ تا ص ۱۸ میں بتفصیل گذر چکے ہیں واضح ہو کر اسی خاندان مقدس دہلویؒ کی مصنفات کتب سے سند یافتہ بدایونی بریلوی کے پیران پیر تک بھی مستفیض تھے جس سے ان کی کذب بیانی درباره توہین و تکفیر ائمہ دین کے الزام میں واضح ہو چکی۔

نسبت "محمدی" اور دیگر نئی نسبتوں کی بحث

پس امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خالص شعار لباس و لقب اپنا محمدی طریقہ خاص اعلائے کلمۃ اللہ توحید و سنت اپنا کام رکھنا چاہیئے اگرچہ ان سے بغض رکھنے والے اور اس پر طعن و طنز کرنے والے کتنے ہی ہوں۔ کیونکہ تحکم حزب بما لدیھم فرحون افسوس یہ فرقہ مانند ایمان بہ انبیاء کے ارکان دین سے فرقہ بندی کو اپنے لئے لازم سمجھنے لگا مقلد و مرید ہونے نہ ہونے کے فرق کو اپنے اپنے حلقہ میں مثل مرتد و باغی کے شمار کرنے لگے۔

ایک حدیث بھی سن لیجئے جو سنن ابوداؤد میں وارد ہے۔

عن عبد السلام بن ابی حازم ابی طالوت قال شھدت ابا برزۃ دخل علی عبید اللّٰہ بن ابی زیاد فلما راٰہ عبید اللّٰہ قال ان محمدیکم ھذا الدحداح ففھمھا الشیخ فقال ما کنت احسب انی ابقٰی فی قوم یعیروننی بصحبۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم خرج مغضباً رواہ ابوداؤد صفحہ ۲۴۱ ج ۲ باب الحوض

"وہ عبد السلام بن ابی حازم سے روایت ہے میں نے دیکھا ابا برزہ صحابی رضی اللہ عنہ کو وہ گئے عبید اللہ بن زیاد حاکم کوفہ منجانب یزید کے پاس جب عبید اللہ نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کہنے لگا دیکھو تمہارا محمدی یہ موٹا ٹھگنا ہے ابو برزہؓ اس بات کو سمجھ گئے تو انہوں نے فرمایا مجھے یہ گمان نہ تھا کہ میں ایسے لوگوں میں رہ جاؤں گا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے مجھے عار دے کر دھکا ئیں گے پھر چلے گئے غصہ میں۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبید اللہ بن زیاد کوفی جس کے دور گورنری میں حضرت حسینؓ شہید کئے گئے اس نے صحابی کو محمدی ہونے کی وجہ سے عار دلائی اور صحابی بھی بوجہ صحبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ محمدی کے عار دلانے سے رنجیدہ ہو کر چلے آئے۔ پس فرقہ بندی کے الزام کی تردید اخیب کے جواب میں کرنے میں مفصل ناظرین کے ملاحظہ سے گذر چکی ہوگی۔ نیز حضرت سیدنا

شیخ عبدالقادر جیلانی بڑے پیر صاحبؒ نے اپنے ملفوظات الفتح الربانی مطبوعہ مصر کے ترجمہ فیوض یزدانی مطبوعہ بلالی ساڈھورہ، صـ۲۷۱ مجلس میں فرمایا۔

انتم یا محمدیین اذا لم تعملوا بالقرآن و تحکموا احکامہ مسخ قلوبکم
"اے محمدیو! اگر تم قرآن پر عمل نہ کرو گے اور اس کے احکام کو مضبوط نہ تھامو گے تمہارے قلوب مسخ ہو جائیں گے"

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ البلاغ المبین صـ۳ میں کہتے ہیں۔

پس این کوفیاں بدمذہب کہ بزرگان خود را بدنام میسازند در کدام فرقہ محشور خواہند شد ظاہر القاب ہائے اینان کہ بعضے خود را قادریہ میگویند و بعضے نام چشتیہ گرفتہ اند و بعضے سہروردیہ لقب شدہ اند و بعضے بنام نقشبندیہ موسوم گشتہ اند در رنگ القاب امامیہ الخ نام محض است بے معنی و دعوی دروغ لا یعنی زیرا کہ از اعمال و عقائد آن بزرگان دین در ایشاں اثرے نیست۔

"یہ کوفیاں بدمذہب جو اپنے بزرگوں کو بدنام کرتے ہیں کس فرقہ میں قیامت کو اٹھائے جائیں گے بظاہر القاب انکے یہ ہیں کہ بعضے اپنے آپ کو قادری کہتے ہیں کوئی چشتی کوئی سہروردی کوئی نقشبندی نام رکھتا ہے یہ سب امامیوں کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ محض نام ہے معنے اور دعوی جھوٹے لا یعنے ہیں کیونکہ بزرگان دین کے اعمال و عقائد میں سے ان میں کوئی اثر نہیں ہے۔"

علیٰ ہذا مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ فتاوی رشیدیہ حصہ اول صـ۲ میں فرماتے ہیں

سوال: تذکیر الاخوان صـ۷ میں ہے پھر کسی نے آپ کو چشتی مقرر کیا کسی نے قادری کسی نے نقشبندی کسی نے سہروردی کسی نے رفاعی (حکم یہی ہے کہ سب مل کر قرآن و حدیث پر عمل کرو اور سنت کے طریقے کے موافق مسلمان رہو) لہذا یہ مضمون صحیح ہے یا غلط؟

"الجواب مراد یہ ہے کہ فرقہ فرقہ جدا ہونا باعتبار عقائد و اعمال کے بدعت ہے جیسا روافض و خوارج عقائد میں اپنے اہواء سے مختلف ہو گئے ہیں تو اسی طرح اس زمانہ کے قادری و چشتی مثلاً اپنے اپنے عقائد مبتدعہ میں اور اعمال ناجائز میں مختلف ہو کر ہر ایک نے خلاف شرع کو اپنا طریقہ مقرر کر لیا ہے کہ اگر عالم ان کو کسی عقیدہ مبتدعہ سے یا کسی عمل غیر مشروعہ سے منع کرے تو کہتے ہیں کہ ہم قادری ہیں مثلاً ہم کو جس طرح اپنے بزرگوں سے پہنچا اس کو ہی حق جانتے ہیں اور یہ بالکل غلط ہے کیونکہ عقائد و اعمال سب بزرگان دین کے موافق سنت کے تھے ان لوگوں نے

احداث بدعات کیا ہے پس ایسے اہل طریقہ کو وہ مثل بہتر فرق کے فرماتے ہیں نہ ان اہل اللہ لوگوں کو جو ان خاندانوں کے مقبول متبع سنت ہیں کیونکہ ان کا کوئی فرقہ سوائے اہل سنت کے نہیں اور کوئی امر طریقہ کا خلاف شرع کے نہیں یہ خود ایک فرقہ ہے فقط نام ہر ایک کا جدا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

علیٰ ہذا مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری انتصار الحق صـ۱۳۶ میں فرماتے ہیں "فی الواقع بالذات اللہ جلشانہ نے حنفی وغیرہ ہونے کا امر نہیں فرمایا" نیز صـ۱۲۲ میں لکھا ہے "ایک امام کے قول کے سوا کسی مجتہد کا قول کبھی نہ ماننے بلکہ قرآن شریف حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہم ایسی تقلید کو خود شرک اور حرام کہتے ہیں" نیز صـ۱۸۰ میں لکھتے ہیں۔

"ہم نے تقلید معین کو کب ارکان ایمان سے قرار دیا ہے" نیز صـ۱۸۱ میں فرماتے ہیں

"اور وہ کلام منقول تنویر العینین کہ تحقیق غلو کیا بعض آدمیوں نے اور تعصب کیا بیچ الزام تقلید شخص معین کے۔ اور یہ ہے مرض سخت" "اور یہ دونوں باتیں ہم بھی نہیں پسند کرتے۔"

مزید عجائبات نعیمیہ وغیرہ

مولوی صاحب بریلوی اطائب العیب صـ۲ میں لکھتے ہیں "تقلید ائمہ فرض قطعی ہے" "استغفر اللہ من ہذا القول الخاف للنصوص کیا یہ محض تعصب عناد و ضد حضرات اہل حدیث عاملان سنت سے نہیں ہے جن کو غیر مقلد لامذہب وغیرہ الفاظ تو ہین یاد کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی کافر و مرتد ان کے ذبیحہ محض نجس و مردار و حرام قطعی بتائے جاتے ہیں مگر دیکھئے جو خود اپنے اوپر اپنے ہی اقوال مردودہ سے غیر مقلد بن کر عود کفر و ارتداد کا حکم قائم کر کے اپنے ہی گلے کا طوق بن گیا۔ چنانچہ اس کی بدیہی تصدیق ہے کہ خود مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ دوم حسنی پریس بریلی صـ۳ میں مرقوم ہے"

ل اس موقع پر علماء و متوسلین دیوبند کی خدمت میں نہایت مؤدبانہ عرض ہے کہ وہ اپنے مقتدا اور پیر مولانا گنگوہی جیسے کے اس نقش قدم پر چلیں یعنی چونکہ مولانا گنگوہیؒ تمام خاندان دہلوی ولی اللّٰہی کی کتب عقائد توحید و سنت کے مخصوص عقیدت مند اور ادادت مند تھے اس لئے متوسلین دیوبند کو چاہئے کہ وہ بھی اپنے عقائد و اعمال کو انہیں کے نمونہ پر تجویز کریں۔ مولانا گنگوہیؒ نے فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صـ۸۹ و سوم صـ۳ (طبع اول) و تذکرۃ الرشید جلد اول صـ۱۳ [illegible] میں حجۃ اللہ البالغہ۔ عقد الجید، صراط مستقیم، تنویر العینین، تفسیر فتح العزیز وغیرہ کتابوں اور ان سے عقیدت کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ میں (یعنی مولانا گنگوہیؒ) ان کتابوں سے واقف ہوں اور اس خاندان سے مستفید اور انکے عقائد [illegible] پر پورا مطلع۔ بندہ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ میں بیعت ہے [illegible] اسی خاندان کا شاگرد ہے۔ وصیت مولانا شاہ ولی اللہ حق ہے [illegible] بھی فرماتے ہیں۔ بندہ کا بھی یہی عقیدہ و عمل ہے اور اسی خاندان سے مستفید مطلع ہوا [illegible] کا خیال [illegible] ... [illegible] کے عقائد تقویۃ الایمان سے ظاہر ہیں۔ مولانا [illegible] کے متعلق فرماتے ہیں کاش ایضاح الحق الصریح آپ دیکھ لیتے [illegible] اب امید کرتا ہوں کہ اگر آپ غور فرمائیں گے تو اپنی غلطی پر مطلع و متنبہ ہو جائیں گے فقط یہ ایک مخلصانہ گذارش ہے بزرگان دیوبند کی خدمت میں۔ و بیدہ ہدایتنا وما علینا الا البلاغ (از مؤلف مرحوم)

قدس اللہ صاحب کہنا کیسا ہے؟ اور شاہ جائز ہے حدیث میں ہے اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی المال والاھل والولد ،، سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تو قرآن عظیم میں صاحب فرمایا گیا ما ضل صاحبکم وما غوی۔ وما صاحبکم بمجنون لیکن اللہ صاحب کہنا اسمٰعیل دہلوی کا محاورہ ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً ہمارے صاحب ہیں مگر نام پاک کے ساتھ صاحب کہنا آریہ پادریوں کا محاورہ ہے اس لئے نہ چاہیے آریہ پادری دہا۔ یہ سب ایک سے ہیں فقط،،

ناظرین کرام نے غور فرمایا کہ جو امر قرآن پاک اور احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو کر یقیناً جائز ہو اس کو ضد و عناد کی وجہ سے ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔

مولوی نعیم الدین صاحب اور مسئلہ رفع الیدین

علی ہذا مولوی نعیم الدین کا بغض و عناد اور نفاق خفی حدیث و سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین عاملان طریقہ سنت سے ناظرین اہل انصاف ملاحظہ فرماویں۔

نماز میں رفع یدین کرنے کے متعلق مولوی صاحب نے پہلے تو فیضان رحمت سنہ ۱۳۲۰ھ صفحہ ۱۳۲ میں یہ لکھا۔ ،، ہدایہ والے نے یہ حدیث نقل کی یعنی نہ اٹھائے جاویں ہاتھ مگر سات جگہ تکبیر افتتاح قنوت عیدین۔ بوسہ حجر اسود۔ صفا مروہ۔ عرفات۔ جمرات۔ اور فتح القدیر میں مسطور ہے کہ محال ہے کہ یہ حدیث صحیح ہو اس لئے کہ رفعیدین حدیثوں میں سوائے ان سات جگہ کے متواتر وارد ہے،،

یعنی جو دلیل صاحب ہدایہ نے ممانعت رفعیدین میں پیش کی اس کو مولوی صاحب نے بحوالہ فتح القدیر اس کا صحیح ہونا محال و نامقبول بتا کر احادیث رفعیدین کے متواتر ہونے پر سر تسلیم خم کیا جس کا انکار حسب تصریح ائمہ کرام و فقہاء عظام کفر ہے (دیکھو شرح فقہ اکبر و عالمگیری وغیرہ) مگر پھر بدنصیب کا باوجود اقرار سنیت متواترہ کے بعناد اہل حدیث و مولانا شہید مرحوم وغیرہ کے سنت رفع یدین کا توہین کے ساتھ مضحکہ اڑانا بجز عناد قلبی احادیث کے اور کیا معنی رکھتا ہے۔ دیکھئے سنہ ۱۳۲۰ھ کا فتوی اصلی مولوی نعیم الدین در بارہ انکار رفعیدین (جسکا رد مطبوع ہو کر شائع ہو چکا ہے) وھو ہذا ،، تقلید ائمہ چھوڑ کر رفعیدین کرنا اشد کبیرہ اور سخت حرام ہے۔ "رفعیدین منسوخ و ممنوع اور اس کا مجوز تقلید ائمہ سے خارج۔ شوخ ٹٹوؤں کی طرح پوچھیں ہلاتا ہے،، واللہ سبحانہ جزاء خیر دے اس پاک دین مسلمان کو جس کے قلب کو غیر مقلدین کا رفعیدین کرنا گوارا نہ ہوا اور اس نے مکھیاں اڑانے سے تشبیہ دی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ

والتسلیمات کو جس چیز سے نفرت تھی اس کے قلب کو بھی اس سے نفرت ہوئی جس شخص نے مکھیاں اڑانے سے تشبیہ دی وہ رفعیدین کی سنیت کا قائل کب ہے مکھیاں نہیں اڑاتے تو بھنبھناہٹ کیوں ہے خیر یہ کلمہ آپ کو ناگوار سہی یوں سنئے کہ شریر ٹٹو کی طرح پوچھیں ہلاتے ہیں۔ استخفاف سنت بے شک کفر ہے مگر یہاں سنت ہی کہاں استخفاف کا الزام اس شخص پر جس نے مکھیاں اڑانے سے تشبیہ دی محض باطل ہے تقلید ائمہ سے خارج ہو کر رفعیدین کرنا آمین کہنا سخت قبیح ناجائز ہے۔ کتبہ محمد نعیم الدین،،

پس کجا وہ دعوی سنیت رفعیدین کا متواتر ہونا اور رفعیدین کے نہ کرنے کے ثبوت کا محال بتایا جانا اور کجا یہ انکار و توہین سنیت رفعیدین ظلمت تقلید کے پردہ میں کرنا استغفر اللہ من ھذا النفاق والحمق لہذا حرام بتانا مولوی نعیم الدین کا رفعیدین کو الفاظ خبیثہ توہین کے ساتھ سنت کے بارہ میں سخت درجہ جرم ہے بہ نسبت صاحب خلاصہ کیدانی (رسالہ حنفی) کے جس میں لکھا گیا۔

والاشارۃ بالسبابۃ کاھل الحدیث

،، اور اور حرام ہے) اشارہ کرنا سبابہ شہادت کی انگلی سے التحیات پڑھتے میں جیسے اہل حدیث کرتے ہیں،،

اس پر ملا علی قاری کلی حنفی محقق اپنے رسالہ تزیین العبارۃ لتحسین الاشارۃ میں فرماتے ہیں

وقد اغرب الکیدانی حیث قال والعاشر من المحرمات الاشارۃ بالسبابۃ کاھل الحدیث ای مثل اشارۃ جماعۃ یجمعھم العلم بحدیث الرسول علیہ السلام وھذا منہ خطا عظیم وجرم جسیم منشاہ الجھل عن قواعد الاصول ومراتب الفروع من المنقول ولولا حسن الظن بہ وتاویل کلامہ بسببہ لکان کفرہ صریحا وارتدادہ صحیحا فھل للمؤمن ان یحرم ما ثبت فعلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما کاد ان یکون نقلہ متواترا و

،، بے شک انوکھی بات کہی ہے کیدانی نے جو لکھا ہے کہ دسواں حرام فعل نماز میں اشارہ کرنا ہے ساتھ انگلی شہادت کے مثل اہل حدیث کے یعنی مانند اشارہ کرنے جماعت علمائے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ بات کیدانی کی بھاری خطا اور بڑا جرم ہے سبب اس کا جاہل ہونا ہے کیدانی کا اصول کے قاعدوں سے اور روایات فرعیہ کے مراتب سے اور اگر حسن ظن نہ ہوتا اور بمقتضائے حسن ظن کے اس کے کلام میں تاویل نہ کی جاتی تو اس کا کفر صاف صاف اور مرتد ہونا ٹھیک ٹھیک ثابت ہو چکا تھا بھلا کوئی مومن جرات کر سکتا ہے کہ حرام کہے فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يمنع جواز ما عليه عامة العلماء كابرا عن كابر مع انه يكفى فى موجب تكفيره لكيد الى اهانة المحدثين الذين هم عمدة ائمة الدين المفهوم من قوله كاهل الحديث المفضية الى قلة الادب المفضى بسوء الخاتمة لان من المعلوم ان اهل القران اهل الله واهل الحديث اهل رسول الله صلى الله عليه وسلم وانشد فى هذا المعنى

اهل الحديث هم اهل النبى وان لم يصحبوا نفسه انفاسه صحبوا

کو جس کی نقل قریب ہے کہ متواتر ہو جاوے اور منع کرے اس فعل سے جس پر تمام علماء بڑوں سے بڑوں کا اتفاق چلا آتا ہے۔ ساتھ اسکے کافی ہے وجہ کافر کہنے کیلئے کہ کاسنے محدثین کی جو عمدہ اماماں دین میں سے ہیں اہانت کی ہے چنانچہ وہ اہانت اسکی اس لفظ سے کہ مثل اہلحدیث کے (اشارہ ذکر کیا ہے) سمجھی جاتی ہے جس سے استخفاف ادب جو بری خاتمہ کیطرف لے جاتا ہے نکلتا ہے یہ اسلئے کہ یقینی بات ہے کہ اہل قرآن اہل اللہ اور اہلحدیث اہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں چنانچہ اس بات میں کسی نے شعر کہا ہے۔ کہ اہلحدیث آنحضرت صلعم کے اصحاب ہیں کیونکہ اگرچہ انہوں نے آنحضرت کی ذات شریف کی صحبت نہیں پائی لیکن آپکے انفاس قدسیہ یعنی کلمات طیبات کے تو ہم صحبت ہیں اھ کلام ملا علی قاری"

شعر مذکور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی رسالہ عجالہ نافعہ اصول حدیث میں نقل فرمایا ہے۔

تنبیہ یہ ملا علی قاری وہ بزرگ ہیں جن کو خود مولوی نعیم الدین نے فرائد النور ص۲۲ میں علامہ فاضل فہامہ کامل علی بن سلطان محمد القاری رحمہ اللہ الباری۔ لکھا ہے بے شک ایسے الفاظ خبیثہ مردودہ طریقہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بکنا اللہ تعالی کے غضب کا سبب بن سکتا ہے اگر آسمان سے اس پر آگ اور پتھر برسیں تو کم ہیں۔ ورعقاب یوم العذاب کہیں اس سے زائد ذلت کی مار ہے۔

فتوی مردودہ بالفاظ ناشائستہ مولوی نعیم الدین کی تردید بکمال بسط ص۲۰۰-۲۰۸ میں مفصل مدلل دندان شکن اور مسکت معہ ثبوت سنیت رفعیدین کے گزر چکی ہے ناظرین اہل دیانت وانصاف اس کی طرف رجوع فرمالیں۔

پس صحیح ہو گیا کہ علماء کا بریلوی بندا ور اہل حدیث معتقدین مولانا شہید مرحوم کو کافر و مردود

خارج از اسلام کہنے کی کوئی وجہ ہرگز سوائے ظلم وعناد، حسد و بغض، نفسانیت و فتنہ وفساد حب جاہ وشہرت اور دنیا طلبی کے نہیں ہو سکتی لہذا خود الٹے انہیں پر ان کے الفاظ و اقوال مردودہ خبیثہ لوٹیں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۔

مکتوب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی در مدح مولانا شہید و مولانا عبدالحی رحمہم اللہ تعالی

آخر میں حسب وعدہ (ص۸۱۵) خاتمہ کتاب میں مولانا شہید مرحوم کے فضائل علم وکمالات ومناقب میں آپ کے تایا ابا بزرگوار شیخ واستاد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کا مکتوب گرامی ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے جو بفضلہ تعالی عمدہ فیصلہ ثالثی ہے واقعہ یوں ہوا کہ شاہ صاحب کے زمانہ میں ایک مولوی یار علی صاحب مانکپوری شاگرد مولانا بحر العلوم نے یہ فتوی دیا کہ اہل ہند پر حج فرض نہیں ہے اس کے جواب میں مولانا شہید مرحوم اور مولانا عبدالحی دہلویؒ مرحوم نے جس زمانہ میں آپ بمعراہی قافلہ حضرت سید احمد صاحبؒ کے لکھنؤ تشریف فرما تھے فرضیت حج کا فتوی تحریر فرمایا وہ دونوں فتوی جناب شاہ صاحب موصوف کی خدمت میں بھیجے گئے اس کے جواب میں شاہ صاحب نے منشی نعیم الدین خانصاحب مرحوم کو جو خط تحریر فرمایا حسب ذیل ہے۔ جس طرح منشی صاحب مرحوم نے حضرت سید احمد صاحبؒ کے کمالات ومکاشفات کے متعلق بھی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے اسی وقت قیام لکھنؤ کے اثناء میں تصدیق چاہی تھی اور اس کا جواب بھی شاہ صاحب موصوف نے بہ بسط تحریر فرمایا تھا جو بجواب مولوی نعیم الدین اوپر ص۷۹۷-۷۹۸ میں منقول ہو چکا ہے ناظرین اس کو بھی مکرر ملاحظہ فرمالیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم منشی صاحب عالی مراتب مجمع محاسن ومناقب سلمہ اللہ تعالی از فقیر عبدالعزیز بعد ابلاغ سلام مسنون ودعوات خیر مقرون مکشوف خاطر دوستی ذخائر باد رقیمۂ کریمۂ ایشان مصحوب قطعۂ استفتاء در مقدمہ فرضیت حج بر باشندگان

(حاصل ترجمہ) فقیر عبدالعزیز کی طرف سے بعد پہنچنے سلام مسنون کے خط آپ کا معہ دو قطعہ استفتاء در بارہ فرضیت حج ہندوستان والوں پر اور اس میں بعض بعض لوگوں کا اختلاف کرنا جو عدم فرضیت حج کے ہندوستانیوں کے لئے قائل ہیں۔ مضمون سوال کا ایک

هندوستان واختلاف [illegible] بعض [illegible]
کسانیکه او شان برعدم [illegible] حج
هندوستانیان قائل اند [illegible] سوال
واحد وجوابات یکی دستخطی دانایان غریب
ساکنان نواحی وجوار و دوم مہری [illegible]
الاسلام مولوی عبدالحی صاحب و [illegible]
حجۃ الاسلام مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
زادهما الله علما و فضلا و کمالا حصول
فرحت شمول نموده بر مضامین مندرجه آنها
اطلاع گردید مشفق من از فحاوی مضامین
جواب اول چنان مستنبط میشود که
بزرگان مذکور بجز دو چہار فتاوی معروفه
که سند آنها پیش واقفان این فن ظاهر و
باهر است ندیده اند غرضکه از ادراک
کتب دینیه معتبره که مدار دین متین بر
آنست بہره وافی نبرداند و از تحصیل
علم فقه واصول ذخیره نیندوخته اند محض صرف
اوقات در تحصیل منطق نموده اند و درستی
آنهم بمواجهه ماهران فن مذکور محال و اشکال
است دریں صورت سند اقوال قبیحه شان
ساقط از پایه اعتبار تصور توان کرد و بر احکام
آنها عمل نمودن سراسر راه ضلالت و
بطالت پیمودن است ازیں عقاید
شنیعه حق سبحانه وتعالی جمیع مومنین
را مامون و محفوظ دارد و توفیق طاعت

اور جواب ایک دستخطی دانایان غریب
ساکنان نواحی وجوار کا۔ اور دوسرا
مہری [illegible] اسلام مولوی عبدالحی صاحب
اور [illegible] اسلام مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
[illegible] اللہ علماء و فضلاء و کمالا
حصول فرحت شمول ہوا ان کے مضامین
سے اطلاع پائی مشفق من مضامین مندرجہ
جواب اول سے ایسا پایا جاتا ہے
کہ بزرگان مذکور نے بجز دو چار معروف
فتاوؤں کے کہ سند ان کی اس فن کے
واقفان کے روبرو ظاہر و باہر ہے اور
کچھ نہیں دیکھا ہے غرضیکہ کتب دینیہ معتبرہ
کے معلوم کرنے سے کہ مدار دین متین کا
اسی پر ہے پورا حصہ نہیں رکھتے ہیں اور
تحصیل علم فقہ اور اصول سے ذخیرہ نہیں
حاصل کیا ہے محض صرف اوقات تحصیل
منطق میں کی ہے اور ان کی درستی بھی
ماہران فن مذکور کے روبرو محال اور
مشکل ہے ایسی صورت میں استناد ان
کے اقوال قبیحہ کا پایۂ اعتبار سے ساقط تصور
کرنا چاہئے اور ان کے احکام پر عمل کرنا سراسر
راہ گمراہی اور طریقہ باطل پر چلنا ہے ان عقائد
شنیعہ سے حق سبحانہ وتعالی تمام مومنین کو
امن اور حفاظت میں رکھے اور اپنی فرمانبرداری
کی توفیق نصیب فرمادے۔ جواب دوسرا

خود روزی کند۔ جواب ثانی نوشته تاج
المفسرین و فخر المحدثین سرآمد علمائے
محققین مولوبین موصوفین مطابق و موافق
احادیث قویه و کتب اصول معتبره فقهیه
است چنانچه مقابل مهر و دستخط شان
تصحیحاً مهر خود ثبت کرده شد ملاحظه باید
فرمود تا که اطمینان کلی خواهد گردید و فرستادن
استفتائے مذکور در صورت بودن مهر و
دستخط برخوردار ال محمد حسین احتیاج
نداشت چراکه ایشان در علم تفسیر و
حدیث و فقه و اصول و منطق وغیره
از فقیر کمتر نیستند مهر و دستخط شان گویا
مهر و دستخط فقیر است و عنایت جناب
باری عزاسمه که شامل حال مولوبین
موصوفین ست شکر این نعمت عظمے ادا
کردن نتیش الم حق جل و علے زیاده تر ازیں
بمراتب علیا فائز گرداند و برائے
اشخاص مبین اصل شریعت جمیع مومنین
را همیں عنایت الٰہی خواستن موجب
نجات اخرویست مخلص من مولوبین
محمد حسین را یکے از علمائے ربانی تصور باید
هرچه احتیاج آن محال باشد رو برو شان
ایشان پیش خواهند کرد انشاءالله العزیز
همه شکوک و شبہات دفع خواهند گردید
عنایت فرمائے من ، اگرچه [illegible]

لکھا ہوا تاج المفسرین اور فخر المحدثین سردار
علمائے محققین مولوبین موصوفین کا مطابق
اور موافق احادیث قویہ اور کتب اصول معتبرہ
فقہیہ کے ہے چنانچہ ان کی مہر و دستخط کے ساتھ
تصحیحاً اپنی مہر لگا دی گئی ملاحظہ فرمانا چاہئے
تاکہ پورا اطمینان ہو جاوے اور بھیجنا استفتاء
مذکور کا در صورت ہونے مہر و دستخط برخوردار آل
محمد حسین کے کسی قسم کی حاجت نہیں رکھتا کیونکہ
وہ علم تفسیر اور حدیث اور فقہ اور اصول
اور منطق وغیرہ میں فقیر سے کمتر نہیں ہیں مہر اور
دستخط ان کے گویا مہر اور دستخط فقیر کے ہیں اور
عنایت جناب باری عزاسمہٗ کی کہ شامل حال
مولوبین موصوفین کے ہے شکر اس نعمت
عظمیٰ کا بیان نہیں ادا کر سکتا حق جل و علے اس سے
بھی زیادہ مراتب علیا کے ساتھ سرفراز فرماوے
اور واسطے اشخاص بیان کرنے والے اصل
شریعت کے جمیع مومنین کو اسی عنایت الٰہی
کا چاہنا موجب نجات آخرت کا ہے مخلص من!
مولوبین محمد حسین کو علمائے ربانیین میں
سے تصور کرنا چاہئے جو حاجت کہ دشوار
مشکل ہے مشکل ہو ان کے روبرو پیش کرنا
چاہئے انشاءاللہ العزیز تمام شکوک و شبہات
دفع ہو جاویں گے عنایت فرمائے من اگرچہ
اس قسم کے [illegible] تعریف [illegible]
توصیف پر تصور کرو گے لیکن اظہار کرنا

وا بظاہر تعریف و توصیف خود تصور توان کرد لیکن اظہار امر حق بر واقفان واجب و لازم است لہذا چشم پوشی در حق مناسب ندانستم و ہر دو استفتاء ملفوف تمہ ہذا میرسند در رسیدش مطلع خواہند نمود ایں وقت بسبب ضعف طبیعت بہر ہمیں قدر اکتفا کرده لاجمال عند کو معنو عن التفصیل واللہ تعالیٰ یقول الحق وھو یھدی السبیل والسلام علیکم و بارک اللہ فی معاشکم و معادکم مگر اینکہ انتظار باید کشید کہ اشخاص معلوم در عرصہ قریب التوائے معافی صوم و صلوٰۃ بر ہندوستانیاں خواہند نوشت بدلیل اینکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در ہند تشریف فرما نشده اند و برائے معافی زکوٰۃ اولی باشد فقط انتہیٰ (عبارت لفافہ) لفافہ ہذا در بلده لکھنؤ در سرائے معالی خاں رسیده بسامی مطالعہ منشی صاحب نعیم الدین برادر مولوی خیر الدین صاحب "

امر حق کا واقفان پر واجب اور لازم ہے لہذا چشم پوشی حق میں مناسب نہیں جانتا اور ہر دو نوں استفتاء لفافہ مرقومہ ہذا جس وقت پہنچیں اس کی رسید سے مطلع کریں اس وقت بسبب طبیعت کے اسی قدر پر اکتفاء کیا گیا مگر یہ کہ انتظار کرنا چاہئے کہ اشخاص معلوم (مجیب اول) عرصہ قریب میں التوا ئے روزہ نماز کی ہندوستانیوں پر لکھنا چاہیں گے اس دلیل سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہندوستان میں تشریف فرما نہ ہوئے: اور زکوٰۃ کے لئے معافی بدرجہ اولیٰ ہو گی! فقط،، لفافہ ہذا در شہر لکھنؤ در سرائے معالی خان پہنچے مطالعہ گرامی منشی صاحب منشی نعیم الدین خان برادر مولوی خیر الدین صاحب "۔

سند اس خط کی نقل دیوان شمس الدین صاحب دیوان ریاست جیپور کی بیاض میں موجود ہے اور وہاں سے بواسطہ مولوی کریم بخش صاحب ساکن جوہری بازار واقع جیپور جناب مولوی امیر احمد صاحب مرحوم سہسوانی کے پاس پہنچا اور یہی خط بے کم و کاست منشی امجد صاحب مہتمم محکمہ مناسب واقع ریاست بھوپال کے پاس بھی موجود ملا اور بعض رؤساء بریلی کی بیاض میں بھی اس خط کی نقل ملی اور مولانا امیر حسن مرحوم نقل کرتے تھے کہ یہ اصل خط مولوی تراب علی صاحب لکھنوی کے پاس موجود تھا ہم نے بچشم خود دیکھا تھا واللہ تعالیٰ اعلم فقط رسالہ ہدایت صـ ۹۲ مصنفہ محی السنۃ قامع البدعۃ

حضرت استاذی مولانا مرزا حفیظ اللہ بیگ صاحب مرحوم مرادآبادی مطبوعہ مطبع احتشامیہ مرادآباد محرم الحرام ۱۳۰۹ھ مطابق اگست ۱۸۹۱ء رسالہ

تصدیق و تائید خط ہذا

سوانح مولانا سید میاں محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلویؒ ارتلمیذ رشید حضرت میاں صاحب مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ نواسہ و جانشین مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ) خط بالا مذکورہ موسومہ الحیاۃ بعد المماۃ (صـ ۱۰۹) میں بچشم دید مندرجہ ذیل الفاظ میں اس خط کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

"سید احمد صاحب کا مشن ہدایت خلق کے لئے دورہ کرتے کرتے جب لکھنؤ پہنچا اور وہاں کے علماء کے کانوں میں ایسی صدائیں پڑنے لگیں جس کے سننے کے وہ لوگ خوگر نہ تھے تو ایک بزرگ مولوی خیر الدین صاحب نے جناب شاہ عبد العزیز صاحب کے حضور میں ایک استفتاء بھیجا جس کے اخیر میں ان کی جو غرض اصلی تھی اس کو بھی لکھ دیا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب وغیرہ نے جو سفر کیا ہے اور وعظ و تذکرہ کر رہے ہیں آپ کی اجازت سے یا اپنے ارادہ سے؟ اس کے جواب میں شاہ صاحب نے بغیر اس کے کہ ان کے فتویٰ کا جواب لکھیں صرف اس قدر اپنے دست خاص سے لکھا (جس کو جامع اوراق نے بچشم خود دیکھا ہے اور جس کا حاصل یہ ہے) کہ برخوردار ان عبد الحی و اسمٰعیل در حالیکہ وہاں موجود ہیں تو اس فقیر کو جواب استفتاء کی تکلیف دینی فضول ہے جو کچھ دریافت کرنا ہو ان لوگوں سے دریافت کر لیجئے ان کا کہنا عین فقیر کا کہنا ہے فقط،"

نیز تذکرۃ الرشید حصہ دوم صـ ۲۷۴ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ میں بالفاظ ذیل مذکور ہے۔

"ایک بار یہ دونوں حضرات لکھنؤ تشریف لے گئے تھے وہاں پہنچ کر اہل ہند پر حج کی فرضیت کا مسئلہ بیان فرمایا۔ لکھنؤ کے علماء ان کے مخالف ہوئے اور دلیل پکڑی ان ضعیف فقہیہ روایتوں کی جن میں دریائے شور (کہ مابین ہند و حجاز حائل ہے) مخل امن طریق لکھا ہے غرض یہ بات ٹھیری کہ شاہ عبد العزیز صاحبؒ کا قول دونوں فریق فیصلہ سمجھیں چنانچہ اہل لکھنؤ نے شاہ صاحب کو لکھا وہاں سے جواب آیا کہ ان دونوں صاحبوں کو میرا قائم مقام سمجھو اور فقیر کی رائے بھی یہی ہے کہ اہل ہند پر حج فرض ہے فقط۔"

ناظرین کرام پر مانند آفتاب و ماہتاب کے روشن ہوا کہ جناب شاہ صاحبؒ نے مولانا شہید

---

[1] نیز ملاحظہ ہو سیرت سید احمد شہید (از مولانا ابو الحسن علی صاحب ندوی) ص ۲۱۸ - ۲۲۰ ج ۱ (ع ح)

ومولانا عبدالحی مرحوم کے علم وفضل کمالات وذہانت فہم وذکاوت کا اعتراف فرماکر شیخ الاسلام وحجۃ الاسلام، تاج المفسرین وفخر المحدثین، سرآمد علمائے محققین، علمائے ربانیین سے ملقب فرمایا۔ ان کے جواب ومہر ودستخط کو اپنا ہی جواب ومہر ودستخط قرار دیا۔ جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کی عنایت جو شامل حال دونوں کے ہے اس کے شکریہ سے اپنے آپ کو قاصر فرمایا۔ علم تفسیر وحدیث فقہ واصول منطق وغیرہ میں اپنے آپ کو دونوں سے کمتر نہ بتایا۔ ہر مسئلہ مشکلہ لاینحل وشکوک وخلجان میں مولانا شہید ومولانا عبدالحی ممدوحین وموصوفین مرحومین کی طرف رجوع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ان تمام امور حقہ کا اظہار اپنے ذمہ واجب ولازم قرار دیا جس سے چشم پوشی کسی طرح مناسب نہ سمجھی گئی۔ یہ سب خلاصہ ارشادات جناب شاہ صاحب رحمہ اللہ العزیز ہے جس سے کسی منصف متدین کو بوجہ تصدیقات وسند شہادات وتائیدات کے کسی طرح کا انحراف وانکار نہیں ہو سکتا الا یہ کہ کوئی معاند ومتعصب ہو!

خاتمۂ کتاب ہٰذا الحمد للہ وحدہ لا شریک لہ فی ذاتہ وجمیع صفات کمالہ وہ اپنی ذات وصفات کمال میں یکتا ہے کوئی اس کا ذرہ بھر شریک نہیں وہ شہنشاہ عالم ہر شئے میں خود مختار وقادر ہے اس نے اپنے فضل وکرم سے بنی نوع انسان کے لئے اپنا محکم قانون بھیجا۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

وفی کل شیء لہ آیۃ — تدل علی انہ واحد

اسلام حق تعالیٰ عز شانہ کی توحید اور اس کے تمام احکام امر ونہی رضامندی وناراضامندی سب کتاب اللہ اور طریقہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں منحصر وموقوف ہے اس سے انحراف وروگردانی خصوصاً مسلمانوں کے لئے موجب ضلالت وگمراہی ہے اس کی تفصیل تقویۃ الایمان اور اس کی تکمیل توضیح اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان میں اسی انداز سے توفیقہ تعالیٰ کردی گئی کہ بایدو شاید ۱۳۵۱ھ لغایت ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ چار سال سے زائد میں بحمد اللہ پوری ہو چلی۔ جس میں ہر قسم کی رسومات شرکیات وبدعات تقلیدات ومنوعہ سے مسلمانوں کو باز رکھ کر خالص توحید واتباع طریقہ سنت مدلل قرآن واحادیث کی تاکید وترغیب جتا کر مخالفین پر اتمام حجت کیا گیا۔ مزید برآں ائمہ سلف صالحین اولیاء کاملین اور علمائے دین میں ہر فرقے کے مقتدایان کے مسلمات سے حوالجات اس قدر

تفصیل سے مرقوم ہیں کہ ہرگز کسی دوسری تالیف وتصنیف میں اتنا ذخیرہ فراہم نہیں ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا، ناظرین بچشم انصاف وتدین ملاحظہ فرمالیں!

جس بحر ذخار کے قطرات کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے کہ رسومات شرک وبدعات کے زہریلے اثرات کی جڑ اور اصل بناء قبر پرستی کے جملہ ٹھاٹھ ہیں لیکن قبروں کو پختہ مزین حتیٰ کہ کچی قبر بھی ایک بالشت سے زائد اونچی بنانا حدیث وفقہ میں منع ہے جو قبر شکستہ ٹوٹی پھوٹی ہوتی ہے اس پر حق تعالیٰ کی رحمت برستی ہے پھر چہ جائے کہ ان پر نذر ونیاز چڑھانا منتیں مرادیں ماننا ان کو عالم الغیب جان کر ندائیں فریادیں کرنا۔ باوجود ان تمام خرافات میں مبتلاء ہوتے ہوئے پھر شفاعت پر اعتماد وبھروسہ کرنا حالانکہ سوائے مالک الملک عز شانہ کے کسی کو عالم میں ذرہ بھر کسی چیز کا اختیار نہیں ہے ہر امر میں سب اسی کے محتاج ہیں۔ وہ خداوند عالم ہر شئی پر قدرت تامہ رکھتا ہے بایں ہمہ اس کے صالحین فرمانبردار بندے حضرات انبیاء وصدیقین، شہداء، اولیاء کاملین، محدثین ومجتہدین تمام لوگوں سے افضل وبرتر اور اعلیٰ واشرف ہیں ان کی فرمانبرداری تعظیم وتکریم حد اعتدال افراط وتفریط سے بچ کر مطابق قرآن وحدیث لازم جزو ایمان ہے۔ جو مردود اس میں کوتاہی کرے بے ایمان واصل جہنم ہے۔

علیٰ ہذا بکثرت بدعات نکالکر تیجہ دسواں عرس برسی وغیرہم طریقہ سنت کی مخالفت کرکے بے بنیاد انکو اصل دین اسلام سمجھا جاتا سراسر اسلام میں رخنہ اندازی اور بغاوت کرنا ہے یہی تمام گمراہیوں کا منبع ہے کہ نہ اسکی نماز قبول نہ روزہ نہ حج نہ زکوٰۃ نہ فرائض نہ نوافل اور نہ صدقات اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جس طرح بال آٹے میں سے صاف نکل آتا ہے اسی کی تفصیل سارے ائمہ دین مسلمات سے قطعاً ثابت ومنقول ہو چکی اگر انہیں امور اعتقادیات اور اعمال امر ونواہی سے کوئی بزعم باطل اخبث خود کافر ومرتد ہو جاتا ہے تو تمام امت مرحومہ کے مقتدایان از سلف تا خلف کا اور خود فرقہ بریلویہ کے مولوی نعیم الدین کا بقول خود من شک فی کفرہ فقد کفر کا یقیناً اثام مرتکب ہونا پڑے گا۔

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین، شفیع المذنبین الموحدین سیدنا ومولانا محمد وآلہ الطیبین الطاہرین وصحبہ المکرمین واتباعہ المعظمین اجمعین۔